سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل

مرتبہ

ابنِ ہشام

Khuda Bakhsh O. P. Library
Patna
Acc No. 14201
Date 8-3-79
Section

حصّۂ دوم

ترجمہ
مولانا عبدالجلیل صدیقی

نظرثانی وتہذیب
مولانا غلام رسول مہر

ناشرین

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

لاہور ــــ حیدرآباد ــــ کراچی

شیخ شوکت علی اینڈ سنز
بندر روڈ۔ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

ناشر — شیخ نیاز احمد
مطبع — علمی پرنٹنگ پریس لاہور
اشاعت سوم — ۱۹۷۵ء
ہدیہ مکمل دو جلدیں — ۔/۔ روپے

SH. GHULAM ALI & SONS
PRICE
LAHORE

ناشرین
شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز
ادبی مارکیٹ چوک انارکلی لاہور

فہرست مندرجات

حصّۂ دوم

باب ۱۰۸ غزوات و سرایا

غزوۂ کُدر ۔ غزوۂ سویق ۔ قریش کا ظلم ۔ ابوسفیان کے اشعار ۔ غزوۂ ذی اَمَر ۔ غزوۂ بُحران ۔ بنی قینقاع کا واقعہ ۔ خوفناک شرارتیں ۔ عبداللہ بن اُبیّ کی گستاخی ۔ بنی قینقاع کا محاصرہ ۔ یہود و نصاریٰ سے دوستی ۔ سریۂ زید بن حارثہ ۔

باب ۱۰۹ کعب بن اشرف کا قتل

کعب کی خدا دشمنی ۔ مقتولین قریش کا مرثیہ ۔ حسان کا جواب ۔ میمونہ بنت عبداللہ کے اشعار ۔ کعب بن اشرف کا جواب ۔ مسلمانوں کی دل آزاری ۔ انصار کا منصوبہ ۔ کعب کی بدفطرتی ۔ انصار کی روانگی ۔ کعب کا قتل ۔ کعب بن مالک کے اشعار ۔ مُحیّصہ اور حُوَیّصہ ۔ مُحیّصہ کے اشعار ۔ بنی قریظہ کا واقعہ حُوَیّصہ کا اسلام ۔

باب ۱۱۰ غزوۂ اُحد
(۱)

مجموعۂ روایات ۔ قریش کا جوش مخالفت ۔ قریش کی جمعیت ۔ ابوعزہ ۔ عہد شکنی مسافع بن عبد مناف ۔ وحشی ۔ خواتین قریش ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویا ۔ مسلمانوں سے مشورہ ۔ عبداللہ بن اُبیّ ۔ مسلمانوں کا جوش ۔ منافقوں کی علٰحدگی ۔ آنکھ اور دل کا اندھا ۔ اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ ۔ جنگ کی تیاری ۔ کم عمر اصحاب کے لیے حکم ۔ ابودُجانہؓ ۔ فاسق ابوعمرو ابوسفیان کی سرگرمی ۔

خواتینِ قریش کا جوش، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق۔ زبیرؓ بن العوام کا بیان، حمزہؓ کی شہادت۔ ضمری اور ابن الخیار کی روایت۔ وحشی سے ملاقات۔ وحشی کا بیان۔ اسلام اور روپوشی۔ مُسیلمہ کذّاب کا قتل۔

باب ۱۱۱ غزوۂ اُحد (۲)

مصعبؓ بن عُمیر کی شہادت۔ دوسری روایت۔ عاصمؓ بن ثابت۔ عثمانؓ بن ابی طلحہ۔ حنظلہ غسیل الملائکہ۔ ابوسفیان کے اشعار۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار جوابی۔ حارث کے اشعار۔ شکست کا سبب۔ صواب حبشی۔ حسان بن ثابت کے اشعار۔ عمرہ حارثیہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم زخم۔ بے نصیب لوگ۔ زخموں پر زخم۔ زندہ شہید، ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ ابن السکن کی فداکاری۔ اُمّ عمارہ کی بہادری۔ ابو دجانہؓ اور سعد بن ابی وقاص۔ انس بن نضر۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔

باب ۱۱۲ غزوۂ اُحد (۳)

ابی بن خلف کا قتل۔ حسان بن ثابت کے اشعار، مزید اشعار۔ اللہ کا غضب سعدؓ بن ابی وقاص کا جذبہ۔ قریش کا تعاقب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت۔ ایمان اور ابن وقش کا قتل۔ یزید بن حاطب اور اس کا باپ۔ قزمان منافق کی موت۔ مخیریق کا واقعہ۔ حارث بن سُوید کا معاملہ، المجذر کا قتل۔ عمروؓ بن جموح کی شہادت۔ حمزہؓ اور ہند بنت اثاثہ کے اشعار، ہند بنت عتبہ کے اشعار۔ ابوسفیان اور حمزہؓ۔ عمرؓ بن خطاب اور ابوسفیان۔ ابوسفیان کی دھمکی۔ مشرکین کا تعاقب۔ شہداء کا معاملہ۔

باب ۱۱۳ غزوۂ اُحد (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ قرآن مجید اور تلقین صبر، شہداء کی نماز جنازہ صفیہؓ کا حزن وملال۔ عبداللہ بن جحش۔ شہداء کی تدفین۔ حمنہ کا غم واندوہ

خواتین انصار کا نوحہ و بکاء ۔ دیناری عورت کا واقعہ ۔ تلواریں دھوئی گئیں ۔
دشمن کو ہراساں کرنے کی تدبیر، مسلمانوں کا ولولۂ جہاد ۔ حمراء الاسد میں قیام ۔
معبد خزاعی کا واقعہ ۔ ابوسفیان کا پیام ۔ صفوان بن امیّہ کا مشورہ ، ابوعزّہ کا
قتل ۔ معاویہ بن مغیرہ کا قتل ۔ عبداللہ بن ابی کا حال ۔ بہت بڑی آزمائش ۔

باب ۱۴ غزوۂ اُحد اور قرآن مجید
(۱)

ساٹھ آیات ۔ اللہ پر بھروسا ۔ امدادِ ملائکہ کی بشارت ۔ بعض الفاظ کی تفسیر ۔
نصرت خدا کی طرف سے ہے ۔ سود کی ممانعت ۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت ۔ طلبِ مغفرت ۔ مکذبین کے انجام سے عبرت ۔ ہار جیت کا معاملہ
مجاہدین کے لیے جنت ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں ۔ موت کا وقت مقرر ہے ۔
انبیاء سابقین اور ان کے رفیق ۔ اطاعتِ کفار کا نتیجہ ۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے ۔

باب ۱۵ غزوۂ اُحد اور قرآن مجید !
(۲)

دنیا اور آخرت ۔ غزوۂ اُحد کی کیفیت ۔ بے خوفی اور خود فراموشی ۔ کافروں کی
روش سے دُور رہو ۔ اللہ کی راہ میں موت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم
طبعی ۔ عزم و توکل ۔ نبی کی شان ۔ مسلمان پر احسان ۔ غزوۂ اُحد کے مصائب
منافقوں کی کیفیت ۔ جہاد کی ترغیب ۔ شہداء اُحد کا مقام ۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ۔ نیکوں اور پرہیزگاروں کا ثواب ۔ غمزدہ نہ ہونا چاہیے ۔

باب ۱۶ شہدائے اسلام اور مقتولین قریش

اسمائے شہداء ۔ اسمائے مقتولین قریش ۔

باب ۱۷ جنگ اُحد کے متعلق اشعار
(۱)

ہمیرہ کے اشعار ۔ حسان بن ثابت کا جواب ۔ کعب کا جواب

باب ۱۱۸ **جنگ اُحد کے متعلّق اشعار (۲)**

ابن زبعری کے اشعار۔ حسان رضؓ بن ثابت کا جواب۔ کعب بن مالک کے اشعار۔ ضرار کے اشعار۔

باب ۱۱۹ **جنگ اُحد کے متعلّق اشعار (۳)**

ابن زبعری کے اشعار۔ حسان بن ثابت کے اشعار۔ عمرو بن عاص کے اشعار کعب کے جوابی اشعار۔ ضرار بن الخطّاب کے اشعار۔

باب ۱۲۰ **جنگ اُحد کے متعلّق اشعار (۴)**

عمرو ابن عاص کے اشعار۔ کعب بن مالک کے اشعار جوابی۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار۔ حجاج سلمی کے اشعار۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار۔

باب ۱۲۱ **جنگ اُحد کے متعلّق اشعار (۵)**

حسانؓ کے مزید اشعار۔ کعب کے اشعار۔ کعب کے مزید اشعار۔

باب ۱۲۲ **جنگ اُحد کے متعلّق اشعار (۶)**

کعب کے اشعار۔ ابن رواحہ کے اشعار۔ کعب کے مزید اشعار۔ ضرار کے اشعار۔ ابو زعنہ کا رجز۔ علیؓ کا رجز۔ عکرمہؓ بن ابوجہل کا رجز۔ اعشیٰ تیمی کے اشعار۔ حمزہؓ پر صفیہؓ کا ماتم۔ نعم کا ماتم۔ ابوالحکم کے اشعار۔ ہند کے اشعار۔

باب ۱۲۳ **رجیع کا دردناک واقعہ ؟ (۱)**

تعلیم دین کے لیے درخواست۔ قبیلۂ عضل اور قبیلہ قارہ کی غدّاری۔ مرثد ابن بکیر اور عاصم کی شہادت۔ میّت کی حفاظت۔ ابن طارق کی شہادت۔ ابن دثنہ کی شہادت۔ خبیبؓ کی شہادت۔ واقعۂ رجیع اور نزولِ قرآن۔

باب ۱۲۴ رجیع کا دردناک واقعہ (۲)

خبیبؓ کے اشعار۔ خبیبؓ کا مرثیہ۔ ایک اور مرثیہ۔ مزید اشعار۔ قبیلہ ہذیل کی ہجو۔ حسّانؓ کے اشعار۔ خبیبؓ اور رفقاء کا ماتم۔

باب ۱۲۵ بئر معونہ کا مشہد

بیر معونہ کا مشہد۔ جماعت کی روانگی۔ افرادِ جماعت۔ عامر بن طفیل کا غدروفریب ابن امیّہ اور منذر کا جذبۂ عمل۔ دو عامریوں کا قتل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ملال۔ بنی سلمٰی کے اسلام کا سبب۔ حسّان بن ثابت کے اشعار۔ حکم بن سعد اور امّ البنین کا نسب۔ ابن ورقاء کا قتل۔ شہداء کا مرثیہ۔ کعب بن مالک کے اشعار۔ قرطا کا نسب۔

باب ۱۲۶ یہود بنی نضیر کی جلاوطنی

بنی عامر کی دیت کا معاملہ۔ خفیہ سازش۔ حقیقت کا انکشاف۔ محاصرہ اور قطع نخل۔ بعض منافقوں کی انگیخت۔ نکل جانے کی اجازت۔ خیبر کون کون گئے؟ یہود کے مال کی تقسیم۔ بنی نضیر کے بارے میں آیاتِ قرآن۔ بنی نضیر کے سلسلے میں اشعار۔ سماک کے جوابی اشعار۔ ابن مرداس کے اشعار۔ خوّات بن جُبیر کا جواب۔ ابن مرداس کے مزید اشعار۔ کعبؓ یا ابن رواحہ کے اشعار۔

باب ۱۲۷ غزوۂ ذات الرّقاع

غزوۂ ذات الرّقاع کی تیاری۔ وجہ تسمیہ۔ صلوٰۃ خوف۔ معاملہ غُورث۔ جابرؓ کے اونٹ کا قصہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی واپسی۔

باب ۱۲۸ بدر الاخرہ اور دومۃ الجندل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا کوچ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور مخشی ضمری۔

رسول اللہ صلعم اور معبد خزاعی - بدر الآخرہ کے متعلق اشعار - حسان بن ثابت کے اشعار - غزوۂ دومۃ الجندل - رسول اللہ صلعم کی واپسی -

باب ۱۲۹ غزوۂ خندق (۱)

قریش کو یہود کی انگیخت - یہود اور غطفان - جنگ کے لیے روانگی - آیاتِ قرآن حکیم - مسلمانوں کا رجز - معجزات کا ظہور - سخت زمین نرم ہوگئی - کھجوروں میں برکت - جابرؓ کے کھانے میں برکت - آئندہ فتوحات کا نقشہ - قریش کا پڑاؤ مدینہ میں - حیؔ بن اخطب اور کعب بن اسد - کعب کی عہد شکنی کی تفتیش - منافقوں کے نفاق کا ظہور - غطفان سے صلح کی سلسلہ جنبانی -

باب ۱۳۰ غزوۂ خندق (۲)

عمرو بن عبدود کا قتل - حسان کے اشعار - سعدؓ بن معاذ کا حال - ابو اسامہ کے اشعار - صفیہؓ کا بیان - نعیم کا کارنامہ - مشرکین میں پھوٹ - مشرکین کی حالت کوچ کی منادی - حذیفہ کی واپسی -

باب ۱۳۱ غزوۂ بنی قریظہ

بنی قریظہ سے جنگ کا حکم - مسلمانوں کو دعوت - مقدمۃ الجیش - جبریلؑ - مزید مسلمان - بنی قریظہ کا محاصرہ - ابو لبابہ کی توبہ - نزولِ آیات - بشارت قبولِ توبہ ایک جماعت کا قبولِ اسلام - عمرو بن سعدیٰ قرظی کا معاملہ - سعدؓ بن معاذ ثالثی رسول اللہ صلعم کا اتفاق - ابن ہشام کی روایت - بنی قریظہ کی قتل گاہ - ایک عورت سے قصاص - زبیر ابن باطا - قرظی کا واقعہ - عطیہؔ اور رفاع کا معاملہ - بنی قریظہ کے اموال کی تقسیم - ریحانہ کا واقعہ - آیاتِ قرآنی کا نزول - تشریح -

باب ۱۳۲ غزوۂ خندق کے متعلق اشعار ؟ (۱)

سعد ابن معاذ کی وفات - شہدائے یوم خندق - مشرکین کے مقتول - مشرکین کی

درخواست۔ واقعہ بنی قریظہ کے شہید۔ قریش کے بارے میں ارشاد۔ مزار کے اشعار کعب کے اشعار۔ ابن زبعری کے اشعار۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار۔ کعب کے مزید اشعار۔

باب ۱۳۳ غزوۂ خندق کے متعلق اشعار (۲)

کعب کے اشعار۔ کعب کے مزید اشعار۔ مسافع کے اشعار۔ مسافع کے مزید اشعار۔ ہبیرہ کے اشعار۔ ہبیرہ کے مزید اشعار۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار مزید اشعار۔ واقعہ بنی قریظہ پر اشعار۔ سعد اور دیگر شہداء پر اشعار۔ بنی قریظہ پر مزید اشعار۔ ابوسفیان کے اشعار۔ ابن جوال کے اشعار۔

باب ۱۳۴ ابن ابی الحقیق کا قتل اور غزوۂ بنی لحیان !

خزرجیوں کی درخواست۔ ابن ابی الحقیق تک رسائی۔ حسانؓ کے اشعار۔ عمروؓ بن العاص۔ نجاشی کی خدمت میں عمرو ضمری کے قتل کی درخواست۔ عمروؓ ابن العاص اور خالدؓ بن ولید کا اسلام۔ عثمان بن طلحہ کا اسلام۔ غزوۂ بنی لحیان۔ ذہاب و ایاب۔ جابر بن عبداللہ کی روایت۔ کعب بن مالک کے اشعار۔

باب ۱۳۵ غزوۂ ذی قرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اونٹوں پر چھاپا۔ ابن الاکوع کی دلاوری۔ دین حق کے سوار۔ رسول اللہ صلعم کی نصیحت۔ محرز کی سبقت اور شہادت۔ مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام۔ غفاری کی بیوی اور اس کی نذر۔ حسانؓ کے اشعار۔ سعد بن زید کی خفگی۔ حسانؓ کے مزید اشعار۔ کعب بن مالک کے اشعار۔ شداد کے اشعار

باب ۱۳۶ غزوۂ بنی مصطلق

جنگ کی تاریخ۔ جنگ کا سبب۔ جہجاہ اور اسلام کا جھگڑا۔ عبداللہ بن اُبی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور اسید بن حضیر۔ فتنے سے حفاظت کی تدبیر۔ رفاعہ بن

زید کی موت - ابن ابی کے بارے میں نزولِ وحی - ابن اُبی کی قوم - ابن صبابہ کی حیلہ جوئی - جویریہؓ بنت حارث کا معاملہ - حارث کا واقعہ - ولید بن عقبہ اور بنو المصطلق -

باب ۱۳۷ واقعۂ افک

سلسلۂ روایت - ازواج کے باب میں قرعہ اندازی - عائشہؓ کا ہار گرنا - صفوان بن معطل - افک کے اثرات - اصل واقعے کا علم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ابن ابی اور حمنہ بنت جحش - غلط اثرات - تحقیق حالات - عائشہؓ کی کیفیت - صبر جمیل بشارت برأت - ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ - نزولِ وحی - ابو بکر اور مسطح - صفوان اور حسانؓ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حسانؓ کی دلداری - معذرتی اشعار - حسانؓ اور مسطح کی ہجو -

باب ۱۳۸ واقعۂ حدیبیہ

ادائے عمرہ کے لیے روانگی - دعوتِ عام - کل تعداد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بشر بن ابی سفیان - کشمکش سے احتراز - تیر لے جانے والا فرد - ناجیہ کے اشعار - بدیل اور قبیلۂ خزاعہ - مکرز و حلیس - عروہ بن مسعود - خراش قریش کے پاس - قریش کے آدمی - عثمانؓ بن عفان -

باب ۱۳۹ بیعت رضوان

بیعتِ جنگ - بیعت میں سبقت - مصالحت کی کوشش - عمرؓ کا جوش - صلحنامہ ابو جندل کا واقعہ - قربانی کے اونٹ ذبح کرنا - سورۂ فتح کا نزول - پیچھے رہ جانے والوں کا ذکر - خوشنودی باری تعالیٰ - کامرانی کی بشارت - کفار - رسولؐ اور مومنین - ابو بصیر کا معاملہ - عامری کا قتل - ابو بصیر کے پاس اجتماع - عامری کا معاملہ - امّ کلثوم کی ہجرت - عروہ کے جواب کی طرف عود - ابن اسحٰق کا سوال

باب ۱۴۰ غزوۂ خیبر (۱)

خیبر کی طرف روانگی ۔ عامر بن الاکوع کی حُدی ۔ عامر کی شہادت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ، اہل خیبر کا فرار ۔ راستے کی منزلیں ۔ غطفان کی امداد ۔ قلعوں کی تسخیر ۔ چند چیزوں کی ممانعت ۔ صنعانی کی روایت ۔ بنی سہم کا حال ۔ مرحب کی آمد ۔ رجز اور جوابی رجز ۔ مرحب کا قتل ۔ مرحب کے بھائی کا قتل ۔ علیؓ کی شان ۔ کعب بن عمرو کا واقعہ ۔

باب ۱۴۱ غزوۂ خیبر (۲)

اُم المومنین صفیہ کا واقعہ ۔ کنانہ بن ربیعہ کو سزا ۔ اہلِ خیبر سے مصالحت ۔ زہر آلود گوشت ۔ مدینہ کی طرف واپسی ۔ چربی سے بھرا ہوا توشہ دان ۔ صفیہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ کا نکاح ۔ بلالؓ کا پہرہ ۔ ابن لقیم کے اشعار ۔ خیبر میں عورتوں کی شرکت ۔ شہدائے خیبر ۔ اسود راعی کا واقعہ ۔ حجاج بن علاط سلمی حسانؓ کے اشعار ۔ ناجیہ کے اشعار ۔ خیبر کے مال ۔ اسباب کی تقسیم ۔ اٹھارہ مجموعے الکتیبہ کی تقسیم ۔ ازواج مطہراتؓ کا حصّہ ۔ فدک کا معاملہ ۔ بنی الدار کا نسب تخمینے کا نظام ۔ ابن سہل کا قتل ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ۔ مزید دو روایتیں یہود کی جلاوطنی ۔ وادی القریٰ کی تقسیم ۔

باب ۱۴۲ مہاجرینِ حبشہ کی مراجعت

جعفر بن ابی طالب کی آمد ۔ مہاجرین حبشہ کے نام ۔ سعید بن العاص کے اشعار بنی اسد ۔ بنی عبدالدار ۔ بنی زہرہ اور بنی تیم ۔ بنی جمح ۔ بنی سہم وغیرہ ۔ بقیہ مہاجرین بنی امیہ ۔ بنی اسد اور بنی عبدالدار ۔ بنی زہرہ ۔ بنی تیم ۔ بنی مخزوم ۔ بنی جمح ۔ بنی سہم ۔ بنی عدی ۔ بنی عامر اور بنی حارث ۔ حبشہ میں متوفی مہاجرین ۔ اولاد ذکور و اناث ۔

باب ۱۴۳ عمرۂ قضا

عمرہ کے لیے روانگی سعی و طواف ۔ موکب رسالت ۔ میمونہؓ سے نکاح ۔ نزولِ قرآن ۔

باب ۱۴۴
غزوۂ موتہ

لشکر کا انتظام ۔ یکے بعد دیگرے تین امیر ۔ عبد اللہ بن رواحہ کا گریہ ۔ ہرقل کی دو لاکھ فوج ۔ عبد اللہ بن رواحہ کے اشعار ۔ شوقِ شہادت ۔ جنگ ۔ زید کی شہادت ۔ جعفر کی شہادت ۔ عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت ۔ خالد بن ولید کی سالاری ۔ لشکر کی واپسی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن ۔ مالک بن زافلہ کا قتل ۔ کاہنہ کا انتباہ ۔ لشکر کا استقبال ۔

باب ۱۴۵
موتہ کے متعلق اشعار

قیس بن مسحر کے اشعار ۔ حسان بن ثابت کے اشعار ۔ کعب بن مالک کے اشعار جعفر بن ابی طالب کا مرثیہ ۔ زید اور عبد اللہ کا مرثیہ ۔ ایک مسلمان کے اشعار شہدائے موتہ ۔

باب ۱۴۶
صُلح حدیبیہ کی خلاف ورزی

بنی بکر اور بنی خزاعہ کی خونریزی ۔ صُلح حدیبیہ ۔ بنی بکر کی زیادتی ۔ تمیم کے اشعار اخزر کے اشعار ۔ بدیل کے اشعار ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت کی درخواست ۔ ابن ورقار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ۔ صُلح کے لیے سلسلہ جنبانی ۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کا مشورہ ۔ قریش میں تشویش ۔

باب ۱۴۷
فتح مکہ (۱)

فتح مکہ کے لیے تیاری ۔ حسان بن ثابت کے اشعار ۔ حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ۔ خط پکڑا گیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی ۔ مرّ الظہران میں ڈیرا عباس بن عبد المطلب ۔ ابن حارث اور ابن امیہ کا اسلام ۔ ابن حارث کے اشعار ابو سفیان بن حرب ۔ ابو سفیان کو پناہ ۔ قبولِ اسلام ۔ ابو سفیان کا گھر پناہ گاہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا گزر ۔ ابو سفیان کی واپسی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں ۔ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ۔ اسلامی لشکر کا داخلہ مکہ میں ۔

باب ۱۴۸ فتح مکہ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ۔ حکم قتل کا سبب ۔ مزید مجرم افراد ۔ کون کون قتل ہوئے ؟ ام ہانی کی پناہ ۔ طواف بیت اللہ ۔ خطبہ شریفہ ۔ امن و آزادی کی بشارت ۔ بیت اللہ کی تصاویر ۔ عتاب و حارث کا اسلام ۔ قتل کا ایک واقعہ حرمت کعبہ کے بارے میں ایک خطبہ ۔ مقتول کا خون بہا ۔ انصار کو اطمینان ۔ بُت گرا دیے گئے ۔ فضالہ کا اسلام ۔ صفوان بن امیہ کو امان ۔ عکرمہ اور صفوان کا اسلام ۔

باب ۱۴۹ فتح مکہ کے متعلق اشعار (۱)

ابن زبری کا اسلام ۔ ابن زبری کے اشعار ۔ مزید اشعار ۔ ہبیرہ کے اشعار ۔ فتح مکہ میں حاضر ہونے والے مسلمان ۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار ۔ انس بن زُنیم کے اشعار ۔ بُدیل بن عبد مناف کے اشعار ۔ بجیر کے اشعار ۔

باب ۱۵۰ فتح مکہ کے متعلق اشعار (۲)

ابن مرداس کے اشعار ۔ ابن مرداس کا اسلام ۔ جعدہ کے اشعار ۔ بجیر کے اشعار خالدؓ اور بنی خزیمہ ۔ واقعے کی تفصیل ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردِیا ۔ بجیر کے اشعار ۔ خالدؓ اور بنی خزیمہ ۔ واقعے کی تفصیل ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویا ۔ علی کی روانگی ۔ خالدؓ کی معذرت ۔ عبدالرحمٰن اور خالد میں جھگڑا ۔ قریش اور بنی جذیمہ کا معاملہ ۔ سلمٰی کے اشعار ۔ ابن مرداس کے اشعار ۔ وہب کے جوابی اشعار ۔ بنی جذیمہ کے غلاموں کا رجز ۔ عزیٰ کی بربادی ۔

باب ۱۵۱ غزوۂ حُنین (۱)

ہوازن کا اجتماع ۔ دُرید ابن صمہ ۔ مالک بن عوف کے جاسوس ۔ ابن ابی حدرد زرہیں اور ہتھیار ۔ فوج کی تعداد ۔ ابن مرداس کا قصیدہ ۔ ذات انواط کا قصہ ہوازن کا مقابلہ ۔ ثابت قدم اصحاب کے اسماء ۔ شیبہ بن عثمان کا واقعہ ۔

عباسؓ کی پکار پر اجتماع - علیؓ اور ایک انصاری کا کارنامہ - امِ سُلیم کا واقعہ - مالک بن عوف کے اشعار - ابو قتادہ کا قصہ - ملائکہ کی نصرت - مشرکین کی شکست۔

باب ۱۵۲ غزوۂ حُنین (۲)

قارب اور اس کی قوم کا فرار - ابن مرداس کا دوسرا قصیدہ - دُرَید بن صمۃ کا قتل عمرہ کے اشعار - مزید اشعار - بنی رُیاب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا - ایک اور روایت - ابو عامر کی شانِ اسلامیت - ضعفاء کے قتل کی ممانعت - بجاد اور شیما کا قصہ - رضاعی بہن سے حسنِ سُلوک - قرآن مجید اور جنگِ حُنین - شہدائے حُنین کے اسماء - قیدی اور مالِ غنیمت -

باب ۱۵۳ غزوۂ حُنین کے متعلق اشعار (۱)

اشعار کا پہلا مجموعہ - دوسرا مجموعہ - تیسرا مجموعہ - چوتھا مجموعہ - پانچواں مجموعہ - چھٹا مجموعہ - ساتواں مجموعہ - آٹھواں مجموعہ - نواں مجموعہ -

باب ۱۵۴ غزوہ حنین کے متعلّق اشعار (۲)

ضمضم کے اشعار - ابو خراش کے اشعار - ایک ہوازنی کے اشعار - بھائیوں کا مرثیہ - ابو ثواب کے اشعار - ابن وہب کے اشعار - خُدیج کے اشعار -

باب ۱۵۵ غزوۂ طائف

طائف میں اجتماع - کعب کے اشعار - کنانہ کے اشعار - طائف کا راستہ - یوم شدخہ - ثقیف سے گفت وشُنید - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب - مسلمانوں کی روانگی اور اس کا سبب - عُیَینہ کا مخفی ارادہ - ثقیف کے آزاد شدہ غلام - اُبی بن مالک - ضحاک کے اشعار - مہاجر شہداء انصار شہداء ہوازن کے لیے دعا - ہوازن پر احسان - کنیزوں کی واپسی -

☆

باب ۱۵۶ حُنین وطائف کے متعلقات

مالک بن عوف کا اسلام ۔ مالک کا منصب ۔ مالِ غنیمت ۔ مؤلفۃ القلوب کے لیے عطایا ۔ غنیمتِ حُنین کی تقسیم ۔ ذوالخویصرہ تمیمی کا اعتراض ۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار ۔ انصار کا واقعہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ ۔ عمرہ کی تاریخ ۔

باب ۱۵۷ کعب بن زہیر اور بانت سعاد

کعب بن زہیر ۔ بجیرؓ کا پیغام ۔ ایک اور روایت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ۔ بجیرؓ کے اشعار ۔ بارگاہ رسالت میں کعب کی حاضری قصیدۂ بانت سعاد ۔ انصار کی مدح ۔

باب ۱۵۸ غزوۂ تبوک

تبوک کے لیے تیاری کا حکم ۔ جد بن قیس کا تخلف ۔ شدت گرما کا عذر بارد ۔ دعوتِ اتفاق مال "رونے والوں کا حال" ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی منافقین کا تخلف ۔ علیؓ بن ابی طالب ۔ ابوخیثمہ کا واقعہ ۔ مسلمان مقام حجر میں زہری کی روایت ۔ اہل نفاق ۔ ابن نصیت کا واقعہ ۔ ابوذرؓ غفاری ۔ ابوذرؓ کی وفات ۔ منافقین کی حرکتیں ۔ حاکم ایلہ سے صلح ۔ حاکم دومہ کی اطاعت ۔ واپسی کا سفر ۔ ذوالبجادین کی وفات ۔ ذوالبجادین کی وجہ تسمیہ ۔ پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق سوال ۔ مسجد ضرار ۔ انہدام کا حکم ۔ بانیانِ مسجد ضرار ۔ مدینہ سے تبوک تک مساجد ۔

باب ۱۵۹ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہؓ

پیچھے رہ جانے والے تین شخص ۔ کعب کا تخلف ۔ صاف گوئی اور راست بازی قطعِ تعلق ۔ ایک عبرتناک واقعہ ۔ غسانی حاکم کا خط ۔ بیوی سے علٰحدگی کا حکم عفو کی بشارت ۔ صحابہ کی شادمانی ۔ کعب بارگاہ نبوی میں ۔ راست گوئی کی بدولت سرفرازی ۔

باب ۱۶۰ وفد ثقیف

عروہ بن مسعود کا اسلام ۔ عروہ کی شہادت ۔ ثقیف کا باہم مشورہ ۔ عمرو بن امیہ اور عبدیالیل ۔ بارگاہِ رسالت میں وفد ۔ مدینہ میں حاضری ۔ گفت وشنید ۔ ثقیف کے مطالبے ۔ عثمان بن ابی العاص کی امارت ۔ رمضان اور وفد ثقیف ۔ امیر ثقیف سے عہد ۔ طاغیہ کا انہدام ۔ اموالِ طاغیہ سے ادائے قرض ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر ۔

باب ۱۶۱ پہلا اسلامی حج اور اعلانِ برائت

امیرِ حج ۔ سورۂ برائت کا نزول ۔ مشرکین سے جہاد کا حکم ۔ آبادی مساجد کے حق دار ۔ مشرک کعبے کے نزدیک نہ آئیں ۔ اہل کتاب کے متعلق ۔ نسی کا رد ۔

باب ۱۶۲ سورۂ برائت کی تفسیر

تبوک کے بارے میں آیات ۔ اہلِ نفاق ۔ آیاتِ قرآن ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے ۔ آیات سے ہنسی مذاق ۔ کفار و منافقین کے خلاف جہاد ۔ نفلی صدقات ۔ باطل عذر ۔ ابن ابی کی نمازِ جنازہ ۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ۔ مخلص معذورین ۔ منافق اعراب ۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ۔ دُہرے عذاب کے سزاوار ۔ معترفینِ گناہ ۔ اصحاب ثلاثہ ۔ اصحابِ مسجدِ ضرار ۔

باب ۱۶۳ غزوات کے متعلق اشعار

حسانؓ کے اشعار ۔ اشعار کا دوسرا مجموعہ ۔ تیسرا مجموعہ

باب ۱۶۴ وفد بنی تمیم

عربوں کا اسلام ۔ وفد بنی تمیم ۔ ارکانِ وفد ۔ عطارد کی تقریر ۔ ثابت بن قیس کا جواب ۔ زبرقان کے فخریہ اشعار ۔ حسانؓ بن ثابت کا جواب ۔ زبرقان کے دوسرے اشعار ۔ حسانؓ کا جواب ۔ وفد کا اسلام ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحرِ کرم ۔

باب ۱۶۵ بنی عامر اور بنی سعد بن بکر کے وفد

وفد بنی عامر کے ارکان - عامر بن طفیل کا ارادۂ بد - عامر کی موت - اربد کی موت لُبید کا پہلا مرثیہ - لُبید کا دوسرا مرثیہ - لُبید کا تیسرا مرثیہ - لُبید کا چوتھا اور پانچواں مرثیہ - بنی سعد بن بکر کا وفد - ضمام بن ثعلبہ کے سوال اور جواب - قوم کو اسلام کی دعوت -

باب ۱۶۶ مختلف وفود (۱)

وفد عبد القیس - جارود کا اسلام - فتنۂ ارتداد میں جارود کا موقف - ابن ساوی کا اسلام - وفد بنی حنیفہ - مُسیلمہ کذّاب کی گفتگو - مُسیلمہ کا ارتداد - وفد طے، اور زید الخیل - زید کی وفات - عدی بن حاتم - بہن کی گرفتاری - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حسنِ سلوک - عدی کا مشورہ - بارگاہِ رسالت میں حاضری پیشگوئیاں پوری ہوگئیں - فروہ بن مُسیک - فروہ کے اشعار - فروہ کا اسلام -

باب ۱۶۷ مختلف وفود (۲)

بنی زبیدہ - ابن معدی کرب کے اشعار - وفد کندہ - آکل المرارعے - انتساب اشعث کی نسبت - سرداز دی - دعا کی درخواست - اہلِ جرش کا اسلام - ملوک حمیر کے قاصد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مکتوب گرامی - معاذ بن جبل کو وصیت - فروہ بن عمرو کا اسلام - رومیوں کا جبر - فروہ کی شہادت - بنی حارث کا اسلام - خالدؓ کا مکتوب - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جواب - بنی حارث کے وفد سے بات چیت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تحریر -

باب ۱۶۸ مختلف وفود (۳)

رفاعہ بن زید خزاعی - وفد ہمدان - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تحریر - مُسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی - دجّالین کے متعلق پیش گوئی امراء اور عمالِ صدقات مُسیلمہ کذّاب کا خط اور اس کا جواب -

باب ۱۶۹ حجۃ الوداع !

حج کے لیے تیاری ۔ حضرت عائشہ رض کا معاملہ ۔ یمن سے حضرت علی رض کی واپسی حضرت علی رض کے خلاف شکایت کا سبب ۔ خطبۂ حجۃ الوداع ۔ مہینوں کی گنتی عورتوں کے حقوق ۔ اسلامی برادری ۔ دوسرا خطبہ ۔ ابن خارجہ کی روایت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض تعلیمات ۔ لشکر اسامہ بن زید رض ۔ حکمرانوں کی طرف قاصد ۔ قاصدوں کے نام ۔ ابن حبیب کی روایت ۔ حضرت عیسیٰ ع کے قاصد ۔

باب ۱۷۰ غزوات وسرایا (۱)

تعداد غزوات ۔ سرایا ۔ غزوۂ غالب بن عبد اللہ ابن بکیث کی مصیبت ۔ مسلمان صاف نکل آئے ۔ مسلمانوں کا شعار ۔ باقی غزوات ۔ غزوۂ زید بن حارثہ ۔ ابن ہشام کا بیان ۔ تصفیہ ہوگیا ۔ حالات میں پیچیدگی ۔ رفاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ۔ ابوجہل کے اشعار ۔ غزوہ بنی فزارہ ۔ ام قرفہ اور اس کی بیٹی ۔

باب ۱۷۱ غزوات وسرایا (۲)

غزوۂ عبد اللہ بن رواحہ ۔ غزوہ عبد اللہ بن انیس ۔ عصا کا تحفہ ۔ ابن انیس کے اشعار ۔ دوسرے غزوات ۔ غزوۂ عیینہ بن حصن ۔ بنی العنبر کے آدمیوں کی گرفتاری ۔ سلمیٰ بن عتاب کے اشعار ۔ فرزدق کے اشعار ۔ غزوۂ غالب بن عبد اللہ ۔ غزوۂ عمرو ابن العاص ۔ رافع طائی کی روایت ۔ ابوبکر رض کی نصیحت ابوبکر رض کا قبولِ خلافت ۔ عوف اشجعی کا بیان ۔

باب ۱۷۲ غزوات وسرایا (۳)

غزوۂ ابوحدرد ۔ ابن حابس اور ابن حصن کا جھگڑا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ۔ محلم کی موت ۔ غزوۂ ابوحدرد و غابہ میں مسلمانوں کی فتح ۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ۔ پانچ خصلتیں ۔ غزوہ ابن عوف ۔ غزوہ ابو عبیدہ بن جراح ۔ جیش عمرو بن اُمیہ ۔ قرشی کا قتل ۔ بنی بجہ کے ایک آدمی کا قتل ۔ غزوہ زید بن حارثہ ۔

باب ۱۷۳ غزوات وسرایا (۴)

غزوہ سالم بن عُمیر ۔ ابو عفک کا نفاق ۔ ابو عفک کا قتل ۔ غزوہ عُمیر بن عدی ۔ حسانؓ بن ثابت کے اشعار ۔ عصماء کا قتل ۔ بنو خطمہ کا حال ۔ ثمامہ کا اسلام ۔ ثمامہ کا عمرہ ۔ سریہ علقمہ بن مجزز ۔ سریہ کرز بن جابر ۔ غزوہ علیؓ بن ابی طالب لشکرِ اسامہؓ ۔

باب ۱۷۴ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی وفات (۱)

آغاز مرض ۔ بقیع میں دعائے مغفرت ۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت ۔ ازواج مطہرات ۔ حضرت خدیجہؓ ۔ حضرت عائشہؓ ۔ حضرت سودہؓ ۔ حضرت زینبؓ بنت جحش ۔ حضرت ام سلمہؓ ۔ حضرت حفصہؓ ۔ حضرت ام حبیبہؓ ۔ حضرت جویریہؓ حضرت صفیہؓ ۔ حضرت میمونہؓ ۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ۔ ازواج مطہرات کی تعداد اور حسنِ معاشرت ۔ قرشی ازواجِ مطہرات ۔ عرب اور غیر عرب ازواج مطہرات ۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں قیام ۔ مرض کی شدت ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند کلمات ۔

باب ۱۷۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۲)

لشکر اسامہؓ کے لیے حکم ۔ انصار کے لیے وصیت ۔ دوا کا معاملہ ۔ اسامہؓ کے لیے دعا ۔ ابو بکرؓ نماز پڑھائیں ۔ یوم وفات ۔ مسجد میں تشریف فرمائی ۔ عباسؓ اور علیؓ وفات سے کچھ پہلے ۔ عمرؓ کی حالت ۔ ابو بکرؓ کا موقف ۔ ابو بکرؓ کا خطبہ ۔

باب ۱۷۶ ثقیفۂ بنی ساعدہ

اختلاف وانتشار ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا مشورہ ۔ عمرؓ کا ایک خطبہ ۔ ثقیفۂ بنی ساعدہ

میں اجتماع ۔ خطیب انصار کی تقریر ۔ ابوبکرؓ کے ارشادات ۔ ابوبکرؓ سے بیعت
اور انصار کی بیعتِ عام ۔ ابوبکرؓ کا خطبہ ۔

باب ۱۷۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

غسل دینے والے لوگ ۔ غسل کس طرح دیا گیا ؟ تکفین ۔ نماز جنازہ اور تدفین ۔
قبر میں اتارنے والے لوگ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری شخص
آخری ارشادات ۔ فتنۂ ارتداد اور اس کا استیصال ۔

باب ۱۷۸ حسانؓ بن ثابت کے ماتمی اشعار

پہلا مرثیہ ۔ دوسرا مرثیہ ۔ تیسرا مرثیہ ۔ چوتھا مرثیہ ۔

باب (ل)

جزو دوم

غزوات و سرایات

غزوۂ کُدر

ابن اسحٰق نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام فرمایا، حتیٰ کہ بذاتِ خود بنی سُلیم کا ارادہ فرمایا، ابن ہشام نے کہا، مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری یا ابن مکتوم کو حاکم بنایا۔ ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد آپ ان کے (بنی سُلیم) چشموں میں سے ایک چشمے پر پہنچے، جس کا نام کُدر تھا[۱] اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ پھر آپ نے مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعدہ قیام فرمایا۔ آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیہ لے کر چھوڑ دی گئی۔

غزوۂ سویق

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا: ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سویق کی اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کی زیرِ نگرانی رہا۔ محمد بن جعفر بن الزبیر، یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عبداللہ بن کعب بن مالک سے، جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی، وہ یہ ہے، جب ابوسفیان مکہ کی جانب واپس ہوا اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے لوٹے تو ابوسفیان نے منت مانی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرے اس وقت تک جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا، پس قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دو سو سوار لے کر نکلا۔ اور نجد والی راہ اختیار کی۔ حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک برید[۲] یا اس کے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر اندھیرے ہی میں بنی نضیر کے پاس آیا اور حُیَیّ بن اخطب کے گھر کا دروازہ جا کر کھٹکھٹایا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور ڈر گیا۔

قریش کا ظلم

وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا، جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور خزانچی تھا۔ اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اجازت دی۔ میزبانی

۱؎ اسے ارحضیہ کے قریب بتایا جاتا ہے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بئر معونہ کے نزدیک ہے یاقوت کے بیان کے مطابق، مدینہ منورہ سے کوئی چھیانوے میل تھا۔ ۲؎ برید سے مراد ہے ڈاک کی چوکی جس کی مسافت بارہ میل مانی گئی ہے۔

کی بھلایا پلایا، لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر (ابو سفیان) رات کے آخری حصے میں نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ قریش کے چند آدمی مدینہ کی جانب روانہ کیے وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے، جس کا نام عُریض تھا، آئے اور وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگادی۔ انصار میں سے ایک شخص اور اس کے ایک حلیف کو وہاں پایا۔ جو کھیت میں تھے، دونوں کو قتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے۔ لوگوں کو اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے۔ وہاں سے مراجعت فرمائی۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بچ کر نکل گئے۔ آپ کے ہمراہیوں نے ان کا کچھ سامان رسد دیکھا، جو بچ نکلنے کے اضطراب میں بوجھ کم کرنے کے لیے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لیے کوئی جنگ ہو جائے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔

ابن ہشام نے کہا: آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو، جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابو لبابہ تھی، حاکم بنایا تھا۔ ابو عبیدہ نے مجھے کہا کہ اس جنگ کا نام غزوۃ السویق اس لیے رکھا گیا کہ قریش نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا، اس میں زیادہ حصہ سویق (ستو) کا تھا اور مسلمان ستوؤں (سویق) پر ٹوٹ پڑے اس لیے اس کا نام غزوۂ سویق رکھا گیا۔

ابو سفیان کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابو سفیان بن حرب نے اس کی میزبانی کے متعلق کہا:

وَاِنِّیْ تَخَیَّرْتُ الْمَدِیْنَةَ وَاحِدًا   لِحِلْفٍ فَلَمْ اَنْدَمْ وَلَمْ اَتَاَثَّمِ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لیے منتخب کیا تو پچتایا نہیں
اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے قابلِ ملامت ہو جاؤں۔

سَقَانِیْ فَرَوَّانِیْ کُمَیْتًا مُدَامَةً   عَلٰی عَجَلٍ مِّنِّیْ سَلَامُ بْنُ مِشْکَمِ

سلام مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی باوجود اس کے کہ مجھے ادھر سے
نکل جانے کی جلدی تھی۔

وَلَمَّا تَوَلَّی الْجَیْشُ قُلْتُ وَلَمْ اَکُنْ   لِاُفْرِحَهٗ اَبْشِرْ بِعِزٍّ وَّ مَغْنَمِ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے کہا، جنگ اور غنیمت
کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں اس پر بار ڈالوں۔

تَأَمَّلْ فَإِنَّ الْقَوْمَ سِرٌّ وَإِنَّهُمْ
صَرِيحُ لُؤَيٍّ لَا شَمَاطِيطُ جُرْهُمِ

(اس بات پر، غور کر لو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں اور خاص لؤی کی اولاد ہیں۔ جرہم کا خلط ملط شدہ گروہ نہیں۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضَ لَيْلَةِ رَاكِبٍ
أَتَى سَاعِيًا مِنْ غَيْرِ خَلَّةِ مُعْدِمِ

(ابن مشکم سے میری ملاقات) کسی سوار کے رات کے تھوڑے سے وقت میں ٹھہرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے بغیر صرف کمانے کے لیے آیا ہو۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا، پھر غطفان کے لیے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوۂ ذی امر ہے۔ بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمانؓ بن عفان کو حاکم بنایا۔

ابن اسحاق نے کہا، صفر کا پورا مہینا یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہ ہوئی۔ ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ میں قیام فرما رہے۔

غزوۂ بحران

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے مقابلے کے ارادے کے ساتھ تشریف لے چلے۔

بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا:

ابن اسحاق نے کہا: بحران تک پہنچے جو ضلع الفرعؒ میں حجاز کی ایک کان ہے۔ وہاں آپ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے، کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ پھر واپس مدینہ تشریف لائے۔

بنی قینقاع کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ غزوے کے اثنا میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ واقعہ یوں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سوق بنی قینقاع میں جمع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، احْذَرُوا مِنَ اللهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النِّقْمَةِ وَأَسْلِمُوا۔

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو، کہیں قریش کی سی سزا کا نشانہ بن جاؤ اور اسلام اختیار کرو۔

ؒ فرع کے تلفظ اور مقام و محل کے متعلق اختلاف ہے۔ ایک مشہور الفرع ہے جو مدینہ منورہ سے ایک میل پر ہوگا اور بڑا سرسبز خطہ ہے۔ یاقوت کا بیان ہے کہ بحران اسی میں واقع ہے اور ضلع الفرع سے مراد وہی مقام ہے جو خاصے بڑے خطے کا مرکز ہے۔ ایک مقام الفرع مدینہ منورہ سے نزدیک ہے، وہ صرف ایک قریہ ہے۔

انھوں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمھاری قوم کی طرح ہیں، تم اس دھوکے میں نہ رہنا۔ تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا، جنھیں جنگ کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا، اس لیے ان پر موقع پا لیا۔ ہماری حالت یہ ہے کہ واللہ! اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمھیں معلوم ہو گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ نے، اس نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی بنا پر بیان کیا کہ یہ آیتیں انھیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

(۳: ۱۲ - ۱۳)

(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے، جنھوں نے کفر کیا ہے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ بہت برا فرش ہے دو جماعتیں، جو مقابل ہوئیں، بے شبہہ اس میں تمھارے لیے نشانی تھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور قریش) ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر۔ وہ انھیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ) دیکھنا آنکھ کا (ہے) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے بے شبہہ اس (واقعے) میں بینائی والوں کے لیے عبرت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں کا پہلا گروہ ہے جس نے وہ عہد توڑ دیا، جو ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد کے درمیانی زمانے میں انھوں نے جنگ کی۔

خوفناک شرارتیں

ابن ہشام نے کہا: عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابو عون سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا: عرب کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی۔ انھوں نے خاتون کا چہرہ بے نقاب کرانا چاہا تو اس نے انکار کیا۔ سنار نے اس بے چاری کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو کپڑا اٹھ گیا اور ان سب نے اس کی ہنسی اڑائی۔ وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ وہ یہودی تھا، یہودیوں

نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے شہید کر دیا۔ اس مسلمان کے اقربا نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی۔ آخر مسلمانوں کو غصہ آگیا۔ اس طرح ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

عبد اللہ بن اُبیّ کی گستاخی

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ جب اللہ نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبد اللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجیے۔ راوی نے کہا: آپ نے اس کی جانب سے روئے مبارک پھیر لیا اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کی جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَرْسِلْنِی (مجھے چھوڑ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غصہ آگیا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا۔ آپ نے پھر فرمایا:

وَیْحَکَ اَرْسِلْنِی (تیرے لیے خرابی ہو، مجھے چھوڑ)۔ اس نے کہا نہیں، بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ آدمیوں اور تین سو زرہ پوشوں، سُرخ و سیاہ نے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انھیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے؟ بخدا میں آفاتِ زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

بنی قینقاع کا محاصرہ

ابن ہشام نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا: محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: جب بنی قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبد اللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ عبادہ بن الصامت، بنی عوف ہی کے ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا انھیں بھی ویسا ہی تعلق تھا، جیسا عبد اللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ کے آگے بنی قینقاع کے حلیف ہونے سے دستبرداری اختیار کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علٰحدگی کا اعلان

کرتے ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں، ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہود و نصاریٰ سے دوستی

راوی نے کہا: عبد اللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا، وہ انھیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہ اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے، دیکھے گا۔

(۵: ۵۱-۵۲)

اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے، جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف لگا ہوا ہے۔

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

وہ جلدی کرتے ہیں، ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ کہیں ہم پر کوئی آفت نہ آجائے پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے، اس پر پچھتائیں گے اور ایمان دار کہیں گے، کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں؟

(۵: ۵۲-۵۳)

اس کے بعد کا وہ سارا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

تمھارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں، جو ایمان لائے ہیں، جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۵: ۵۵)

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عبادہؓ بن الصامت، اللہ، اس کے رسولؐ اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے، جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علٰحدگی ظاہر کر دی تھی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (۵ : ۵۶)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھتے، جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہ اللہ والی جماعت ہی پروان چڑھنے والی ہے

سریہ زیدؓ بن حارثہ

ابن اسحٰق نے کہا: زیدؓ بن حارثہ کا سریہ، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں القردہ روانہ فرمایا تھا، جو نجد کے چشموں میں سے ایک چشمہ تھا۔ زیدؓ نے قریش کے ایک قافلے کو جا لیا تھا جس میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔

حالات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اسے اختیار کرنے سے ڈر کر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے چند تاجر روانہ ہوئے جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا، ان کے ساتھ بہت سی چاندی تھی اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ انھوں نے بنی بکر بن وائل میں سے ایک شخص فرات بن حیان کو معاوضہ دے کر رہنمائی کے لیے ساتھ لے لیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں سے تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زیدؓ چشمے پر قافلے سے جا ملے۔ اس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا، لیکن قافلے والے ان کے ہاتھ گرفتار نہ ہو سکے۔ پس سامان لے کر زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسانؓ بن ثابت نے قریش کو یہ راستہ اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کرتے ہوئے کہا:

دَعُوْا فَلَجَاتِ الشَّامِ قَدْ حَالَ دُوْنَهَا ۔۔۔ جِلَادٌ كَاَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْاَوَارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے (اور تمھارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں، جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوفناک) ہیں۔

بِاَيْدِىْ رِجَالٍ هَاجَرُوْا نَحْوَ رَبِّهِمْ ۔۔۔ وَاَنْصَارِهٖ حَقًّا وَاَيْدِى الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں، جنھوں نے اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مددگار کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ فَقُولَا لَهَا، لَيْسَ الطَّرِيْقُ هُنَالِكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہہ دینا کہ ادھر راستہ نہیں۔

ابن ہشام نے کہا: یہ اشعار حسانؓ بن ثابت کے اشعار میں سے ہیں جن کا جواب ابو سفیان بن حرب بن عبد المطلب نے دیا۔ عنقریب ہم ان اشعار اور ان کے جواب کا ذکر موقع پر کریں گے۔

باب ۱۰۹

کعب بن اشرف کا قتل

کعب کی خدا دشمنی

ابن اسحاق نے کہا : کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر آفت پڑی ، زید بن حارثہ (مدینہ کے) نشیب میں رہنے والوں کے پاس اور عبداللہ بن رواحہ بالائی حصے میں رہنے والوں کے پاس خوشخبری لے کر آئے ، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا - انھوں نے بتایا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے (عبداللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الظفری عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم ، عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے مطابق جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کیے ہیں) کعب بن اشرف کو جو بنی طے کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں کی تھی ، یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا : کیا یہ صحیح ہے ؟ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے ، جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبداللہ بن رواحہ بتاتے ہیں ؟ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے - بخدا اگر حقیقت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی نسبت شکم زمین بہتر ہے - جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو وہاں سے نکلا - مکہ گیا اور عبدالمطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرۃ السہمی کے گھر اترا ، اس کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص (ابن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف) تھی اس نے کعب کی میزبانی اور عزت کی -

مقتولین قریش کا مرثیہ

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے اور اشعار سنانے لگا - ان قریش پر ، جو بدر میں قتل ہوئے تھے اور ان کی لاشیں گڑھے میں ڈالی گئی تھیں ، مرثیے کہنے لگا - اس نے کہا :

طَحَنَتْ رَحَی بَدْرٍ لِمُهْلِكِ أَهْلِهِ ۔۔۔ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لیے چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی (رہتی) ہیں -

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِمْ ... لَا تَبْعَدُوا إِنَّ الْمُلُوكَ تُصَرَّعُ

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے اردگرد قتل کیے گئے (تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو، کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ... ذِي بَهْجَةٍ يَأْوِي إِلَيْهِ الضُّيَّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں، جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

طَلْقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ... حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُودُ وَيَرْبَعُ

مینہ نہ برسنے کے وقت (قحط سالی میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے سر لینے والے سردار، جو چوتھ لیا کرتے ہیں

وَيَقُولُ أَقْوَامٌ أُسَرُّ بِسُخْطِهِمْ ... إِنَّ ابْنَ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑکا لگا ہوا ہے۔

صَدَقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوا ... ظَلَّتْ تَسُوخُ بِأَهْلِهَا وَتُصَدَّعُ

انھوں نے تو ٹھیک کہا، لیکن کاش جس وقت وہ قتل کیے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہو گئی ہوتی۔

صَارَ الَّذِي أَثَرَ الْحَدِيثَ بِطَعْنَةٍ ... أَوْ عَاشَ أَعْمَى مُرْعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش! وہی نیزے کا نشانہ ہو گیا ہوتا یا اندھا ہو کر زندہ رہتا، پھر وہ پھڑ پھڑاتا رہتا (اور کچھ) نہ سنائی دیتا۔

نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ كُلَّهُمْ ... خَشَعُوا لِقَتْلِ أَبِي الْحَكِيمِ وَجُدِّعُوا

مجھے خبر ملی ہے کہ ابوالحکم کے قتل کے سبب سے تمام بنی المغیرہ کی ناک کٹ گئی اور ذلیل و خوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيعَةَ عِنْدَهُ وَمُنَبِّهٌ ... مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلِكِينَ وَتُبَّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے) اور منبہ بھی (یہ!) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کیے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ فِی النَّاسِ الصّٰلِحٰتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں کا حارث بن ہشام لوگوں میں نیک کام کر رہا ہے، اور
(لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُوْرَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوْعِ وَاِنَّمَا يَحْمِیْ عَلَی الْحَسَبِ الْكَرِيْمِ الْاَرْوَعُ

تاکہ جتھے لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور دسچ تو یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی
حفاظت شان و شوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اس قول "تبع" اور "اسو بسخطہم" کی روایت ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

حسّان رضی اللہ عنہ کا جواب

ابن اسحاق نے کہا: پھر حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور کہا:

اَبْكَی كَعْبٌ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا: پھر اسے آنسوؤں کے گھونٹ دوبارہ پلائے گئے
اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَاَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْهُمْ قَتْلٰی تَسُحُّ لَهَا الْعُيُوْنُ وَتَدْمَعُ

میں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لیے آنکھیں رو رہی ہیں
اور آنسوؤں کا تار بندھ گیا ہے۔

فَابْكِیْ فَقَدْ اَبْكَيْتَ عَبْدًا رَاضِعًا شِبْهَ الْكُلَيْبِ اِلَی الْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

تُو نے کمینے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تُو رو جس طرح کا کم عمر کتا کم عمر کتیا
کے بعد آواز نکالتا ہے۔

وَلَقَدْ شَفَی الرَّحْمٰنُ مِنَّا سَيِّدًا وَاَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوْهُ وَصُرِّعُوْا

اور ہمارے سردار کے دل کو رحمٰن نے مطمئن فرما دیا اور جن لوگوں نے اس سے
جنگ کی انھیں ذلیل و خوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

وَنَجَا وَاَفْلَتَ مِنْهُمْ مَنْ قَلْبُهُ شَغَفٌ يَظَلُّ لِخَوْفِهٖ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے
اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اکثر علماء شعر کو حسان رضی اللہ عنہ کے ان اشعار سے انکار ہے اور ان کا قول (۱) ابکاہ کعب

---

(۱) اوپر کے اشعار میں سے پہلے شعر کے ابتدائی الفاظ

کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

میمونہ بنت عبداللہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: مسلمانوں کی ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ بنی مرید سے تھی، کعب کے جواب میں کہا، یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور انھیں الجعادرہ کہتے تھے۔ ابن ہشام نے کہا: اس کا نام میمونہ بنت عبداللہ تھا۔ اکثر علمائے شعر اس عورت کے ان اشعار سے، نیز کعب بن اشرف کے اشعار سے جو جواب میں کہے گئے انکار کرتے ہیں:

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ　　يُبَكِّيْ عَلٰى قَتْلٰى وَلَيْسَ بِنَاصِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بے تکلف بہت کچھ آہ وزاری کی کہ دوسروں کو رلائے

حالانکہ حقیقت میں وہ غم والم رکھنے والا نہیں

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ يَبْكِيْ لِبَدْرٍ وَاَهْلِهٖ　　وَعُلَّتْ بِمِثْلَيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ

بدر اور بدر والوں پر جنھیں اس نے رلایا۔ ان کی آنکھ تو روتی، لیکن لؤی بن غالب

والوں کو تو اس کے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِيْنَ ضُرِّجُوْا بِدِمَائِهِمْ　　يَرٰى مَا بِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

کاش! جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے، ان لوگوں کی حالت کو دیکھتے، جو مکے کے

پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَيَعْلَمَ حَقًّا عَنْ يَقِيْنٍ وَيُبْصِرُوْا　　مَجَرَّهُمْ فَوْقَ اللِّحٰى وَالْحَوَاجِبِ

تو انھیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی ڈاڑھیوں اور بھوؤں کے بل گھسیٹے

جانے کو دیکھ لیتے۔

کعب بن اشرف کا جواب

کعب بن اشرف نے جواب میں کہا:

اَلَا فَازْجُرُوْا مِنْكُمْ سَفِيْهًا لِتَسْلَمُوْا　　عَنِ الْقَوْلِ يَاْتِيْ مِنْهُ غَيْرَ مُقَارِبِ

سنو! اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے بچے رہو، جو نامناسب حالات

پیدا کرتی ہے۔

اَتَشْتُمُنِيْ اَنْ كُنْتُ اَبْكِيْ بِعَبْرَةٍ　　لِقَوْمٍ اَتَانِيْ وُدُّهُمْ غَيْرَ كَاذِبِ

کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم کے لیے آنسو بہا رہا

ہوں جن کی محبت مجھ سے جھوٹی نہیں رہی؟

فَاِنِّی بَباکٍ مَا بَقِیتُ وَذَاکِرٌ   مَآثِرَ قَومٍ مَجدُھُم بِالجَبَاجِبِ

(میں تو جب تک رہوں گا، روتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی اچھائیوں کو یاد کرتا ہی رہوں گا، جن کی شان و شوکت منازلِ مکہ میں ظاہر ہے۔)

لَعَمرِی لَقَد کَانَ مُرَیدٌ بِمَعزِلٍ   عَنِ الشَّرِّ فَاحتَالَت وُجُوہُ الثَّعَالِبِ

(اپنی عمر کی قسم! بے شبہ قبیلہ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا۔ لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ لومڑیوں کے سے (ان) چہرے والوں کو تو میں (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں۔)

فَحَقٌّ مُرَیدٌ اَن تُجَدَّ اُنُوفُھُم   بِشَتمِھِم حَیَّی لُؤَیِّ بنِ غَالِبِ

(حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں (وہ ذلیل و خوار ہوں)۔)

وَھَبتُ نَصِیبِی مِن مُرَیدٍ لِجَعدَرٍ   وَفَاءً وَبَیتِ اللہِ بَینَ الاَخَاشِبِ

(اللہ کے اس گھر کی قسم، جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہے وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید سے (بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے بنی جعدر کو دے دیا۔)

مسلمانوں کی دل آزاری

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا، مسلمان عورتوں کے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور انھیں تکلیف پہنچائی۔ اس پر عبداللہ بن المغیث کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من لی بابن الاشرف" (کعب بن اشرف کی خبر لینے کے لیے کون حامی بھرتا ہے؟) بنی عبد الاشہل والے محمد بن مسلمہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خاطر اس کے لیے تیار ہوں، میں اسے قتل کر ڈالتا ہوں، فرمایا: فَافعَل اِن قَدَرتَ عَلٰی ذٰلِکَ (اگر تمھیں اس پر قدرت حاصل ہو جائے تو ایسا ہی کرو) محمد بن مسلمہ واپس ہوئے اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سدرمق کے نہ کچھ کھاتے نہ کچھ پیتے تھے۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ تو آپ نے انھیں بلوایا اور فرمایا: لِمَ تَرَکتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ (تم نے کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا؟) انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ میں نے ایک بات آپ سے عرض تو کر دی، لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں، فرمایا: اِنَّمَا عَلَیکَ الجُھدُ (تمھارے ذمے تو صرف کوشش ہے) عرض کی: یا رسول اللہ! ضروری ہے کہ بعض خلافِ حقیقت باتیں کہوں، فرمایا: قُولُوا مَا بَدَا لَکُم فَاَنتُم فِی حِلٍّ مِن ذٰلِکَ (جو تمھیں مناسب معلوم ہو کہو،

تمھارے لیے ایسی باتیں جائز ہیں۔

انصار کا منصوبہ

غرض اس کے قتل کے لیے محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش (بنی عبد الاشہل)، عباد بن بشر بن وقش (بنی عبد الاشہل) الحارث بن اوس بن معاذ (بنی عبد الاشہل) اور ابو عبس بن جبیر (بنی حارثہ)، پانچوں متفق الرائے ہو گئے، سلکان بن سلامہ بن وقش کی کنیت ابو نائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے۔ انھیں اللہ کے دشمن کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔ وہ پہنچے اور گھنٹہ بھر اس سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو اشعار سناتا رہا۔ ابو نائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا: اے ابن اشرف! تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا۔ اسے بیان کرنا چاہتا ہوں، لیکن میری بات راز میں رہے، اس نے کہا کہو۔ انھوں نے کہا اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا آنا ہمارے لیے ایک مصیبت بن گیا۔ عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔ ایک ہی کمان سے ہم پر تیر چلا رہے ہیں (سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں) ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں، یہاں تک کہ ہمارے بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آ بنی ہے، غرض ہم خود اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہیں۔

کعب کی بد فطرتی

کعب نے کہا: میں اشرف کا بیٹا ہوں۔ اے ابن سلامہ! بخدا اس میں پہلے بھی یہ بات تجھے جتاتا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا تھا۔ اس کے بعد سلکان نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلہ تو ہمارے ہاتھ فروخت کر، ہم تیرے پاس کچھ نہ کچھ رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل کام کریں گے، لیکن کچھ احسان بھی کرنا۔ اشرف نے کہا: کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے؟ سلامہ نے جواب دیا، کیا تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے! میرے ساتھ اور میرے دوست بھی ہیں جن کی راہیں میری رائے کے موافق ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لاؤں۔ ان کے ہاتھ میں تو غلہ فروخت کر اور کچھ مہربانی بھی فرما، ہم تیرے پاس اتنے ہتھیار رہن رکھیں گے، جن سے غلے کی قیمت پوری ہو سکے۔ یہ تدبیر سلکان نے اس لیے اختیار کی کہ جب اس کے ساتھی، ہتھیار لگائے ہوئے آئیں تو اشرف کا بیٹا (کعب) چونک نہ پڑے۔ پھر سلکان لوٹے، ساتھیوں کو حالات سنائے اور ان سے کہا: ہتھیار لے لو اور چلو، غرض سب ہتھیار لے کر سلکان کے پاس جمع ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کا قول ہے کہ کعب نے کہا، کیا تم لوگ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھو گے؟ سلکان نے کہا: ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں، حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے

زیادہ جوانی کی قوت والا اور سب سے زیادہ بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس نے کہا: کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے؟

انصار کی روانگی

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ثور بن زید نے، اس نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ پھر انھیں بھیج دیا اور فرمایا: اِنْطَلِقُوْا عَلَی اسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَعِنْھُمْ (اللہ کے نام پر چلے جاؤ۔ اے خدا! ان کی اعانت فرما) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الشرف تشریف لائے، چاندنی رات تھی۔ وہ سب چلے اور کعب کی گڑھی تک پہنچ گئے۔ ابونائلہ نے اسے آواز دی۔ اس کی شادی ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا۔ آواز سن کر لحاف سے نکل پڑا تو اس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا: تم جنگی آدمی ہو اور جنگی آدمی اس وقت نیچے نہیں اُترا کرتے۔ اس نے کہا، یہ ابونائلہ ہے اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔ بیوی نے کہا، بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے۔ راوی نے کہا، کعب بولا: جواں مرد تو وہ ہے، جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو بھی قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور تھوڑی دیر ان سے باتیں کرتا رہا وہ بھی باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا: اے ابن اشرف! کیا شعب العجوز[1] تک چلو گے کہ رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔

کعب کا قتل

غرض وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابونائلہ نے اس کے پٹوں میں ہاتھ ڈالا، اور کہا، خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی، پھر تھوڑی دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا، یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ اسی طرح کچھ دیر اور چلے وہی کیا، سر کے بال پکڑ لیے اور کہا: دشمن خدا کو مارو۔ ان سب نے اس پر ضربیں لگائیں، مگر ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہیں تو مجھے اپنی چھری یاد آئی۔ میں نے وہ نکالی اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی چیخ ماری کہ اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی ایسی نہ رہی جس پر آگ روشن نہ ہو گئی ہو۔ میں نے وہ چھری اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا، یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا۔ الحارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے، یہ ہماری ہی تلواروں کے تھے۔ پھر ہم چلے اور بنی اُمیّہ

---

[1] آبادی سے باہر ایک جگہ۔

بن زید۔ بنی قریظہ اور بعاث[1] کے مقامات) پرے ہوتے ہوئے حرۃ العُرَیض تک چڑھ گئے۔ ہمارا ساتھی الحارث بن اوس پیچھے رہ گیا اور خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا۔ آخر ہم اس کے لیے تھوڑی دیر ٹھہرے اس کے بعد وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہُوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔

رسول اللہ صلعم کی بارگاہ میں حاضری

پھر ہم نے اسے اٹھا لیا اور رات کے آخری حصے میں اسے لے کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نماز پڑھتے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے سلام کیا تو آپ باہر تشریف لائے۔ ہم نے دشمن خدا کی خبر سنائی اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا۔ وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ دشمنِ خدا پر ہمارے رات کے حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں، ہر یہودی کو جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

کعب بن مالک کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے:

فَغُودِرَ مِنْهُمْ کَعْبٌ صَرِیْعًا ۔۔۔ فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِیْرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النّضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَی الْکَفَّیْنِ ثُمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ ۔۔۔ بِاَیْدِیْنَا مُشَھَّرَةٌ ذُکُوْرُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

بِاَمْرِ مُحَمَّدٍ اِذْ دَسَّ لَیْلًا ۔۔۔ اِلٰی کَعْبٍ اَخَا کَعْبٍ یَسِیْرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

---

[1] کعب بن اشرف کی گڑھی مدینہ منورہ سے جنوب میں جانب عوالی بنی نضیر کی آبادی کے قریب تھی۔ اس کے سامنے ذرا نشیب میں عوالی کے باغات تھے۔ بنی امیہ بن زید کی آبادی قریب ہی ہو گی۔ پاس ہی بنی قریظہ کی آبادی تھی اس سے آگے بعاث تھا۔ بعض روایات میں بعاث کو گڑھی بتایا گیا ہے۔ بعض میں مزروعہ زمین۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ مقامات مدینہ کی آبادی سے کوئی دو اڑھائی میل ہوں گے۔ حرہ سیاہ رنگ کی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں مدینہ کے مشرق اور مغرب میں دو حرے ہیں ہر حرے کے مختلف مقامات کے نام مختلف ہیں۔ حرۃ العریض مشرقی جانب کے حرے کا ایک حصّہ تھا۔

فَمَاكَرَهُ فَانْزَلَهُ بِمَكْرٍ وَمَحْمُودٌ اَخُوْ ثِقَةٍ جَسُوْرُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی۔ چالبازی سے اسے اتارا (اپنی ذات پر) بھروسا کرنے والا اور جرأت والا شخص، قابل تعریف ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں، جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے۔ انشاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

ابن اسحاق نے کہا: کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے:

لِلّٰہِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَیْتَھُمْ یَا ابْنَ الْحُقَیْقِ وَاَنْتَ یَا ابْنَ الْاَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے مقابلہ کیا، اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

یَسْرُوْنَ بِالْبِیْضِ الْخِفَافِ اِلَیْکُمْ مَرَحًا کَاُسْدٍ فِیْ عَرِیْنٍ مُغْرِفِ

سفید (چمکتی ہوئی)، ہلکی (تلواریں) لیے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جارہے تھے۔

حَتّٰی اَتَوْکُمْ فِیْ مَحَلِّ بِلَادِکُمْ فَسَقَوْکُمْ حَتْفًا بِبِیْضٍ ذُفَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمھارے پاس تمھاری بستیوں کے مکانوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمھیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِیْنَ لِنَصْرِ دِیْنِ نَبِیِّھِمْ مُسْتَصْغِرِیْنَ لِکُلِّ اَمْرٍ مُجْحِفٍ

(جو) اپنے نبی کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ انشاء اللہ عنقریب موقع پر بیان کروں گا۔ ان کے قول (شعر) "ذُفَّف" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے۔

محیصہ اور حویصہ

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ ظَفِرْتُمْ مِنْ رِجَالِ یَھُوْدَ فَاقْتُلُوْہُ۔ یہودیوں میں سے جس پر تم فتح پاؤ، اسے قتل کردو۔ اس لیے محیصۃ بن مسعود نے ابن سُنَینہ پر حملہ کر دیا۔ ابن ہشام نے نام محیصہ بتایا ہے۔ روایت میں ہے محیصہ بن مسعود (بن کعب) بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن

بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس)۔ ابن ہشام نے کہا: بعض ابن سنینہ کی جگہ ابن سبینہ کہتے تھے۔
ابن سنینہ یہود کے تاجروں میں سے تھا، اس سے خلاملا اور خرید و فروخت کا تعلق تھا، اسے قتل کردیا۔ محیصہ کے بھائی حُویّصہ نے اس وقت تک اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے بڑا تھا۔ واقعۂ قتل کے بعد حویصہ، بھائی کو مارنے اور کہنے لگا: ارے دشمنِ خدا! کیا تُو نے اسے قتل کر ڈالا۔ اللہ کی قسم! اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی پیدا ہوئی ہوگی۔ محیصہ نے کہا، میں نے کہا: واللہ اس کے قتل کا حکم مجھے ایسی ذات نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں۔ یہ سُن کر پہلی مرتبہ حویصہ کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ اس نے کہا: اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے قتل کا تجھے حکم دے دیتے تو کیا واقعی تُو مجھے مار ڈالتا؟ محیصہ نے کہا، یقیناً۔ حویصہ نے کہا: واللہ! جس دین نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے، وہ ضرور ایک عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کرلیا۔
ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ نے سنائی۔ اس نے محیصہ کی بیٹی سے اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سب کچھ سُنا۔

محیصہ کے اشعار

محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے:

يَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ۔۔۔ لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ

میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ کو قتل کر دیا حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید (چمکتی ہوئی، کاٹنے والی (تلوار) ضرور کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ ۔۔۔ مَتَى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صیقل خالص ہو۔ جب میں وار کروں تو غلط (پڑنے والی) نہ ہو۔

وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ۔۔۔ وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَأْرِبِ

اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے تجھے قتل کر دوں اور (میرے اور تیرے) ہم دونوں کے درمیان بصریٰ اور مأرب کی درمیانی مسافت ہو۔

بنی قریظہ کا واقعہ

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو المدنی کی روایت بیان کی کہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو آپ نے ان میں سے چار سو کے قریب یہودی مرد گرفتار فرمائے، یہ لوگ بنی الخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم فرمایا تو بنی الخزرج ان کی گردنیں مارنے لگے اور اس سے انھیں مسرت ہو رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ اثر نہیں تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیمان کے سبب سے ہے جو اوس اور بنی قریظہ کے درمیان تھا اور بنی قریظہ کے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو انھیں اوس کے حوالے کر دیا۔ دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا کیا اور فرمایا لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ (فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں خاتمہ کر دے)۔

حویصہ کا اسلام

انھیں عطا فرماتے ہوئے یہود میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا اسے محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے فرمایا، یہ ابو بردہ وہی ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں اور فرمایا لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُو بُرْدَةَ (کہ محیصہ اسے بسمل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کر دیں)۔

محیصہ نے اس پر ایسا ادچھا وار کیا کہ اسے پورا کاٹ نہ سکا اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا تو حویصہ نے جو اس وقت کافر تھے، اپنے بھائی محیصہ سے کہا: کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر ڈالا؟ اس نے کہا: ہاں۔ حویصہ نے کہا: سن، بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال میں سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہو گی۔ اے محیصہ! تو بڑا اسفلہ ہے۔ محیصہ نے اس سے کہا: مجھے اس کے قتل کرنے کا حکم ایسی ذات (مبارک) نے دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے ضرور قتل کر دوں۔ اسے اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا: واللہ! بے شک (یہ) حقیقی دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار کر لیا، اسی کے متعلق محیصہ نے وہ اشعار کہے ہیں جو ہم نے لکھ دیے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام بحران سے تشریف آوری کے بعد جمادی الآخرہ رجب، شعبان اور رمضان میں قیام فرمایا، قریش نے شوال ۳ھ ہجری میں آپ سے (مقام) اُحد میں جنگ کی۔

باب ۱۱

غزوۂ اُحد

مجموعہ روایات

نجران سے تشریف فرمائی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ، رجب، شعبان اور رمضان ۳ھ کے مہینے مدینہ منورہ میں گزارے پھر شوال میں قریش سے جنگِ اُحد پیش آئی۔

جنگ اُحد کے واقعات ان روایات پر مبنی ہیں، جنھیں ہمارے علماء میں سے محمد بن مسلم زہری محمد بن یحییٰ بن حبان، عاصم بن عمر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمٰن (بن عمرو بن سعید بن معاذ) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ان سب سے اُحد کے واقعات کا کچھ نہ کچھ حصہ مذکور رہا ہے، میں نے جو واقعات یہاں درج کیے ہیں، وہ تمام روایتوں کا مجموعہ ہیں۔

قریش کا جوش مخالفت

جنگ بدر میں قریش نے ہزیمت اٹھائی اور شکست خوردہ گروہ مکہ پہنچا۔ ابوسفیان بن حرب بھی قافلے کے ساتھ واپس آگیا تھا اس وقت عبداللہ بن ربیع، عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن اُمیہ قریش کے ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کے باپ، بیٹے یا بھائی میدانِ بدر میں مارے گئے تھے۔ انھوں نے ابوسفیان اور قریش کے تجارتی قافلے کے دوسرے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے گروہِ قریش! محمدؐ نے تمھارا قلع قمع کر دیا ہے، تمھارے اچھے اچھے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اس لیے تمھیں چاہیئے کہ محمدؐ سے جنگ کے لیے مال و متاع سے ہماری مدد کرو تاکہ ہم اپنے آدمیوں کا بدلہ لے سکیں۔"

ابن اسحاق نے کہا: کہ اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا: انھیں لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ	بے شک جو لوگ کفر پر مُصر ہیں وہ اپنے اموال کو
لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اس مقصد سے خرچ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اللہ
فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ	کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کر سکیں، لیکن اس کا
حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ	نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ اپنے اموال کو خرچ کر کے بجز حسرت کے

كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ (۸ : ۳۶)

پاس کے اور کچھ نہ پائیں گے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے وہ بالآخر جہنم میں اکٹھے کیے جائیں گے۔

قریش کی جمعیت

ابوسفیان، تجارتی قافلوں کے ابھارنے پر تمام قریش اور ان کے حلیف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے اکٹھا ہو گئے اور نہ صرف یہ، بلکہ وہ قبائل کنانہ اور اہل تہامہ بھی ان کی رفاقت اور حمایت کے لیے تیار ہو گئے، جو ان کے زیر اثر اور زیر اطاعت تھے۔

ابوعزّہ

ابوعزّہ عمرو بن عبداللہ جمحی ایک شخص تھا جس پر جنگ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تھا۔ یہ کثیر العیال اور حاجت مند آدمی تھا اور بدر میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کی: "آپ جانتے ہیں، میں کثیر العیال اور حاجت مند آدمی ہوں اس وقت مجھ پر احسان فرمائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرما کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ اب صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ ابوعزّہ! تم شاعر ہو، اپنی شاعری اور زبان آوری سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ جنگ میں بھی چلو، اس نے جواب دیا کہ محمد (صلعم) نے مجھ پر (جنگِ بدر میں) احسان کیا تھا، اس لیے میں ان کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔

صفوان نے کہا: "اچھا اسے جانے دو۔ تم اپنی ذات سے تو ہماری مدد کر سکتے ہو، میں عہد کرتا ہوں اگر تم صحیح سالم واپس آ گئے تو میں تمھیں اتنا مال دوں گا کہ تم بالکل غنی ہو جاؤ گے اور اگر جنگ میں کام آ گئے تو میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ تمھاری بیٹیاں میری بیٹیوں کے ساتھ زندگی گزاریں گی اور فراخی و تنگ دستی دونوں حالتوں میں بالکل میری بیٹیوں کی طرح رہیں گی"۔

عہد شکنی

ابوعزّہ اس پر رضا مند ہو گیا اور تہامہ پہنچ کر بنو کنانہ کو جنگ کی دعوت دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے:

اِیْهًا بَنِیْ عَبْدِ مَنَاةَ الرُّزَّامْ ۔۔۔ اَنْتُمْ حُمَاةٌ وَاَبُوْكُمْ حَامْ

میدان رزم میں جم کر لڑنے والے بنو عبد مناة! تم اپنے باپ دادا کی طرح بڑے زور اور حمایت کے آدمی ہو (اس موقع پر) مدد کرو

لَا تَعِدُوْنِیْ نَصْرَكُمْ بَعْدَ الْعَامْ ۔۔۔ لَا تُسْلِمُوْنِیْ، لَا يَحِلُّ اِسْلَامْ

اس سال کے بعد تمھیں ہماری مدد و نصرت کے وعدے کی ضرورت نہیں ہمیں دشمن کے ہاتھ میں مت چھوڑ دو، کیونکہ ایسا کرنا کسی طرح روا نہیں۔

مسافع بن عبد مناف

اس کے علاوہ مسافع بن عبد مناف (بن وہب بن حذافہ بن جمح) بنو مالک بن کنانہ کے پاس پہنچا۔ ان کے جذبات ابھار ابھار کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور یہ شعر پڑھے۔

يَا مَالُ، مَالَ الْحَسَبِ الْمُقَدَّمِ   أَنْشُدُ ذَا الْقُرْبَى وَذَا التَّذَمُّمِ
مَنْ كَانَ ذَا رَحِمٍ وَمَنْ لَمْ يَرْحَمِ   الْحِلْفَ وَسْطَ الْبَلَدِ الْمُحَرَّمِ
عِنْدَ حَطِيمِ الْكَعْبَةِ الْمُعَظَّمِ

اے بنو مالک بن کنانہ! پہلی سی شرافت و غیرت کو کیا ہو گیا کہ میں کبھی اس قرابتدار کو اور کبھی اس ذمہ دار آدمی کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں (تمھیں بتاؤ، رحم و ہمدردی والے کون تھے؟ کعبہ معظمہ کے مقام حطیم کے نزدیک قابلِ احترام شہر (مکہ) کے بیچوں بیچ کس نے ہمدردی نہیں کی (تمھیں لوگوں نے کی تھی۔ پھر اب کیا ہو گیا؟)

وحشی

جبیر بن مطعم کا ایک غلام تھا۔ جسے وحشی کہا جاتا تھا۔ یہ حبشیوں کے انداز پر اس طرح حربہ پھینک کر مارتا تھا کہ کم ہی خطا کرتا تھا۔ جبیر نے اپنے اسی غلام سے کہا: تو بھی جنگ میں سب کے ساتھ چل، اگر تو میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہ رضؓ کو قتل کر دے گا تو میری طرف سے تو آزاد ہو گا۔

خواتین قریش

قریش اور ان کے تابع اور ان میں ضم ہونے والے قبائل بھی (بنی کنانہ اور اہل تہامہ) اپنے پورے ساز و سامان اور جنگی تیاریوں کے ساتھ میدانِ کارزار کے لیے نکل کھڑے ہوئے، راہِ فرار اختیار کرنے اور پشت دکھانے سے باز رکھنے اور غیرت دلانے کے لیے قریش نے اپنی عورتوں کو بھی ہودوں میں بٹھا کر ساتھ لے لیا

ابو سفیان، جو لشکر قریش کا سردار تھا، اپنے ساتھ ہند بنت عتبہ کو لائے اسی طرح عکرمہ بن ابو جہل، ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ کو، حارث بن ہشام بن مغیرہ، فاطمہ بنت ولید بن المغیرہ کو اور صفوان بن امیہ، برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ کو اپنے اپنے ساتھ لائے۔ یہ برزہ عبداللہ بن صفوان بن امیہ کی ماں ہے۔ ابن ہشام نے اس کا نام رقیہ بتایا ہے۔

ابن اسحٰق نے اور عورتوں کا نام بھی لیا ہے۔ مثلاً عمرو بن العاص، ریطہ بنت منبہ بن الحجاج کو۔ ریطہ عبداللہ بن عمرو کی ماں ہے۔ اسی طرح طلحہ بن ابی طلحہ، سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لایا۔ ابو طلحہ، عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان بن عبدالعزیٰ بن عبدالدار کی کنیت ہے اور سلافہ، بنو طلحہ،

یعنی مسافع ،جناس اور کلاب کی ماں ہے ۔وہ سب اور ان کا باپ اُحد میں مارے گئے۔

بنو مالک بن حسل کی عورتوں میں سے خناس بنت مالک بن المضرب مع اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے میدانِ جنگ کے لیے نکلی تھی ۔ یہ مصعب بن عمیر کی بھی ماں ہے ۔ علیٰ ہذا القیاس عمرہ بنت علقمہ بھی جنگ میں شریک ہوئی ۔ یہ بنو الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کی عورتوں میں سے تھی ۔

ہند بنت عتبہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وحشی ہند کی طرف جاتا تو ہند اس سے کہتی "ابو دسمہ! (یہ وحشی کی کنیت ہے) اِشفِ وَ اَ تَشتَفِ (میرا کلیجا بھی ٹھنڈا کر اور اپنا بھی) بہرحال وہ لوگ جنگ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنا پڑاؤ جبل عینین میں ڈالا ،جو مدینہ کے مقابل وادی قناۃ کے کنارے بطنِ سنجہ میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تیاری اور آمد کا حال سُنا تو مسلمانوں کو بُلا کر فرمایا:

خدا کی قسم! میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے ،جس کا انجام بخیر ہے ،میں نے گائیں دیکھیں اور یہ کہ میری تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا ہے ۔ یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کر لیا ہے میں سمجھتا ہوں ،اس سے مدینہ کی طرف اشارہ ہے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض اہلِ علم نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں "دَاَیتُ بَقَراً اتَذْ بَحُ" یعنی رسول اللہ نے فرمایا "میں نے خواب میں کچھ گائے بیل دیکھے جو میرے ہیں اور ذبح کیے جا رہے ہیں[1]" مزید فرمایا: "گائے بیل سے میرے کچھ اصحاب مراد ہیں جو قتل ہونے والے ہیں اور اپنی تلوار میں دندانے سے اشارہ میرے خاندان کے کسی شخص کی طرف ہے جو قتل ہو جائے گا۔"

مسلمانوں سے مشورہ

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تمہاری رائے یہ ہو کہ ہم لوگ مدینہ میں ٹھہریں اور قریش نے جہاں پڑاؤ ڈالا ہے وہیں انھیں رہنے دیا جائے تو یہ بات خود ان کے لیے ٹھیک نہ ہوگی ،کیونکہ انھوں نے بہت غلط مقام پر پڑاؤ ڈالا ہے ۔ پھر اگر وہ مدینہ میں آکر ہم پر حملہ کریں گے تو ہم سب یہاں ان سے لڑیں گے۔"
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکل کر اور قریش کے پڑاؤ پر پہنچ کر حملہ کرنے کو مناسب نہ سمجھتے تھے ۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے کلی اتفاق کیا ،بلکہ اصرار کیا کہ مدینہ ہی میں ٹھہر جائیے اور باہر نکل کر حملہ نہ کیا جائے ،لیکن بعض ان مسلمانوں ہی سے جو بدر میں حصہ

[1] اس مفہوم کو ادا کرنے کے عبارت یوں ہونی چاہیے "رَاَیتُ بَقَراً لِی تُذْ بَحُ" واللہ اعلم ۔ ع ۔ ک

تو لے سکے تھے اور جنھیں اللہ تعالیٰ نے جنگ اُحد اور دوسری جنگوں میں شہادت کا درجہ عطا فرمایا، اصرار کیا یارسول اللہ! باہر نکل کر دشمنوں سے جنگ کرنے کا موقع ہمیں عنایت فرمائیں تاکہ وُہ خیال نہ کریں، ہم میں کسی قسم کی بزدلی یا کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔

عبداللہ بن ابیّ

عبداللہ بن ابی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ! مدینہ ہی میں ٹھہرنا مناسب ہے۔ باہر نکل کر حملہ نہ کیجیئے۔ میں جانتا ہوں کہ جب کبھی مدینہ سے باہر نکل کر غنیم پر حملہ کیا گیا تو شکست ہی کا منہ دیکھنا پڑا اور جب کوئی مدینہ میں ہم پر حملہ آور ہوا تو ہمیشہ شکست کھائی۔ اس لیے قریش کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجیئے۔ اگر وہ اپنی جگہ پڑاؤ ڈالے رہے تو وہ جگہ ان کے لیے ایک قید خانہ ثابت ہوگی اور اگر انھوں نے مدینہ میں داخل ہو کر حملہ کیا تو مرد اِن سے زور دار مقابلہ کریں گے۔ عورتیں اور بچے چھتوں سے ان پر پتھر برسائیں گے اور اگر وہ واپس ہونگے تو ناکام و نامراد واپس جائیں گے۔

مسلمانوں کا جوش

جو لوگ باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کرنا چاہتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگاتار اصرار کرتے رہے، تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور زرہ زیب تن کر کے باہر تشریف لے آئے۔ جمعہ کا دن تھا اور نمازِ جمعہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اسی روز قبیلہ بنی نجّار کے ایک انصاری مالک بن عمرو کا انتقال ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر غنیم پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے مدینہ سے نکل پڑے۔ اب لوگ شرمندگی محسوس کر رہے تھے کہ کیوں رسول اللہ صلعم کو یہ زحمت دی۔ آخر کار انھوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ہم نے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف میں ڈال دیا۔ یہ بات ہمارے لیے مناسب نہ تھی، آپ چاہیں تو یہیں تشریف فرما ہوں اور باہر جانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نبی کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ ایک مرتبہ زرہ پہن لینے کے بعد بغیر جنگ کیے اُتار دے۔"

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کے ساتھ نکلے۔ ابن ہشام نے اتنا اور بیان کیا کہ جب آپ روانہ ہوئے تو ابن امّ مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے امام مقرر فرما دیا۔

منافقوں کی علیحدگی

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جب لشکرِ اسلام مدینہ اور اُحد کے درمیان مقام شوطؔ[1] پر پہنچا تو عبداللہ بن ابیّ ایک ثلث آدمیوں کو ساتھ لے کر

---

[1] اُحد اور مدینہ منوّرہ کے درمیان زیادہ سے زیادہ تین میل کا فاصلہ ہے اس میں کئی آبادیاں تھیں۔ اب ان میں سے اکثر

بقیہ صہ ۴۵ پر

واپس ہو گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے دوسروں کی بات مان لی اور میری نہ مانی۔ لوگو! میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس جگہ اپنے آپ کو موت کا لقمہ کیوں بنایا جائے؟ غرض جو لوگ نفاق اور شک و شبہ کے شکار تھے، انھیں لے کر عبد اللہ بن ابی واپس ہو گیا۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام (اخو بنی سلمہ) ان کے پیچھے پیچھے گیا اور ان سے کہا: "اے قوم! میں تمھیں یاد دلاتا ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمھیں اس بات سے منع کیا ہے کہ اپنی قوم اور اپنے نبی برحق کو دشمن کے نرغے میں یوں چھوڑ کر چلے جاؤ۔

منافقین نے جواب دیا: "اگر ہمیں یقین ہوتا کہ جنگ اور قتال کی نوبت آئے گی، یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

پس جب ان منافقین نے عبد اللہ بن عمرو کی ایک نہ سُنی اور واپس جانے ہی پر کمر باندھ لی تو انھوں نے منافقین سے کہا: "اے دشمنانِ خدا! تمھیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے محروم رکھے! خدائے بزرگ و برتر اپنے نبی کو جلد تم سے بے نیاز کر دے گا، انھیں تمھاری کوئی ضرورت نہ رہے گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ زیاد کے سوا سب نے محمد بن اسحٰق سے اور انھوں نے زہری سے روایت کی ہے کہ جنگِ اُحد کے موقع پر انصار نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: "یا رسول اللہ! کیوں نہ ہم اپنے یہودی حلیفوں سے مدد حاصل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

زیاد کہتے ہیں، آگے محمد ابن اسحٰق نے یوں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھتے گئے تا آنکہ آپ مقامِ حرہ بنی حارثہ پر پہنچ گئے۔ یہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک گھوڑے نے اپنی دُم زور سے ہلائی وہ جا کر تلوار کے قبضے پر لگی اور تلوار میان سے باہر آگئی۔ رسول اللہ صلعم نیک فال لینا پسند اور بدشگونی کو ناپسند فرماتے تھے، آپ نے تلوار والے سے فرمایا "تلوار میان میں کر لو، میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں میانوں سے باہر نکلیں گی۔"

آنکھ اور دل کا اندھا

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء سے فرمایا: "کون ہے جو ہمیں دشمن کے قریب ایسے راستے سے لے چلے، جو دشمن کے سامنے سے نہ گزرتا ہو"؟ ابو خیثمہ (اخو بنی حارثہ بن الحارث) نے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا: "میں یا رسول اللہ" اور یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرہ بنی حارثہ پہنچانے چل پڑا

بقیہ صفحہ ۴۴: کا کوئی نشان نہیں ملتا، ان ہی سے ایک مقام شوط بھی تھا، جو شہر سے شمال مشرق میں شیخین کے قریب تھا دائیں جانب بنی عبد الاشہل کی آبادی تھی اور آگے حرہ بنی حارثہ کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

راستے میں لوگوں کے جو باغات وغیرہ پڑے، ان کا بھی ذکر کرتا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ مربع بن قیظی کے باغ کے پاس سے گزرے۔ یہ منافق اور اندھا تھا۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی آمد محسوس کی تو ان کے چہرے پر مٹھیاں بھر بھر کر مٹی پھینکنے لگا۔ اس حرکت کے ساتھ یہ بک رہا تھا کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو میں تجھے اپنے باغ میں آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے ہاتھ میں مٹی لے کر کہہ رہا تھا: "اے محمدؐ! بخدا، اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے سوا یہ مٹی کسی اور کے چہرے پر نہیں لگے گی تو میں ضرور تیرے چہرے پر اٹھا کر مارتا۔"

یہ سن کر سب لوگ اسے قتل کرنے کے لیے اس پر ٹوٹ پڑے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو منع کیا اور فرمایا: "اسے مت قتل کرو۔ یہ آنکھوں اور دل دونوں کا اندھا ہے، لیکن سعد بن زید (اخو بنی عبدالاشہل) ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت سے قبل ——— جھپٹ کر اس پر بڑھ چکے تھے، اپنی کمان اٹھا کر اس کے سر پر دے ماری اور سر زخمی کر دیا۔

اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ

ابن اسحٰق نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے اُحد کی ایک گھاٹی میں جا اُترے۔ یہ مقام وادی سے پہاڑ کی جانب اونچائی میں واقع ہے۔ آپ نے اونٹوں اور لشکر کو پہاڑ کی طرف رکھا اور ہدایت فرمائی کہ "تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک قتال نہ کرے، جب تک میں حکم نہ دوں۔"

اس وقت قریش اپنے اونٹ اور گھوڑے صمغہ[1] کے کھیتوں میں چرا رہے تھے، جو وادی قنات کا ایک حصہ ہے اور مسلمانوں کی ملکیت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے ممانعت فرمائی تو ایک انصاری نے کہا: "بنو قیلہ (اوس و خزرج) کے کھیتوں کو چرایا جا رہا ہے اور ہم نے اب تک مدافعت میں تلواروں سے کام نہیں لیا۔"

جنگ کی تیاری

اب آپ نے قتال کے لیے تیاری شروع کر دی۔ آپ کے ساتھ اس وقت سات سو آدمی تھے۔ عبداللہ بن جبیر (اخو عمرو بن عوف) کو تیراندازوں کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ اس وقت لباس سفید میں ملبوس ہونے کے باعث نمایاں تھے۔ تیراندازوں کی تعداد کل پچاس تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سواروں کو تیروں کے ذریعے سے روک کے رکھنا تاکہ دشمن پیچھے سے ہم پر حملہ آور نہ ہو۔ جنگ کا نقشہ موافق رہے یا مخالف، بس تم اپنی جگہ جمے رہنا۔ تمہاری سمت سے ہم پر یورش نہ ہونے پائے، آپ نے اس روز دو زرہیں (ایک کے اوپر دوسری) پہن لیں

---

[1] اُحد کے نزدیک زمین کا ایک ٹکڑا

اور جھنڈا مصعب بن عمیر (اخو بنی عبد الدار) کے حوالے کیا۔

کم عمر اصحاب کے لیے حکم

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ بن جندب فزاری اور رافع بن خدیج (اخو بنی حارثہ) کو جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی اور ان دونوں کی عمریں پندرہ پندرہ سال کی تھیں پیشتر انھیں روک دیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ رافع بڑا تیر انداز ہے تو آپ نے اجازت دے دی۔ رافع کو اجازت مل گئی تو سمرہ بن جندب کے بارے میں بھی درخواست کی گئی اور کہا گیا کہ سمرہ تو رافع کو کشتی میں پٹخ دیتا ہے، اسے بھی اجازت ملنی چاہیے۔ چنانچہ اسے بھی اجازت مل گئی۔ اس جنگ میں شرکت سے حسب ذیل اشخاص روک دیے گئے تھے:

۱۔ اسامہ بن زید۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔

۳۔ زید بن ثابت (بنی مالک بن نجار میں سے)

۴۔ براء بن عازب (بنی حارثہ میں سے)

۵۔ عمرو بن حزم (بنی مالک بن نجار میں سے)

۶۔ اسید بن ظہیر (بنی حارثہ میں سے)

انھیں جنگ خندق میں شرکت کی اجازت مل گئی تھی، جب یہ پندرہ پندرہ سال کے ہو چکے تھے:

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ قریش نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ ان کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا، جن میں اسپ سوار دو سو تھے۔ سواروں کے میمنہ پر خالد بن ولید کو مقرر کیا گیا تھا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل کو۔

ابو دجانہ

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار دست مبارک میں لے کر صحابہ سے فرمایا: "مَنْ يَأْخُذُ هٰذَا السَّيْفَ بِحَقِّهٖ" (کون ہے، جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا) یہ سن کر بہت سے لوگ تلوار لینے کی خواہش میں کھڑے ہو گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہ دی اور اسے تھامے رہے۔ یہاں تک کہ ابو دجانہ سماک بن خرشہ (اخو بنی ساعدہ) نے کھڑے ہو کر دریافت کیا: "یا رسول اللہ! اس کے حق سے کیا مراد ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا "ان تضرب بہ العدو حتی ینحنی" (اس کا حق یہ ہے کہ اس سے دشمنوں کو اتنا مارو کہ مارتے مارتے ٹیڑھی ہو جائے) ابو دجانہ نے عرض کی "یا رسول اللہ! یہ تلوار میں لوں گا" چنانچہ ابو دجانہ کو مل گئی، ابو دجانہ

بڑے بہادر، دلیر اور لڑائی کی بہترسے بہتر ترکیبیں جانتے تھے، جنگ میں شرکت کے وقت ان کا طریقہ تھا کہ سُرخ رنگ کی ایک پٹی بہ طور نشان سر پر باندھ لیتے۔ اس سے سمجھ لیا جاتا کہ جنگ کے لیے تیار ہوگئے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک سے انھوں نے تلوار حاصل کی تو یہی سُرخ پٹی نکال کر سر پر باندھ لی اور اکڑتے تنتے دونوں فریقوں کی صفوں کے درمیان پھرنے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جعفر بن عبد اللہ بن اسلم (مولیٰ عمر بن الخطاب) نے بنو سلمہ کے ایک انصاری سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جس وقت ابو دجانہ کو اکڑتے اور تنتے دیکھا تو فرمایا: "اِنَّھَا لَمِشْیَۃٌ یُبْغِضُھَا اللہُ اِلَّا فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ" اکڑنا، تننا اللہ تعالیٰ بہت ہی ناپسند کرتا ہے، مگر ایسے موقع پر، جیسا اس وقت ہے، ناپسند نہیں۔

فاسق ابو عمرو

ابن اسحٰق بروایت عاصم بن عمر و بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عمرو جو عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان (بنی ضبیعہ) میں سے تھا، قبیلہ اوس کے پچاس جوانوں (اور ایک روایت کے مطابق ۱۵ جوانوں) کے ساتھ مکّہ جا بسا تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے دُور رہے۔ اس نے قریش سے وعدہ کیا تھا کہ میدانِ جنگ میں اس کا سامنا اس کی قوم سے ہوا تو دو آدمی بھی خلاف نہ جائیں گے۔ چنانچہ جب مقابلہ کا وقت آیا تو مکّہ کے غلاموں اور حبشیوں کو لے کر جس نے سب سے پہلے سامنا کیا وہ یہی ابو عمرو تھا۔ اس نے اپنی قوم کو آواز دی: "گروہِ اوس! میں ابو عمرو ہوں" جواب میں قوم نے کہا: "او بدکار! ہم تجھے پہچانتے ہیں۔ خدا تجھے آنکھوں سے محروم کردے" ایامِ جاہلیت میں ابو عمرو کو راہب، کہا جاتا تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کا نام فاسق رکھ دیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ قوم نے ٹھکرا دیا ہے تو بولا: "ان سے دُور ہوجانے کے باعث میری قوم کے خیالات بگڑ گئے ہیں" پھر اس نے بڑے زور سے جنگ کی اور پتھر برسائے۔

ابو سفیان کی سرگرمی

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ ابو سفیان، بنو عبد الدار کے ان لوگوں کو جو جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے، جنگ و قتال پر اُبھارنے کے لیے کہہ رہا تھا:

"بنو عبد الدار! سنو، جنگ بدر میں بھی جھنڈا تمھارے ہاتھ میں تھا۔ اس وقت جن شدائد کا سامنا کرنا پڑا وہ تمھیں معلوم ہیں۔ دیکھو! جھنڈوں کو دیکھ کر ہی لوگ ثابت قدم رہتے ہیں اور اگر جھنڈے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں تو لوگوں کے پیر اُکھڑ جاتے ہیں اور وہ تتر بتر ہوجاتے ہیں۔ اس لیے اب وقت ہے کہ تم یا تو ہمیں اطمینان دلاؤ کہ اس جھنڈے کو اونچا رکھو گے یا پھر جھنڈے کو چھوڑ دو، ہم خود سنبھال لیں گے"

یہ سُن کر انھوں نے اپنی ہمّت، ثابت قدمی اور اولو العزمی کا وعدہ کرتے ہوئے کہا: "بھلا یہ ہوسکتا ہے

کہ ہم جھنڈا تمھارے حوالے کر دیں، کل جب میدان جنگ برپا ہوگا تو تم دیکھ لوگے کہ ہم کیا کیا جوہر دکھاتے ہیں۔"

خواتین قریش کا جوش

جب دونوں فریقوں میں لڑائی کی ٹھن گئی اور وہ ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے۔ ہند اور اس کی ساتھی عورتیں کھڑی ہوگئیں اور دف بجا بجا کر اور ترانے گا گا کر مردوں کو ابھارنے لگیں۔ ہند یہ رجز پڑھ رہی تھی:

وَيْهًا بَنِي عَبْدِ الدَّارْ　　وَيْهًا حُمَاةَ الْأَدْبَارْ
ضَرْبًا بِكُلِّ بَتَّارْ

(اٹھ کھڑے ہو: بنو عبدالدار! اٹھ کھڑے ہو۔ اپنے پیچھے رہنے والے آدمیوں کی حفاظت وحمایت کرنے والو! اٹھ کھڑے ہو، اور ہر شمشیر زن پر کاری ضربیں لگاؤ)

اور ہند یہ شعر بھی پڑھ رہی تھی:

إِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِقْ　　وَنَفْرِشُ النَّمَارِقْ
أَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقْ　　فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

اگر آگے بڑھ کر مقابلہ کرو گے تو (ہم عورتیں) تم کو اپنے سینوں سے لگالیں گی اور تمھارے لیے اچھے اچھے فراش اور تکیے لگا کر استقبال کریں گی۔ اگر تم پیٹھ دکھا کر بھاگو گے تو اپنے پاس بھی نہ آنے دیں گی اور اس طرح چھوڑ دیں گی، جیسے کوئی محبت نہ کرنے والا چھوڑ دیتا ہے۔

ابن ہشام نے بیان کیا کہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کا نعرہ "اَمِتْ اَمِتْ" یعنی مارو، مارو تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق

ابن اسحٰق کہتے ہیں، لوگوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور جنگ کی سرگرمی پورے شباب پر آگئی، ابو دجانہ لڑتے ہوئے دشمن کی صفوں کو چیر کر اندر گھستے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ایک سے زائد اہل علم نے مجھ سے یہ بات بھی بیان کی کہ اس موقع پر زبیر ابن العوام نے کہا تھا "میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپ کی) تلوار مانگی تھی، مگر میں محروم رہا اور ابو دجانہ کو یہ مل گئی۔ مجھے خیال تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کا بیٹا ہوں، قریشی ہوں اور ابو دجانہ سے بھی پہلے میں نے تلوار کی درخواست کی تھی، مگر پھر بھی مجھے نہ مل سکی اور ابو دجانہ کو دے دی گئی ہیں دیکھوں گا کہ ابو دجانہ کیا کارنامہ کر کے دکھاتے ہیں۔" یہ کہہ کر میں ابو دجانہ کے پیچھے لگ گیا۔

میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے اپنی وہی سرخ پٹی نکال کر سر پر باندھ لی، یہ دیکھ کر بعض انصار نے کہا۔

"ابو دجانہ نے موت کی پٹی باندھ لی ہے" اور میدانِ جنگ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے کود پڑے:

أَنَا الَّذِي عَاهَدَنِي خَلِيلِي ۔۔۔ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِيلِ
أَلَّا أَقُومَ الدَّهْرَ فِي الْكَيُّولِ[1] ۔۔۔ أَضْرِبْ بِسَيْفِ اللهِ وَالرَّسُولِ

میں وہی ہوں، جس سے میرے حبیب نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) کھجور کے درختوں کے قریب پہاڑ کے دامن میں عہد و پیمان لیا تھا، میں کھڑے ہو کر آخری صف تک برابر مقابلہ کرتا رہوں گا، اللہ اور اس کے رسول کی تلوار برابر چلاتا جاؤں گا۔

زبیرؓ بن العوام کا بیان

بروایت ابن اسحٰق زبیرؓ بن العوام نے یہ بھی بیان کیا: "ابو دجانہ کے مقابلے پر جو بھی آتا تھا، اس کا خاتمہ ہو جاتا تھا مشرکوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا، جو ہمارے آدمیوں (مسلمانوں) کا صفایا کرتا چلا جاتا تھا اور کسی کو نہیں چھوڑتا تھا۔ بڑا سخت حملہ کر کے کام تمام کر دیتا تھا۔ میں نے دیکھا، یہ شخص اور ابو دجانہ ایک دوسرے سے قریب ہو رہے ہیں۔ میں نے دعا کی! اے خدا، ان دونوں میں مڈبھیڑ ہو جائے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دونوں میں مقابلہ ہو ہی گیا۔ دونوں طرف سے تلواریں چلنے لگیں۔ مشرک نے ابو دجانہ پر تلوار کا وار کیا مگر ابو دجانہ نے یہ وار اپنی تلوار پر لیا اور بچ نکلے۔ پھر ابو دجانہ نے وار اس شدت سے کیا کہ وہ بچ نہ سکا اور وہیں اس کا کام تمام ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے تلوار کا رُخ ہند بنت عتبہ کی طرف کیا اور ٹھیک اس کے سر پر وار کرنا ہی چاہتے تھے کہ تلوار روک لی۔

میں (زبیرؓ) نے سوچا کہ اس کا راز خدا اور اس کے رسول ہی کو زیادہ معلوم ہو گا (کہ ابو دجانہ نے اپنی تلوار کا وار خود ہی کیوں روک لیا)۔"

ابن اسحٰق روایت کرتے ہیں اور خود ابو دجانہ (سماک بن خرشہ) نے اس کے بارے میں یہ بیان کیا: "میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کو جنگ پر اکسا رہا ہے۔ میں نے اس کی طرف رُخ کر لیا (تا کہ اس کا بھی خاتمہ کر دوں) تلوار اس پر اُٹھائی تو وہ بلبلانے لگا۔ دیکھا تو وہ عورت تھی۔ میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت کو کیا ماروں۔ اس سے تو ایک پُر وقار تلوار کو پاک رکھنا ہی بہتر ہے۔"

حمزہؓ کی شہادت

حمزہؓ بن عبد المطلب بھی جدال و قتال میں مصروف تھے اور ایک ایک کا صفایا

---

[1] ابن ہشام نے کہا: فی الکیول (بہ معنی آخری صف) کی جگہ "فی الکبول" (بمعنی بیڑیاں) کی روایت بیان کرتے ہیں۔ اب اس شعر کے معنی یہ ہوں گے۔ میں اس طرح جم کر مسلسل لڑتا رہوں گا۔ گویا میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی گئی ہیں۔

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 14201
8/3/79

کرتے چلے جارہے تھے، یہاں تک کہ ارطاۃ بن عبد شرجیل (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار) کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ارطاۃ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ پھر سباع بن عبد العزیٰ غبشانی حمزہؓ کی طرف آنکلا۔ یہ شخص ابو نیار کی کنیت سے مشہور تھا۔ حمزہؓ نے للکارا،

هَلُمَّ إِلَيَّ يَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ! اے مقطعۃ البظور کے بیٹے! ادھر میری جانب آ۔ اس کی ماں کا نام اُمِّ انمار ہے جو شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی لونڈی تھی۔ بروایت ابن ہشام یہ شریق بن الاخنس بن شریق کی لونڈی تھی اور مکہ معظمہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی بہر حال جب ان دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو حضرت حمزہؓ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس موقع پر وحشی (جبیر بن مطعم کا غلام) نے سوچا: "او ہو! میں دیکھ رہا ہوں کہ حمزہؓ تلوار سے لوگوں کا صفایا کرتے چلے جا رہے ہیں اور کوئی ان کی تلوار سے بچ نہیں رہا۔ حمزہؓ بھورے رنگ کے اونٹ کی طرح معلوم ہو رہے ہیں۔ وحشی کہتا ہے اتنے میں دیکھا کہ سباع بن عبد العزیٰ میرے سامنے سے ہو کر حمزہؓ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر حمزہؓ نے للکارا: هَلُمَّ إِلَيَّ يَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ! اے مقطعۃ البظور کے بیٹے! ادھر آ ادھر۔ حمزہؓ نے سباع پر تلوار کا ایک وار بڑی تیزی سے کیا، مگر وہ خطا ہو گیا۔ عین اسی وقت میں نے اپنا حربہ ہلا کر اور خوب (نشانہ باندھ کر) اس طرح پھینک مارا کہ وہ ٹھیک ان کی ناف کے اوپر کے حصے میں جا گھسا اور دونوں پیروں کے درمیان سے باہر نکل گیا۔ اب حمزہؓ میری طرف لپکے، لیکن وہ شکستہ ہو چکے تھے، زمین پر گر پڑے۔ میں نے انھیں اسی حالت میں چھوڑ دیا، تا آنکہ وہ جاں بحق ہو گئے۔ میں اٹھا اور اپنا حربہ لے کر لشکر میں ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ میری کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

ضمری اور ابن الخیار کی روایت

ابن اسحٰق نے روایت کیا کہ مجھ سے عبد اللہ بن الفضل (بن عباس بن ربیعہ بن حارث) نے اور ان سے سلیمان بن یسار سے عمرو بن امیہ ضمری نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابو سفیان کے عہد میں، میں اور عبید اللہ بن عدی (بن الخیار اخو بنی نوفل بن عبد مناف) دونوں اور لوگوں کے ساتھ باہر سفر کے لیے نکلے۔ جب ہم سفر سے واپس ہو رہے تھے تو راستے میں حمص بھی پڑا، جہاں جبیر بن مطعم کا غلام وحشی قیام پذیر تھا، یہاں پہنچ کر عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے پوچھا: "کیا تم چاہتے ہو کہ ہم دونوں یہاں وحشی سے مل کر حمزہؓ کا واقعہ دریافت کریں کہ اس نے انھیں کس طرح قتل کیا تھا؟" میں نے کہا: "اگر تمھاری خواہش ہے تو آؤ چلیں اور اس سے مل کر معلوم کریں۔"

ہم نے ایک آدمی سے وحشی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ تمھیں اپنے مکان کے

سامنے والے میدان میں ملے گا ۔ وہ ایک ایسا آدمی ہے ، جس پر شراب کا نشہ سوار رہتا ہے ۔ اگر تم دیکھو کہ وہ نشے میں نہیں تو وہ عربی زبان بولتا ہوا ملے گا اور ایسی حالت میں تمھارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اور جو سوال بھی کرو گے وہ اس کا جواب دے گا ، لیکن اگر اسے ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ ہوش و حواس میں نہ ہو تو اسے یونہی چھوڑ کر واپس آجانا ۔

وحشی سے ملاقات

عمرو بن امیہ نے آگے بیان کیا : ہم دونوں اس کے مکان کی طرف چل پڑے اور آخر کار وہاں پہنچ گئے ۔ دیکھا تو وہ اپنے مکان کے سامنے والے میدان میں ایک چٹائی پر بیٹھا تھا ۔ بغاث ، پرندے (ایک سیاہ رنگ کا پرندہ) کی طرح بالکل بوڑھا ہو چکا تھا ۔ وہ بغیر کسی بات کی پروا کیے شور و غل کر رہا تھا ۔ جب ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو سلام کیا ۔ اس نے سر اٹھا کر عبید اللہ بن عدی کی طرف دیکھا اور پوچھا " کیا تم عدی بن الخیار کے بیٹے ہو ؟ " عبید اللہ بن عدی نے جواب دیا ۔ " ہاں " ۔ وحشی بولا : " واللہ ! میں نے تمھیں اس وقت سے نہیں دیکھا جب تمھیں تمھاری ماں سعدیہ کو دیا تھا ، جس نے تمھیں مقام ذی طوی میں دودھ پلایا تھا ، تمھاری ماں اونٹ پر سوار تھی ، میں اسے نیچے سے اٹھا کر دے رہا تھا تو تمھارے دونوں پیر کپڑے سے باہر جھک رہے تھے اور اس نے تمھیں کپڑے میں لپٹا ہوا لے لیا تھا ۔ خدا کی قسم ! ابھی تم یہاں آکر کھڑے ہوئے اور میں نے تمھارے پیروں کو پہچان لیا ۔ "

عبید اللہ بن امیہ آگے کہتے ہیں ۔ " ہم دونوں وحشی کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے کہا ، ہم لوگ آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ سے حمزہؓ کے واقعے کی تفصیل معلوم کریں ، آپ نے انھیں کس طرح قتل کیا تھا ؟

وحشی کا بیان

وحشی بولا : میں تم سے یہ واقعہ اسی طرح بیان کروں گا ، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر میں نے آپ کو بتایا تھا ۔ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا ۔ جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا ۔ جب قریشی جنگ احد کے لیے تیار ہوئے تو جبیر نے مجھ سے کہا اگر تم میرے چچا کے انتقام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہؓ کو قتل کر دو گے تو میں تمھیں آزاد کر دوں گا ۔ چنانچہ میں قریشیوں کے ساتھ جنگ احد میں شرکت کے لیے نکل کھڑا ہوا ۔ میں حبشی تھا ، اور حبشیوں کے انداز پر حربہ پھینک کر مارنے کا ایسا ماہر تھا کہ میرا پھینکا ہوا حربہ کم ہی خطا کرتا تھا ۔ جب دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ، اس وقت حمزہؓ کو میں نے اچھی طرح تاک لیا ۔ میں نے دیکھا کہ وہ غبار میں اٹے ہوئے بھورے اونٹ کی طرح معلوم ہو رہے تھے اور تلوار سے لوگوں

کا صفایا کرتے چلے جاتے تھے۔ ان کی تلوار کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ میں نے تیاری کی اور تیزی سے ان کے قریب پہنچنے کے لیے کسی درخت یا پتھر کی آڑ لیتا جاتا تھا کہ وہ زد میں آجائیں۔ اسی اثناء میں سباع بن عبدالعزیٰ میرے سامنے سے نکل کر حمزہؓ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حمزہؓ نے اسے دیکھ کر کہا ھلمّ الی یا ابن مقطعۃ البظور۔ اے مقطعۃ البظور کے بیٹے ادھر آ ادھر۔ پھر حمزہؓ نے سباع پر تلوار کا ایک وار کیا، مگر وہ خالی گیا۔ ادھر میں نے اپنے حربہ کو حرکت دے کر اور مرضی کے مطابق سیدھا لگا کر پھینکا حربہ حمزہؓ کی ناف کے اوپر والے حصے پر پیٹ میں جا گھسا اور ان کی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا۔ حمزہؓ نے اسی حالت میں میری طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بے بس ہو چکے تھے، وہیں گر پڑے میں نے انھیں اسی حالت میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ جاں بحق ہو گئے۔ پھر میں ان کے پاس گیا اور اپنا حربہ لے کر لشکر میں واپس آگیا۔ اب مجھے کسی اور بات کی ضرورت نہ تھی۔ میں انھیں صرف اس لیے قتل کیا تھا کہ آزاد ہو جاؤں۔ چنانچہ جب میں مکہ واپس آیا تو مجھے آزاد کر دیا گیا۔

اسلام اور روپوشی

میں مکہ ہی میں مقیم تھا، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۂ معظمہ کو فتح کر لیا، میں بھاگ کر طائف چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ جب طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔ میں نے سوچا کہ میں شام، یمن یا کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں، خدا جانتا ہے، میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا: "تیرا بُرا ہو! واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرتے جو ان کا دین قبول کر کے اس میں داخل ہو جائے اور کلمۂ شہادت پڑھ لے۔"

وحشی نے بیان کیا "جب مجھے یہ معلوم ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ چلا گیا۔ آپ کو ایسا اچنبھا کبھی نہ ہوا ہوگا، جیسا کہ مجھے اپنے سر پر کھڑا ہوا اور کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا دیکھ کر ہوا۔" آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا۔ "کیا وحشی ہو؟" میں نے کہا۔ "جی ہاں" یا رسول اللہ فرمایا: "بیٹھ جاؤ اور ہمیں بتاؤ کہ تم نے حمزہ کو کس طرح قتل کیا تھا؟"

وحشی کہتا ہے، میں نے سارا قصہ ٹھیک اسی طرح بیان کر دیا، جیسا تمھارے سامنے بیان کیا ہے جب میں بات ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا: "وَیْحَکَ! غَیِّبْ عَنِّیْ وَجْهَکَ، فَلَا اَرَیَنَّکَ" تیرا بُرا ہو! اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹا لے۔ میں تیرا چہرہ پھر کبھی نہ دیکھوں گا۔ وحشی نے کہا: اس کے بعد جہاں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے، میں ہمیشہ ایک طرف منہ چھپا کر کھڑا ہو جاتا تاکہ آپ کو

میری صورت نظر نہ آئے، یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رہا۔

مسیلمہ کذّاب کا قتل

وحشی، مسیلمہ کذّاب کے قتل کا واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے: "جب مسلمان مسیلمہ کذاب کے قتل کے لیے کمربستہ ہو کر روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ گیا اور وہی حربہ جس سے میں نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا، ساتھ لے گیا۔ جب دونوں گروہوں میں تصادم ہوا تو میں نے مسیلمہ کذّاب کو دیکھا کہ ہاتھ میں تلوار لیے کھڑا ہے۔ میں اسے پہچانتا نہیں تھا (یعنی کسی سے پوچھا اور پتا لگایا)، چنانچہ میں اس کے قتل کے لیے تیار ہوا۔ دوسری طرف ایک انصاری بھی اس ہی ارادے سے آگے بڑھے۔ ہم دونوں ہی اسے زد میں لینا چاہتے تھے۔ میں نے اپنا حربہ ہلا کر اور خوب سیدھ باندھ کر اس پر پھینکا اور وہ جا کر اس کے لگ بھی گیا۔ ادھر انصاری نے بھی نہایت تیزی سے تلوار کا وار کیا، پروردگار ہی جانتا ہے، ہم دونوں میں کس کے وار نے اس کا خاتمہ کیا۔ اگر وہ میرے حربے سے جہنم واصل ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان (حمزہؓ) کو قتل کیا، وہاں سب سے بدتر انسان کو بھی میں نے ہی قتل کیا۔"

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے اور ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب نے بتایا کہ وہ (عبداللہ بن عمرؓ) یمامہ (جہاں مسیلمہ کذاب تھا) اُنھوں نے آگے بتایا: "میں نے ایک شخص کو چیختے ہوئے سُنا کہ اسے (مسیلمہ کذاب کو) حبشی غلام نے قتل کر دیا۔"

باب ۱۱

غزوۂ اُحد

(۲)

مصعبؓ بن عمیر کی شہادت

مصعب بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مدافعت کرتے ہوئے جنگ میں مصروفِ قتال تھے۔ اسی حالت میں انھیں شہید کر دیا گیا۔ انھیں شہید کرنے والا ابن قمئہ لیثی تھا۔ شکل و شباہت کے لحاظ سے مصعبؓ بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملتے جلتے تھے، اس لیے ابن قمئہ نے سمجھا کہ اس نے مصعب بن عمیر کو نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کیا۔ اس خیال سے اس نے قریشیوں میں جا کر یہ اعلان بھی کر دیا کہ:

قَتَلْتُ مُحَمَّدًا (میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا)۔

مصعبؓ بن عمیر کے شہید ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا۔ اب علیؓ بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ میں مصروف ہو گئے۔ آگے کا واقعہ ابن ہشام بروایت مسلمہ بن علقمہ مازنی بیان کرتے ہیں کہ جب اُحد میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور علیؓ کو آدمی بھیج کر ہدایت دی کہ وہ جھنڈا لے کر آگے بڑھیں۔ علیؓ آگے بڑھے اور کہا: "انا ابو القُصَم" یا بروایت ابن ہشام "انا ابو الفصم" قُصَم کے معنی محض لکڑی وغیرہ توڑنے کے ہیں اور فُصَم کے معنی جوڑ جوڑ توڑ دینا ہر دو صورت میں مطلب یہی ہے کہ میں وہ شخص ہوں جو دشمن کے جوڑ جوڑ توڑ کر رکھ دوں گا۔ علیؓ کی یہ للکار سن کر ابو سعد بن ابو طلحہ جو مشرکوں کی فوج کا علمبردار تھا، بولا: "اے ابو الفصم! کیا تم میدان میں آکر لڑنا چاہتے ہو؟" علیؓ نے جواب اثبات میں دیا۔ چنانچہ وہ دونوں صفوں کے درمیان کود پڑے۔ تلواریں چلنے لگیں اور علیؓ نے ابو سعد کو تلوار مار کر پچھاڑ دیا۔ مگر اس کا کام تمام کیے بغیر واپس آگئے۔ ساتھیوں نے پوچھا: "آپ نے قتل کیوں نہ کیا؟" جواب دیا: "وہ میرے سامنے اس طرح پچھڑ گیا کہ اس کی شرم گاہ کھل گئی، مجھے اس پر رحم آگیا۔ اس کے علاوہ میں سمجھ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے موت دے دی ہے۔"

دوسری روایت

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو سعد بن ابو طلحہ نے دونوں فریقوں کے درمیان پہنچ کر نعرہ لگایا تھا: "انا قاصم" (یعنی میں جوڑ جوڑ دینے والا آدمی ہوں) کون ہے جو مقابلے پر آتا ہے؟ کوئی بھی مقابلے پر نہ نکلا تو اس نے یہ کہنا شروع کیا: "اے محمدؐ کے

ساتھیو! تمھارا یہ زعم ہے کہ تمھارے مقتولین جنت میں اور ہمارے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔ لات کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر اس قول میں سچے ہوتے تو تم میں کوئی نہ کوئی میرے مقابلے کے لیے میدان میں اترتا۔" علی رضؓ یہ سن کر میدان میں کود پڑے، دونوں میں تلواریں چلیں اور آخر کار علی رضؓ نے اسے قتل کر دیا۔

عاصم رضؓ بن ثابت ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ابو سعد بن ابو طلحہ کو سعد رضؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا تھا۔ عاصم بن ثابت (ابن ابی الاقلح) نے بھی جنگ میں حصہ لیا اور مسافع بن طلحہ نیز اس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو قتل کیا۔ عاصم رضؓ بن ثابت نے ان دونوں بھائیوں پر یکے بعد دیگرے تیر چلائے۔ ان میں سے ایک ایک سخت زخمی ہو کر اپنی ماں (سلافہ) کے پاس پہنچا اور اپنا سر اس کی گود میں ڈال دیا۔ ماں نے پوچھا: "تمھیں کس نے زخمی کیا ہے؟ دونوں نے اپنی اپنی باری جواب دیا:" مجھے جب تیر لگتا تھا تو میں ایک شخص کو یہ کہتے سنتا تھا کہ یہ لے میں ابن ابی الاقلح ہوں۔" ماں نے منت مانی "کہ اگر خدا نے مجھے قدرت دی تو میں عاصم رضؓ بن ثابت بن ابی الاقلح کے سر کو پیالا بنا کر شراب پیوں گی۔" عاصم رضؓ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ وہ خود کسی مشرک کو چھوئے گا، نہ کسی مشرک کو موقع دے گا کہ وہ اسے کبھی چھو سکے۔

عثمان بن ابی طلحہ عثمان بن ابی طلحہ جو مشرکوں کی طرف سے علمبردار تھا، جنگِ اُحد کے موقع پر یہ شعر پڑھ رہا تھا:

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا　　　اَنْ یَّخْضِبُوا الصَّعْدَةَ اَوْتَنْدَقَّا

سُن لو! علمبرداروں پر یہ فرض ہو گیا ہے کہ وہ اپنے تیروں کو (دشمن کے خون سے) برابر رنگین بناتے رہیں تا آنکہ وہ (تیر) ٹوٹ ٹوٹ نہ جائیں۔

یہ شعر وہ پڑھ ہی رہا تھا کہ حمزہ رضؓ نے حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا:

حنظلہ غسیل الملائکہ اس ہنگامے میں حنظلہ بن ابی عامر الغسیل اور ابو سفیان میں مڈبھیڑ ہو گئی، حنظلہ ابو سفیان پر بھاری پڑ رہے تھے۔ شداد بن الاسود نے دیکھا کہ ابو سفیان کمزور پڑ رہا ہے۔ اس نے بڑھ کر حنظلہ پر تلوار کا وار کیا اور انھیں شہید کر ڈالا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھارے دوست (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔" لوگوں نے حنظلہ کے گھر والوں اور ان کی بیوی سے دریافت کیا کہ حنظلہ کس حالت میں تھے؟ بیوی نے جواب دیا: "جنگ کا شور و غل سن کر وہ یک بہ یک باہر نکلے تھے تو حالتِ جنابت میں تھے:

ابن اسحاق نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ کی بیوی کا یہ جواب سُنا تو فرمایا: جبھی تو ملائکہ نے حنظلہ کو غسل دیا۔ از روئے روایت ابن اسحاق شداد بن الاسود، حنظلہ کو قتل کرتے وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

لَاَحْمِيَنَّ صَاحِبِیْ وَ نَفْسِیْ بِطَعْنَةٍ مِثْلِ شُعَاعِ الشَّمْسِ

میں اپنے دوست کو اور خود اپنے آپ کو ایسے نیزے کے ذریعے سے بچاؤنگا جو آفتاب کی کرن کی طرح چمکتا ہوگا۔

ابوسفیان کے اشعار

ادھر حنظلہ کے مقابلے پر ابن شعوب (شداد بن الاسود) نے ابوسفیان کی مدد کی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے خود ابوسفیان نے یہ شعر پڑھے۔

وَلَوْ شِئْتُ نَجَّتْنِیْ كُمَيْتٌ طِمِرَّةٌ وَلَمْ اَحْمِلِ النَّعْمَآءَ لِابْنِ شَعُوْبِ

میں چاہتا تو میرا تیز رفتار کمیت گھوڑا مجھے بچالے جاتا اور مجھے ابن شعوب کا احسان نہ لینا پڑتا۔

وَمَا زَالَ مُهْرِیْ مَزْجَرَ الْكَلْبِ مِنْهُمْ لَدُنْ غُدْوَةٍ حَتّٰى دَنَتْ لِغُرُوْبِ

میرا یہ گھوڑا صبح سے غروب آفتاب تک ان سے (مسلمانوں سے) صرف اتنے فاصلے پر برابر جما رہا ہے، جتنے فاصلے سے کتوں کو دھتکارا جا سکتا ہے۔

اُقَاتِلُهُمْ وَاَدَّعِیْ يَا لَغَالِبٍ وَاَدْفَعُهُمْ عَنِّیْ بِرُكْنٍ صَلِيْبِ

میں ان سے برابر لڑتا رہا اور پکارتا رہا، اے بنو غالب! میں نے محکم قوت سے مدافعت کی۔

فَبَكِّیْ وَلَا تُرْعِیْ مَقَالَةَ عَاذِلٍ وَلَا تَسْاَمِیْ مِنْ عَبْرَةٍ وَنَحِيْبِ

پس گریہ وزاری کرلو اور ان کے ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کرو۔

اَبَاكِ وَاِخْوَانًا لَهٗ قَدْ تَتَابَعُوْا وَحَقَّ لَهُمْ مِنْ عَبْرَةٍ بِنَصِيْبِ

(اے بنو غالب!) تم اپنے باپ اور ان کے بھائیوں پر خوب گریہ وزاری کرلو، جو یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے اس میں کسی ملامت گر کی بات کا بھی تمھیں خیال نہیں کرنا چاہیے، نہ آنسو بہانے اور آہ و بکا کرنے سے اکتانا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ کچھ تو تمہارے آنسوؤں کے حق دار تھے ہی۔

وَسَلَّى الَّذِیْ قَدْ كَانَ فِی النَّفْسِ اَنَّنِیْ قَتَلْتُ مِنَ النَّجَّارِ كُلَّ نَجِيْبِ

اور ان لوگوں کو تسلی و تشفی دو۔ جن کے دل میں یہ چیز ہے کہ ہم نے بنی نجار کے ہر شریف و

نجیب آدمی کو کیوں قتل کر ڈالا۔

وَمِنْ هَاشِمٍ قَرْمًا كَرِيمًا وَمُصْعَبًا　　وَكَانَ لَدَى الْهَيْجَاءِ غَيْرَ هَيُوبِ

اور بنو ہاشم کے ایک باعزت مرد نر کو کیوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، جو نہایت متشدد اور میدانِ جنگ میں بے خوف ہو کر لڑنے والا تھا حضرت حمزہؓ کی طرف اشارہ ہے)۔

وَلَوْ أَنَّنِي لَمْ أَشْفِ نَفْسِي مِنْهُمُ　　لَكَانَتْ شَجًا فِي الْقَلْبِ ذَاتَ نُدُوبِ

حالانکہ میں انھیں مار کر اپنا دل ٹھنڈا نہ کر لیتا تو میرے دل میں ایسے زخم ہو جاتے جن کے نشان مٹنے والے نہ تھے۔

فَآبُوا وَقَدْ أَوْدَى الْجَلَابِيبُ مِنْهُمُ　　بِهِمْ خَدَبٌ مِنْ مُعْطَبٍ وَكَئِيبِ

مسلمان ایسی حالت میں واپس ہوئے کہ ان کے بڑے بڑے سخت جان لوگ پیٹ میں نفوذ کر جانے والے نیزوں سے ہلاک ہو چکے تھے۔ بعض کے جسم سے خون بہ رہا تھا اور بعض غم واندوہ کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ (جلابیب۔ جلباب کی جمع، موٹی اور کھردری ازار۔ کفار نے مسلمانوں کو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یہ لقب دیا تھا)۔

أَصَابَهُمُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لِدِمَائِهِمْ　　كِفَاءً وَلَا فِي خُطَّةٍ بِضَرِيبِ

انھیں اس شخص نے (ابوسفیان نے) آزمائش و ابتلاء میں ڈالا جس سے ان کے خون کا بدلا کوئی بھی نہیں لے سکتا تھا، نہ اس کے کردار میں اس کا کوئی ہمسر ہی تھا۔

حسانؓ بن ثابت کے جوابی اشعار

ابن ہشام کی روایت کی رو سے حسان بن ثابت نے ابوسفیان کے اشعار کے جواب میں یہ اشعار کہے تھے:

ذَكَرْتَ الْقُرُومَ الصِّيدَ مِنْ آلِ هَاشِمٍ　　وَلَسْتَ لِزُورٍ قُلْتَهُ بِمُصِيبِ

تُو نے آلِ ہاشم کے نرشکاریوں کا ذکر کیا ہے۔ بے شک تُو نے غلط نہیں کیا، سچ بولا ہے۔ تیری یہ بات بھی ٹھیک نہیں ہو سکتی (تجھے کوئی سچا نہیں مان سکتا)۔

أَتَعْجَبُ أَنْ أَقْصَدْتَ حَمْزَةَ مِنْهُمُ　　نَجِيبًا وَقَدْ سَمَّيْتَهُ بِنَجِيبِ

کیا تو اس بات پر اکڑتا ہے کہ آلِ ہاشم میں سے حمزہؓ جیسے نجیب کو نجیب کہتے ہوئے قتل کیا۔

أَلَمْ يَقْتُلُوا عَمْرًا وَعُتْبَةَ وَابْنَهُ　　وَشَيْبَةَ وَالْحَجَّاجَ وَابْنَ حَبِيبِ

غَدَاۃَ دَعَا العَاصِی عَلِیّاً فَرَاعَہٗ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بِضَرْبَۃٍ عَضْبٍ بَلَّہٗ بِخَضِیبِ

بتا! کیا مسلمانوں نے عمرو، عتبہ اور عتبہ کے بیٹے، شیبہ، حجاج اور ابن حبیب
کو موت کا مزہ نہیں چکھا دیا اور کیا یہ واقعہ اس صبح کا نہیں، جب العاص نے علیؓ کو
دعوت جنگ دی تھی اور علیؓ نے ایک ایسی تلوار کی ضرب سے اسے مبہوت کر دیا تھا جو رنگین خون
میں تر بتر ہو رہی تھی!

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ ابن شعوب ابوسفیان کی امداد کے سلسلے میں اپنا احسان جتاتا ہوا کہتا ہے۔

وَلَوْلَا دِفَاعِی یَا ابْنَ حَرْبٍ وَمَشْہَدِی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لَأُلْفِیتَ یَوْمَ النَّعْفِ غَیْرَ مُجِیبِ

اے ابن حرب! (ابوسفیان) اگر میں موجود نہ ہوتا اور تیرا دفاع نہ کرتا تو احد پہاڑ کے موقع
پر ایسی حالت میں پایا جاتا کہ کوئی تیری آواز سننے والا بھی نہ ہوتا۔

وَلَوْلَا مَکَرِّی الْمُہْرَ بِالنَّعْفِ قَرْقَرَتْ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ضِبَاعٌ عَلَیْہِ أَوْ ضِرَاءُ کَلِیبِ

اور اگر احد پہاڑ میں اپنا گھوڑا نہ ڈال دیتا تو تکڑ بگڑ گیدڑ اس (مراد ابوسفیان) پر
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتے اور کھا جاتے۔

حارث کے اشعار

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ حارث بن ہشام نے ابوسفیان کا جواب دیا
اور یہ شعر کہے:

جَزَیْتُہُمْ یَوْمًا بِبَدْرٍ کَمِثْلِہٖ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ عَلٰی سَابِحٍ ذِی مَیْعَۃٍ وَشَبِیبِ
لَدٰی صَحْنِ بَدْرٍ أَوْ أَقَمْتَ نَوَائِحًا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ عَلَیْکَ وَلَمْ تَحْفِلْ مُصَابَ حَبِیبِ

سبک رفتار، خوش خرام اور جوان گھوڑے پر بیٹھ کر میں نے ایک ایسی جنگ میں ان
کفار کو بدلا چکایا، جیسی میدان بدر میں ہوئی تھی، یا یوں سمجھ لو کہ میں نے تجھ پر نوحہ کرنے والیوں
کو مقرر کر دیا، جو کسی دوست کی مصیبت پر بھی جمع ہونے والی نہ تھیں۔

وَإِنَّکَ لَوْ عَایَنْتَ مَا کَانَ مِنْہُمُ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لَأُبْتَ بِقَلْبٍ مَا بَقِیتَ نَخِیبِ

اور اگر تو اپنی آنکھ سے وہ منظر دیکھ لیتا جو مسلمانوں نے پیش کیا تھا تو ایسی حالت
میں واپس آتا کہ ایک بزدل اور خوف زدہ قلب ہمیشہ کے لیے تیرے ساتھ ہوتا۔

ابن ہشام نے بیان کیا: حارث بن ہشام نے یہ شعر اس لیے کہے کہ یہ گمان ہوا، ابوسفیان نے اپنے
اس شعر میں "وما زال مہری مزجر الکلب منہم" اسی پر تعریض کی ہے، کیونکہ وہ میدان بدر میں
سے فرار ہو گئے تھے:

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اپنی نصرت نازل فرما کر وعدہ پورا فرما دیا مسلمانوں نے کفار کے قتل و استیصال کو آخری حد تک پہنچا دیا۔ ان کی فوجیں چھٹ گئیں اور صاف صاف شکست ہو گئی، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہی۔

شکست کا سبب

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے یحییٰ سے (ان کے والد) عباد نے، عباد سے (ان کے والد) عبد اللہ نے عبد اللہ سے ان کے والد زبیر نے بیان کیا:

خدا جانتا ہے میں نے ہند بنت عتبہ اور ساتھی عورتوں کو دامن سنبھال کر بری طرح بھاگتے ہوئے دیکھا چنانچہ جو عورتیں پکڑی گئیں وہ بہت کم تھیں، لیکن جب ہم نے لشکر کفار کو شکست دے کر تتر بتر کر دیا ہمارے تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا تھا) کفار کے اس شکست خوردہ لشکر کی طرف پلٹ پڑے، صورت یہ ہو گئی کہ ہماری پشتیں اسپ سواروں کی طرف ہو گئیں۔ اس وقت دشمن موقع پر ہمارے پیچھے سے آ دھمکا اور دوسری طرف کسی آواز لگانے والے نے یہ آواز لگا دی "اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ" (سنو سنو! محمد کو قتل کر دیا گیا) اب ہم (مسلمان) پلٹے تو کفار بھی پلٹ پڑے اور یہ حالت اس کے بعد پیدا ہوئی جب ہم کفار کے علمبرداروں کا خاتمہ کر چکے تھے اور ان کا ایک بھی آدمی اپنے جھنڈے کے قریب آنے کی ہمت نہیں کر رہا تھا۔

(ابن ہشام نے آواز لگانے والے (صارخ) سے شیطان مراد لیا ہے۔

صواب حبشی

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہلِ علم کے بیان کے مطابق اس وقت کفار کا جھنڈا بالکل سرنگوں پڑا ہوا تھا۔ مگر بعد میں جب اسے عمرہ بنت علقمہ جاریہ نے اُٹھا کر قریش کی طرف رُخ کرتے ہوئے بلند کیا۔ اس وقت پھر قریش جھنڈے کے ارد گرد جمع ہو گئے رفتہ رفتہ یہ جھنڈا صواب نامی ایک حبشی کے ہاتھ میں آیا۔ یہ ابو طلحہ کا غلام تھا اور کفار میں سب سے آخری شخص تھا، جس نے یہ جھنڈا اٹھایا تھا، صواب اس جھنڈے کی حفاظت میں برابر لڑتا رہا، یہاں تک کہ جب اس کے دونوں ہاتھ بھی کاٹ ڈالے گئے تو وہ گھٹنوں کے بل گرا اور سینے اور گلے سے جھنڈے کو تھام لیا اور اس وقت تک اسے گرنے نہ دیا، جب تک اسے قتل نہ کر دیا گیا، وہ اس وقت کہہ رہا تھا "اَللّٰھُمَّ ھَلْ اَعْذَرْتُ (اعذرت) کہہ رہا تھا یعنی اے اللہ میں نے کوئی عذر باقی رکھا؟

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

اس سلسلے میں حسانؓ بن ثابت کے اشعار:

فَخَرْتُمْ بِاللِّوَاءِ وَشَرُّ فَخْرٍ ۔ لِوَاءٌ حِيْنَ رُدَّ اِلٰى صُؤَابِ

تم نے اپنے جھنڈے پر فخر کیا ہے، حالانکہ تمہارا یہ فخر سب سے بدتر فخر ہے، کیونکہ یہ جھنڈا آخر میں صُؤاب غلام جیسے آدمی کے ہاتھ میں پہنچ گیا تھا۔

جَعَلْتُمْ فَخْرَكُمْ فِيْهِ بِعَبْدٍ ۔ وَاَلْأَمُ مَنْ يَطَا عَفَرَ التُّرَابِ

جھنڈے کے بارے میں تم نے یہ فخر ایک غلام کے بل پر کیا ہے جس کی ماں کا حال یہ ہے کہ اسے بھورے رنگ کا شخص روندا کرتا ہے (یعنو ابو طلحہ کی طرف اشارہ ہے)۔

ظَنَنْتُمْ وَالسَّفِيْهُ لَهُ ظُنُوْنٌ ۔ وَمَا اِنْ ذَاكَ مِنْ اَمْرِ الصَّوَابِ

تم نے گمان کر لیا اور احمقوں کا گزارا گمانوں ہی پر ہے اور ظاہر ہے کہ گمان درستی سے دُور ہی ہوتا ہے۔

بِاَنَّ جِلَادَنَا يَوْمَ الْتَقَيْنَا ۔ بِمَكَّةَ بَيْعُكُمْ حُمْرَ الْعِيَابِ

کہ جس روز ہمارے تمہارے درمیان (غزوۂ اُحد میں) مڈبھیڑ ہوئی (تمہارا گمان) یہ تھا کہ تم ہماری کھالوں کو مکہ میں (تجارتی سامان رکھنے کے لیے) لال تھیلے بنا کر بیچ رہے تھے۔

اَقَرَّ الْعَيْنَ اَنْ عُصِبَتْ يَدَاهُ ۔ وَمَا اِنْ تُعْصَبَانِ عَلٰى خِضَابِ

اس کے ہاتھ سُرخ دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی تھی اور یہ سُرخی رنگ کی نہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا: ایک روایت یہ ہے کہ اس کا آخری شعر ابو خراش ہذلی کا ہے۔ خود مجھے ابو خراش کے دوسرے شعروں کے ساتھ یہ شعر سُنایا گیا، جس میں "یداہ" کی جگہ "یداھا" کی ضمیر مؤنث ہذلی اپنی بیوی مراد لیتا ہے اور اس کا تعلق جنگِ اُحد سے نہیں۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ یہ اشعار معقل بن خویلد ہذلی کے ہیں:

عمرہ حارثیہ

ابن اسحٰق نے کہا: کہ حسّان بن ثابتؓ نے عمرہ بنت علقمہ حارثیہ اور اس کے جھنڈا اُٹھانے کے بارے میں بھی یہ اشعار کہے ہیں۔

اِذَا عَضَلٌ سِيْقَتْ اِلَيْنَا كَاَنَّهَا ۔ جِدَايَةُ شِرْكٍ مُعْلَمَاتُ الْحَوَاجِبِ

اَقَمْنَا لَهُمْ طَعْنًا مُبِيْرًا مُنَكِّلًا ۔ وَحُزْنَاهُمْ بِالضَّرْبِ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

جب بنو عضل[۱] ہماری طرف شرک[۲] مقام کے ہرنوں کے بچوں کی طرح بڑھ کر آئے

---

[۱] عضل قبیلے کا نام ہے جو حزیمہ میں سے ہے۔ [۲] شرک (ش مفتوح) حجاز کا ایک پہاڑ ہے (ش مکسور) پانی کا ایک چشمہ ہے۔

تھے جن کے ابرو پر نشان لگے ہوں، اس وقت ہم نے ان کے لیے نہایت ہلاکت آفرین اور عبرتناک نیزہ بازی قائم کر دی تھی۔ اور ہر سمت سے تلواریں مار مار کر لاشوں کا انبار لگا دیا۔

فَلَوْلَا لِوَاءُ الْحَارِثِيَّةِ أَصْبَحُوا يُبَاعُونَ فِي الْأَسْوَاقِ بَيْعَ الْجَلَائِبِ

اگر عمرہ حارثیہ کا جھنڈا نہ ہوتا تو وہ بازاروں میں سامانِ تجارت کی طرح فروخت کیے جاتے۔

ابن ہشام فرماتے ہیں: حسانؓ بن ثابت کے یہ اشعار بھی پہلے شعروں میں شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم زخم

ابن اسحٰق کہتے ہیں: کہ مسلمان تتر بتر ہو چکے تھے۔ دشمن ان پر مصیبتوں پر مصیبتیں ڈھا رہا تھا۔ یہ بڑی سختی اور آزمائش کا وقت تھا۔ مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ جنھیں چاہتا تھا، شہادت کی عزت بخش چکا تھا۔ پھر دشمن کا ریلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور پتھر برسانا شروع کر دیے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ ایک پہلو پر گر پڑے، آپ کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا۔ چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا، اور لب مبارک پر بھی زخم آیا۔ جس شخص نے آپ کو زخمی کیا تھا وہ عتبہ بن وقاص تھا۔

بے نصیب لوگ

مجھ سے (ابن اسحٰق سے) احمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت بیان کی "جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا اور آپ کے چہرۂ مبارک پر بھی زخم آیا۔ خون بہ رہا تھا اور آپ یہ فرماتے ہوئے خون پونچھتے جاتے تھے "كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ" (وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگین کر رہی ہے، حالانکہ وہ انھیں ان کے ربّ کی طرف بلا رہا ہے)، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نازل فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ۝ (۳ : ۱۲۸)

اے نبی! تجھے کسی بات کا اختیار نہیں اللہ جسے چاہے معاف کر دے اور جسے چاہے عذاب دے، یہ لوگ ظالم ہیں۔

زخموں پر زخم

اس سلسلے میں ابن ہشام نے کہا اور ربیح بن عبد الرحمٰن بن ابو سعید خدری نے اپنے والد (عبد الرحمٰن) سے اور انھوں نے اپنے والد (ابو سعید خدری) سے روایت کی کہ جنگ احد میں عتبہ بن ابو وقاص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیچے کا دانت توڑا نیز نیچے کا

لب مبارک زخمی کیا۔ آپ کی پیشانی مبارک کو عبداللہ بن شہاب زہری نے زخمی کیا تھا اور تیسرا شخص ابن قمیئہ ہے، جس نے رخسار مبارک کا بالائی حصہ اس طرح زخمی کیا کہ خود کی دو کڑیاں اندر گھس گئیں، آپ ایک گڑھے میں گر گئے۔ یہ گڑھے ابو عامر نام ایک شخص نے اسی مقصد سے کھودے تھے کہ ان میں مسلمان گر گر کر ہلاک ہوتے رہیں، مسلمانوں کو ان گڑھوں کا پتا نہیں لگ سکا تھا، علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا، طلحہ بن عبیداللہ نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ مالک بن سنان (ابوسعید خدری کے والد) نے چہرے سے خون چوس چوس کر نگلا، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من مس دمی، دمہ لم تصبہ النار"۔ جس نے میرا خون چھوا، اس کے خون کو دوزخ کی آگ نہیں لگے گی۔

زندہ شہید

ابن ہشام نے کہا: اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ"۔ اگر کوئی شخص زمین پر چلتا ہوا شہید دیکھنا چاہے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔

ابو عبیدہؓ بن الجراح

اور یہی عبدالعزیز دراوردی علی الترتیب تین راویوں اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ، عیسیٰ بن طلحہ، ام المومنین عائشہؓ کی روایت سے ابوبکرؓ صدیق کا یہ قول نقل کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں خود کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں، انھیں ابو عبیدہ بن الجراح نے کھینچ کر نکالا تھا۔ جب پہلی کڑی نکالی تو ساتھ ہی آپ کا ایک اگلا دانت گر گیا، جب دوسری کڑی نکالی تو دوسرا دانت بھی نکل گیا۔ اس طرح دونوں اگلے دانت گر گئے تھے۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

ابن ہشام نے کہا: کہ حسانؓ بن ثابت نے عتبہ بن ابی وقاص کے لیے کہا:

اِذَا اللّٰہِ جَازٰی مَعْشَرًا بِفِعَالِھِمْ — وَضَرَّھُمُ الرَّحْمٰنُ رَبُّ الْمَشَارِقِ

فَاَخْزَاکَ رَبِّیْ یَا عُتَیْبَ بْنَ مَالِکٍ — وَلَقَّاکَ قَبْلَ الْمَوْتِ اِحْدَی الصَّوَاعِقِ

جس وقت اللہ تعالیٰ کسی گمراہ طبقے کو ان کے اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ سنائے

اور جس وقت مشرقوں کا پروردگار رحمٰن انھیں نقصان میں ڈال دے، اس وقت اے عتبہ

بن مالک، میرا پروردگار تجھے خوب ذلیل و رسوا کرے اور موت سے پہلے تجھے کوئی کڑکی

بَسَطْتَ يَمِيْنًا لِلنَّبِيِّ تَعَمُّدًا فَادْمَيتَ فَاهُ قُطِّعَتْ بِالْبَوَارِقِ

تیرا ہاتھ بالعمد نبیؐ کی طرف اُٹھا اور اس سے آپ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوگیا!

خدا کرے، تیرا یہ ہاتھ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔

فَهَلَّا ذَكَرْتَ اللهَ وَالْمَنْزِلَ الَّذِيْ تُصِيْرُ اِلَيْهِ عِنْدَ اِحْدَى الْبَوَائِقِ

کیا تجھے خدا اور وُہ مقام یاد نہ آیا، جس کی طرف ایک بڑی مصیبت کے وقت لوٹ کر جانے والا ہے؟

ابن ہشام نے کہا: میں نے اس نظم کے دو شعر ترک دیے۔

ابن السکن کی فداکاری

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حصین بن الرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے اور ان سے محمود بن عمرو نے بیان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن نے گھیرے میں لے لیا تو آپ نے فرمایا: "مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي لَنَا نَفْسَهُ" ("کون ہے جو میرے لیے اپنی جان فروخت کرے گا؟") یہ ارشاد سُن کر زیاد بن السکن اور ایک روایت کی رُو سے عمارہ بن یزید بن السکن، پانچ انصاریوں کو لے کر کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و مدافعت میں یکے بعد دیگرے مقابلہ و مقاتلہ کرتے کرتے شہید ہوتے گئے۔ ان میں آخری شخص زیاد (یا عمارہ) تھے جو آخر وقت تک برسرِ پیکار رہے، تا آنکہ زخموں سے چُور ہو کر ایک جگہ رہ گئے۔ پھر مسلمانوں کی ایک اور جماعت کھڑی ہو گئی اور اس نے کفّار کو پیچھے دھکیلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نرغے سے نکال لیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَدْنُوْهُ مِنِّيْ، اَدْنُوْهُ مِنِّيْ" اسے (زیاد کو) مجھ سے قریب کر دو۔ اسے مجھ سے قریب کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (زیاد یا عمارہ کو) زانوے مبارک کو تکیہ بنا کر لٹا لیا اور وہ اس حالت میں جاں بحق ہو گئے کہ ان کا رخسارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوے مبارک پر تھا۔

اُمّ عمارہ کی بہادری

ابن ہشام نے کہا: اور اُم عمارہ (نسیبہ بنت کعب، مازنیہ) نے بھی جنگِ اُحد میں برابر کا حصّہ لیا۔ اس سلسلے میں سعید بن ابو زید انصاری نے بیان کیا: اُم سعد بنت سعد بن ربیع کہتی تھیں کہ میں اُم عمارہ کے پاس گئی اور ان سے کہا، خالہ! آپ مجھے اپنا حال بتائیے:

انھوں نے بتایا "میں دن کے ابتدائی حصّے میں ہی نکل پڑی تھی اور لوگ جو کچھ کر رہے تھے، دیکھ رہی تھی۔ میرے ساتھ پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ بھی تھا۔ رفتہ رفتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب

پہنچ گئی۔ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ موجود تھے اور فتح و نصرت مسلمانوں کو حاصل ہو چکی تھی، مگر جب جنگ نے پلٹا کھایا اور مسلمانوں کو شکست ہونے لگی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی گئی اور کھڑے ہو کر خود بھی قتال میں حصہ لینے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کے لیے تلوار پر تلوار چلا رہی تھی، دوسری طرف کمان سے تیر پر تیر پھینک رہی تھی کہ اسی حالت میں میرا جسم زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ آگے ام سعد کہتی ہیں کہ میں نے ام عمارہ کے کاندھے پر گہرے زخم دیکھ کر دریافت کیا: "مَنْ اَصَابَكِ بِهٰذَا" "یہ زخم کس نے لگائے؟" ام عمارہ نے جواب دیا: "ابن قمئہ نے، خدا اسے ذلیل و رسوا کرے"۔ جس وقت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر الگ ہوتے جا رہے تھے اس وقت ابن قمئہ آگے بڑھ کر کہہ رہا تھا: "دلونی علی محمد فلا نجوت ان نجا" "مجھے بتاؤ، محمد کدھر ہیں؟ اگر وہ بچ نکلے تو خدا کرے میں زندہ نہ رہوں۔" ابن قمئہ کا یہ قول سن کر میں مصعب بن عمیر اور کچھ اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے سامنے آ گئے۔ اس موقع پر ابن قمئہ نے مجھے تلوار کا یہ زخم لگایا تھا۔ میں نے بھی اس پر تلوار کے کئی وار کیے، لیکن اس دشمنِ خدا نے دُہری زرہیں پہن رکھی تھیں۔ اس لیے زخمی نہ ہو سکا۔

ابو دجانہ اور سعد بن ابی وقاص

ابن اسحاق نے بیان کیا "ابو دجانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک کر ڈھال بن گیا۔ تیر پر تیر پشت پر کھا رہا تھا بے شمار تیر اس کو لگے، سعد بن ابی وقاص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں تیر چلا رہے تھے۔ انھوں نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے مجھے تیر دیتے جا رہے تھے کہ "ارم فداك ابی و امی" "میرے ماں باپ تم پر قربان! چلاتے جاؤ، یہاں تک کہ آپ نے مجھے ایک ایسا تیر دیا، جس کا پھل نہ تھا۔ اس کے باوجود فرمایا: "ارم بہ" لو اسی کو چلاؤ۔

قتادہ رضؓ اور ان کی آنکھ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمیر بن قتادہ نے بیان کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمان سے تیر چلا رہے تھے کہ کمان کا ایک طرف کا حصہ پھٹ گیا۔ اسے قتادہؓ نے لے لیا۔ یہ قتادہؓ کے ہاتھ ہی میں تھا کہ اس حالت میں ان کی آنکھ پر ضرب لگی، جس سے وہ پھوٹ گئی اور قتادہؓ رخسارے کے بل گر پڑے۔

عاصم بن عمر بن قتادہؓ مزید بیان کرتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ پر دستِ مبارک پھیر دیا تو وہ دوبارہ روشن ہو گئی، بلکہ پہلے کی نسبت قتادہؓ زیادہ تیز نظر ہو گئے۔

انسؓ بن نضر

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے قاسم بن عبد الرحمن بن رافع (اخو بنو عدی بن النجار) نے

بیان کرتے ہوئے کہا: "انس رضؓ بن نضر (انس رضؓ بن مالک کے چچا) عمر رضؓ بن الخطاب اور طلحہ رضؓ بن عبید اللہ کے پاس پہنچے، وہاں اور بھی مہاجرین و انصار موجود تھے۔ سب ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے، میں نے ان سے پوچھا: "آپ لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہیں؟ جواب دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو قتل کر دیے گئے ہیں نے ان سے کہا: "پھر آپ کے بعد زندگی کس کام کی؟ کھڑے ہو جاؤ اور اس مقصد کے لیے مر مٹو جس کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر مٹے۔"

اس کے بعد انس رضؓ بن نضر نے کفار کا مقابلہ کیا اور قتال کرتے کرتے شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق رحؒ نے کہا: مجھ سے حمید طویل نے انس رضؓ بن مالک کی روایت بیان کی کہ میں نے انس بن نضر کے جسم پر تلوار کے ستر زخم دیکھے۔ انھیں کوئی پہچان نہ سکا۔ صرف بہن نے ان کی انگلیوں سے پہچانا۔

عبد الرحمٰن بن عوف

ابن ہشام نے بیان کیا مجھے بعض اہلِ علم نے بتایا: جنگِ احد میں، عبد الرحمٰن بن عوف کے بھی منہ پر ایک ایسا پتھر لگا تھا کہ ان کا اگلا دانت ٹوٹ گیا اور بیس یا اس سے بھی زیادہ زخم آئے۔ بعض زخم پاؤں پر آئے، جس سے وہ لنگڑے ہو گئے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ شکست کھانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا شہرہ ہونے کے بعد جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا لگایا، وہ کعب بن مالک ہیں، انھوں نے کہا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کو خود میں سے چمکتے ہوئے دیکھا، تو بلند آواز سے لوگوں کو پکارنا شروع کیا: "یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَبْشِرُوْا، ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔" (اے مسلمانوں کے گروہ! تمھارے لیے خوشخبری ہے، یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاموش رہنے کے لیے ارشاد فرمایا:"

ابن اسحٰق کہتے ہیں: پھر جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شناخت کر لیا تو آپ مسلمانوں کے ساتھ ہو لیے اور ایک گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ اس وقت ابو بکر صدیق رضؓ، عمر رضؓ بن الخطاب علی رضؓ بن ابی طالب، طلحہ رضؓ بن عبید اللہ، زبیر رضؓ بن عوام، حارث بن صمہ اور دوسرے مسلمانوں کا گروہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) آپ کے ساتھ تھے۔

باب ۱۱۲

غزوۂ اُحد

(۳)

اُبیؓ بن خلف کا قتل

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی پر چڑھ گئے تو وہاں ابی بن خلف بھی پتا لگا کر آپہنچا اور بولا: "اے محمد لا نجوت ان نجوت (محمد! اگر تم بچ گئے تو اللہ تعالیٰ مجھے زندہ نہ رکھے) مسلمانوں نے دریافت کیا" یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص اس کی طرف رُخ کرے؟ فرمایا دعوہ (اسے چھوڑ دو) پھر جب ابی بن خلف قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ سے نیزہ لے لیا۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ لے لیا تو اسے ایسی حرکت دی کہ ہم سب لوگ اس طرح اڑ کر بھاگے، جیسا کر کاٹنے والی مکھی اونٹ کی پیٹھ سے اس وقت بھاگتی ہے، جب اونٹ اپنی حرکت سے اسے اڑاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن خلف کی طرف بڑھے اور اس کی گردن پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے پر لڑکھڑا گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں، مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے: ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکّہ میں ملا تھا اور آپ سے اس نے کہا تھا، میرے پاس ایک جائے پناہ ہے۔ یہ جائے پناہ وہ گھوڑا ہے، جسے میں ایک فرق[1] (ایک پیمانہ) دانہ روزانہ کھلاتا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تمھیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) قتل کر سکوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "انشاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔" چنانچہ جب ابی بن خلف زخمی ہو کر قریش کے پاس واپس گیا تو اگرچہ اس کی گردن میں کوئی بڑی خراش نہیں آئی تھی اور صرف خون رگوں میں رُک کر جمع ہو گیا تھا، تاہم اس نے کہا: "قتلنی واللہ محمدؐ (خدا کی قسم محمدؐ نے مجھے مار ڈالا)۔ اس پر قریش نے کہا: واللہ! تو محض دل چھوڑ بیٹھا ہے، ابھی تیرے اندر کافی قوت موجود ہے۔ ابی بن خلف نے بتایا: "محمدؐ نے مکّہ میں مجھ سے کہا تھا کہ تجھے میں قتل کروں گا۔ پس خدا کی قسم اگر آپ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مرجاتا۔" جب قریش مکّہ کی جانب واپس ہو رہے تھے

---

[1] سولہ یا بارہ رطل۔ رطل قریباً ۵ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے سوا چار سیر یا سوا پانچ سیر دانہ ہوتا ہے۔

تو ابیؔ بن خلف مقام سرف[1] میں مر گیا۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

ابن اسحٰق نے فرمایا، ابیؔ بن خلف کے قتل کے بارے میں حسانؓ بن ثابت نے یہ اشعار کہے تھے:

لَقَدْ وَرِثَ الضَّلَالَةَ عَنْ اَبِیْهِ   اُبَیٌّ یَوْمَ بَارَزَهُ الرَّسُوْلُ

ابیؔ بن خلف کو گمراہی باپ سے وراثت میں ملی تھی۔ وہ میدان احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے برسرِ پیکار ہُوا۔

اَتَیْتَ اِلَیْهِ تَحْمِلُ رِمَّ عَظْمٍ   وَتُوْعِدُهٗ وَاَنْتَ بِهٖ جَهُوْلُ

اے ابیؔ بن خلف! اپنی بوسیدہ ہڈیاں اٹھائے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف بڑھ رہا تھا، ان کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہوئے دھمکیاں دے رہا تھا۔

وَقَدْ قَتَلَتْ بَنُو النَّجَّارِ مِنْكُمْ   اُمَیَّةَ اِذْ یُغَوِّثُ، یَا عَقِیْلُ

بنو نجّار نے تم میں سے امیّہ کو ایسی حالت میں قتل کیا جب وہ یا بنی عقیل یا بنی عقیل کہہ کر فریادیں کر رہا تھا۔

وَتَبَّ ابْنَا رَبِیْعَةَ اِذْ اَطَاعَا   اَبَا جَهْلٍ، لِاُمِّهِمَا الْهَبُوْلُ

ربیعہ کے دونوں بیٹے ابو جہل کی اطاعت کر کے ہلاک ہو گئے اور ان کی ماں اب انھیں ڈھونڈتی پھرتی ہے۔

وَاَفْلَتَ حَارِثٌ لَمَّا شَغَلْنَا   بِاَسْرِ الْقَوْمِ، اُسْرَتُهٗ قَلِیْلُ

ہم قیدی گرفتار کرنے میں مشغول تھے تو حارث کو غائب ہونے کا موقع مل گیا اور اس کا قبیلہ زک اُٹھا چکا تھا۔

یہ اشعار بھی حسانؓ بن ثابت نے اسی سلسلے میں کہے تھے:

مزید اشعار

اَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ اُبَیًّا   لَقَدْ اُلْقِیْتَ فِیْ سُحْقِ السَّعِیْرِ

کیا کوئی ایسا شخص ہے، جو ابیؔ بن خلف تک میرا پیغام پہنچانے والا ہو، وہ پیغام یہ ہے کہ، تُو جہنّم کی گہرائی میں ڈال دیا گیا ہے۔

---

[1] سرف مکّۂ مکرمہ سے چھ میل ہے۔

تَمَنّیْ بِالضَّلاَلَۃِ مِنْ بَعِیْدٍ وَتُقْسِمُ اَنْ قَدَرْتَ مَعَ النُّذُوْرِ

تُو مدت تک گمراہی کی تمنا کرتا رہا اور قسمیں کھاتا رہا کہ تو ضرور کامیاب ہوگا۔

تَمَنَّیْکَ الْاَمَانِیَّ مِنْ بَعِیْدٍ وَقَوْلُ الْکُفْرِ یَرْجِعُ فِیْ غُرُوْرٍ

تُو فضول آرزوئیں کرتا رہا، حالانکہ کفریہ باتوں کا نتیجہ خود فریبی کے سوا کیا ہے۔

فَقَدْ لَاقَیْتَ طَعْنَۃً ذِیْ حِفَاظٍ کَرِیْمُ الْبَیْتِ لَیْسَ بِذِیْ فُجُوْرٍ

لَہٗ فَضْلٌ عَلَی الْاَحْیَاءِ طُرًّا اِذَا نَابَتْ مُلِمَّاتُ الْاُمُوْرِ

یہی وجہ ہے کہ تجھ سے ایسے انسان کا نیزہ دوچار ہوگیا جو باحمیّت، شریف خاندان اور فواحش سے دور رہنے والا ہے اور جسے بڑے بڑے پیش آنے والے امور کے ہجوم کے وقت بھی تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اللہ کا غضب

(ابن اسحٰق نے آگے بیان کیا) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھاٹی پر پہنچ گئے تو علیؓ بن ابی طالب مہراس گئے[1]۔ وہاں سے اپنی زرہ میں پانی بھر کر لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پینے کے لیے پیش کیا۔ آپ نے اس میں بدبو محسوس کی اور کراہت کے باعث پانی نہ پیا اور اس سے چہرہ مبارک کا خون دھونا شروع کر دیا پانی سر پر بہاتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے، "اللہ کا غضب اس شخص پر شدید ہوگیا جس نے نبی کا چہرہ خون سے آلود کیا"۔

سعدؓ بن ابی وقاص کا جذبہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے اور ان سے کسی بیان کرنے والے نے خود سعدؓ بن ابی وقاص کی روایت پیش کی، وہ فرمایا کرتے تھے، خدا کی قسم میرے دل میں کسی آدمی کو قتل کرنے کا ایسا جذبہ کبھی پیدا نہ ہوا جیسا اپنے بھائی عتبہ کو قتل کرنے کے لیے پیدا ہوا، اگرچہ میں جانتا تھا کہ اس کی وجہ قوم میں مبغوض ہو جاؤں گا مگر میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد کافی تھا کہ "اللہ کا غضب اس شخص پر شدید ہوگیا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے آلودہ کیا"۔

قریش تعاقب میں

ابن اسحاق نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ گھاٹی ہی میں تھے کہ اسی اثناء میں قریش کے کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ آئے بروایت ابن ہشام ان چڑھنے والے سواروں کے سالار خالد بن ولید تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ

[1] اُحد پہاڑ کے ایک چشمے کا نام ہے۔

علیہ وسلّم نے فرمایا: "اللھم انہ لا ینبغی لھم ان یعلونا" (اے خدا ان کا ہم سے بالا ہونا مناسب نہیں) آخر کار عمرؓ بن خطاب اور مہاجرین کی ایک جماعت نے زبردست مقابلہ کر کے انھیں پہاڑ سے اترنے پر مجبور کر دیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کیفیت

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر پہاڑ کی ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش فرمائی، مگر معمّر بھی تھے، آپ میں اس وقت ضعف و نقاہت بھی پیدا ہو گئی تھی، نیز آپ نے دو دو زرہیں پہن رکھی تھیں، لہٰذا چڑھ نہ سکے۔ طلحہؓ بن عبید اللہ آ کر نیچے بیٹھ گیا اور آپ نے ان کی مدد سے چٹان پر چڑھ کر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

ابن اسحٰق نے یحییٰ سے انھوں نے اپنے والد عباد سے، انھوں نے اپنے والد عبد اللہ سے اور انھوں نے اپنے والد زبیرؓ سے روایت بیان کی "اس روز میں نے (زبیرؓ نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا اوجب طلحۃ حین صنع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ما صنع (طلحہ نے اس آن اپنے لیے جنّت لازمی کر لی، جب رسولِ خدا کے لیے وہ خدمت انجام دی)

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے عکرمہ سے اور عکرمہ کو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گھاٹی (شعب) کے بنے ہوئے پایوں پر نہ چڑھ سکے۔ غفرہ کے مولیٰ عمر نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ اُحد میں زخموں کی وجہ سے ظہر کی نماز بیٹھ کر پڑھائی تھی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی تھی۔

یمان اور ابن وقش کا قتل

ابن اسحاق نے کہا، اس وقت مسلمان تتر بتر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بہت دُور چلے گئے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگ تو مقام منقیٰ[1] تک پہنچ گئے، جو اعوص[1] کے قریب ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید کی روایت بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگ اُحد کے لیے نکلے تھے تو حُسیل بن جابر، جنھیں یمان[2] بھی کہا جاتا تھا اور وہ حذیفہ کے والد تھے اور ثابت بن وقش کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ گڑھوں میں بٹھا دیا گیا تھا۔ یہ دونوں بہت بوڑھے تھے، مگر ایک نے دوسرے سے کہا: تیرا بُرا ہو! انتظار کس چیز

---

[1] عوص مدینہ منورہ کے مشرقی جانب ہے اور منقیٰ اس کے قریب بتایا گیا ہے مگر منقیٰ کے متعلق بیانات مختلف ہیں۔

[2] انھیں یمان اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے اسلاف میں سے ایک بزرگ مدت تک یمن میں رہنے کے باعث یمانی مشہور ہو گئے تھے۔

کا ہے؟ ہم دونوں میں سے کسی کی عمر اس مدت سے زیادہ نہیں، جو گدھے کے دو مرتبہ پانی پینے کے درمیان ہوتی ہے۔ آج کل ہی میں ہماری موت آنے والی ہے، کیوں نہ ہم تلواریں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو لیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت کا درجہ عطا فرمائے۔

یہ کہہ کر دونوں نے تلواریں سنبھالیں اور جا کر مسلمانوں کے لشکر میں شریک ہو گئے اور کسی کو ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ تھی۔ ثابت بن وقش کو تو مشرکوں نے شہید کر دیا۔ رہ گئے حُسَیل بن جابر تو ان پر مسلمانوں ہی کی تلواریں ٹوٹ پڑیں اور نادانستہ انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب حذیفہؓ نے آواز دی، "یہ میرے والد ہیں" مسلمانوں نے کہا: خدا بہتر جانتا ہے، ہم انھیں پہچان نہ سکے اور بالکل سچ تھا۔ اس پر حذیفہ نے کہا: "اللہ تعالیٰ آپ سب کو معاف کرے وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چاہا کہ انھیں خون بہا دے دیا جائے، مگر انھوں نے باپ کا خون بہا مسلمانوں کو بخش دیا اور معاف کر دیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ان کا درجہ اور بھی بلند ہو گیا۔"

یزید بن حاطب اور اس کا باپ

ابن اسحاق نے کہا: "عاصم بن عمر بن قتادہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن امیہ بن رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام یزید تھا۔ جنگ اُحد میں یزید کو زخم آئے۔ اسے گھر لایا گیا اور گھر کے سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ یزید موت سے دوچار تھا۔ مسلمانوں نے، مرد ہوں یا عورتیں، اس سے کہنا شروع کیا ابشر یا بن حاطب بالجنۃ۔ ابن حاطب (یزید) کو جنت کی خوش خبری ہو۔ حاطب کے قلب میں جاہلیت جاگزیں تھی۔ اس کا نفاق اس موقع پر ابھر آیا۔ اس نے کہا: "تم اسے کس چیز کی بشارت دیتے ہو؟ کیا حرمل[1] سے بھری ہوئی جنت کی بشارت دے رہے ہو؟ خدا کی قسم تم نے دھوکا دے کر اس نوجوان کی جان لی۔

قزمان منافق کی موت

ابن اسحاق نے کہا: "اور مجھ سے عاصم بن عمیر بن قتادہ نے بیان کیا، ہم میں ایک شخص لایا گیا، جس کے متعلق کچھ نہ معلوم تھا کہ وہ کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، اس کا نام قزمان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے جب کبھی اس کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے "انہ لمن اھل النار" (یہ شخص تو دوزخیوں میں سے ہے) پھر جنگ اُحد

---

[1] حرمل ایک مشہور بوٹی ہے جو عموماً قبرستانوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اس سے کالے کالے دانے نکلتے ہیں جو کہ بدنظری کے لیے جلائے جاتے ہیں۔ یہ کلمات جنت کی تحقیر میں کہے گئے۔

برپا ہوئی تو قزمان نے بڑی شد و مد سے قتال میں حصہ لیا، حتیٰ کہ تنہا اس نے سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کر ڈالا یہ بڑا زور آور آدمی تھا۔ اسے بھی اتنے زخم آئے کہ اُٹھ نہیں سکتا تھا۔ اسے اُٹھا کر بنو ظفر کے ہاں لے گئے تو مسلمانوں نے کہنا شروع کیا "قزمان! آج کے دن تمھاری آزمائش ہو گئی، تم کو جنت کی خوشخبری ہو" اس نے جواب دیا: "مجھے کس چیز کی بشارت دی جا رہی ہے؟ میں نے خدا کی قسم صرف اپنی قوم کے شرف کے لیے قتال کیا۔ یہ چیز نہ ہوتی تو میں ہرگز اس میں حصہ نہ لیتا" پھر جب زخموں کی تکلیف بڑھ گئی تو اپنے ترکش سے تیر نکالا اور خودکشی کر لی۔

مخیرق کا واقعہ

ابن اسحاق نے کہا: "جنگ اُحد کے مقتولوں میں ایک مخیریق بھی ہیں۔ یہ بنو ثعلبہ بن فطیون کے ایک فرد تھے۔ جنگ اُحد کے موقع پر انھوں نے یہود سے کہا" کہ اے گروہِ یہود! واللہ تمھیں معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنا تم پر واجب ہے"۔ انھوں نے کہا: "آج تو یوم سبت (یوم شنبہ) ہے"۔ اس پر مخیریق نے کہا: "تمھارے لیے سبت کچھ نہیں" پھر مخیریق نے اپنا سروسامان اور تلوار لے کر کہا اگر میں مارا گیا تو میرا مال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ آپ اسے جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ ہو کر جنگ میں حصہ لیا تا آنکہ قتل ہو گئے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، مخیریق بہت اچھا یہودی تھا۔

حارث بن سُوید کا معاملہ

ابن اسحاق نے کہا: "اور حارث بن سُوید بن صامت ایک منافق شخص تھا، جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی نکلا۔ جب دونوں فریق ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے تو حارث بن سُوید ہمت کر کے مجذر بن زیاد بلوی اور بنو ضُبیعہ کے ایک شخص قیس بن زید پر ٹوٹ پڑا اور دونوں کا کام تمام کر دیا۔ پھر مکہ پہنچ کر قریشیوں سے مل گیا۔ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو اس کے قتل کا حکم دیا تھا، مگر عمرؓ اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور وہ بچ کر مکہ پہنچ گیا۔ مکہ میں اس کے بھائی جلاس بن سُوید کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ توبہ کر لے اور اپنی قوم کے لوگوں کے پاس واپس آ جائے۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہُوا، مندرجہ ذیل آیت بروایت عبداللہ بن عباس، اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا	کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ ایک ایسے گروہ پر
بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ، وَشَهِدُوْا اَنَّ	(کامیابی کی) راہ کھول دے، جس نے ایمان کے بعد
الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ	کفر اختیار کیا، حالانکہ اس نے گواہی دی تھی کہ

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (۳ : ۸۶)

اللہ کا رسول برحق ہے اور حقیقت کی روشن دلیلیں سامنے واضح ہو گئی ہیں۔ اس کے اللہ کا قانون تو یہ ہے کہ وہ ظلم کرنے والے گروہ پر ہدایت کی راہ نہیں کھولتا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض ان اہل علم نے جن پر مجھے اعتماد ہے مجھ سے بیان کیا کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو قتل کیا تھا مگر قیس بن زید کو قتل نہیں کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ اُحد کے مقتولین میں قیس بن زید کا شمار نہیں کیا اور حارث نے مجذر کو اس لیے قتل کیا تھا کہ مجذر نے اس کے باپ سُوید کو ان جنگوں میں سے کسی جنگ میں مار ڈالا تھا، جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھیں۔ اس کا ذکر ہم کتاب کے گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حارث بن سُوید مدینہ کے کسی باغ سے برآمد ہوا کہ اس کے اوپر دو سُرخ رنگین کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن عفان کو یا ایک روایت کے مطابق ایک انصاری کو اس کے قتل کا حکم دیا تو انھوں نے حکم پاتے ہی اس کی گردن اُڑا دی۔

ابن اسحاق نے کہا: سوید بن صامت کو معاذ بن عفراء نے اچانک بغیر کسی جنگ کے قتل کیا تھا اور اسے تیر مارا تھا۔ یہ واقعہ جنگ بعاث سے پہلے کا ہے۔

اُصَیرِمؓ کا قتل

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حُصَین بن عبد الرحمٰن (ابن عمرو بن سعد بن معاذ) نے ابوسفیان (ابن ابواحمد کے مولیٰ) کے واسطے سے بیان کیا: ابوہریرہؓ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے۔ تم لوگ مجھے وہ آدمی بتاؤ جو مسلمانوں سے کبھی نہیں ملا جُلا، مگر وہ جنت میں داخل ہُوا، جب لوگ ایسے آدمی کو نہ پہچان پاتے تو ابوہریرہؓ ہی سے دریافت کرتے۔ آپ ہی بتائیے وُہ کون ہیں؟ ابوہریرہؓ بتاتے: "وُہ بنو عبد الاشہل کے ایک فرد اُصَیرِم عمرو بن ثابت بن وقش ہیں۔"

ابن اسحٰق کہتے ہیں، خود حصین نے بیان کیا کہ میں نے محمود بن اسد سے دریافت کیا، اُصَیرِم کا معاملہ کیا تھا؟ اُنھوں نے بتایا: "اُصَیرِم اپنی قوم کے سامنے اسلام کا انکار کرتے رہے، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ اُحد کے لیے نکلے تو وہ آپ کے سامنے اسلام کی حالت میں ظاہر ہوئے انھوں نے اسلام قبول کر کے تلوار لی، مسلمانوں میں آکر شامل ہو گئے اور برابر لڑتے رہے تا آنکہ زخموں نے انھیں بے بس کر دیا، جب بنو عبد الاشہل کے آدمی میدان کارزار میں اپنے مقتولین کو ڈھونڈتے

پھر رہے تھے تو انھوں نے اچانک اُصَیرم کو پڑے ہوئے دیکھا اور وہ بولے: "یہ تو اُصیرم ہیں انھیں یہاں کیا چیز لائی؟ ہم نے تو انھیں اسلام کا منکر ہونے کی حالت میں چھوڑا تھا۔" پھر انھوں نے خود اُصیرم سے پوچھا کہ اے عمرو! یہ تو بتاؤ، تمھارے یہاں آنے کا سبب کیا ہے؟ اپنی قوم کے متعلق تشویش یا اسلام کی جانب رغبت؟ انھوں نے جواب دیا۔ "اسلام کی جانب رغبت میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر میں اپنی تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ اب جو میری حالت ہے، وہ تمھارے سامنے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ہی لوگوں کے درمیان وفات پا گئے۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ یہ جنتیوں میں سے ہیں۔

عمرو بن جموح کی شہادت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے اور ان سے بنو سلمہ کے کچھ شیوخ نے بیان کیا کہ عمرو بن جموح خاصے لنگڑے تھے، ان کے چار بیٹے تھے اور چاروں شیروں کے مانند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر میدان عمل میں موجود رہتے۔ اُحد کے موقع پر ان بہادروں نے اپنے باپ عمرو بن جموح کو جنگ میں شرکت سے روکنا چاہا، اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور رکھا ہے، اس لیے آپ کو جنگ میں شریک کرنا ضروری نہیں۔" عمرو بن جموح بیٹوں کی یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی: "میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت سے لنگڑے پن کے باعث روکنا چاہتے ہیں، خدا کی قسم، میری تمنا ہے کہ لنگڑے پن ہی کے ساتھ جنت کی سرزمین روندتا پھروں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا ہے۔ اس لیے تم پر جہاد فرض نہیں۔" اور بیٹوں کو فرمایا: "تمھارے لیے لازم نہیں کہ والد کو منع ہی کرو، ممکن ہے، اللہ تعالیٰ انھیں شہادت کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر کار عمرو بن جموح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لیے نکل پڑے اور میدان ہی میں شہید ہو گئے۔"

حمزہ رضؓ اور ہند

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں جو مقتول ہوئے تھے، ہند بنت عتبہ اور ساتھی عورتیں ان کے ناک کان کاٹ کاٹ کر ان کے ہار، پازیب وغیرہ بنا رہی تھیں۔ حد یہ ہے کہ ہند نے خود یہ ہار پہنے اور اپنے ہار، بندے، آویزے اتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے دیے۔ حمزہ رضؓ

بن عبد المطلب کا جگر چیر پھاڑ کر چبانا چاہا، نگلنے کی کوشش کی اور جب نگل نہ پائی تو تھوک دیا، پھر اونچی چٹان پر چڑھ گئی اور بلند آواز سے چیخ کر یہ شعر پڑھے :

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ ۔۔۔ وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرٍ

(آج جنگ اُحد میں) ہم نے جنگِ بدر کا بدلا اتار دیا، پہلی لڑائی کے بعد دوسری لڑائی ہوتی ہے تو وہ زیادہ جوشیلی اور شعلہ بار ہوتی ہے۔

مَا كَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِي مِنْ صَبْرٍ ۔۔۔ وَلَا أَخِي وَعَمِّهِ وَبِكْرِي

عتبہ کے غم کی برداشت نہ مجھے تھی، نہ میرے بھائی کو۔ نہ برداشت عتبہ کے چچا کو تھی، نہ میری پہلوٹی اولاد کو۔

شَفَيْتُ نَفْسِي وَقَضَيْتُ نَذْرِي ۔۔۔ شَفَيْتَ وَحْشِيُّ غَلِيلَ صَدْرِي

بس میں ساری عمر وحشی کی شکر گزار رہوں گی، یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں گل نہ جائیں۔

ہند بنت اثاثہ کے اشعار

مذکورۂ بالا اشعار کا جواب ہند بنتِ اثاثہ (ابن عباد بن مطلب) نے دیا اور کہا :

خَزِيتِ فِي بَدْرٍ وَبَعْدَ بَدْرٍ ۔۔۔ يَا بِنْتَ وَقَّاعٍ عَظِيمِ الْكُفْرِ

اے وہ عورت! تو ایسے شخص کی بیٹی ہے، جو ذلت و کمینگی کے کاموں ہی میں پڑا رہتا تھا اور جس کا کفر بہت بڑھا ہوا تھا۔ تو جنگِ بدر میں بھی ذلیل و رسوا ہوئی اور جنگِ بدر کے بعد بھی۔

صَبَّحَكِ اللّٰهُ غَدَاةَ الْفَجْرِ ۔۔۔ مِلْهَاشِمِيِّينَ الطِّوَالِ الزُّهْرِ

بِكُلِّ قَطَّاعٍ حُسَامٍ يَفْرِي ۔۔۔ حَمْزَةُ لَيْثِي وَعَلِيٌّ صَقْرِي

خدا کرے صبح ہی صبح تکا بوٹی کر دینی والی تلواروں کے ساتھ لمبے لمبے قد والے حسین و وجیہہ ہاشمیوں کا واسطہ تجھ سے پڑ جائے حمزہؓ میرے شیر ہیں اور علیؓ میرے شاہین۔

إِذْ رَامَ شَيْبٌ وَأَبُوكِ غَدْرِي ۔۔۔ فَخَضَبَا مِنْهُ ضَوَاحِي النَّحْرِ

وَنَذْرُكِ السُّوءَ فَشَرُّ نَذْرٍ

جب شیبہ اور تیرے باپ نے مجھ سے غداری کی تو حمزہؓ اور علیؓ نے اس کے سینے کے کھلے حصوں کو لہولہان کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا، میں نے تین شعر چھوڑ دیے :

ہند بنت عتبہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور ہند بنت عتبہ نے اس موقع پر یہ اشعار بھی کہے تھے :

شَفَيْتُ مِنْ حَمْزَةَ نَفْسِي بِأُحُدٍ حَتَّى بَقَرْتُ بَطْنَهُ عَنِ الْكَبِدِ

میں نے اُحد میں حمزہؓ سے اپنا دل خوب ٹھنڈا کر لیا، پیٹ چاک کر کے اس کا جگر تک نکال لیا۔

أَذْهَبَ عَنِّي ذَاكَ مَا كُنْتُ أَجِدُ مِنْ لَذْعَةِ الْحُزْنِ الشَّدِيدِ الْمُعْتَمِدْ

اس بات سے ایک سخت جان گسل رنج و غم کی وہ ٹیسیں ختم ہو گئیں، جو میں اپنے سینے میں محسوس کرتی تھی۔

وَالْحَرْبُ تَعْلُوكُمْ بِشُؤْبُوبٍ بَرِدْ تُقْدِمُ إِقْدَامًا عَلَيْكُمْ كَالْأَسَدْ

یہ جنگ تمہارے اوپر طوفانِ ژالہ و باراں کی طرح امنڈ پڑی اور ایک خونخوار شیر کی طرح تمہارے اوپر چڑھتی چلی گئی۔

عمرؓ بن خطاب اور حسانؓ بن ثابت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا، عمرؓ بن خطاب نے حضرت حسان بن ثابت سے یوں خطاب کیا: "اے ابن فریعہ[۱]! کیا تم نے ہند بنت عتبہ کی باتیں سنیں اور اس کی وہ اکڑ فوں دیکھی جو وہ چٹان پر کھڑی ہو کر ہم لوگوں کے خلاف اشعار پڑھ پڑھ کر اور حمزہؓ کے ساتھ اپنے کرتوت کا ذکر کر کے دکھا رہی تھی؟"

حسان بن ثابت نے کہا: "خدا کی قسم! میری نظروں میں وہ گرتا ہوا حربہ پھر رہا ہے۔ میں اپنی جائے پناہ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ ہتھیار وہ نہیں جو عرب استعمال کرتے ہیں، گویا یہی حربہ حمزہؓ کی طرف گر رہا تھا! مگر مجھے اس وقت معلوم نہیں ہو سکا تھا، لیکن پھر بھی ہند کا یہ لفظ اِکفکموھا (یعنی یہ لیتے جاؤ یہ تمہارے لیے کافی ہے) میں نے سنا تھا۔"

عمرؓ بن خطاب نے حضرت حسانؓ بن ثابت کو ہند کے بعض اشعار بھی سنائے۔ اس وقت حضرت حسان نے یہ شعر پڑھا:

---

[۱] ابن ہشام کے بیان کے مطابق فریعہ حسانؓ بن ثابت کی والدہ تھیں، ان کا نسب یہ ہے فریعہ بنت خالد بن خنیس اور کہتے ہیں خنیس ابن حارثہ، ابن لوزان ابن زید بن ثعلبہ، ابن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔

لَوْمًا اِذَا اَشِرَتْ مَعَ الْكُفْرِ   اَشِرَتْ لَكَاعِ وَكَانَ عَادَتُهَا

کمینی عورت اکڑتی پھرتی، اس کی یہ فطرت انتہائی کمینگی کی تھی، جب وہ کفر کے

باوجود اکڑ رہی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: کہ یہ شعر ان اشعار میں سے ہے، جنھیں میں نے یہاں اس لیے بیان نہیں کیا کہ ان میں بڑی سخت باتیں کہی گئی ہیں۔ اسی قسم کے اشعار حسانؓ نے اور بھی کہے ہیں، جن کا قافیہ دال اور ذال ہے۔

ابوسفیان اور حمزہؓ

ابن اسحٰق نے کہا: حلیس بن زبان۔ اخو بنو الحارث بن مناۃ جو اس زمانے میں ابیش قبیلے کے سردار ہیں۔ ابوسفیان کے پاس سے گزرے۔ وہ حمزہؓ بن عبد المطلب کی باچھوں پر اپنے نیزے کی نوک یہ کہہ کر مار رہا تھا، ذُقْ عُقَقْ (نافرمان! اب مزہ چکھ) یہ دیکھ کر حلیس نے کہا: اے بنو کنانہ! یہ قریش کا سردار ہے، تم دیکھ رہے ہو، اپنے ابن عم (حمزہؓ) کے ساتھ جو اس وقت مردہ گوشت کے سوا کچھ نہیں، کیا کر رہا ہے؟ اس پر ابوسفیان نے کہا: "میرا دل نہیں چاہتا، اسے میرے سامنے سے ہٹا لے جاؤ، یہ ایک ذلیل چیز تھی۔

عمرؓ بن خطاب اور ابوسفیان

جنگ ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو وہ پہاڑ پر چڑھا اور بلند آواز سے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا "انعمت فعال، دان الحرب سجال، یوم بیوم، اعل ھبل" (اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے) اے ابوسفیان! تو نے بڑا اچھا کام کیا، جنگ میں الٹ پلٹ ہوتا ہی ہے، ایک جنگ دوسری جنگ کا بدلا ہو جاتی ہے۔ اے ہبل! سربلند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو حکم دیا، عمرؓ! کھڑے ہو کر اس کا جواب دو اور کہو "اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ، لَا سَوَاءَ۔ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ" (اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ ہمارے تمھارے درمیان کوئی برابری نہیں۔ ہمارے مقتولین جنت میں اور تمھارے مقتولین جہنم میں جائیں گے)۔

اس جواب پر ابوسفیان نے کہا: "عمرؓ! ادھر میرے پاس آؤ۔" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کے پاس چلے جاؤ اور دیکھو، کیا حال ہے۔ عمرؓ بن خطاب گئے تو ابوسفیان نے کہا: میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں، سچ سچ بتاؤ، کیا ہم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے؟ عمرؓ بن خطاب نے جواب دیا: "نہیں بالکل نہیں، وہ تو اس وقت بھی تمھاری ساری بات سن رہے ہیں۔" ابوسفیان نے کہا میرے نزدیک تم ابن قمئہ سے زیادہ سچے اور دیانت دار ہو، وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام نے ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا:

ابوسفیان کی دھمکی

ابن اسحٰق نے کہا: پھر ابوسفیان نے پکار کر کہا: "مسلمانو! تمہارے مقتولین میں سے کچھ لوگوں کا مثلہ کیا گیا، مگر خدا کی قسم! جہاں تک میرا تعلق ہے میں اس پر نہ راضی تھا نہ ناراض۔ نہ میں نے اس کا حکم دیا، نہ منع کیا۔ اور جب ابوسفیان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ واپس ہونے لگا تو اس نے بھی کہا: "آئندہ سال میدان بدر میں ہماری تمہاری جنگ پھر ہوگی۔"

اس کے جواب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ ابوسفیان سے کہہ دے "ہاں ہم اس کے لیے تیار ہیں، میدانِ بدر آئندہ سال کی جنگ کے لیے مقرر ہے۔"

مشرکین کا تعاقب

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو مشرکوں کے پیچھے جا کر حال معلوم کرنے کا حکم دیا، فرمایا: "ذرا ان کے پیچھے پیچھے تو جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر کفار گھوڑوں کو جنوب کی طرف لے جا رہے ہیں اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں تو سمجھ لینا کہ وہ مکہ واپس جانا چاہتے ہیں اور اگر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اونٹوں کو ہانک رہے ہیں تو پھر ان کا ارادہ مدینہ پر چڑھائی کا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مدینہ پر حملہ کا ارادہ ہوا تو میں خود ان کی طرف بڑھ کر ان سے ضرور جنگ کروں گا۔"

علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا: "میں ان کے پیچھے گیا کہ دیکھوں، وہ کیا کرنا چاہتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کو جنوب کی طرف لے جا رہے ہیں، اونٹوں پر سوار ہو چکے ہیں اور مکہ کی طرف اُن کا رُخ ہے۔"

شہداء کا معاملہ

اب مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ اپنے شہداء کی طرف توجہ کریں۔ مجھ سے ابن اسحٰق سے) محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ مازنی (اخو بنی النجار) نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: کون ہے جو دیکھ کر مجھے بتائے کہ سعد بن ربیع کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ آیا وہ زندوں میں ہیں یا مرنے والوں میں؟"

ایک انصاری نے کھڑے ہو کر کہا: "یا رسول اللہ! میں دیکھ کر بتاتا ہوں کہ سعدؓ کے ساتھ کیا معاملہ رہا۔"

چنانچہ انھوں نے جا کر دیکھا تو وہ سعدؓ مقتولین میں زخمی پڑے تھے اور صرف رمق باقی تھی، انصاری کہتے ہیں میں نے سعدؓ سے کہا "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں دیکھ کر بتاؤں، تم زندہ ہو یا مرنے والوں میں شامل ہو چکے ہو؟"

سعدؓ نے جواب دیا: "میں مرنے والوں میں سے ہوں! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام

پہنچانے کے بعد کہنا کہ سعدؓ آپ سے کہتا ہے: "جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ"
(اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے آپ کو بہتر جزا دے، جو اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی) اور قوم کو بھی میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے: جب تک تمہاری طرف چشم میں جنبش کی سکت ہے، اگر تمہارے نبی کو کوئی صدمہ پہنچا تو خدا کے سامنے کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے۔" انصاری آگے بیان کرتے ہیں: "میں برابر وہیں رہا، تا آنکہ سعدؓ کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔"

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو بکر زبیری نے روایت کی کہ ایک مرتبہ، ابو بکر رضؓ، سعدؓ بن ربیع کی ایک چھوٹی سی لڑکی کو چھاتی پر بٹھائے چوم رہے تھے۔ اسی حالت میں ایک شخص ان کے پاس حاضر ہوا، اس نے دریافت کیا "یہ کون لڑکی ہے؟ ابو بکر رضؓ نے جواب دیا۔" یہ مجھ سے بہتر ایک شخص سعد بن ربیع کی بیٹی ہے۔ سعدؓ عقبہ کے روز ایک نقیب تھے، جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ اُحد میں شہادت حاصل کی۔"

باب ۱۱۳

غزوۂ اُحد

(۴)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا: جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حمزہؓ کو ڈھونڈنے نکلے تو انھیں بطن وادی میں پایا، ان کا جگر شق تھا اور ناک کان کاٹ دیے گئے تھے۔ محمّد بن جعفر بن زبیر نے مجھ سے (ابن اسحٰق سے) بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا: "اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ صفیہؓ کو صدمہ پہنچے گا اور یہ کہ میرے بعد یہ ایک سنّت بن جائے گی تو میں انھیں (حضرت حمزہؓ کو) یوں ہی چھوڑ دیتا، تاکہ وہ درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں میں پہنچ جائیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی قریش پر غلبہ عطا فرمایا تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔"

مسلمانوں نے جو کہ حمزہؓ کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنے والوں پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ غم و غصّہ دیکھا تو کہا: "خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ان کفّار پر کسی زمانے میں بھی فتح و نصرت نصیب کی تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں کسی بھی شخص کا نہ کیا گیا ہوگا۔" آگے ابن ہشام نے بیان کیا۔ "جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت حمزہؓ کے پاس جاکر ٹھہرے تو فرمایا: تمھاری (حضرت حمزہؓ کو خطاب ہے) وجہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی ہے، ایسی آئندہ کبھی نہیں پہنچے گی! میں کبھی ایسی جگہ نہیں ٹھہرا جو اس سے زیادہ مجھے غصّہ دلانے والی ہو۔" پھر فرمایا: "جبریل علیہ السّلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں حمزہؓ کے متعلق لکھا گیا: "حمزہؓ ابن عبدالمطّلب، اسد اللہ، اسد رسولہ" (حمزہؓ عبدالمطلب کے فرزند اللہ کے شیر اور اس کے رسولؐ کے شیر)۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حمزہؓ اور ابو سلمہؓ بن عبدالاسد تینوں رضاعی بھائی تھے۔ ان تینوں کو ابولہب کی باندی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا:

قرآن مجید اور تلقین صبر

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عبّاس کی یہ روایت محمّد بن کعب قرظی کے واسطے سے بریدہ بن ابوسفیان بن فروہ اسلمی نے بیان کی، اس کے علاوہ ان لوگوں نے بیان کی، جن پر میں کوئی تہمت نہیں لگا سکتا کہ مثلے کے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کی بات پر اللہ جلّ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

(۱۶: ۱۲۶ - ۱۲۷)

اور اگر تم سزا دو تو اسی سزا کے مثل، جو تمھیں دی گئی ہے اور اگر تم صبر سے کام لو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے زیادہ بہتر ہے، اور صبر سے کام لو اور تمھارا صبر اللہ ہی کے ذریعے سے ہے اور ان پر غم مت کرو اور نہ ان کے مکر و تدبیر کی وجہ سے تنگ دل ہو۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا اور صبر سے کام لے کر مثلہ کرنے کی ممانعت فرما دی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حُمید طویل نے اور اس سے حسن نے اور اس سے سمرہ بن جندب نے بیان کیا: "ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ ٹھہرے ہوں اور اسے چھوڑنے سے پہلے پہلے ہمیں خیرات کا حکم نہ دیا یا مثلے سے منع نہ فرمایا ہو۔

شہداء کی نمازِ جنازہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت مقسم (عبداللہ بن حارث کے مولیٰ) کے واسطے سے ایک شخص نے بیان کی، جسے میں متہم نہیں کر سکتا۔ عبداللہؓ بن عباس نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ کو ایک چادر میں لپیٹنے کا حکم دیا اور نمازِ جنازہ پڑھی، جس میں سات تکبیریں کہیں، پھر دوسرے شہیدوں کو لایا گیا اور یکے بعد دیگرے حمزہؓ کے بازو میں رکھے جاتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نمازِ جنازہ پڑھتے رہے ساتھ ساتھ حمزہؓ کی نمازِ جنازہ بھی ہوتی رہی اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ پر بہتر مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

صفیہؓ کا حزن و ملال

ابن اسحٰق نے کہا: "مجھے معلوم ہوا کہ صفیہ بنت عبدالمطلب حمزہؓ کو، جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ان کے حقیقی بھائی تھے، دیکھنے کے لیے آگے بڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کے فرزند زبیر بن عوام سے کہا "صفیہؓ سے جا کے ملو اور انھیں واپس کر دو، جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ گزرا ہے اسے وہ نہ دیکھیں۔"

زبیر بن عوام نے اپنی ماں سے کہا: "اماں جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ آپ واپس چلی جائیں۔" صفیہؓ نے دریافت کیا یہ کیوں؟ مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی (حمزہؓ) کا مثلہ کیا گیا اور یہ سب کچھ اللہ کے راستے میں ہوا ہے۔ جو کچھ ہوا ہے اللہ نے ہمیں اس پر رضا کی توفیق بخشی

خدا نے چاہا تو میں ضبط سے کام لوں گی اور صبر کروں گی۔"

زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوری باتیں سنائیں، آپ نے فرمایا: "اچھا، ان کا راستہ چھوڑ دو۔" صفیہؓ، حمزہؓ کی میت کے پاس آئیں، دیکھا، نماز جنازہ پڑھی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھ کر دعائے مغفرت کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کا حکم دیا۔

عبداللہ بن جحش

ابن اسحٰق کہتے ہیں: عبداللہ بن جحش کے گھر والوں نے مجھ سے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو حمزہؓ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا۔ وہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور اُمیمہ حمزہؓ کی بہن تھیں۔ اس لحاظ سے حمزہ اور عبداللہ بن جحش کے درمیان ماموں بھانجے کا رشتہ تھا، حمزہؓ کی طرح عبداللہ کا بھی مثلہ کیا گیا۔ مگر ان کا پیٹ پھاڑ کر جگر نہیں نکالا گیا تھا۔ یہ روایت عبداللہ کے گھر والوں کے سوا کسی نے نہیں سُنی۔

شہداء کی تدفین

ابن اسحٰق نے کہا: مسلمان کچھ شہیدوں کو اُٹھا کر مدینہ لے گئے اور وہیں دفن کیا[۱]۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں اسی جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے۔"

مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر عذری (بنو زہرہ کے ضبیعہ) کی روایت بیان کی کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کو دیکھا تو فرمایا میں ان سب پر گواہ ہوں، جو بھی زخمی اللہ کے راستے میں زخمی کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس طرح اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کا رنگ تو خون ہی کا ہوگا، مگر خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

میرے والد اسحٰق بن یسار نے بنو سلمہ کے شیوخ سے یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کو دفن کرنے کا حکم دیا تو فرمایا: "عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھو وہ دونوں اس دنیا میں ایک دوسرے کے لیے مخلص تھے، اس لیے انھیں ایک ہی قبر میں دفن کرو۔"

حمنہ کا غم واندوہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ذکر کیا گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو آپ سے حمنہ بنت جحش ملیں۔ لوگوں نے انھیں ان کے بھائی عبداللہ کی خبر مرگ سنائی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دعائے مغفرت کی اس کے بعد انھیں ان کے ماموں حمزہؓ کی خبر مرگ سنائی گئی تو بھی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے شوہر مصعبؓ بن عمیر کی وفات کی خبر ملی تو رونا چیخنا شروع کیا۔ اس پر

[۱] غالباً جنت البقیع میں کیونکہ وہاں بھی ایک جگہ شہدائے اُحد کی قبریں بتائی جاتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت کے نزدیک شوہر کا در اصل ایک مقام ہوتا ہے، کیونکہ حمنہ بھائی اور ماموں کی خبر پر تو ضبط کر گئیں، مگر شوہر کی خبر سُن کر ضبط نہ کر سکیں۔"

ابن اسحٰق نے کہا، شہداء کے متعلق آپ نے فرمایا، دیکھو قرآن مجید کے زیادہ سے زیادہ اجزاء کس نے جمع (یاد) کیے! - ایسے ہر شخص کو اس کے ہم مشربوں کے ساتھ دفن کرو (یعنی جو جمع قرآن میں اس سے زیادہ قریب تر ہو) دو دو، تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے میرے چچا موسیٰ بن یسار نے بیان کیا کہ انھوں نے ابو ہریرہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنا: "جو بھی شخص اللہ کے راستے میں زخمی کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس حالت میں اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون ٹپک رہا ہوگا، جس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا، مگر خوشبو مشک کی سی ہوگی۔"

خواتین انصار کا نوحہ و بکا

ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوحہ و بکا کرتے ہوئے سُنا، آپ کی چشمہائے مبارک سے بھی آنسو نکل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا "لیکن حمزہؓ پر رونے والی عورتیں نہیں" جب سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنو عبد الاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر نوحہ کریں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم بن عبّاد بن حُنیف نے بنو عبد الاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ پر عورتوں کے رونے کی آواز سُنی تو آپ باہر تشریف لائے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں، آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے، تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اپنی طرف سے تسلّی کا حق ادا کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا: اسی روز نوحہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے رونے کی آواز سُنی تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ انصار پر رحم کرے! ان کی غم خواری قدیم سے چلی آ رہی ہے اب ان عورتوں سے کہو کہ واپس چلی جائیں۔"

دیناری عورت کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد الواحد بن ابو عون نے اسمٰعیل بن محمد کے واسطے سے سعد بن ابی وقّاص کی روایت بیان کی:

"قبیلہ بنو دینار کی ایک عورت کا شوہر، اس کا بھائی اور باپ جنگِ اُحد میں ایک ایک کر کے شہید ہو گئے تھے، اسے ان تینوں کی خبرِ مرگ سُنائی گئی تو اس نے پوچھا: یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جواب دیا گیا: اے امِّ فلاں! آپ، خدا کے فضل سے بخیر ہیں، جیسی تیری آرزو ہے خاتون نے کہا: آپ کہاں ہیں، میں آنکھوں سے دیکھ لُوں؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے بتا دیا گیا۔ اُس نے دیکھ لیا تو کہا: کل مصیبۃ بعدک جللٌ "(آپ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں)۔

تلواریں دھوئی گئیں

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور فرمایا: لو بیٹی! اس کا خون دھو ڈالو جنگ کے موقع پر بڑی سچی ثابت ہوئی۔ علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہ کو دے کر کہا: اس تلوار کو بھی لے لو، اس کا خون بھی دھو ڈالو، خدا کی قسم! جنگ میں یہ تلوار بڑی سچی نکلی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم جنگ میں ثابت قدم رہے تو تمھارے ساتھ سہل بن حُنیف اور ابو دجانہ بھی ثابت قدم رہے"۔

ابن ہشام نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو "ذوالفقار" کہا جاتا تھا اور مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ ابن ابی نجیح نے بتایا، جنگ اُحد کے موقع پر کسی نے یہ ندا لگائی تھی لا سیف الا ذوالفقار، ولا فتیٰ الا علی (تلوار تو صرف ذوالفقار تلوار ہے اور کوئی جوان علیؓ جیسا جوان نہیں)۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: مشرک اس جیسی تلوار کو اس وقت تک گزند نہیں پہنچا سکتے، جب تک اللہ تعالیٰ انھیں ہم پر فتح ہی نہ دے دے، ابن اسحٰق کہتے ہیں، جنگ احد نصف شوال کو شنبہ کے روز ہوئی تھی۔[1]

دشمن کو ہراساں کرنے کی تدبیر

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب دوسرا دن اتوار، ۱۶ شوال آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے دشمن کے تعاقب کا اعلان کیا، ساتھ ہی کہا کہ جو لوگ کل (شنبہ کو) ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوئے وہ دشمن کے تعاقب میں نہ چلیں۔ یہ اعلان سُن کر جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "یا رسول اللہ! والد نے مجھے

---

[1] ۱۵ شوال سنہ ہجری مطابق ۱۲ مارچ ۶۲۵ء

میری سات بہنوں کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا، بیٹا! یہ بات نہ میرے لیے مناسب ہے نہ تمھارے لیے کہ ہم ان عورتوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیں، جب ان پر کوئی نگران نہ ہو اور تم ایسے ہو نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے سلسلے میں تمھیں آپ پر ترجیح دے دوں، اس لیے تم بہنوں کی نگرانی کے لیے یہیں رہ جاؤ۔ اس بنا پر میں پیچھے رہ گیا تھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عذر معقول کو تسلیم کرتے ہوئے جابر بن عبداللہ کو تعاقب میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی اور جابر آپ کے ساتھ نکلے۔ تعاقب سے مقصد و مدعا صرف یہ تھا کہ دشمن خوف زدہ ہو جائے۔ جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑنے کی غرض سے باہر آئے تھے اور آپ میں قوتِ مقابلہ اب بھی موجود ہے۔ جنگِ اُحد میں جو صورت حال پیش آئی، اس کی وجہ سے کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی۔

مسلمانوں کا ولولۂ جہاد

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن خارجہ (بن زید بن ثابت) نے ابوالسائب مولیٰ عائشہ بنت عثمان کی یہ روایت بیان کی کہ ایک صحابی جو بنو عبدالاشہل میں سے تھے جنگِ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ اور انھوں نے کہا: میں اور میرا بھائی دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ جب لوٹے تو زخمی ہو کر لوٹے۔ پھر دشمن کے تعاقب کے لیے اعلان ہوا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا، یا بھائی نے مجھ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں ہماری شرکت رہ جائے گی؟ خدا جانتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی جانور بھی نہیں کہ سوار ہو جائیں اور ہم میں سے ہر ایک خاصا زخمی تھا" پھر بھی ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل ہی پڑے میں بھائی کی نسبت ذرا کم زخمی تھا، بھائی جب ذرا شکستہ نظر آتا تو میں اسے اٹھا لیتا اور سب کے پیچھے پیچھے چلتا۔ آخر ہم دونوں مسلمانوں کے ساتھ اسی جگہ پہنچ گئے، جہاں پہنچنا تھا۔

حمراء الاسد میں قیام

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکل کر حمراء الاسد پہنچے جو آٹھ میل کے فاصلے پر تھا اور از روئے روایت ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل مقرر کر دیا گیا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پیر، منگل اور بدھ کو قیام فرما رہے۔ پھر مدینہ تشریف لے آئے[1]

معبد خزاعی کا واقعہ

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن ابو بکر نے مجھ سے بیان کیا کہ اس موقع پر معبد خزاعی

[1] گویا ۱۵ / شوال کو جنگ ہوئی۔ ۱۶ / شوال (اتوار) تعاقب میں نکلے ۱۸، ۱۹ / شوال حمراء الاسد میں تشریف فرما رہے۔

بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گزرا۔ وہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھا جس کے مسلمان اور مشرک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداں اور خیر خواہ تھے۔ انھوں نے طے کر لیا تھا کہ تہامہ میں جو بھی صورتحال ہو گی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حالت میں پوشیدہ نہ رکھی جائے گی، معبد اس وقت تک مشرک تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "اے محمدؐ! جو مصیبت آپ کو پہنچی ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ ہم پر شاق گزری۔ ہماری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان (کفار) میں عافیت سے رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حمراء الاسد ہی میں تھے کہ معبد آپ کے پاس سے چلا گیا۔ روحاء پہنچا تو وہاں ابوسفیان بن حرب اور اس کے ساتھی موجود تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر دوبارہ حملہ کرنے کا متفقہ فیصلہ کیے بیٹھے تھے۔ کہہ رہے تھے "ہم نے ان کے (مسلمانوں کے) بہترین آدمیوں، اشراف اور قائدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو کیا ان کا استیصال کیے بغیر لوٹ جائیں؟ ہم ضرور ان باقی ماندہ لوگوں پر حملہ کریں گے اور ان کا خاتمہ کر کے جائیں گے۔

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو پوچھا! معبد! تمھارے پیچھے کیا حال ہے؟ اس نے کہا "محمدؐ اپنے ساتھیوں کو ایک کثیر جماعت کے ساتھ، جس کی مثال اب تک دیکھنے میں نہیں آئی، تمھاری جستجو اور تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ تم لوگوں پر سخت تاؤ کھائے ہوئے ہیں۔ اب تو ان کے ساتھ وہ لوگ بھی شریک ہو گئے ہیں، جو جنگ کے دن کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ پیچھے رہ جانے پر سخت نادم ہیں۔ تمھارے خلاف ان میں ایسا غم و غصہ موجزن ہے، جو میں نے کبھی نہیں دیکھا"

ابوسفیان بولا: تیرا برا ہو، کیا کہتا ہے؟ معبد نے جواب دیا: خدا کی قسم، مجھے امید نہیں کہ ان کے سواروں کی پیشانیاں دیکھنے سے پیشتر تم یہاں سے کوچ کر سکو۔

ابوسفیان نے پھر کہا: خدا کی قسم! اب تو ہم نے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کرنے کا عزم بالجزم کر لیا ہے تاکہ ان کے باقی ماندہ لوگوں کا بھی استیصال کر دیں؟ "معبد نے مشورہ دیا، میں تمھیں اس سے منع کرتا ہوں۔ خدا کی قسم، جو کچھ میں نے دیکھا، اس کے بارے میں چند شعر بھی کہے ہیں: ابوسفیان نے پوچھا کہ کیا شعر کہے ہیں۔

معبد کے اشعار

معبد نے یہ شعر سنائے:

كَادَتْ تُهَدُّ مِنَ الْأَصْوَاتِ رَاحِلَتِي ... إِذْ سَالَتِ الْأَرْضُ بِالْجُرْدِ الْأَبَابِيلِ
تَرْدِي بِأُسْدٍ كِرَامٍ لَا تَنَابِلَةٍ ... عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِيلٍ مَعَازِيلِ

(افواج) کے شور و غل سے قریب تھا کہ میری اونٹنی خوف زدہ ہو کر گر جائے۔
جب زمین پر گروہ در گروہ گھوڑوں کا سیلاب اُمنڈ آیا یہ گھوڑے جنگ کے وقت اپنے ان سواروں کو نہایت تیزی سے لے جانے والے تھے، جو لمبے قد والے شریف شیروں کی طرح ہیں، نہتے اور غیر مسلح نہیں (بلکہ ہتھیاروں سے لیس ہیں)۔

فَظَلْتُ عَدْوًا أَظُنُّ الْأَرْضَ مَائِلَةً ... لَمَّا سَمَوْا بِرَئِيسٍ غَيْرِ مَخْذُولِ

یہ دیکھ کر میں بڑی تیزی سے دوڑا، اس وقت زمین مجھے ملتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی
جب یہ مسلح اور دراز قامت شیر کبھی شکست نہ کھانے والے سردار کی معیت میں آگے بڑھے۔

فَقُلْتُ وَيْلَ ابْنِ حَرْبٍ مِنْ لِقَائِكُمُ ... إِذَا تَغَطْمَطَتِ الْبَطْحَاءُ بِالْجِيلِ

میں نے کہا، ابن حرب (ابوسفیان) کا برا ہو گا کہ تم سے (مسلمانوں سے) مقابلہ کرے
یہ میں نے اس وقت کہا، جب بطحاء کی سرزمین ان گروہوں سے جوش میں تھی۔

إِنِّي نَذِيرٌ لِأَهْلِ الْبَسْلِ ضَاحِيَةً ... لِكُلِّ ذِي إِرْبَةٍ مِنْهُمْ وَمَعْقُولِ
مِنْ جَيْشِ أَحْمَدَ لَا وَخْشٍ قَنَابِلَةٍ ... وَلَيْسَ يُوصَفُ مَا أَنْذَرْتُ بِالْقِيلِ

میں قریشیوں کو بلکہ ہر صاحب عقل اور ہوشمند آدمی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس لشکر سے ڈراتا ہوں جو حقیر و قصیر لوگوں کا لشکر نہیں اور جس چیز سے میں ڈرا رہا ہوں اسے صرف زبانی جمع خرچ نہ سمجھا جائے۔

ابوسفیان کا پیغام

ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کی ایک جماعت کا بھی گزر ہوا، اس نے دریافت کیا "کہاں کا ارادہ ہے"؟ جواب ملا "مدینہ کا" ابوسفیان نے پھر دریافت کیا "کس غرض سے؟" جواب ملا "یونہی سیر و تفریح کے لیے" ابوسفیان نے کہا "کیا تم محمدؐ کو میرا پیغام پہنچا دو گے، جو میں تمھارے ذریعے سے پہنچانا چاہتا ہوں؟ یہ کام کرو گے تو عکاظ میں تمھارے پہنچنے پر تمھیں کشمش دوں گا"۔

جماعت نے جواب اثبات میں دیا تو ابوسفیان بولا: "جب تم ان سے ملو، انھیں (مسلمانوں کو) خبردار کر دو کہ ہم نے باقی لوگوں کا بھی استیصال کرنے کی غرض سے محمدؐ کے ساتھیوں کی طرف دوبارہ آنے کا عزم بالجزم کر لیا ہے"۔ یہ جماعت حمراء الاسد میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی اور ابوسفیان

کا پیغام پہنچادیا۔ آپ نے فرمایا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی ہمارا نگہبان ہے)۔

صفوان بن اُمیّہ کا مشورہ

ابن ہشام نے کہا، ہم سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو سفیان بن حرب جنگ اُحد سے واپس ہو رہا تھا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے باقی ساتھیوں کا کامل استیصال کرنے کے لیے دوبارہ پلٹ پڑنے کا ارادہ کیا، مگر اس موقع پر صفوان بن امیّہ بن خلف نے ابو سفیان سے کہا: "ایسا نہ کرو، مسلمان سخت غضبناک ہو چکے ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ اب ان کی جنگ ویسی نہ ہوگی جیسی پہلے ہو چکی ہے۔ بس واپس چلے چلو۔"

چنانچہ قریش چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر ملی تو فرمایا: والذی نفسی بیدہ لقد سومت لهم حجارة لو صبحوا بها لكانوا كامس الذاهب (قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عذاب الٰہی کے طور پر ان کے لیے پتھروں پر نشان بن گئے تھے۔ اگر صبح کے وقت انھیں ان پتھروں سے واسطہ پڑتا تو اِن کا نام و نشان گزری ہوئی کل کی طرح مٹ جاتا)۔"

ابو عُزّہ کا قتل

ابو عبیدہ نے کہا: "مدینہ واپس ہونے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں اطراف میں معاویہ بن مغیرہ (بن ابی العاص بن امیّہ بن عبد شمس) اور ابو عُزّہ جمحی کو گرفتار کر لیا۔ ابو عزّہ جنگِ بدر میں گرفتار ہوا تھا۔ مگر بلا معاوضہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ اب اس نے پھر کہا: "یا رسول اللہ! مجھے معاف کر دیجیے۔" آپ نے فرمایا: "خدا کی قسم تو اب مکّہ جا کر فخریہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں نے محمدؐ کو دو مرتبہ دھوکا دیا۔ فرمایا: زبیرؓ! اس کی گردن اُڑا دو۔" زبیر نے اس حکم کی تعمیل کی۔

ابن ہشام نے کہا، اور مجھے سعید بن المسیّب سے یہ روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُلْدَغُ فِي جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ اِضْرِبْ عُنُقَهٗ يَا عَاصِم بن ثابت" (مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جانا چاہیئے، عاصم بن ثابت! اس کی گردن تلوار سے اڑا دو)۔ چنانچہ عاصم نے اس حکم کی تعمیل کر دی۔

معاویہ بن مغیرہ کا قتل

ابن ہشام نے کہا: کہا جاتا تھا کہ زیدؓ بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے حمراء الاسد سے آنے کے بعد معاویہ بن مغیرہ کو قتل کیا۔ معاویہ نے عثمان بن عفان کے پاس پناہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے امن کی درخواست کی تھی اور آپ نے اسے اس شرط پر امان دے دی تھی کہ اگر وہ تین دن کے بعد پایا گیا تو اسے قتل کر دیا جائیگا

مگر اس نے تین دن کے بعد بھی قیام کیا اور چھپا رہا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید اور عمار کو بُلا بھیجا اور فرمایا: "معاویہ تمھیں فلاں جگہ ملے گا" وُہ مِل گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ معاویہ عبدالملک بن مروان کی ماں عائشہ کا باپ اور عبدالملک کا نانا تھا۔

عبداللہ بن اُبیّ کا حال

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، ذاتی اور قومی شرف حاصل ہونے کے باعث عبداللہ بن ابی بن سلول کے لیے مسجد میں ایک جگہ مقرر تھی، جہاں وُہ بے روک ٹوک کھڑے ہو کر نماز جمعہ ادا کرتا تھا۔ جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے لیے منبر پر بیٹھتے تو عبداللہ بن ابی رئیس ہونے کی حیثیت میں کھڑے ہو کر لوگوں کو یوں خطاب کرتا۔

"لوگو! یہ اللہ کے رسول تمھارے درمیان موجود ہیں، اللہ نے آپ کی برکت سے تمھیں عزت و حرمت عطا فرمائی ہے، تمھیں چاہیے کہ آپ کی اعانت و نصرت کرو اور تقویت پہنچاؤ۔ آپ کے احکام سنو اور فرمانبرداری پر کاربند رہو۔"

یہ خطاب کر کے بیٹھ جاتا۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ جنگِ اُحد پیش آئی اور عبداللہ بن ابی نے اس موقع وہ کیا جو کیا اور کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر میدان سے واپس آگیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ اُحد سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لے آئے تو عبداللہ بن ابی نے مسجد میں معمول کے مطابق چاہا کہ کھڑے ہو کر وہی تقریر کرے جو وہ کیا کرتا تھا۔ مگر مسلمانوں نے مزاحمت کی، ہر طرف سے اس کے کپڑے پکڑ لیے اور کہا: دشمنِ خدا! بیٹھ جا، تُو اس قابل نہیں کہ کچھ بیاں کہے۔ جنگ اُحد میں تُو نے وہ کیا جو تجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

عبداللہ بن ابی لوگوں کی گرفت میں پھاندتا ہوا اور یہ کہتا ہُوا مسجد سے باہر چلا گیا: "گویا میں نے کوئی بُری بات کہی، میں تو ان کے معاملے کی مضبوطی کے لیے کھڑا ہوا تھا۔" مسجد کے دروازے پر ایک انصاری اسے مل گئے، انھوں نے دریافت کیا: تیرا بُرا ہو، کیا معاملہ ہے؟ عبداللہ بن ابی نے کہا: میں تو ان کا معاملہ مضبوط کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں کچھ لوگ میرے ساتھ کھینچ تان کرنے اور میری گردن مروڑنے لگے، گویا میں نے کوئی بُری بات کہہ دی۔

انصاری نے کہا: "تیرا بُرا ہو، واپس ہو جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں گے۔" عبداللہ بن ابی نے جواب دیا: "خدا کی قسم! مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنے لیے ان سے

استغفار کراؤں۔"

بہت بڑی آزمائش

ابن اسحٰق نے کہا، جنگ اُحد بڑی جہد و سعی، مصیبت و ابتلاء اور آزمائش و امتحان کی جنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی آزمائش کر لی اور ان منافقین کا امتحان بھی لے لیا، جو اپنے قلوب میں کفر چھپائے ہوئے محض زبان سے ایمان کا اظہار و اعلان کیا کرتے تھے۔ نیز اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مقبول بندوں میں سے جن جن کو نوازنا چاہتا تھا، انھیں شہادت کا درجہ عطا فرمایا۔

باب ۱۱

غزوۂ احد اور قرآن مجید؟

(۱)

ساٹھ آیات

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے زیاد بن عبد اللہ بکائی سے، انھوں نے محمد بن اسحاق المطلبی سے سنا اور بیان کیا کہ جنگِ احد کے سلسلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کا جو حصّہ نازل فرمایا وہ سورہ آل عمران کی ساٹھ آیات ہیں۔ ان آیات میں ان حالات کا ذکر ہے، جو جنگِ احد میں رونما ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ (۳: ۱۲۱)

اور (یاد کیجیے) جب آپ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر صبح سویرے نکل پڑے (اس وقت) آپ (احد کے میدان میں) مسلمانوں کو لڑائی کے لیے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ (۳: ۱۲۲)

پھر جب ایسا ہوا تھا کہ تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ ہمت ہار دیں (اور لوٹ چلیں)۔

ان میں سے ایک بنو سلمہ بن جشم بن خزرج تھے اور دوسرے قبیلہ اوس میں سے بنو حارثہ بن نبیت اور یہی فوج کے دونوں بازو سنبھالے ہوئے تھے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ (۳: ۱۲۲)

اور اللہ ان کا معاون و مددگار تھا۔

یعنی جو کم ہمتی ان میں پیدا ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے نکال دی اور اسے دفع کر دیا۔ یہ لوگ، جو دل چھوڑ بیٹھے تھے، اس کی وجہ صرف ضعف تھا۔ دین میں شک و تذبذب اس کا سبب نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور توجہ سے ان کے دلوں میں حوصلہ پیدا کر دیا۔ چنانچہ ضعف سے وہ محفوظ ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جنگ میں حصّہ لیا۔[1]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی تین سو آدمی لے کر لوٹ آیا اور مسلمان صرف سات سو رہ گئے تو میدان سے لوٹنے

باقی ص ۹۲ پر

اللہ پر بھروسا ابن اسحٰق نے کہا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (۳ : ۱۲۲)

اور مسلمانوں کو تو اللہ ہی بہتر ہے جس پر بھروسا کرنا چاہیے۔

یعنی جو مسلمان اپنے اندر ضعف اور کمزوری محسوس کرے، اسے اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور اللہ ہی سے مدد طلب کرنا چاہیے۔ اللہ اس کے معاملے میں ضرور مدد کرے گا۔ اس کی طرف سے لازماً ہی مدافعت ہوگی، یہاں تک کہ وہ مقصود تک پہنچ جائے گا۔ اس سے ہر قسم کی مضرت دُور کردی جائے گی اور اس کے مقصد میں قوت پیدا ہوگی۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۳ : ۱۲۳)

اور واقعہ یہ ہے کہ بدر میں تمھیں اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی، حالانکہ تم کمزور اور بہت ہی بے سروسامان تھے، سو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم ان کی نعمتوں کی قدر پہچاننے لگو۔

امداد ملائکہ کی بشارت اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (۳ : ۱۲۴ - ۱۲۵)

جب آپ (میدانِ جنگ میں) مسلمانوں سے کہہ رہے تھے، کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمھارا رب تین ہزار اُتارے ہوئے فرشتوں سے تمھاری مدد کرے، بلکہ اگر صبر و استقلال سے کام لوگے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں گے تو تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری امداد فرمائے گا، جو ایک خاص نشان سے معلوم ہوں گے۔

"یعنی تم اللہ کے دشمن کے مقابلے میں صبر و استقلال سے کام لوگے اور اللہ کے احکام کی تعمیل کرو گے، پھر دشمن اس طور سے تم پر حملہ آور ہوں گے تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان زدہ ہوں گے، تمھاری مدد کرے گا۔"

بقیہ حاشیہ ص ۹۱ - کا خیال پیدا ہُوا، مگر اللہ کی رحمت سے یہ خیال زائل ہوگیا۔ وہ جم کر لڑے اور اسلامی فرض احسن طریق پر ادا کیا۔

بعض الفاظ کی تفسیر

ابن ہشام نے کہا: مُسَوِّمِین کے معنی ہیں معلمین (جن پر علامت لگائی گئی ہو)
حسن بن ابوالحسن بصری نے بتایا کہ سفید اُون سے ان فرشتوں کے گھوڑوں کی دُموں اور پیشانیوں پر نشان بنایا گیا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا: جنگِ بدر میں فرشتوں کی علامت یہ تھی کہ ان کے سروں پر سفید عمامے بندھے ہوئے تھے۔ ابن ہشام نے اس کا ذکر جنگِ بدر کے موقع پر کیا ہے۔

سیما کے معنی علامت کے ہیں۔ کتاب اللہ میں ہے سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ سیماھم کے معنی علاماتہم کے ہیں۔ یعنی سجدوں کا نشان ان کے چہروں پر بہ طور علامت موجود ہوگا۔ کتاب اللہ میں دوسری جگہ ہے حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ (مضبوط کنکروں کے نشان زدہ پتھر) یہاں بھی مسومۃ کے معنی معلمۃ کے ہیں یعنی جس پر علامت لگائی گئی ہو۔ ہمیں (ابن ہشام کو) حسن بن ابوالحسن بصری سے روایت پہنچی ہے علیہا علامۃ انہا لیست من حجارۃ الدنیا و انہا من حجارۃ العذاب (ان پتھروں پر علامت تھی، یہ پتھر عام دنیوی نہ تھے بلکہ عذاب کے پتھر تھے) مسومۃ کے معنی مرعیۃ (چرائے ہوئے) کے بھی ہیں، کتاب اللہ میں ہے والخیل المسومۃ (وہ گھوڑے جنھیں چرایا گیا ہو) اور شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (وہ درخت جس میں تم چراتے ہو)۔

عرب لوگ کہتے ہیں سَوَّمَ خَيْلَهُ وَ ابله و اسامہا، یعنی اس نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو چرایا۔

نصرت صرف خدا کی طرف سے ہے

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ (۳ : ۱۲۶)

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ تمھارے لیے بشارت ہو اور تمھارے دلوں کو قرار ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی جانب سے آسکتی ہے جو غلبے اور حکمت والا ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے فرشتوں کی فوج تمھارے لیے مقرر کی تو مقصد بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ تمھیں خوشخبری مل جائے اور دلوں کو اطمینان حاصل ہو، کیونکہ میں تمھاری کمزوری کو جانتا تھا اور مدد تو صرف میرے ہی پاس سے آسکتی ہے کیونکہ تسلط اور قدرت مجھی کو حاصل ہے اور یہ اس لیے کہ غلبہ اور حکمت کا سرچشمہ تو میں ہی ہوں نہ کہ مخلوق میں سے کوئی ہے:

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝ (۳ : ۱۲۷)

تاکہ کفار کے ایک گروہ کا قلع قمع کر دے اور انھیں ذلیل خوار کرے۔ پھر وہ ناکام و نامراد ہو کر لوٹ جائیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ۝ (۳ : ۱۲۸)

اس معاملے میں (دشمنانِ حق کے بخشے جانے یا نہ بخشے جانے میں) تمھارا کوئی دخل نہیں، یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، چاہے تو ان سے درگزر کرے، چاہے کوئی سزا دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

یعنی میرے بندوں کے بارے میں کچھ بھی حکم نہیں چل سکتا، مگر یہ کہ خود میں ان کے بارے میں کوئی حکم دے دوں، میں یا تو اپنی رحمت سے کام لے کر ان سے درگزر کر دوں اور معاف کر دوں یا اپنے حق کے طور پر انھیں جرموں کی سزا دوں "فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ"، یعنی انھوں نے میری نافرمانیاں کی ہیں اس لیے وہ سزا کے مستوجب ہیں " وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ "، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کے باوجود انھیں بخشش بھی دیتا ہے اور ان پر رحم فرماتا ہے۔

سُود کی ممانعت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ص (۳ : ۱۳۰)

اے ایمان والو! سود مت کھاؤ، کئی کئی گنا کر کے۔

یعنی اسلام سے پہلے جو تم سود کھاتے تھے، اب اسلام میں اس کی ممانعت کر دی گئی ہے اس لیے یہ حلال نہ رہا:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (۳ : ۱۳۰)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

یعنی اللہ کی اطاعت کرو، اُمید ہے کہ جس عذاب سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں ڈرایا ہے اس سے تم بچ سکو اور جن چیزوں کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے تمھیں دی ہے انھیں تم حاصل کر سکو۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ۝ (۳ : ۱۳۱)

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

جہنم کی آگ ان لوگوں کا گھر ہو گی، جنھوں نے انکار کی راہ اختیار کی۔

اللہ اور رسول کی اطاعت

آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (۳ : ۱۳۲)

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اُمید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان لوگوں پر عتاب ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوامر اور ان ہدایات کی نافرمانی کی جو جنگِ احد کے یا دوسرے موقع پر دی گئی تھیں:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (۳ : ۱۳۳)

اور اپنے پروردگار کی بخشائش کی جانب تیز گام ہوجاؤ نیز اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین اور آسمانوں کے برابر ہے اور جو خدا سے ڈرنے والوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

یعنی یہ جنت ان لوگوں کا گھر ہوگی جو میری اور میرے رسولؐ کی اطاعت کریں گے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (۳ : ۱۳۴)

ایسے ڈرنے والے لوگ وہ ہیں جو کشادہ دستی اور تنگ دستی (دونوں حالتوں میں) داد و دہش کرتے رہتے ہیں اور غصہ پینے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

یعنی ان صفات کا پیدا کر لینا ہی نیکوکاری (احسان) ہے جو بھی ان صفات کے حامل ہوں گے وہ اللہ کی دوستی کے مستحق ٹھہریں گے۔

طلب مغفرت

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (۳ : ۱۳۵)

اور وہ لوگ جب وہ سخت برائی کی کوئی بات کر بیٹھتے ہیں یا کسی معصیت کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کر گزرتے ہیں تو (وہ آگاہ ہو کر) اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کے گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر (غلط عمل پر) اصرار نہیں کرتے۔

یعنی جب ان سے کوئی برائی کی بات سرزد ہو جاتی ہے یا وہ کسی گناہ یا جرم کے ارتکاب کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کر گزرتے ہیں تو انھیں یاد آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں سے نہی فرمائی

ہے اور انھیں حرام قرار دیا ہے۔ پھر وہ توبہ واستغفار کر لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ان گناہوں یا جرموں کو اللہ تعالیٰ ہی معاف کر سکتا ہے " وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ " اور جو کچھ وہ کر گزرتے ہیں، اس پر اصرار اور ہٹ دھرمی نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔

یعنی یہ لوگ ان مشرکوں کی طرح اپنے فعل پر نہیں جم جاتے۔ مشرک تو اپنے کفر پر جمے ہوئے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی شرک کرتے ہیں کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ (۳ : ۱۳۶)	انھیں لوگوں کی جزا ان کے رب کی جانب سے عفو و درگزر ہے اور وہ بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک عمل کرنے والوں کے لیے اچھا اجر ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نازل شدہ مصائب و شدائد اور پیش آمدہ آزمائش و ابتلاء کا ذکر کیا، ساتھ ہی ان شہداء کا ذکر آیا جنھیں اس نے مسلمانوں میں سے چن لیا تھا۔ پس مسلمانوں کو تسکین دی۔ انھوں نے جو کارنامے انجام دیے تھے، ان کی تعریف و توصیف کی۔ ساتھ ہی جو کچھ اللہ تعالیٰ ان کے معاملے میں کرنے والا تھا، اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

مکذبین کے انجام سے عبرت

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۳ : ۱۳۷)	تحقیق بات یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سے طریقے گزر چکے ہیں، پس تم روئے زمین پر گھوم پھر کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ تکذیب کرنے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔

یعنی قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین جیسی قوموں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی اور دوسری ہستیوں کو میرا شریک ٹھہرایا، اس کی پاداش میں جو کچھ ہوا اور انتقام و عذاب کے جو واقعات ایام ماضی میں پیش آئے انھیں دیکھو۔ جو بھی قوم ان امم سابقہ کے نقش قدم پر چلے گی اس کا انجام وہی ہو گا جو ان اقوام ماضی کا ہوا۔ میں نے یہ واقعات لکھوا دیے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ میرے اور اے رسول تمھارے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا جائے گا کیونکہ یہ سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے۔ یہ خیال نہ ہونا چاہیے۔ چونکہ میں نے مسلمانوں کی آزمائش و امتحان کے لیے انھیں مغلوب کر کے دکفارہ کا پلّہ ذرا بھاری کر دیا تھا، اس لیے اب ان سے اللہ انتقام نہیں لے گا۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (۳ : ۱۳۸)

یہ بیان لوگوں کے لیے کافی ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے۔

متقین سے مراد ہے لوگوں میں سے وہ اصحاب، جو ہدایت و نصیحت قبول کرلیں۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (۳ : ۱۳۹)

جو مصیبتیں تم پر آئی ہیں ان کی وجہ سے کمزور نہ ہو اور نہ ان کا غم کرو۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (۳ : ۱۳۹)

اور غالب تم ہی رہوگے، اگر تم ایمان والے ہو۔

یعنی میرا رسول جو کچھ میری طرف سے تمھارے پاس لایا ہے، اگر تم اس کی پوری پوری تصدیق کرتے رہے تو غلبہ و نصرت سے تمھیں سرفراز ہوگے۔

قریش کی مثال

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ (۳ : ۱۴۰)

اگر تم نے (احد میں) زخم کھایا ہے تو قوم (قریش) کو بھی ویسے ہی زخم (بدر میں) لگ چکے ہیں۔ دراصل یہ (ہار جیت کے) اوقات ہیں جنھیں ہم انسانوں میں ادھر ادھر پھراتے رہتے ہیں۔

یعنی لوگوں کی آزمائش و امتحان کے لیے ایک وقت کسی کو اور دوسرے وقت کسی کو طاقت و حکومت دیتے ہیں۔

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (۳ : ۱۴۰)

اور تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کے لیے چن لے اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مقصود یہ تھا کہ اللہ، مومن و منافق میں امتیاز کردے اور اہلِ ایمان میں سے جسے وہ چنے اسے شہادت کے شرف سے نواز دے۔ اس جگہ ظالموں سے مراد منافقین ہیں جو زبان سے ایمان کا اعلان کرتے تھے، مگر دل میں کفر چھپائے ہوئے تھے اور نافرمانی پر تلے بیٹھے تھے۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۳ : ۱۴۱)

اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو آزمالے۔

یعنی مسلمانوں میں سے سچے ایمان والوں کی آزمائش بھی ہوجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ ان میں کتنا صبر و ضبط اور یقین موجود ہے۔

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۳ : ۱۴۱)

اور کافروں کو مٹادے۔

یعنی منافق دل میں چھپے ہوئے کفر کے خلاف جو اپنی زبان سے اسلام وایمان کا لفظ استعمال کرتے تھے، اسے باطل کر دے اور ان کا وُہ کفر کھول دے، جو وُہ دلوں میں چھپائے ہوئے تھے۔

مجاہدین کے لیے جنّت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ٥ (۳ : ۱۴۲)

کیا تم سمجھتے ہو کہ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی وہ موقع پیش نہیں آیا کہ اللہ تمھیں آزمائش میں ڈال کر نمایاں کر دیتا، کون لوگ راہِ حق میں پوری پوری کوشش کرنے والے ہیں اور کتنے ہیں جو مشکلوں اور شدّتوں میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

یعنی کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ تم یونہی جنّت میں پہنچ جاؤ گے اور میری طرف سے عزّت وشرف کا ثواب حاصل کر لو گے، حالانکہ ابھی میں نے مصائب وشدائد میں ڈال کر تمھارا امتحان نہیں لیا تاکہ نمایاں ہو جاتا، تم میں کتنے آدمی مجھ پر ٹھیک ٹھیک معنی میں ایمان ویقین رکھتے ہیں اور میرے لیے مصیبتیں برداشت کرنے میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ تم دشمن سے (جنگِ اُحد میں) نبرد آزما ہونے سے قبل اس حق کے لیے جس پر تم قائم ہو شہادت دینے کی آرزو کر رہے تھے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دشمن کی طرف نکال کر لائے تھے کہ بدر میں شریک ہو سکیں، اب اس کی تلافی کر سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ ص (۳ : ۱۴۳)

اور تم موت سے دوچار ہونے سے بیشتر اس کی آرزو کر رہے تھے۔

فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ٥ (۳ : ۱۴۳)

پھر آخر کار تم نے اسے دیکھ لیا اور اپنی کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

یعنی تمھارے اور دشمنوں کے درمیان جو تلواریں چل رہی تھیں ان میں موت کو منڈلاتے ہوئے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو تم سے دفع کر دیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلّم رسول ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

اور محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ایک رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ

الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (۳ : ۱۴۴)

کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں، تو تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے۔ اور جو لوگ الٹے پھر جائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کو تو ذرہ برابر بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ جلد ہی حق شناس شکر گزاروں کو بدلہ دے گا۔

یعنی جب بعض لوگوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا۔ اس وقت مسلمانوں کا ایک گروہ ہمت ہار بیٹھا اور لوٹنے لگا، کیا اس بنا پر تم اسلام سے روگردانی کرتے ہوئے الٹے پھر جاؤ گے۔ ویسے ہی ہو جاؤ گے، جیسے پہلے تھے؟ کیا تم دشمن سے جہاد کو چھوڑ دو گے؟ کیا تم کتاب اللہ کی وہ تشریحات فراموش کر دو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب سے تمھیں پہنچائی ہیں کہ ایک رسول (ہمیشہ نہیں رہتا)، بلکہ وفات پا کر جدا ہو جاتا ہے، جو ایسا کریں گے وہ اپنے دین حق سے پھر کر خداوند تعالیٰ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے، نہ اس کے سلطان و قدرت کو کوئی ضرر ہو گا، جو لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کریں گے، وہ حق شناس شکر گزار کی حیثیت میں جزائے خیر کے مستحق ہوں گے۔

موت کا وقت مقرر ہے

پھر فرمایا:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ (۳ : ۱۴۵)

اور کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ مر جائے بجز اس کے کہ لکھے ہوئے وقت مقررہ کے مطابق اللہ کا حکم ہو۔

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے، جب وہ وقت آئے گا، آپ کی وفات ہو جائے گی، اور یہ سب کچھ اللہ ہی کے حکم پر ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝ (۳ : ۱۴۵)

اور جو شخص دنیا ہی کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس دنیا ہی کا ایک حصہ دے دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا ثواب دے دیتے ہیں اور ہم بہت جلد حق شناس شکر گزاروں کو بدلہ دینے والے ہیں۔

یعنی تم میں سے جو لوگ دنیا ہی طلب کرتے ہیں اور انھیں آخرت سے کوئی رغبت نہیں ہوتی، ہم انھیں ان کے مقسوم کے مطابق رزق دے دیتے ہیں اور اس سے زیادہ دنیا میں کچھ نہیں ملتا اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ اخروی منافع کے طالب ہوتے ہیں ہم انھیں آخرت میں سے حصہ دیتے ہیں، ساتھ

ہی دنیا میں بھی رزق مقرر کرتے ہیں اور یہ جزا شکر گزار لوگوں کو دی جائے گی۔

انبیائے سابقین اور رفیق

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (۱۴۶:۳)

اور کتنے ہی نبی گذرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں پھر یہ لوگ ان مصیبتوں کی وجہ سے کمزور وسست نہ ہوئے، جو ان پر اللہ کی راہ میں نازل ہوئیں اور نہ وہ ناتوان ہوئے اور نہ دبے اور گڑگڑائے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی نبی کو کھو دینے کے بعد بھی ان میں کوئی تساہل واقع نہیں ہوا اور نہ دشمن کے مقابلے میں کمزور و ناتوان ہوئے اور نہ انھوں نے دب کر اللہ اور اس کے دین سے انحراف کیا اور یہ ہمت و صبر، اور یہ پامردی و شجاعت ان مصائب کے باوجود قائم رہی، جو ان پر نازل ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ کا اصول یہ ہے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لینے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

اور ان کی زبان سے اس کے سوا کچھ نہ نکلا، انھوں نے عرض کیا، اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو اور کاموں میں ہمارے حد سے تجاوز کر جانے کو تو معاف فرمائے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر غلبہ عنایت فرما۔

ابن اسحٰق نے کہا: مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! جیسا کہ ان سابق امتوں کے لوگوں نے کہا، وہی تم کہو اور یہ بات سمجھ لو کہ یہ جو کچھ ہوا وہ تمھارے گناہوں کی وجہ سے ہوا، انھیں لوگوں کی طرح تم بھی استغفار کرو۔ اور اپنے دین پر قائم رہ کر اسے نافذ کرتے رہو، جیسا کہ وہ لوگ اپنے دین پر قائم رہے اور تم دین چھوڑ کر الٹے نہ پھرو اور پہلے لوگوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہو۔ پھر جس طرح ان لوگوں نے کافروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے دعا کی۔ تم بھی دعا کرو۔ یہ تمام باتیں وہی ہیں جو پہلی امتوں میں لوگ کر چکے، ان کے نبی کو قتل کیا گیا مگر انھوں نے وہ نہیں کیا جو تم نے کیا۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

(۳ : ۱۴۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں (دشمنوں پر غالب کر کے) دنیا میں اچھی جزا دی اور جزائے آخرت کے لیے ان سے وعدہ تھا اسے پورا کرتے ہوئے، آخرت کا نتیجہ بہترین دیا، اللہ تعالیٰ بہتر کام کرنے والوں اور نیکو کاروں کو بہت پسند کرتا ہے۔

اطاعتِ کفار کا نتیجہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ (۳: ۱۴۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے! اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی جو کفر پر ہیں تو وہ تمھیں الٹا پھیر دیں گے۔ پھر تو تم ناکام ہو کر پلٹو گے۔

یعنی پھر تو تم دشمن کے نزدیک بھی ناکام رہو گے اور اس طرح تمھاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گے۔

بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ۔

(۳: ۱۵۰)

(تمھارے دشمن تمھارے دوست نہیں ہو سکتے یہ خیال غلط ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ (ہی) تمھارا مددگار ہے اور وہی سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔

یعنی جو کچھ تم اپنی زبانوں سے کہتے ہو اگر وہ دل کی سچائی کے ساتھ ہے تو تم اللہ تعالیٰ ہی کا سہارا پکڑو اور اس کے سوا کسی اور سے مدد کے طلبگار نہ بنو اور اپنے دین سے انحراف کر کے مرتد نہ ہو جاؤ۔

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝

(۳: ۱۵۱)

ان کافروں کے قلوب میں ہم (تمھارا) رعب پیدا کر دیں گے اس سبب سے کہ انھوں نے ایسی چیزوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دیا جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ ان (کفار) کی جگہ جہنم ہے اور وہ ان ظالموں کے لیے بُری جگہ ہے۔

یعنی ان کے دلوں میں ڈالا ہوا میرا یہ رعب ہی تو ہے، جس کی وجہ سے میں تمھیں کو ان پر فتح دیتا ہوں اور تمھاری مدد کرتا ہوں۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ انھوں نے بغیر دلیل کے میرے ساتھ دوسروں کو شریک بنا دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم یہ نہ سمجھو، آخری غلبہ کفار ہی کو حاصل ہوگا، حالانکہ تم میرا سہارا اختیار کرو گے اور میرے احکام کی تعمیل کرو گے، جو مصیبت تم پر نازل ہوئی اس کا سبب وہ گناہ ہیں، جن کا ارتکاب کر کے میری نافرمانی کی تھی، نیز اپنے نبیؐ کی نافرمانی کی تھی۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنا وعدہ سچا دکھایا تھا جس وقت تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد کہ تم کو وہ بات دکھا دی جو تم چاہتے تھے، تم میں سے بعض وہ لوگ تھے جو

الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳: ۱۵۲)

دنیا کو چاہتے تھے اور بعض وہ تھے جو آخرت کو چاہتے تھے پھر تم کو کفار سے ہٹا دیا تاکہ وہ تمھاری آزمائش کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں معاف بھی کر دیا، اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

یعنی میں نے تمھارے دشمن کے خلاف تمھاری مدد کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا اور میرا وعدہ اس وقت پورا ہو گیا، جب تم کفار کو تلواروں سے خوب قتل کر رہے تھے کیونکہ یہ سب کچھ میرے حکم سے ہو رہا تھا۔ تمھارے ہاتھ ان پر چل رہے تھے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: الحسّ کے معنی استیصال کے ہیں یعنی جڑ سے اکھاڑ دینا۔ حَسَسْتُ الشیٔ یعنی استأصلت، میں نے اسے جڑ سے اکھاڑ دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: حتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ کے معنی تخاذلتم کے ہیں یعنی تم کمزور ہو گئے اور ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی۔ تنازعتم فی الامر کے معنی ہیں اختلفتم امری (تم نے میرے حکم میں اختلاف کیا۔) یعنی تمھارے نبیؐ نے جو ہدایت دی تھی اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی تھی، وہ پوری نہ کی، اس سے تیر اندازوں کی طرف اشارہ ہے[1]۔

من بعد ما اراکم ما تحبون (اس کے بعد تمھیں وعدہ پورا کر کے دکھایا جس کے تم خواہاں تھے) یعنی وعدۂ فتح، جس میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا۔ قریش کو پوری پوری ہزیمت ہو چکی تھی، وہ اپنی عورتوں اور اموال کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

---

[1] تیر اندازوں کی جماعت کو ایک ٹیلے پر ٹھہرا کر تاکید کر دی گئی تھی کہ جنگ میں کامیابی ہو یا شکست، یہ جگہ نہ چھوڑنا۔ تاکہ دشمن عقب سے حملہ نہ کر دے۔ جب قریش پیچھے ہٹے اور ان کی شکست آشکارا ہو گئی تو تیر اندازوں میں سے ایک گروہ نے جگہ چھوڑ دی، یہی واقعہ مسلمانوں کے شدید نقصان کا باعث بنا۔

باب ۱۵

غزوۂ اُحد اور قرآن مجید

(۲)

دنیا اور آخرت

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا یعنی جنھوں نے دنیوی لوٹ مار کا ارادہ کیا تھا اور وہ اطاعت چھوڑ دی تھی، جس پر آخرت کا ثواب موقوف تھا

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں جہاد ہی کرتے رہے اور جس چیز سے انھیں روکا گیا تھا، دنیوی مفاد کی خاطر اس سے اختلاف کیا، بلکہ آخرت ہی کے طلب گار رہے۔

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْكُمْ (پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں معاف کر دیا) اور تم نے جو اپنے نبیؐ کا کہنا نہیں مانا تھا بلکہ اللہ نے پھر بھی اپنا فضل رکھا۔ وَكَذٰلِكَ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے بعض گناہوں کی وجہ سے تادیب و موعظت کے لیے اسی دنیا میں مومنین کو کچھ سزا دے دی تو اس میں کیا ہوا؟ اس کے فضل و رحمت کی وجہ سے اور اس ایمان کی بدولت جو ان میں پایا جاتا تھا، معصیت بالکلیہ استیصال کا موجب بنی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات پر ملامت کرتا ہے کہ انھیں نبیؐ بلا رہا تھا اور یہ بھاگتے چلے جاتے تھے۔ مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

غزوۂ اُحد کی کیفیت

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ

(۳ : ۱۵۳)

(اور وہ وقت یاد کرو) جب تم (میدان جنگ سے) بھاگے جاتے تھے اور کوئی ایک دوسرے کو مڑ کر نہ دیکھتا تھا۔ اور رسول تمھارے پیچھے تمھیں بلا رہا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اس کی پاداش میں تمھیں رنج پر رنج دیا تاکہ اس حادثے سے عبرت پکڑو۔ اس چیز پر غم نہ کرو، جو ہاتھ سے نکل جائے، نہ اس مصیبت پر غم کرو، جو تم پر نازل ہو جائے۔

یعنی تمھارے بعض بھائیوں کا قتل، دشمن کا چڑھ آنا اور وہ گھبراہٹ جو نبیؐ کے قتل کی افواہ سن کر تم میں پیدا ہوئی۔ یہ سب بے چینیاں یکے بعد دیگرے (غمّاً بغم) تمھارے اندر اسی لیے پیدا کر دیں کہ تم اس چیز پر غم نہ کرو جو تمھارے ہاتھ سے نکل گئی، یعنی وہ غلبہ جو تمھیں قریش پر حاصل ہو گیا تھا۔ اور جسے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا، نیز اس لیے کہ تم اس مصیبت پر بھی افسوس نہ کرو۔ جو بھائیوں کے قتل کی وجہ سے آئی تھی، آخر کار

اس طرح میں نے تمھاری اس بے چینی کو زائل کر دیا۔[1]

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۵۳:۳) اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سے اچھی طرح باخبر رہتا ہے۔

وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کرب اور بے چینی سے نکالا، یہ تھی کہ نبیؐ کے بارے میں شیطان نے جو خبر اڑائی تھی اس کا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ اور شیطان کا مکر باطل کر دیا گیا، چنانچہ جب مسلمانوں نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان زندہ پایا، تو دشمن پر فتح حاصل ہو جانے کے بعد مغلوب ہو جانے کا جو غم تھا وہ یکسر ہلکا ہو گیا اور بھائیوں کے قتل سے جو رنج و ملال تھا وہ بھی اس وقت کافور ہو گیا، جب انھوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو محفوظ رکھا ہے۔

بے خوفی کی خود فراموشی

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

پھر ایسا ہوا کہ اللہ نے غم وافسوس کے بعد تم پر بے خوفی کی خود فراموشی طاری کر دی (تمھارے دل مطمئن ہو گئے) یہ حالت ایک گروہ پر چھا گئی تھی لیکن تم میں ایک دوسرا گروہ تھا جسے اس وقت بھی اپنی جانوں ہی کی پڑی تھی اور اللہ کی جناب میں عہد جاہلیت کے سے ظنون و اوہام رکھتا تھا اس گروہ کے لوگ کہتے تھے جو کچھ ہوا اس میں ہمارے بس کی کیا بات تھی اے پیغمبرؐ! تم ان لوگوں سے کہہ دو، ساری باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے، ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس معاملے میں ہمارے لیے (فتح وکامرانی میں سے) کچھ ہوتا تو میدان جنگ میں نہ مارے جاتے اے پیغمبرؐ! ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں کے اندر بھی بیٹھے ہوتے جب بھی جن کے لیے مارا جانا لکھا تھا، وہ گھر سے باہر نکلتے اور مارے جانے کی جگہ پہنچ کر رہتے۔ اللہ کو منظور تھا کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں چھپا ہوا ہے اس کے لیے تمھیں آزمائش میں ڈالے اور جو کچھ دلوں میں

---

[1] غم پر غم یا رنج پر رنج کی ایک تعبیر یہ کی گئی ہے کہ فتح وکامرانی کا نقشہ بگڑ گیا، اس پر رفیقوں کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی افواہ کا غم برداشت کرنا پڑا۔ ایک تعبیر جو زیادہ اوفق نظر آتی ہے یہ ہے کہ ایک غم فتح وکامرانی کے فوت ہونے اور رفیقوں کے شہادت پانے کا تھا۔ پھر رسول اللہ کے قتل کی افواہ کا بڑا غم لاحق ہوا جس کے سامنے پہلے غم ہیچ تھے۔

عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۳ : ۱۵۴﴾

تمھارے دل میں پیدا ہو گئی تھیں انھیں پاک و صاف کر دے اور اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو انسان کے دل میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول پر کی باتوں پر پورا یقین حاصل تھا انھیں اُونگھ بھیج دی جو سکون اور چین کا باعث تھی، بلا خوف و خطر وہ سو رہے تھے، لیکن جو منافق تھے انھیں اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، اور (خدا پر بھروسا اور یقین نہ رکھنے کے باعث) قتل کے خوف سے خدا کے بارے میں احمقانہ اور غیر واقعی خیالات قائم کر رہے تھے، سبب دراصل یہ تھا کہ انھیں آخرت پر یقین نہ تھا۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر کیا کہ یہ منافق کس طرح اپنی مصیبتوں کے سلسلے میں ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے اور حسرت و یاس کا پیکر بنے ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا: قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ، کہہ دیجیے کہ اگر تم اپنے گھروں ہی میں رہتے" اور اس جگہ حاضر نہ ہوتے، جہاں اللہ تعالیٰ نے تمھارے چھپے ہوئے اسرار واشگاف کر دیے اَلَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمۡ، جن لوگوں کے مقدر میں قتل لکھا جا چکا تھا، ضرور کسی جگہ نکال کر لاتا اور وہاں وہ قتل کیے جاتے، اس سے مقصود دلوں کی آزمایش تھی یعنی یہ کہ جو کچھ دلوں میں چھپا رکھا تھا وہ آشکارا ہو جائے۔

کافروں کی روش سے دُور رہو

اللہ فرماتا ہے:-

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِہِمۡ اِذَا ضَرَبُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ کَانُوۡا غُزًّی لَّوۡ کَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَ مَا قُتِلُوۡا ۚ لِیَجۡعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسۡرَۃً فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۳ : ۱۵۶﴾

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کفر اختیار کیا اور جن کا شیوہ یہ ہے کہ اگر ان کے بھائی بسلسلۂ سفر میں گئے ہوں یا لڑائی میں مشغول ہو گئے ہوں اور انھیں موت پیش آ جائے تو کہنے لگتے ہیں، اگر یہ لوگ گھر سے نہ نکلتے اور ہمارے پاس ٹھہرے رہتے تو کاہے کو مرتے یا مارے جاتے (حالانکہ ایک خدا پرست کے دل میں کبھی ایسے خطرات نہیں گزر سکتے اور تمھیں یہ بات اس لیے کہی گئی، تاکہ اللہ اس بات کو منکرین حق کے دامن کے لیے داغِ حسرت بنا دے۔ یاد رکھو، اللہ ہی کے ہاتھ موت اور زندگی کا سررشتہ ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کی نگاہ سے چھپا نہیں۔

یعنی ان منافقوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے بھائیوں کو جہاد فی سبیل سے نیز خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں سفر کرنے سے روکتے اور منع کرتے ہیں اور جوان بھائیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر وہ ہماری

اطاعت کرتے تو نہ مرتے اور قتل نہ کیے جاتے، چونکہ ان منافقین کو اپنے رب پر یقین نہیں، لہٰذا یہ بات ان کے لیے حسرت و یاس کا سبب بن جاتی ہے۔ موت و زندگی کا اللہ ہی مالک ہے، وہ جس وقت تک چاہتا ہے لوگوں کو زندہ رکھتا ہے اور جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اسے موت دے دیتا ہے۔

اللہ کی راہ میں موت

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (۳: ۱۵۷)

اور اگر تم اللہ کے راستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ، تو اللہ کی طرف سے ہونے والی مغفرت و رحمت اس سے بہتر ہے، جو یہ منافق جمع کرتے ہیں۔

یعنی موت کا آنا تو ناگزیر ہے، وہ تو بہر صورت آکر رہے گی، وہ موت یا قتل جو اللہ کے راستے میں ہوگا۔ اس دنیا سے بہتر ہوگا، جسے بٹورنے کے لیے یہ منافق ہمیشہ زندہ رہنے کے خواہش مند ہیں اور موت و قتل سے ڈرتے ہیں کہ اگر وہ مر جائیں گے تو دنیا کہاں ملے گی اسی دنیا پر وہ جہاد سے بھی جان بچانے کی فکر میں رہتے ہیں اور آخرت کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (۳: ۱۵۸)

خواہ تم خود مر جاؤ یا مارے جاؤ، بہر صورت تمہیں خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی جب تمہیں ہر حالت میں خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو دنیا تمہیں کیوں دھوکے میں ڈالے، جہاد اور اس کے لیے اللہ کا بتایا ہوا ثواب تمہارے نزدیک ہونا چاہیے۔

رسول اللہ کی نرم طبعی

اللہ فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ (۳: ۱۵۹)

پھر اللہ ہی کی رحمت کے سبب سے اے نبیؐ، تو ان سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہے اور اگر تو تند خو اور سخت دل والا ہوتا تو یہ سب تیرے پاس سے تتر بتر ہو جاتے پس انھیں معاف کر دے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کر اور ان سے امور میں مشورہ بھی لیا کر پھر جب اپنی رائے میں پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی نرم طبعی اور صبر و ضبط کا ذکر کیا ہے، مسلمانوں پر رسولؐ کی اطاعت، و فرمانبرداری فرض تھی اس میں ان سے جو کوتاہیاں ہو جاتی تھیں اگر ان پر کوتاہیوں پر، تند خوئی اور سخت دلی سے کام لیا جاتا تو اسے یہ لوگ برداشت نہ کر سکتے، نیز یہ کہ بہر حال ان میں ضعف بھی تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ نے نرم خو اور مہربان و شفیق بنایا تھا، نرم خوئی اور شفقت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو ہدایت کی کہ وہ ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دیا کریں اور جو گناہ ان سے سرزد ہوں، ان کے لیے دعائے مغفرت بھی فرمائیں۔ پھر اس مصلحت سے مشورہ لینے کے لیے فرمایا کہ ظاہر ہو، آپ ان کی باتیں سنتے ہیں اور ان سے مدد لیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی رائے اور مدد کی چنداں ضرورت نہ تھی، ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اس طرح مسلمانوں کو دین میں زیادہ رغبت پیدا ہوگی۔

عزم و توکل

فَاِذَا عَزَمْتَ (جب تو ایک پختہ رائے قائم کرے) مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایسی بات کا عزم کر لو جو اللہ کی طرف سے (بذریعہ وحی) آئی ہو یا اس کا تعلق دین کے معاملے میں دشمن کے خلاف جہاد سے ہو اور اس کے بغیر مصلحت پوری نہ ہوتی ہو تو اسے اللہ کے حکم کے مطابق کر گزرو۔ خواہ کوئی مخالفت کرے یا موافقت۔ پھر اللہ پر بھروسا رکھو اور بندوں کی باتوں کی پروا کیے بغیر اسی کو خوش رکھو۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ج وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ (۳ : ۱۶۰)

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہاری مدد چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے اور مومن تو صرف اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔

پس لوگوں کی خاطر میرے احکام کو نظر انداز نہ کرو، بلکہ لوگوں کی باتوں کو میرے حکم کے سامنے قطعی چھوڑ دو اور لوگوں پر بھروسا کرنے کی بجائے اللہ پر بھروسا کرنا مومن کی شان ہے۔

نبیؐ کی شان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ ط وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ج ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ٥ (۳ : ۱۶۱)

اور نبی کی شان یہ نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ اس چیز کو جس کی اس نے خیانت کی تھی قیامت کے دن ساتھ لائے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے لیے کا پورا عوض ملے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نبی کو جو حکم دے کر بھیجتا ہے، وہ ان میں کچھ بھی چھپاتا نہیں، اس سلسلے میں لوگوں کی طرف سے ڈر یا لالچ کچھ اثر نہیں رکھتا، جو شخص ایسا کرے گا وہ قیامت کے دن اس کے سامنے آجائے گا۔ جو کچھ اس نے کیا ہوگا، اس کا بدلہ مل جائے گا۔ نہ اس پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے گا، نہ اس کے حق میں زیادتی کی جائے گی۔

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْۢ بَآءَ

تو کیا جو شخص اللہ کی رضا کا تابع ہے اس شخص جیسا ہے

بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (۳ : ۱۶۲)

جو خدا کے غصے کا مستوجب ہے اور جس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم واپسی کی بُری جگہ ہے۔

یعنی جو شخص لوگوں کی دوستی اور دشمنی کا خیال کیے بغیر اللہ ہی کو خوش رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا درجہ اس شخص سے یقیناً بہت بڑا ہے، جو لوگوں کی خوشی اور ان کی ناراضی دیکھتا ہے اور اللہ کے مرضیات کی پروا نہیں کرتا۔ اس وجہ سے خدا کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے، یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۳ : ۱۶۳)

ان لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجے ہیں اور اللہ ان سب کے اعمال اچھی طرح دیکھنے والا ہے۔

یعنی ہر شخص کے لیے عمل کے مطابق جنت اور دوزخ میں ایک درجہ مقرر کر دیا جائے گا، اللہ سے اہل اطاعت اور اہل معصیت مخفی نہیں رہ سکتے۔

مسلمانوں پر احسان

اللہ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (۳ : ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا، جب ان میں انھیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا جو انھیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے اور اس سے قبل ان کا حال یہ تھا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے تھے۔

یعنی مسلمانو! تم پر یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ تم ہی میں سے رسول پیدا کیا تاکہ تم نے جو نئی نئی چیزیں پیدا کر رکھی تھیں اور جو تمھارا عمل تھا اس کے بارے میں تمھیں اللہ کی آیات سنائے اور خیر و شر کی تعلیم دے، پھر تم خیر کو پہچان کر اس پر عمل کرو۔ اور شر کو پہچان کر اس سے بچو، نیز بتائے کہ جب تم اللہ کی اطاعت کرو گے تو اس کی خوشی حاصل کر لو گے، اس سے تمھارے اندر اطاعت کا جذبہ اور زیادہ تیز ہوگا اور اللہ جن باتوں سے ناراض ہوتا ہے ان سے محفوظ رہ کر تم ناراضی سے بچ سکتے ہو۔ اس طرح جنت کا ثواب پا سکتے ہو۔ اس سے قبل تم گمراہی یعنی جاہلیت کی تاریکی میں تھے، خیر و شر کی تمیز نہ تھی، کلمات خیر سے بہرے، حق سے گونگے اور ہدایت کے معاملے میں اندھے تھے۔

غزوۂ اُحد کے مصائب

اس کے بعد ان مصائب کا ذکر ہے جو مسلمانوں پر جنگ احد میں نازل ہوئے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ

اور کیا جب تم کو ہار کی افتاد پڑی جس سے دو چند

قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳ : ۱۶۵)

شکست تم خود دے چکے تھے تو تم نے اس وقت یہ کہا، یہ ہار کدھر سے آگئی؟ اے پیغمبر! کہہ دو۔ یہ ہار خود تمھاری طرف سے ہوئی ہے بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

یعنی اگر تمھاری ہی غلطیوں کی وجہ سے تمھارے بھائیوں کو مصیبت پہنچی تو کیا بات ہے۔ اس سے پہلے جو جنگ میدان بدر میں ہوئی تھی، اس میں دو چند مصیبت تم نے دشمنوں پر ڈھائی تھی، اور دشمنوں کو زک پہنچائی تھی، تم اپنی نافرمانی اور رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی جانتے ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یعنی اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جنھیں عذاب دینا یا معاف کرنا چاہتا ہے وہ عذاب دے دیتا یا معاف کر دیتا ہے اسے ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا (۳ : ۱۶۶)

اور جو مصیبت تم پر اس روز پڑی جب دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے، وہ خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ مومنین کو بھی دیکھ لے اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لے جنھوں نے نفاق کا برتاؤ کیا۔

یعنی جب تمھارے اور دشمن کے درمیان معرکہ قائم ہوا اور اس وقت جو کچھ بھی ہوا وہ سب اللہ کی مشیت کے مطابق ہوا[1]، میری نصرت پہنچ چکی تھی اور وعدہ پورا ہو چکا تھا۔ پھر جو کچھ تم نے کیا، کیا، اسی سلسلے میں مومن اور منافق الگ الگ ہو گئے۔

منافقوں کی کیفیت

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ (۳ : ۱۶۶)

جب (منافقوں سے) کہا گیا کہ آؤ (وقت کا فرض انجام دیں) یا تو اللہ کی راہ میں (باہر نکل کر) جنگ کرو یا (شہر میں رہ کر) دشمنوں کا حملہ روکو۔ کہنے لگے: اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ لڑائی ضرور ہوگی تو ہم ضرور تمھارا ساتھ دیتے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے آئے تھے، انھوں نے اس موقع پر کہا تھا، اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا اور یقین ہوتا کہ جنگ ضرور ہوگی، تو

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اللہ نے فتح و شکست کے جو قانون بنا رکھے ہیں، سب کچھ ان کے مطابق ہوا۔ تمھیں ابتدا میں کامیابی ہوئی۔ خدا کی نصرت کا وعدہ پورا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید و ہدایت کے خلاف تیر اندازوں نے مورچا چھوڑا اور اسی وجہ سے مسلمانوں پر مصیبت آئی۔

ہم تمھارے ساتھ بے شک چلتے اور تمھاری طرف سے لڑتے لیکن ہمارا خیال یہ تھا کہ جنگ نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کا وہ نفاق جو وہ مخفی رکھے ہوئے تھے، واشگاف طریق پر واضح کر دیا۔

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۗ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(۳: ۱۶۷ تا ۱۶۸)

یہ منافق اس وقت ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب ہو گئے، اپنے منہ سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے جنھیں وہ مخفی رکھنا چاہتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہیں، جو بیٹھ کر اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے کہنے پر چلتے تو قتل نہ کیے جاتے، ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو موت کو اپنے پاس سے روک لو۔

یعنی اگر موت کو آنے سے دفع کر سکتے ہو تو کر دو اور اپنی جان بچالو، ان کی اس ذہنیت کا سبب دراصل جہاد سے بچنے کا تھا، اسی بنا پر دنیا میں رہنے کے لالچ اور موت سے فرار اختیار کرنے کی وجہ سے جہاد ترک کر دیا۔

جہاد کی ترغیب

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کے ذریعے سے مومنین کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور جہاد میں جان دینے کو آسان بتاتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(۳: ۱۶۹ تا ۱۷۰)

اور (اے مخاطب!) تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے مردہ نہ سمجھ، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرب ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے جو عطا کیا ہے اس پر وہ مسرور ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے، ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) انھیں بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے انھیں مردہ نہ تصور کرو، میں نے انھیں زندہ کر دیا ہے، جنت کی خوشیوں اور راحتوں میں انھیں رزق دیا جا رہا ہے، انھوں نے اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنا جو فضل کیا ہے، اس سے یہ لوگ بہت خوش و خرم ہیں۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

خدا کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ خدا

وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (۳ : ۱۷۱)

مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا کیونکہ انھوں نے دیکھ لیا کہ جو وعدہ تھا وہ پورا ہو گیا اور بہت بڑا ثواب مل گیا۔

شہداءِ اُحد کا مقام

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے اسماعیل بن امیہ نے ابوالزبیر کے واسطے سے عباس کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جنگ احد میں جب تمھارے بھائی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے درمیان رکھا، جنت کی نہروں پر وہ آتی ہیں اور ان نہروں کے درختوں کے پھل (توڑ توڑ کر) کھاتی ہیں اور عرش کے سایے میں سونے کی قندیلوں کے اندر بسیرا کرتی ہیں۔ پھر جب ان روحوں نے مشروبات و ماکولات کی خوشبو، اور اپنی آرام گاہ کی خوبی یوں پائی تو کہا: کاش ہمارے بھائیوں کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا، تاکہ وہ نہ جہاد سے بے پروائی اختیار کریں اور نہ میدان جنگ سے گریزاں ہوں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمھاری طرف سے یہ پیغام میں پہنچاتا ہوں، چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیات نازل کی گئیں:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (۳ : ۱۶۹)

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حارث بن فضیل نے محمود بن لبید انصاری کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"بارق جنت کے دروازے پر ایک نہر ہے، شہداء اس نہر پر ایک سبز گنبد میں رہتے ہیں، جنت سے صبح و شام ان کے پاس ان کا رزق پہنچتا رہتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابن عباس کی یہ روایت ایک ایسے صاحب نے بیان کی، جنھیں میں متہم نہیں کر سکتا کہ عبداللہ بن مسعود سے ان آیات کے متعلق سوال کیا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (۳ : ۱۶۹) جواب میں انھوں نے کہا: میں نے خود بھی دریافت کیا تھا تو مجھے یہ جواب دیا گیا تھا:

جنگ احد میں جب تمھارے بھائی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے درمیان رکھ دیں، یہ روحیں جنت کی نہروں پر آتی اور ان کے پھل کھاتی ہیں اور عرش کے سایے میں سونے کی قندیلوں کے اندر بسیرا کر لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے پاس پہنچتا ہے اور وہ پوچھتا ہے: یا عبادی! ما تشتھون فازیدکم۔ میرے بندو! تم کیا چاہتے ہو؟ میں تمھیں اور زیادہ دے دوں گا، یہ روحیں جواب دیتیں کہ: ربنا لا فوق ما اعطیتنا الجنۃ۔ اے پروردگار! جو کچھ تو نے ہمیں دے دیا ہے، اس سے

زیادہ کچھ نہیں چاہیے، جہاں ہم چاہتے ہیں کھاتے پھرتے ہیں، تین مرتبہ یہی سوال و جواب ہوتا ہے، لیکن آخری مرتبہ روحیں یہ کہتی ہیں: مگر ہاں! ہم یہ اور چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں پھر واپس کر دیا جائے اور ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ ہم پھر تیرے راستے میں قتال کریں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ اور ہمیں قتل کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ابن اسحٰق نے کہا: ایک رفیق نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (جابرؓ بن عبداللہ سے) فرمایا:۔

جابرؓ! کیا میں تمھیں خوشخبری نہ سناؤں؟ جابرؓ بن عبداللہ نے عرض کی: اللہ کے رسولؐ! کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: احد میں تمھارے باپ جس جگہ مارے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ انھیں زندہ کیا، ان سے کہا: اے عبداللہ بن عمر! میں تمھارے ساتھ کیا کروں؟ عبداللہؓ بن عمر نے کہا: اے میرے پروردگار! میری خواہش یہ ہے کہ تو مجھے دنیا میں واپس کر دے، میں تیرے لیے پھر قتال کروں اور ایک مرتبہ اور قتل کیا جاؤں۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کی، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا کو چھوڑ کر جانے والا کوئی مومن ایسا نہیں جو چاہے کہ یہاں لوٹا دو کہ تھوڑے سے وقت کے لیے خواہ اسے وہاں دنیا اور سب چیزیں دے دی جائیں، سوا شہید کے وہ بیشک چاہتا ہے کہ اسے واپس کیا جائے وہ اللہ کے لیے جہاد کرے۔ اور اسے پھر ایک مرتبہ قتل کیا جائے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ	وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے، نیز اس وجہ
وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ	سے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کا اجر ضائع نہیں کرتا، جنھوں نے
اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ	اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر اس کے بعد لبیک کہا
بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط (۳: ۱۷۲)	کہ انھیں زخم لگ چکے تھے۔

زخم لگنے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہنے والوں سے وہ مسلمان مراد ہیں جو جنگ احد کے بعد دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد گئے تھے اور زخموں کی قطعاً پروا نہ تھی۔

نیکوں اور پرہیزگاروں کا ثواب

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا	ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری اختیار کی، ان کے لیے ثواب عظیم ہے، لوگوں نے ان سے

مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ (۳: ۱۷۳)

کہا کہ تمھارے خلاف بڑا سازوسامان جمع کیا ہے پس تمھیں ان سے اندیشہ رکھنا چاہیے، اس بات نے ان کا ایمان اور زیادہ کر دیا، انھوں نے جواب دیا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (ہمیں ہمارا خدا کافی ہے اور وہی ہمارا نگہبان ہے،

جن لوگوں نے مسلمانوں کو بتایا تھا کہ کفار کا لشکر سازوسامان جمع کرنے میں لگا ہوا ہے، وہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ تھے، جنھوں نے ابوسفیان سے بات چیت کرنے کے بعد مسلمانوں سے کہا تھا کہ ابوسفیان وغیرہ نے بڑا سامان تیار کیا ہے اور وہ دوبارہ تم پر حملہ کرنے والا ہے۔

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ (۳: ۱۷۴)

چنانچہ یہ لوگ اللہ کے فضل و نعمت کے ساتھ اس طور پر واپس ہوئے کہ انھیں کوئی گزند نہ پہنچا اور انھوں نے اللہ کی خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

بغیر گزند کے ان کی واپسی کی وجہ یہ تھی کہ ابوسفیان کے لشکر نے ان پر دوبارہ حملہ نہیں کیا تھا۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (۳: ۱۷۵)

اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے تمھیں ڈراتا ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو تو اس سے نہ ڈرو، صرف اللہ سے ڈرو۔

غمزدہ نہ ہونا چاہیے

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ

اور جو لوگ کفر کی طرف بڑی تیزی سے دوڑتے ہیں (یعنی منافقین) وہ (اے نبیؐ) تجھے غمزدہ نہ کریں، یہ منافق اللہ کو ذرہ برابر نقصان کسی طرح نہیں پہنچا سکتے، اللہ بھی اس بات کا ارادہ کر چکا ہے کہ وہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے گا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ تحقیقی امر ہے کہ جو لوگ ایمان کے بدلے کفر کے خریدار ہیں وہ اللہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور کفر پر اصرار کرنے والے یہ خیال نہ کریں کہ ہم انھیں ڈھیل دے رہے ہیں، یہ ان کے لیے بہتر ثابت ہوگی۔ ہم انھیں صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ اپنے گناہوں میں خوب اضافہ کر لیں اور ان کے لیے تو بڑی رسوا کن سزا ہوگی (اور نے

عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى
يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ
مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا
وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ۝

(۳ : ۱۷۶ تا ۱۷۹)

کفار و منافقین! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس حالت
پر رہنے دے جس پر تم خود ہو۔ یہاں تک کہ وہ ناپاک اور پاک
میں صاف صاف امتیاز کر دے اور اللہ تعالیٰ تمھیں غیب
کے امور پر مطلع بھی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے
رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے (اور اپنے
غیب کی باتیں بھی بتا دیتا ہے) پس تمھیں چاہیے کہ اللہ اور
اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ۔ اور اگر تم ایمان لے آؤ گے اور
(توبہ و رجوع کرکے) پرہیزگاری اختیار کرو گے تو تمھارے
لیے بہت بڑا اجر ہوگا۔

باب ۱۶

شہدائے اسلام اور مقتولینِ قریش

اسمائے شہداء جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو کر جن مہاجر مسلمانوں نے شہادت پائی، ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم، انہیں جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے شہید کیا۔ یہ قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔ عبداللہ بن جحش۔ ان کا تعلق قریش کی شاخ بنی امیہ بن عبد شمس سے تھا۔

۳۔ مُصعب بن عمیر، انہیں ابن قمئہ لیثی نے شہید کیا، ان کا تعلق قریش کی شاخ بنی عبدالدار بن قصی سے تھا۔

۴۔ شماس بن عثمان۔ ان کا تعلق قریش کی ایک اور شاخ بنی مخزوم بن یقظہ سے تھا۔

یہ چار قریشی مہاجر ہیں۔

جو انصاری شہید ہوئے، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۵۔ عمرو بن معاذ بن نعمان۔ ان کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔

۶۔ حارث بن انس بن رافع (بنی عبدالاشہل)

۷۔ عمارہ بن زیاد بن سکن۔ (بنی عبدالاشہل)

ابن ہشام نے کہا، ابن رافع بن امرء القیس، نیز کہا جاتا ہے کہ سَکَن کاف کے سکون کے ساتھ ہے یعنی سَکْن

۸۔ سلمہ بن ثابت بن وقش۔

۹۔ عمرو بن ثابت بن وقش۔

ابن اسحٰق نے کہا، عاصم بن عمر بن قتادہ کے بیان کے مطابق ان دونوں کا باپ ثابت بھی جنگ احد میں شہید ہوا۔

۱۰۔ ثابت بن وقش

۱۱۔ رفاعہ بن وقش

۱۲۔ حُسَیل بن جابر، انہیں یمان بھی کہا جاتا تھا اور یہ حذیفہ کے باپ ہیں انہیں نادانستہ مسلمانوں ہی

نے شہید کر دیا تھا۔

۱۳۔ صیفی بن قیظی۔

۱۴۔ حباب بن قیظی۔

۱۵۔ عباد بن سہل۔

۱۶۔ حارث بن اوس بن معاذ

۱۷۔ ایاس بن اوس (بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل۔

۱۸۔ عبید بن تیہان۔ (اور بروایت ابن ہشام عتیک بن تیہان۔

۱۹۔ حبیب بن یزید بن تیم (ایاس، عبید اور حبیب تینوں کا تعلق اہل راتج سے ہے جو مدینہ کے قریب ایک گڑھی میں مقیم ہیں)

کل تین آدمی۔

۲۰۔ یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع۔ (بنی ظفر)

۲۱۔ ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید۔ (بنی ضبیعہ)

۲۲۔ حنظلہ بن ابی عامر (بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امتہ)۔ (بنی ضبیعہ، ان کا خطاب غسیل الملائکہ تھا کیونکہ انھیں شہید ہونے کے بعد فرشتوں نے غسل دیا تھا، انھیں شداد بن الود بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا۔

ابن ہشام نے یوں بیان کیا، قیس بن زید بن ضبیعہ اور مالک بن امتہ بن ضبیعہ، قبیلہ بنی ضبیعہ کے دو آدمی شہید ہوئے۔

۲۳۔ انیس بن قتادہ (بنی عبید بن زید)

۲۴۔ ابوحیہ (بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف، سعد بن خثیمہ کے ماں جائے بھائی۔

ابن ہشام نے کہا: ابوحیہ بن عمرو بن ثابت۔

۲۵۔ عبداللہ بن جبیر بن نعمان۔ رُماۃ (تیراندازوں) کے امیر تھے (بنی ثعلبہ)

بنی ثعلبہ کے دو آدمی۔

۲۶۔ خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ۔ (بنو اسلم بن امرؤالقیس بن مالک بن الاوس)

۲۷۔ عبداللہ بن سَلَمہ (بنی عجلان میں سے تھے جو بنی سلمہ کے حلیف تھے)

۲۸۔ سُبَیع بن حاطب بن حارث بن قیس بن ہیشہ بن معاویہ بن مالک)

ابن ہشام نے بتایا، سُوَیبق بن حارث بن حاطب بن ہیشہ۔

۲۹۔ عمرو بن قیس، بروایت ابن ہشام عمرو بن قیس بن زید بن سواد (بنو سواد بن مالک بن غنم از بنی نجار)
۳۰۔ قیس بن عمرو بن قیس، یہ عمرو بن قیس کے بیٹے تھے۔
۳۱۔ ثابت بن عمرو بن زید (بروایت ابن اسحٰق، بنی نجار)
۳۲۔ عامر بن مخلد (بروایت ابن اسحٰق)
۳۳۔ ابو ہُبَیرہ بن حارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول (بنی مبذول)
۳۴۔ عمرو بن مُطرّب بن علقمہ بن عمرو (بنی مبذول)
۳۵۔ اوس بن ثابت بن المنذر (بنی عمرو بن مالک)
بروایت ابن ہشام، اوس بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں)
۳۶۔ انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار (بنی عدی بن نجار سے)
ابن ہشام نے کہا ہے کہ انس بن النضر انس بن مالک کے چچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں۔
۳۷۔ قیس بن مُخلّد۔ (بنی مازن بن النجار)
۳۸۔ کیسان۔ (بنی مازن کے غلام)
۳۹۔ سلیم بن حارث (بنی دینار بن النجار)
۴۰۔ نعمان بن عبد عمرو۔ (بنی دینار)
۴۱۔ خارجہ بن زید ابو زُہیر (بنی حارث بن خزرج)
۴۲۔ سعد بن الربیع بن عمرو بن ابو زہیر (قبیلہ بنی حارث آ) اور خارجہ بن زید ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔
۴۳۔ اوس بن الارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب (بنی حارث)
۴۴۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر (ابو سعید خدری کے والد) بنو الجبر یا بنو خدرہ)
ابن ہشام کہتے ہیں، ابو سعید خدری کا نام سنان تھا اور کہا جاتا ہے کہ سعد تھا۔
۴۵۔ سعید بن سُوَید بن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر (بنو ابجر)
۴۶۔ عتبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبید (بنو ابجر)
۴۷۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ (بنو ساعدہ)
۴۸۔ ثقف بن فروہ بن البدی (بنو ساعدہ)
۴۹۔ عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف (بنو طریف)
۵۰۔ ضمرہ، یہ بنو طریف کے حلیف بنو جہینہ کے قبیلے سے ہیں۔

۵۱۔ نوفل بن عبداللہ (بنو عوف)

۵۲۔ عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔ (بنو عوف)

۵۳۔ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم (بنو عوف)

۵۴۔ مُجذّر بن ذیاد۔ (بنو عوف)

۵۵۔ عبادہ بن حسحاس (بنو عوف)

یہ پانچ افراد بنو عوف کے ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

نعمان بن مالک، مجذر اور عبادہ بن حسحاس کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔

۵۶۔ رفاعہ بن عمرو۔ (بنو حبلی)

۵۷۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام (بنو سلمہ)

۵۸۔ عمرو بن جموح بن زید بن حرام (بنو سلمہ) انہیں اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

۵۹۔ خلّاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام (بنو سلمہ)

۶۰۔ ابوایمن۔ مولیٰ عمرو بن جموح۔

۶۱۔ سلیم بن عمرو بن حدیدہ (بنو سواد)

۶۲۔ عنترہ مولیٰ سلیم بن عمرو بن حدیدہ۔ یہ سُلیم بن عمرو کے مولیٰ ہیں۔

۶۳۔ سہل بن قیس بن ابوکعب بن قَین (بنو سواد)

۶۴۔ ذکوان بن عبد قیس (بنو زُریق بن عامر)

۶۵۔ عبید بن مُعلّی بن لوذان (بنو زریق بن عامر)

ابن ہشام نے کہا: عبید بن معلی قبیلہ بنی حبیب سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: جنگ احد میں جو مہاجر و انصار شہید ہوئے، ان کی تعداد ۶۵ تھی۔

ابن ہشام نے کہا، کل شہداء ستر تھے۔ ان میں سے جن کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا، ان کے نام یہ ہیں:

۶۶۔ مالک بن نمیلہ (بنو مزینہ جو بنو معاویہ کے حلیف تھے)

۶۷۔ حارث بن عدِیّ بن خَرَشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ (بنو خطمہ) خطمہ کا نام عبداللہ بن جُشم بن مالک بن اوس تھا۔

۶۸۔ مالک بن ایاس (خزرج کی شاخ بنو سواد بن مالک)

۶۹۔ ایاس بن عدِیّ۔ (بنو عمرو بن مالک بن نجّار)

۷۔ عمرو بن ایاس (بنو سالم بن عوف)

اسماء مقتولین قریش

ابن اسحٰق نے کہا: اور جنگ احد میں قریش کی شاخ بنو عبدالدار بن قصیؓ (جو اصحاب لوا یعنی علم بردار تھے) کے مشرکوں میں سے جو قتل ہوئے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ طلحہ بن ابی طلحہ، اس کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار تھا۔ اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

۲۔ ابو سعید بن ابو طلحہ۔ اسے سعدؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

بروایت ابن ہشام کہا جاتا ہے کہ ابو سعید کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

۳۔ عثمان بن ابو طلحہ۔ اسے حمزہؓ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

۴۔ مسافع بن طلحہ۔ اسے عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح نے قتل کیا۔

۵۔ جُلاس بن طلحہ، اسے عاصم بن ثابت نے قتل کیا۔

۶۔ کلاب بن طلحہ، اسے بنو ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔

۷۔ حارث بن طلحہ، اسے بھی قزمان نے قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں: بیان کیا جاتا ہے کہ کلاب بن طلحہ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔

۸۔ ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار، اسے حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

۹۔ ابو یزید بن عُمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار، اسے قزمان نے قتل کیا۔

۱۰۔ صواب، ابو یزید کا حبشی غلام۔ اسے بھی قزمان ہی نے قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ صُواب کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا اور ایک اور قول کے مطابق اسے سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا اور تیسری روایت یہ ہے کہ اس کے قاتل ابو دجانہؓ ہیں۔

۱۱۔ قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار، اس کے قاتل قزمان ہیں۔

۱۲۔ عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد (بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی) اس کے قاتل علیؓ ابن ابی طالب تھے۔

۱۳۔ ابو الحکم بن الاخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی، بنو زہرہ بن کلاب کا حلیف جسے علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔

۱۴۔ سباع بن عبدالعزیٰ، عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نضلہ بن غبشان بن سلیم بن ملکان ابن اقصیٰ ہے یہ سباع بھی بنو زہرہ کا حلیف تھا اور بنو خزاعہ ہی سے تھا۔ اسے حمزہؓ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

۱۵۔ ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ (بنو مخزوم بن یقظہ) اسے قزمان نے قتل کیا۔

۱۶۔ ولید بن العاص بن ہشام بن مغیرہ (بنو مخزوم بن یقظہ) اسے بھی قزمان نے قتل کیا۔

۱۷۔ ابوامیہ بن ابوحذیفہ بن مغیرہ، اسی قبیلے کا فرد ہے، اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۱۸۔ خالد بن الاعلم (حلیف بنی مخزوم) اس کے قاتل بھی قزمان ہیں۔

۱۹۔ عمرو بن عبداللہ بن عمیرہ بن وہب بن حذافہ بن جمح، اس کی کنیت ابوعزۃ ہے۔ (قبیلہ بنو جمح بن عمرو)۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا۔

۲۰۔ اُبَیّ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح (بنو جمح بن عمرو) اسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔

۲۱۔ عبیدہ بن جابر (بنو عامر)

۲۲۔ شیبہ بن مالک بن مُضرّب۔ (بنو عامر) ان دونوں کے قاتل قزمان ہیں۔ ابن ہشام نے کہا: کہا جاتا ہے کہ عبیدہ بن جابر کے قاتل عبداللہؓ بن مسعود ہیں۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان تمام مشرکین کی تعداد، جنھیں اللہ تعالٰی نے جنگ احد میں قتل کرا دیا، کل بائیس ۲۲ ہے۔

باب ۱۷

جنگ اُحد کے متعلّق اشعار

(۱)

ہُبیرہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے بیان کیا، جنگِ اُحد میں جو اشعار کہے اور پڑھے گئے، ان میں سے ہُبیرہ بن ابی وہب (بن عمرو بن عائذ[۱] بن عبد بن عمران بن مخزوم) کے اشعار بھی ہیں:

مَا بَالُ هَمٍّ عَمِيدٍ بَاتَ يَطْرُقُنِي ... بِالْوُدِّ مِنْ هِنْدٍ إِذْ تَعْدُو عَوَادِيهَا

اس پُر از درد و الم فکر و رنج کا حال کیا پوچھتے ہو، جو ہند کی جانب سے رات کے وقت اس موقع پر جب اس کی مصروفیات حد سے متجاوز تھیں، آکر مجھے جگا رہا تھا اور اس کا سبب محبت و الفت کے سوا کچھ نہ تھا۔

بَاتَتْ تُعَاتِبُنِي هِنْدٌ وَتَعْذُلُنِي ... وَالْحَرْبُ قَدْ شُغِلَتْ عَنِّي مَوَالِيهَا

ہند رات بھر مجھے نہایت غیظ و غضب کے ساتھ ملامت کرتی رہی، حالانکہ صورتِ حال یہ ہے کہ جنگ کے ذمہ داروں نے میری طرف سے پوری غفلت برتی تھی۔

مَهْلًا فَلَا تَعْذُلِينِي إِنَّ مِنْ خُلُقِي ... مَا قَدْ عَلِمْتِ وَمَا إِنْ لَسْتُ أُخْفِيهَا

اے ہند! ذرا ٹھہر، مجھے ملامت نہ کر، میری سرشت وہی ہے جیسے تُو جانتی ہے اور جسے میں چھپانا کبھی نہیں چاہتا۔

مُسَاعِفٌ لِبَنِي كَعْبٍ بِمَا كَلِفُوا ... حَمَّالُ عِبْءٍ وَأَثْقَالٍ أُعَانِيهَا

بنو کعب جس چیز کے شیدا و فریفتہ ہیں اس میں ان کا پورا وفادار و فرمانبردار ہوں۔

وَقَدْ حَمَلْتُ سِلَاحِي فَوْقَ مُشْتَرِفٍ ... سَاطٍ سَبُوحٍ إِذَا تَجْرِي يُبَارِيهَا

میں (بڑی سے بڑی ذمہ داریوں کا، بوجھ اٹھانے والا ہوں اور اس کی مشقت برداشت کر لیتا ہوں۔

---

[۱] ابن ہشام نے کہا: عائذ بن عمران بن مخزوم (یعنی عبد کی ولدیت ساقط ہے۔)

كَأَنَّهُ إِذْ جَرَى عَيْرٌ بِفَدْفَدَةٍ   مُكَدَّمٌ لَاحِقٌ بِالْعُونِ يَحْمِيهَا

میں نے اپنے اسلحہ جنگ ایسے گھوڑے پر رکھ لیے ہیں، جس کے حسن و جمال کو لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں، جو بڑے بڑے قدم ڈالنے والا، بڑا ہی سُبک رفتار ہے، اور جو دوڑ میں مقابلہ کر کے آگے بڑھ جاتا ہے گویا جب حمار وحشی جنگل کے کھلے میدان میں تیز دوڑتے ہیں، تو یہ دانتوں سے کاٹا ہوا گھوڑا (مطلب یہ ہے کہ جیسے اسے کسی نے کاٹ لیا ہو) انھیں بھی آناً فاناً آلیتا ہے اور آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے۔

مِنْ آلِ أَعْوَجَ يَرْتَاحُ النَّدِيُّ لَهُ   كَجِذْعِ شَعْرَاءَ مُسْتَعْلٍ مَرَاقِيهَا

یہ گھوڑا عرب کے مشہور ترین گھوڑے، اُعْوَج کی نسل سے ہے، اس کی ساری مجلس اسے دیکھ کر خوشی سے جھومنے لگتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے وہ گھنے نخل کا تنا ہے، جس کی شاخیں اونچی اونچی چلی گئی ہوں۔

أَعْدَدْتُهُ وَرِقَاقَ الْحَدِّ مُنْتَخَلًا   وَمَارِنًا لِخُطُوبٍ قَدْ أُلَاقِيهَا

میں نے اس گھوڑے کو، اور ایک منتخب تیز دھار والی پتلی تلوار کو اور ایک لپ لپ کرنے والے نیزے کو ان حوادث کے لیے تیار کر رکھا ہے، جن سے میں کبھی دوچار ہو سکتا ہوں۔

هَذَا وَبَيْضَاءَ مِثْلَ النِّهْيِ مُحْكَمَةٍ   نِيطَتْ عَلَيَّ فَمَا تَبْدُو مَسَاوِيهَا

اس کے ساتھ ساتھ میں نے ایک ایسی زرہ بھی رکھ چھوڑی ہے، جو نہایت مضبوط ہے اور ایک چھوٹی تلیّا کی طرح میرے جسم پر چسپاں رہتی ہے۔ اس میں بڑے بڑے سوراخوں کا نقص موجود نہیں۔

سُقْنَا كِنَانَةَ مِنْ أَطْرَافِ ذِي يَمَنٍ   عُرْضَ الْبِلَادِ عَلَى مَا كَانَ يُزْجِيهَا

ہم بنو کنانہ کو اہل یمن کے گرد و نواح سے کھینچ کر لے آئے۔ اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ بلاد کی وسعت بھی ان کو کھینچے چلی آ رہی تھی۔

قَالَتْ كِنَانَةُ: أَنَّى تَذْهَبُونَ بِنَا؟   قُلْنَا: النُّخَيْلَ، فَأَمُّوهَا وَمَنْ فِيهَا

بنو کنانہ نے پوچھا۔ آخر تم ہمیں کہاں لیے جا رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا "ہم تمھیں نخیل (مراد مدینہ) لیے جا رہے ہیں، پس تم وہاں اور وہاں کے رہنے والوں کا

قصد رکھو (اسی طرف بڑھے چلو)۔

نَحْنُ الْفَوَارِسُ يَوْمَ الْجَرِّ مِنْ أُحُدٍ   هَابَتْ مَعَدٌّ فَقُلْنَا نَحْنُ نَأْتِيهَا
هَابُوا ضِرَابًا وَطَعْنًا صَادِقًا خَذِمًا   مِمَّا يَرَوْنَ وَقَدْ ضُمَّتْ قَوَاصِيهَا

اُحد پہاڑ کے دامن میں جنگ کے وقت ہمیں تو شہسوار تھے۔ ہم نے للکارا کہ ہم آتے ہیں تو قبیلہ معد تھرا گیا۔ جب ہماری شمشیر زنی اور نیزہ بازی دیکھی جس سے جسموں کے ٹکڑے اُڑ رہے تھے تو باوجود اس کے کہ ان کے تمام آدمی دُور و نزدیک سے ایک جگہ اکٹھے ہو رہے تھے، وُہ کانپ کانپ گئے۔

ثُمَّتَ رُحْنَا كَأَنَّا عَارِضٌ بَرِدٌ   وَقَامَ هَامُ بَنِي النَّجَّارِ يَبْكِيهَا
كَأَنَّ هَامَهُمُ عِنْدَ الْوَغَى فِلَقٌ   مِنْ قَيْضِ رُبْدٍ نَفَتْهُ عَنْ أَدَاحِيهَا
أَوْ حَنْظَلٌ ذَعْذَعَتْهُ الرِّيحُ فِي غُصُنٍ   بَالٍ تَعَاوَرَهُ مِنْهَا سَوَافِيهَا

پھر ہم شام کے وقت ژالہ بار طوفانی بادلوں کی طرح حملہ آور ہوئے تو اُس وقت حالت یہ تھی کہ بنو نجار کے طائر مرگ ان کا ماتم کر رہے تھے۔ میدان جنگ میں ان کی کھوپریاں ایسی معلوم ہو رہی تھیں، گویہ وہ بیضہ ہائے شتر مرغ کے چھلکوں کے ٹکڑے تھے، جو گھونسلوں سے باہر پھینک دیے گئے تھے یا وہ (کھوپڑیاں) جو ان حنظلوں (اندرائن کے پھلوں) کی طرح معلوم ہو رہی تھیں جنھیں ہوا ایک پرانی ڈالی میں حرکت دے رہی ہو اور اس ڈالی پر پے بہ پے گرد و غبار اُڑانے والی ہوائیں چل رہی ہوں۔

قَدْ نَبْذُلُ الْمَالَ سَحًّا لَا حِسَابَ لَهُ   وَنَطْعَنُ الْخَيْلَ شَزْرًا فِي مَآقِيهَا

کبھی کبھی تو گویا ہم نہایت دلچسپی کے ساتھ (تلواروں اور نیزوں کے ذریعے سے) بڑی سخاوت کر رہے تھے، جن کا کوئی حساب ہی نہ تھا۔ دائیں بائیں اور ہر طرف سے دشمن کے گھوڑوں کی آنکھوں کے گوشوں میں برابر نیزے مار رہے تھے۔

وَلَيْلَةٍ يَصْطَلِي بِالْفَرْثِ جَازِرُهَا   يَخْتَصُّ بِالنَّقَرَى الْمُثْرِينَ دَاعِيهَا
وَلَيْلَةٍ مِنْ جُمَادَى ذَاتِ أَنْدِيَةٍ   جَرْبَا جُمَادِيَّةٍ قَدْ بِتُّ أَسْرِيهَا
لَا يَنْبَحُ الْكَلْبُ فِيهَا غَيْرَ وَاحِدَةٍ   مِنَ الْقَرِيسِ وَلَا تَسْرِي أَفَاعِيهَا

اَوْقَدْتُ فِیْهَا لِذِی الضَّرَّآءِ جَاحِمَةً　　　كَالْبَرْقِ ذَاكِیَةَ الْاَرْكَانِ اَحْمِیْهَا

بہت سی ایسی راتیں ہیں جن میں ایک طرف تو عام لوگ (جو یہ راتیں کاٹ رہے تھے) چل چل کر تاپ رہے تھے اور گرمی حاصل کر رہے تھے، دوسری طرف آگ تاپنے کی دعوت دینے والا ہر شخص اگر بلاتا بھی تھا تو صرف مخصوص امراء و رؤساء کو (اور غریب و نادار آدمی کو کوئی بھی نہیں بلاتا تھا) پھر پانی جم جانے کے موسم کی بہت سی وہ راتیں بھی ہیں۔ جو ماہ جمادی کی راتیں ہوتی تھیں۔ جن میں ترشح ہو رہا تھا اور کہرے کے ساتھ پڑنے والی سخت تکلیف دہ سردی بھی پڑ رہی تھی، اور میں راتوں رات چلا کرتا تھا۔ یہ وہ راتیں ہوتی تھیں، جن میں دو ایک کے سوا کوئی بھونکنے والا کتا بھی نہ ہوتا تھا اور یہاں تک کہ سانپ بھی اپنے اپنے بلوں سے باہر نہ نکل سکتے تھے۔ ایسی ہی راتوں میں حاجتمندوں اور تنگدستوں کے لیے میں نے بھڑکتی ہوئی آگ سلگائی تھی، جس کے ارد گرد بجلی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی تھی اور میں برابر نگہبانی کر رہا تھا۔

اَوْرَثَنِیْ ذَالِكُمْ عَمْرٌو وَّ وَالِدُهٗ　　　مِنْ قَبْلِهٖ كَانَ بِالْمَثْنٰی یُغَالِیْهَا

مجھے یہ چیز عمرو سے وراثت میں ملی ہے اور عمرو کا باپ اس سے پہلے بار بار اس آگ کو بھڑکایا (اور لوگوں کو نفع پہنچایا) کرتا تھا۔

كَانُوْا یُبَادُوْنَ اَنْوَاءَ النُّجُوْمِ فَمَا　　　دَنَّتْ عَنِ السَّوْرَةِ الْعُلْیَا مَسَاعِیْهَا

عمرو اور اس کے باپ کے قبیلے کے لوگ ستاروں کے اچھے اور برے بچھتروں کا بھی مقابلہ کر لیا کرتے تھے اور اعلیٰ مراتب کے حصول کے لیے وہ اپنی کوششوں میں کوئی کوتاہی نہ کرتے تھے۔

حسان بن ثابت کا جواب

ابن اسحاق نے کہا: ہُبیرہ کے ان اشعار کے جواب میں حسانؓ بن ثابت نے یہ شعر کہے تھے:

سُقْتُمْ كِنَانَةَ جَهْلًا مِّنْ سَفَاهَتِكُمْ　　　اِلَى الرَّسُوْلِ فَجُنْدُ اللّٰهِ مُخْزِیْهَا

اپنی بے وقوفی اور سفاہت کی وجہ سے حقیقت حال کو نہ جان کر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بنو کنانہ کو لائے اور نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ اللہ کے لشکر نے بنو کنانہ کو اچھی طرح ذلیل و رسوا کر دیا۔

اَوْرَدْتُمُوْهَا حِيَاضَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً ۔۔۔ فَالنَّارُ مَوْعِدُهَا، وَالْقَتْلُ لَاقِيْهَا

تم درحقیقت انھیں صبح ہی صبح موت کے حوضوں پر لائے تھے، پس ان کا مقام موعود جہنم بنا اور قتل نے ان کا استقبال کیا۔

جَمَعْتُمُوْهَا اَحَابِيْشًا بِلَا حَسَبٍ ۔۔۔ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيْهَا

تم نے ذلیل احابیش کو جمع کیا تھا، جن کا کوئی کردار نہیں ہوتا، کفر کے پیشواؤں میں جو متکبر و سرکش لوگ تھے انھوں نے تمھیں دھوکے میں ڈالا تھا۔

اِلَّا اعْتَبَرْتُمْ بِخَيْلِ اللهِ اِذْ قَتَلَتْ ۔۔۔ اَهْلَ الْقَلِيْبِ وَمَنْ اَلْقَيْنَهُ فِيْهَا

کیا تم نے اللہ کے شہسواروں سے عبرت حاصل نہیں کی؟ جب انھوں نے جنگ بدر میں اہل کفر کو قتل کیا تھا اور ان لوگوں کو قتل کیا تھا، جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیے گئے تھے۔

كَمْ مِنْ اَسِيْرٍ فَكَكْنَاهُ بِلَا ثَمَنٍ ۔۔۔ وَجَزِّ نَاصِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيْهَا

کتنے ہی قیدی تھے، جنھیں ہم نے بغیر کسی قیمت کے رہا کر دیا اور ہم نے ان کی پیشانی تک کے بال نہ کاٹے، ان پر ہمارا بڑا احسان تھا۔

کعب کا جواب

ابن اسحاق نے کہا: اور کعب بن مالک نے یہ اشعار کہے ہیں، جن میں ہبیرہ بن ابی وہب کے اشعار کا جواب دیا ہے:

اَلَا هَلْ اَتٰى غَسَّانَ عَنَّا وَدُوْنَهُمْ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْضِ خَرْقٌ سَيْرُهُ مُتَنَعْنِعُ
صَحَارٍ وَاَعْلَامٌ كَاَنَّ قَتَامَهَا ۔۔۔ مِنَ الْبُعْدِ نَقْعٌ هَامِدٌ مُتَقَطِّعُ
تَظَلُّ بِهِ الْبُزْلُ الْعَرَامِيْسُ رُزَّحًا ۔۔۔ وَيَخْلُوْ بِهِ غَيْثُ السِّنِيْنَ فَيُمْرِعُ
بِهِ جِيَفُ الْحَسْرٰى يَلُوْحُ صَلِيْبُهَا ۔۔۔ كَمَا لَاحَ كَتَّانُ التِّجَارِ الْمُوَضَّعُ
بِهِ الْعِيْنُ وَالْاٰرَامُ يَمْشِيْنَ خِلْفَةً ۔۔۔ وَبَيْضُ نَعَامٍ قَيْضُهُ يَتَقَلَّعُ
مُجَالِدُنَا عَنْ دِيْنِنَا كُلَّ فَخْمَةٍ ۔۔۔ مُذَرَّبَةٍ فِيْهَا الْقَوَانِسُ تَلْمَعُ
وَكُلَّ صَمُوْتٍ فِيْ صِفَوَانٍ كَاَنَّهَا ۔۔۔ اِذَا لُبِسَتْ نِهْيٌ مِنَ الْمَاءِ مُتْرَعُ

سن لو ہمارے اور قبیلہ غسان کے درمیان اتنا طویل وعریض جنگل حائل ہے کہ اس میں چلنے والے بھٹک جاتے ہیں اور وہ صحرا اور پہاڑ حائل ہیں جن کا سیاہی مائل رنگ دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا جا بجا گرد و غبار کے ستون کھڑے

ہیں، وہاں قوی سے قوی اونٹ چلتے ہیں تو برباد ہو جاتے ہیں، بارش وہاں سے ہر سال ٹل جاتی ہے اور دوسری زمینوں کو سیراب کرتی ہے، اس میں رونق آتی بھی ہے تو حسرت زدہ لوگوں کی متعفن لاشوں سے جن کی چربی اسی طرح چمکتی ہے، جس طرح کسی تاجر کا منقش ریشمی کپڑا چمکتا ہے، اس میں ہرن نیل گائے ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں اور اس میں شتر مرغ کے انڈوں کے چھلکوں کے ٹکڑے اُڑتے اُڑتے پھرتے ہیں، اس بعید اور دشوار گزار راستے کے باوجود کیا قبیلہ غسان کے پاس ہمارے دین (اسلام) کے محافظ و مدافع نہیں پہنچے؟ یہ دین کے محافظ ماہرین جنگ کا ایک لشکر عظیم ہیں، جس میں خودوں کی چوٹیاں ہیں اور جس میں ہر عسکری کے پاس گٹ گٹی ہوئی، ٹھوس اور مضبوط زرہ موجود ہے۔ جب وہ پہنی جاتی ہے تو گویا تالاب کو پانی سے بھر دیا جاتا ہے (یعنی زرہ جسم پر بالکل اسی طرح چسپاں ہو جاتی ہے، جیسے تالاب میں اس کا پانی)۔

وَلٰکِنْ بِبَدْرٍ سَائِلُوْا مَنْ لَقِیْتُمْ ۔۔۔ مِنَ النَّاسِ وَالْاَنْبَاءُ بِالْغَیْبِ تَنْفَعُ

ذرا دریافت کر کے دیکھو کہ مقام بدر میں تم کو کن بہادروں سے واسطہ پڑا تھا۔ جب غیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، بذریعۂ وحی خبریں آرہی تھیں اور ان کا فائدہ بھی مل رہا تھا۔

وَاِنَّا بِاَرْضِ الْخَوْفِ لَوْکَانَ اَھْلُھَا ۔۔۔ سِوَانَا لَقَدْ اَجْلَوْا بِلَیْلٍ فَاَقْشَعُوْا

اس میدانِ خوف و خطر (میدانِ جنگ) میں ہماری جگہ دوسرے لوگ ہوتے تو ایک ہی رات میں ان کے پاؤں اُکھڑ جاتے، اور ملک بدر ہو کر راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

اِذَا جَاءَ مِنَّا رَاکِبٌ کَانَ قَوْلُہٗ ۔۔۔ اَعِدُّوْا لِمَا یُزْجِی ابْنُ حَرْبٍ وَیَجْمَعُ

جب ہمارا کوئی سوار آتا تو اس کا یہی قول ہوتا کہ ابوسفیان بن حرب نے جو ساز و سامان فراہم کیا ہے اور قبائل کو جو اس طرح کھینچ کھینچ کر لایا جا رہا ہے اس کے مقابلے میں خوب خوب تیاری کر لو۔

فَمَھْمَا یُھِمُّ النَّاسَ مِمَّا یَکِیْدُنَا ۔۔۔ فَنَحْنُ لَہٗ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ اَوْسَعُ

جب بھی ابوسفیان ہمارے خلاف، ترکیبوں اور تدبیروں سے اپنے آدمیوں

کی ہمت بڑھاتا رہا ہم لوگ اتنے وسیع پیمانے پر اس کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاتے کہ دوسرے ہو نہیں سکتے۔

فَلَوْ غَيْرُنَا كَانَتْ جَمِيعًا تَكِيدُهُ الْـ ـــ بَرِيَّةُ قَدْ أَعْطَوْا يَدًا وَتَوَرَّعُوا

نُجَالِدُ لَا تَبْقَى عَلَيْنَا قَبِيلَةٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَهَابُوا وَيَفْظَعُوا

جب ساری مخلوق اپنی تدابیر سے شکست دینے کے لیے اکٹھی ہو گئی تھی تو ہمارے سوا کون تھا جو ہار نہ مان جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاتا، مگر ہم بہادری سے مقابلہ کرتے رہے اور کوئی قبیلہ ایسا نہ بچا، جو ہم سے ہیبت زدہ ہو کر بوکھلا نہ گیا ہو۔

وَلَمَّا ابْتَنَوْا بِالْعِرْضِ قَالَ سَرَاتُنَا عَلَامَ إِذَا لَمْ تَمْنَعِ الْعِرْضَ نَزْرَعُ؟

اور جب مدینہ کے قرب میں ان کفار نے آکر ڈیرے ڈالے تو ہمارے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ تم اپنی عزت محفوظ نہ رکھ سکو گے تو کس طرح پھل پھول سکو گے؟

وَفِينَا رَسُولُ اللهِ نَتْبَعُ أَمْرَهُ إِذَا قَالَ فِينَا الْقَوْلَ لَا نَتَطَلَّعُ

اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبر موجود ہیں، ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں، وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام و اجلال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔

تَدَلَّى عَلَيْهِ الرُّوحُ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ يُنَزَّلُ مِنْ جَوِّ السَّمَاءِ وَيُرْفَعُ

اللہ رب العزۃ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں، وہ خدا کی طرف سے فضاء آسمانی سے اتارے پھر اوپر بلائے جاتے ہیں۔

نُشَاوِرُهُ فِيمَا نُرِيدُ وَقَصْرُنَا إِذَا مَا اشْتَهَى أَنَّا نُطِيعُ وَنَسْمَعُ

ہم جس چیز میں چاہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلاح مشورہ کرتے ہیں، پھر آپ کی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے۔ اسے نہایت توجہ سے سن کر اطاعت کرتے ہیں۔

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ لَمَّا بَدَوْا لَنَا ذَرُوا عَنْكُمْ هَوْلَ الْمَنِيَّاتِ وَاطْمَعُوا

وَكُونُوا كَمَنْ يَشْرِي الْحَيَاةَ تُقَرُّبًا   إِلَى مَلِكٍ يُحْيَا لَدَيْهِ وَيُرْجَعُ

جب دشمن ہمارے سامنے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: "موت کا خوف دلوں سے نکال دو بلکہ موت کی طمع وخواہش کرو اور اُن لوگوں کی طرح ہو جاؤ، جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے زندگیاں بھی فروخت کر دیتے ہیں، اُس اللہ کا تقرب حاصل کرنا جس کے پاس ہر انسان کو زندہ کیا جائے گا اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

وَلٰكِنْ خُذُوا أَسْيَافَكُمْ وَتَوَكَّلُوا   عَلَى اللّٰهِ، إِنَّ الْأَمْرَ لِلّٰهِ أَجْمَعُ

اپنی تلواروں کو سنبھال لو اور اللہ پر بھروسا کرو، کیونکہ تمام امور اللہ ہی کی مشیت کے تابع ہیں"۔

فَسِرْنَا إِلَيْهِمْ جَهْرَةً فِي رِحَالِهِمْ   ضُحَيًّا عَلَيْنَا الْبِيضُ لَا نَتَخَشَّعُ

بِمَلْمُومَةٍ فِيهَا السَّنَوَّرُ وَالْقَنَا   إِذَا ضَرَبُوا أَقْدَامَهَا لَا تَوَرَّعُ

چنانچہ یہ ارشادات سن کر ہم سب کفار کی طرف ان کے کجاووں کے رخ ڈنکے کی چوٹ چل دیے، ایک ایسے لشکر کے ساتھ جو ہتھیاروں اور نیزوں سے پوری طرح لیس تھا۔ یہ لشکر جب چلتا تھا، قدموں کو بالکل نہیں روکتا تھا بلکہ بڑھا چلا جا رہا تھا۔

فَجِئْنَا إِلَى مَوْجٍ مِنَ الْبَحْرِ وَسْطَهُ   أَحَابِيشُ مِنْهُمْ حَاسِرٌ وَمُقَنَّعُ

ثَلَاثَةُ آلَافٍ وَنَحْنُ نَصِيَّةٌ   ثَلَاثُ مِئِينٍ إِنْ كَثُرْنَا وَأَرْبَعُ

آخر کار ہم لشکر کفار میں گھس گئے، ان میں حبشی غلام بھی موجود تھے کچھ مغفر (خود) پہنے ہوئے تھے اور کچھ ننگے سر۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی اور ہم کل تین سو، زیادہ سے زیادہ چار سو تھے، مگر ہم چیدہ لوگ تھے۔

نُغَاوِرُهُمْ تَجْرِي الْمَنِيَّةُ بَيْنَنَا   نُشَارِعُهُمْ حَوْضَ الْمَنَايَا وَنَشْرَعُ

تَهَادَى قِسِيُّ النَّبْعِ فِينَا وَفِيهِمُ   وَمَا هُوَ إِلَّا الْيَثْرِبِيُّ الْمُقَطَّعُ

جنگ ہمارے اور اُن کے درمیان پلٹے کھانے لگی (کبھی موافق ہوتی اور کبھی مخالف) اور موت اپنا کھیل کھیلنے لگی، موتوں کے حوض کا پانی ہم انھیں بھی پلا رہے تھے اور خود بھی پی رہے تھے، درخت نبع کی کمانیں ہمارے اندر بھی ٹوٹ رہی تھیں

اور ان کے اندر بھی یہ یثرب کی بنی ہوئی تھیں۔

وَمَجْنُوفَةٌ حَرَمِيَّةٌ صَاعِدِيَّةٌ ۔۔۔ يُذَرُّ عَلَيْهَا السَّمُّ سَاعَةَ تُصْنَعُ

حرم کے باشندے صاعد کے ہاتھ کے بنے ہوئے وہ تیر بھی ٹوٹ رہے تھے، جنھیں بناتے وقت زہر پلایا گیا تھا۔

تَصُوبُ بِأَبْدَانِ الرِّجَالِ وَتَارَةً ۔۔۔ تَمُرُّ بِأَعْرَاضِ الْبِصَادِ تَقَعْقَعُ

یہ تیر لوگوں کے جسموں پر تڑاتڑ پڑ رہے تھے اور کبھی کبھی پتھروں ہی کی چٹانوں پر گر گر کر آواز پیدا کر رہے تھے۔

وَخَيْلٌ تَرَاهَا بِالْفَضَاءِ كَأَنَّهَا ۔۔۔ جَرَادٌ صَبًا فِي قَرَّةٍ يَتَرَيَّعُ

اور وہ گھوڑے بھی گر رہے تھے، جو کھلی فضا میں ایسے معلوم ہوتے تھے گویا موسم سرما کی مشرقی ہوا میں اڑتے والی ٹڈیاں ہیں، جو ادھر ہی ادھر گر رہی ہیں۔

فَلَمَّا تَلَاقَيْنَا وَدَارَتْ بِنَا الرَّحَى ۔۔۔ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللَّهُ مَدْفَعُ

ضَرَبْنَاهُمْ حَتَّى تَرَكْنَا سَرَاتَهُمْ ۔۔۔ كَأَنَّهُمْ بِالْقَاعِ خُشْبٌ مُصَرَّعُ

لَدُنْ غُدْوَةً حَتَّى اسْتَفَقْنَا عَشِيَّةً ۔۔۔ كَأَنَّ ذَكَانَا حَرُّ نَارٍ تَلَفَّعُ

پس جب ہم دونوں حریف ایک دوسرے سے متصادم ہوئے اور جنگ کی چکی ہم پر خوب چلنے لگی، اور جو بات اللہ تعالیٰ مقدر کر دیتا ہے، اس سے کوئی مفر نہیں ہوتا، تو ہم نے انھیں تلواروں سے اتنا مارا اور ان میں چھٹے ہوئے لوگوں کی یہ حالت کر دی گئی گویا نشیبی زمین میں پچھاڑی ہوئی لکڑیاں پڑی ہیں۔ یہ شمشیر زنی صبح کے وقت شروع ہوئی اور شام کو ہم نے ہوش لیا۔

وَرَاحُوا سِرَاعًا مُوجَعِينَ كَأَنَّهُمْ ۔۔۔ جَهَامٌ هَرَاقَتْ مَاءَهُ الرِّيحُ مُقْلِعُ

پھر یہ کفار بڑی تیزی سے بھاگنے لگے، معلوم ہوتا تھا، گویا ایک اکھڑا ہوا بادل ہے، جس کا پانی ہوا نے بہا ڈالا ہے اور جو تیزی سے اڑا بھی چلا جا رہا ہے۔

وَرُحْنَا وَأُخْرَانَا بِطَاءٌ كَأَنَّنَا ۔۔۔ أُسُودٌ عَلَى لَحْمٍ بِبِيشَةَ ظُلَّعُ

اور ہم لوگ شام کے وقت اس شان سے واپس ہوئے کہ ہم میں جو لوگ آخری صفوں میں تھے، وہ باطمینان خراماں چلے آ رہے تھے۔ گویا ہم ایسے شیر تھے جو اپنی

کچھار پر اٹھلا اٹھلا کر گوشت کھا رہے تھے۔

فَنِلْنَا وَنَالَ الْقَوْمُ مِنَّا وَرُبَّمَا ... فَعَلْنَا وَلٰكِنْ مَا لَدَى اللهِ اَوْسَعُ

پھر ہمیں کفار سے اور کفار کو ہم سے جو کچھ پانا تھا، پا لیا اور ہم نے تو بہت حد تک کارہائے نمایاں کر دکھائے، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو طے ہوتا ہے، وہ وسیع تر اور ہمہ گیر ہوتا ہے۔

وَدَارَتْ رَحَانَا وَاسْتَدَارَتْ رَحَاهُمُ ... وَقَدْ جَعَلُوْا كُلٌّ مِنَ الشَّرِّ يَشْبَعُ

اور ہماری چکی ان پر اور ان کی چکی ہم پر خوب چلی اور واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نے پیٹ بھر کر ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔

وَنَحْنُ اُنَاسٌ لَا نَرَى الْقَتْلَ سُبَّةً ... عَلٰى كُلِّ مَنْ يَحْمِي الذِّمَارَ وَيَمْنَعُ

اور ہم تو وہ لوگ ہیں کہ اس شخص کے لیے قتل کو قابلِ الزام نہیں سمجھتے، جو اپنے حقوق کی حمایت میں مارا جاتا ہے۔

جِلَادٌ عَلٰى رَيْبِ الْحَوَادِثِ لَا نَرَى ... عَلٰى هَالِكٍ عَيْنًا لَنَا الدَّهْرَ تَدْمَعُ

ہم وہ لوگ ہیں جو زمانے کے حوادث کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، ایک آنکھ بھی نہیں، جو ہمارے کسی ہلاک ہونے والے شخص پر کبھی آنسو بہاتی ہو۔

بَنُو الْحَرْبِ لَا نَعْيَا بِشَيْءٍ نَقُوْلُهُ ... وَلَا نَحْنُ مِمَّا جَرَّتِ الْحَرْبُ نَجْزَعُ

ہم زبردست دائمی جنگجو لوگ ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں، اسے پورا کرنے میں قطعاً نہیں تھکتے، نہ ان مصائب و شدائد پر واویلا کرتے ہیں، جو جنگ لاتی ہے۔

بَنُو الْحَرْبِ اِنْ نَظْفَرْ فَلَسْنَا بِفُحَّشٍ ... وَلَا نَحْنُ مِنْ اَظْفَارِهَا نَتَوَجَّعُ

ہم زبردست جنگجو ہیں، اگر کامیابی حاصل کرتے ہیں تو زیادتی نہیں کرنے لگتے اور نہ جنگ کے پنجوں کے زخموں سے ہم دردمند ہی ہوتے ہیں۔

وَكُنَّا شِهَابًا يَتَّقِي النَّاسُ حَرَّهُ ... وَيَفْرُجُ عَنْهُ مَنْ يَلِيْهِ وَيَسْفَعُ

اور ہم جنگ کے وہ شعلے ہیں کہ لوگ ان کی حرارت سے بچتے اور ڈرتے ہیں اور جو اس حرارت سے قریب ہوتا ہے، وہ کتنا ہی اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے، بچ نہیں سکتا اور جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے۔

فَخَرْتَ عَلَيَّ ابْنَ الزِّبَعْرَى وَقَدْ سَرَى ... لَكُمْ طَلَبٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ مُتْبِعُ
فَسَلْ عَنْكَ فِي عُلْيَا مَعَدٍّ وَغَيْرِهَا ... مِنَ النَّاسِ مَنْ أَخْزَى مَقَامًا وَأَشْنَعُ

اے ابن زبعری! اپنی فوقیت ظاہر کرکے تو ہم پر فخر کر رہا ہے، حالانکہ تم لوگ بُری طرح فرار ہوگئے تھے اور ہمارے آدمی تمہارے تعاقب میں آخری شب تک دوڑ دھوپ کرتے رہے۔

تجھے چاہیے کہ معدکی بلندیوں اور دیگر مقامات پر جاکر دریافت کرے کہ اپنے مرتبہ و مقام کے لحاظ سے ہم دونوں میں کون ذلیل و خوار اور بد حال ہوا۔

وَمَنْ هُوَ لَمْ تَتْرُكْ لَهُ الْحَرْبُ مَفْخَرًا ... وَمَنْ خَدُّهُ يَوْمَ الْكَرِيهَةِ أَضْرَعُ

اور وہ کون ہے جس کے لیے جنگ نے کوئی بات فخر کرنے کی نہ چھوڑی اور وہ کون ہے، جس کا رخسارہ جنگ کے موقع پر (پٹ پٹ کر) خوب ذلیل ہوا۔

شَدَدْنَا بِحَوْلِ اللهِ وَالنَّصْرِ شَدَّةً ... عَلَيْكُمْ وَأَطْرَافُ الْأَسِنَّةِ شُرَّعُ

خدا کی طاقت اور اس کی نصرت پر بھروسا کرتے ہوئے ہم نے تم پر سخت حملہ کیا اور حملہ کرتے ہی نیزوں کی دھاریں تم پر برابر چلنے لگیں۔

تَكُرُّ الْقَنَا فِيكُمْ كَأَنَّ فُرُوغَهَا ... عَزَالِي مَزَادٍ مَاؤُهَا يَتَهَزَّعُ

تم پر نیزوں کا حملہ بار بار ہو رہا تھا، معلوم ہوتا تھا گویا (ان نیزوں سے ہونے والے) چوڑے چوڑے زخم توشہ دانوں کے منہ تھے جو برابر ٹوٹ رہے تھے

ایک روایت میں "یتہزع" کی جگہ "یتہزع" ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ان زخموں سے خون پانی کی طرح بہ رہا تھا۔

عَمَدْنَا إِلَى أَهْلِ اللِّوَاءِ وَمَنْ يَطِرْ ... بِذِكْرِ اللِّوَاءِ فَهُوَ فِي الْحَمْدِ أَسْرَعُ
فَخَانُوا وَأَعْطَوْا يَدًا وَتَخَاذَلُوا ... أَبَى اللهُ إِلَّا أَمْرَهُ وَهُوَ أَصْنَعُ

جو علمبردار جھنڈے کا ذکر کرکے اکڑ رہے تھے، سب سے پہلے ہم نے انھیں کا رخ کیا، ہمارا ادھر رخ کرنا تھا کہ جھنڈا فوراً سرنگوں ہو کر ہماری تحویل میں پیش ہوگیا، پھر یہ کہ ان علمبرداروں نے جھنڈے سے خیانت و بے وفائی کرتے ہوئے ہار مان لی، اس طرح ذلت آمیز شکست اٹھائی، اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور منشا کے سوا ہر چیز کو رد کر دیا اور وہی اپنی بات چلانے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: کعب بن مالک نے یہ شعر اس طرح کہا تھا:
"مجالد ناعن جذ منا کل فخمۃ" (یعنی عن جذ منا کا لفظ استعمال کیا تھا جس کے معنی اصل ونسل کے ہیں، ہماری نسل کی مدافعت کرنے والا)۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یوں کہنا ٹھیک نہ ہوگا مجالد ناعن دیننا"
کعب بن مالک نے جواب دیا "بے شک" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فهو احسن یہ بہتر ہے"۔ چنانچہ کعب نے پھر مجالد ناعن دیننا ہی کر دیا۔

باب ۱۱۸

جنگِ اُحد کے متعلّق اشعار

(۲)

ابن زبعری کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا، جنگ اُحد کے موقع پر عبداللہ بن زبعری نے یہ اشعار کہے:

یَا غُرَابَ الْبَیْنِ اَسْمَعْتَ فَقُلْ ۔۔۔ اِنَّمَا تَنْطِقُ شَیْئًا قَدْ فُعِلْ

اِنَّ لِلْخَیْرِ وَ لِلشَّرِّ مَدًی ۔۔۔ وَ کِلَا ذٰلِکَ وَجْہٌ وَ قَبَلْ

اے جدائی کی آواز لگانے والے کوّے[۱]! تُو نے اگر آواز لگائی ہے تو اپنی بات کہہ سُنا۔ تو جو کچھ زبان سے نکالتا ہے، ہو کر رہتا ہے۔ خیر و شر ہر چیز کی ایک انتہا ہے اور ان دونوں باتوں کا انجام ایک نہ ایک دن مستقبل میں آ جانے والا ہے۔

وَ الْعَطِیَّاتُ خِسَاسٌ بَیْنَہُمْ ۔۔۔ وَ سَوَاءٌ قَبْرُ مُثْرٍ وَ مُقِلْ

اور لوگوں کو جو بھی چیزیں ملی ہوئی ہیں، وہ سب حقیر و لایعنی ہیں کیونکہ دولتمند ہو یا مُفلس، ان سب کی قبریں برابر کا درجہ رکھتی ہیں (یہاں کے عطیات قبر میں کسی کے ساتھ نہیں جاتے)۔

کُلُّ عَیْشٍ وَ نَعِیْمٍ زَائِلٌ ۔۔۔ وَ بَنَاتُ الدَّھْرِ یَلْعَبْنَ بِکُلْ

ہر عیش و عشرت اور ہر دولت و نعمت رہنے والی چیزیں نہیں اور زمانے کی لڑکیاں ہر شخص سے کھیل کھیلتی ہیں ("زمانے کی لڑکیاں" سے حوادث زمانہ مراد ہیں جن چیزوں کو ہم لڑکیوں کے مانند خوبصورت سمجھتے ہیں وہ در اصل حوادث بن جاتی ہیں)۔

---

[۱] عربوں کا خیال تھا کہ جب کوا کسی گھر میں بولتا ہے تو اس کے افراد میں جدائی کی طرف اشارہ ہوتا ہے چنانچہ عرب شاعروں کے دستور کے مطابق یہاں بھی شاعر بہ طور تمہید جدائی کی آواز لگانے والے کوّے کا ذکر کرتا ہے۔

اَبْلِغَا حَسَّانَ عَنِّیْ اٰیَۃً   فَقَرِیْضُ الشِّعْرِ یَشْفِیْ ذَا الْغُلَلْ

اے قاصد! حسانؓ بن ثابت کو میری طرف سے یہ نشانی (شعر) پہنچا دے، کیونکہ پیاسوں کی پیاس شعر کے ٹکڑے ہی بجھا سکتے ہیں۔

کَمْ تَرٰی بِالْجَرِّ مِنْ جُمْجُمَۃٍ   وَّاَکُفٍّ قَدْ اُتِرَّتْ وَرِجَلْ

تم نے اُحد پہاڑ کے دامن میں ایک طرف کتنی ہی کھوپڑیاں اور دوسری طرف کتنے ہی کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں پڑے دیکھے ہوں گے۔

وَسَرَابِیْلَ حِسَانٍ سُرِیَتْ   عَنْ کُمَاۃٍ اُھْلِکُوْا فِی الْمُنْتَزَلْ

اور کتنی ہی زرہیں دیکھی ہوں گی، جو ان سورماؤں سے پھسل گئی تھیں جو معرکہ جنگ میں ہلاک کر دیے گئے۔

کَمْ قَتَلْنَا مِنْ کَرِیْمٍ سَیِّدٍ   مَاجِدِ الْجَدَّیْنِ مِقْدَامٍ بَطَلْ

اور کتنے ہی شریف سرداروں کو ہم نے مار ڈالا، جو نجیب الطرفین اور جنگ میں پیش پیش رہنے والے بہادر لوگ تھے۔

صَادِقُ النَّجْدَۃِ قَرْمٍ بَارِعٍ   غَیْرِ مُلْتَاثٍ لَدٰی وَقْعِ الْاَسَلْ

اور ایسے لوگ تھے جن کی بہادری و شجاعت مسلّمہ تھی وہ جوانمرد اور ممتاز تھے تیروں کی بارش کے وقت کمزور ثابت نہیں ہوتے تھے۔

فَسَلِ الْمِھْرَاسَ مَنْ سَاکِنُہٗ؟   بَیْنَ اَقْحَافٍ وَّھَامٍ کَالْحَجَلْ

پس مہراس سے دریافت کرو کہ پرندہ "حجل" کے مانند سروں اور کھوپڑیوں کے بیچ میں پڑے ہوئے کون ہیں۔

لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَہِدُوْا   جَزَعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلْ

کاش! ہمارے بزرگ میدانِ بدر میں خزرجیوں کے اس واویلا کو دیکھتے، جو وہ تیروں کی بارش کے وقت کر رہے تھے۔

حِیْنَ حَکَّتْ بِقُبَاءٍ بَرْکَھَا   وَاسْتَحَرَّ الْقَتْلُ فِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلْ

ثُمَّ خَفُّوْا عِنْدَ ذَاکُمْ رُقَّصًا   رَقْصَ الْحَفَّانِ یَعْلُوْ فِی الْجَبَلْ

(یہ منظر اس وقت دیکھنے کا تھا) جب قبا میں ان کے اونٹ زمین سے سینہ لگا کر بیٹھ رہے تھے اور بنو عبد الاشہل میں قتل سرگرمی سے ہونے لگا تھا۔

پھر یہ لوگ ایسے ناچتے ہوئے بڑی تیزی سے بھاگ رہے تھے، جیسے پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے شتر مرغ ناچتے ہیں۔

فَقَتَلْنَا الضِّعْفَ مِنْ اَشْرَافِهِمْ　　وَعَدَلْنَا مَيْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدَلْ

پس ہم نے ان کے ان اشراف کو قتل کر دیا جو اس وقت کمزور پڑ گئے تھے اور ان کا وہ حوصلہ بھی ختم کر دیا، جو جنگِ بدر میں ان کے اندر پیدا ہو گیا تھا۔

لَا اَلُوْمُ النَّفْسَ اِلَّا اَنَّنَا　　لَوْ كَرَرْنَا لَفَعَلْنَا الْمُفْتَعَلْ

بِسُيُوْفِ الْهِنْدِ تَعْلُوْهَا مُهُمْ　　عَلَلًا تَعْلُوْهُمْ بَعْدَ نَهَلْ

میں اپنے آپ کو کسی اور بات پر ملامت نہیں کرتا، مگر یہ کہ اگر ہم دوبارہ حملہ کر دیتے تو ہندی تلواروں سے ایک کارِ نمایاں کر ڈالتے۔ یہ ہندی تلواریں، ان کے سروں پر اس طرح چڑھتیں کہ پہلی پیاس کے بعد دوسری پیاس بجھاتی تھیں۔

حسّان رضؓ بن ثابت کا جواب

ابن زبعری کے مذکورہ بالا اشعار کا جواب حسان رضؓ بن ثابت نے یوں دیا:

ذَهَبَتْ يَا بْنَ الزِّبَعْرٰى وَقْعَةٌ　　كَانَ مِنَّا الْفَضْلُ فِيْهَا لَوْ عَدَلْ

وَلَقَدْ نِلْتُمْ وَنِلْنَا مِنْكُمُ　　وَكَذَاكَ الْحَرْبُ اَحْيَانًا دُوَلْ

ابن زبعری کے اوپر ایسی جنگ گزر گئی کہ اگر وہ ٹھیک ہوتی تو فتح و نصرت کی فضیلت ہمیں کو حاصل ہوتی۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جو ہم سے تمھیں ملنا تھا وہ مل گیا اور جنگ میں تو کبھی ایسا ہوتا ہی ہے کہ جو تم سے ہمیں ملنا تھا وہ بھی مل گیا کہ وہ دونوں حریفوں میں پلٹا لیتی رہتی ہے۔

نَضَعُ الْاَسْيَافَ فِيْ اَكْتَافِهِمْ　　حَيْثُ نَهْوِيْ عَلَلًا بَعْدَ نَهَلْ

ہم ان کے بازوؤں پر تلواریں چلا رہے تھے اور اسی طرح ان پر ٹوٹ ٹوٹ کر ایک کے بعد ایک خون کی پیاس بجھا رہے تھے۔

نُخْرِجُ الْاَصْيَاحَ مِنْ اِسْتَاهِكُمْ　　كَسُلَاحِ النِّيْبِ يَاْكُلْنَ الْعَصَلْ

ہم تمھاری سُرینوں پر تلواریں مار مار کر، گویا پانی ملا ہوا دودھ نکال رہے تھے، جو ان معمر اونٹنیوں کا سا ہوتا ہے، جو نبات عصل کھاتی ہیں (ایک قسم کی گھاس جس کے کھانے سے دودھ میں سرخی آجاتی ہے)۔

إِذْ تُوَلُّونَ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ هَرَبًا فِي الشِّعْبِ أَشْبَاهَ الرَّسَلِ

(ہم تمہارے سرینوں سے اس وقت دودھ نکال رہے تھے) جب تم تم پیٹھ دکھا کر گھاٹی میں اس طرح الٹے پاؤں بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ جیسے قطار در قطار اونٹ بھاگتے ہیں۔

إِذْ شَدَدْنَا شَدَّةً صَادِقَةً فَأَجَانَاكُمْ إِلَىٰ سَفْحِ الْجَبَلِ

جب ہم نے بالکل ٹھیک ٹھیک حملہ کیا تھا اور تمہیں پہاڑ کے دامن کی طرف دھکیل کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

بِخَنَاطِيلَ كَأَشْدَاقِ الْمَلَا مَنْ يُلَاقُوهُ مِنَ النَّاسِ يُهَلْ

یہ حملہ ہم نے مختلف قسم کے لوگوں پر مشتمل گروہ در گروہ جماعتوں کے ذریعے سے کیا تھا، جو بڑی وسیع زمین میں پھیلی ہوئی تھیں، یہ جس سے بھی متصادم ہوتیں وہ دہل جاتا۔

ضَاقَ عَنَّا الشِّعْبُ إِذْ نَجْزَعُهُ وَمَلَأْنَا الْفُرْطَ مِنْهُ وَالرَّجَلْ

جب ہم اس گھاٹی کو عرضاً قطع کر رہے تھے اس کے عرض میں چل رہے تھے) تو ساری گھاٹی ہم پر تنگ ہو گئی تھی، اس کی نشیبی اور مرتفع زمینیں بھر گئی تھیں۔

بِرِجَالٍ لَسْتُمُ أَمْثَالَهُمْ أُيِّدُوا جِبْرِيلَ نَصْرًا فَنَزَلْ

ہم ایسے آدمیوں کے ساتھ گئے تھے کہ تم ان کی مانند نہیں ہو سکتے، انھیں جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے ہمیشہ مدد و نصرت ملتی رہتی ہے۔

وَعَلَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالتُّقَىٰ طَاعَةِ اللَّهِ وَتَصْدِيقِ الرُّسُلْ

ہم جنگ بدر میں تقویٰ و پرہیزگاری، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے تم پر غالب آ گئے تھے۔

وَقَتَلْنَا كُلَّ رَأْسٍ مِنْهُمُ وَقَتَلْنَا كُلَّ جَحْجَاحٍ رَفِلْ

اور ہم نے ان کے ہر شخص کا سر کاٹ کر رکھ دیا اور ان کے ہر ایسے سردار کو موت کے گھاٹ اتار دیا، جو تکبر سے لمبا تہبند پہنتا تھا۔

وَتَرَكْنَا فِي قُرَيْشٍ عَوْرَةً يَوْمَ بَدْرٍ أَحَادِيثَ الْمَثَلْ

اور ہم نے جنگ بدر میں قریشیوں کے لیے شرم و ندامت چھوڑی اور وہ باتیں

چھوڑدیں جو ضرب المثل بن کر چلیں گی۔

وَرَسُولُ اللّٰہِ حَقًّا شَاهِدٌ یَوْمَ بَدْرٍ وَالتَّنَابِیلُ الْهُبُلُ

فِی قُرَیْشٍ مِنْ جُمُوعٍ جُمِّعُوْا مِثْلَ مَا یُجْمَعُ فِی الْخِصْبِ الْهَمَلُ

اور اللہ کے رسول برحق جنگ بدر کا مشاہدہ فرما رہے تھے اور پیٹ والے حقیر و تسیر لوگوں کو دیکھ رہے تھے جو قریش میں شامل ہونے والے تھے۔ یہ لوگ اس طرح اکٹھا ہو گئے تھے جیسے شاداب چراگاہ میں بے لگام اونٹ اکٹھا ہو جاتے ہیں، جن کا چرانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

نَحْنُ لَا أَمْثَالُكُمْ وُلْدُ اسْتِهَا نَحْضُرُ النَّاسَ إِذَا الْبَأْسُ نَزَلْ

ہم تمہاری طرح سرینوں سے پیدا ہونے والی اولاد نہیں، جس وقت جنگ کی صبر آزما سختیاں آپڑتی ہیں، ہم غائب نہیں ہو جاتے، سب کے ساتھ برابر حاضر رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مجھے ابوزید انصاری نے سنائے تھے اور "احادیث المثل" اور اس سے پہلا شعر، اور "فی قریش من جموع جمعوا" کو ابن اسحٰق نے روایت نہیں کیا بلکہ یہ کسی اور سے مروی ہیں۔

کعب بن مالک کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: کعب بن مالک ان اشعار میں حضرت حمزہؓ اور جنگِ اُحد کے مسلمان شہیدوں پر آہ و بکا کرتے ہیں:

نَشَجْتَ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَنْشَجٍ وَكُنْتَ مَتَى تَذَّكِرْ تَلْجَجِ

تَذَكُّرَ قَوْمٍ أَتَانِي لَهُمْ أَحَادِیثُ فِی الزَّمَنِ الْأَعْوَجِ

(شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے) تو رو پڑا۔ کیا تیرے رونے کا کوئی موقع بھی ہے اور تو وہ تھا کہ جب اس قوم کا ذکر کرتا تو انہیں کا ذکر کرتا چلا جاتا تھا، اس قوم کا ذکر جس کی خبریں اس کج رو زمانے میں میرے پاس پہنچی ہیں۔

فَقَلْبُكَ مِنْ ذِكْرِهِمْ خَافِقٌ مِنَ الشَّوْقِ وَالْحَزَنِ الْمُنْضِجِ

سو دل پکا دینے والے غم اور شوق کے باعث تیرا دل ان کی یاد سے مضطرب ہو رہا ہے۔

وَقَتْلَاهُمْ فِي جِنَانِ النَّعِيمِ　　كِرَامُ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

اور اس قوم کے مقتول جنّتِ نعیم میں پہنچے ہیں جہاں آنے جانے کے دروازے نہایت نفیس ہیں۔

بِمَا صَبَرُوا تَحْتَ ظِلِّ اللِّوَاءِ　　لِوَاءِ الرَّسُولِ بِذِي الْأَضْوُجِ

غَدَاةَ أَجَابَتْ بِأَسْيَافِهَا　　جَمِيعًا بَنُو الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ

وَأَشْيَاعُ أَحْمَدَ إِذْ شَايَعُوا　　عَلَى الْحَقِّ ذِي النُّورِ وَالْمَنْهَجِ

یہ اس لیے جنّت میں پہنچے ہیں کہ انھوں نے وادی اُحد میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر و استقلال سے کام لیا جب اوس اور خزرج کے لوگوں نے اور اسی طرح احمد مرسل صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دیگر متبعین سب نے اپنی تلواروں سے کفّار کا جواب دیا تھا اور یہ سب مسلمان واضح و روشن حق کی پیروی کر رہے تھے۔

فَمَا بَرِحُوا يَضْرِبُونَ الْكُمَاةَ　　وَيَمْضُونَ فِي الْقَسْطَلِ الْمُرْهَجِ

یہ مسلمان اڑے ہوئے غبار میں چلتے ہوئے بڑے بڑے بہادروں کو مسلسل تلواریں مارتے رہے۔

كَذَلِكَ حَتَّى دَعَاهُمْ مَلِيكٌ　　إِلَى جَنَّةٍ دَوْحَةِ الْمَوْلِجِ

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا، تا آنکہ انھیں تمام بادشاہوں کے بادشاہ، خداوند تعالیٰ نے اس جنّت کی طرف بلا لیا، جس میں داخل ہونے کی جگہ ایک نہایت شاداب گھنی شاخوں والا درخت ہے۔

فَكُلُّهُمْ مَاتَ حُرَّ الْبَلَاءِ　　عَلَى مِلَّةِ اللهِ لَمْ يَحْرَجِ

پس ان سب نے امتحان و آزمائش کی حالت میں جان دے دی اور اللہ کے دین پر مرنے میں انھوں نے کوئی تنگ دلی نہ دکھلائی۔

كَحَمْزَةَ لَمَّا وَفَى صَادِقًا　　بِذِي هَبَّةٍ صَارِمٍ سَلْجَجِ

مثلاً، حمزہؓ جب انھوں نے ہڈیوں کو کاٹ دینے والی تیز تلوار سے وفاداری کا حق ادا کر دیا۔

فَلَاقَاهُ عَبْدُ بَنِي نَوْفَلٍ　　يُبَرْبِرُ كَالْجَمَلِ الْأَدْعَجِ

فَأَوْجَرَهُ حَرْبَةً كَالشِّهَابِ تَلَهَّبُ فِي اللَّهَبِ الْمُوهَجِ

تو بنو نوفل کا وہ غلام ان سے بھڑ گیا، جو سیاہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا اس غلام نے شعلۂ آتش کی مانند حربہ کو حمزہؓ کے سینے پر پھینک کر مار دیا یہ ایسا شعلہ تھا جو بھڑکتی ہوئی آگ میں بہت زیادہ مشتعل ہو رہا ہو۔

وَنُعْمَانُ أَوْفَى بِمِيثَاقِهِ وَحَنْظَلَةُ الْخَيْرِ لَمْ يُحْنَجِ

اور انھیں شہداء میں سے نعمان بھی ہیں جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے اور ان میں حنظلہ بھی ہیں جو نہایت بھلائی کرنے والے تھے اور حق سے کبھی نہ پھرے۔

عَنِ الْحَقِّ حَتَّى غَدَتْ رُوحُهُ إِلَى مَنْزِلٍ فَاخِرِ الزِّبْرِجِ

انھوں نے حق سے منہ نہ موڑا، یہاں تک کہ ان کی رُوح ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی جس کے نقش و نگار قابلِ فخر ہیں (یعنی جنت)

أُولَئِكَ لَا مَنْ ثَوَى مِنْكُمْ مِنَ النَّارِ فِي الدَّرْكِ الْمُرْتَجِ

یہ شہید مسلمان تمھارے ان لوگوں کی طرح نہیں، جنھوں نے جہنم کے اس نیچے کے حصے میں اپنا ٹھکانا بنایا جو چاروں طرف سے بند ہے۔

ضرار کے اشعار کعب بن مالک کے ان اشعار کا جواب ضرار بن خطاب فہری نے اپنے ان اشعار میں دیا ہے، وُہ کہتا ہے:

أَيَجْزَعُ كَعْبٌ لِأَشْيَاعِهِ وَيَبْكِي مِنَ الزَّمَنِ الْأَعْوَجِ

عَجِيجَ الْمُذَكِّي رَأَى إِلْفَهُ تَرَوَّحَ فِي صَادِرٍ مُحْنَجِ

فَرَاحَ الرَّوَايَا وَغَادَرْنَهُ يُعَجْعِجُ قَسْرًا وَلَمْ يُحْدَجِ

کیا کعب بن مالک اپنے ہم مشربوں کے لیے واویلا کرتا ہے اور کج رو زمانے کا رونا روتا ہے اور اس رونے میں اس بوڑھے اونٹ کی طرح بلبلاتا ہے جس نے دیکھا ہو کہ اس کے ساتھی اونٹ نے پانی پی کر واپس جانے والے گلے میں پہنچ کر آرام کر لیا ہے، پھر یہ کہ پانی لے جانے والے اُونٹ شام کو نکلے تو اسے یُونہی چھوڑ دیا اور اس پر ہودج نہیں رکھا گیا اور یہ چیختا ہی رہ گیا۔

⁂

فَقُولَا لِكَعْبٍ يُثَنِّيَ الْبُكَاءَ ... وَلِلنَّيِّ مِنْ لَحْمِهِ يَنْضَجِ
لِمَصْرَعِ إِخْوَانِهِ فِي مَكَرٍّ ... مِنَ الْخَيْلِ ذِي قَسْطَلٍ مُرْهَجِ

پس اے میرے دونوں دوستو! (عرب شعراء کبھی اپنے فرضی دو دوستوں کو خطاب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنا مدعا ظاہر کرتے ہیں) کعب بن مالک سے کہہ دو کہ پھر روئے اور اس کے کچے گوشت سے بھی کہہ دو کہ پھر وہ خوب جل بھن کر پک جائے، اس میدانِ جنگ میں اپنے بھائیوں کے قتل پر روتے جہاں گھوڑے پلٹ پلٹ کر حملے کر رہے تھے اور غبار خوب اُڑ رہا تھا۔

فَيَا لَيْتَ عَمْرًا وَأَشْيَاعَهُ ... وَعُتْبَةَ فِي جَمْعِنَا السَّوْرَجِ
فَيَشْفُوا النُّفُوسَ بِأَوْتَارِهَا ... بِقَتْلَى أُصِيبَتْ مِنَ الْخَزْرَجِ
وَقَتْلَى مِنَ الْأَوْسِ فِي مَعْرَكٍ ... أُصِيبُوا جَمِيعًا بِذِي الْأَضْوَجِ
وَمَقْتَلَ حَمْزَةَ تَحْتَ اللِّوَا ... بِمُطَّرِدٍ، مَارِنٍ مُخْلَجِ
وَحَيْثُ انْثَنَى مُصْعَبٌ ثَاوِيًا ... بِضَرْبَةِ ذِي هَبَّةٍ سَلْجَجِ
بِأُحُدٍ وَأَسْيَافُنَا فِيهِمُ ... تَلَهَّبُ كَاللَّهَبِ الْمُوهَجِ
غَدَاةَ لَقِينَاكُمُ فِي الْحَدِيدِ ... كَأُسْدِ الْبَرَاحِ فَلَمْ تُعْنَجِ
بِكُلِّ مُجَلَّحَةٍ كَالْعُقَابِ ... وَأَجْرَدَ ذِي مَيْعَةٍ مُسْرَجِ

اے کاش! عمرو اور اس کے پیرو اور عتبہ وغیرہ (یہ لوگ جنگِ بدر میں مارے گئے تھے) اس وقت ہمارے مشتعل لشکر میں موجود ہوتے تو یہ دیکھ کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر لیتے کہ ان کے خون کا بدلا قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس کے ان لوگوں سے لے لیا گیا جنھیں اُحد کے میدانِ جنگ میں قتل کر دیا گیا، نیز جھنڈے کے نیچے ایک تیز متحرک اور باریک حربے سے حمزہؓ کو بھی قتل کر کے خون بہا لے لیا گیا اور اس حیثیت سے بھی بدلا لے لیا گیا کہ مقامِ اُحد میں جب ہماری تلواریں ان مقتولین میں بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرح جھلملا رہی تھیں، مصعب کو بھی مُردہ ہو کر گرتا ہوا دیکھا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم لوہے کی زرہوں میں ملبوس کھلے میدان کے ان شیروں کی طرح جن کا رُخ پھیرا نہیں جا سکتا، اپنے اپنے زین کسے ہوئے، کم بالوں والے، سرور و نشاط سے لبریز، شکروں جیسے گھوڑوں پر

بیٹھے، اے مسلمانو! تم سے دوچار ہوئے تھے۔

فُدْ سَنَاهُمْ ثُمَّ حَتَّى اَنْثَنَوا ۔ سِوَى زَاهِقِ النَّفْسِ اَوْ مُحْرَجِ

پھر ہم نے انھیں اسی جگہ روند کر رکھ دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے لیے بجز جان

دے دینے کے یا عاجز ہوجانے کے اور کوئی صورت نہ رہ گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا، بعض علماے شعر انکار کرتے ہیں کہ یہ اشعار ضرار کے ہیں، کعب نے ایک شعر میں "ذی النور و المنهج" کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یہ ابو زید انصاری کی روایت ہے۔

باب ۱۱۹

جنگ اُحد کے متعلّق اشعار

(۳)

ابن زبعری کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا اور عبد اللہ بن زبعری نے جنگِ اُحد کے وقت یہ شعر کہے تھے جن میں وہ مقتولین پر آہ و بکا کرتا ہے۔

اَلَا ذَرَفَتْ مِنْ مُقْلَتَيْكَ دُمُوعُ — وَقَدْ بَانَ مِنْ حَبْلِ الشَّبَابِ قُطُوعُ
وَشَطَّ بِمَنْ تَهْوَى الْمَزَارُ وَفَرَّقَتْ — نَوَى الْحَيِّ دَارٌ بِالْحَبِيبِ فَجُوعُ
وَلَيْسَ لِمَا وَلَّى عَلَى ذِي حَرَارَةٍ — وَاِنْ طَالَ تَذْرَافُ الدُّمُوعِ رُجُوعُ

(شاعر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کیا تیری آنکھوں سے آنسو نہیں بہے، حالانکہ شباب کی رسی کا ٹوٹ جانا اب بالکل ظاہر ہے اور جس سے ملنے کی تُو خواہش و تمنا رکھتا ہے، سو یہ اب دُور کی بات ہے۔ دوست کے اس گھر نے جو اس کے نہ ہونے کے باعث اب درد انگیز بن گیا ہے، قبیلے کی جدائی کا اندیشہ پیدا کر دیا ہے اور جس چیز نے منہ موڑ لیا ہے خواہ کتنے ہی آنسو بہا ڈالو، مگر اب سوزِ دروں رکھنے والے کے پاس اس کا واپس ہونا ممکن نہیں۔

فَدَعْ ذَا، وَلٰكِنْ هَلْ اَتَى اُمَّ مَالِكٍ — اَحَادِيثُ قَوْمِي وَالْحَدِيثُ يَشِيعُ

اچھا، اسے چھوڑو، یہ بتاؤ کیا ام مالک کے پاس میری قوم کی خبریں پہنچ گئی ہیں جب تمام اطراف میں یہ خبریں پھیل رہی ہیں۔

وَمُجْنَبُنَا جُرْدًا اِلَى اَهْلِ يَثْرِبٍ — عَنَاجِيجَ مِنْهَا مُتْلَدٌ وَنَزِيعُ
عَشِيَّةَ سِرْنَا فِي لُهَامٍ يَقُودُنَا — ضَرُورُ الْاَعَادِي لِلصَّدِيقِ نَفُوعُ

اور کیا ام مالک کو یہ خبر بھی پہنچی کہ جس شام کو ہم ایک ایسے لشکرِ عظیم کے ساتھ جو ہمیں کھینچے لیے جا رہا تھا، نکلے تھے تو اس وقت ہم اپنے خوبصورت اور دراز قامت گھوڑے کو نہایت تیزی سے اہلِ یثرب کی طرف بڑھائے چلے جا رہے تھے؛ ان گھوڑوں کچھ وہ تھے جو ہمارے گھروں میں پیدا ہوئے تھے اور کچھ باہر کے تھے اور یہ

اس مقصد سے کیا جارہا تھا کہ جو چیزیں دشمنوں کے لیے نقصان رساں ہوتی ہیں، وہ دوستوں کو منفعت بخشتی ہیں ۔

فَلَمَّا رَأَوْنَا خَالَطَتْهُمْ مَهَابَةٌ ۔۔۔ وَعَايَنَهُمْ أَمْرٌ هُنَاكَ فَظِيعُ

وَوَدُّوا لَوَ انَّ الْأَرْضَ يَنْشَقُّ ظَهْرُهَا ۔۔۔ بِهِمْ وَصَبُورُ الْقَوْمِ ثَمَّ جَزُوعُ

پھر جب انھوں نے مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو دیکھتے ہی ان کے رگ وریشہ میں ہیبت سرایت کر گئی، گویا وہاں انھیں کسی ہیبت ناک چیز نے تاک لیا تھا۔ اس وقت ان میں یہ تمنا پیدا ہو گئی کہ کاش زمین اوپر سے شق ہو کر انھیں اندر لے لے۔ حالت یہ تھی کہ ان لوگوں میں جو بڑے سے بڑا صابر تھا وہ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ گھبرایا ہوا تھا۔

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيضٌ كَأَنَّ وَمِيضَهَا ۔۔۔ حَرِيقٌ تَرَقَّى فِي الْأَبَاءِ سَرِيعُ

اور تلواریں نکال کر ننگی کر لی گئی تھیں جن کی چمک گویا ایسی تیز تھی کہ گھنی شاخوں والی جھاڑی میں بھی سرایت کرتی چلی جا رہی تھی۔

بِأَيْمَانِنَا نَعْلُو بِهَا كُلَّ هَامَةٍ ۔۔۔ وَمِنْهَا سِمَامٌ لِلْعَدُوِّ ذَرِيعُ

یہ تلواریں ہاتھوں میں لے کر ہم ہر دشمن کے سر پر چڑھے چلے جا رہے تھے، ان میں کچھ زہر آلود تلواریں بھی تھیں، جو دشمن کے لیے جاں لیوا تھیں۔

فَغَادَرْنَ قَتْلَى الْأَوْسِ عَاصِبَةً بِهِمْ ۔۔۔ ضِبَاعٌ وَطَيْرٌ يَعْتَقِبْنَ وُقُوعُ

پس ان تلواروں نے قبیلہ اوس کے مقتولین کو ایسی حالت میں چھوڑا کہ ان سے وہ بجّو اور پرندے چمٹ رہے تھے، جو ان پر ٹوٹ ٹوٹ کر خوراک حاصل کر رہے تھے۔

وَجَمْعَ بَنِي النَّجَّارِ فِي كُلِّ تَلْعَةٍ ۔۔۔ بِأَبْدَانِهِمْ مِنْ وَقْعِهِنَّ نَجِيعُ

اور ان تلواروں نے بنو نجار کی جماعت کو بھی ہر ہر قطعہ زمین پر مار کر چھوڑ دیا، جن کے بدنوں پر ان تلواروں کی ضرب سے خون جم رہا تھا۔

وَلَوْلَا عُلُوُّ الشِّعْبِ غَادَرْنَ أَحْمَدًا ۔۔۔ وَلَكِنْ عَلَا وَالسَّمْهَرِيُّ شُرُوعُ

ہم اپنے اوپر وہ زرہ کسے ہوئے تھے جو گویا وادی کے کنارے پانی سے لبریز تالاب کی طرح تھی۔

اور اگر ان لوگوں کا گھاٹی پر چڑھنا نہ ہو جاتا تو ان تلواروں نے احمد (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اسی حالت پر پہنچا دیا ہوتا، لیکن وہ حرکت میں آئے ہوئے نیزوں کے سایے میں اوپر چڑھ گئے تھے۔

كَمَا غَادَرَتْ فِي الْكَرِّ حَمْزَةَ ثَاوِيًا ... وَفِي صَدْرِهِ مَاضِي الشَّبَاةِ وَقِيعُ

جیسا کہ ان تلواروں نے دوسرے حملے میں حمزہ کو ٹھکانے لگا دیا تھا جب ان کے سینے میں وہ ہتھیار نفوذ کر گیا تھا جو بہت تیز دھار والا تھا۔

وَنُعْمَانَ قَدْ غَادَرْنَ تَحْتَ لِوَائِهِ ... عَلَى لَحْمِهِ طَيْرٌ يَجُفْنَ وَقُوعُ

اور جیسا کہ نعمان کو ان تلواروں نے جھنڈے کے نیچے اس حالت کو پہنچا دیا کہ ان کے گوشت پر پرندے گر گر کر اور ان کے پیٹ میں گھس گھس کر اپنا پیٹ بھر رہے تھے۔

بِأُحُدٍ وَأَرْمَاحُ الْكُمَاةِ يُرِدْنَهُمْ ... كَمَا غَالَ أَشْطَانَ الدِّلَاءِ نُزُوعُ

یہ سب کچھ اُحد کے مقام پر ہوا جہاں بہادروں کے نیزے انھیں کے قصد سے آگے بڑھے تھے۔ یہ نیزے اسی طرح ان سب کو ہلاک کر رہے تھے، جس طرح ڈولوں کی رسیوں کو کوئی پانی کھینچ کھینچ کر توڑ رہا ہو۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

ابن زبعری کے مذکورہ بالا اشعار کا جواب حسانؓ بن ثابت نے ان اشعار میں دیا ہے۔

أَشَاقَتْكَ مِنْ أُمِّ الْوَلِيدِ رُبُوعُ ... بَلَاقِعُ مَا مِنْ أَهْلِهِنَّ جَمِيعُ

کیا ام ولید کے مکانات نے (اے شاعر!) تجھ سے مخالفت کر لی ہے، یہ مکانات اب ایسے چٹیل میدان بنے ہوئے ہیں، جن میں کوئی بھی رہنے والا موجود نہیں۔

عَفَاهُنَّ صَيْفِيُّ الرِّيَاحِ وَوَاكِفٌ ... مِنَ الدَّلْوِ رَجَّافُ السَّحَابِ هَمُوعُ

ان مکانات کو موسم گرما کی تیز و تند ہواؤں نے بالکل مٹا کر رکھ دیا ہے اور اس بارش سے مٹایا ہے، جو برج "دلو" سے متعلق گرجنے اور دوڑنے والے اور بے پناہ پانی برسانے والے بادلوں سے ہوتی ہے۔

فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا مَوْقِدُ النَّارِ حَوْلَهٗ   رَوَاكِدُ اَمْثَالِ الْحَمَامِ كُنُوْعُ

پس اب اس مقام پر بجز آگ جلنے کی جگہ کے (یعنی چولھا) اور کچھ بھی نہیں رہا جس کے گرد چھوٹی چھوٹی دیواریں اسی طرح چمٹی ہوئی ہیں جیسے کبوتر اپنی جگہ چمٹے ہوتے ہیں۔

فَدَعْ ذِکْرَ دَارٍ بَدَّدَتْ بَیْنَ اَھْلِھَا   نَوًی لِمَتِیْنَاتِ الْحِبَالِ قَطُوْعُ

اس لیے اب اس گھر کا ذکر ہی چھوڑ دو، جس نے رہنے والوں میں میں جدائی کرا دی ہے اور ایسی جدائی جس نے مضبوط سے مضبوط محبت کے رشتے توڑ کر رکھ دیے ہیں۔

وَقُلْ اِنْ یَکُنْ یَوْمٌ بِاُحُدٍ یَعُدُّہٗ   سَفِیْہٌ فَاِنَّ الْحَقَّ سَوْفَ یَشِیْعُ

اور بتا دو کہ اگر کوئی بے وقوف یوم احد کو شمار میں لاتا ہے تو لایا کرے دیکھ لینا حق تو عنقریب پھیل کر رہے گا۔

فَقَدْ صَابَرَتْ فِیْہِ بَنُو الْاَوْسِ کُلُّھُمْ   وَکَانَ لَھُمْ ذِکْرٌ ھُنَاکَ رَفِیْعُ

جنگ احد میں درحقیقت قبیلہ اوس کے تمام لوگوں نے بڑے صبر سے کام لیا حالانکہ ان کا وہاں بڑا نام تھا۔

وَحَامٰی بَنُو النَّجَّارِ فِیْہِ وَصَابَرُوْا   وَمَا کَانَ مِنْھُمْ فِی اللِّقَاءِ جَزُوْعُ

اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا یَخْذُلُوْنَہٗ   لَھُمْ نَاصِرٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ شَفِیْعُ

اس جنگ میں بنو نجار نے بھی بڑی حمیت اور صبر وضبط سے کام لیا اور ان میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا، جو جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھبرانے والا ہو، وہ آپ کو یوں ہی بے مدد نہیں چھوڑ سکتے تھے آپ پروردگار کی جانب سے ان کے مددگار اور شفیع تھے۔

وَفَوْا اِذْ کَفَرْتُمْ یَا سَخِیْنَ بِرَبِّکُمْ   وَلَا یَسْتَوِیْ عَبْدٌ وَفِیٌّ وَ مُضِیْعُ

انھوں نے پوری وفاداری دکھائی جب اے قریش! تم نے پروردگار کا کفر کیا اور ایک بے وفا بندہ، جو اپنی وفاداری کا جذبہ کھو چکا ہو، ایک وفادار بندے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ إِذَا حَمِشَ الْوَغَىٰ فَلَا بُدَّ أَنْ يَرْدَىٰ لَهُنَّ صَرِيعُ

ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں ہیں کہ جب جنگ زوروں پر ہوتی ہے تو لازم ہو جاتا ہے کہ بچھڑ کر قتل ہو جانے والا خود ان کے سامنے آکر ہلاک ہو جائے۔

كَمَا غَادَرَتْ فِي النَّقْعِ عُتْبَةَ ثَاوِيًا وَسَعْدًا صَرِيعًا وَالْوَشِيجُ شُرُوعُ

جب ان تلواروں نے عتبہ (عثمان بن ابو طلحہ) کو گرد و غبار میں موت کے گھاٹ اتار دیا اور سعد کو پچھاڑ کر رکھ دیا، اس وقت جب نیزوں پر نیزے چل رہے تھے۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ سَادَةٌ مِنْ فُرُوعِكُمْ وَفِي كُلِّ قَوْمٍ سَادَةٌ وَفُرُوعُ

یہ لوگ (جنھیں ہم نے قتل کر دیا ہے) اپنی قوم میں سرداروں کی حیثیت رکھتے تھے اور تم ان کی شاخوں کی حیثیت رکھتے ہو، اور ہر قوم میں سردار بھی ہوتے ہیں اور ان کی شاخیں بھی۔

بِهِنَّ نُعِزُّ اللهَ حَتَّى يُعِزَّنَا وَإِنْ كَانَ أَمْرًا يَا سَخِينَ فَظِيعُ

اے قریشیو! خواہ کتنا ہی ہولناک معاملہ کیوں نہ ہو، ہم انھیں تلواروں سے اللہ کا نام بلند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر موقع پر عزت اور غلبہ عطا فرمائے۔

فَلَا تَذْكُرُوا قَتْلَى وَحَمْزَةُ فِيهِمُ قَتِيلٌ ثَوَىٰ لِلّٰهِ وَهُوَ مُطِيعُ

پس اور مقتولین کا تو ذکر ہی کیا، جب حمزہؓ بھی ان میں مقتول ہو گئے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ ہی کے راستے میں جاں بحق ہوئے۔

فَإِنَّ جِنَانَ الْخُلْدِ مَنْزِلَةٌ لَهُ وَأَمْرُ الَّذِي يَقْضِي الْأُمُورَ سَرِيعُ

اس لیے دائمی جنتیں ان کا ٹھکانا ہیں اور اس خدا کا حکم بہت جلد چلنے والا ہے جو تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔

وَقَتْلَاكُمُ فِي النَّارِ أَفْضَلُ رِزْقِهِمْ حَمِيمٌ مَعًا فِي جَوْفِهَا وَضَرِيعُ

اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہوں گے، ان کی سب سے افضل روزی گرم گرم پانی (حمیم) اور ایک قسم کی گھاس (ضریع) ہوگی، جو انھیں جہنم کے بیچوں بیچ ملا کرے گی۔

ابن ہشام نے کہا، بعض علماء ان اشعار کا انتساب حسانؓ بن ثابت اور ابن زبعری سے

درست نہیں سمجھتے اور (ابن الزبعری کے اشعار میں) "ماضی الشاۃ" اور "طیر یقفین" والے اشعار، ابن اسحٰق کے سوا کسی دوسرے شخص کی روایت سے ہیں۔

عمرو بن العاص کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: جنگِ اُحد کے موقع پر عمرو بن العاص نے یہ اشعار کہے۔

خَرَجْنَا مِنَ الْفَيْفِ عَلَيْهِمْ كَأَنَّنَا ... مَعَ الصُّبْحِ مِنْ رَضْوَى الْحَبِيكُ الْمُنَطَّقُ

ہم چٹیل میدان سے نکل کر ان مسلمانوں پر آدھمکے (اس میں ہم نے اسی تیز رفتاری سے کام لیا اور اس قدر جلد پہنچ گئے) گویا صبح کے ساتھ ہم بھی رضوی پہاڑ ہی سے طلوع ہونے والے تھے، جو بڑا مستحکم ہے اور جس میں بیشمار راستے ہیں (مطلب یہ ہے کہ پہاڑ کے پُر پیچ راستوں کے باوجود ہم صبح ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ گئے، گویا ہم اسی پہاڑ سے پیدا ہو کر سامنے آ گئے تھے، بالکل اسی طرح، جیسے صبح پہاڑ پر طلوع ہوتی ہے)۔

تَمَنَّتْ بَنُو النَّجَّارِ جَهْلًا لِقَاءَنَا ... لَدَى جَنْبِ سَلْعٍ وَالْأَمَانِيُّ تَصْدُقُ

بنو نجار نادانی میں سلع پہاڑ کے دامن کے نزدیک ہم سے دوچار ہونے کی تمنا کر رہے تھے، مگر آرزوئیں کبھی سچ بھی ہو جاتی ہیں (چنانچہ ہم ان سے جا ملے حالانکہ انھیں اس کی توقع کہاں تھی کہ ہم یوں ان کے پاس اچانک بلائے بے درماں بن کر پہنچ جائیں گے۔

فَمَا رَاعَهُمْ بِالشَّرِّ إِلَّا فَجَاءَةً ... كَرَادِيسُ خَيْلٍ فِي الْأَزِقَّةِ تَمْرُقُ

ان بنو نجار کو جنگ کے خطرے سے کوئی چیز نہیں ڈرا رہی تھی مگر غول کے غول گھوڑوں نے اچانک انھیں خوفزدہ کر دیا، جو رضوی پہاڑ کی پگڈنڈیوں سے نکل کر آنے لگے۔

أَرَادُوا لِكَيْمَا يَسْتَبِيحُوا قِبَابَنَا ... وَدُونَ الْقِبَابِ الْيَوْمَ ضَرْبٌ مُحَرِّقُ

بنو النجار نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ وہ ہمارے خیمے لوٹ لیں، مگر ان خیموں کی حفاظت کے لیے ایک شعلہ بار شمشیر زنی حائل تھی۔

وَكَانَتْ قِبَابًا أُومِنَتْ قَبْلُ مَا تَرَى ... إِذَا رَامَهَا قَوْمٌ أُبِيحُوا وَأُحْنِقُوا

اور یہ وہی خیمے تھے جنھیں پہلے بھی لوٹنے کی کوشش کی گئی تھی، مگر ایسا خیال

کرنے والوں کو خود ہی نقصان اُٹھانا پڑا اور سخت غیظ و غضب میں مبتلا کر دیا گیا
جیسے پہلے بھی محفوظ و مامون رہے (یعنی جنگِ بدر میں)۔

کَاَنَّ رُءُوسَ الْخَزْرَجِیِّیْنَ غُدْوَةً وَاَیْمَانُهُمْ بِالْمَشْرَفِیَّةِ بَرْوَقُ

اس دن (جنگِ اُحد میں) صبح کے وقت خزرجیوں کے سر مشرقی تلواروں
کے سامنے ایسے معلوم ہو رہے تھے، جیسے بروق گھاس، جو پیاز کی طرح نرمی
اور آسانی سے کٹ جاتی ہے۔

کعب کے جوابی اشعار

جیسا کہ ابن ہشام نے بیان کیا ہے، ابن العاص کے اشعار کا جواب کعب بن مالک نے ان اشعار میں دیا۔

اَلَا اَبْلِغَا فِهْرًا عَلٰی نَائِیْ دَارِهَا وَعِنْدَهُمْ مِنْ عِلْمِنَا الْیَوْمَ مَصْدَقُ
بِاَنَّا غَدَاةَ السَّفْحِ مِنْ بَطْنِ یَثْرِبٍ صَبَرْنَا وَرَایَاتُ الْمَنِیَّةِ تَخْفِقُ

میرے دونوں دوستو! سُن لو، قبیلہ فہر کو میرا پیغام ان کے گھر کی دُوری کے
باوجود پہنچا دو اور آج انھیں کے پاس ہمارے علم کی صداقت کا معیار موجود ہے
وہ پیغام یہ ہے کہ بطن یثرب کے دامن کوہ کے موقع پر ہم نے اس وقت صبر و تحمل
سے کام لیا تھا، جب موت کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

صَبَرْنَا لَهُمْ وَالصَّبْرُ مِنَّا سَجِیَّةٌ اِذَا طَارَتِ الْاَبْرَامُ نَسْمُوْ وَنَرْتُقُ
عَلٰی عَادَةٍ تِلْكُمْ جَرَیْنَا بِصَبْرِنَا وَقِدْمًا لَدَی الْغَایَاتِ نَجْرِیْ فَنَسْبِقُ

ہم نے ان کے مقابلے میں بڑی برداشت سے کام لیا اور یہ برداشت
تو ہماری عادت میں داخل ہے۔ کمینے اور ذلیل لوگ جب اُڑ اُڑ کر آتے ہیں تو ہم غالب و
فائق ہو کر اپنا معاملہ ٹھیک ہی رکھتے ہیں۔ ہم نے اسی عادت و سرشت کے مطابق
تحمل و برداشت سے جدوجہد کی غرض و غایت کے حصول کے وقت ہم ہمیشہ سے
اسی طرح جدوجہد کرتے اور سبقت لے جاتے رہے ہیں۔

کُنَّا حُوْمَةٌ لَا تُسْتَطَاعُ یَقُوْدُهَا نَبِیٌّ اَتٰی بِالْحَقِّ عَفٌّ مُصَدَّقُ

ہمارا ایک معظم مقام ہے جس پر کوئی حملے کی تاب نہیں لا سکتا۔ اس کی
قیادت وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا، عفیف اور صادق
مصدوق ہے۔

اَلَاهَلْ اَتَى اَفْنَاءَ فِهْرِ بْنِ مَالِكٍ مُقَطَّعَ اَطْرَافٍ وَهَامٌ مُفَلَّقُ

کیا یہ واقعہ نہیں کہ فہر بن مالک کے مختلف قسم کے قبائل کے پاس کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور کٹے ہوئے سر پہنچے ہیں؛

ضرار بن الخطّاب کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور ضرار بن الخطّاب نے یہ شعر کہے ہیں۔

اِنِّیْ وَجَدِّكَ لَوْلَا مُقْدَمِیْ فَرَسِیْ اِذْ جَالَتِ الْخَیْلُ بَیْنَ الْجِزْعِ وَالْقَاعِ
مَا زَالَ مِنْكُمْ بِجَنْبِ الْجِزْعِ مِنْ اُحُدٍ اَصْوَاتُ هَامٍ تَزَاقٰی اَمْرُهَا شَاعِیْ
وَفَارِسٌ قَدْ اَصَابَ السَّیْفُ مَفْرِقَهُ اَفْلَاقُ هَامَتِهٖ كَفَرْوَةِ الرَّاعِیْ

تیرے نصیب کی قسم! اگر میں اپنے گھوڑے کو، اس وقت جب وادی کے موڑ اور نشیبی زمین کے درمیان شہسوار جولانی کر رہے تھے، نہ بڑھا دیتا تو احد پہاڑ کی اس وادی کے موڑ پر تمہارے سروں سے نکل کر اڑنے والے پرندوں کی آواز گونجتی اور پھیلتی رہتیں اور گھوڑے کے سوار کی مانگ پر ایسی تلوار لگتی کہ اس کے سر کے ٹکڑے چرواہے کے توشہ دانوں کی طرح اڑتے ہی رہتے (ہام ان پرندوں کو کہتے ہیں جن کے متعلق اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ وہ مقتولین کے سروں سے نکل کر اسی جگہ اڑتے اور آوازیں نکالتے رہتے ہیں، گویا مقتول کا ماتم کرتے رہتے ہیں)۔

اِنِّیْ وَجَدِّكَ لَا اَنْفَكُّ مُنْتَطِقًا بِصَارِمٍ مِثْلَ لَوْنِ الْمِلْحِ قَطَّاعِ
عَلٰى رِحَالَةِ مِلْوَاحٍ مُثَابِرَةٍ نَحْوَ الصَّرِیْخِ اِذَا مَا ثَوَّبَ الدَّاعِیْ

تیرے نصیب کی قسم! واقعی بات یہ ہے کہ اس دعا و فریاد کرنے والے شخص کی طرح جو بار بار دعا کر رہا ہو، میں نمک کے سفید رنگ کی مثل قطع و برید کر ڈالنے والی تلوار لے کر اور ایک مضبوط و جفاکش گھوڑے کی زین پر بیٹھ کر پورے حزم و اعتماد سے برابر جا رہا۔

وَمَا انْتَمَیْتُ اِلٰی خُوْرٍ وَلَا كُشُفٍ وَلَا لِئَامٍ غَدَاةَ الْبَاْسِ اَوْزَاعِ
بَلْ ضَارِبِیْنَ حَبِیْكَ الْبِیْضِ اِذْ لَحِقُوْا شُمَّ الْعَرَانِیْنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لُذَّاعِ
شُمٍّ بَهَالِیْلَ مُسْتَرْخٍ حَمَائِلُهُمْ یَسْعَوْنَ لِلْمَوْتِ سَعْیًا غَیْرَ دَعْدَاعِ

میں ان لوگوں سے اپنی نسبت نہیں رکھتا جو کمزور اور ضعیف ہوں نہ ان لوگوں سے جو ڈھال اور ہتھیاروں سے خالی ہوں اور نہ ان ذلیل و کمینہ لوگوں سے

جو جنگ کی سختیوں کے وقت بزدل ثابت ہوتے ہوں۔ بلکہ میری نسبت ان لوگوں سے ہے کہ جب دشمنوں سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی ہے تو چمکیلی دھاروں والی تلواروں سے بہت زور کی شمشیر زنی کرنے والے ثابت ہوتے ہیں، اونچی ناک والے اور موت کے وقت آگ لگا دینے والے ہیں، پھر وہ ایسے سردار ہیں جن کی تلواروں کے پرتلے (ہمیشہ لڑنے کے لیے) ڈھیلے رہتے ہیں، موت کے لیے سست و کاہل ثابت ہوئے بغیر جانفشانی سے جدوجہد کرتے ہیں

اور یہ شعر بھی ضرار بن الخطاب کے ہیں:

لَمَّا اَتَتْ مِنْ بَنِيْ كَعْبٍ مُزَيَّنَةً ۔۔۔ وَالْخَزْرَجِيَّةُ فِيْهَا الْبِيْضُ تَأْتَلِقُ
وَجَرَّدُوْا مَشْرَفِيَّاتٍ مُهَنَّدَةً ۔۔۔ وَرَايَةً كَجَنَاحِ النَّسْرِ تَخْتَفِقُ
فَقُلْتُ يَوْمٌ بِاَيَّامٍ وَمَعْرَكَةٌ ۔۔۔ تُنْبِيْ لِمَا خَلْفَهَا مَا هُزْهِزَ الْوَرَقُ

جب ہمارے پاس بنو کعب کی جانب سے ہر قسم کے اسلحہ سے مزین فوجیں پہنچیں اور وہ خزرجی قبیلے بھی پہنچے، جن میں تلواریں چمک رہی تھیں اور ان سب نے مشارف اور ہند کی بنی ہوئی تلواریں نیاموں سے نکال کر برہنہ کرلیں اور وہ جھنڈا نکالا جو کرگس کے پروں کی طرح لہرا رہا تھا تو اس وقت میں نے کہا تھا کہ تمام جنگوں کے بدلے یہ ایک جنگ ہوگی اور یہ ایک ایسا معرکہ ہوگا، جو اس بات کا پتا دے کر بعد میں آنے والوں کے لیے اس جنگ کے باعث تمام رونق اور حسنِ نظام درہم برہم ہوکر رہ جائے گا اور تمام حالات دگرگوں ہوجائیں گے۔

قَدْ عُوِّدُوْا كُلَّ يَوْمٍ اَنْ تَكُوْنَ لَهُمْ ۔۔۔ رِيْحُ الْقِتَالِ وَاَسْلَابُ الَّذِيْنَ لَقُوْا

یہ لوگ تو اس بات کے عادی ہوگئے ہیں کہ ان کے لیے ہر روز جنگ و قتال کی ہوا چلتی رہے اور جب ان سے دوچار ہوں، مالِ غنیمت لیتے رہیں۔

خَيَّرْتُ نَفْسِيْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ وَجَلٍ ۔۔۔ مِنْهَا وَاَيْقَنْتُ اَنَّ الْمَجْدَ مُسْتَبِقُ

اس جنگ و قتال کی ہوا کا جو خوف و اندیشہ ہوسکتا تھا، اس کے لیے میں نے اپنے آپ کو تیار کرلیا تھا اور اس بات کا یقین کرلیا تھا کہ بہرصورت مجد و شرف ہی کو سبقت حاصل ہوکر رہے گی۔

أَكْرَهْتُ مُهْرِي حَتّٰى خَاضَ غَمْرَتَهُمْ وَبَلَّهُ مِنْ نَجِيعٍ عَانِكٌ عَلَقُ

فَظَلَّ مُهْرِي وَسِرْبَالِي جَسِيدُهُمَا نَفْخُ الْعُرُوقِ رِشَاشُ الطَّعْنِ وَالْوَرَقُ

میں نے اپنا گھوڑا ان میں ڈال دیا، وہ ان کے امنڈتے ہوئے سیلاب میں جا گھسا اور سرخ خون سے تربتر ہو گیا، چنانچہ میرے گھوڑے اور میری زرہ کا رنگ ایسا ہو گیا تھا، جیسے رگوں سے ابھرا ہوا خون معلوم ہوتا ہے، جیسے نیزوں کے مارنے سے جگہ جگہ خون کے چھینٹے نظر آتے ہیں اور خون کے دھبے پڑ جاتے ہیں۔

أَيْقَنْتُ أَنِّي مُقِيمٌ فِي دِيَارِهِمْ حَتّٰى يُفَارِقَ مَا فِي جَوْفِهِ الْحَدَقُ

میں نے عزم کر لیا تھا کہ میں ان کے دیار میں اس وقت تک جما رہوں گا جب تک آنکھ کا ڈھیلا اپنے حلقے ہی کو نہ چھوڑ دے (یعنی اس وقت تک پیچھے نہ ہٹوں گا، جب تک موت نہ آجائے)۔

لَا تَجْزَعُوا يَا بَنِي مَخْزُومَ إِنَّ لَكُمْ مِثْلَ الْمُغِيرَةِ فِيكُمْ مَا بِهِ زَهَقُ

صَبْرًا فِدًى لَكُمْ أُمِّي وَمَا وَلَدَتْ تَعَاوَرُوا الضَّرْبَ حَتّٰى يُدْبِرَ الشَّفَقُ

اے بنو مخزوم! گھبراؤ نہیں، تمہارے لیے مغیرہ کی مثال کافی ہے، جو تمہارا ہی ایک فرد ہے اور اس مثال میں کوئی نقص نہیں، تم پر میری ماں اور اس کی اولاد قربان ہو، جب تک شفق ڈوب نہ جائے، مقابلے پر شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے رہو (یعنی رات گئے تک لڑتے رہو)۔

باب ۱۲

جنگ اُحد کے متعلّق اشعار

(۴)

عمرو بن العاص کے اشعار

عمرو بن عاص نے یہ شعر کہے:

لَمَّا رَاَیْتُ الْحَرْبَ یَنْزُو   شَرُّھَا بِالرَّضْفِ نَزْوَا
وَتَنَاوَلَتْ شَھْبَاءُ تَلْحُ   وَالنَّاسَ بِالضَّرَّاءِ لَحْوَا
اَیْقَنْتُ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ   وَالْحَیَاۃَ تَکُوْنُ لَغْوَا

میں نے جب دیکھا کہ جنگ کے شرارے گرم پتھر پر رگڑ کھا کر خوب مشتعل ہو رہے ہیں اور بے شمار ہتھیاروں کے ساتھ افواج لوگوں کی کھال نہایت نقصان رساں انداز میں ادھیڑ رہی ہیں، تو میں خوب سمجھ گیا کہ موت بالکل برحق ہے اور زندگی لغو و بے معنی۔

حَمَلْتُ اَثْوَابِیْ عَلٰی   عَتَدٍ یَبُذُّ الْخَیْلَ رَھْوَا
سَلِسٍ اِذَا نُکِبْنَ فِی الْ   بَیْدَاءِ یَعْلُوا الطِّرْفَ عُلْوَا

میں نے اپنے کپڑے ایک ایسے جفاکش گھوڑے پر رکھ لیے جو دوسرے گھوڑوں سے بآسانی سبقت لے جاسکتا تھا، جو نہایت آسانی کے ساتھ اچھے سے اچھے نجیب الطرفین گھوڑے سے اس وقت آگے بڑھا چلا جا رہا تھا، جب دوسرے گھوڑے صحرا میں اوندھے ہو کر گر رہے تھے۔

وَاِذَا تَنَزَّلَ مَاءُہٗ   مِنْ عِطْفِہٖ یَزْدَادُ زَھْوَا

اور جب اس گھوڑے کے پہلو سے پسینا بہتا تھا تو اس کی نخوت اور بڑھ جاتی تھی۔

رَبِذٍ کَیَعْفُوْرِ الصَّرِیْـ   ـمَۃِ رَاعَہُ الرَّامُوْنَ دَحْوَا

یہ گھوڑا ایسا تیز دوڑتا تھا، جیسے ریت کے ٹیلے پر ہرن کا وہ بچہ نہایت جوش و خروش سے دوڑتا ہے، جسے شکاریوں نے چوکنا کر دیا ہو۔

شَنِجٍ نَسَاهُ ضَابِطٍ لِلْخَيْلِ إِدْخَاءً وَعَدَدًا

اس کے زانوؤں کی رگیں کھینچی ہوئی تھیں، نہایت تیزی سے دوڑ کر
دوسرے گھوڑوں کو قابو میں کر لینے والا تھا۔

فَفِدًى لَهُمْ أُمِّي غَدَاةَ الرَّوْعِ إِذْ يَمْشُونَ قَطُوا
سَيْرًا إِلَى كَبْشِ الْكَتِيبَةِ إِذْ جَلَتْهُ الشَّمْسُ جَلْوًا

جنگ کے موقع پر جس وقت یہ لوگ دشمن کی فوج اور اس کے مینڈھے
جیسے سردار کی طرف ان کی روشنی میں ڈنکے کی چوٹ بڑے اطمینان وسکون سے
خراماں خراماں بڑھتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ میری ماں ان پر قربان ہو جائے۔

کعب بن مالک کے جوابی اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: ضرار اور ابن العاص دونوں کے اشعار کا جواب کعب بن مالک نے دیا انھوں نے اس سلسلے میں یہ شعر کہے:

أَبْلِغْ قُرَيْشًا وَخَيْرُ الْقَوْلِ أَصْدَقُهُ وَالصِّدْقُ عِنْدَ ذَوِي الْأَلْبَابِ مَقْبُولُ
أَنْ قَدْ قَتَلْنَا بِقَتْلَانَا سَرَاتَكُمْ أَهْلَ اللِّوَاءِ فَفِيمَا يَكْثُرُ الْقِيلُ

قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو۔ اور سب سے بہتر قول وہی ہوتا ہے جو سب سے سچا ہوتا ہے اور اہل عقل و ہوش کے نزدیک سچائی ہی مقبول ہے کہ ہم نے اپنے مقتولین کے عوض میں تمھارے چنے ہوئے علمبرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پس تباؤ، لوگوں میں کس معاملے کا زیادہ ذکر اذکار رہتا ہے (یہی کہ تم لوگوں کے بڑے بڑے علمبردار مار دیے گئے ہیں)۔

وَيَوْمَ بَدْرٍ لَقِينَاكُمْ لَنَا مَدَدٌ فِيهِ مَعَ النَّصْرِ مِيكَالٌ وَجِبْرِيلُ

جنگ بدر میں ہماری اور تمھاری مڈبھیڑ ہوئی، ہمیں ایسی کمک پہنچ رہی تھی جس میں میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام نصرت ساتھ لیے موجود تھے۔

إِنْ تَقْتُلُونَا فَدِينُ الْحَقِّ فِطْرَتُنَا وَالْقَتْلُ فِي الْحَقِّ عِنْدَ اللهِ تَفْضِيلُ

تم اگر ہمیں قتل بھی کر دو گے (تو کیا پروا ہے) اس لیے کہ دین حق ہماری سرشت میں داخل ہو چکا ہے اور حق کے معاملے میں قتل ہو جانا اللہ کے نزدیک بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

وَاِنْ تَرَوْا اَمْرَنَا فِیْ رَأْیِکُمْ سَفَهًا ... فَرَأْیُ مَنْ خَالَفَ الْاِسْلَامَ تَضْلِیْلُ

اور اگر تم اپنی رائے کے مطابق یہ سمجھتے ہو کہ ہمارا معاملہ بے وقوفی پر مبنی ہے تو سمجھ لو کہ اس شخص کی رائے، جو اسلام کا مخالف ہے، گمراہی اور بے راہ روی کی رائے ہے۔

فَلَا تَمَنَّوْا لِقَاحَ الْحَرْبِ وَاقْتَعِدُوْا ... اِنَّ اَخَا الْحَرْبِ اَصْدَی اللَّوْنِ مَشْغُوْلُ

پس تم جنگ کے شعلے کو بھڑکانے کا حوصلہ نہ کرو اور چپ چاپ بیٹھے رہو کیونکہ جنگ جو آدمی کا رنگ خون سے رنگا ہوتا ہے اور وہ بے حد مصروفِ جنگ رہتا ہے۔

اِنَّ لَکُمْ عِنْدَنَا ضَرْبًا تَرَاحُ لَهٗ ... عُرْجُ الضِّبَاعِ لَهٗ خَذْمٌ رَعَابِیْلُ

ہمارے پاس تمہارے لیے تلواروں کی مار موجود ہے جس سے لنگڑے بجو جھوم جھوم جاتے ہیں، کیونکہ انھیں اس مار سے گوشت کے ٹکڑے علاحدہ علاحدہ کٹے ہوئے مل جاتے ہیں۔

اِنَّا بَنُوْ الْحَرْبِ نُمْرِیْهَا وَنَنْتِجُهَا ... وَعِنْدَنَا لِذِی الْاَضْغَانِ تَنْکِیْلُ

دیکھو! ہم بڑے جنگ جو لوگ ہیں، جنگ کو ہم اونٹنی کی طرح دوہتے ہیں اور اس سے بچے پیدا کرا دیتے ہیں اور ہمارے پاس کینہ پرور لوگوں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے۔

اِنْ یَنْجُ مِنْهَا ابْنُ حَرْبٍ بَعْدَمَا بَلَغَتْ ... مِنْهُ التَّرَاقِیْ وَاَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلُ

فَقَدْ اَفَادَتْ لَهٗ حِلْمًا وَمَوْعِظَةً ... لِمَنْ یَکُوْنُ لَهٗ لُبٌّ وَمَعْقُوْلُ

اس کے بعد کہ جنگ ایک مرتبہ ابو سفیان کے حلقوم تک پہنچ جائے اور ہزیمت پر ہزیمت اٹھا کر اس کا مزاج درست ہو جائے، پھر اسے کسی طرح اس سے نجات بھی مل جائے تو جنگ اس میں ایک قسم کی بردباری پیدا کر دے گی اور ان لوگوں کے لیے عبرت و موعظت کا سامان بن جائے گی، جو معقولیت سے ذرا بھی بہرہ ور نہیں۔

وَلَوْ هَبَطْتُمْ بِبَطْنِ السَّیْلِ کَافَحَکُمْ ... ضَرْبٌ بِشَاکِلَةِ الْبَطْحَاءِ تَرْعِیْلُ

اور اگر تم بطن سیل میں اترو گے تو بطحاء کے گوشے میں تمھیں بڑی تیز شمشیر زنی کا سامنا کرنا ہوگا۔

تَلْقَاكُمْ عُصَبٌ حَوْلَ النَّبِيِّ لَهُمْ   مِمَّا يُعِدُّونَ لِلْهَيْجَاءِ سَرَابِيلُ

اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونے والی ایسی جماعتیں ملیں گی، جن کے پاس زرہیں موجود ہیں، یہ زرہیں ان اسلحہ میں سے ہیں جنھیں انھوں نے جنگ کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

مِنْ جِذْمِ غَسَّانَ مُسْتَرْخٍ حَمَائِلُهُمْ   لَا جُنَبَاءُ وَلَا مِيلٌ مَعَازِيلُ

یہ جماعتیں قبیلہ غسان کی نسل سے ہیں، جن کی تلواروں کے پر تلے جنگ کے لیے ہر وقت ڈھیلے رہتے ہیں۔ جو بزدل یا نہتے نہیں، جن کے پاس نیزے وغیرہ نہ ہوں۔

يَمْشُونَ تَحْتَ عَمَايَاتِ الْقِتَالِ كَمَا   تَمْشِي الْمُصَاعِبَةُ الْأُدْمُ الْمَرَاسِيلُ

أَوْ مِثْلَ مَشْيِ أُسُودِ الظَّلِّ أَلْثَقَهَا   يَوْمٌ رَذَاذٌ مِنَ الْجَوْزَاءِ مَشْمُولُ

یہ جماعتیں میدانِ قتال میں جنگ کی ہولناکیوں میں اسی طرح چلتی ہیں جس طرح سفید نر اونٹ ایک کے پیچھے ایک قطار در قطار چلتے ہیں یا ان شیروں کی چال چلتی ہیں، جنھیں شمالی ہوا کے ساتھ ستارہ جوزاء سے ہونے والی ہلکی بارش نے تر کر دیا اور وہ سایے میں چل رہے ہوں۔

فِي كُلِّ سَابِغَةٍ كَالنِّهْيِ مُحْكَمَةٍ   قِيَامُهَا فَلَجٌ كَالسَّيْفِ بُهْلُولُ

یہ جماعتیں ایسی زرہوں میں ملبس ہوتی ہیں جو نہایت مستحکم ہیں اور جو اس تالاب کی طرح ہیں، جو تلوار کی طرح چمکدار نہر "فلج" کے قریب واقع ہوا ہو۔

تَرُدُّ حَدَّ قِرَامِ النَّبْلِ خَاسِئَةً   وَيَرْجِعُ السَّيْفُ عَنْهَا وَهُوَ مَفْلُولُ

یہ زرہیں موٹے تیروں کی دھاروں کو ناکام واپس کر دیتی ہیں اور تلواریں جب ان کے پاس سے لوٹتی ہیں تو ان میں دندلانے پڑے ہوتے ہیں (ان پر نہ تیروں کا اثر ہوتا ہے، نہ تلواروں کا)۔

وَلَوْ قَذَفْتُمْ بِسَلْعٍ عَنْ ظُهُورِكُمْ   وَلِلْحَيَاةِ وَدَفْعِ الْمَوْتِ تَأْجِيلُ

مَا زَالَ فِي الْقَوْمِ وِتْرٌ مِنْكُمْ أَبَدًا   تَعْفُو السَّلَامُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَطْلُولُ

اور ایسی حالت میں کہ موت کا مقابلہ کرنے اور زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے ایک مدت حاصل ہو، تم اگر اپنی پشتوں سے اٹھا کر پہاڑ بھی پھینک مارتے

تو بھی ہماری جماعت کا وہ فرد جس سے تمہیں خون بہا کے طور پر انتقام لینا ہوتا، اس پر پہاڑ کا پتھر بھی بیکار ہو جاتا اور وہ فرد یونہی بغیر خون بہا دیے بچا رہتا۔

عَبْدٌ وَحُرٌّ كَرِيمٌ مُوثَقٌ قَنَصًا شَطْرَ الْمَدِينَةِ مَأْسُورٌ وَمَقْتُولُ

غلام ہو یا وہ آزاد شریف آدمی، جو بڑا شکار باندھ لینے والا ہو، جب مدینہ کا رخ کرے گا، قید کیا جائے گا یا جان سے مارا جائے گا۔

كُنَّا نُؤَمِّلُ أُخْرَاكُمْ فَأَعْجَلَكُمْ مِنَّا فَوَارِسُ لَا عُزْلٌ وَلَا مِيلُ

ہم تمہاری آخری صفوں کو ایک قسم کی امید دلاتے تھے اور اس بنا پر جب تم آگے بڑھتے تھے تو ہمارے سوار جو ڈھال اور ہتھیاروں سے خالی نہ تھے تمہیں فوراً آکر جکڑ لیتے تھے۔

إِذَا جَنَى فِيهِمُ الْجَانِي فَقَدْ عَلِمُوا حَقًّا بِأَنَّ الَّذِي قَدْ جَرَّ مَحْمُولُ

یہ ایسے سوار ہیں کہ ان میں جب کوئی ذرا جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اس اصول کو بالکل حق سمجھتے ہیں کہ جو بھی جرم کا مرتکب ہوگا اسے سزا ضرور بھگتنا پڑے گی۔

مَا نَحْنُ، لَا نَحْنُ مِنْ إِثْمٍ مُجَاهَرَةً وَلَا مَلُومٌ وَلَا فِي الْغُرْمِ مَخْذُولُ

ہم وہ لوگ نہیں، جو کھلے بندوں گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، نہ وہ جنہیں ملامت کی جاتی ہے نہ ہم وہ لوگ ہیں، جن سے تاوان اس طرح وصول کر لیا جائے کہ ان کا کوئی ہمنوا اور مددگار ہی نہ ہو۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

اور حسانؓ بن ثابت نے یہ اشعار کہے، جن میں وہ جنگ اُحد کے علمبرداروں کی تعداد بیان کرتے ہیں۔

مَنَعَ النَّوْمَ بِالْعِشَاءِ الْهُمُومُ وَخَيَالٌ إِذَا تَغُورُ النُّجُومُ

مِنْ حَبِيبٍ أَضَافَ قَلْبَكَ مِنْهُ سَقَمٌ فَهُوَ دَاخِلٌ مَكْتُومُ

رات کے وقت جب ستارے ڈوب رہے تھے، اس حبیب کے فکر و خیال نے نیند روک دی جس کی بیماری تیرے قلب میں جاگزیں ہو گئی ہے، یہ بیماری دل کے اندر مخفی ہے۔

یَا لَقَوْمِی هَلْ یَقْتُلُ الْمَرْءَ مِثْلِی — وَاهِنُ الْبَطْشِ وَالْعِظَامِ سُئُومُ

اے لوگو! کیا مجھ جیسے آدمی کو وہ سے بھی مار سکتی ہے، جو خود افسردہ ہے اور جس کی گرفت اور ہڈیاں بھی کمزور ہیں۔

لَوْ یَدِبُّ الْحَوْلِیُّ مِنْ وَلَدِ الذَّرِّ — عَلَیْهَا لَانْدَبَتْهَا الْکُلُومُ

اگر چیونٹی کا چھوٹا بچہ بھی ان پر چلے تو اس سے بھی ان پر زخموں کے نشان بن جائیں۔

شَأْنُهَا الْعِطْرُ وَالْفِرَاشُ وَیَعْلُو — هَا لُجَیْنٌ وَلُؤْلُؤٌ مَنْظُومُ

میری محبوبہ عطر سونگھتی اور بستر پر لیٹی ہے، وہ چاندی اور موتیوں سے مزین ہے۔

لَمْ تَفُتْهَا شَمْسُ النَّهَارِ بِشَیْءٍ — غَیْرَ اَنَّ الشَّبَابَ لَیْسَ یَدُومُ

دن کی دھوپ اس سے بچ کر نکل جاتی ہے، مگر اسے کیا کیا جائے کہ شباب لوٹ کر نہیں آسکتا

اِنَّ خَالِی خَطِیبُ جَابِیَةِ الْجَوْ — لَانِ عِنْدَ النُّعْمَانِ حِیْنَ یَقُومُ

میرا ماموں جس وقت نعمان کے پاس کھڑا ہوتا ہے تو مقام جولان (شام میں ایک شہر) کے حوض کے قریب خطابت کا زور دکھاتا ہے۔

وَاَنَا الصَّقْرُ عِنْدَ بَابِ ابْنِ سَلْمٰی — یَوْمَ نُعْمَانُ فِی الْکُبُولِ سَقِیمُ

اور ہم ابن سلمی کے دروازے پر اس وقت شکروں کی مانند تھے جب نعمان بیڑیوں میں کسا ہوا سقیم ہو رہا تھا۔

وَاُبَیٌّ وَوَاقِدٌ اُطْلِقَا لِی — یَوْمَ رَاحَا وَکَبْلُهُمْ مَخْطُومُ

ابی اور واقد کو اسی شام، جب وہ وہاں گئے تھے، مجھے دیکھ کر فوراً رہا کر دیا گیا اور میرے خوف سے اسی وقت ان کی بیڑیاں ٹوٹ کر الگ جا پڑیں۔

وَرَهَنْتُ الْیَدَیْنِ عَنْهُمْ جَمِیعًا — کُلُّ کَفٍّ جُزْءٌ لَهَا مَقْسُومُ

اور ان سب کی جانب سے میں نے اپنے دونوں ہاتھ رہن رکھ دیے تھے اور ہر ہاتھ کو اپنا حصہ تقسیم کر دیا۔

وَسِطَتْ نِسْبَتِي الذَّوَائِبَ مِنْهُمْ   كُلُّ دَارٍ فِيهَا اَبٌ لِي عَظِيمُ

ان لوگوں میں تمام عالی مرتبہ رکھنے والوں سے میری نسبت قائم ہے
ان میں کوئی گھر ایسا نہیں جس میں میرے کوئی نہ کوئی بزرگ جدّامجد موجود نہ ہوں۔

وَاَبِیٌّ فِي سُمَيْعَةِ الْقَائِلِ الْفَا ـ صِلُ يَوْمَ الْتَقَتْ عَلَيْهِ الْخُصُومُ

اور اُبی سمیحہ پر (مدینہ میں ایک کنوئیں کا نام ہے) ایک فیصلہ کن بات کرنے والا تھا، جب دشمن اس سے متصادم ہوئے۔

تِلْكَ اَفْعَالُنَا وَفِعْلُ الزِّبَعْرِي   خَامِلٌ فِي صَدِيقِهِ مَذْمُومُ

یہ ہمارے کارنامے ہیں اور زبعری کا عمل خاموش ہے، جس کی مذمت اس کے دوستوں میں ہوتی ہے۔

رُبَّ حِلْمٍ اَضَاعَهُ عَدَمُ الْمَا ـ لِ وَجَهْلٌ غَطَّى عَلَيْهِ النَّعِيمُ

زبعری بڑے حلم والا ہے، جسے مال کے فقدان (افلاس) اور جہل نے برباد کر دیا، اس پر خوش حالی نے اپنا پردہ ڈال دیا۔

لَا تَسُبَّنَّنِي فَلَسْتَ بِسِبِّي   اِنَّ سِبِّي مِنَ الرِّجَالِ الْكَرِيمُ

اور ابن زبعری: تو مجھے سبّ و شتم نہ کر، کیونکہ تجھے اس کا حق نہیں کہ میرا مقابل سبّ و شتم کرنے والا نہ ہے۔ سبّ و شتم میں برابر کا مقابل لوگوں میں وہی ہو سکتا ہے جو برابر کا شریف زادہ ہو۔

مَا اُبَالِي اَنَبَّ بِالْحَزْنِ تَيْسٌ   اَمْ لَحَانِي بِظَهْرِ غَيْبٍ لَئِيمُ

میں پروا نہیں کرتا کہ آیا ٹیلے پر بیٹھ کر کوئی مینڈھا چیختا چلایا یا پیٹھ پیچھے کسی کمینہ و ذلیل آدمی نے عیب جوئی کر کے کھال ادھیڑنے کی کوشش کی۔

وَلِيَ الْبَاسُ مِنْكُمْ اِذْ رَحَلْتُمْ   اُسْرَةٌ مِنْ بَنِي قُصَيٍّ صَمِيمُ

جس وقت تم نے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا تھا، اُسی وقت دشواری اور مولانا کی تمہاری دوست بن چکی تھی، اگرچہ تم قبیلہ قصی کے ایک خالص النسل خاندان سے ہو۔

تِسْعَةٌ تَحْمِلُ اللِّوَاءَ وَطَارَتْ   فِي رَعَاعٍ مِنَ الْقَنَا مَخْزُومُ

وہ تو علمبردار جو لہراتا ہوا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، ان کی ناکوں میں چھوٹے
چھوٹے تیروں سے اسی وقت نکیل ڈال دی گئی تھی۔

وَاَقَامُوْا حَتّٰی اُبِیحُوْا جَمِیْعًا　　فِیْ مَقَامٍ وَکُلُّھُمْ مَذْمُوْمُ
بِدَمٍ عَانِكٍ وَکَانَ حِفَاظًا　　اَنْ یُّقِیْمُوْا اِنَّ الْکَرِیْمَ کَرِیْمُ

انھوں نے یہاں آکر جمنے کی کوشش کی، مگر سرخ خون بہاکر اسی جگہ انھیں
مال مباح بنالیا گیا، گروہ قابلِ نفرت وحقارت تھے اور ان کا اس جگہ جمنے کا
ارادہ کرنا ہی موجب غیظ وغضب ہوگیا، شریف شریف ہی ہوتا ہے، ایک
ایک شریف آدمی یہ حرکت کس طرح گوارا کرسکتا تھا؛

وَاَقَامُوْا حَتّٰی اُزِیْرُوْا شَعُوْبًا　　وَالْقَنَا فِیْ نُحُوْرِھِمْ مَحْطُوْمُ

انھوں نے یہاں آکر ڈیرے ڈالے تھے، اس لیے سینوں میں نیزے توڑ
توڑ کر انھیں موت کی زیارت کرادی گئی۔

وَقُرَیْشٌ تَفِرُّ مِنَّا لِوَاذًا　　اَنْ یُّقِیْمُوْا وَخَفَّ مِنْھَا الْحُلُوْمُ

قریشیوں کا حال یہ تھا کہ بدحواس ہوکر اپنے لیے جائے پناہ ڈھونڈنے
لگے اور اس بات سے گریزاں ہونے لگے کہ یہاں ایک لمحے کے لیے بھی رکیں
بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ ان کی

لَمْ تُطِقْ حَمْلَهُ الْعَوَاتِقُ مِنْھُمْ　　اِنَّمَا یَحْمِلُ اللِّوَاءَ النُّجُوْمُ

اس جھنڈے کو اٹھانے کی طاقت ان کفار کے کاندھوں میں نہیں تھی۔
ایک جھنڈے کو دراصل آسمان کے ستارے ہی اٹھا سکتے ہیں (یعنی مسلمان ہی
جھنڈا اٹھانے کے لائق ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا، یہ قصیدہ حسان رضؓ بن ثابت نے رات کے وقت کہا "منع النوم بالعشاء الھموم" اور اپنی قوم کو بلاکر کہا "مجھے اس بات کا ڈر ہے قبل اس کے کہ میں صبح کروں، میری موت آجائے گی، اگر ایسا ہے تو تم لوگ اس قصیدے کو روایت نہ کرنا"

حجاج سلمی کے اشعار

ابن ہشام نے کہا، حجاج بن علاط سلمی کے یہ اشعار مجھے ابوعلیدہ نے سنائے، ان میں حجاج امیر المومنین حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کے مدح خواں ہوتے ہوئے اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ نے طلحہ بن ابوطلحہ بن العزیٰ بن عثمان

بن عبد الدار کو قتل کیا تھا جو مشرکین کی طرف سے صاحب لوار (علمبردار) تھا۔

لِلّٰہِ اَیُّ مُذَبِّبٍ عَنْ حُرْمَۃٍ ... اَعْنِی ابْنَ فَاطِمَۃَ الْمُعِمَّ الْمُخْوَلَا
سَبَقَتْ یَدَاکَ لَہٗ بِعَاجِلِ طَعْنَۃٍ ... تَرَکَتْ طُلَیْحَۃَ لِلْجَبِیْنِ مُجَدَّلَا
وَشَدَدْتَ شَدَّۃَ بَاسِلٍ فَکَشَفْتَہُمْ ... بِالْجَرِّ اِذْ یَہْوُوْنَ اَخْوَلَ اَخْوَلَا

خدارا بتاؤ! عزت و حرمت کی مدافعت کرنے والا کون ہے؟ میری مراد حضرت علیؓ ابن ابی طالب (جو ابن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بھی ہیں[1]) سے ہے جو کہ نہایت شریف ماموؤں اور چچاؤں والے ہیں۔ اے علی! تیز نیزہ مارنے میں آپ کے ہاتھوں کی چابک دستی طلحہ سے سبقت لے گئی اور نیزے کی مار نے اسے زمین پر منہ کے بل لوٹ پوٹ کر دیا۔ اور آپ نے ایک بہادر اور شجاع آدمی کی طرح ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کی صفیں، اُحد کے دامن میں چھانٹ کر رکھ دیں اور وہ یکے بعد دیگرے گرتے ہی چلے گئے۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور حسانؓ بن ثابت نے (مذکورہ ذیل) اشعار بھی کہے ہیں جن میں وہ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے اُحد پر آہ و بکا کرتے ہیں:

یَا مَیَّ قُوْمِیْ فَانْدُبِیْ ... بِسُحَیْرَۃٍ شَجْوَ النَّوَائِحِ
کَالْحَامِلَاتِ الْوِقْرَ بِالْـ ... ثِّقْلِ الْمُلِحَّاتِ الدَّوَالِحِ
الْمُعْوِلَاتِ الْخَامِشَا ... تِ وُجُوْہَ حُرَّاتٍ صَحَائِحِ

اے میری ماں! اُٹھ کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سا غم واندوہ لے کر مقام سُحیرہ پر (مدینہ میں ایک کنوئیں کا نام) فریادوں سے لبریز نوحہ کر۔ ان عورتوں کی طرح نوحہ کر، جو بوجھ کو اور زبردست بوجھ کو پوری مشقت کے ساتھ اٹھا رہی ہوں۔ جو عورتیں منہ نوچ نوچ کر بآواز بلند نوحہ اور آہ و بکا کر رہی ہیں، ان کے چہرے آزاد اور شریف عورتوں کے چہرے ہیں۔

وَکَاَنَّ سَیْلَ دُمُوْعِہَا الْـ ... اَنْصَابُ تُخْضَبُ بِالذَّبَائِحِ

اور ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب[2] ہے، جو قربانی کے جانوروں

---

[1] حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہؓ تھا جو اسد بن ہاشم کی صاحبزادی تھیں۔ [2] انصاب ایک پتھر تھا جس پر جانور ذبح کیے جاتے تھے اور خون اس پر ملا جاتا تھا۔

کے خون سے رنگا جا رہا ہے۔

يَنْقُضْنَ أَشْعَارًا لَهُنَّ هُنَاكَ بَادِيَةَ الْمَسَائِحِ

یہ نوحہ خواں عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں ان کی مینڈھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

وَكَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْـ ـلٍ بِالضُّحَى شُمُسٍ رَوَامِحِ

اور وہ مینڈھیاں دن کی روشنی میں ان گھوڑوں کی دُموں کی مانند معلوم ہوتی تھیں، جو چاروں پاؤں کو چلا چلا بدک رہے ہوں۔

مِنْ بَيْنِ مَشْزُورٍ مَجْـ ـدُولٍ يُذَعْذِعُ بِالْبَوَارِحِ

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مینڈھیاں یا تو سوکھے ہوئے گوشت کی طرح تھیں یا کٹے ہوئے گوشت کی طرح جن پر تیز و تند ہوائیں چل رہی ہوں۔

يَبْكِينَ شَجْوًا مُسْلَبَا تٍ كَدَّحَتْهُنَّ الْكَوَادِحِ

ماتمی لباس پہنے وہ نہایت غم انگیز رونا رو رہی تھیں اور ان حادثات نے انھیں بالکل افسردہ کر دیا تھا۔

وَلَقَدْ أَصَابَ قُلُوبَهَا مَجْلٌ لَهُ جُلَبٌ قَوَارِحِ

ان کے قلوب پر ایسے زخم لگے تھے، جن کی پپڑیاں بے حد تکلیف دہ تھیں۔

إِذْ أَقْصَدَ الْحِدْثَانُ مَنْ كُنَّا نُرَجِّي إِذْ نُشَايِحْ

أَصْحَابَ أُحُدٍ غَالَهُمْ دَهْرٌ أَلَمَّ لَهُ جَوَارِحِ

مَنْ كَانَ فَارِسَنَا وَحَا مِيَنَا إِذَا بُعِثَ الْمَسَالِحِ

یہ زخم اس وقت لگے، جب ان لوگوں پر حوادث ٹوٹ پڑے، جن کے متعلق ہم خود ہی سوچ کر اندیشہ کر رہے تھے کہ مبادا انھیں کوئی گزند پہنچ جائے، یعنی اصحابِ اُحد پر جنھیں زخمی کر دینے والے سخت پنجوں والے زمانے نے ہلاک کر دیا اور اس ہستی کو حادثہ پہنچا، جو ہمارا زبردست شہسوار تھا اور جو ایسے نازک وقت میں ہمارا محافظ و حامی ثابت ہوتا تھا، جب سرحدات پر مسلح سپاہیوں کو کسی خطرے کے وقت بھیجنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔

يَا حَمْزَ، لَا وَاللّٰهِ لَا　　　أَنْسَاكَ مَا صُرَّ اللَّقَائِحُ
لِمُنَاخِ أَيْتَامٍ وَأَضْيَا　　　فٍ وَأَرْمَلَةٍ تُلَامِحُ
وَلِمَا يَنُوبُ الدَّهْرُ فِي　　　حَرْبٍ لِحَرْبٍ وَهِيَ لَاقِحُ

اے حمزہؓ! خدا کی قسم!! اس وقت تک تمھیں نہ بھولوں گا، جب تک یتیموں، مہمانوں اور نیچی آنکھوں سے دیکھنے والے خستہ حالوں کے مقام پر دودھ دینے والی اونٹنیاں دوہی جائیں گی (یعنی کبھی نہ بھولوں گا) اور اس وقت تک نہ بھولوں گا جب تک یہ اونٹنیاں اس مقصد کے لیے دوہی جاتی رہیں گی، جسے زمانہ ایک جنگ میں دوسری جنگ کے لیے نوبت بہ نوبت لاتا ہے اور جنگ کا زور اور شرارہ بڑھتا بھی رہتا ہے (یعنی جنگ جن محرکات کی وجہ سے برپا ہوتی ہے وہ ہمیشہ پیدا ہوں گے اور اس بنا پر جنگ بھی نوعِ انسانی کی زندگی کے ہر دور میں قیامت تک ہوتی رہے گی)۔ مطلب یہ ہے کہ جنگیں ہمیشہ ہوتی رہیں گی اور جب تک جنگیں ہوتی رہیں گی، میں تمھیں فراموش نہ کروں گا، ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

يَا فَارِسًا يَا مِدْرَهَا　　　يَا حَمْزَ قَدْ كُنْتَ الْمُصَامِحُ
عَنَّا شَدِيدَاتِ الْخُطُوبِ　　　إِذَا يَنُوبُ لَهُنَّ فَادِحُ

اے شہسوار! اے ہاتھ اور زبان سے قوم کی مدافعت کرنے والے اے حمزہ! تم ہی تھے جو سخت سے سخت حوادث کے مقابلے میں اس وقت ہماری طرف سے مدافعت کرتے تھے جب ان حوادث میں سب سے زیادہ بارگراں ڈالنے والا حادثہ بار بار حملہ آور ہوتا تھا۔

ذَكَّرْتَنِي أَسَدَ الرَّسُو　　　لِ، وَذَاكَ مِدْرَهُنَا الْمُنَافِحُ

تُو نے اے شاعر! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شیر کی یاد دلا دی، جو ہم سب کی ہر وقت مدافعت کرنے والا تھا۔

يَعْلُو الْقَمَاقِمَ جَهْرَةً　　　سَبْطُ الْيَدَيْنِ أَغَرُّ وَاضِحُ

وہ (حمزہؓ)، بڑے بڑے سرداروں پر ڈنکے کی چوٹ غلبہ اور تفوق حاصل کر لیتے تھے، کشادہ دست دماغ اور شگفتہ مزاج تھے۔

لَا طَائِشٌ رَعِشٌ وَلَا   ذُوْ عِلَّةٍ بِالْحِمْلِ آنِحْ

وہ اوچھے اور ہلکے نہیں تھے، نہ ان میں کسی موقع پر ارتعاش (کپکپی) پیدا ہوتی تھی اور نہ ان میں کوئی کمزوری یا بیماری ہی تھی کہ بوجھ اٹھاتے وقت پیٹ سے اونٹ کی طرح آواز نکلنے لگے۔

بَحْرٌ فَلَيْسَ يُغِبُّ جَا   رًا مِنْهُ سَيْبٌ اَوْ مُنَادِحْ

وہ فیاضی کے سمندر تھے، ان کے پڑوسی کو جو عطائیں اور سہولتیں ان کی طرف سے ملتی تھیں، ان میں ناغہ تک نہیں ہوتا تھا۔

اَوْدٰى شَبَابٌ اُولِى الْحَفَا   ئِظِ وَالثَّقِيْلُوْنَ الْمَرَاجِحْ

حمیت وغیرت، غیظ و غضب کے نوجوان ہلاک ہو گئے اور وہ لوگ ضائع ہو گئے جو بھاری بھرکم اور متحمل و بردبار تھے (یعنی دیگر شہدائے اُحد)۔

اَلْمُطْعِمُوْنَ اِذَا الْمَشَا   تِيْ مَا يُصَفِّقُهُنَّ نَاضِحْ

لَحْمَ الْجِلَادِ وَفَوْقَهٗ   مِنْ شَحْمِهٖ شُطَبٌ شَرَائِحْ

اور وہ لوگ بھی ہم سے جدا ہو گئے، جو ایسے وقت میں، جب ایک بھوکا شخص بکریوں سے جو دودھ دوہتا تھا، وہ بھی اس کی ضرورت کے لیے کافی نہ ہوتا تھا (یعنی قلتِ غذا اور قحط کے عالم میں) بڑے بڑے موٹے تازے اونٹوں کا گوشت کاٹ کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے، ایسا بہترین گوشت جس پر چربی کی دھاریاں صاف نظر آتی تھیں۔

لِيُدَافِعُوْا عَنْ جَارِهِمْ   مَا رَامَ ذُو الضِّغْنِ الْمُكَاشِحْ

اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی مدافعت ان کینہ پرور دشمنوں سے کر سکیں، جو ان کی طرف سے ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں۔

لَهْفِيْ لِشُبَّانٍ رُزِئْنَـ   ـاهُمْ كَاَنَّهُمُ الْمَصَابِحْ

ان نوجوانوں کا افسوس ہے جن کے جدا ہو جانے سے ہم مصیبت زدہ ہو گئے ہیں، وہ نوجوان ہمارے لیے چراغوں کی طرح تھے۔

شُمٌّ، بِطَارِقَةٌ غَطَا   رِفَةٌ، خَضَارِمَةٌ، مَسَامِحْ

وہ نوجوان ناک والے اور باعزت تھے، امیر و رئیس تھے، سردار تھے، فیاض و

سخی تھے اور نہایت کھرے لوگ تھے۔

اَلْمُشْتَرُوْنَ الْحَمْدَ بِالْاَ ــ مْوَالِ اِنَّ الْحَمْدَ رَابِحٌ

یہ نوجوان اپنے اموال کی بخشش سے تعریف و مدح حاصل کرتے تھے، کیونکہ لوگوں میں ہر دل عزیزی اور ان کی مدح و تعریف حاصل کر لینا اصل نفع ہے۔

وَالْجَامِزُوْنَ بِاَلْجُمِهِمْ یَوْمًا اِذَا مَا صَاحَ صَائِحٌ

اپنے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر میدان جنگ کے اندر ایسے نازک وقت میں کود جاتے تھے، جب لوگ گھبرا کر چیخنے چلانے لگتے تھے۔

مَنْ کَانَ یُرْمٰی بِالنَّوَا قِرِ مِنْ زَمَانٍ غَیْرِ صَالِحٍ

افسوس وہ ہستی بھی حوادث کا شکار ہو گئی جس پر فلک کج رفتار کی طرف سے حوادث کے تیر برسائے گئے۔

مَا اِنْ تَزَالُ رِکَابُهٗ یَرْسِمْنَ فِیْ غُبْرٍ صَحَاصِحٍ

رَاحَتْ تَبَارِیْ وَهُوَ فِیْ رَکْبٍ صُدُوْرُهُمْ رَوَاشِحٌ

حَتّٰی تَئُوْبُ لَهُ الْمَعَا لِیْ لَیْسَ مِنْ فَوْزِ السَّفَائِحِ

یہ وہ ہستی تھی کہ ایسے جنگجو سواروں کے ساتھ جن کے سینے جدوجہد کے باعث پسینے میں شرابور تھے، جب تک قمار کے منحوس تیروں کی کامیابی سے بچتے ہوئے بلند رتبے اس کے حصے میں نہ آجاتے اور اس کا مقصد پورا نہ ہو جاتا، اس وقت تک اس کے اونٹ غبار آلود چٹیل میدانِ جنگ میں مسلسل دوڑ دھوپ میں لگے رہتے "سفیح" قمار کے تیروں میں وہ تیر تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ "کوئی حصہ نہیں" جس کے نام یہ تیر نکلتا، وہ ناکام رہتا، گویا اس تیر سفیح کی کامیابی میں اس قمار باز کی ناکامی ہوتی ہے، جس کے نام یہ نکلتا ہے۔

یَا حَمْزَ قَدْ اَوْحَدْتَنِیْ کَالْعُوْدِ شَذَّ بِهٖ الْکَوَافِحُ

اے حمزہؓ! تم نے ہمیں اس شاخ کی مانند اکیلا چھوڑ دیا، جسے کاٹنے والوں نے درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے۔

اَشْکُوْا اِلَیْكَ وَفَوْقَكَ الْ ــ تُرْبُ الْمُکَوَّدُ وَالصَّفَائِحُ

مِنْ جَنْدَلٍ نُلْقِيهِ فَوْقَ — لَهُ إِذَا جَاءَ وَالصَّفِيحِ صَارِحِ
فِي وَاسِعٍ يَحْشُونَهُ بِالتُّرْبِ سَوَّتْهُ الْمَمَاسِحِ

اس کے باوجود تم پر .... تہ بہ تہ مٹی اور پتھروں کے چوڑے چوڑے تختے پڑے ہیں، میں تمھیں سے گلہ وشکوہ کرتا ہوں، افسوس! یہ مٹی ہم تم پر .... اس وقت ڈال رہے تھے، جب قبر کھودنے والے نے قبر تیار کر دی تھی، پھر تمہیں اس وسیع قبر میں دفنا کر لوگوں نے مٹی سے اسے بھر کر پہاڑوں سے برابر کر دیا۔

فَعَزَاؤُنَا أَنَّا نَقُولُ — وَقَوْلُنَا بَرْحٌ بَوَارِحِ

پس ہماری تعزیت یہی ہے کہ ہم اپنی بات کرتے رہیں، حالانکہ ہم جو بھی بات کریں گے، اس سے سامعین کے دل دردمند ہو جائیں گے۔

مَنْ كَانَ أَمْسَى وَهُوَ عَمَّا — أَوْقَعَ الْحَدَثَانِ جَانِحِ
فَلْيَأْتِنَا فَلْتَبْكِ عَيْنَاهُ — لِهَلْكَانَا النَّوَافِحِ
الْقَائِلِينَ الْفَاعِلِينَ — ذَوِي السَّمَاحَةِ وَالْمَمَادِحِ

حادثات نے جو واقعات رونما کیے ہیں، ان سے پہلو تہی کر کے شام کو کون چلا گیا تھا؟ اب وہ سب آئیں اور اپنی آنکھوں سے ہمارے ان مقتولین پر آنسو بہائیں، جو بھلائیاں کر کے پھولے نہیں سماتے تھے، جو کچھ کہہ دیتے تھے، پورا کر کے دکھاتے تھے، جو جود و سخا میں یکتائے روزگار تھے اور جو ہر قسم کی قابلِ تعریف صفات کے حامل تھے۔

مَنْ لَا يَزَالُ نَدَى يَدَيْهِ — لَهُ طَوَالَ الدَّهْرِ مَائِحِ

یہ وہ لوگ تھے، جن کے ہاتھوں کے عطایا ضرورت مندوں کے لیے ہمیشہ جاری تھے۔

ابن ہشام نے کہا: فنِ شعر کے جاننے والے اکثر اہلِ علم نے یہ بات تسلیم نہیں کی، کہ یہ حسان کے اشعار ہیں۔ یہ تین شعر ابن اسحٰق سے نہیں، بلکہ دوسروں سے مروی ہیں اوّل "المطعمون الضیف المشانی" دوم "الجامزون بلجمہم" سوم "من کان یرمی بالنواقر"۔

باب ۱۲

جنگ اُحد کے متعلق اشعار

(۵)

حسانؓ کے مزید اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور یہ شعر بھی حسانؓ بن ثابت نے کہے تھے ان میں وہ حضرت حمزہؓ کے لیے آہ و بکاء کرتے ہیں:

أَتَعْرِفُ الدَّارَ عَفَا رَسْمُهَا ... بَعْدَكَ صَوْبُ الْمُسْبِلِ الْهَاطِلِ

کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمھارے بعد لگاتار اور مسلسل موسلا دھار بارش نے اس کے نشانات تک مٹا ڈالے ہیں۔

بَيْنَ السَّرَادِيحِ فَأُدْمَانَةٍ ... فَمَدْفَعِ الرَّوْحَاءِ فِي حَائِلِ

یہ گھر وادیوں، مقام اُدمانہ اور طی پہاڑ کی وادی "حائل" میں روحاء کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے مابین واقع تھا۔

سَأَلْتُهَا عَنْ ذَاكَ فَاسْتَعْجَمَتْ ... لَمْ تَدْرِ مَا مَرْجُوعَةُ السَّائِلِ

میں نے اس دار (گھر) سے اس کا سبب دریافت کیا تو وہ گونگا بن گیا، اسے نہیں معلوم تھا کہ سوال کرنے والے کا جواب کیا ہو سکتا ہے؟

دَعْ عَنْكَ دَارًا قَدْ عَفَا رَسْمُهَا ... وَابْكِ عَلَى حَمْزَةَ ذِي النَّائِلِ

اچھا، اے مخاطب! دار کا ذکر چھوڑ دو، اس کا تو نشان بھی مٹ گیا اور اب صاحب عطا و بخشش حمزہؓ پر وہ آنسو بہا لے۔

الْمَالِئِ الشِّيزَى إِذَا أَعْصَفَتْ ... غَبْرَاءُ فِي الشَّبِمِ الْمَاحِلِ

اس حمزہؓ پر آنسو بہا لے، جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالے کو اس وقت بھر دیا تھا، جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت غبار آلود ہوائیں تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔

وَالتَّارِكِ الْقِرْنَ لَدَى لِبْدَةٍ ... يَعْثُرُ فِي ذِي الْخُرُصِ الذَّابِلِ

حمزہؓ وہ شخص تھے جو اپنے جنگ کے حریف کو بڑے بڑے بالوں والے

شیر کے سامنے (یعنی خود اپنے سامنے) پتلے نوک دار نیزوں کے درمیان ٹھوکریں
(اور قلابازیاں) کھاتا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔

وَاللَّابِسِ الْخَيْلَ إِذَا جَمَحَتْ   كَاللَّيْثِ فِي غَابَتِهِ الْبَاسِلِ

اور وہ شخص تھے کہ جب سوار جوش میں آتے تو انھیں اس شیر کی مانند
ہکا بکا کر دیتے، جو اپنی کچھار میں ہو۔

أَبْيَضُ فِي الذِّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ   لَمْ يَمُرْ دُوْنَ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ

وہ خاندان بنی ہاشم میں چوٹی کے آدمی تھے، وہ حق کو چھوڑ کر باطل کے لیے
نہیں جھگڑتے تھے۔

مَالَ شَهِيدًا بَيْنَ أَسْيَافِكُمْ   شُلَّتْ يَدَا وَحْشِيٍّ مِنْ قَاتِلِ

اے کفار! وہ تمھاری تلواروں کے درمیان شہید ہو گئے، خدا کرے
وحشی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں، جو ان کا قاتل ہے۔

أَيَّ امْرِئٍ غَادَرَ فِي أَلَّةٍ   مَطْرُوْدَةٍ مَارِنَةِ الْعَامِلِ

وحشی نے یہ نہ سوچا کہ کس شخص کو وہ اس حربے کا شکار بنا رہا ہے؟ اس
حربے کو اس نے خوب تیز کیا تھا اور اس کی نوک بھی بالکل باریک تھی۔

أَظْلَمَتِ الْأَرْضُ لِفِقْدَانِهِ   وَاسْوَدَّ نُوْرُ الْقَمَرِ النَّاصِلِ

حمزہؓ کے فقدان سے ساری زمین تاریک ہو گئی اور بادلوں سے نکلنے
والے چاند کی روشنی پر سیاہی چھا گئی۔

صَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ فِي جَنَّةٍ   عَالِيَةٍ مُكْرَمَةِ الدَّاخِلِ

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرما کر انھیں جنتِ عالی میں اکرام و اعزاز کے
ساتھ داخل کرے۔

كُنَّا نَرَى حَمْزَةَ حِرْزًا لَنَا   فِي كُلِّ أَمْرٍ نَابَنَا نَازِلِ

ہم لوگ حضرت حمزہؓ کو اپنے آپ پر نازل ہونے والے حوادث میں تعویذ
کی طرح محافظ پاتے تھے۔

وَكَانَ فِي الْإِسْلَامِ ذَا تُدْرَإٍ   يَكْفِيكَ فَقْدَ الْقَاعِدِ الْخَاذِلِ

وہ اسلام کے بڑے حامی اور مدافع تھے، جو پیچھے بیٹھ جانے والوں اور

مدد چھوڑ دینے والوں کو کمی پوری کر دیتے تھے۔

لَا تَفْرَحِيْ يَا هِنْدُ وَ اسْتَحْلِبِيْ دَمْعًا وَ اَذْرِيْ عَبْرَةَ الثَّاكِلِ

اے ہند: تُو خوشی نہ منا، بلکہ آنسوؤں کا دودھ نکال اور بچے کھو دینے والی ماں کی طرح بڑے بڑے آنسو گرا۔

وَ ابْكِيْ عَلٰى عُتْبَةَ اِذْ قَطَّهٗ بِالسَّيْفِ تَحْتَ الرَّهَجِ الْجَائِلِ

اور عتبہ پر رو جسے حمزہؓ نے اپنی تلوار سے اُڑتے ہوئے غبار میں چیر کر رکھ دیا تھا۔

اِذْ خَرَّ فِيْ مَشْيَخَةٍ مِنْكُمْ مِنْ كُلِّ عَاتٍ قَلْبُهٗ جَاهِلِ

جب عتبہ تمھارے ان بڑے بڑے لوگوں کے بیچ میں دھڑام سے گرا تھا، جن میں ہر آدمی سرکش اور جاہل تھا۔

اَرْدَاهُمْ حَمْزَةُ فِيْ اُسْرَةٍ يَمْشُوْنَ تَحْتَ الْحَلَقِ الْفَاضِلِ

انھیں حمزہؓ نے اس گروہ کی موجودگی میں ہلاک کر دیا، جو زمین سے رگڑتی ہوئی زرہوں میں چل رہے تھے۔

غَدَاةَ جِبْرِيْلُ وَزِيْرٌ لَهٗ نِعْمَ وَزِيْرُ الْفَارِسِ الْحَامِلِ

اس روز حضرت جبریل (علیہ السّلام) حضرت حمزہؓ کے معاون تھے اور اس حملہ آور شہسوار کے یہ کتنے اچھے معاون تھے۔

کعب کے اشعار

اور کعب بن مالک اپنے ان اشعار میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے لیے آہ و بکا کرتے ہیں۔

طَرَقَتْ هُمُوْمُكَ فَالرُّقَادُ مُسَهَّدُ وَجَزِعْتَ اَنْ سُلِخَ الشَّبَابُ الْاَغْيَدُ

وَدَعَتْ فُؤَادَكَ لِلْهَوٰى ضَمْرِيَّةٌ فَهَوَاكَ غَوْرِيٌّ وَصَحْوُكَ مُنْجِدُ

تیرے افکار نے رات کو آکر کھٹکھٹایا اور نیند اچاٹ ہو گئی اور اس شخص کی سی حالت ہو گئی جس کی نیند اُڑ گئی ہو۔ پھر تُو نے اس بات پر واویلا کیا کہ پُر کیف اور راحت افزا شباب چھین لیا گیا اور ضمریہ نے تیرے دل کو محبت و الفت کی دعوت دی، لیں تیرا یہ عشق پست ہے اور اب تیرے ہوش میں آ جانے ہی سے بلندی کی پرواز حاصل ہو سکتی ہے۔

قَدْ كُنْتَ فِي طَلَبِ الْغَوَايَةِ تُفْنَدُ فَدَعِ التَّمَادِيَ فِي الْغَوَايَةِ سَادِرًا

اس لیے اے گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے، تُو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بہت بے وقوف بنایا جاتا رہا ہے۔

وَلَقَدْ أَنَى لَكَ أَنْ تَنَاهَى طَائِعًا أَوْ تَسْتَفِيقَ إِذَا نَهَاكَ الْمُرْشِدُ

اور اب تیرے لیے وقت آگیا ہے کہ اطاعت کرکے باز آجائے، تاکہ جب، تجھے ہادی و مرشد کسی بات سے منع کرے تو ہوش میں آجائے۔

وَلَقَدْ هُدِدْتُ لِفَقْدِ حَمْزَةَ هَدَّةً ظَلَّتْ بَنَاتُ الْجَوْفِ مِنْهَا تَرْعُدُ

اور اب حمزہؓ کو کھو کر بالکل شکستہ اور بوڑھا ہو گیا ہوں کہ اس کے باعث اعضاء باطنی قلب و جگر وغیرہ بھی کانپنے لگے ہوں۔

وَلَوَ انَّهُ فُجِعَتْ حِرَاءُ بِمِثْلِهِ لَرَأَيْتَ رَاسِيَ صَخْرِهَا يَتَبَدَّدُ

اس جیسے صدمے سے اگر حراء پہاڑ کو درد و الم پہنچتا تو ہم اس کے مضبوط سے مضبوط جمے ہوئے پتھر کو بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھتے۔

قَرْمٌ تَمَكَّنَ فِي ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ حَيْثُ النُّبُوَّةُ وَالنَّدَى وَالسُّؤْدَدُ

حمزہؓ ایک ایسے سردار تھے، جو بنو ہاشم میں چوٹی کے آدمی تھے جن میں نبوت، عطا و بخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔

وَالْعَاقِرُ الْكُومَ الْجِلَادَ إِذَا غَدَتْ رِيحٌ يَكَادُ الْمَاءُ مِنْهَا يَجْمُدُ

وہ ایسے وقت میں، جب جاڑوں کی سخت ہوائیں صبح کے وقت چلتی تھیں اور پانی تک جم کر منجمد ہو جاتا تھا، بڑے کوہان والے مضبوط اونٹوں کو ذبح کرکے لوگوں کی

وَالتَّارِكُ الْقِرْنَ الْكَمِيَّ مُجَدَّلًا يَوْمَ الْكَرِيهَةِ وَالْقَنَا يَتَقَصَّدُ

وہ بڑے بڑے بہادر حریفوں کو جنگ کے موقع پر جب نیزوں پر نیزے ٹوٹ رہے ہوتے، زمین میں لتھڑا دیا کرتے تھے۔

وَتَرَاهُ يَرْفُلُ فِي الْحَدِيدِ كَأَنَّهُ ذُو لِبْدَةٍ شَثْنُ الْبَرَاثِنِ أَرْبَدُ

اور تم انھیں دیکھتے کہ تلوار لے کر اس ناز و انداز اور فخر و مباہات سے چلتے، گویا ایک ایسے بھورے رنگ کے شیر ہیں، جس کی گردن پر بڑے بڑے

بال ہوں اور اس کے نیچے بہت سخت ہوں۔

عَمُّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَصَفِیَّۃ — وَرَدَ الْحِمَامَ فَطَابَ ذَاکَ الْمَوْرِدُ

وُہ نبی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے چنے ہوئے آدمی تھے، انھوں نے موت کے چشمے سے پانی پی لیا اور یہ چشمہ ان کے لیے بہت اچھا ثابت ہوا۔

وَاَتَی الْمَنِیَّۃَ مُعْلِمًا فِیْ اُسْرَۃٍ — نَصَرُوا النَّبِیَّ وَمِنْھُمُ الْمُسْتَشْھَدُ

اور انھوں نے اس گروہ کی موجودگی میں موت کو لبیک کہا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابر تعاون کرتے اور ان میں سے لوگ شہادت حاصل کرنے کے متمنی رہے ہیں۔

وَلَقَدْ اِخَالُ بِذَاکَ ھِنْدًا بُشِّرَتْ — لَتُمِیْتُ دَاخِلَ غُصَّۃٍ لَا تَبْرُدُ

مِمَّا صَبَحْنَا بِالْعَقَنْقَلِ قَوْمَھَا — یَوْمًا تَغَیَّبَ فِیْہِ عَنْھَا الْاَسْعَدُ

وَبِبِئْرِ بَدْرٍ اِذْ یَرُدُّ وُجُوْھَھُمْ — جِبْرِیْلُ تَحْتَ لِوَائِنَا وَمُحَمَّدٌ

اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہند کو اس چیز کی بشارت دے دی جائے کہ ریت کے ٹیلوں پر ہم نے اس کی قوم کے لوگوں کو جنگ کا مزہ چکھا دیا اور اس میں اسعد بھی غائب ہو گیا ہے اور اگر اس بات کی بھی بشارت دے دی جائے کہ جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے چہرے کو پھیر رہے تھے تو وہ اپنے اس اندرونی غصے کو خود ہی ٹھنڈا کرے گی جو ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لیتا۔

حَتّٰی رَاَیْتُ لَدَی النَّبِیِّ سَرَاتَھُمْ — قِسْمَیْنِ، یَقْتُلُ مَنْ نَّشَاءُ وَیَطْرُدُ

یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے چنے ہوئے آدمیوں کو دو قسموں میں بٹے ہوئے دیکھے ایک وہ لوگ، جنھیں ہم نے چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قتل کر دیا اور دوم وُہ جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کر دیا۔

فَاَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْھُمْ — سَبْعُوْنَ عُتْبَۃُ مِنْھُمْ وَالْاَسْوَدُ

پس ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح وہیں ڈھیر ہو گئے جو پانی

کے قریب اپنی جگہ عادۃً بیٹھا کرتا ہے، ان ستر آدمیوں میں عتبہ اور ان کے بڑے بڑے شیر شامل ہیں۔

وَابْنُ الْمُغِيْرَةِ قَدْ ضَرَبْنَا ضَرْبَةً ۔۔۔ فَوْقَ الْوَرِيْدِ لَهَا رَشَاشٌ مُزْبِدٌ

اور ابن مغیرہ کی شہ رگ پر ہم نے تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے خون بہنے لگا اور اس خون سے جھاگ اٹھ رہا ہے۔

وَأُمَيَّةُ الْجُمَحِيُّ قَوَّمَ مَيْلَهُ ۔۔۔ عَضْبٌ بِأَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ مُهَنَّدٌ

اور امیہ جمحی کا رخ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا، جو ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔

فَأَتَاكَ فَلُّ الْمُشْرِكِيْنَ كَأَنَّهُمْ ۔۔۔ وَالْخَيْلُ تَثْفِنُهُمْ نَعَامٌ شُرَّدُ

پس تیرے پاس مشرکوں میں سے وہ شکست خوردہ لوگ پہنچے جن کا عالم یہ تھا کہ بدکے ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔

شَتَّانَ مَنْ هُوَ فِيْ جَهَنَّمَ ثَاوِيًا ۔۔۔ أَبَدًا وَمَنْ هُوَ فِي الْجِنَانِ مُخَلَّدُ

ایک وہ لوگ ہیں، جن کا ٹھکانا ہمیشہ کے لیے جہنم ہی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں، جو جنت میں دائمی طور پر رہنے والے ہیں، ان دونوں قسم کے لوگوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

کعب کے مزید اشعار

کعب بن مالک ان اشعار میں بھی حضرت حمزہؓ پر آہ و بکا کرتے ہیں۔

صَفِيَّةُ! قُوْمِيْ وَلَا تَعْجِزِيْ ۔۔۔ وَبَكِّي النِّسَاءَ عَلٰى حَمْزَةِ

وَلَا تَسْأَمِيْ أَنْ تُطِيْلِي الْبُكَاءَ ۔۔۔ عَلٰى أَسَدِ اللّٰهِ فِي الْهِزَّةِ

اے صفیہؓ! اٹھ کھڑی ہو، عاجزی و مجبوری نہ دکھا اور حضرت حمزہؓ پر آہ و بکا کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔ اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدان جنگ کے اندر حرکت میں آ جاتا تھا۔ طویل سے طویل مدت تک آہ و بکا کی نوبت آئے تو اکتا نہ جانا۔

فَقَدْ کَانَ عِزًّا لِاَیْتَامِنَا ۔ وَلَیْثَ الْمَلَاحِمِ فِی الْبِزَّۃِ

وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آجاتا تھا اور بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ کود جانے والا شیر تھا۔

یُرِیْدُ بِذَاکَ رِضَا اَحْمَدٍ ۔ وَرِضْوَانَ ذِی الْعَرْشِ وَالْعِزَّۃِ

اس سے ان کا مقصد بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مالک عرش و سماء اور صاحب قوت خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

اور کعب بن مالک نے اُحد کے سلسلے میں یہ اشعار بھی کہے۔

اِنَّکِ عَمْرَ اَبِیْکِ الْکَرِیْمِ ۔ اَنْ تَسْأَلِیْ عَنْکِ مَنْ یَجْتَدِیْنَا

فَاِنْ تَسْأَلِیْ ثُمَّ لَا تُکْذَبِیْ ۔ یُخَبِّرْکِ مَنْ قَدْ سَأَلْتِ الْیَقِیْنَا

بِاَنَّا لَیَالِیْ ذَاتِ الْعِظَا ۔ مِ کُنَّا ثِمَالًا لِمَنْ یَعْتَرِیْنَا

تیرے پدر بزرگوار کی جان کی قسم! اگر تو کسی سے اپنی ضرورت کے لیے دریافت کرے گی کہ کون ہے، جو مجھ سے فیاضی کر سکتا ہے اور عطایا بخش سکتا ہے، اگر تو یہ سوال کرے اور تجھ سے جھوٹی بات بھی نہ کہی جائے تو ہر وہ شخص جس سے تو بالکل یقینی بات معلوم کرنے کے لیے سوال کرے گی، جواب دے گا کہ ہمیں تو ہیں (مراد شاعر) جو قحط سالی اور مفلوک الحالی کے وقت بھی جس میں لوگ ہڈیوں کو پکا پکا کر چربی نکالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مرجع خلائق بنے رہتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ہمارے سامنے اپنی فریاد اور ضرورت لے کر آتا ہے ہم فریاد رس ثابت ہوتے ہیں اور اس کی ضرورتیں عطیے دے کر پوری کر دیتے ہیں۔

تَلُوْذُ الْبُجُوْدُ بِاَذْرَائِنَا ۔ مِنَ الضُّرِّ فِیْ اَزَمَاتِ السِّنِیْنَا

قحط سالی کے شدائد کے موقع پر نقصان و ہلاکت سے بچنے کے لیے ہر قسم کے گروہ جوق در جوق آکر ہمارے اردگرد پناہ لیتے ہیں۔

بِجَدْوَی فُضُوْلِ اُولِیْ وُجْدِنَا ۔ وَبِالصَّبْرِ وَالْبَذْلِ فِی الْمُعْدِمِیْنَا

یہ لوگ ہمارے کشادہ دست اور فارغ البال لوگوں کے بچے ہوئے

فاضل مال کی عطا کی پناہ لیتے ہیں اور ہمارے مفلس اور اہل حاجت میں خرچ کرنے اور اسے برداشت کر لینے کی پناہ لیتے ہیں۔

وَ ابقت لنا جلماتِ الحُرُوْبِ مِمَّن نُوازِی لَدُن اَن بُرِینَا

مَعَاطِنَ تَصوِی اِلیہا الحُقُو قَ یَحسِبُہا مَن رآہا الفَتِینَا

پیدائش کے لحاظ سے مساوی درجے کے لوگوں کے ساتھ جنگ کرتے کرتے جو مال بچ رہا ہے۔ وُہ، وہ اونٹ ہیں جن میں لوگوں کے حقوق ہیں اور جنھیں کوئی دیکھتا ہے تو انھیں (موٹا تازہ اور تیار مال ہونے کے سبب) پانی کے پاس پڑی ہوئی سیاہ پتھروں کی چٹانیں سمجھ لیتے ہیں (کیونکہ یہ اونٹ وہی ہیں جو پانی کے پاس بیٹھنے کے عادی ہیں)۔

یُخَیِّسُ فِیہا عِتَاقُ الجِمَالِ صُحمًا دَوَاجِنَ حُمرًا وجُونَا

ان حقوق کے لیے بہترین کالے اونٹ جھکا کر ذبح کر دیے جاتے ہیں، پھر جہاں انھیں ذبح کیا جاتا ہے وہاں وہ کالے مائل بسرخی نظر آتے ہیں۔

وَ دُفَّاعُ رَجْلٍ کَمَوجِ الفُرَاتِ یَقدُمُ جَأوَاءَ جُولًا طَحُونَا

تَرَی لَونَہا مِثلَ لَونِ النُّجُومِ رَجرَاجَۃً تُبرِقُ النَّاظِرِینَا

اور یہ بہترین اونٹ گویا نہر فرات کے تلاطم کے مانند پیادہ پا چلنے والوں کا سیل ہیں، جو ہر چیز کو روندتے پیستے عظیم الشان لشکر کی طرح چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ و روغن اُن موجیں مارتے اور جھلملاتے ہوئے ستاروں کا سا نظر آتا ہے، جو ناظرین کی آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہوں۔

فَإِن کُنتَ عَن شَأنِنَا جَاہِلًا فَسَل عَنہُ ذَا العِلمِ مِمَّن یَلِینَا

پھر اگر تُو میری حالت سے ناواقف ہے تو جو لوگ ہمارے متصل رہتے ہیں، ان میں سے کسی واقف کار سے اس کے بارے میں دریافت کر لے۔

بِنَا کَیفَ نَفعَلُ اِن قَلَّصَت عَوَانًا ضَرُوسًا عَضُوضًا حَجُونَا

اَلَسنَا نَشُدُّ عَلَیہَا العِصَابَ حَتّٰی تَدُرَّ وَحَتّٰی تَلِینَا

جنگ جب شباب پر آجاتی ہے، اس میں اکثر لوگوں کو قتل ہوتا ہے

اور اس کے دانت ٹیڑھے ہوجاتے ہیں اور وہ انھیں کاٹتے دوڑتی ہے اور ہر ایک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے تو یونہی اس وقت ہم اپنے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں؛ کیا ایسی شدید جنگ کی آنکھوں پر قابو پاکر ہم پٹیاں نہیں باندھ دیتے پھر اس وقت تک نہیں چھوڑتے، جب تک اس سے اچھی طرح دودھ نہ دوہ لیں، یا وہ بالکل نرم نہ پڑجائے۔

وَيَوْمٌ لَهُ وَهَجٌ دَائِمٌ ... شَدِيدُ التَّهَاوُلِ حَامِي الْأَرِينَا

اور وہ دن جس میں ایک نہ ختم ہونے والی جنگ ہو رہی تھی، سخت ہولناک اور شعلہ بار تھا۔

طَوِيلٌ شَدِيدٌ أُوَارُ الْقِتَا ... لِ تَنْفِي قَوَاحِزُهُ الْمُقْرِفِينَا

طویل تھی، اس میں قتل وخونریزی نہایت سرگرمی سے ہو رہی تھی، اور اس کے تھپیڑے ذلیل کمینہ لوگوں کو دُور پھینک رہے تھے۔

تَخَالُ الْكُمَاةُ بِأَعْرَاضِهِ ... ثِمَالًا عَلَى لَذَّةٍ مُنْزَفِينَا

اس کے اطراف میں بڑے بڑے بہادر شراب کے نشے میں لڑکھڑاتے معلوم ہوتے تھے، خیال ہوتا تھا، ان کی عقلیں زائل ہوچکی ہیں۔

تَعَاوَرُ أَيْمَانُهُمْ بَيْنَهُمْ ... كُئُوسَ الْمَنَايَا بِحَدِّ الظُّبِينَا

جنگجوؤں کے ہاتھ تلواروں کی دھاروں سے موت کا پیالہ ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔

شَهِدْنَا فَكُنَّا أُولِي بَأْسِهِ ... وَتَحْتَ الْعَمَايَةِ وَالْمُعْلِمِينَا

اس جنگ میں ہم شریک ہوئے تو گویا اس کے امنڈتے ہوئے بادلوں اور نشانِ جنگ لگانے والے فوجیوں کی سختیاں جھیل سکتے تھے۔

بِخُرْسِ الْحَسِيسِ حِسَانٍ رِوَاءٍ ... وَبُصْرِيَّةٍ قَدْ أُجِمْنَ الْجُفُونَا

ہم آئے اور خاموش تلواروں کے ساتھ آئے، جو نہایت چمکیلی خوبصورت اور خون سے آلودہ تھیں اور نیام میں رہنے سے اکتا گئی تھیں۔

فَمَا يَنْفَلِلْنَ وَمَا يَنْحَنِينَ ... وَمَا يَنْتَهِينَ إِذَا مَا نُهِينَا

كَبَرْقِ الْخَرِيفِ بِأَيْدِي الْكُمَاةِ ... يُفَجِّعْنَ بِالظِّلِّ هَامَ السُّكُونَا

پس یہ تلواریں نہ کند ہوئیں، نہ جھکیں، نہ مڑیں، اور جب انھیں روکا گیا، تو وہ رکی بھی نہیں۔ بہادروں کے ہاتھوں میں موسم خریف کی بجلی کی طرح آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی پھیلا رہی تھیں اور اپنے سایوں کے نیچے سروں کو کاٹ کر، بے حس و حرکت بنا رہی تھیں۔

وَعَلَّمَنَا الضَّرْبَ آبَاءُنَا ۚ وَسَوْفَ نُعَلِّمُ أَيْضًا بَنِينَا
جِلَادَ الْكُمَاةِ، وَبَذْلَ التِّلَادِ ـ وَعَنْ جُلِّ أَحْسَابِنَا مَا بَقِينَا

یہ شمشیر زنی ہمیں ہمارے آباؤ اجداد نے سکھائی تھی اور آئندہ ہم اپنی اولاد کو بھی بہادروں والی شمشیر زنی اور اموال میں سے اپنے بہترین مال کو زندگی بھر خرچ کرنے کی تعلیم دیں گے۔

إِذَا مَرَّ قَرْنٌ كَفَى نَسْلُهُ وَأَوْرَثَهُ بَعْدَهُ آخَرِينَا

تاکہ جب ایک پشت اپنا وقت پورا کر کے گزر جائے تو اس کی نسل اس کی جگہ لے لے اور ہنر کی وارث ہو سکے، اسی طرح یہ سلسلہ آنے والی نسلوں میں برابر قائم رہے۔

نَشِبُّ وَتَهْلِكُ آبَاءُنَا وَبَيْنَا نُرَبِّي بَنِينَا فَنِينَا
سَأَلْتُ بِكَ ابْنَ الزِّبَعْرَى فَلَمْ أُنَبَّأْكَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا هَجِينَا
خَبِيثًا تُطِيفُ بِكَ الْمُنْدِيَاتُ مُقِيمًا عَلَى اللُّؤْمِ حِينًا فَحِينَا

ہم جوان ہو رہے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ اس خیال سے جب ہم اپنے بیٹوں کو فنونِ جنگ کی تربیت دے رہے تھے تو اس دوران میں، اے ابن زبعری! ہم نے تیرے بارے میں سوال کیا تو بجز اس کے کچھ نہ بتایا گیا کہ تو ایک ناقص الکلام اور خبیث شخص ہے، رسوا کن باتیں تجھے ادھر ادھر گھمایا کرتی ہیں اور تو ایک ایسا شخص ہے جو کمینگی پر وقتاً فوقتاً جم جاتا ہے۔

تَجَسَّتْ تَهْجُو رَسُولَ الْمَلِيكِ ـ لَ قَاتَلَكَ اللّٰهُ جِلْفًا لَعِينَا

انتہائی گنوارپن اور ملعونیت کے ساتھ مالک الملک کے رسول کی ہجو و مذمت کرتے ہوئے تو بکواس کرتا چلا گیا، اللہ تجھے ہلاک کرے۔

تَقُوْلُ الْخَنَا ثُمَّ تَرْمِيْ بِهٖ ‏ ‏ ‏ ‏ نَقِيَّ الثِّيَابِ تَقِيًّا اَمِيْنَا

تو فحش کلام بک رہا تھا، پھر اس فحش کلامی کا تیر ایک ایسی ہستی پر پھینک رہا تھا جو پاکیزہ جوانی والی متقی اور امین ہے۔

ابن ہشام نے کہا: کہ " بِنَا كَيْفَ نَفْعَلُ " اور اس کے بعد کے تین شعر اور اسی طرح " نشب وتهلك آباؤنا " اور اس کے بعد کے دو شعر مجھے ابو زید انصاری نے پڑھ کر سنائے تھے۔

باب ۱۳۲

جنگ اُحد کے متعلق اشعار

(۶)

کعب کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور کعب بن مالک نے جنگ اُحد کے سلسلے میں یہ شعر کہے ہیں۔

سَائِلْ قُرَيْشًا غَدَاةَ السَّفْحِ مِنْ أُحُدٍ مَاذَا لَقِينَا وَمَا لَاقَوْا مِنَ الْهَرَبِ

كُنَّا الْأُسُودَ وَكَانُوا النُّمْرَ إِذْ زَحَفُوا مَا إِنْ نُرَاقِبُ مِنْ إِلٍّ وَلَا نَسَبِ

قریشیوں سے دامن اُحد کے واقعے کے متعلق ذرا پوچھو کہ ہم نے کس چیز کا سامنا کیا اور کیا ان کے لیے بھاگنا ناگزیر نہیں ہو گیا تھا؟ ہم اس وقت شیر تھے اور قریشی چیتوں کے مانند جو چپکے چپکے چھپ چھپ کر کھسک گئے تھے اور ہمارا حال یہ تھا کہ خاندان اور نسب کا بھی کچھ ...... خیال نہیں کر رہے تھے۔

فَكَمْ تَرَكْنَا بِهَا مِنْ سَيِّدٍ بَطَلٍ حَامِي الذِّمَارِ كَرِيمِ الْجَدِّ وَالْحَسَبِ

پھر ہم نے کتنے ہی بہادر سرداروں کو وہاں مار کر چھوڑ دیا، جو اپنے حقوق کے بہترین محافظ، شریف النسب اور جید الحسب لوگ تھے۔

فِينَا الرَّسُولُ شِهَابٌ ثُمَّ يَتْبَعُهُ نُورٌ مُضِيءٌ لَهُ فَضْلٌ عَلَى الشُّهُبِ

ہمارے اندر ایک ایسے رسول موجود تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا، اس شہاب ثاقب کو دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل تھی۔

الْحَقُّ مَنْطِقُهُ وَالْعَدْلُ سِيرَتُهُ فَمَنْ يُجِبْهُ إِلَيْهِ يَنْجُ مِنْ تَبَبِ

ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل و انصاف پر مبنی ہے پس جو بھی شخص انھیں لبیک کہے گا، نقصان و خسران اور تباہی و بربادی سے نجات پا جائے گا۔

نَجْدُ الْمُقَدَّمِ، مَاضِي الْهَمِّ مُعْتَزِمٌ ... حِيْنَ الْقُلُوْبُ عَلٰى رَجْفٍ مِّنَ الرُّعُبِ

جب قلوب مارے ڈر کے تھرتھرا جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پیش قدمی کرنے والے، باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔

يَمْضِي وَيَذْمُرُنَا عَنْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ ... كَاَنَّهُ الْبَدْرُ لَمْ يُطْبَعْ عَلَى الْكَذِبِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انھیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں کذب اور غیر واقعیت پر پیدا ہی نہیں کیے گئے۔

بَدَا لَنَا فَاتَّبَعْنَاهُ نُصَدِّقُهُ ... وَكَذَّبُوْهُ فَكُنَّا اَسْعَدَ الْعَرَبِ

وہ ہمارے اندر مبعوث ہوئے تو ہم تصدیق کر کے ان کے متبع بن گئے اور کفار نے ان کی تکذیب کی اور گمراہ ہو گئے، لہٰذا ہم عرب میں سب سے زیادہ باسعادت بن گئے۔

جَالُوْا وَجُلْنَا فَمَا فَاؤُوْا وَمَا رَجَعُوْا ... وَنَحْنُ نَثْفِنُهُمْ لَمْ نَالُ فِي الطَّلَبِ

وہ بھی پلٹے اور ہم بھی پلٹے، مگر ہمارا پلٹنا تعاقب کے لیے تھا جس میں ہم نے کوئی کوتاہی نہ کی، لیکن پھر بھی وہ کب واپس آسکتے تھے؛ نہ لوٹنا تھا، نہ لوٹے۔

لَيْسَا سَوَاءً وَشَتّٰى بَيْنَ اَمْرِهِمَا ... حِزْبُ الْاِلٰهِ وَاَهْلُ الشِّرْكِ وَالنُّصُبِ

دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ ان کے معاملے میں بڑا فرق ہے ایک اللہ والوں کا گروہ اور دوسرا پتھروں کی پرستش کرنے والے مشرکوں کا گروہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ "یمضی ویذمرنا" سے آخر تک تمام اشعار مجھے ابوزید انصاری نے سنائے۔

ابن رواحہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن رواحہ ان اشعار میں حمزہؓ بن عبدالمطلب پر آہ و بکا کرتے ہیں، ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر مجھے ابوزید انصاری نے بنائے اور یہ کعب بن مالک کے کہے ہوئے ہیں:

بَكَتْ عَيْنِيْ وَحَقَّ لَهَا بُكَاهَا ... وَمَا يُغْنِي الْبُكَاءُ وَلَا الْعَوِيْلُ

عَلٰى اَسَدِ الْاِلٰهِ غَدَاةَ قَالُوْا ... اَحَمْزَةُ ذَاكُمُ الرَّجُلُ الْقَتِيْلُ

میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ایسا ہُوا بھی چاہیے تھا، لیکن آہ و بکا، اور شور و شیون سے کیا فائدہ؟ میرے آنسو، شیرِ خدا حمزہؓ پر اس وقت نکل پڑے، جب لوگوں نے کہا کہ کیا یہ مقتول آدمی حمزہؓ ہیں؟

أُصِيبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ جَمِيعًا ۔۔۔ هُنَاكَ وَقَدْ أُصِيبَ بِهِ الرَّسُولُ

حضرت حمزہؓ کے قتل سے تمام مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور تو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہُوا ہے۔

أَبَا يَعْلَى لَكَ الْأَرْكَانُ هُدَّتْ ۔۔۔ وَأَنْتَ الْمَاجِدُ الْبَرُّ الْوَصُولُ

عَلَيْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِي جِنَانٍ ۔۔۔ مُخَالِطُهَا نَعِيمٌ لَا يَزُولُ

اے ابو یعلیٰ! (حضرت حمزہؓ کی کنیت) تمہارے تمام اعضاء کاٹ ڈالے گئے، حالانکہ تم ایک شریف، نیک اور سب کے کام آنے والے فرد تھے تم پر تمہارے رب کی طرف سے اس جنت میں سلامتی پہنچے جس میں لازوال عیش و آرام ملتا رہے گا۔

أَلَا يَا هَاشِمُ الْأَخْيَارُ صَبْرًا ۔۔۔ فَكُلُّ فِعَالِكُمْ حَسَنٌ جَمِيلُ

اے ہاشمی! جو صبر میں سب سے بہتر تھے، تمہارا ہر کام نہایت حسین و جمیل تھا۔

رَسُولُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ كَرِيمٌ ۔۔۔ بِأَمْرِ اللّٰهِ يَنْطِقُ إِذْ يَقُولُ

اللہ کے رسولؐ صابر اور کریم آدمی ہیں، وُہ جب کچھ فرماتے ہیں، اللہ ہی بات دہنِ مبارک سے نکالتے ہیں۔

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي لُؤَيًّا ۔۔۔ فَبَعْدَ الْيَوْمِ دَائِلَةٌ تَدُولُ

وُہ آدمی کون ہے، جو میری جانب سے قبیلہ لؤی کو پیغام پہنچا دے کہ اس جنگ کے بعد بھی دوسری جنگ کی نوبت آکر رہے گی۔

وَقَبْلَ الْيَوْمِ مَا عَرَفُوا وَذَاقُوا ۔۔۔ وَقَائِعَنَا بِهَا يُشْفَى الْغَلِيلُ

اور اس جنگ سے پہلے (جنگِ بدر میں) کفار نے ہمیں خوب پہچان لیا تھا اور ہمارے مقابلے کا مزہ بھی چکھ لیا تھا جس سے پیاسوں کی پیاس خوب بجھائی جارہی تھی۔

نَسِيتُمْ ضَرْبَنَا بِقَلِيبِ بَدْرٍ — غَدَاةَ أَتَاكُمُ الْمَوْتُ الْعَجِيلُ

کیا تم ہماری وہ شمشیر زنی بھول گئے، جو بدر کے کنوئیں پر ہوئی تھی۔ جب تمھیں جلد جلد موت آرہی تھی۔

غَدَاةَ ثَوَى أَبُوجَهْلٍ صَرِيعًا — عَلَيْهِ الطَّيْرُ حَائِمَةً تَجُولُ

اور جب ابوجہل کو پچھاڑ کر قتل کر دیا گیا تھا، اور اس کے اوپر پرندے گھوم گھوم کر چکر لگا رہے تھے۔

وَعُتْبَةُ وَابْنُهُ خَرَّا جَمِيعًا — وَشَيْبَةُ عَضَّهُ السَّيْفُ الصَّقِيلُ

اور عتبہ اور اس کا بیٹا دونوں گرے پڑے تھے اور شیبہ کو صیقل کی ہوئی تلوار نے چاک کر کے رکھ دیا تھا۔

وَمَتْرَكُنَا أُمَيَّةَ مُجْلَعِبًّا — وَفِي حَيْزُومِهِ لَدْنٌ نَبِيلُ

اور ہم نے امیہ کو زمین پر دراز کر دیا تھا اور اس کے حلق میں بڑا سا نیزہ داخل تھا۔

وَهَامُ بَنِي رَبِيعَةَ سَائِلُوهَا — فَفِي أَسْيَافِنَا مِنْهَا فُلُولُ

اور بنو ربیعہ کی کھوپڑیوں سے دریافت کرو، ان کھوپڑیوں کی وجہ سے ہماری تلواریں دندانہ دار ہوگئی تھیں۔

أَلَا يَا هِنْدُ فَابْكِي لَا تَمَلِّي — فَأَنْتِ الْوَالِهُ الْعَبْرَى الْهَبُولُ

اے ہند! اب خوب رو اور رونے سے اُکتا بھی نہیں، کیونکہ تُو بڑے آنسو بہانے والی اور اپنی اولاد کو ضائع کر دینے والی ہے (گویا تو ان تمام مقتول مشرکوں کی ماں ہے)۔

أَلَا يَا هِنْدُ لَا تُبْدِي شِمَاتًا — بِحَمْزَةَ إِنَّ عِزَّكُمُ ذَلِيلُ

اے ہند! تیرے دل میں حمزہؓ سے جو بغض و کینہ ہے، اب اسے مت ظاہر کر، کیونکہ تیری عزت خاک میں مل چکی ہے۔

کعب کے مزید اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اور کعب بن مالک نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

أَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلَى نَأْيِهَا — أَتَفْخَرُ مِنَّا بِمَا لَمْ تَلِي

قریش ہم سے دور ہیں، مگر پھر بھی انھیں میرا پیغام پہنچا دو کہ کیا تم ہم

سے ان چیزوں میں تفاخر کر سکتے ہو، جن کے تم (کفر کی وجہ سے) قریب بھی نہیں جا سکتے ؛ ۔

فَخَرْتُمْ بِقَتْلَى اَصَابَتْهُمْ فَوَاضِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفَضِّلِ

تم نے اپنی (حماقت سے) ان شہداء پر فخر کیا ہے، جنھیں صاحب فضل و کرم خداوند تعالیٰ کی نعمتوں میں بہترین نعمتیں ملی ہیں ۔

فَحَلُّوا جِنَانًا وَ اَبْقَوْا لَكُمْ اُسُودًا تُحَامِي عَنِ الْاَشْبُلِ

یہ شہداء جنت میں پہنچ گئے اور تمہارے لیے ایسے شیروں کو چھوڑ گئے، جو اپنے بچوں کی پوری حفاظت کر سکتے ہیں ۔

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا، وَسْطَهَا نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلِ

یہ اپنے دین کی مدافعت میں لڑ رہے ہیں، ان کے درمیان وہ نبیؐ موجود ہیں، جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے ۔

رَمَتْهُ مَعَدٌّ بِعُوْرِ الْكَلَامِ وَ نَبْلِ الْعَدَاوَةِ لَا تَأْتَلِي

(اور ان بدبختوں کا یہ حال ہے کہ) قبیلہ معد نے ان کے حق میں گستاخ بدزبانی اور فحش کلامی تک اختیار کی اور ان پر خوب دشمنی و عداوت کے تیر چلائے جن میں ذرا کوتاہی نہ کی ۔

ابن ہشام نے کہا، "لم تلی" اور "من نعم المفضل" کے شعر مجھے ابو زید انصاری نے سنائے ۔

ضرار کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا : اور جنگ اُحد میں ضرار بن خطاب نے یہ اشعار کہے :

مَا بَالُ عَيْنِكَ قَدْ اَزْرَى بِهَا السُّهُدُ كَاَنَّمَا جَالَ فِي اَجْفَانِهَا الرَّمَدُ

تیری آنکھ کو کیا ہو گیا کہ بیداری نے اسے سونے سے روک دیا، گویا اس کی پلکوں میں درد جولانی دکھا رہا ہے ۔

اَمِنْ فِرَاقِ حَبِيْبٍ كُنْتَ تَالَفُهُ قَدْ حَالَ مِنْ دُوْنِهِ الْاَعْدَاءُ وَالْبُعُدُ

کیا ایسا اس دوست کی جدائی کی وجہ سے ہوا ہے، جس سے تو شغف رکھتا تھا، اور جس سے ملنے میں بُعدِ مکانی اور دشمن حائل ہو گئے ہیں ؟

اَمْ ذَاكَ مِنْ شَغْبِ قَوْمٍ لَاجَدَا بِهِمْ إِذَا الْحُرُوبُ تَلَظَّتْ نَارُهَا تَقِدُ

یا اس کا سبب یہ ہے کہ جب جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک کر مشتعل ہو رہے تھے تو اس وقت قوم کا وہ شر و فساد اور شور و غل برپا تھا جس میں ان کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا؟

مَا يَنْتَهُونَ عَنِ الْغَيِّ الَّذِي رَكِبُوا وَمَا لَهُمْ مِنْ لُؤَيٍّ وَيْحَهُمْ عَضُدُ

جس گمراہی کے یہ مسلمان مرتکب ہو رہے ہیں، اس سے باز ہی نہیں آتے حالانکہ ان کا برا ہو، قبیلہ لوئی کی امداد و اعانت بھی انھیں حاصل نہیں۔

وَقَدْ نَشَدْنَاهُمْ بِاللهِ قَاطِبَةً فَمَا تَرُدُّهُمُ الْأَرْحَامُ وَالنَّشَدُ

حَتَّى إِذَا مَا أَبَوْا إِلَّا مُحَارَبَةً وَاسْتَحْصَدَتْ بَيْنَنَا الْأَضْغَانُ وَالْحِقَدُ

اور ہم نے ان سب کو خدا کی قسمیں تک دلوائیں، مگر یہ لوگ ہیں کہ نہ انھیں قسمیں واپس لاتی ہیں، نہ رشتہ داریاں، یہاں تک کہ انھوں نے بجز باہمی جنگ کے اور کوئی چیز قبول نہ کی اور اس طرح ہمارے اور ان کے درمیان بغض و کینہ نے خوب پرورش پائی۔

سِرْنَا إِلَيْهِمْ بِجَيْشٍ فِي جَوَانِبِهِ قَوَانِسُ الْبِيضِ وَالْمَحْبُوكَةُ السَّرَدُ

وَالْجُرْدُ تَرْفُلُ بِالْأَبْطَالِ شَازِبَةً كَأَنَّهَا حِدَأٌ فِي سَيْرِهَا تُؤَدُ

آخر کار ان مسلمانوں کی طرف ہم ایک ایسا لشکر لے کر بڑھے، جس میں ہر طرف اونچے اونچے خود ہی خود اور مضبوط بنی ہوئی زرہیں ہی زرہیں نظر آرہی تھیں اور وہ کم بال والے فربہ گھوڑے نظر آرہے تھے جو اپنے بہادروں کو ایک خاص انداز سے لیے جارہے تھے معلوم ہوتا تھا گویا شکرے ہیں، جو انتہائی تیز رفتار سے (اپنے شکار پر) اڑے چلے جارہے ہیں۔

جَيْشٌ يَقُودُهُمْ صَخْرٌ وَيَرْأَسُهُمْ كَأَنَّهُ لَيْثُ غَابٍ هَاصِرٌ حَرِدُ

یہ وہ لشکر تھا جس کی قیادت و امارت کی باگ ڈور ابو سفیان جیسے مضبوط شخص کے ہاتھوں میں تھی اور جس کا ہر سپاہی اس شیر کی مانند تھا، جو اپنی کچھار پر غضبناک ہوتے ہوئے شکار کو چیر پھاڑ کر کھا رہا ہو۔

٭

فَأَبْرَزَ الْحَيْنُ قَوْمًا مِنْ مَنَازِلِهِمْ ... فَكَانَ مِنَّا وَمِنْهُمْ مُلْتَقًى أُحُدُ

پس ان مسلمانوں کو موت ہی گھروں سے نکال کر لائی تھی اور مقام اُحد ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا میدان بن گیا تھا۔

فَغُودِرَتْ مِنْهُمْ قَتْلَى مُجَدَّلَةً ... كَالْمَعْزِ أَصْرَدَهُ بِالصَّرْدَحِ الْبَرَدُ

اسی لیے ان مسلمانوں کے بہت سے آدمی قتل کر کے زمین پر چھوڑ دیئے گئے معلوم ہوتا تھا، پہاڑ کی پتھریلی زمین پر بکھرے پڑے ہیں، جو سخت سردی کے سبب ٹھٹھر گئے ہیں۔

قَتْلَى كِرَامٌ بَنُو النَّجَّارِ وَسْطَهُمُ ... وَمُصْعَبٌ مِنْ قَنَانَا حَوْلَهُ قِصَدُ

جو شریف لوگ تھے، قتل کیے گئے تھے، ان کے درمیان بنو نجار بھی تھے اور مصعبؓ بن عمیر بھی، جن کے اردگرد ہمارے نیزوں کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر اکٹھا ہو گئے تھے۔

وَحَمْزَةُ الْقَوْمِ مَصْرُوعٌ تُطِيفُ بِهِ ... ثَكْلَى وَقَدْ حُزَّ مِنْهُ الْأَنْفُ وَالْكَبِدُ

اور حمزہؓ جیسے سردار بھی پچھڑے ہوئے پڑے تھے اور بچہ کھو دینے والی ماں کی طرح (ان کی بہن) صفیہ چکر لگا لگا کر دیکھ رہی تھیں کہ ناک، کان اور دل جگر کاٹ کر ان کا مثلہ بنا دیا گیا۔

كَأَنَّهُ حِينَ يَكْبُو فِي جَدِيَّتِهِ ... تَحْتَ الْعَجَاجِ وَفِيهِ ثَعْلَبٌ جَسِدُ

حُوَارُ نَابٍ وَقَدْ وَلَّى صَحَابَتُهُ ... كَمَا تَوَلَّى النَّعَامُ الْهَارِبُ الشُّرُدُ

مُجَلِّحِينَ وَلَا يَلْوُونَ قَدْ مُلِئُوا ... رُعْبًا، فَنَجَّتْهُمُ الْعَوْصَاءُ وَالْكُؤُدُ

جس وقت حمزہؓ غبار کے نیچے ٹھوکر کھا کر گر رہے تھے اور نیزہ جس پر فوراً خون جم گیا تھا، ان کے جسم میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت معلوم ہوتا تھا، گویا اونٹنی کا بچہ ہے اور اس کے ساتھی اسی طرح پیٹھ دکھا کر بھاگ رہے تھے، جیسے بدکے ہوئے شتر مرغ بھاگ رہے ہوں، بڑے عزم صمیم سے بھاگ رہے تھے اور مارے خوف کے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

تَبْكِي عَلَيْهِمْ نِسَاءٌ لَا بُعُولَ لَهَا ... مِنْ كُلِّ سَالِبَةٍ أَثْوَابُهَا قِدَدُ

بے شوہر عورتیں ماتمی لباس پہنے ان پر آہ و بکا کرتی ہوئی کپڑے چاک

کررہی تھیں۔

وَقَدْ تَرَكْنَاهُمْ لِلطَّيْرِ مَلْحَمَةً ... وَلِلضِّبَاعِ إِلَى أَجْسَادِهِمْ تَغْدُ

اور ہم نے انھیں پرندوں اور بجوؤں کی خوراک بنا کر چھوڑ دیا۔ یہ جھنڈ کے جھنڈ آرہے اور ان کا گوشت کھا رہے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، فن شعر کے بعض علماء اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ یہ شعر ضرار بن خطاب کے ہیں۔

ابوزعنہ کا رجز

ابن اسحاق نے کہا، اور ابو زعنہ بن عبداللہ (ابن عمرو بن عتبہ اخو بنو جشم بن خزرج) نے بھی جنگ اُحد کے وقت یہ رجز پڑھا تھا:

أَنَا أَبُوْ زَعْنَةَ يَعْدُوْ بِي الْهُزَمْ ... لَمْ تُمْنَعِ الْمَخْزَاةُ إِلَّا بِالْأَلَمْ

يَحْمِي الذِّمَارَ خَزْرَجِيٌّ مِنْ جُشَمْ

میں ابو زعنہ ہوں، مجھے میرا گھوڑا ہزم نامی اُڑائے لیے چلا جارہا تھا ذلت و رسوائی سے بچنے کی بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ تکلیف اٹھا کر شدائد کا مقابلہ کیا جائے۔ قبیلہ جُشم بن خزرج کی نسل کا آدمی اپنی ذمہ داریاں پوری کرتا ہے اور اپنے حقوق بچاتا ہے۔

علیؓ کا رجز

ابن اسحاق نے کہا، اور حضرت علیؓ نے بھی جنگِ اُحد کے موقع پر یہ اشعار کہے تھے (مگر ابن ہشام نے کہا، جیسا کہ مجھ سے فنِ شعر کے بعض ماہر اہلِ علم نے بیان کیا ہے حضرت علیؓ کے سوا کسی دوسرے مسلمان نے یہ اشعار کہے تھے۔ میں نے ان اہلِ علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا، جو کہتا ہو کہ یہ حضرت علیؓ کے اشعار ہیں:

لَاهُمَّ إِنَّ الْحَارِثَ بْنَ الصِّمَّهْ ... كَانَ وَفِيًّا وَبِنَا ذَا ذِمَّهْ

أَقْبَلَ فِي مَهَامِهٍ مُهِمَّهْ ... كَلَيْلَةٍ ظَلْمَاءَ مُدْلَهِمَّهْ

بَيْنَ سُيُوْفٍ وَرِمَاحٍ جَمَّهْ ... يَبْغِي رَسُوْلَ اللهِ فِيْمَا ثَمَّهْ

کیا کہنا! حارث بن صمہ جو ہماری ذمہ داریاں سنبھالنے والا ایک وفادار شخص ہے، بے شمار تلواروں اور نیزوں کے سایے میں سخت تاریک راتوں کے مانند بڑے بڑے چٹیل میدان طے کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں وہاں جا پہنچا۔

عکرمہ بن ابوجہل کا رجز

ابن اسحاق نے کہا: اور عکرمہ بن ابوجہل نے جنگِ اُحد کے موقع پر یہ رجز پڑھا تھا۔

كُلُّهُمْ يَزْجِرُهُ أَرْحِبْ هَلَا ۔۔۔ وَلَنْ يَرُدُّهُ الْيَوْمَ إِلَّا مُقْبِلَا

يَحْمِلُ رُمْحًا وَرَئِيسًا جَحْفَلَا

سب اپنے اپنے گھوڑے کو "ارحب ہلا" (ادھر آ) کہہ کر جھڑکیاں دے رہے تھے اور دیکھتے ہیں کہ گھوڑا ایک عظیم الشان سردار اور نیزے کو پیٹھ پر لیے آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اعشیٰ تمیمی کے اشعار

اعشیٰ بن زرارہ بن نباش، ابن ہشام نے کہا، پھر بنو اسد بن عمرو تمیم کا ایک فرد بنو عبدالدار کے مقتولین پر آہ و بکا کرتے ہوئے کہتا ہے۔

حُيِّيَ مِنْ حَيٍّ عَلَى نَأْيِهِمْ ۔۔۔ بَنُو أَبِي طَلْحَةَ لَا تُصْرَفُ

يَمُرُّ سَاقِيهِمْ عَلَيْهِمْ بِهَا ۔۔۔ وَكُلُّ سَاقٍ لَهُمْ يَعْرِفُ

لَا جَارُهُمْ يَشْكُو وَلَا ضَيْفُهُمْ ۔۔۔ مِنْ دُونِهِ بَابٌ لَهُمْ يَصْرِفُ

اگرچہ بنو ابو طلحہ دُور ہیں، ہر قبیلے کی جانب سے ان کے لیے حیاک اللہ (زندہ باد) کا نعرہ لگایا ہے اور ان کے "حیاک اللہ" کو کوئی رد بھی نہیں کر سکتا۔ ساقی ان کے پاس "حیاک اللہ" کہتا ہوا گزرتا ہے اور ہر ساقی انھیں خوب جانتا پہچانتا ہے۔ کوئی پڑوسی اور مہمان ان کا شاکی نہیں، نہ ان کے لیے کبھی دروازہ بند کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن زبعری نے جنگِ اُحد میں یہ شعر بھی کہے،

قَتَلْنَا ابْنَ جَحْشٍ فَاغْتَبَطْنَا بِقَتْلِهِ ۔۔۔ وَحَمْزَةَ فِي فُرْسَانِهِ وَابْنَ قَوْقَلِ

ابن جحش کو ہم نے قتل کیا تو ہم اس سے بہت مسرور ہوئے اور حمزہؓ کو ہم نے ان کے سواروں کے اندر، نیز ابن قوقل کو قتل کر دیا۔

وَأَفْلَتَنَا مِنْهُمْ رِجَالٌ فَأَسْرَعُوا ۔۔۔ فَلَيْتَهُمْ عَاجُوا وَلَمْ نَتَعَجَّلِ

أَقَامُوا لَنَا حَتَّى تَعَضَّ سُيُوفُنَا ۔۔۔ سَرَاتَهُمْ وَكُلُّنَا غَيْرُ عُزَّلِ

ان کے کچھ آدمی ہم سے بچ نکلے اور تیزی سے بھاگ گئے کاش! وہ ذرا اور ٹھہر جاتے اور ہم جلد بازی سے کام نہ لیتے جس وقت ہم سب مسلح تھے اور نہتے نہ

تھے تو اس وقت بس وہ اتنا ٹھہر جاتے کہ ہماری تلواریں ان کے چیدہ لوگوں کو جھنجھوڑ کھاتیں۔

وَحَتّٰى يَكُوْنَ الْقَتْلُ فِيْنَا وَفِيْهِمُ ۔۔۔ وَيَلْقَوْا صَبُوْحًا شَرُّهٗ غَيْرُ مُنْجَلِيْ

ہم میں اور ان میں خوب قتل و خون ہو لیتا اور وہ اس موت کا مزہ چکھ لیتے جس کا شر بالکل صاف اور واضح ہوتا۔

ابن ہشام نے کہا اور "وَكُلْنَا" اور "وَيَلْقَوْا صَبُوْحًا" ابن اسحٰق کی نہیں، بلکہ دوسروں کی روایت ہے۔

حمزہؓ پر صفیہ کا ماتم

ابن اسحاق نے کہا، اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے بھی اس موقع پر اشعار کہے، جن میں انھوں نے اپنے بھائی حمزہؓ بن عبدالمطلب پر آہ و بکا کی۔ وہ اشعار یہ ہیں:

اَسَائِلَةٌ اَصْحَابَ اُحُدٍ مَخَافَةً ۔۔۔ بَنَاتُ اَبِيْ مِنْ اَعْجَمٍ وَخَبِيْرِ

فَقَالَ الْخَبِيْرُ اِنَّ حَمْزَةَ قَدْ ثَوٰى ۔۔۔ وَزِيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ وَزِيْرِ

اے میری بہنو! کیا تم اصحاب اُحد سے ڈرتی ہوئی پوچھ رہی ہو۔ خواہ ان میں سے کوئی حالات سے واقف ہو یا ناواقف؛ لو! واقف اور باخبر شخص نے تو بتا بھی دیا کہ حمزہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر (مددگار و معاون) اور بہترین وزیر تھے۔ جاں بحق ہو گئے۔

دَعَاهُ اِلٰهُ الْحَقِّ ذُو الْعَرْشِ دَعْوَةً ۔۔۔ اِلٰى جَنَّةٍ يُحْيَا بِهَا وَسُرُوْرِ

انھیں آسمانوں والے معبودِ حقیقی نے جنت کی طرف بلا لیا، جہاں وہ زندہ کیے جائیں گے اور سرور بخش زندگی گزاریں گے۔

فَذٰلِكَ مَا كُنَّا نُرَجِّيْ وَنَرْتَجِيْ ۔۔۔ لِحَمْزَةَ يَوْمَ الْحَشْرِ خَيْرَ مَصِيْرِ

پھر یہ تو وہ چیز ہے جس کی ہم سب لوگ خود اپنے لیے آرزو کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی آرزو دلاتے ہیں۔ حشر کے روز حضرت حمزہ کی اس دنیا سے بہترین واپسی ہوگی۔

فَوَاللّٰهِ لَا اَنْسَاكَ مَا هَبَّتِ الصَّبَا ۔۔۔ بُكَاءً وَحُزْنًا مَحْضَرِيْ وَمَسِيْرِيْ

پس خدا کی قسم، جب تک بادِ صبا چلتی رہے گی میں تمھیں نہ بھولوں گی۔

سفر و حضر میں غم زدہ رہ کر تمہارے لیے ہمیشہ ماتم کرتی رہوں گی۔

عَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الَّذِیْ کَانَ مِدْرَھًا یَذُوْدُ عَنِ الْاِسْلَامِ کُلَّ کَفُوْرِ

میں اللہ کے اس شیر پر ہمیشہ غم زدہ اور ماتم کناں رہوں گی، جو قوم کا حامی اور ہر کافر سے اسلام کی مدافعت کرنے والا تھا۔

فَیَا لَیْتَ شِلْوِیْ عِنْدَ ذَاکَ وَ اَعْظُمِیْ لَدٰی اَضْبُعٍ تَعْتَادُنِیْ وَ نُسُوْرِ

اے کاش! میرا بقیہ جسم اور میری ہڈیاں بھی اُن بجوؤں اور کرگسوں کی خوراک بن جاتیں، جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

اَقُوْلُ وَ قَدْ اَعْلَی النَّعِیُّ عَشِیْرَتِیْ جَزَی اللّٰہُ خَیْرًا مِنْ اَخٍ وَ نَصِیْرِ

جس وقت خبر مرگ دینے والے نے میرے خاندان میں یہ خبر پہنچائی تو میں پکار اٹھی کہ " جزی اللہ خیرا من اخ ونصیر " میرے معاون و مددگار بھائی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

نعم کا ماتم

ابن اسحٰق نے کہا، شماس بن عثمان جنگ اُحد میں مارا گیا۔ اس کی بیوی نعم نے ماتم کرتے ہوئے یہ شعر کہے:

یَا عَیْنُ جُوْدِیْ بِفَیْضٍ غَیْرِ اِبْسَاسٍ عَلٰی کَرِیْمٍ مِنَ الْفِتْیَانِ اُبَّاسٍ

اے آنکھ! بغیر کسی بخل اور انقباض کے اس نوجوان پر فیاضی سے آنسو بہا، جو نوجوانوں میں نہایت شریف اور سخت جان تھا۔

صَعْبِ الْبَدِیْھَۃِ مَیْمُوْنٍ نَقِیْبَتُہٗ حَمَّالِ اَلْوِیَۃٍ رَکَّابِ اَفْرَاسٍ

جس کی پہلی رائے میں بھی نہایت استحکام ہوتا تھا، جس کا ہر کام نہایت مسعود و بابرکت ہوتا، جو بہترین علمدار اور گھوڑوں کا بہت ماہر سوار تھا۔

اَقُوْلُ لَمَّا اَتَی النَّاعِیْ لَہٗ جَزَعًا اَوْدَی الْجَوَادُ وَ اَوْدَی الْمُطْعِمُ الْکَاسِیْ

جب خبر مرگ لانے والے نے اس کی موت کی اطلاع دی تو میں گھبرا کر کہہ رہی تھی کہ بہت بڑا سخی و فیاض آدمی چل بسا اور وہ آدمی مر گیا، جو لوگوں کو کھانا کھلانے والا اور کپڑے پہنانے والا تھا۔

وَ قُلْتُ لَمَّا خَلَتْ مِنْہُ مَجَالِسُہٗ لَا یُبْعِدُ اللّٰہُ عَنَّا قُرْبَ شَمَّاسٍ

جب محفلیں اس سے خالی ہو گئیں تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ شماس کے قرب کو

ہم سے دُور نہ کرے۔

ابو الحکم کے اشعار

اس کے بعد نعم کے بھائی ابو الحکم بن سعید بن یربوع نے جوابی اشعار کہے، جن میں وہ اپنی بہن نعم کی تعزیت کرتا ہے، وہ کہتا ہے:

اِتَّقِیْ حَیَاءَكِ فِیْ سِتْرٍ وَّ فِیْ کَرَمٍ ۔۔۔ فَاِنَّمَا کَانَ شَمَّاسٌ مِنَ النَّاسِ

پردے اور شرافت میں اپنی حیاء کو قائم رکھ، شماس بہر حال انسانوں میں سے ایک انسان ہی تھا۔

لَا تَقْتُلِی النَّفْسَ اِذْ حَانَتْ مُنِیَّتُهٗ ۔۔۔ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ یَوْمَ الرَّوْعِ وَالْبَاْسِ

اپنے آپ کو مت مار، جنگ کی سختیوں اور اللہ کی اطاعت کے سلسلے میں اس کی موت کا وقت آگیا تھا۔

قَدْ کَانَ حَمْزَةُ لَیْثَ اللّٰهِ فَاصْطَبِرِیْ ۔۔۔ فَذَاقَ یَوْمَئِذٍ مِنْ کَاسِ شَمَّاسِ

حمزہؓ تو اللہ کے شیر تھے، آخر انھوں نے بھی تو اس میں (اس موقع پر) موت کا وہی جام پیا، جو شماس نے پیا ہے، اس لیے یہ دیکھ کر تجھے صبر و ضبط سے کام لینا چاہیئے۔

ہند کے اشعار

جب مشرکین جنگ اُحد سے واپس گئے تو ہند نے یہ شعر کہے:

رَجَعْتُ وَ فِیْ نَفْسِیْ بَلَابِلُ جَمَّةٌ ۔۔۔ وَقَدْ فَاتَنِیْ بَعْضُ الَّذِیْ کَانَ مَطْلَبِیْ

مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ مِنْ قُرَیْشٍ وَّ غَیْرِهِمْ ۔۔۔ بَنِیْ هَاشِمٍ مِنْهُمْ وَمِنْ اَهْلِ یَثْرِبِ

وَلٰکِنَّنِیْ قَدْ نِلْتُ شَیْئًا وَّلَمْ یَکُنْ ۔۔۔ کَمَا کُنْتُ اَرْجُوْ فِیْ مَسِیْرِیْ وَمَرْکَبِیْ

میں اس حالت میں واپس آئی کہ میرے دل میں بہت سے غم باقی رہ گئے اور میرے وُہ تمام مقاصد پورے نہ ہو سکے جو میں اصحاب بدر کے سلسلے میں پورے کرنا چاہتی تھی، جن میں قریش، بنو ہاشم اور اہل یثرب شریک تھے، اس میں شک نہیں کہ میں نے کسی نہ کسی حد تک اپنا مقصد پورا کر لیا، مگر اس سفر، بادیہ پیمائی اور جنگ جوئی سے جو حاصل کرنے کی اُمیدیں لے کر آئی تھی، وُہ سب بر نہ آئیں۔

باب ۱۲۳

رجیع کا دردناک واقعہ

تعلیم دین کے لیے درخواست

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے زیاد بن عبداللہ بکائی سے، انھوں نے محمد بن اسحاق مطلبی سے، انھوں نے عاصم بن عمرو بن قتادہ سے روایت کی کہ جنگ احد کے بعد قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بروایت ابن ہشام عضل اور قارہ قبیلہ ہون ایک روایت کے رو سے ہون ابن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں اور عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم لوگوں میں اسلام موجود ہے، آپ اپنے رفقاء میں سے کچھ آدمیوں کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجیے تاکہ وہ ہم لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں سے مذکورہ ذیل چھ اشخاص ان کے ساتھ روانہ فرمائے:

۱۔ مرثد بن ابو مرثد غنوی۔ یہ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کے حلیف تھے۔

۲۔ خالد بن بکیر لیثی۔ یہ بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔

۳۔ عاصم بن ثابت بن ابو الاقلح۔ بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس سے ان کی مواخاۃ (بھائی چارا) تھی۔

۴۔ خبیب بن عدی۔ ان کی مواخاۃ بنو جحجبیٰ بن کلفۃ بن عمرو بن عوف سے تھی۔

۵۔ زید بن دثنہ بن معاویہ۔ ان کی مواخاۃ بنو بیاضہ بن عمرو (زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے تھی۔

۶۔ عبداللہ بن طارق۔ یہ بنو ظفر بن خزرج (بن عمرو بن مالک بن اوس) کے حلیف تھے۔

قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ کی غداری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابو مرثد غنوی کو اس جماعت کا امیر مقرر فرما دیا۔ وہ جماعت ان کے ساتھ چل پڑے۔ جب یہ رجیع پہنچے، جو حجاز کے ایک ضلع میں ہداۃ کے اوپر قبیلہ ہذیل کا چشمہ تھا، تو قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ کے لوگوں نے مسلمانوں سے غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو مدد

رجیع عسفان اور مکہ کے درمیان ہے۔

کے لیے پکارنے لگے۔ اس صورتِ حال سے مسلمانوں میں کوئی گھبراہٹ پیدا نہ ہوئی اور وہ سواریوں ہی پر رہے، مگر جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں، وہ اتر گئے۔ ان شمشیر زنوں نے کفار سے مقابلہ کیا۔ غالب آکر ان کی تلواریں چھین لیں اور چاہا کہ انھیں قتل کر دیں مگر کفار نے (مسلمان شمشیر زنوں سے) کہا: "خدا کی قسم! ہم تمھیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے، چاہتے ہیں کہ اہلِ مکہ کی ایک چیز تمھیں پہنچا دیں، تم ہمارا یقین کرو، ہم اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں تمھیں قتل نہ کریں گے۔

مرثد، خالد بن بکیر اور عاصم کی شہادت

مرثد بن ابو مرثد، خالد بن بکیر اور عاصم بن ثابت نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم ہا ہم مشرکوں کا کوئی عہد و پیمان قبول نہ کریں گے۔" پھر عاصم نے یہ شعر پڑھے۔

مَا عِلَّتِیْ وَاَنَا جَلْدٌ نَابِلٌ ۔۔۔ وَالْقَوْسُ فِیْہَا وَتَرٌ عُنَابِلٌ
تَزِلُّ عَنْ صَفْحَتِہَا الْمَعَابِلُ ۔۔۔ اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَیَاۃُ بَاطِلٌ

میں ایک مضبوط، بہادر اور اچھا تیر انداز ہوں اور میری کمان میں ایک سخت تانت لگی ہوئی ہے، جس سے طویل و عریض دھار والے تیر تیزی سے نکل سکتے ہیں تو پھر میرے اندر کس بات کی کمی ہے؟ موت تو حق ہے۔ (ایک نہ ایک دن آکر رہے گی)، اور زندگی ایک ناپائدار چیز ہے۔

وَکُلُّ مَا حَمَّ الْاِلٰہُ نَازِلٌ ۔۔۔ بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ اِلَیْہِ اٰئِلٌ
اِنْ لَّمْ اُقَاتِلْکُمْ فَاُمِّیْ ھَابِلُ

ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دی ہے، آدمی پر نازل ہو کر رہتی ہے اور انسان کو بہر صورت اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اگر میں تم سے مقابلہ نہ کروں (تو خدا کرے کہ) میری ماں اپنے بچے کے گم ہونے کا صدمہ اٹھائے۔

مزید یہ شعر کہے:

اَبُوْ سُلَیْمَانَ وَرِیْشُ الْمُقْعَدِ ۔۔۔ وَضَالَۃٌ مِّثْلُ الْجَحِیْمِ الْمُوْقَدِ
اِذَا النَّوَاجِیْ افْتُرِشَتْ لَمْ اُرْعَدِ ۔۔۔ وَمُجْنَأٌ مِّنْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَجْرَدِ
وَمُؤْمِنٌ بِمَا عَلٰی مُحَمَّدٍ

میں ابو سلیمان ہوں، مقعد ایک شخص جو تیروں کی نوکیں بنایا کرتا تھا، کے بنائے ہوئے تیر کی نوک ہوں، میں وہ کمان ہوں جو درخت ضالہ سے بنائی گئی

جس کی کمانیں سب سے بہتر ہوتی ہیں، جو بھڑکتے ہوئے جہنّم کے مثل ہوتی ہے جب تیز رو اونٹ بھی گر گر جاتے ہوں، میرے اندر کپکپی پیدا نہیں ہوتی اور بیل کی چکنی کھال کی بنی ہوئی مجسم ڈھال ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی و ہدایت آئی ہے اس پر ایمان و یقین رکھتا ہوں۔

یہ شعر بھی پڑھتا تھا:

اَبُوْ سُلَیْمَانَ وَ مِثْلِیْ رَامِیْ   وَکَانَ قَوْمِیْ مَعْشَرًا کِرَامًا

میں ابو سلیمان ہوں اور مجھ جیسا تیر انداز کون ہے؟ یاد رکھو میری قوم شریف انسانوں کی قوم ہے۔

عاصم بن ثابت کی کنیت ابو سلیمان تھی۔ عاصم یہ شعر پڑھ پڑھ کر مشرکوں سے قتل و قتال کرتے رہے، تا آنکہ شہید ہو گئے اور ساتھ ہی ان کے دونوں رفیقوں (مرثد اور ابن بکیر) نے بھی شہادت پائی۔

میت کی حفاظت

عاصم کی شہادت کے بعد قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شُہید کے ہاتھ فروخت کیا جائے۔ سلافہ وہی عورت ہے جس نے جنگِ اُحد میں اپنے دو بیٹوں کے قتل ہو جانے پر منت مانی تھی کہ "اگر میں عاصم کا سر حاصل کر سکی تو کاسہ بنا کر اس میں شراب پیوں گی۔ ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا تو بہت سی شہد کی مکھیوں کے ایک غول نے آ کر ان ہذیلیوں کو عاصم کی میت کے پاس نہ آنے دیا۔ جب یہ شہد کی مکھیاں حائل ہو گئیں تو عاجز آ کر ہذیلیوں نے کہا: چلو اس وقت تو چھوڑ دو، شام ہونے دو اس وقت تک یہ مکھیاں چلی جائیں گی، پھر تو ہم یہ سر لے ہی لیں گے۔" اس کے بعد بحکم خداوندی اس طرف وادی میں پانی کا ایک ریلا آیا، وہ عاصم کی میت بہا کر لے گیا۔ عاصم بن ثابت نے یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی مشرک ان کا جسم نہ چھوئے اور نہ وہ خود کسی مشرک کو چھوئیں۔ انھیں وہ ناپاک سمجھتے تھے عمر رض کو جب یہ خبر پہنچی کہ عاصم کی لاش کو شہد کی مکھیوں نے اس طرح بچا لیا، تو فرمایا:

اللہ تعالیٰ عبدِ مومن کی حفاظت کرتا۔ عاصم نے نذر مانی تھی کہ زندگی میں اسے کوئی مشرک کبھی نہ چھوئے اور نہ وہ خود کسی مشرک کو چھوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی یہ نذر پوری کر دی، جیسے یہ زندگی میں پوری ہوئی تھی۔

ابن طارق کی شہادت

چھ آدمیوں میں سے تین۔ زید بن دثنہ، خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق۔ نرم اور کمزور پڑ گئے۔ انھوں نے اپنے آپ کو ہذیلیوں

کے سپرد کر دیا اور گرفتار ہو گئے۔ ہذیل ان تینوں کو لے کر مکّہ کی طرف بڑھے کہ وہاں جا کر فروخت کر ڈالیں جب ظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے رسّی سے اپنا ہاتھ کھینچ کر نکال لیا اور یہ تلوار لے کر مقابلے پر کھڑے ہو گئے۔ دیکھ کر کفار پیچھے ہٹ گئے اور دُور ہی سے ان پر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ حتیٰ کہ انھیں شہید کر ڈالا۔ ان کی قبر ظہران ہی میں ہے۔ خبیب اور زید بن دثنہ کا معاملہ یہ ہُوا کہ انھیں مکّہ لے گئے (بروایت ابن ہشام، ان دونوں کو ہذیلیوں نے قریش کے ہاتھ بیچ دیا اور ان کے عوض اپنے دو قیدی جو مکّہ میں پہلے سے گرفتار تھے، رہا کرا لیے)۔

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ خُبیب کو حُجیر بن ابواہاب تیمی نے خریدا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ وُہ اپنے باپ کے بدلے انھیں (خبیب کو) قتل کرے۔ حُجیر بنو نوفل کا حلیف تھا اور اس کا باپ ابواہاب ماں کی طرف سے حارث بن عامر بن نوفل کا بھائی تھا۔ ابن ہشام کی روایت یہ ہے کہ حارث بن عامر ابواہاب کا ماموں ہے اور ابواہاب بنو اُسید بن عمرو بن تمیم کے قبیلے سے تھا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ ابواہاب بنو تمیم کی شاخ قبیلہ عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم کا ایک فرد ہے۔

ابن دثنہ کی شہادت

ابن اسحاق نے کہا۔ اب رہا زید بن دثنہ کا معاملہ تو انھیں صفوان بن امیّہ نے اپنے باپ اُمیّہ بن خلف کے عوض قتل کرنے کے لیے خرید لیا اور اپنے ایک غلام نسطاس نامی کے ساتھ مقام تنعیم[۱] بھیج دیا تاکہ حرم مکّہ سے باہر لے جا کر قتل کر دے۔ قریش میں سے خاصے لوگ موجود تھے، جن میں ابوسفیان بھی شامل تھا۔ جب ابن دثنہ کو قتل کے لیے لائے تو ابوسفیان نے پوچھا:

اَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا زَيْدُ! اَتُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ فِي مَكَانِكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ وَاَنَّكَ فِي اَهْلِكَ؟	زید میں تمھیں خدا کی قسم دلاتا ہوں! مجھے بتاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمھاری جگہ اس وقت ہمارے قبضے میں محمد ہوں اور ہم ان کی گردن تلوار سے اُڑائیں اور تم اپنے اہل وعیال ہی میں رہو؟

ابن دثنہ نے جواب دیا:

وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِيهِ وَاِنِّي جَالِسٌ فِي اَهْلِي!	خدا کی قسم! میں یہ بات کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس جگہ جہاں آپ اس وقت ہیں، اذیت و تکلیف پہنچانے والا ایک کانٹا بھی چُبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں بیٹھا رہوں۔

[۱] تنعیم حد حرم پر ہے۔ قریش کو حالت کفر میں بھی حرم کا احترام پیش نظر تھا اور قتل حد حرم کے اندر نہیں کرتے تھے۔

اب ابوسفیان نے کہا:

مَا رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ اَحَدًا يُحِبُّ اَحَدًا كَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا! — میں نے لوگوں میں ایسا شخص کبھی نہیں دیکھا، جس سے کوئی اتنی محبت کرتا ہو، جتنی اصحاب محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

اس کے بعد نسطاس نے ابن دثنہ کو قتل کر دیا، یرحمہ اللہ

حضرت خُبیبؓ کی شہادت

خُبیبؓ بن عدی کے سلسلے میں عبداللہ بن ابونجیح نے مجھ سے بیان کیا کہ انھیں حجیر بن ابواہاب کی باندی ماویہ (ایک روایت کے رُو سے ماریہ) نے جو اسلام لا چکی تھیں، بتایا کہ خبیبؓ میرے ہی گھر میں محبوس تھے۔ ایک روز میں نے جھانک کر دیکھا تو آدمی کے سر کے برابر انگوروں کا ایک گچھا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ انگور توڑ توڑ کر کھا رہے تھے اور جو انگور وہ کھا رہے تھے میں نے اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر کبھی نہیں دیکھے۔

ابن اسحاق نے کہا اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابونجیح دونوں نے بیان کیا کہ ماویہ نے بیان کیا، جب خُبیبؓ کے قتل کا وقت آیا تو انھوں نے مجھ سے کہا: تو میرے پاس ایک استرا بھیج دینا تاکہ میں قتل سے پیشتر پاک ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے محلّے کے ایک لڑکے کو استرا دے کر کہا: "یہ لے اور اس گھر میں جو شخص ہے، اسے دے آ" میرا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ لڑکے کو میں خبیبؓ کے قبضے میں دے دوں۔ وہ اسے مار ڈالیں، میں نے سوچا کہ یہ میں نے کیا کیا، خدا کی قسم! اب خبیبؓ اپنا بدلہ لے لے گا اور یوں آدمی کے بدلے آدمی کا حساب ہو جائے گا۔ پھر جب لڑکے نے استرا دے دیا تو انھوں نے کہا: "تیری جان کی قسم! جب تیری ماں نے استرا دے کر تجھے میرے پاس بھیجا تھا تو کیا اسے میری غدّاری کا خوف نہ ہوا؟ پھر اسے جانے دیا۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ یہ لڑکا ماویہ ہی کا بیٹا تھا۔ ابن اسحٰق اس روایت کا باقی حصہ عاصم کی زبان سے یوں بیان کرتے ہیں، کہ پھر خبیبؓ کو لے کر مقام تنعیم پر لایا گیا تاکہ پھانسی پر لٹکا دیں۔ اس وقت انھوں نے کفار سے کہا:

اِنْ رَاَيْتُمْ اَنْ تَدَعُوْنِيْ حَتّٰى اَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَافْعَلُوْا۔ — مناسب سمجھو تو مجھے صرف اس وقت تک چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں۔

کفار نے کہا، اچھا پڑھ لو۔ انھوں نے دو رکعتیں بہت اچھی طرح پڑھیں۔ پھر جماعت کفار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "خدا کی قسم! اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم یہ گمان کرو گے میں نے نماز میں طوالت محض خوف و ہراس کی وجہ سے اختیار کی تو میں اور بھی نماز پڑھتا"۔ عاصم کہتے ہیں کہ خبیبؓ بن عدی

پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر قتل سے پہلے دو رکعتوں کا طریقہ قائم کیا۔ اس کے بعد خبیبؓ کو پھانسی کے تختے پر کھڑا کر دیا اور جب انھیں خوب باندھ دیا گیا انھوں نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا قَدْ بَلَّغْنَا رِسَالَۃَ رَسُوْلِکَ، فَبَلِّغْہُ الْغَدَاۃَ مَا یُصْنَعُ بِنَا۔

اے اللہ! میں نے تیرے رسول کا پیغام پہنچا دیا، پس تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہی اس بات کی خبر پہنچا دے کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ اَحْصِہِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْہُمْ بَدَدًا وَلَا تُغَادِرْ مِنْہُمْ اَحَدًا۔

اے اللہ ان کفار کو ایک جگہ اکٹھا کر اور انھیں الگ الگ کر کے قتل کر اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ۔

اس کے بعد کفار نے انھیں قتل کر دیا رحمہ اللہ۔

معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کہا کرتے تھے، اس موقع پر خبیبؓ کے قتل کے لیے جو لوگ اکٹھا ہوئے تھے، میں بھی ان میں شامل تھا۔ ابوسفیان کے ساتھ گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ابوسفیان خبیبؓ کی بددعا کے خوف سے مجھے زمین کی طرف جھکا رہے ہیں۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ جب کسی آدمی کو بددعا دی جائے اور وہ پہلو پر لیٹ جائے تو اس سے بددعا کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، میں نے یحییٰ بن عباد (ابن عبداللہ بن زبیر) سے انھوں نے اپنے والد عباد سے اور عباد نے عقبہ بن الحارث سے سُنا۔ وُہ کہتے تھے: "خدا کی قسم خبیبؓ کو میں نے قتل نہیں کیا، کیونکہ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا، لیکن ابو میسرہ، اخو بنو عبدالدار نے حربہ لے کر میرے ہاتھ میں دیدیا پھر میرا ہاتھ اور حربہ پکڑ کر خبیبؓ کے مارا، اس سے وہ قتل ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا، میرے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ عمرؓ بن خطاب نے سعید بن عامر بن جریم جمحی کو شام کے بعض علاقوں پر عامل بنا کر بھیجا تو وہاں انھیں سب کی موجودگی میں غشی کا دورہ پڑنے لگا۔ اس کا ذکر حضرت عمرؓ کے سامنے آیا، بتایا گیا کہ سعید بن عامر تو ماؤف ہیں۔ سعید ایک موقع پر عمرؓ کے پاس آئے تو دریافت کیا "سعید! کیا تکلیف ہے؟" سعید نے کہا: امیر المومنین! خدا کی قسم! مجھ میں کوئی خرابی نہیں، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ جس وقت خبیبؓ کو قتل کیا گیا میں بھی ان میں شامل تھا جو اس موقع پر موجود تھے، میں نے خبیبؓ کی بددعا سُنی۔ خدا کی قسم، جب کبھی اس کی بددعا

خیال میرے دل میں گزرتا ہے تو مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ کہا اور اسی وقت غشی کا دورہ پڑ گیا۔
ابن ہشام نے کہا، خبیبؓ کفار کے ہاتھوں میں ماہ حرم کے ختم تک قید رہے، اس کے بعد
میں قتل کیا گیا۔

قصۂ رجیع اور نزولِ قرآن

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے آلِ زید بن ثابت کے مولیٰ نے عکرمہ (مولیٰ عبداللہ بن عباس)، یا سعید بن جبیر کے واسطے سے عبداللہ بن عباس کا قول نقل کیا کہ قرآن کا جو اس واقعے کے بارے میں حصہ نازل ہوا ہے وہ یہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا "جب رجیع میں اس جماعت پر آفت آئی، جس میں مرثد اور ... تھے تو بعض منافقین نے کہا:

یَا وَیْحَ هٰؤُلَاءِ الْمَفْتُوْنِیْنَ الَّذِیْنَ هَلَکُوْا، لَا هُمْ قَعَدُوْا فِیْ اَهْلِیْهِمْ وَ لَا هُمْ اَدَّوْا رِسَالَةَ صَاحِبِهِمْ۔

ان پاگلوں کا برا ہو، جو ہلاک ہو گئے۔ نہ اپنے اہل و عیال میں رہ سکے، نہ اپنے رسول کا پیغام پہنچا سکے۔

منافقین کے اس قول "وما اصاب اولئک النصر من الخیر بالذی اصابھم"
... گروہ کو کوئی بھلائی نہ مل سکی، پھر
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (۲ : ۲۰۴)

(یعنی) کچھ لوگ ایسے ہیں، جن کی بات آپ کو اس دنیا میں بڑی پسند آتی ہوگی۔

لیکن "وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ" اور ایسے لوگ اپنے دل کی چھپی ہوئی باتوں پر زبان سے کہی ہوئی باتوں کے منافی ہوں، اللہ کو گواہ بنا رہے ہیں۔ "وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ" اور ... لوگ بڑے چمٹنے والے (ضدی) جھگڑالو ہیں۔ یعنی جب آپ سے بات کرتے ہیں تو ضد اور ہٹ سے کام لیتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، اللہ تعالیٰ مزید تفصیل بیان فرماتا ہے:

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (۲ : ۲۰۵)

جب یہ منہ موڑ کر جاتے ہیں (یعنی آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں) تو اس بات کے لیے، جدوجہد کرتے ہیں اور سعی و کوشش شروع کر دیتے ہیں کہ وہ زمین پر فساد پھیلائیں اور کھیتوں اور نسلوں کو ہلاک ...

برباد کریں اور اللہ تعالیٰ فساد کو کسی طرح پسند نہیں کرتا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(۲ : ۲۰۶)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے تو ڈرو تو گناہوں کے باعث عزت انھیں پکڑ لیتی ہے، پس ان کے لیے تو جہنم ہی کافی ہوگا اور وہ بہت برا گہوارا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(۲ : ۲۰۷)

اور بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ کی خوشنودی و رضا کے حصول کے لیے اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں۔

یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کر کے اور حق پر قائم رہ کر موت کو دعوت دیتے ہیں اور اس طرح اپنی جانوں کو اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لیے فروخت کر دیتے ہیں۔ اس سے اسی واقعے (رجاعت رجیع) کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۱۲۴

رجیع کا دردناک واقعہ

۲

خبیبؓ کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: چشمہ رجیع کے متعلق جو اشعار ہیں، ان میں وہ اشعار بھی ہیں جو خبیبؓ نے اس وقت کہے تھے، جب انھیں پھانسی دینے کے لیے کفار اکٹھے ہو گئے تھے۔

ابن ہشام کا بیان ہے، بعض اہلِ علم اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ یہ اشعار خبیبؓ کے ہیں:

لَقَدْ جَمَّعَ الْاَحْزَابُ حَوْلِیْ وَاَلَّبُوْا   قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوْا كُلَّ مَجْمَعِ

دیکھو تو! ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے چاروں طرف خوب اکٹھا کیا، دعوت دے دے کر مجمع فراہم کیا۔

وَكُلُّهُمْ مُبْدِی الْعَدَاوَةِ جَاهِدٌ   عَلَیَّ لِاَنِّیْ فِیْ وَثَاقٍ بِمَضِيْعِ

یہ سب کے سب مجھ سے اپنی عداوت برملا بیان کر رہے ہیں اور سب کے سب مجھی پر زور آزمائی کر رہے ہیں، کیونکہ میں رسیوں میں بندھا ہوا اپنے مقتل پر بے بس ہوں۔

وَقَدْ جَمَّعُوْا اَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ   وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِيْلٍ مُمَنَّعِ

انھوں نے اپنے بیٹوں کو، اپنی عورتوں کو سبھی کو، بلا کر اکٹھا کر لیا ہے اور مجھے ایک لمبے تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْ غُرْبَتِیْ ثُمَّ كُرْبَتِیْ   وَمَا اَرْصَدَ الْاَحْزَابُ لِیْ عِنْدَ مَصْرَعِیْ

میں اپنی غریب الوطنی اور اپنی جانکاہی اور ان مجامع کا، جنھیں ان گروہوں نے میرے لیے مصرع (پھانسی کا مقام) تیار کیا ہے اللہ ہی سے شکوہ کرتا ہوں۔

فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِیْ عَلٰى مَا يُرَادُ بِیْ   فَقَدْ بَضَّعُوْا لَحْمِیْ وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِیْ

پس اے عرش والے! جو میرے لیے منصوبہ تیار کیا گیا ہے، اس پر مجھے

صبر کی توفیق عطا فرما۔ ان ظالموں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اب میری ہر اُمید مایوسی سے بدل گئی ہے۔

وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَأْ ... یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

یہ سب کچھ خدا کی راہ میں پیش آیا ہے۔ وہ چاہے تو ان کے کیے ہوئے متفرق اور الگ الگ اعضاء پر بھی اپنی برکت نازل فرما دے۔

وَقَدْ خَیَّرُوْنِیْ الْکُفْرَ وَالْمَوْتُ دُوْنَهٗ ... وَقَدْ هَمَلَتْ عَیْنَایَ مِنْ غَیْرِ مَجْزَعِ

انھوں نے مجھے اختیار دیا کہ کفر اور موت میں سے ایک چیز اختیار کر لوں میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، لیکن یہ جزع فزع نہیں (خشیت الٰہی کے آنسو ہیں)۔

وَمَا بِیْ حِذَارُ الْمَوْتِ، اِنِّیْ لَمَیِّتٌ ... وَلٰکِنْ حِذَارِیْ حَجْمُ نَارٍ مُلَفَّعِ

اور مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں (میں تو مرنے والا ہوں، لیکن مجھے جہنم کی آگ کے دور دور تک لپیٹ میں لے لینے والے شعلوں کا ڈر ہے۔

فَوَاللّٰهِ مَا اَرْجُوْا اِذَا مِتُّ مُسْلِمًا ... عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰهِ مَصْرَعِیْ

اللہ کے راستے میں کس پہلو پچھاڑ کر مجھے مارا جا رہا ہے۔ اس پر مجھے خدا کی قسم! کوئی ہراس و یاس نہیں جب میں مسلمان ہو کر مر رہا ہوں۔

فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعُدُوِّ تَخَشُّعًا ... وَلَا جَزَعًا، اِنِّیْ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعِیْ

پس دشمن کے سامنے میں کسی قسم کی ذلت یا گھبراہٹ ظاہر کرنے والا نہیں، کیونکہ میں تو اللہ کی طرف لوٹ کر جا رہا ہوں۔

خُبیبؓ کا مرثیہ

حسانؓ بن ثابت نے ان اشعار میں خبیبؓ کا مرثیہ پڑھا۔

مَا بَالُ عَیْنِكَ لَا تَرْقَا مَدَامِعُهَا ... سَحًّا عَلَی الصَّدْرِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ الْقَلِقِ

عَلٰی خُبَیْبٍ فَتَی الْفِتْیَانِ قَدْ عَلِمُوْا ... لَا فَشِلٍ حِیْنَ تَلْقَاهُ وَلَا نَزِقِ

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آنسو رکتے ہی نہیں اور ٹوٹے ہوئے موتیوں کی طرح مضطربانہ سینے پر بہتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ آنسو نوجوانوں کے نوجوان خبیبؓ پر برس رہے ہیں، لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ مقابلے کے وقت بزدل ثابت نہ ہوتا تھا اور نہ وہ بد اطوار و بد خُلق ہی تھا۔

فَاذْهَبْ خُبَيْبُ جَزَاكَ اللّٰهُ طَيِّبَةً ۔۔۔ وَجَنَّةَ الْخُلْدِ عِنْدَ الْحُوْرِ فِي الرُّفَقِ

اے خبیبؓ! جاؤ! اللہ تعالیٰ تمھیں اچھی اچھی چیزیں دے، ہمیشہ رہنے کے لیے جنت عطا فرمائے اور رفقا کی مجالس میں حوروں سے ہمکنار کرے۔

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ ۔۔۔ حِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةُ الْاَبْرَارُ فِي الْاُفُقِ

فِيْمَ قَتَلْتُمْ شَهِيْدَ اللّٰهِ فِي رَجُلٍ ۔۔۔ طَاغٍ قَدْ اَوْعَثَ فِي الْبُلْدَانِ وَالرُّفَقِ

تم کیا جواب دو گے اس روز جب ملائکہ ابرار ہر چہار طرف حاضر ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پوچھیں گے کہ تم نے اس مرد شہید کو اس شخص کے عوض کیوں قتل کیا، جو ایسا سرکش تھا، جس نے تمام شہروں اور دیہات میں فساد پھیلا دیا؟

ایک اور مرثیہ ابن اسحاق نے کہا: حسانؓ بن ثابت نے خبیبؓ کے لیے یہ اشعار بھی بہ طور مرثیہ کہے:

يَا عَيْنُ جُوْدِيْ بِدَمْعٍ مِنْكِ مُنْسَكِبٍ ۔۔۔ وَابْكِيْ خُبَيْبًا مَعَ الْفِتْيَانِ لَمْ يَؤُبِ

اے آنکھ! اپنے مسلسل جاری ہونے والے آنسوؤں کو خوب سخاوت کر جب یں خبیبؓ پر روؤں، جو اپنے نوجوانوں میں لوٹ کر نہیں آیا۔

صَقْرًا تَوَسَّطَ فِي الْاَنْصَارِ مَنْصِبُهُ ۔۔۔ سَمْحَ السَّجِيَّةِ مَحْضًا غَيْرَ مُؤْتَشِبِ

اس خبیبؓ پر روؤں جس کے منصب نے انصار میں وسط (درمیان) کی جگہ حاصل کرلی تھی، جو سخی طبیعت اور ایسا خالص نسب والا تھا، جس میں کوئی کھوٹ اور آمیزش نہ تھی۔

قَدْ هَاجَ عَيْنِيْ عَلٰى عِلَّاتِ عَبْرَتِهَا ۔۔۔ اِذْ قِيْلَ نُصَّ اِلٰى جِذْعٍ مِنَ الْخَشَبِ

روتے روتے آنکھیں ویسے ہی خشک ہو چکی تھیں اور اب آنسوؤں کا نکلنا بھی دشوار ہو چکا تھا۔ پھر بھی جب یہ اندوہناک خبر دی گئی کہ خبیبؓ کو پھانسی کے تختے پر لٹکا کر مار گیا تو بے پناہ آنسو پھوٹ پڑے۔

يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْغَادِيْ لِطِيَّتِهِ ۔۔۔ اَبْلِغْ لَدَيْكَ وَعِيْدًا لَيْسَ بِالْكَذِبِ

بَنِيْ كُهَيْبَةَ اِنَّ الْحَرْبَ قَدْ لَقِحَتْ ۔۔۔ مَحْلُوْبُهَا الصَّابُ اِذْ تُمْرٰى لِمُحْتَلِبِ

فِيْهَا اُسُوْدُ بَنِي النَّجَّارِ تَقْدُمُهُمْ ۔۔۔ شُهُبُ الْاَسِنَّةِ فِيْ مَعْصُوْصِبٍ لَجِبِ

اے سوار جو اسی ارادے سے صبح کے وقت جانے والا ہے، ذلیل ماں کے ان بیٹوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا جو غلط ثابت نہ ہوگا کہ جنگ کے شعلے بھڑک کر رہیں گے، اس جنگ کا دودھ حنظل کی طرح تلخ ہوگا، جب اسے دوہنے والا دوہے گا۔ اس جنگ میں بنو نجار کے دو شیر ہوں گے، جن کے آگے آگے شہاب ثاقب جیسے تیر و سنان ایک شور والے عظیم لشکر کے ساتھ ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا، ان اشعار کا بھی وہی حال ہے جو پہلے کا یعنی بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کے اشعار نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

لَوْ كَانَ فِي الدَّارِ قَوْمٌ مَاجِدٌ بَطَلٌ ۔۔۔ اَلْوَى مِنَ الْقَوْمِ صَقْرٌ خَالُهُ اَنَسُ

إِذَنْ وَجَدْتَ خُبَيْبًا مَجْلِسًا فَسِحًا ۔۔۔ وَلَمْ يُشَدَّ عَلَيْكَ السِّجْنُ وَالْحَرَسُ

وَلَمْ تَسُقْكَ اِلَى التَّنْعِيمِ زِعْنِفَةٌ ۔۔۔ مِنَ الْقَبَائِلِ مِنْهُمْ مَنْ نَفَتْ عُدَسُ

اگر اس گھر میں قوم کا شریف، صاحب مجد و شرف اور شکرے کی طرح ٹوٹ کر حملہ کرنے والا شخص ہوتا، جس کا ماموں انس ہے (یعنی اگر مطعم بن عدی بن نوفل ہوتا)، تو اے خبیب رضی اللہ عنہ تو ایک کشادہ مجلس پاتا اور تجھ پر قید و بند اور حراست کی سختی نہ ہوتی۔ پھر تجھے وہ لوگ تنعیم کی طرف گھسیٹ کر نہ لے جاتے، جو اپنے نسب نامے غلط طور پر اپنے مقتداؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان قبائل میں سے بعض وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں قبیلہ عدس نے اپنی نسبت کا انکار کر دیا ہے۔

دَلَّوْكَ غَدْرًا وَهُمْ فِيهَا أُولُو خُلُفٍ ۔۔۔ وَأَنْتَ ضَيْمٌ لَهَا فِي الدَّارِ مُحْتَبَسُ

ان کم بختوں نے تیرے ساتھ غداری اور دغابازی کی اور یہ ان قبائل میں وعدہ خلافی کرنے والے لوگ ہیں اور تو (اے خبیب رضی اللہ عنہ) گھر میں محبوس ہو کر ان کے سامنے کمزور پڑ گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، انس سے اصم سلمی مراد ہیں، جو مطعم بن عدی بن نوفل ابن عبد مناف کے ماموں ہیں اور من نفت عدس، (جن کی نسبت سے عدس نے انکار کر دیا) سے حجیر بن ابو اہاب مراد ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد اعشٰی بن زرارہ بن نباش اسدی ہے اور یہ شخص بنو نوفل بن عبد مناف

کا حلیف تھا۔

شہادت خبیبؓ کے شاہد ابن اسحاق نے کہا، جو لوگ چیخ چیخ کر خبیبؓ کے پاس قتل کے وقت جمع ہو گئے تھے۔ ان میں سے جو قریشی تھے یہ تھے، عکرمہ بن ابوجہل، سعید بن عبداللہ (بن ابو قیس بن عبدودؓ) اخنس بن شریق ثقفی (بنو زہرہ کا حلیف) عُبیدہ بن حکیم (بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سُلمی) بنو امیہ بن عبد شمس کے حلیف۔ امیہ ابن ابو عتبۃ اور بنو الحضرمی۔

مزید اشعار ابن اسحٰق نے کہا: حسانؓ بن ثابت نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

اِنْ سَرَّكَ الْغَدْرُ صِرْفًا لَا مِزَاجَ لَهٗ ۔۔۔ فَأْتِ الرَّجِيْعَ فَسَلْ عَنْ دَارِ لِحْيَانِ

اگر تجھے بالکل خالص غداری، جس میں کوئی آمیزش نہ ہو خوش کرتی ہے تو رجیع کے مقام پر پہنچ جا اور لحیان کا گھر دریافت کر، وہاں تجھے غداری کا فن سیکھنے کا اچھا موقع مل جائے گا۔

قَوْمٌ تَوَاصَوْا بِأَكْلِ الْجَارِ بَيْنَهُمُ ۔۔۔ فَالْكَلْبُ وَالْقِرْدُ وَالْإِنْسَانُ مِثْلَانِ

یہ ایسی قوم ہے جس نے پڑوسی کو کھا لینے کی باہم دگر وصیت کر رکھی ہے۔

ان کے نزدیک اب کتے اور بندر اور انسان سب ایک ہی جیسے ہیں۔

لَوْ يَنْطِقُ التَّيْسُ يَوْمًا قَامَ يَخْطُبُهُمْ ۔۔۔ وَكَانَ ذَا شَرَفٍ فِيْهِمْ وَذَا شَانِ

اگر کسی بینڈھے کو قوت گویائی حاصل ہو جاتی اور وہ انھیں خطاب کرتا تو وہی

ان میں زیادہ شریف و شان والا ثابت ہوتا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ آخری شعر مجھے ابوزید انصاری نے سنایا۔

ابن اسحاق نے کہا، حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں جن میں ہذیل کی ہجو کی گئی ہے۔

سَأَلَتْ هُذَيْلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاحِشَةً ۔۔۔ ضَلَّتْ هُذَيْلٌ بِمَا سَأَلَتْ وَلَمْ تُصِبِ

ہذیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ذلیل چیز کی درخواست کی تھی

ہذیل یہ درخواست کرنے میں انتہائی گمراہی کا شکار ہو گئے اور صحیح بات نہ سمجھ سکے

(اس قبیلے کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے کے لیے یہ شرط پیش کی تھی کہ انھیں زنا کی اجازت دے دی جائے)۔

٭

سَأَلُوا رَسُولَهُمْ مَا لَيْسَ مُعْطِيهِمْ حَتَّى الْمَمَاتِ وَكَانُوا سُبَّةَ الْعَرَبِ

ان لوگوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگی تھی، جو کسی بھی صورت میں دی نہیں جا سکتی تھی، خواہ موت واقع ہو جاتی۔ یہ لوگ عرب قوم کے لیے ذلت کا باعث ہوئے۔

وَلَنْ تَرَى لِهُذَيْلٍ دَاعِيًا أَبَدًا يَدْعُوا لِمَكْرُمَةٍ عَنْ مَنْزِلِ الْحَرْبِ

بنو ہذیل میں کبھی ایسا آدمی نہ دیکھو گے، جو لوٹ مار کے مقام پر کسی شرافت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو۔

لَقَدْ أَرَادُوا خِلَالَ الْفُحْشِ وَيْحَهُمُ وَأَنْ يُحِلُّوا حَرَامًا كَانَ فِي الْكُتُبِ

ان کا برا ہو، انھوں نے تو فحش کی عادتوں اور چیزوں کا ارادہ کر رکھا ہے جو کتابوں میں حرام بیان کی گئی ہیں، یہ انھیں پر ٹوٹتے رہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: کہ حسانؓ بن ثابت نے ہذیل کی ہجو میں یہ اشعار بھی کہے ہیں:

لَعَمْرِي لَقَدْ شَانَتْ هُذَيْلَ بْنَ مُدْرِكٍ أَحَادِيثُ كَانَتْ فِي خُبَيْبٍ وَعَاصِمِ

جان کی قسم! جو باتیں خبیبؓ اور عاصم کے سلسلے میں ہوئی ہیں، انھوں نے ہذیل بن مدرک کو انتہائی معیوب بنا دیا ہے۔

أَحَادِيثُ لِحْيَانَ صَلَوْا بِقَبِيحِهَا وَلِحْيَانُ جَرَّامُونَ شَرَّ الْجَرَائِمِ

لحیان کی باتوں نے بھی معیوب بنا دیا ہے، جو قبیح سے قبیح بات سے اپنے اندر گرامی پیدا کرتے ہیں اور یہ لحیان وہی لوگ ہیں جو برے سے برے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

أُنَاسٌ هُمُ مِنْ قَوْمِهِمْ فِي صَمِيمِهِمْ بِمَنْزِلَةِ الزَّمْعَانِ دُبْرَ الْقَوَادِمِ

یہ وہ لوگ ہیں، جن کی قوم کا خالص سے خالص نسب رکھنے والا شخص بھی صرف ان بالوں کے مرتبے کا ہے، جو کسی چوپائے کے اگلے قدموں کے زیریں حصے پر ہوتے ہیں۔

هُمُ غَدَرُوا يَوْمَ الرَّجِيعِ وَأَسْلَمَتْ أَمَانَتُهُمْ ذَا عِفَّةٍ وَمَكَارِمِ

ان لوگوں نے چشمہ رجیع کے موقع پر پوری غداری کی اور ان کی امانت کا حال یہ تھا کہ ایک عفیف و پاک دامن اور صاحب شرف و مجد انسان کو غداری

کرتے ہوئے بے مدد چھوڑ دیا گیا (اور امانت اور انھیں ایسا نہ کرنے پر مجبور نہ کر سکی)۔

رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ غَدْرًا وَلَمْ تَکُنْ ۔۔۔ ھُذَیْلٌ تَوَقّٰی مُنْکَرَاتِ الْمَحَارِمِ

رسول اللہ کے قاصدوں سے غداری کی اور یہ بنو ہذیل دراصل قابلِ نفرت محرمات سے بھی نہیں بچتے۔

فَسَوْفَ یَرَوْنَ النَّصْرَ یَوْمًا عَلَیْہِمُ ۔۔۔ بِقَتْلِ الَّذِیْ تَحْمِیْہِ دُوْنَ الْحَرَائِمِ

اَبَابِیْلُ دَبْرٍ شُمَّسٍ دُوْنَ لَحْمِہٖ ۔۔۔ حَمَتْ لَحْمَ شَھَّادٍ عِظَامَ الْمَلَاحِمِ

یہ ہذیلی لوگ کسی دن عنقریب دیکھیں گے کہ ان کی مدد بھی چھوڑ دی گئی اور ان کے خلاف دوسرے لوگوں کی مدد کی جا رہی ہوگی۔ اس شخص (عاصم بن اقلح) جنھیں شہد کی مکھیوں نے بچایا تھا کو قتل کر ڈالنے کی وجہ سے، جیسے شہد کی مکھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ کفار کی آڑے آکر بچا رہے تھے، جو اس کے گوشت (لاش) کی طرف سے مدافعت کر رہے تھے اور جن شہد کی مکھیوں نے بڑے بڑے معرکوں میں حاضر رہنے والے (کی لاش کے) گوشت پوست کو بچا لیا تھا)

لَعَلَّ ھُذَیْلًا اَنْ یَرَوْا بِمُصَابِہٖ ۔۔۔ مَصَارِعَ قَتْلٰی اَوْ مَقَامًا لِمَاتِمِ

امید ہے کہ قبیلہ ہذیل کے لوگ بھی اس کے (عاصم بن اقلح کے) قتل کے نتیجے میں اپنے مقتولین کا مقتل یا ماتم کرنے والی عورتوں کی جماعت کی جگہ، دیکھیں گے (یعنی انھیں بھی ایک دن مقتل میں پچھاڑا جائے گا اور عورتیں ان کا ماتم کرتی نظر آئیں گی)۔

وَنُوْقِعُ فِیْہِمْ وَقْعَۃً ذَاتَ صَوْلَۃٍ ۔۔۔ یُوَافِیْ بِہَا الرُّکْبَانُ اَھْلَ الْمَوَاسِمِ

اور اس کی بھی امید ہے کہ ہم ان (ہذیلیوں) میں ایسے سخت سے سخت حادثات رونما کریں گے، جن میں نشان زدہ اونٹوں والے سوار کا پورا پورا بدلا چکا بھی دیں گے۔

بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَہٗ ۔۔۔ رَاٰی رَاْیَ ذِیْ حَزْمٍ بِلِحْیَانَ عَالِمِ

یہ حادثات ہم رسول اللہ کے حکم سے برپا کریں گے۔ یاد رکھو، اللہ کے رسول نے لحیان کو اچھی طرح سمجھنے والے پختہ کار اور محتاط انسان کی حیثیت سے یہ رائے قائم کی ہے۔

قُبَیِّلَۃٌ لَیْسَ الْوَفَاءُ یُہِمُّہُمْ ۔۔۔ وَاِنْ ظُلِمُوْا لَمْ یَدْفَعُوْا کَفَّ ظَالِمِ

قبیلہ لحیان ایک چھوٹا سا معمولی قبیلہ ہے، جنھیں وفاداری کا جذبہ ابھارتا ہی نہیں اور اگر ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو وہ ظالم کا ہاتھ روک کر اس کی مدافعت نہیں کر سکتے۔

إِذَا النَّاسُ حَلُّوا بِالْفَضَاءِ رَأَيْتَهُمْ ... بِمَجْرَى مَسِيلِ الْمَاءِ بَيْنَ الْمَخَارِمِ

جب لوگ میدان میں اتریں گے تو تم انھیں (قبیلہ لحیان کے لوگوں کو) دیکھو گے کہ وہ ان نشیبی زمینوں میں پڑے ہوں گے، جہاں پانی بہ کر آتا ہے۔

مَحَلُّهُمُ دَارُ الْبَوَارِ وَرَأْيُهُمْ ... إِذَا نَابَهُمْ أَمْرٌ كَرَأْيِ الْبَهَائِمِ

ہلاکت کی جگہ ان کا مقام ہوگا اور جب ان پر کوئی معاملہ آپڑے گا تو ان کی رائے کے مانند ہوگی۔

قبیلہ ہذیل کی ہجو

ابن اسحاق نے کہا: اور حسان بن ثابت نے قبیلہ ہذیل کی ہجو میں یہ شعر بھی کہے ہیں:

لَحَى اللّٰهُ لِحْيَانًا فَلَيْسَتْ دِمَاؤُهُمْ ... لَنَا مِنْ قَتِيلَيْ غَدْرَةٍ بِوَفَاءِ

اللہ تعالیٰ قبیلہ لحیان کی کھال ادھیڑ کر رکھ دے (اور اپنی رحمت سے محروم کرے) انھوں نے ہمارے آدمیوں سے غداری کر کے قتل کرا دیا ہم ان کے خون کا بدلا لیں گے تو یہ غداری نہیں ہوگی۔

هُمُو قَتَلُوا يَوْمَ الرَّجِيعِ ابْنَ حُرَّةٍ ... أَخَا ثِقَةٍ فِي وُدِّهِ وَصَفَاءِ

انھوں نے چشمہ رجیع کے موقع پر ایک ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو ایک آزاد عورت کا بیٹا اور اپنی محبت و خلوص کے لحاظ سے انتہائی قابلِ اعتماد شخص تھا۔

فَلَوْ قُتِلُوا يَوْمَ الرَّجِيعِ بِأَسْرِهِمْ ... بِذِي الدَّبْرِ مَا كَانُوا لَهُ بِكِفَاءِ

حالانکہ اگر یہ سب کے سب رجیع کے واقعے میں ایک ذُو الدبر (عاصم بن ثابت) جنھیں شہد کی مکھیوں نے بچایا تھا اور جس کی وجہ سے ان کا نام ذوالدبر ہوگیا کے بدلے میں قتل کر دیے جائیں تو یہ سب مل کر بھی اس کی تلافی نہ کر سکیں گے۔

قَتِيلٌ حَمَتْهُ الدَّبْرُ بَيْنَ بُيُوتِهِمْ ... لَدَى أَهْلِ كُفْرٍ ظَاهِرٍ وَجَفَاءِ

ذوالدبر (عاصم) قتل ہوئے تو شہد کی مکھیوں نے ان کافروں کے سامنے

انھیں کے گھروں کے درمیان ان کی حفاظت کی اور یہ وہ کافر ہیں جن کا کفر کھلا ہوا اور جن کی سیاہ قلبی و جفاکاری عیاں ہے۔

فَقَدْ قُتِلَتْ لِحْيَانُ أَكْرَمَ مِنْهُمُ ۔۔۔ وَبَاعُوا خُبَيْبًا وَيْلَهُمْ بِلِفَاءِ

یہ ایک ایسا ذلیل و حقیر قبیلہ ہے، جو کمینگی اور غداری کے لیے ایک دوسرے کو اکساتے ہیں، اس لیے ان کی کمینگی کسی طرح چھپائے نہیں چھپتی۔

فَلَوْ قُتِلُوا لَمْ تُوفِ مِنْهُ دِمَاءُهُمْ ۔۔۔ بَلَى إِنَّ قَتْلَ الْقَاتِلِيهِ شِفَائِي

اگر یہ تمام کے تمام قتل کر دیے جائیں تو بھی ان سب کے خون اس (عاصم) کے خون کا حق پورا نہ کر سکیں گے۔ ہاں! ان قاتلوں کو قتل کر دینے میں میرے دل کی تسکین ہے۔

فَالَّا أَمُتْ أَذْعَرْ هُذَيْلًا بِغَارَةٍ ۔۔۔ كَغَادِ الْجَهَامِ الْمُغْتَدِي بِإِفَاءِ

اگر میں زندہ رہ گیا تو صبح کے وقت چھا جانے والے بادل کی طرح قبیلہ ہذیل پر چھاپا مار کر انھیں خوف زدہ کر دوں گا اور مال غنیمت لے کر واپس آؤں گا۔

بِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ وَالْأَمْرُ أَمْرُهُ ۔۔۔ يَبِيتُ لِلِحْيَانِ الْخَنَاءِ بِفَنَاءِ

يُصَبِّحُ قَوْمًا بِالرَّجِيعِ كَأَنَّهُمْ ۔۔۔ جِدَاءُ شِتَاءٍ بِتْنَ غَيْرَ دِفَاءِ

جو کچھ میں کروں گا، رسول اللہ کے حکم سے کروں گا، اور حکم تو در اصل انھیں کا ہے۔ قبیلہ لحیان کے فحاش اور بے ہودہ لوگ رات کھلے میدان میں گزار رہے تھے، صبح ہوتے ہی چشمہ رجیع میں آکر شریف آدمیوں سے نبرد آزما ہونے لگے، اس وقت یہ لوگ بکری کے اُن یک سالہ بچوں کی طرح بزدل معلوم ہو رہے تھے، جن پر جاڑوں کی رات گرمی پائے بغیر گزر گئی ہو۔

حسانؓ کے اشعار ابن اسحاق کی روایت کے رُو سے حسب ذیل اشعار بھی حسانؓ نے کہے ہیں جن میں وہ قبیلۂ ہذیل کی اور مذمت و ہجو کرتے ہیں:

فَلَا وَاللّٰهِ، مَا تَدْرِي هُذَيْلٌ ۔۔۔ أَصَافٍ مَاءُ زَمْزَمَ أَمْ مَشُوبُ

قبیلہ ہذیل، خدا کی قسم، عجیب و غریب قبیلہ ہے، اسے یہ بھی نہیں معلوم

کہ چاہ زمزم کا پانی پاکیزہ ہے یا گندہ۔

وَلَا لَهُمْ إِذَا اعْتَمَرُوا وَحَجُّوا ... مِنَ الْحِجْرَيْنِ وَالْمَسْعَى نَصِيبُ

اور یہ لوگ جب عمرہ یا حج کرتے ہیں تو صفا و مروہ کے درمیان جو دوڑنے کی جگہ ہے اس میں، نیز حجر اسود و مقام ابراہیم میں ان کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔

وَلَكِنَّ الرَّجِيعَ لَهُمْ مَحَلٌّ ... بِهِ اللُّؤْمُ الْمُبَيَّنُ وَالْعُيُوبُ

مگر مقام رجیع ان کا ایک ایسا مقام ہے، جہاں ان کی کھلی ہوئی کمینگی اور عیوب نمایاں ہوئے ہیں۔

كَأَنَّهُمُ لَدَى الْكِنَاتِ أُصْلًا ... تُيُوسٌ بِالْحِجَازِ لَهَا نَبِيبُ

(یہ گھروں میں ہوتے ہیں تو چھپی ہوئی جگھوں میں رکھی ہوئی رات کی خوراک کے مانند ہوتے ہیں (یعنی یہ بکریوں کی طرح کمزور اور بزدل ہیں، جن پر اگر رات میں بھیڑیا حملہ کرے تو فوراً اس کی خوراک بن جاتے ہیں، اس لیے یہ بہادر آدمیوں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں) اور جب (حج کے موقع پر) یہ حجاز پہنچتے ہیں تو وہاں یہ قربانی کے بکروں کی طرح معلوم ہوتے ہیں، جو شوروغل کرتے رہتے ہیں۔

هُمُ غَرُّوا بِذِمَّتِهِمْ خُبَيْبًا ... فَبِئْسَ الْعَهْدُ عَهْدُهُمُ الْكَذُوبُ

انھوں نے اپنی ذمہ داری کے باوجود خبیب رضؓ کو فریب دیا۔ ان کا عہد و پیمان نہایت لغو ہے، جو ہمیشہ جھوٹا ہی ثابت ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا، آخری شعر ابوزید انصاری کا ہے۔

خبیب رضؓ اور رفقاء کا ماتم

ابن اسحاق نے کہا، حسان رضؓ بن ثابت ان اشعار میں خبیب رضؓ اور ان کے رفقاء پر ماتم کرتے ہیں:

صَلَّى الْإِلٰهُ عَلَى الَّذِينَ تَتَابَعُوا ... يَوْمَ الرَّجِيعِ فَأُكْرِمُوا وَأُثِيبُوا

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو یکے بعد دیگرے میدانِ رجیع میں قتل ہو گئے اور اس بنا پر یہ معزز اور مکرم بھی ہو گئے اور ثواب کے مستحق بھی۔

وَأَسُ السَّرِيَّةِ مَرْثَدٌ وَأَمِيرُهُمْ ... وَابْنُ الْبُكَيْرِ إِمَامُهُمْ وَخُبَيْبُ

(ان قتل ہونے والوں میں) اس جماعت کے سردار و امیر مرثد اور امام و پیشوا

ابن بکیر اور خبیبؓ تھے۔

وَابْنُ طَارِقٍ وَابْنُ دَثْنَةَ مِنْهُمْ　　وَافَاهُ ثَمَّ حِمَامُهُ الْمَكْتُوبُ

اور ان میں ابن طارق اور ابن دثنہ تھے۔ ان دونوں نے خدا کے راستے میں پوری وفاداری دکھائی، پھر تقدیری موت کے شکار ہو گئے۔

وَالْعَاصِمُ الْمَقْتُولُ عِنْدَ رَجِيعِهِمْ　　كَسَبَ الْمَعَالِيَ اِنَّهُ لَكَسُوبُ

اور انھیں میں عاصم ہیں جنھیں رجیع کے موقع پر قتل کیا گیا ہے، انھوں نے مراتب عالیہ حاصل کیے اور وہ مراتب کے حاصل کرنے میں بہت تیز رو تھے۔

مَنَعَ الْمَقَادَةَ اَنْ يَنَالُوا ظَهْرَهُ　　حَتّٰى يُجَالِدَ اِنَّهُ لَنَجِيبُ

انھوں نے (عاصم نے) ذلت اور گراوٹ پاس نہیں آنے دی، اور یہ بات گوارا نہ کی کہ اچھی طرح مقابلے کے بغیر دشمن ان پر قابو پالیں۔ واقعی وہ نجیب و شریف آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا، "حتی یجالد انہ لنجیب" کی بھی روایت ہے (یعنی بغیر اس کے کہ انھیں بالکل پچھاڑ نہ دیا جائے) ابن ہشام نے کہا، اکثر اہلِ علم، جو فنِ شعر کو جانتے ہیں، اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ یہ شعر حسان بن ثابت کے ہیں۔

باب ۱۲۵

بئرِ معونہ کا مشہد

صفر ۴ھ

جماعت کی روانگی

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ شوال، نیز ذی قعدہ ذوالحجہ اور محرم کے مہینوں میں (مدینہ منورہ میں) اقامت پذیر رہے اور حج کا انتظام مشرکوں نے کیا، پھر آپ نے جنگِ اُحد کے چار ماہ بعد ماہ صفر میں بئرِ معونہ کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت روانہ کی۔

ابن اسحاق نے کہا: اس جماعت کو بئرِ معونہ بھیجنے کے سلسلے میں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے، وہی ہے، جو میرے والد اسحاق ابن یسار نے، نیز عبداللہ بن ابو بکر (ابن محمد بن عمرو بن حزم) وغیرہ نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ (برچھیوں سے کھیلنے والا) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ وہ اسلام تو نہ لایا، مگر اسلام سے بُعد کا بھی اظہار نہ کیا۔ اس نے کہا: یا محمدُ! لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْهُمْ إِلَى أَمْرِكَ رَجَوْتُ أَنْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ اپنے رفقاء میں سے کچھ لوگوں کو اہلِ نجد میں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ کا پیغام پہنچا کر انھیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہلِ نجد آپ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

إِنِّي أَخْشَىٰ عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ (مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہلِ نجد سے ڈر معلوم ہوتا ہے)۔

ابو براء نے کہا: أَنَا لَهُمْ جَارٌ، فَابْعَثْهُمْ، فَلْيَدْعُوا النَّاسَ إِلَىٰ أَمْرِكَ۔ میں ان کا ہمسایہ رہوں گا، اس لیے آپ انھیں روانہ فرما دیجیے۔ انھیں چاہیے کہ اہلِ نجد کو آپ کے پیغام کی طرف دعوت دیں۔

افرادِ جماعت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ذیل اصحاب کو بئرِ معونہ کے لیے روانہ فرمایا: منذر بن عمرو، المعنق لیموت[1]۔ بنو ساعدہ سے انھیں رشتہ مواخاۃ

---

[1] شہادت کی موت کے لیے تیز رفتار۔ انھیں یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ انھوں نے شہادت کے لیے جلدی کی۔

حاصل تھا۔ یہ امیر جماعت تھے اور چالیس[۲] منتخب مسلمان ان کے ساتھ تھے[۳]۔ جن میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں: حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، دونوں بنو عدی بن نجار کے مواخاتی بھائی، عروہ بن اسماء بن صلت سلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی، عامر بن فہیرہ، حضرت ابوبکرؓ کے مولیٰ، اسی طرح اور بھی منتخب مسلمان تھے۔

یہ سب لوگ چل کر آخر بئر معونہ پہنچ گئے۔ یہ بئر معونہ ارض بنو عامر اور حرہ بنو سلیم کے درمیان واقع ہے دونوں ضلعوں سے قریب ہے۔ بنو سلیم سے زیادہ قریب ہے۔

عامر بن طفیل کا غدر و فریب

وہاں پہنچ کر مسلمانوں نے حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو نامہ مبارک دے کر دشمنِ خدا، عامر بن طفیل کے پاس بھیج دیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خط دیکھا بھی نہیں اور حرام بن ملحان پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف بنو عامر کو مدد کے لیے چیخ چیخ کر بلانا شروع کر دیا، لیکن بنو عامر کو وہ جس بات کی طرف لا رہا تھا، انھوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔

انھوں نے کہا: جب ابو براء نے مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا ہے اور انھیں حقِ جوار (پڑوسی کا حق) دیا ہے تو ہم اس کے عہد و ذمہ کو کیونکر توڑ سکتے ہیں؟ بنو عامر کے انکار کے بعد عامر بن طفیل نے بنو سلیم کے قبائل کو آوازیں دیں۔ ان قبائل میں عُصَیّہ، رِعل اور ذکوان شامل ہیں۔ انھوں نے عامر کی آواز پر لبیک کہا اور نکل کر مسلمانوں کی جماعت کو گھیر لیا اور کجاووں ہی میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے یہ حال دیکھا تو اپنی تلواریں ہاتھوں میں تھام لیں اور مقابلہ شروع کر دیا۔ اس لڑائی میں ایک ایک مسلمان قتل ہو گیا، رحمہم اللہ۔ صرف کعب بن زید، اخو بنو دینار بن النجار بچ گئے۔ انھیں بھی اس حالت میں چھوڑا کہ صرف رمق ہی باقی تھی۔ اسی حالت میں مقتولین کے درمیان سے اٹھا کر انھیں لایا گیا۔ اس کے بعد وہ زندہ رہے اور جنگِ خندق میں شہادت حاصل کی۔ رحمہ اللہ۔

ابن امیہ اور منذر کا جذبہ عمل

عمرو بن امیہ اور بنو عمرو بن عوف میں سے ایک انصاری (بروایت ابن ہشام۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیحہ بن جُلاح) بھی مسلمانوں کی اس جماعت میں شامل تھے۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ ان دونوں کو ساتھیوں کی قطعاً کوئی خبر نہ تھی، مگر انھوں نے دیکھا کہ پرندے لشکر کے سروں پر اڑ رہے ہیں، دونوں نے کہا "خدا کی قسم، ان پرندوں کی کچھ عجیب حالت ہے!" یہ دونوں ادھر بڑھے تو دیکھا کہ مسلمان خون میں آلودہ پڑے ہیں اور جن لوگوں نے انھیں قتل کیا تھا، وہ وہیں کھڑے ہیں۔ انصاری (منذر بن محمد) نے عمرو بن اُمیّہ سے کہا:

اب تمھاری کیا رائے ہے، عمرو نے جواب دیا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملیں اور پورا حال بتائیں" اس پر انصاری (منذر بن محمد) نے کہا "لیکن میں اپنی جان کے لیے ایسی جگہ سے ہٹنا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو کو قتل کیا گیا ہے۔ نہ میں یہ چاہوں گا کہ تم مجھے بتاؤ، لوگوں نے منذر بن عمرو کو کس طرح قتل کیا۔ یہ کہہ کر کفار سے قتال شروع کر دیا اور آخر شہید ہو گئے۔ عمرو بن امیہ گرفتار کر لیا گیا۔ جب ان کفار کو بتایا گیا کہ عمرو بن امیّہ قبیلہ مُضَر کے ایک فرد ہیں تو عامر بن طفیل نے ان کی پیشانی کے بال کاٹ کر اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دیا، جس پر اس کے زعم کے مطابق ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا۔

دو عامریوں کا قتل

عمرو بن امیہ، ایک دن نکل کر مقام قرقرہ میں پہنچے، جو وادی قنادہ کے قریب ہے، وہاں بنو عامر کے دو آدمی آ گئے۔

ابن ہشام نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں آدمی قبیلہ بنی کلاب کے تھے، ابو عمرو مدنی نے بتایا کہ قبیلہ بنی سلیم کے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر یہ دونوں عمرو بن امیّہ کے ساتھ ہی ایک درخت کے سایے میں ٹھہر گئے۔ بنو عامر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد و پیمان اور حق جوار کا معاہدہ تھا، جس کا علم عمرو بن امیّہ کو نہ تھا۔ چنانچہ ان دونوں سے دریافت کیا، تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ جواب ملا، بنو عامر کے قبیلے سے۔ عمرو بن امیّہ نے انھیں یونہی چھوڑ دیا اور جب وہ سو گئے تو ان پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور یہ سوچا کہ انھوں نے دو عامریوں کو مار کر قبیلہ بنو عامر سے خون بہا لے لیا، کیونکہ بنو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو مارا تھا۔ جب عمرو بن اُمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور دو عامریوں کا سارا حال کہہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد قتلت قتیلین لأ دینهما۔ (دیکھو تم نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کیا ہے، جن کی دیت مجھے ضرور دینا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ابو براء کا کام ہے، جسے میں پہلے بھی برا سمجھ رہا تھا اور مجھے اسی کا ڈر تھا۔ ابو براء کو جب یہ خبر پہنچی تو اسے یہ بات شاق گزری کہ عامر بن طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذمہ اور عہد توڑ دیا۔ اس بات سے بھی تکلیف پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو حق جوار کے وعدے کے باوجود مارا گیا۔ جن صحابہ کو قتل کیا گیا تھا، ان میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ کی روایت بیان کی کہ عامر بن طفیل کہہ رہا تھا۔ "ان مسلمانوں میں وہ کون آدمی تھا کہ جب اُسے قتل کیا گیا تو میں نے دیکھا انھیں زمین اور آسمان کے درمیان اوپر اُٹھایا گیا ہے، بلکہ میں نے دیکھا کہ آسمان بھی نیچے رہ گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا "وہ عامر بن فہیرہ تھے۔"

بنو سلمی کے اسلام کا سبب

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر کے ایک بیٹے نے بیان کیا: جبار بھی بیر معونہ کے موقع پر عامر کے ساتھ موجود تھے اور بعد میں اسلام اختیار کر لیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے "مجھے جس چیز نے اسلام کی طرف راغب کیا وہ یہ تھی کہ بیر معونہ کے موقع پر میں نے ایک مسلمان کے کندھوں کے درمیان نیزہ مارا اور جب نیزے کی نوک اس کے سینے سے برآمد ہوئی تو میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا "فزت واللہ"، خدا کی قسم میں تو مراد کو پہنچ گیا۔ میں نے دل میں سوچا۔ "اسے کون سی مراد مل گئی کیا میں اس شخص (مسلمان) کو قتل نہیں کر پایا؟" آگے بیان کیا پھر میں نے اس قول کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ یہ مراد یابی شہادت کی وجہ سے سمجھی جاتی ہے۔" اس پر میں نے کہا کہ پھر تو واقعی وہ مراد یاب ہوا۔

حسّان بن ثابت کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: حسان بن ثابت نے بنو ابو براء کو عامر بن طفیل کے خلاف ابھارنے کے لیے یہ شعر کہے تھے۔

بَنِیْ اُمِّ الْبَنِیْنَ اَلَمْ یَرُعْکُمْ ‌‌ ‌ وَاَنْتُمْ مِنْ ذَوَائِبِ اَهْلِ نَجْدِ

تَهَکُّمُ عَامِرٍ بِاَبِیْ بَرَاءٍ ‌ ‌ ‌ لِیُخْفِرَهٗ وَمَا خَطَاءٌ کَعَمْدِ

اے ام بنین کے بیٹو! تم اہل نجد میں چوٹی کے آدمی شمار ہوتے ہو
کیا پھر بھی تمھیں اس بات کا خیال نہ آیا، عامر بن طفیل نے ابو براء کے
ساتھ کیا کھیل کھیلا ہے؟ عامر کا مطلب بجز اس کے کیا تھا کہ وہ ابو براء سے
اس کی ذمہ داری اور عہد وفا توڑ دے اور غلطی سے جو بات ہو جاتی ہے
اسے اس طرح نہیں سمجھا جاتا جو ارادۃً کی جائے۔

اَلَا اَبْلِغْ رَبِیْعَةَ ذَا الْمَسَاعِیْ ‌ ‌ ‌ فَمَا اَحْدَثْتَ فِی الْحَدَثَانِ بَعْدِیْ

ہاں، ربیعہ کو جو صاحب شرف و مجد تھا، معاملے کی خبر دو (وہ کہے گا)

تم نے میرے بعد زمانے میں یہ نئی چیز پیدا کی؟ وایفائے عہد میں رکاوٹ ڈالی گئی اور تم خاموش بیٹھے رہے۔

أَبُوكَ أَبُو الْحُرُوبِ أَبُو بَرَاءٍ　　وَخَالُكَ مَاجِدٌ حَكَمُ بْنُ سَعْدٍ

تیرا باپ ابوبراء ہے جو بہت بڑا جنگجو ہے اور تیرا ماموں حکم بن سعد بڑے مجد و شرف والا ہے۔

حکم بن سعد اور ام البنین کا نسب

ابن ہشام نے کہا: حکم بن سعد قین بن جسر میں سے تھا اور ام البنین (جس کا نام لیلی بنت عمرو تھا) عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی بیٹی اور ابو براء کی ماں تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا اور اسے نیزہ مارا۔ یہ نیزہ اس کے زانو میں لگا اور وہ قتل نہ ہو سکا، البتہ گھوڑے سے گر پڑا اور اس نے کہا۔ وہ یہ ابو براء کا حملہ ہے، اگر میں مر گیا تو میرا خون بہا میرے چچا کا حق ہوگا۔ اس کے بعد کسی اور کو نہیں ملے گا۔ اگر میں زندہ رہ گیا تو جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے اس کے متعلق میں سوچوں گا اور میں رائے قائم کروں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

ابن ورقاء کا قتل

انس بن عباس سُلمی نے، جو طعیمہ بن عدی بن نوفل کا ماموں ہے اور جس نے بئر معونہ کے موقع پر نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی کو قتل کیا تھا: یہ شعر کہے تھے۔

تَرَكْتُ ابْنَ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيَّ ثَاوِيًا　　بِمُعْتَرَكٍ تَسْفِي عَلَيْهِ الْأَعَاصِرُ

میں نے ابن ورقاء خزاعی کا ٹھکانا اس میدان جنگ میں کر دیا جہاں گرد و غبار والی ہوائیں تیز چلتی ہیں۔

ذَكَرْتُ أَبَا الرَّيَّانِ لَمَّا رَأَيْتُهُ　　وَأَيْقَنْتُ أَنِّي عِنْدَ ذَلِكَ ثَائِرُ

جب میں نے ابن ورقاء کو دیکھا تو مجھے ابو الریان (طعیمہ بن عدی) یاد آ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ ابن ورقاء کو مار کر میں نے انتقام اور خون بہا لے لیا۔

عبد اللہ بن رواحہ نے نافع بن بدیل کے مرثیے میں یہ شعر کہے تھے:

رَحِمَ اللّٰهُ نَافِعَ بْنَ بُدَيْلٍ　　رَحْمَةَ الْمُبْتَغِي ثَوَابَ الْجِهَادِ

اللہ تعالیٰ نافع بن بدیل پر اپنی رحمت نازل فرمائے، وہ رحمت جو

ثواب جہاد کے طلب گار پر نازل ہوتی ہے۔

صَابِرٌ صَادِقٌ وَفِيٌّ إِذَا مَا ۔۔۔ أَكْثَرَ الْقَوْمُ قَالَ قَوْلَ السَّدَادِ

نافع بن بدیل ایک صابر، صداقت پسند اور عہدو فا کو پورا کرنے والا آدمی تھا، جب عموماً لوگ غلط سلط باتیں کرتے تھے تو اس وقت بھی وہ سیدھی اور سچی بات کہتا تھا۔

شہداء کا مرثیہ حسان بن ثابت نے بئر معونہ کے شہدا خصوصاً منذر بن عمرو پر اظہار تاسف اور ملال کرتے ہوئے یہ اشعار کہے تھے:

عَلَى قَتْلَى مَعُونَةَ فَاسْتَهِلِّي ۔۔۔ بِدَمْعِ الْعَيْنِ سَحًّا غَيْرَ نَزْرِ

عَلَى خَيْلِ الرَّسُولِ غَدَاةَ لَاقَوْا ۔۔۔ مَنَايَاهُمْ وَلَاقَتْهُمْ بِقَدْرِ

اپنی آنکھوں سے بے شمار آنسو دل کھول کر بہا در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان لشکریوں پر، جو بئر معونہ میں قتل کر دیے گئے، جس روز وہ اپنی موت کا استقبال کر رہے تھے اور موت بحکم قضا ان کا استقبال کر رہی تھی

أَصَابَهُمُ الْفَنَاءُ بِعَقْدِ قَوْمٍ ۔۔۔ تُخُوِّنَ عَقْدُ حَبْلِهِمِ بِغَدْرِ

رسول اللہ کے ان سپاہیوں کو خیانت کرنے والے لوگوں (کفار) کی بدعہدی کی وجہ سے موت آئی، یہ کفار جو غداری کی رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔

فَيَا لَهْفِي لِمُنْذِرٍ إِذْ تَوَلَّى ۔۔۔ وَأَعْنَقَ فِي مَنِيَّتِهِ بِصَبْرِ

پس افسوس ہے منذر، کہ وہ (ہم سے) منہ موڑ کر رخصت ہوئے اور نہایت صبر و ضبط کے ساتھ موت کی طرف تیزی سے بڑھ گئے۔

وَكَائِنْ قَدْ أُصِيبَ غَدَاةَ ذَاكُمْ ۔۔۔ مِنْ اَبْيَضَ مَاجِدٍ مِنْ سِرِّ عَمْرِو

اس روز صبح کے وقت اسے قتل کیا گیا۔ یہ خوبصورت، صاحب مجد و شرف اور عمرو کا سب سے اچھا بیٹا تھا۔

کعب بن مالک کے اشعار مجھے کعب بن مالک نے بئر معونہ کے سلسلے میں یہ اشعار سنائے جن میں وہ بنو جعفر بن کلاب کو عار دلاتے ہیں:

تَرَكْتُمْ جَارَكُمْ لِبَنِي سُلَيْمٍ ۔۔۔ مَخَافَةَ حَرْبِهِمْ عَجْزًا وَهُونًا

اے بنو جعفر! جنگ سے ڈر کر نہایت عاجزی اور انکسار کے ساتھ

تم نے اپنے ہمسایے کو بنوسلیم کے ہاتھوں میں دے دیا۔

فَلَوْ حَبْلاً تَنَاوَلَ مِنْ عُقَيْلٍ   لَمَدَّ بِحَبْلِهَا حَبْلاً مَتِيْنًا؟

اگر وہ ہمسایہ قبیلہ عقیل کے عہد کی رسی کرڑتا تو ان کا عہد اس کے لیے ایک مضبوط و مستحکم پہاڑ تھا۔

أَوِ الْقُرْطَاءَ مَا إِنْ أَسْلَمُوْا   وَقِدْمًا مَا وَفَوْا إِذْ لَا تَفُوْنَا

یا اگر وہ قبیلہ قرطاء کے عہد کی رسی پکڑتا تو وہ اسے یوں نہ چھوڑ دیتے بلکہ وہ اپنا عہد برابر پورا کرتے جب تم اپنا عہد پورا نہیں کر سکتے۔

قرطاء کا نسب

ابن ہشام نے کہا: قرطاء ہوازن کا ایک قبیلہ ہے۔ ایک روایت میں "عقیل" کی جگہ "نفیل" ہے اور یہی صحیح ہے، کیونکہ قرطاء قبیلہ نفیل ہی سے قریب ہے۔

باب ۱۳۶

یہود بنو نضیر کی جلا وطنی

سنہ ۴ ھ

بنو عامر کی دیت کا معاملہ

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے پاس اس غرض سے گئے کہ ان سے بنو عامر کے ان دو ذمیوں کی دیت کے بارے میں تعاون حاصل کریں، جنھیں عمرو بن امیہ نے (عہدِ جوار کے متعلق بے خبری کے باعث) قتل کر دیا تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عامر کے ساتھ حق جوار کا عہد کر رکھا تھا، جیسا کہ مجھ سے (ابن اسحاق سے) یزید ابن رومان نے بیان کیا۔ بنو نضیر اور بنو عامر کے درمیان عہد و پیمان تھا اور وہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے اور ان سے تعاون کے لیے کہا تو انھوں نے (بنو نضیر نے) جواب دیا: ہاں! اے ابو القاسم! جو آپ چاہتے ہیں، اس میں آپ کی مدد کی جائے گی۔

خفیہ سازش

پھر یہ سب خفیہ میں پہنچے اور کہا، اس شخص کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی حالت میں پھر کبھی نہ پاؤ گے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے پہلو میں بیٹھے تھے "وہ اس مکان کی چھت پر چڑھ کر ان پر کون پتھر پھینکے گا؟ اور یوں اس شخص سے کون ہمیں نجات دلائے گا؟" ان میں سے ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب نے اس پر لبیک کہا اور کہا: میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جو جماعت اس وقت ساتھ تھی، ان میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی بھی تھے، رضوان اللہ علیہم۔

حقیقت کا انکشاف

ان بنو نضیر نے جو منصوبہ تیار کیا تھا، اس کی اطلاع آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گئی۔ آپ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی جانب واپسی کے لیے روانہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا دیر ہوئی تو صحابہ کرام آپ کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں مدینے سے آتا ہوا ایک آدمی ملا۔ اس سے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا، تو اس نے کہا: "میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے

دیکھا ہے۔" صحابہ کرام مدینہ ہی کی طرف چل دیے اور آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا۔ اس وقت آپ نے صحابہ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرمایا کہ یہودیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا تھا۔ پھر آپ نے صحابہ کو یہودیوں سے جنگ کے لیے تیاری کر لینے اور ان کی طرف چلنے کا حکم دیا۔

ابن ہشام نے کہا: مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کو لے کر بنو نضیر کے مقابلے کے لیے پہنچ گئے اور پڑاؤ ڈال دیا۔

ابن ہشام نے کہا: یہ واقعہ ربیع الاول ۴ھ کا ہے۔ آپ نے چھ راتے بنو نضیر (یہود) کو محاصرے میں رکھا، اسی موقع پر شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

محاصرہ اور قطع نخل

ابن اسحاق نے کہا: یہودی اپنے قلعوں میں بند ہو گئے اور اس طرح اپنے آپ کو محفوظ کر لیا، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت کاٹنے اور ان میں آگ لگانے کا حکم دے دیا۔ اس پر یہودیوں نے پکارنا شروع کیا "اے محمد! تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو فساد کرے اس کی مذمت کرتے تھے، اب یہ درخت کا کاٹنا اور ان میں آگ لگانا کیا ہے؟"

بعض منافقوں کی انگیخت

اس کے بعد بنو عوف بن خزرج کا ایک گروہ، جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول، ودیعہ، مالک بن ابو قوقل، سوید اور داعس بھی شامل تھے، بنو نضیر کے پاس بھیجا گیا۔ اس گروہ نے بنو نضیر سے کہا: تم جمے اور ڈٹے رہو، ہم تمھیں بے مدد نہیں چھوڑیں گے، اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ مل کر مقابلہ کریں گے اور تمھیں اگر نکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلیں گے۔" چنانچہ بنو نضیر نے ان کی مدد و نصرت کا انتظار کیا، مگر اس گروہ کے لوگ کوئی مدد نہ کر سکے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا۔

نکل جانے کی اجازت

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ انھیں جلاوطن کر دیا جائے اور خون نہ بہایا جائے۔ شرط یہ ہو کہ وہ اسلحہ، زرہ وغیرہ کے سوا اپنے اونٹوں پر جو مال و متاع لاد کر لے جا سکتے ہوں لے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ یہود اپنے اونٹوں پر جو مال و متاع لاد کر لے جا سکتے تھے، لے گئے اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ کچھ لوگ مکان گرا گرا کر دروازوں کی چوکھٹیں تک اونٹوں پر رکھ کر لے جا رہے تھے۔ وہ خیبر چلے گئے اور بعض نے شام کا راستہ لیا۔

خیبر کون کون گئے؟

یہودیوں کے جو اشراف ہجرت کر کے خیبر چلے گئے تھے ان میں سلام ابن ابو الحقیق، کنانہ ابن ربیع بن ابو الحقیق، حیی بن اخطب بھی شامل ہیں جب یہ جا کر اُترے تو وہاں کے باشندے ان سے قریب تر ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ انہیں (عبد اللہ بن ابو بکر کو) بتایا گیا، یہودیوں نے اونٹوں پر عورتوں، بچوں اور اموال کو لادا تھا تو ان کے ساتھ دفیں اور مزامیر بھی تھے اور ان کے غلام پیچھے پیچھے گاتے اور شور مچاتے چلے جا رہے تھے۔ ان یہودیوں میں عروہ بن ورد عبسی کی ایک بیوی اُمِّ عمرو بھی (اس کا نام سلمٰی یا ایک روایت کے مطابق لیلیٰ تھا۔ عروہ اسے لوٹ میں لایا تھا) شامل تھی۔ جسے عروہ سے یہودیوں نے خرید لیا تھا، یہ ایک غفاری عورت تھی۔ بہرحال بنو نضیر حد درجہ فخر و تکبر سے گئے اس عجب و تکبر کی مثال اس زمانے کے کسی قبیلے نے پیش نہ کی۔

یہود کے مال کی تقسیم

یہودی اپنے بقیہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ گئے، جو بطورِ خاص آپ ہی کے لیے تھے۔ آپ جس طرح چاہتے ان میں تصرف فرماتے، لیکن آپ نے یہ اموال مہاجرین اولین میں تقسیم فرما دیے۔ انصار اس تقسیم میں شامل نہ تھے، البتہ سہل ابن حنیف اور ابو دجانہ سماک کے افلاس و فقر کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ نے کچھ انھیں بھی دیا۔

بنو نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام اختیار کیا، یامین بن عمیرہ ابو کعب (ابن عم عمرو بن حجاش) اور ابو سعد بن وہب، ان دونوں نے اپنے اموال کی شرط پر اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو جانے کے بعد اموال پر قبضہ کر لیا۔

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے یامین کے کنبے والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین بن عمیر سے کہا: تمہارے چچیرے بھائی (عمرو بن حجاش) نے مجھ سے کیسا سلوک روا رکھا اور کتنا فاسد ارادہ کیا، وہ تمہیں معلوم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر یامین بن عمیر نے ایک آدمی کو اجرت پر تیار کیا کہ وہ عمرو بن حجاش کو جا کر قتل کر آئے۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں، اس شخص نے عمرو بن حجاش کو قتل کر دیا۔

بنو نضیر کے بارے میں آیات قرآنی

سورۂ حشر پوری کی پوری بنو نضیر ہی کے بارے میں اتری، اس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کس طرح انتقام لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر کس طرح غالب و مسلط کر دیا۔ پھر آپ نے ان سے

کیا معاملہ کیا، یہ سب مضامین اس سورت میں بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗئِمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(۵۹ : ۲ تا ۵)

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اہل کتاب کفار کو ان کے گھروں سے (اجتماعی صورت میں) پہلی ہی جلاوطنی کے طور پر نکال باہر کیا، تم (اے مسلمانو! گمان بھی نہیں کرتے تھے کہ وہ کبھی اپنے گھروں سے) نکلیں گے اور خود ان (اہل کتاب) نے یہ گمان قائم کر لیا تھا کہ ان کے قلعے اللہ تعالیٰ کے کام میں مانع ہو جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے ان کے پاس پہنچا جہاں کا انھیں خیال بھی نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مرعوبیت پیدا کر دی تھی۔ یہ (اہل کتاب یہودی) اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے (کیونکہ یہ لوگ مکان گرا گرا کر ان کے دروازوں کی چوکھٹیں اونٹوں پر لاد کر لے جا رہے تھے) پس اے بصیرت و نگاہ رکھنے والو! اس سے عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ (انتقام لینے کے لیے) ان پر جلاوطنی ضروری قرار نہ دیتا تو اللہ تعالیٰ انھیں دنیا میں (کسی اور طریقے مثلاً تلوار وغیرہ کے ذریعے سے) عذاب میں مبتلا کرتا اور (اس کے علاوہ ان کے لیے) آخرت میں جہنم کا عذاب بھی ہے، اور (اے مسلمانو!) جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے یا جو درخت ان کی جڑوں ہی پر کھڑے چھوڑ دیے تو (یہ سب کچھ) اللہ ہی کے حکم سے ہوا (یہ فساد نہ تھا، بلکہ اللہ ہی کا حکم تھا تاکہ ان سے انتقام لیا جا سکے) اور یہ سب کچھ (اس لیے بھی ہوا) کہ اللہ تعالیٰ ان بے راہ (فاسق یہودیوں) کو ذلیل و رسوا کر دے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ

اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۵۹ : ۶)

(بنو نضیر) سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے (اس میں تمھارا کچھ حق نہیں) کیونکہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

مزید فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج

(۵۹ : ۷)

اور جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافروں سے دلوایا، سو وہ خدا کے لیے اور پیغمبر کے لیے ہے ۔ (ابن اسحاق کا قول یہ ہے کہ جس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے ہوں اور نہ مقابلے میں جنگ کر کے فتح حاصل کی گئی ہو تو سارا مال اللہ اور اس کے رسول کا ہوگا) اور (پیغمبر کے) قرابت داروں یتیموں، حاجتمندوں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولتمند ہیں مال انھیں کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ چنانچہ جو چیز تمھیں پیغمبر دے دیں، وہ لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ (ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جو جنگ میں مال حاصل ہو، یہ اس کی دوسری تقسیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (۵۹ : ۱۱)

کیا دیکھا نہیں جن لوگوں نے نفاق اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں اپنے ان بھائیوں سے جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے جو اہل کتاب میں سے ہیں۔ (یعنی بنو نضیر)۔

پھر فرمایا:

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان کا حال انھیں کا سا ہے، جو ان سے پیشتر قریب ہی اپنے کام کی سزا بھگت چکے ہیں، ان

اَلِیۡمٌ ٥ (۵۹ : ۱۵) سے مراد بنو قینقاع ہیں)۔

پھر قصہ اس آیت تک چلتا ہے :

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (۵۹ : ۱۶)

جیسے شیطان کا قصہ، جب کہے انسان کو تو منکر ہو، پھر جب وہ منکر ہو گیا، کہے میں الگ ہوں تجھ سے۔ میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا۔

بنو نضیر کے سلسلے میں اشعار

بنو نضیر کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ان میں ابن لقیم علبسی کے اشعار بھی ہیں۔ ایک روایت کے رُو سے یہ اشعار قیس بن بحر بن طریف نے کہے تھے۔ ابن ہشام کا کہنا یہ ہے کہ یہ قیس بن بحر اشجعی ہے، بہر حال اس نے حسب ذیل اشعار کہے ہیں :

اَهْلِیْ فِدَاءٌ لِامْرِئٍ غَيْرِ هَالِكٍ ۔۔۔ اَحَلَّ الْيَهُوْدَ بِالْحَسِيِّ الْمُزَنَّمِ

يَقِيْلُوْنَ فِيْ جَمْرِ الْغَضَاةِ وَبُدِّلُوْا ۔۔۔ اُهَيْضِبَ عُوْدِيْ بِالْوَدِيِّ الْمُكَمَّمِ

میرے گھر کے تمام لوگ اس ہستی پر قربان ہوں، جس کے کارنامے غیر فانی ہیں اور جس نے یہودیوں کو غریب الدیار بنا دیا ہے۔ یہ یہودی اب درخت غضا (جس میں آگ نکلتی ہے) کے شعلوں پر پڑ کر سوتے ہیں۔ مقام عودی[1] کی بلند اور مرتفع زمین لے کر انھیں چھوٹے چھوٹے کھجور کے درختوں والی معمولی جگہ بدلے میں دے دی گئی ہے۔

فَاِنْ يَكُ ظَنِّيْ صَادِقًا بِمُحَمَّدٍ ۔۔۔ تَرَوْا خَيْلَهٗ بَيْنَ الصَّلَا وَيَرَمْرَمِ

يَؤُمُّ بِهَا عَمْرَو بْنَ بُهْثَةَ اِنَّهُمْ ۔۔۔ عَدُوٌّ وَمَا حَيٌّ صَدِيْقٌ كَمُجْرِمِ

پس اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میرا خیال صحیح ہے تو (ایک دن) ان کے گھوڑوں کو صلاؔ اور یرمرم[2] کے درمیان (دوڑتے ہوئے دیکھو گے) ان گھوڑوں کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن بہثہ کو نکالیں گے۔ یہ دراصل بڑے دشمن ہیں۔

---

[1] ایک مقام کا نام

[2] دو مقام

عَلَيْهِنَّ اَبْطَالٌ مَسَاعِيْرُ فِی الْوَغٰی　　　يَهُزُّوْنَ اَطْرَافَ الْوَشِيْجِ الْمُقَوَّمِ

ان گھوڑوں پر بڑے بڑے بہادر، میدانِ جنگ میں آگ لگا دینے والے لوگ ہوں گے جو سیدھے کیے ہوئے نیزوں کی نوکوں کو حرکت دے رہے ہوں گے۔

وَكُلِّ رَقِيْقِ الشَّفْرَتَيْنِ مُهَنَّدٍ　　　تُوُوْرِثْنَ مِنْ اَزْمَانِ عَادٍ وَجُرْهُمِ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ شہسوار (نیزوں کے ساتھ ساتھ) ان دودھاری ہندی تلواروں کو بھی حرکت میں لا رہے ہوں گے، جو انھیں عاد و جُرہم کے عہد سے وراثت میں ملی ہیں۔

فَمَنْ مُّبْلِغٌ عَنِّیْ قُرَيْشًا رِسَالَةً　　　فَهَلْ بَعْدَهُمْ فِی الْمَجْدِ مِنْ مُّتَكَرَّمِ

پس کوئی ہے جو قریشیوں تک میرا پیغام پہنچا دے، کیا ان قریشیوں کے بعد بھی (دنیا میں) کوئی شرف و مجد والا ہے۔

بِاَنَّ اَخَاكُمْ فَاعْلَمُنَّ مُحَمَّدًا　　　تَلِيْدُ النَّدٰی بَيْنَ الْحَجُوْنِ وَزَمْزَمِ

قریشیوں کو بتا دو کہ اچھی طرح سمجھ لو، محمد (جو تمھارے ہی بھائی ہیں) حجون اور زمزم کے درمیان جود و کرم کی ایک مثال ہیں (اس نعمت غیر مترقبہ سے کچھ فائدہ اٹھاؤ)۔

فَدِيْنُوْا لَهٗ بِالْحَقِّ تَجْسُمْ اُمُوْرُكُمْ　　　وَتَسْمُوْا مِنَ الدُّنْيَا اِلٰی كُلِّ مُعْظَمِ

پس حق قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لو تو تمھارے معاملات کو اہمیت حاصل ہو جائے گی۔ پھر دنیا میں بلند سے بلند تر مقام پر پہنچ جاؤ گے۔

نَبِیٌّ تَلَاقَتْهُ مِنَ اللّٰهِ رَحْمَةٌ　　　وَلَا تَسْاَلُوْهُ اَمْرَ غَيْبٍ مُّرَجَّمِ

وہ ایسے نبی ہیں، جن پر اللہ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی رہتی ہے تم لوگ غیب کے غیر متیقن امور کے بارے میں سوالات نہ کیا کرو۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ بَدْرٍ لَعَمْرِیْ عِبْرَةٌ　　　اِلَيْكُمْ يَا قُرَيْشًا وَالْقَلِيْبِ الْمُلَمَّمِ

اے قریش! سن لو! بدر کے مقام پر اور اس کنوئیں میں، جس میں لوگوں کو مار مار کر ڈال دیا گیا تھا، جو کچھ تم نے دیکھا، اس میں تمھارے لیے بڑا سامانِ عبرت ہے۔

غَدَاۃَ اَتٰی فِی الْخَزْرَجِیَّۃِ عَامِدًا — اِلَیْکُمْ مُطِیْعًا لِلْعَظِیْمِ الْمُکَرَّمِ
مُعَانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ یُنْکِیْ عَدُوَّہٗ — رَسُوْلًا مِّنَ الرَّحْمٰنِ حَقًّا بِمَعْلَمِ
رَسُوْلًا مِّنَ الرَّحْمٰنِ یَتْلُوْ کِتَابَہٗ — فَلَمَّا اَنَارَ الْحَقُّ لَمْ یَتَلَعْثَمِ

(اسی واقعہ بدر میں تمہارے لیے سامانِ عبرت ہے) جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز صبح کے وقت بنو خزرج کے ساتھ تمہارے مقابلے کے ارادے سے وہاں پہنچے تھے اور خدائے عظیم و کبیر کے حکم کی بجا آوری کے لیے پہنچے تھے۔ انھیں روح القدس جبریل امین کی معاونت حاصل تھی جو دشمنوں کو سخت سے سخت نقصان پہنچا رہے تھے۔ وہ رسول برحق کی حیثیت میں خدائے رحیم کی طرف سے اس مقام پر تشریف پہنچے تھے۔ وہ اللہ کے ایسے رسول کی حیثیت میں پہنچے تھے جو اللہ کی کتاب پڑھ پڑھ کر سنا رہے تھے، پھر جب حق کی روشنی آ گئی تو ذرا بھی تامل اور ہچکچاہٹ سے کام نہ لیا۔

اَرٰی اَمْرَہٗ یَزْدَادُ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ — عُلُوًّا لِاَمْرٍ حَمَّہُ اللّٰہُ مُحْکَمِ

میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہر جگہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مستحکم معاملہ کو مقدر فرما دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: عمرو بن بہثہ قبیلہ غطفان کا ایک فرد تھا:

علی رضؓ بن ابی طالب کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا، یہ شعر علی رضؓ بن ابی طالب نے کہے تھے، جن میں وہ بنو نضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کر رہے ہیں:

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے فنِ شعر کے جاننے والے بعض اہلِ علم نے بیان کیا کہ یہ شعر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کسی اور مسلمان نے کہے تھے۔ میں نے کسی کو نہیں پایا، جو کہتا ہو، یہ اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہے ہوئے ہیں:

عَرَفْتُ وَمَنْ یَعْتَدِلْ یَعْرِفِ — وَاَیْقَنْتُ حَقًّا وَلَمْ اَصْدِفِ

میں نے (حق بات) پہچان لی، اور جو بھی اعتدال پسند ہوگا پہچان لے گا اور میں تو حق پر یقین لے آیا اور میں اس سے اعراض نہ کر سکا۔

٭

عَنِ الْكَلِمِ الْمُحْكَمِ اللاءِ مِنْ ۔۔۔ لَدَى اللّٰهِ ذِى الرَّأْفَةِ الْاَرْأَفِ

ان کلماتِ محکم سے (میں نے پہچان لیا) جو رحمت و شفقت والے خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔

رَسَائِلُ تُدْرَسُ فِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۔۔ بِهِنَّ اصْطَفٰى اَحْمَدَ الْمُصْطَفٰى

ایسے رسائل ہیں جو مسلمانوں میں پڑھے اور سیکھے جاتے ہیں انھیں رسائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احمد مصطفیٰ کو برگزیدگی عطا کی ہے۔

فَاَصْبَحَ اَحْمَدُ فِيْنَا عَزِيْزًا ۔۔۔ عَزِيْزُ الْمُقَامَةِ وَالْمَوْقِفِ

اسی لیے ہم میں احمد مصطفیٰ بہت زیادہ ہردل عزیز ہو گئے ان کا مقام اور موقف قابلِ عزت ہیں۔

فَيَا اَيُّهَا الْمُوْعِدُوْهُ سَفَاهًا ۔۔۔ وَلَمْ يَاْتِ جُوْدًا وَلَمْ يَعْنُفِ

پس اے وہ لوگو جو اپنی حماقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتے دھمکاتے ہو، اگرچہ انھوں نے کوئی ظلم زیادتی یا تشدد کی بات نہیں کی۔

اَلَسْتُمْ تَخَافُوْنَ اَدْنَى الْعَذَابِ ۔۔۔ وَمَا اٰمِنُ اللّٰهِ كَالْاَخْوَفِ

کیا تم خدا کے ذلت خیز عذاب سے نہیں ڈرتے؟ جسے اللہ کی طرف سے امان ہو وہ اس شخص جیسا کیوں کر ہو سکتا ہے، جو خوف میں زندگی بسر کر رہا ہو!

وَاَنْ تُصْرَعُوْا تَحْتَ اَسْيَافِهِ ۔۔۔ كَمَصْرَعِ كَعْبٍ اَبِى الْاَشْرَفِ

اور کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تمھیں کعب بن اشرف کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے نیچے پچھاڑ کر قتل کر دیا جائے گا۔

غَدَاةَ رَاَى اللّٰهُ طُغْيَانَهُ ۔۔۔ وَاَعْرَضَ كَالْجَمَلِ الْاَجْنَفِ

(کعب بن اشرف کو اس روز پچھاڑ کر مارا گیا تھا) جس روز اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکشی دیکھی تھی اور اس نے (کعب نے)، ادھر اُدھر بھاگنے والے اونٹ کی طرح اعراض و انحراف کیا تھا۔

فَاَنْزَلَ جِبْرِيْلَ فِيْ قَتْلِهٖ ۔۔۔ بِوَحْيٍ اِلٰى عَبْدِهٖ مُلْطَفِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے (کعب کو) قتل کرنے کے سلسلے میں جبریل علیہ السلام

کو جی دے کر اپنے لطف و کرم والے بندے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیجا تھا۔

فَدَسَّ الرَّسُولُ رَسُولاً لَهُ ... بِأَبْيَضَ ذِي هَبَّةٍ مُرْهَفِ

چنانچہ اللہ کے قاصد نے اپنے پیغمبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک چمکیلی، تیز رو اور قطع و برید کر دینے والی تلوار چپکے سے دے دی تھی۔

فَبَاتَتْ عُيُونٌ لَهُ مُعْوِلَاتٍ ... مَتَىٰ يُنْعَ كَعْبٌ لَهَا تَذْرِفِ

آخر جب بھی کعب کی خبر مرگ کا تذکرہ کیا جاتا تو اس پر نوحہ و ماتم کرنے والی عورتوں کی آنکھیں خوب آنسو بہاتیں۔

وَقُلْنَ لِأَحْمَدَ ذَرْنَا قَلِيلاً ... فَإِنَّا مِنَ النَّوْحِ لَمْ نَشْتَفِ

اور احمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہتیں کہ ذرا ہمیں چھوڑ دیجیے کیونکہ نوحہ کرتے سے ابھی ہماری پوری تسکین نہیں ہوئی

فَخَلَّاهُمْ ثُمَّ قَالَ اظْعَنُوا ... دُحُوراً عَلَى رَغْمِ الْأَنْفِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں چھوڑ دیتے پھر ان سے کہتے جاؤ، ناک رگڑ کر اور ذلیل و خوار ہو کر یہاں سے کوچ کر جاؤ۔

وَأَجْلَى النَّضِيرَ إِلَى غُرْبَةٍ ... وَكَانُوا بِدَارٍ ذَوِي زُخْرُفِ

إِلَى أَذْرِعَاتٍ رُدَافَى وَهُمْ ... عَلَى كُلِّ ذِي دَبَرٍ أَعْجَفِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلا وطن کر کے غریب الوطن حالانکہ وہ زینت والے مقام پر رہتے تھے۔ مقام اذرعات[1] کی طرف جلا وطن کر کے بھیج دیا۔ ان کا حال یہ تھا کہ ہر اونٹ زخمی اور نحیف ہو رہا تھا اور یہ اسی پر بیٹھ بیٹھ کر ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے تھے۔

سماک یہودی کا جواب

سماک یہودی نے ان اشعار کا جواب دیا۔ چنانچہ اس کے اشعار حسب ذیل ہیں:

إِنْ تَفْخَرُوا فَهُوَ فَخْرٌ لَكُمْ ... بِمَقْتَلِ كَعْبٍ أَبِي الْأَشْرَفِ

غَدَاةَ غَدَوْتُمْ عَلَى حَتْفِهِ ... وَلَمْ يَأْتِ غَدْرًا وَلَمْ يُخْلِفِ

---

[1] یہ مقام شام میں ہے

اگر تم اس بات پر فخر کرتے ہو کہ تم نے کعب بن اشرف کو اس روز قتل کر دیا جس روز تم اس کی موت کے پیاسے ہو کر نکلے تھے تو یہ فخر کرنا تمھارا ہی کام ہو سکتا ہے (ہم تو ایسے قتل پر ندامت محسوس کرتے) اس کعب بن اشرف نے نہ تو کوئی غداری کی تھی، نہ وعدہ خلافی یا عہد شکنی کا مرتکب ہوا تھا۔

فَعَلَ اللَّيَالِي وَصَرْفَ الدَّهُوْرِ يُدِيْلُ مِنَ الْعَادِلِ وَالْمُنْصِفِ
بِقَتْلِ النَّضِيْرِ وَاَحْلاَفِهَا وَعَقْرِ النَّخِيْلِ وَلَمْ تُقْطَفِ

بنو نضیر اور ان کے حلفاء کو قتل کرنے اور اس نخلستان کو کاٹنے کی وجہ سے جس کے کاٹنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ راتوں میں واقع ہونے والے حوادث اور زمانے کی گردشیں اس عادل منصف (رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی کبھی حملہ آور ہوں گی اور اس کے ہاتھ سے بھی طاقت و دولت کو نکال لائیں گی۔

فَاِنْ لاَ اَمُتْ نَاْتِكُمْ بِالْقَنَا وَكُلِّ حُسَامٍ مَعًا مُرْهَفِ

اگر میں زندہ رہا تو نیزے اور ایسی تلواریں لے کر تمھارے پاس آؤں گا جو خوب کاٹنے والی بھی ہیں اور تیز بھی، قطع و برید کر دینے والی ہر تلوار لے کر تمھارے پاس آؤں گا۔

بِكَفِّ كَمِيٍّ بِهٖ يَحْتَمِيْ مَتٰى يَلْقَ قِرْنًا لَهٗ يُتْلِفِ

یہ ہر ایسے بہادر جنگ جو کے ہاتھ میں ہوں گی، جو ان کے ذریعے سے باحمیت مقابلہ کرے گا اور جب وہ کسی حریف سے دوچار ہوگا تو اسے فنا کے گھاٹ اتار دے گا۔

مَعَ الْقَوْمِ صَخْرٌ وَاَشْيَاعُهٗ اِذَا غَاوَرَ الْقَوْمَ لَمْ يَضْعُفِ
كَلَيْثٍ بِتَرْجٍ حَمٰى غِيْلَهٗ اَخِيْ غَابَةٍ هَاصِرٍ اَجْوَفِ

اس جماعت کے ساتھ صخر (ابوسفیان) اور اس کے ساتھی ہیں، جب وہ (ابوسفیان) قوم کے ساتھ ہوتا ہے تو قوم میں ضعف پیدا نہیں ہوتا۔

وہ (ابوسفیان) ترج پہاڑ کے شیر کے مانند ہے، جو اپنی جھاڑی کا محافظ ہوتا ہے اور اپنے بیشے (کچھار) میں شکار کو چیر پھاڑ کر اپنے طویل و عریض پیٹ میں بھر لینے والا ہے۔

کعب بن مالک کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا، کعب بن مالک نے بنو نضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل اشعار کہے:

لَقَدْ خَزِيَتْ بِغَدْرَتِهَا الْحُبُورُ ۔۔۔ كَذَاكَ الدَّهْرُ ذُو صَرْفٍ يَدُورُ

احبار یہود (علماء یہود) اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ یہ زمانہ حوادث کو لے کر اسی طرح گردش کرتا ہے۔

وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِرَبٍّ ۔۔۔ عَزِيزٍ أَمْرُهُ أَمْرٌ كَبِيرُ

اور یہ اس لیے ہوا کہ ان احبار یہود نے ایسے پروردگار کا کفر کیا، جو غلبے والا ہے اور جس کا حکم بہت بڑا حکم ہے۔

وَقَدْ أُوتُوا مَعًا فَهْمًا وَعِلْمًا ۔۔۔ وَجَاءَهُمْ مِنَ اللهِ النَّذِيرُ

حالانکہ انھیں علم بھی دیا گیا اور فہم بھی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر (آخرت سے ڈرانے والا) بھی آیا تھا۔

نَذِيرٌ صَادِقٌ أَدَّى كِتَابًا ۔۔۔ وَآيَاتٍ مُبَيَّنَةً تُنِيرُ

وہ ایسا نذیر تھا جو صادق القول تھا اور جس نے (اللہ کی طرف سے) کتاب اور ایسی کھلی اور واضح نشانیاں دی تھیں، جو بالکل روشن ہیں۔

فَقَالُوا مَا أَتَيْتَ بِأَمْرِ صِدْقٍ ۔۔۔ وَأَنْتَ بِمُنْكَرٍ مِنَّا جَدِيرُ

پھر بھی ان یہود نے کہا کہ تم امر حق نہیں لائے اور یہ کہ تم ایسی چیز کے لائق ہو جو ہمیں بالکل عجیب و نادر معلوم ہوتی ہے۔

فَقَالَ بَلَى لَقَدْ أَدَّيْتُ حَقًّا ۔۔۔ يُصَدِّقُنِي بِهِ الْفَهِمُ الْخَبِيرُ

اس نذیر نے جواب دیا: بھائی! میں تو اپنا وہ حق ادا کر چکا، جس کی دانشمند اور سمجھ بوجھ والے لوگ کرتے ہیں۔

فَمَنْ يَتْبَعْهُ يُهْدَ لِكُلِّ رُشْدٍ ۔۔۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ يُجْزَ الْكَفُورُ

پس جو بھی اس کا (حق کا) اتباع کرے گا، ہر قسم کی ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی ہوگی اور جو اسے نہ مانے گا تو نہ ماننے والے منکر کو ضرور سزا ملے گی۔

فَلَمَّا اُشْرِبُوْا غَدْرًا وَكُفْرًا   وَحَادَ بِهِمْ عَنِ الْحَقِّ النُّفُوْرُ
اَرَى اللّٰهُ النَّبِيَّ بِرَأْيِ صِدْقٍ   وَكَانَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا يَجُوْرُ

پس جب ان کے رگ و ریشہ میں غداری اور کفر پلا دیا گیا اور ان کی نفرت نے حق سے ان کا منہ موڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایک صحیح رائے دے دی اور وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے، ظلم و جور نہیں کرتا۔

فَاَيَّدَهٗ وَسَلَّطَهٗ عَلَيْهِمْ   وَكَانَ نَصِيْرَهٗ نِعْمَ النَّصِيْرُ

اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچا دی، انھیں ان احبار یہود پر مسلط کر دیا اور وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار رہے اور کیا ہی اچھا مددگار رہے۔

فَغُوْدِرَ مِنْهُمُ كَعْبٌ صَرِيْعًا   فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيْرُ

نتیجہ یہ ہوا کہ ان یہود میں سے کعب کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ کوئی وفاداری نہیں کی گئی۔ پھر اس کے پچھڑ جانے اور قتل ہو جانے کے بعد بنو نضیر بھی ذلیل و خوار ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثَمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ   بِاَيْدِيْنَا مُشَهَّرَةٌ ذُكُوْرُ

جو تلواریں نیام سے باہر نکالی ہوئی تھیں وہ ہماری ہتھیلیوں پر آئیں پھر ہمارے ہاتھوں کے سہارے کعب کے سر پر چڑھ گئیں اور اس کا خاتمہ کر دیا۔

بِاَمْرِ مُحَمَّدٍ اِذْ دَسَّ لَيْلًا   اِلٰى كَعْبٍ اَخَا كَعْبٍ يَسِيْرُ

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا، جب انھوں نے کعب کے بھائی کو اس رات اشارہ کر دیا کہ وہ کعب کے پاس جائے۔

فَمَاكَرَهٗ فَاَنْزَلَهٗ بِمَكْرٍ   وَمَحْمُوْدٌ اَخُوْ ثِقَةٍ جَسُوْرُ

چنانچہ بھائی کعب کے پاس گیا اور ہوشیاری سے کام لیا، کعب کو نیچے اتار لیا اور قابل اعتماد و باہمت محمود بھی اس کے ساتھ تھا۔

فَتِلْكَ بَنُو النَّضِيْرِ بِدَارِ سَوْءٍ   اَبَارَهُمُ بِمَا اجْتَرَمُوا الْمُبِيْرُ
غَدَاةَ اَتَاهُمُ فِي الزَّحْفِ رَهْوًا   رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ بِهِمْ بَصِيْرُ

پس یہ بنو نضیر بڑی برائی اور بدی کے مقام پر تھے۔ انھوں نے جن جرائم

کا ارتکاب ہوا تھا ان کی وجہ سے ہلاک کرنے والے نے (خدا نے) انھیں ہلاک کر دیا
اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جب افواج کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خراماں
خراماں تشریف لے گئے تھے اور آپ ان لوگوں کو خوب سمجھتے تھے۔

وَغَسَّانُ الْحُمَاةُ مُوَازِرُوهُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَهُوَ لَهُمْ وَزِيرُ
فَقَالَ السِّلْمَ وَيْحَكُمُ فَصَدُّوا وَحَالَفَ أَمْرَهُمْ كَذِبٌ وَزُورُ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام حامی و ناصر نہایت جوش و خروش
سے دشمنوں کے خلاف حمایت و اعانت کر رہے تھے۔ آپ نے صلح کی پیشکش کی
تو اُن کا بُرا ہو! ان کفار نے روڑے اٹکا دیے، اور کذب و افترا نے ان کے
امور حلف وفاداری کو اٹھا لیا ہے (ان کا کوئی معاملہ کذب و افترا سے خالی نہیں
ہوتا اور اپنے جیسے کاذب لوگوں سے ان کا معاملہ بنتا ہے)۔

فَذَاقُوا غِبَّ أَمْرِهِمُ وَبَالًا لِكُلِّ ثَلَاثَةٍ مِنْهُمْ بَعِيرُ

پس انھوں نے اپنے کام کے انجام میں سزا کا مزہ چکھ لیا۔ ان کے ہر تین آدمیوں
کے لیے ایک اونٹ تھا۔

وَأُجْلُوا عَامِدِينَ لِقَيْنُقَاعٍ وَغُودِرَ مِنْهُمُ نَخْلٌ وَدُورُ

اور یہ قبیلہ قینقاع کے یہاں جانے کا ارادہ کر کے جلا وطن ہو گئے اور حالت
یہ تھی کہ کھجور کے درخت اور مکانات سے بھی انھوں نے بے وفائی کی۔

سماک کے جوابی اشعار

سماک یہودی نے کعب بن مالک کا جواب ان اشعار میں دیا
ہے۔

أَرِقْتُ وَضَافَنِي هَمٌّ كَبِيرٌ بِلَيْلٍ غَيْرُهُ لَيْلٌ قَصِيرُ

ایک ایسی رات کو کہ اس کے مقابلے میں تمام راتیں بالکل چھوٹی معلوم ہوتی
ہیں ایک بہت بڑا غم آ کر مہمان ہو گیا اور میں رات بھر جاگتا ہی رہا۔

أَرَى الْأَحْبَارَ تُنْكِرُهُ جَمِيعًا وَكُلُّهُمُ لَهُ عِلْمٌ خَبِيرُ

تمام احبار (علماء یہود) کو بڑا بصیرت افروز علم حاصل ہے، مگر میں نے
دیکھا کہ وہ سب کے سب اس چیز کو (رات کے طویل ہونے کو) بالکل اوپری
(اور ان ہونی) بات سمجھتے ہیں۔

وَكَانُوا الدَّارِسِينَ بِكُلِّ عِلْمٍ   بِهِ التَّوْرَاةُ يَنْطِقُ وَالزَّبُورُ

اور یہ سب احبار ہر علم کی تدریس و تعلیم کرنے والے ہیں۔ اس بات کی گواہی تورات بھی دیتی ہے اور زبور بھی۔

قَتَلْتُمْ سَيِّدَ الْأَحْبَارِ كَعْبًا   وَقِدْمًا كَانَ يَأْمَنُ مَنْ يُجِيرُ

تم نے تمام احبار و علماء کے سردار کعب کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ کعب وہ شخص تھا کہ جو بھی اس کے پاس پناہ لیتا ہمیشہ امن و سکون حاصل کر لیتا۔

تَدَلَّى نَحْوَ مَحْمُودٍ أَخِيهِ   وَمَحْمُودٌ سَرِيرَتُهُ الْفُجُورُ

اس کے بھائی محمود کا تم ذریعہ پکڑتے ہو، حالانکہ محمود ایسا شخص ہے جس کی سرشت میں فسق و فجور ہے۔

فَغَادَرَهُ كَأَنَّ دَمًا نَجِيعًا   يَسِيلُ عَلَى مَدَارِعِهِ عَبِيرُ

پس محمود نے کعب سے غداری کی، گویا تازہ تازہ خون، جو اس کے کپڑوں پر بہہ رہا ہے، زعفران کی طرح خوشبودار ہے۔

فَقَدْ وَأَبِيكُمُ وَأَبِي جَمِيعًا   أُصِيبَتْ إِذْ أُصِيبَ بِهِ النَّضِيرُ

ہمارے اور تمھارے باپ کی قسم! جو آفت کعب پر آئی، وہ پورے بنو نضیر پر آئی۔

فَإِنْ نَسْلَمْ لَكُمْ نَتْرُكْ رِجَالًا   بِكَعْبٍ حَوْلَهُمْ طَيْرٌ تَدُورُ
كَأَنَّهُمُ عَتَائِرُ يَوْمَ عِيدٍ   تُذَبَّحُ وَهْيَ لَيْسَ لَهَا نَكِيرُ

پس اگر ہم صحیح سلامت رہے تو کعب کی وجہ سے جس کے ارد گرد اس وقت پرندے چکر لگا رہے ہیں، تمھارے آدمیوں کو ایسی حالت میں کر کے چھوڑیں گے کہ روزِ عید کے ذبیحوں کے مانند ہوں گے، یعنی انھیں خوب قتل کیا جائے گا اور کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ ہوگا۔

بِبِيضٍ لَا تَلِيقُ لَهُنَّ عَظْمًا   صَوَافِي الْحَدِّ أَكْثَرُهَا ذُكُورُ

انھیں ایسی تلواروں سے ذبح کیا جائے گا جو ان کی ہڈیاں بھی باقی نہ چھوڑیں گی اور ان تلواروں کی دھار بڑی تیز اور کاٹنے والی ہوگی۔

☆

كَمَا لَاقَيْتُمْ مِنْ بَأْسِ صَخْرٍ بِأُحُدٍ حَيْثُ لَيْسَ لَكُمْ نَصِيرُ

ہم تمہارے آدمیوں کا وہی حال کریں گے، جیسا کہ تم نے ابوسفیان کی سختیوں کا مزہ اُحد کے مقام پر چکھا تھا اور تمہارا وہاں کوئی مددگار نہ تھا۔

ابن مرداس کے اشعار

اور عباس بن مرداس اخو بنوسلیم بنونضیر کے لوگوں کی مدح کرتا ہے۔

لَوْ اَنَّ اَهْلَ الدَّارِ لَمْ يَتَصَدَّعُوْا رَأَيْتَ خِلَالَ الدَّارِ مَلْهًى وَمَلْعَبَا

اگر گھر کے لوگ تتر بتر نہ ہو جاتے تو دیکھتا کہ گھر کے وسط میں کیسی کیسی کھیل کود کی جگہ تھی۔

فَاِنَّكَ عَمْرِي هَلْ اُرِيْكَ ظَعَائِنًا سَلَكْنَ عَلٰى رُكْنِ الشَّطَاةِ فَتَيَابَا

بخدا بتا، کیا میں تجھے ہودج نشیں عورتیں دکھاؤں؟ یہ عورتیں شطاۃ اور تیاب[1] کے مقامات پر چلا کرتی تھیں۔

عَلَيْهِنَّ عِيْنٌ مِنْ ظِبَاءِ تَبَالَةٍ اَوَانِسُ يُصْبِيْنَ الْحَلِيْمَ الْمُجَرَّبَا

تبالہ (یمن کا ایک مقام) کے ہرنوں کے مانند بڑی بڑی آنکھوں والی یہ خواتین اس مقامات پر چلا کرتی تھیں، دل لبھا لینے والی اور اچھے اچھے متحمل مزاج پختہ کار لوگوں کے لیے ہوش ربا تھیں۔

اِذَا جَاءَ بَاغِي الْخَيْرِ قُلْنَ فُجَاءَةً لَهٗ بِوُجُوْهٍ كَالدَّنَانِيْرِ مَرْحَبَا

وَاَهْلًا فَلَا مَمْنُوْعُ خَيْرٍ طَلَبْتَهٗ وَلَا اَنْتَ تَخْشٰى عِنْدَنَا اَنْ تُؤَنَّبَا

جب ان کے پاس کوئی طالب خیر آتا تو وہ دینار جیسے چمکتے ہوئے سنہرے چہروں کے ساتھ (خندہ پیشانی سے) فوراً مرحبا (خوش آمدید) کہتیں۔ پھر جو مال بھی طلب کرتا اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی اور نہ اس بات کا ڈر ہوتا کہ کوئی ملامت کرے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنِّيْ كُنْتُ مَوْلَى ابْنِ مِشْكَمٍ سَلَامٍ وَلَا مَوْلٰى حُيَيِّ ابْنِ اَخْطَبَا

یہ مت خیال کرو کہ میں سلام ابن مشکم یا حیی ابن اخطب کا حلیف ہوں (میں تو بے لاگ مدح خواں ہوں)۔

[1] شطاۃ یا شفاۃ اور ثیاب دو مقام ہیں۔

خوات بن جبیر کا جواب

ان اشعار کا جواب خوات بن جبیر اخو بنو عمرو بن عوف نے دیا، کہا:

تُبَكِّي عَلَى قَتْلَى يَهُودَ وَقَدْ تَرَى ‏ ‏ ‏ مِنَ الشَّجْوِ لَوْ تَبْكِي أَحَبَّ وَأَقْرَبَا

تو یہودیوں کے مقتولین پر بڑے آنسو بہاتا ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جب تو روتا ہے تو غم سے زیادہ تجھے اپنے رونے کا اظہار محبوب و مقصود ...... ہوتا ہے۔

فَهَلَّا عَلَى قَتْلَى بِبَطْنِ أُرَيْنِقٍ ‏ ‏ ‏ بَكَيْتَ وَلَمْ تُعْوِلْ مِنَ الشَّجْوِ مُسْهِبَا

ذرا یہ تو بتا کہ آخر تجھے بطن اریتق میں قتل ہو جانے والے لوگوں پر کیوں نہ غم ہوا اور ان پر تو منہ بگاڑ بگاڑ کر کیوں نہ رویا چلایا۔

إِذَا السِّلْمُ دَارَتْ فِي صَدِيقٍ رَدَدْتَهَا ‏ ‏ ‏ وَفِي الدِّينِ صَدَّادًا وَفِي الْحَرْبِ ثَعْلَبَا

جب ایک دوست کے معاملے میں پیمانِ صلح وارد ہو رہا تھا، تو نے اسے توڑ دیا، حالانکہ جنگ میں تو لومڑی بن جاتا ہے۔ پھر بھی دین کے راستے میں روڑے اٹکانے کی جرأت کرتا ہے۔

عَمَدْتَ إِلَى قَدْرٍ لِقَوْمِكَ تَبْتَغِي ‏ ‏ ‏ لَهُمْ شَبَهًا كَيْمَا تَعِزَّ وَتَغْلِبَا

فَإِنَّكَ لَمَّا أَنْ كَلِفْتَ تَمَدُّحًا ‏ ‏ ‏ لِمَنْ كَانَ عَيْبًا مَدْحُهُ وَتَكَذُّبَا

رَحَلْتَ بِأَمْرٍ كُنْتَ أَهْلًا لِمِثْلِهِ ‏ ‏ ‏ وَلَمْ تُلْفِ فِيهِمْ قَائِلًا لَكَ مَرْحَبَا

گو اپنی قوم کا سا بننے کے لیے تو نے ان کے جاہ و اقتدار کا سہارا لیا کہ عزت و وقار حاصل کر سکے، مگر حقیقت یہ ہے کہ جب تو یوں فریفتہ ہو کر ان لوگوں کا مدح خواں ہوا، جن کی مدح در اصل مدح نہیں بلکہ عیب اور جھوٹ ہے (یعنی تیری مدح چونکہ خلافِ واقع ہے، اس لیے وہ مدح مذمت ہو جاتی ہے) تو تو نے ایسے معاملے کا بیڑا اٹھایا (یعنی ایسے لغو انسانوں کی تعریف کے پل باندھے) جس کا اہل تجھ جیسا لغو انسان ہی ہو سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ تو نے اپنی قوم میں ایک بھی شخص ایسا نہ پایا، جو تجھے اس بات پر مرحبا کہتا۔

فَهَلَّا إِلَى قَوْمٍ مُلُوكٍ مَدَحْتَهُمْ ‏ ‏ ‏ تَبَنَّوْا مِنَ الْعِزِّ الْمُؤَثَّلِ مَنْصِبَا

إِلَى مَعْشَرٍ صَارُوا مُلُوكًا وَكُرِّمُوا ‏ ‏ ‏ وَلَمْ يُلْفَ فِيهِمْ طَالِبُ الْعُرْفِ مُجْدِبَا

بتاؤ تو! پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ تو نے ان لوگوں کی مدح خوانی نہ کی، جو شاہانہ شخصیتوں کے مالک اور دائمی عزو وقار کی عمارت کے بانی ہیں، جنھوں نے شہنشاہی قائم کر کے باوقار مقام حاصل کیا ہے اور جو اتنے غیرت مند ہیں کہ قحط سالی اور مفلوک الحالی میں بھی ان کا کوئی آدمی جود و سخا کا طالب نظر نہیں آتا۔

أُولٰئِكَ أَحْرَى مَنْ يَهُودَ بِمِدْحَةٍ ۔۔۔ تَرَاهُمْ وَفِيهِمْ عِزَّةُ الْمَجْدِ تُرَّتَّبَا

یہودمیں یہ لوگ جو مدح و ثناء کے مستحق ہیں، تم دیکھو گے کہ ان میں مجد و شرف کا غلبہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔

ابن مرداس کے مزید اشعار

خوات کے ان اشعار کا جواب عباس بن مرداس نے دیا ہے وہ کہتا ہے:

هَجَوْتَ صَرِيحَ الْكَاهِنَيْنِ وَفِيكُمُ ۔۔۔ لَهُمْ نِعَمٌ كَانَتْ مِنَ الدَّهْرِ تُرَّتَّبَا

تو نے کاہنین کی، جو خالص النسب (دو یہودی قبیلے) ہیں، ہجو و مذمت کی ہے، حالانکہ تجھ پر ان کے بڑے بڑے احسان ہیں، جو ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

أُولٰئِكَ أَحْرَى لَوْ بَكَيْتَ عَلَيْهِمُ ۔۔۔ وَقَوْمُكَ لَوْ أَدَّوْا مِنَ الْحَقِّ مُوجِبَا

مِنَ الشُّكْرِ، إِنَّ الشُّكْرَ خَيْرٌ مَغَبَّةً ۔۔۔ وَأَوْفَقُ فِعْلًا لِلَّذِي كَانَ أَصْوَبَا

یہود اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تو ان پر آہ و بکا کرتا اور تیری قوم ان کے احسانات کے واجب الاداء شکر کا حق ادا کرتی، کیونکہ شکر ادا کرنا بہترین عاقبت اندیشی ہے اور ایک صائب الرائے آدمی کے لیے یہی زیادہ مناسب طریق عمل ہے۔

فَكُنْتَ كَمَنْ أَمْسَى يُقَطِّعُ رَأْسَهُ ۔۔۔ لِيَبْلُغَ عِزًّا كَانَ فِيهِ مُرَكَّبَا

مگر تیری مثال تو اس شخص جیسی ہو گئی جس پر حصول اقتدار کا بھوت سوار ہوا اور اس کے لیے وہ اپنا سر تک کاٹ ڈالے (یعنی تو نیک جذبات سے خالی ہے، یہ جو کچھ کر رہا ہے محض حصولِ اقتدار کے لیے کر رہا ہے)۔

فَبَكِّ بَنِي هَارُونَ وَاذْكُرْ فِعَالَهُمْ ۔۔۔ وَقَتْلَهُمُ لِلْجُوعِ إِذْ كُنْتَ مُجْدِبَا

تجھے تو چاہیے کہ بنو ہارون پر (کاہنین کا گمان تھا کہ وہ حضرت ہارونؑ کی اولاد ہیں) خوب گریہ و زاری کرے، ان کے کارناموں کو یاد رکھے اور یہ بھی فراموش

نہ کرے کہ جب تم لوگ قحط کی حالت میں انتہائی بھوک اور پیاس کے شکار ہوتے، اس وقت وہ تمہاری بھوک کے علاج کے لیے جانور ذبح کرتے۔

أَخَوَاتُ أَذْرِ الدَّمْعَ بِالدَّمْعِ وَابْكِهِمْ ۔۔۔ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمَكْرُوهِ مِنْهُمْ وَنَكِّبَا

خوات! ان آنسوؤں کے بدلے اُن پر آنسو بہا اور ان پر آہ و زاری کر، اور ہر ایسی چیز سے پہلو بچا اور کنارہ کش ہو جا جو انھیں ناگوار ہو سکتی ہے۔

فَإِنَّكَ لَوْ لَاقَيْتَهُمْ فِي دِيَارِهِمْ ۔۔۔ لَأُلْفِيتَ عَمَّا قَدْ تَقُولُ مُنَكِّبَا

دیکھ اگر تُو ان کے دیار میں جا کر ان سے ملے گا تو جو کچھ اس وقت کہہ رہا ہو، اس سے اپنے آپ کو کنارہ کش ہوتے ہوئے پائے گا۔

سِرَاعٌ إِلَى الْعَلْيَا كِرَامٌ لَدَى الْوَغَى ۔۔۔ يُقَالُ لِبَاغِي الْخَيْرِ أَهْلًا وَمَرْحَبَا

یہ بلندیوں کی طرف تیزی سے دوڑنے والے اور میدانِ جنگ میں نہایت شریفانہ برتاؤ کرنے والے لوگ ہیں، ان کے پاس جود و سخا یا صلاح و فلاح کے طالب کو ہمیشہ اہلاً و سہلاً و مرحبا (خوش آمدید) ہی کہا جاتا ہے۔

کعب یا ابن رواحہ کے اشعار

ابن مرداس کے ان اشعار کا جواب کعب بن مالک یا عبداللہ بن رواحہ نے جیسا کہ ابن ہشام کی روایت ہے۔ دیا ہے، وہ کہتے ہیں:

لَعَمْرِي لَقَدْ حَكَّتْ رَحَى الْحَرْبِ بَعْدَمَا ۔۔۔ أَطَارَتْ لُؤَيًّا قَبْلُ شَرْقًا وَمَغْرِبَا

بَقِيَّةَ آلِ الْكَاهِنَيْنِ وَعِزَّهَا ۔۔۔ فَعَادَ ذَلِيلًا بَعْدَ مَا كَانَ أَغْلَبَا

فَطَاحَ سَلَامٌ وَابْنُ سَعْيَةَ عَنْوَةً ۔۔۔ وَقِيدَ ذَلِيلًا لِلْمَنَايَا ابْنُ أَخْطَبَا

اپنی جان کی قسم! اس کے بعد کہ جنگ نے پہلے بھی شرق و غرب میں قبیلہ لوی کے پرخچے اڑائے تھے، اب اس جنگ کی چکی نے کاہنیں کے بچے کھچے لوگوں کو اور ان کی عزت و حرمت کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے، ان کی عزت بہت پائدار تھی، مگر اب خاک میں مل گئی ہے چنانچہ سلام اور ابن سعیہ کو زور طاقت سے ہلاک و برباد کر دیا گیا اور ابن اخطب کو نہایت ذلت کے ساتھ موت نے اپنی زنجیروں سے کس لیا ہے۔

وَأَجْلَبَ يَبْغِي الْعِزَّ وَالذُّلَّ يَبْتَغِي ۔۔۔ خِلَافَ يَدَيْهِ مَا جَنَى حِينَ أَجْلَبَا

كَتَارِكِ سَهْلِ الْأَرْضِ وَالْحَزْنُ هَمُّهُ ۔۔۔ وَقَدْ كَانَ ذَا فِي النَّاسِ أَكْدَى وَأَصْعَبَا

اس وقت وہ (ابن اخطب) شور کر کے لوگوں کو جمع کرنا چاہتا تھا کہ اپنی عزت کو برقرار رکھ سکے مگر اس کے برعکس جب وہ ایسا کر رہا تھا تو جو جرائم اس نے کیے تھے، اس کے ہاتھوں کو اور کس کر اس کی ذلت و خواری کے طالب ہو رہے تھے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی تھی، جو نرم زمین کو چھوڑ رہا ہو اور سخت و سنگلاخ زمین اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔ اور یہ چیز عموماً زیادہ تکلیف دہ اور شاق ہوتی ہے۔

وَشَاسٌ وَعَزَّالٌ وَقَدْ صَلِيَا بِهَا   وَمَا غُيِّبَا عَنْ ذَاكَ فِيمَنْ تَغَيَّبَا

اور شاس اور عزال نے بھی جنگ کی اس چکی کی مشقت اٹھائی اور مگر وہ ان کی وجہ سے غائب نہیں کیے گئے اور ان کا شمار غائب ہونے والوں میں نہیں رہا۔

وَعَوْفُ ابْنُ سَلْمَى وَابْنُ عَوْفٍ كِلَاهُمَا   وَكَعْبٌ رَئِيسُ الْقَوْمِ حَانَ وَخُيِّبَا

اور عوف ابن سلمی اور ابن عوف یہ دونوں اور رئیس قوم کعب کا بھی وقت آ گیا، اور محرومی کے عالم میں ہلاک ہو گئے۔

فَبُعْدًا وَسُحْقًا لِلنَّضِيرِ وَمِثْلِهَا   إِنْ اَعْقَبَ فَتْحٌ أَوْ إِنَّ اللّٰهَ اَعْقَبَا

بنو نضیر اور ان جیسے دوسرے لوگوں پر لعنت اور پھٹکار ہو۔ فتح و نصرت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح و نصرت چھین کر دوسروں کو دے دی۔

ابن ہشام نے کہا، ابو عمرو مدنی نے فرمایا ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے بعد بنو المصطلق سے جنگ کا ارادہ کیا"۔ میں بنو المصطلق کے واقعے کو انشاء اللہ اس مقام پر بیان کروں گا جہاں ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔

باب ۲۷

غزوہ ذات الرّقاع

۴ھ

غزوہ ذات الرّقاع کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا، غزوہ بنو نضیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول اور جمادی الاولیٰ کے چند ابتدائی دن (سنہ ۴ھ[1]) مدینہ ہی میں گزارے، پھر قبیلہ بنو محارب اور قبیلہ بنو ثعلبہ، قبیلہ غطفان کی شاخوں کے ساتھ جنگ کے ارادے سے آپ نے نجد کا رخ فرمایا اور مدینہ پر ابوذر غفاری کو، یا حسبِ بیان ابن ہشام ایک اور روایت کے مطابق عثمان بن عفان کو، مدینہ کا عامل مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے مزید کہا۔ (مدینہ سے چل کر) آپ نے مقام نخل[2] میں ڈیرے ڈالے، اور یہ غزوہ ذات الرقاع ہے۔

وجہ تسمیہ

ابن ہشام نے کہا: اسے "ذات الرقاع" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس غزوے کے وقت جھنڈوں میں پیوند لگائے گئے[3] تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس موضع میں ایک درخت تھا جسے ذات الرقاع کہا جاتا تھا (اسی مناسبت سے اس غزوے کو بھی ذات الرقاع کہا گیا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس پہاڑ پر ڈیرے ڈالے گئے تھے، اسے ذات الرقاع کہا جاتا تھا۔ چوتھا قول بھی ہے اور وہ یہ کہ اس غزوے میں مسلمانوں کے پاؤں پتھروں پر چلنے کے باعث زخمی ہو گئے تھے اور اس بنا پر انھوں نے "رقاع" یعنی کپڑے کے ٹکڑوں سے پاؤں باندھ لیے تھے۔

ابن اسحٰق نے آگے بیان کیا، یہاں قبیلہ غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے سابقہ پڑا۔ اور دونوں فریق ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے تھے، گو جنگ کی نوبت نہ آئی، مگر ایک دوسرے سے خوف و اندیشہ اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ خوف ادا کی پھر جمعیت واپس ہو گئی۔

---

[1] اگست دسمبر ۶۲۵ء

[2] نخل نجد میں غطفان کا ایک گاؤں ہے۔

[3] رقعہ پیوند کو کہتے ہیں، رقاع اس کی جمع ہے۔ ذات الرقاع کے معنی ہوئے پیوندوں والا۔

صلوٰۃِ خوف

ابن ہشام نے کہا: صلوٰۃ خوف کے بارے میں ہم سے عبدالوارث بن سعید تنوری نے جس کی کنیت ابوعبیدہ تھی، علی الترتیب، یونس بن عبید، حسن بن ابوالحسن، جابرؓ بن عبداللہ کے واسطے سے یہ روایت بیان کی کہ (پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ اس وقت دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے پر متعین رہا۔ پھر یہ دوسرا گروہ آیا اور اسے آخری دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

ابن ہشام نے کہا: اور عبدالوارث نے علی الترتیب ایوب اور ابوالزبیر جابر بن عبداللہ کے واسطے سے روایت یوں بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز خوف پڑھاتے وقت) ہماری دو صفیں بنائیں اور ہم سب نے رکوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی کیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اس وقت (صرف) پہلی صف نے ساتھ سجدہ کیا، جب صف اول نے سجدے سے سر اٹھایا تو اس کے متصل آخری صف نے بذات خود سجدہ کیا۔ پھر پہلی صف پیچھے ہٹ گئی، آخری صف آگے بڑھ گئی اور پہلی کی جگہ کھڑی ہو گئی (دوسری رکعت کے لیے) سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا، بعدہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسری رکعت کا) سجدہ کیا تو جو صف آپ کے پاس تھی اس نے بھی سجدہ کیا۔ جب سجدے سے سر اٹھایا تو پہلی صف والوں نے (جو پہلی رکعت میں آگے اور اب دوسری رکعت میں پیچھے ہو گئے تھے) بذات خود سجدہ کیا، اس کے بعد دونوں باقی رکعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو رکوع کے ساتھ پڑھائیں اور اب ہر صف نے بذات خود دو دو سجدے کیے۔

ابن ہشام نے کہا: ہمیں ابوعبیدہ عبدالوارث بن سعید تنوری سے علی الترتیب بہ واسطہ ایوب و نافع ابن عمر کی روایت پہنچی ہے۔ فرمایا: (نماز خوف میں) امام کھڑا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک گروہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہتا ہے، امام پہلے گروہ کو رکوع و سجود سے ایک رکعت نماز پڑھاتا ہے۔ پھر یہ گروہ پیچھے ہٹ کر دشمن کے مقابل جا کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا گروہ آ جاتا ہے اسے امام ایک رکعت رکوع و سجود کے ساتھ پڑھا دیتا ہے۔ پھر ہر گروہ ایک ایک رکعت بذات خود پڑھ لیتا ہے۔ اس طرح ان دونوں گروہوں کی نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ ہوتی ہے اور دوسری رکعت وہ بذات خود پڑھ لیتے ہیں۔

معاملہ غورث

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عمرو بن عبید نے بواسطہ حسن، جابر بن عبداللہ کی روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ بنو محارب کے ایک آدمی نے جسے غورث

کہا جاتا تھا۔ اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا، بولو! کیا تمھارے لیے محمدؐ کو قتل کر دوں؟ قوم کے آدمیوں نے کہا، کیوں نہیں، مگر یہ تو بتاؤ، تم انھیں کیونکر قتل کرو گے؟ جواب دیا، اچانک قتل کر دوں گا، جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں، پھر غورث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کیا اور آپ کے پاس پہنچ گیا، آپ تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کی گود میں تھی، غورث نے کہا، یا محمدؐ! اپنی تلوار دکھائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اچھا" کہہ کر تلوار دے دی اور وہ تلوار چاندی سے مزیّن تھی، پھر غورث نے تلوار لے کر گھمانی شروع کر دی، اس کا ارادہ یہ تھا کہ آپ پر ضرب لگائے اور بار بار لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حوصلہ پست کر دیا۔ بولا، کیا تمھیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟ آپ نے فرمایا، نہیں، میں تم سے نہیں ڈرتا۔ پھر غورث نے کہا، کیا اس کے باوجود نہیں ڈرتے کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے؟ فرمایا، نہیں، ہرگز نہیں! خدا مجھے بچائے گا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دی۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

(۵ : ۱۱)

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے! تم اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرو۔ جو تم پر اس وقت ہوا تھا، جب ایک جماعت نے تمھاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا ہاتھ روک دیا (پکڑ لیا)، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنین تو خدا ہی پر بھروسا کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، یزید بن نعمان نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ آیت عمرو بن جحاش، اخی بنی نضیر اور اس کے ارادۂ قتل کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔

جابرؓ کے اونٹ کا قصہ

ابن اسحٰق نے فرمایا، اور مجھ سے وہب بن کیسان نے جابرؓ بن عبداللہ کی یہ روایت نقل کی ہے، انھوں نے فرمایا کہ مقام نخل میں غزوہ ذات الرقاع کے لیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے ایک کمزور اونٹ پر بیٹھ کر گیا تھا، جب آپ واپس تشریف لا رہے تھے تو میرے ساتھی آگے نکلتے جا رہے

تھے اور میں پیچھے ہوتا جا رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آ لیا، فرمایا، مالک یا جابرؓ! یعنی جابرؓ! تمھیں کیا ہو گیا؟۔ میں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! میرے اس اونٹ نے مجھے پیچھے کر دیا ہے"، فرمایا: انخہ" اسے بٹھاؤ، میں نے اونٹ کو بٹھا دیا، اور خود رسول اللہ صلعم نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اپنے ہاتھ کی یہ چھڑی تو مجھے دینا، یا کسی درخت سے ایک چھڑی کاٹ لاؤ"۔ میں نے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی لے کر اس سے میرے اونٹ کو کئی مرتبہ کو نچا، پھر فرمایا" اب اس پر سوار ہو جاؤ"۔ میں سوار ہو گیا اور اب جو چلے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق بنا کر مبعوث کیا۔ میرا اونٹ آپ کے ناقے کے برابر چل رہا تھا۔

حضرت جابرؓ مزید فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: "اَتَبِیۡعُنِیۡ جَمَلَكَ هٰذَا یَا جَابِرُ؟" کیا جابر! تم اپنا یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! بلکہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں، فرمایا، نہیں ایسا نہیں! اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو"۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ اس کی قیمت لگائیے" ارشاد:" میں نے اسے ایک درہم کے عوض لے لیا"۔ میں نے عرض کیا، نہیں! اس میں تو آپ یا رسول اللہ! مجھے گھاٹے میں ڈال رہے ہیں"۔ فرمایا، اچھا دو درہم کے عوض میں"۔ میں نے پھر بھی یہی جواب دیا۔ رسول اللہ صلعم نے اونٹ کی قیمت بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ (سونا) کر دی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا۔" کیا آپ واقعی اس کے لیے رضامند ہیں؟" فرمایا" ہاں"۔ میں نے کہا:" اچھا تو یہ آپ کا ہو گیا"۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:" میں نے اسے لے لیا"۔ پھر فرمایا" جابرؓ! تم نے شادی کر لی ہے؟"۔ میں نے جواب دیا" ہاں! یا رسول اللہ"۔ فرمایا" بیاہی ہوئی سے یا کنواری سے؟" میں نے جواب دیا: نہیں، شادی تو میں نے بیاہی سے کی ہے، ارشاد فرمایا: افلا جاریة تلاعبها وتلاعبك (یعنی کیا کوئی لڑکی نہ ملی؟") اس پر میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! جنگ احد میں میرے باپ مارے گئے، اور انھوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں۔ تو میں نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا ہے جو ان لڑکیوں کی مانگ چوٹی کرتی ہے اور ان کی نگرانی رکھتی ہے"۔ فرمایا" اَصَبْتَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ"، تم نے بہت ٹھیک کیا۔ (مزید فرمایا)" اب جو ہم لوگ مقام صرار[1] پر پہنچیں گے تو اونٹ ذبح کرنے کے لیے کہیں گے۔ اور ایک روز وہاں ٹھہریں گے اور جب وہ (حضرت جابرؓ کی بیوی) سنے گی تو مہمانداری کے لیے تکیے

---

[1] ایک مقام جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔

مہیا کرے گی۔" حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ! ہمارے گھر میں تکیے نہیں۔" فرمایا: ہو جائیں گے، تم جب گھر پہنچو تو ہوشیاری سے کام کرنا، چنانچہ جب ہم لوگ صرار پہنچے تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اونٹ ذبح کر دیا گیا اور ہم نے وہاں ایک روز قیام کیا۔ پھر شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر چلا گیا اور سارا قصہ بیوی سے کہہ سنایا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ بھی بتایا۔ اس پر بیوی نے کہا، دیکھو! تمھیں سمع وطاعت (اطاعت و فرماں برداری) سے کام لینا چاہیے۔" حضرت جابرؓ آگے فرماتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں نے اونٹ پکڑا اور اسے لے کر مسجد کے دروازے پر پہنچ گیا اور اسے وہاں بٹھا دیا۔ خود میں مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب جا بیٹھا، آپ باہر نکلے اور اونٹ دیکھ کر دریافت فرمایا "مَا هٰذَا؟" "یہ کیا ہے؟" لوگوں نے جواب دیا، یہ اونٹ جابرؓ لائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابرؓ کہاں ہیں؟" (جابرؓ کہتے ہیں) اس پر مجھے بلایا گیا، آپ نے فرمایا: بھتیجے! یہ اپنا اونٹ لے جا۔ یہ تیرا ہی ہے۔" حضرت بلالؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا: جابرؓ کو ساتھ لے جاؤ اور اسے ایک اوقیہ (سونا) دے۔" میں حضرت بلالؓ کے ساتھ گیا اور انھوں نے مجھے ایک اوقیہ (سونا) دیا، بلکہ کچھ زیادہ ہی دے دیا، آگے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ اوقیہ میرے پاس برابر بڑھتا رہا، اور میرے مکان میں رہا۔ اب وہ اس سامان کے ساتھ ضائع ہو گیا جو کل لوٹ لیا گیا، اس سے مراد واقعہ حرہ[1] ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے میرے چچا صدقہ بن یسار نے بواسطہ عقیل بن جابرؓ، جابرؓ بن عبداللہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ جب ہم غزوہ ذات الرقاع (مقام نخل) کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے، کسی شخص نے ایک مشرک کی بیوی کو مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] واقعہ حرہ یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ کر مروان بن حکم، حاکم مدینہ اور بنو امیہ کو نکال دیا تھا۔ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ (جنھیں احد میں شہید ہو جانے پر ملائکہ نے غسل دیا تھا) کو امیر مقرر کر لیا۔ یزید نے مسلم بن عقبہ کو فوج دے کر بھیجا، جس نے مدینہ میں نہایت خوفناک تشدد کیا۔ حضرت جابرؓ اس وقت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں شہیدوں سے ٹھوکریں کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کیا وہ برباد ہو! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ تھا کہ "جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے مجھے خوفزدہ کیا۔" لوگ ان پر حملہ کر کے قتل کر دینے کے درپے تھے، مروان نے انھیں اپنے گھر میں پناہ دے کر بچایا۔

واپس تشریف لا رہے تھے تو اس عورت کا شوہر جو واقعے کے وقت موجود نہ تھا، آگیا اور اسے سارا واقعہ بتایا گیا۔ اس نے عہد کر لیا کہ وہ اس وقت تک نہ بیٹھے گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کا خون نہ بہائے گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے لگ گیا، آپ ایک منزل پر قیام پذیر ہوئے اور فرمایا: آج کی رات میری حفاظت کے لیے کون تیار ہے؟ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس پر ایک مہاجر اور ایک انصاری نے آمادگی ظاہر کی۔ اور کہا یا رسول اللہ! ہم اس کے لیے تیار ہیں، آپ نے حکم دیا: اس گھاٹی کے دہانے پر ٹھہر جانا۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے وادی کی گھاٹی میں قیام کیا تھا۔

ابن ہشام کی روایت کے مطابق ان آدمیوں میں سے ایک عمارؓ بن یاسر، اور دوسرے عبادؓ بن بشر تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب یہ دونوں گھاٹی کے دہانے پر جانے کے لیے نکلے تو انصاری نے مہاجر سے پوچھا کہ آپ رات کے کس حصے میں میری طرف سے نگرانی کی کفالت چاہتے ہیں، پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں؟ مہاجر نے جواب دیا "رات کے پہلے حصے میں آپ ذمہ داری لے لیں" جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ اس گفتگو کے بعد مہاجر سو گیا اور انصاری اس غرض سے نماز پڑھنے لگا کہ نیند نہ آئے، اب وہ شخص (عورت کا شوہر) آیا اور دیکھا کہ یہاں ایک آدمی (انصاری) موجود ہے تو سمجھ گیا کہ یہ اس جماعت کا پاسباں ہے۔ پھر اس شخص نے تیر پھینکا جو انصاری کے لگا، انصاری نے اسے (بدن سے کھینچ کر) رکھ دیا اور ویسے کا ویسا ہی کھڑا رہا (نماز پڑھتا رہا) مقتولہ کے شوہر نے پھر دوسرا تیر پھینکا اور وہ بھی جا کر لگا۔ مگر پھر انصاری نے اسے بھی بدن سے نکال کر رکھ دیا اور حسب سابق کھڑا نماز پڑھتا رہا تیسری بار تیر پھینکا، یہ بھی انصاری کے بدن میں جا گھسا، مگر اسے بھی نکال کر رکھ دیا۔ اتنے میں نماز سے فراغت حاصل ہوئی۔ انصاری نے اپنے ساتھی (مہاجر) کو جگایا اور کہا: اٹھو! میں زخمی ہو کر اپنی جگہ ڈھیر ہو گیا ہوں۔" مہاجر اچھل کر میرے پاس پہنچا، مقتولہ کے شوہر نے دونوں کو دیکھا اور سمجھ گیا کہ پتا چل گیا ہے کہ میں کس ارادے سے آیا ہوں۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا۔ جابرؓ مزید فرماتے ہیں، کہ مہاجر نے انصاری کو اس طرح لہولہان دیکھا تو کہا، سبحان اللہ! تم نے پہلا تیر لگتے ہی مجھے کیوں نہ جگا لیا۔ جواب دیا: میں ایک سورہ کے پڑھنے میں مصروف تھا اور پسند نہ کیا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے بیچ میں چھوڑ دوں۔ جب اس کی تیراندازی کا تسلسل ہی قائم ہو گیا تو رکوع و سجدہ کر کے میں نے تمھیں مطلع کیا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ نگرانی اور حفاظت کی ذمہ داری مجھ

پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی ہے، اسے کہیں ضائع نہ کردوں تو میں سورت ختم کر لینے سے پیشتر کبھی نہ رکتا، اگرچہ میری جان ہی پر آ بنتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی

ابن اسحٰق نے کہا: اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع کے بعد مدینہ سے واپس تشریف لائے تو وہاں بقیہ جمادی الاولیٰ، نیز جمادی الاخریٰ اور پورے دو مہینے قیام فرمایا۔

باب ۲۸

بدر الآخرہ اور دومۃ الجندل

(شعبان ۴ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوچ

ابن اسحٰق نے کہا: پھر ماہ شعبان ۴ھ[1] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی مقرر کردہ میعاد کے مطابق بدر کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیے۔ ازروئے روایت ابن ہشام، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: آپ نے بمقام بدر ابوسفیان کے انتظار میں آٹھ راتیں گزاریں، ادھر ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر چلا، مگر ظہران[2] کے ایک جانب مقام مجنۃ، اور بقول بعض مقام عسفان[3] ہی تک پہنچا اور وہیں رک گیا، یہاں اس کی رائے یہ ہوئی کہ واپس ہو جانا چاہیے (اور جنگ نہیں کرنی چاہیے) اس لیے قریش کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

> "اے گروہ قریش! (جنگ کے نقطہ نگاہ سے) ہریالی اور شادابی کا سال ہی تمہارے لیے بہتر رہ سکتا ہے، اس میں تم اونٹوں کو درختوں کے پتے بھی کھلا سکو گے اور ان کا دودھ بھی پی سکو گے۔ یہ سال تو قحط کا سال ہے (اس میں فی الوقت جنگ مناسب نہ رہے گی) اس لیے میں واپس ہو رہا ہوں، تم بھی واپس چلو۔"

یہ سن کر قریش واپس چلے گئے، اہل مکہ نے اس مہم کو "جَیشُ السویق" (ستو پینے والا لشکر) کا نام دیا۔ کہتے تھے کہ ہم ستو پینے کے لیے نکلے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مَخشی ضمری

آپ ابوسفیان کے انتظار میں بہ مقام بدر ڈیرے ڈالے پڑے تھے کہ آپ کے پاس

[1] جنوری ۶۲۶ء۔ [2] مکہ کے نزدیک ایک وادی ہے، یہاں مرنام ایک قریہ ہے اور اسے ظہران کہتے ہیں۔

[3] مکہ اور مدینہ کے راستے کا مشہور مقام ہے اور مکہ سے دو منزل پر ہے۔

مخشی بن عمرو ضمری آیا، جس نے غزوہ ودان میں بنو ضمرہ کی طرف سے مصالحت کی تھی، اس نے کہا: محمدؐ! کیا اس جگہ قریش سے لڑنے آئے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہاں! اے بنی ضمرہ کے بھائی! اور اگر تمھارا منشا ہو تو میں اس عہد کو جو ہمارے تمھارے درمیان ہوا تھا واپس لے لوں، پھر تم سے بھی جنگ کروں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارا تمھارا فیصلہ کردے۔

مخشی نے کہا: نہیں، نہیں، خدا کی قسم! مجھے آپ سے جنگ کی کوئی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معبد خزاعی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوسفیان کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ معبد ابن ابو معبد خزاعی ادھر سے گزرا، اس کی اونٹنی تیز چل رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

قَدْ نَفَرَتْ مِنْ رُفْقَتَيْ مُحَمَّدِ — وَعَجْوَةٍ مِنْ يَثْرِبَ كَالْعَنْجَدِ

تَهْوِي عَلَى دِينِ أَبِيهَا الْأَتْلَدِ — قَدْ جَعَلَتْ مَاءَ قُدَيْدٍ مَوْعِدِي

وَمَاءَ ضَجْنَانَ لَهَا ضُحَى الْغَدِ

میری اونٹنی محمدؐ کے رفیقوں کی دونوں جماعتوں سے بھاگی اور یثرب کی کھجور کی گٹھلی بن گئی۔ وہ اپنی قدیم نسل کی عادت کے مطابق اتنی تیزی سے بھاگی کہ اس نے قریب، چشمہ قدید[1] کو فوراً میری منزل بنا دیا اور چشمہ ضجنان[2] دوسرے دن اس کی منزل ہوگا۔

بدر الآخرہ کے متعلق اشعار

اس سلسلے میں عبداللہ بن رواحہ نے یہ اشعار کہے، ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ اشعار کعب بن مالک کے ہیں جو مجھے ابوزید انصاری نے سنائے:

وَعَدْنَا أَبَا سُفْيَانَ بَدْرًا فَلَمْ نَجِدْ — لِمِيعَادِهِ صِدْقًا وَمَا كَانَ وَافِيَا

ہم نے ابوسفیان سے بدر میں لڑنے کا وعدہ کیا تھا، مگر ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے وعدے اور عہد میں سچا ثابت نہ ہو سکا اور اسے پورا نہ کر سکا۔

فَأُقْسِمُ لَوْ وَافَيْتَنَا فَلَقِيتَنَا — لَأُبْتَ ذَمِيمًا وَافْتَقَدْتَ الْمَوَالِيَا

میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تو (ابوسفیان) وعدہ پورا کرتا، ہمارے ہاتھ آجاتا اور ہمیں

---

[1] قدید مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔

[2] ضجنان و تہامہ میں ایک پہاڑ ہے جو مکہ سے ایک منزل پر ہوگا۔ اسی کے چشمے کا ذکر ہے۔

مل جاتا تو اتر جاتا کو کھو کر اور مایوس مذموم ہو کر واپس جاتا۔

تَرَكْنَا بِهِ أَوْصَالَ عُتْبَةَ وَابْنِهِ ... وَعَمْرًا أَبَا جَهْلٍ تَرَكْنَاهُ ثَاوِيَا

بدر میں ہم نے عتبہ اور اس کے بیٹے کا جوڑ جوڑ توڑ کر رکھ دیا اور عمرو ابوجہل

کو وہیں ٹھکانے لگا دیا۔

عَصَيْتُمْ رَسُولَ اللهِ أُفٍّ لِدِينِكُمْ ... وَأَمْرِكُمُ السَّيِّئِ الَّذِي كَانَ غَاوِيَا

قریش! تم نے رسول اللہ کی نافرمانیاں کیں، تُف ہے تمھارے اس دین پر اور تُف

ہے تمھارے ان معاملات پر جو نہایت مذموم اور گمراہ کُن ہے۔

فَإِنِّي وَإِنْ عَنَّفْتُمُونِي لَقَائِلٌ ... فِدًى لِرَسُولِ اللهِ أَهْلِي وَمَالِيَا

سُن لو! خواہ تم مجھے کتنی ہی ملامت کرو، میں تو یہی کہوں گا کہ میرے اہل و عیال اور

میرا مال و متاع اللہ کے رسولؐ پر قربان ہو جائے۔

أَطَعْنَاهُ لَمْ نَعْدِلْهُ فِينَا بِغَيْرِهِ ... شِهَابًا لَنَا فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ هَادِيَا

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لیے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔ وہ

رات کی تاریکیوں میں ہمارے لیے ایک روشن ستارہ اور رات کے اندھیرے میں رہنمائی فرماتے

ہیں، ہم اپنے میں سے کسی کو بھی آپ کا ہم پلہ نہیں ٹھہرا سکتے۔

حسان بن ثابت کے اشعار اور حسان بن ثابت نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے:۔

دَعُوا فَلَجَاتِ الشَّامِ قَدْ حَالَ دُونَهَا ... جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْأَوَارِكِ

بِأَيْدِي رِجَالٍ هَاجَرُوا نَحْوَ رَبِّهِمْ ... وَأَنْصَارِهِ حَقًّا وَأَيْدِي الْمَلَائِكِ

قریشیو! شام کی نہروں کی طرف جانے کا اب خیال چھوڑ دو، راستے میں وہ

تلواریں موجود ہیں جو ان حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح ہیں جو اراک کے درخت کھاتی ہیں

اور یہ تلواریں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو اپنے اللہ کے راستے میں گھر بار چھوڑ چکے ہیں۔

نیز انصار کے ہاتھ میں جو حق پر قائم ہیں اور ملائکہ کے ہاتھ میں

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ ... فَقُولَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيقُ هُنَالِكَ

اے قاصد! جب ریتلی زمین کے نشیبی علاقے میں تیرا گزر ہو

تو قریش سے صاف کہہ دینا کہ اب ان کے لیے یہاں کوئی راستہ

نہیں۔

أَقَمْنَا عَلَى الرَّسِّ النَّزُوعِ ثَمَانِيًا ۔۔۔ بِأَرْعَنَ جَرَّارٍ عَرِيضِ الْمُبَارِكِ
بِكُلِّ كُمَيْتٍ جَوْزُهُ نِصْفُ خَلْقِهِ ۔۔۔ وَقُبٍّ طِوَالٍ مُشْرِفَاتِ الْحَوَارِكِ

ایک ایسے لشکر جرار کے ساتھ، جس نے طویل وعریض جگہ گھیر رکھی تھی، اور ایسے گھوڑوں کے ساتھ، جن کے صرف پیٹ ہی ان کے جسم کا نصف حصہ تھے، جو دراز قد پتلی کمر والے اور اونچے او نچے شانوں والے کمیت گھوڑے تھے، ہم آٹھ روز تک بدر کے اس کنوئیں پر ڈیرے ڈالے پڑے رہے جس سے خوب پانی نکالا جارہا تھا

تَرَى الْعَرْفَجَ الْعَامِيَّ تَذْرِي أُصُولَهُ ۔۔۔ مَنَاسِمُ أَخْفَافِ الْمَطِيِّ الرَّوَاتِكِ

(اس جگہ) ایک سال کی اگی ہوئی عرفج گھاس کو دیکھو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان تیز رو اونٹوں کے پاؤں سے اس کی جڑیں تک کس طرح اڑ گئیں۔

فَإِنْ نَلْقَ فِي تَطْوَافِنَا وَالْتِمَاسِنَا ۔۔۔ فُرَاتَ ابْنَ حَيَّانٍ يَكُنْ رَهْنَ هَالِكِ

اگر ہمارے چکر اور جستجو سے فرات بن حیان ہمارے ہاتھ آگیا تو وہ مرنے والوں کے پاس بطور رہن رکھ دیا جائے گا۔

وَإِنْ تَلْقَ قَيْسَ ابْنَ امْرِئِ الْقَيْسِ بَعْدَهُ ۔۔۔ يُزَدْ فِي سَوَادٍ لَوْنُهُ لَوْنُ حَالِكِ

اور اگر قیس ابن امرء القیس ہمیں مل گیا تو اس کے کالے رنگ میں مزید سیاہی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي رِسَالَةً ۔۔۔ فَإِنَّكَ مِنْ غُرِّ الرِّجَالِ الصَّعَالِكِ

پس اے قاصد! ابوسفیان کو میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ تو بے مایہ خوش رنگ لوگوں میں سے ایک ہے (اور اس سے زیادہ تیری کوئی حقیقت نہیں)

ابوسفیان کے اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے دیا، وہ کہتا ہے:۔

أَحَسَّانُ إِنَّا يَا ابْنَ آكِلَةِ الْفَغَا ۔۔۔ وَجَدِّكَ نَغْتَالُ الْخُرُوقَ كَذَلِكِ

او حسان! او کھجوروں پر گزر کرنے والی ماں کے بیٹے! تیرے نصیب کی قسم! اس جیسے بڑے بڑے صحراؤں اور چٹیل میدانوں کو ہم غول بیابانی کی طرح عبور کر جاتے ہیں۔

خَرَجْنَا وَمَا تَنْجُو الْيَعَافِيرُ بَيْنَنَا ۔۔۔ وَلَوْ وَأَلَتْ مِنَّا بِشَدٍّ مُدَارِكِ

ہم نکلتے ہیں (اور ہمارا سیلاب امنڈتا ہے)، تو ہرن کے تیز رو بچے بھی ہمارے درمیان

سے بھاگ کر نہیں نکل سکتے، خواہ جائے پناہ کی تلاش میں وہ کتنی ہی مسلسل دوڑ کیوں نہ لگائیں (پھر تم لوگ ہم سے بچ کر کیونکر نکل سکتے ہو)

إِذَا مَا انْبَعَثْنَا مِنْ مُنَاخٍ حَسِبْتَهُ ۔۔۔ مُدَمَّنَ أَهْلِ الْمَوْسِمِ الْمُتَعَارِكِ

ہم لوگ جس جگہ سے اٹھتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے میلوں میں شامل ہونے والے لوگ اپنی جگہ سے گھوڑے اور اونٹ لے کر چل پڑے اور ان کی لید وغیرہ وہیں پڑی رہ جاتی ہے۔

أَقَمْتَ عَلَى الرَّسِّ النَّزُوعِ تُرِيدُنَا ۔۔۔ وَتَتْرُكُنَا فِي النَّخْلِ عِنْدَ الْمَدَارِكِ

عَلَى الزَّرْعِ تَمْشِي خَيْلُنَا وَرِكَابُنَا ۔۔۔ فَمَا وَطِئَتْ أَلْصَقْنَهُ بِالدَّكَادِكِ

تم ہم سے جنگ کا ارادہ کر رہے تھے، مگر پانی والے کنوئیں ہی پر رہ گئے۔ اور ہمیں قریب کے نخلستان ہی میں چھوڑ دیا (ہمت نہ ہوئی اور جنگ سے جان چرالی) ہمارے گھوڑے اور اونٹ کھیتوں میں چل رہے تھے، جس حصے کو ان گھوڑوں، اور اونٹوں نے پامال کیا، اسے ریتیلا بنا دیا (مگر تم کچھ نہ کر سکے)

أَقَمْنَا ثَلَاثًا بَيْنَ سَلْعٍ وَفَارِعٍ ۔۔۔ بِجُرْدِ الْجِيَادِ وَالْمَطِيِّ الرَّوَاتِكِ

کم بال والے بہترین گھوڑوں اور تیز رو اونٹوں کے ساتھ ہم سلع اور فارع[1] کے درمیان مسلسل تین روز تک ڈیرے ڈالے رہے (مگر تم غائب ہی رہے)

حَسِبْتُمْ جِلَادَ الْقَوْمِ عِنْدَ قِبَابِهِمْ ۔۔۔ كَمَأْخَذِكُمْ بِالْعَيْنِ أَرْطَالَ آنُكِ

فَلَا تَبْعَثِ الْخَيْلَ الْجِيَادَ وَقُلْ لَهَا ۔۔۔ عَلَى نَحْوِ قَوْلِ الْمُعْصِمِ الْمُتَمَاسِكِ

سَعِدْتُمْ بِهَا وَغَيْرُكُمْ كَانَ أَهْلَهَا ۔۔۔ فَوَارِسُ مِنْ أَبْنَاءِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ

تم نے ہماری قوم کے بہادروں کو ان کے خیموں میں دیکھ کر سمجھ لیا ہوگا کہ تم نے قیمتی چیزوں کے عوض معمولی چیزوں کے چند رطل خریدے ہیں (ہماری قوم کے بہادروں کی نسبت تمھاری جمعیت کے لوگ بہت معمولی ہیں) پس تم اب ان بہترین تیز رفتار گھوڑوں کو (جنگ کے لیے) مت بھیجو اور ایک پختہ کار، دور اندیش اور عقل کی بات گرہ سے باندھ لینے والے آدمی کے طریق پر ان گھوڑوں سے کہو کہ تمھیں جو وہ خوش نصیبی سے مل گئے ہیں۔ ان کے مستحق دراصل بنو فہر ابن مالک کے سوار ہیں۔

---

[1] دو پہاڑ۔

فَاِنَّكَ لَا فِيْ هِجْرَةٍ اِنْ ذَكَرْتَهَا　　وَلَا حُرُمَاتِ الدِّيْنِ اَنْتَ بِنَاسِكِ

پس اگر تو نے ہجرت کا ذکر کیا ہے تو اس ہجرت کا تجھے کیا فائدہ؟ اور تو شعائرِ دین بھی کرنے والا نہیں۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ ان میں سے کچھ اشعار بوجوہ چھوڑ دیے گئے۔

غزوۂ دومتہ الجندل

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع الاول ۵ھ[1]) مدینہ واپس تشریف لائے اور چند ماہ قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ ماہ ذوالحجہ گزر گیا اور اس سال (۵ھ) حج کی ولایت مشرکین ہی کے ہاتھ رہی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے ارادے سے دومتہ الجندل کا رخ کیا، بروایت ابن ہشام یہ روانگی ربیع الاول (۵ھ[2]) میں ہوئی تھی اور سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی

بروایت ابن اسحٰق قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دومتہ الجندل پہنچیں، واپس تشریف لے آئے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ پھر باقی سال (۵ھ) آپ نے مدینہ ہی میں گزارا۔

---

[1] اگست ۶۲۶ء، [2] اپریل ۶۲۷ء۔

باب ۱۲۹

غزوۂ خندق

(۱)

(شوال ۵ھ)

قریش کو یہود کی انگیخت ہم سے، ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے بواسطہ زیاد بن عبداللہ بکائی محمد بن اسحٰق مطلبی کی یہ روایت نقل کی، محمد بن اسحٰق مطلبی نے کہا،

اس کے بعد شوال ۵ھ[1] میں غزوہ خندق پیش آیا۔

مجھ سے، آل زبیر بن عروہ بن زبیر کے مولیٰ، یزید بن رومان اور ان لوگوں نے جنھیں متہم نہیں کیا جاسکتا، عبداللہ بن کعب بن مالک، محمد بن کعب قُرظی، زُہری، عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہم کی روایات نقل کی ہیں، ان سب نے جنگ خندق کے متعلق جو بھی بیان کیا، وہ سب اس میں جمع کر دیا گیا ہے، البتہ کچھ حصے ایسے بھی ہیں کہ کسی نے بیان کیے اور کسی نے بیان نہ کیا۔ ان سب نے کہا: خندق کا واقعہ یوں ہے کہ بنو نضیر اور بنو وائل سے تعلق رکھنے والے کچھ یہود، جن میں سلّام ابن ابوالحُقیق نضری، حُیی ابن اخطب نضری، کنانہ بن ابوالحقیق نضری، ہوزہ ابن قیس وائلی اور ابوعمار وائلی شامل تھے، اور یہی وہ لوگ ہیں، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تمام احزاب (جماعتوں) کو جمعیت کی شکل میں اکٹھا کیا تھا۔ مدینہ سے نکل کر قریش کے پاس مکہ پہنچے، اور انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی دعوت دی اور کہا: ہم ان کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) خلاف اس وقت تک تمھارا ساتھ دیں گے، جب تک ان کا استیصال نہ ہو جائے گا۔

قریش نے ان یہود سے پوچھا:

گروہ یہود! تم پہلی کتاب (تورات) کے ماننے والے ہو، تمھیں معلوم ہے کہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اختلاف کیا ہے؟ بتاؤ، ہمارا دین بہتر ہے یا ان کا؟

یہود نے جواب دیا: نہیں، نہیں، تمھارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ان کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہو۔" یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں:۔

---

[1] شوال: ۲۳ فروری ۶۲۷ء کو شروع ہو کر ۲۳ مارچ ۶۲۷ء کو ختم ہوا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (الى قوله تعالى) اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ (۴: ۵۱ تا ۵۵)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا ہے، وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں، یہ لوگ وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے پھٹکار دیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ پھٹکار دے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک)... کیا وہ دوسرے آدمیوں پر ان چیزوں کی وجہ سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں، سو ہم نے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے انھیں بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے، سو ان میں سے بعض تو کتاب پر ایمان لائے اور بعض ایسے تھے کہ اس سے روگرداں ہی رہے اور جلانے کے لیے دوزخ کافی ہے۔

یہود اور غطفان

یہود کا جواب سن کر قریش بہت مسرور ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف جنگ کی دعوت ان کے لیے بڑی نشاط افزا ثابت ہوئی، اب کیا تھا۔ سب قریش جمع ہو گئے اور تیاریاں ہونے لگیں۔

پھر یہودیوں کا یہ گروہ قریش پاس سے روانہ ہو کر قبیلہ غطفان، قیس عیلان سے، کے پاس پہنچا۔ انھیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور یقین دلایا کہ ہم آخر وقت تک تمھارا ساتھ دیں گے اور یہ بھی بتا دیا کہ قریش ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گئے ہیں، یہ سن کر قبیلہ غطفان کے لوگ بھی آمادہ جنگ ہو گئے اور تیاریاں شروع کر دیں۔

جنگ کے لیے روانگی

بروایت ابن اسحٰق، اب قریش اپنے قائد ابوسفیان بن حرب کے ساتھ اور قبیلہ غطفان اپنے تین سالاروں عُیَینہ بن حصن (بن حذیفہ بن بدر) جو بنو فزارہ کی نمائندگی کر رہا تھا، حارث بن عوف (بن ابو حارثہ مُرّی) جو بنو مُرّہ کی نمائندگی کر رہا تھا، اور مِسعَر ابن رُخَیلہ (بن نویرہ بن طریف بن سُحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان) جو بنو اشجع میں سے اپنے پیروؤں کی نمائندگی کر رہا تھا، کے ساتھ

جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔

خندق کی تیاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مختلف گروہ نے یہ ارادہ کیا ہے اور جنگ کے لیے نکل آئے ہیں تو آپ نے (دفاع کی غرض سے) مدینہ میں خندق کا انتظام فرمایا، مسلمانوں کو اجر و ثواب کی ترغیب دینے کے لیے بہ نفس نفیس خندق کھودنے میں حصہ لیا اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ اس کام میں مصروف ہو گئے، غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاصی مشقت اور مستقل مزاجی سے کام لیا اور مسلمانوں نے بھی، مگر منافقین میں سے کچھ لوگ تاخیر و تساہل سے کام لینے لگے، ان کے دل میں جو کچھ تھا وہ تو چھپائے رکھا اور عمل میں مست ہو گئے۔ مثلاً آپ کی اجازت کے بغیر گھروں میں اہل و عیال کے پاس کھسک گئے۔ حالانکہ (جیساکہ یہ کام باری باری سے ہو رہا تھا) جب کسی مسلمان کی باری ہوتی اور اس اثناء میں اسے کوئی ناگزیر ضرورت پیش آجاتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا اور اجازت لے کر جاتا۔ پھر جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتا تو آکر کام پر لگ جاتا کیونکہ اسے حصولِ خیر کا شوق تھا اور ذمہ داری پوری کر دینے کے لیے اضطراب تھا۔

آیات قرآن حکیم چنانچہ ان مومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْہَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِہِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمُ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (۲۴ : ۶۲)	پس مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسولؐ کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے مجمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں، نہیں جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ آپ سے (ایسے مواقع پر) اجازت لیتے ہیں وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ (اہل ایمان ایسے مواقع پر) اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت طلب کریں تو ان میں سے جس کے لیے آپ چاہیں اجازت دے دیا کریں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرمائیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے[1]۔

---

[1] یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں اتری جو اپنا احتساب کرتے، بھلائیوں میں رغبت رکھتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لگے رہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور اس ارشاد میں وہ منافقین مراد ہیں جو کام سے جان بچا کر رسول اللہ کی اجازت کے بغیر اپنے گھروں میں چلے گئے تھے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (۲۴: ۶۳ تا ۶۴)

تم لوگ رسول کے بلانے کو (معمولی بلانا) نہ سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلالیتا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ لے کر تم میں سے کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں اس امر سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت نہ آپڑے یا (آخرت میں) دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے اور یاد رکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس میں سب اس کے پاس (دوبارہ زندہ کر کے) لائے جائیں گے، پھر وہ انھیں جتادے گا جو کچھ انھوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے

مسلمانوں کا رجز

بروایت ابن اسحٰق، مسلمان خندق کھودنے میں مصروف رہے، یہاں تک کہ اسے مکمل کر لیا۔ خندق کھودتے وقت وہ جُعَیل نام ایک مسلمان کے ساتھ رجز پڑھتے، جعیل کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو رکھ دیا تھا۔

سَمَّاهُ مِنْ بَعْدِ جُعَيْلٍ عَمْرًا ۔۔۔ وَكَانَ لِلْبَائِسِ يَوْمًا ظَهْرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعیل کے بعد عمرو نام رکھ دیا اور یہ عمرو اس موقع پر مشقت کرنے والوں کے لیے قوت بن گیا۔

جب سب لوگ "عمرا" کا لفظ کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ "عمرا" فرماتے اور جب وہ "ظہرا" کہتے تو رسول اللہ بھی "ظہرا" کا لفظ دہراتے۔

معجزات کا ظہور

ابن اسحٰق نے کہا: خندق کھودنے میں کچھ باتیں پیش آئیں، جو مجھے پہنچی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ کی نبوت کی تحقیق کے بارے میں عبرت موجود ہے، ان چیزوں کا مسلمانوں نے آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔

سخت زمین نرم ہو گئی

ان میں سے ایک بات جو مجھے پہنچی ہے یہ ہے کہ جابرؓ بن عبداللہ بیان فرماتے تھے، ایک جگہ خندق کی زمین بہت سخت آ گئی، جسے کھودنا دشوار ہو گیا مسلمانوں نے اس دشواری کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور اس میں لعابِ دہن ڈال دیا۔ پھر خدا جانے کیا دعا فرمائی، بعد ازاں یہ پانی اسی سخت زمین پر چھڑک دیا، جو لوگ وہاں موجود تھے، کہتے تھے "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا: یہ سخت زمین بالکل نرم اور بھربھری ہو گئی، جواب نہ کلند کو لوٹاتی تھی نہ بیلچے کو۔"

کھجوروں میں برکت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے سعید بن بینا نے بتایا، ان سے بیان کیا گیا کہ بشیر بن سعد کی بیٹی نے جو نعمان بن بشیر کی بہن تھی، اس قصے کا ذکر کیا:۔

میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے مجھے بلایا، دونوں ہاتھوں میں کھجوریں بھر کر میرے دامن میں ڈال دیں، اور کہا: بیٹی! اپنے باپ نیز اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے پاس یہ ناشتہ پہنچا دے۔ میں نے کھجوریں لیں اور چل پڑی۔ وہاں اپنے باپ اور ماموں کو تلاش کرتے ہوئے میرا گزر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا: تَعَالَي يَا بُنَيَّةُ! مَاهٰذَا مَعَكِ؟ اے بچی! ادھر آ، بتا یہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کھجوریں ہیں، میری ماں نے مجھے یہ دے کر میرے باپ بشیر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ ناشتہ کر لیں۔ فرمایا: یہاں لا، میں نے آپ کے دونوں ہاتھوں میں کھجوریں انڈیل دیں، لیکن آپ کے دونوں ہاتھ نہ بھرے۔ پھر ایک کپڑا طلب فرمایا اور اسے بچھا دیا گیا، آپ نے کھجوریں اس کپڑے پر ڈال دیں اور وہ سارے کپڑے پر بکھر گئیں۔ پھر کسی قریب بیٹھے ہوئے شخص سے کہا: خندق کھودنے والوں کو آواز دے لو کہ وہ سب ناشتہ کر لیں، تمام لوگ آ گئے اور کھجوریں کھانے لگے کھجوریں برابر بڑھتی ہی جاتی تھیں تا آنکہ تمام لوگوں نے ناشتہ کر لیا اور اس کے بعد بھی کھجوریں کپڑے کے اطراف سے گرتی رہیں۔

جابرؓ کے کھانے میں برکت

ابن اسحٰق نے کہا: سعید بن بینا نے مجھ سے جابرؓ بن عبداللہ کی یہ روایت نقل کی، خندق کھودنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بھی شریک تھا، میرے پاس ایک تھوڑی عمر کی، چھوٹی سی موٹی تازی بکری تھی، میں

نے سوچا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کروں، چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا، بیوی نے کچھ جَو پیس کر ہمارے لیے روٹی تیار کر دی، میں نے یہ بکری ذبح کر لی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھون بھان کر رکھ لیا۔ دن بھر خندق کھودنے کے بعد جب شام ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم تمام لوگ اپنے اپنے گھر واپس ہونے لگے، اس وقت میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی، جو میں نے آپ کے لیے ذبح کر کے تیار کی ہے، اس کے ساتھ جَو کی روٹی ہے، میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں، جابرؓ کہتے ہیں، میرا ارادہ یہ تھا کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے چلیں۔

مگر جب میں عرض کر چکا تو آپ نے فرمایا، اچھا، اور دوسرے لوگوں کو آواز دینے کا حکم دے دیا آواز لگانے والے نے پکارا: لوگو! تم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جابرؓ بن عبداللہ کے گھر چلو! یہ دیکھ کر میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ اب رسول اللہؐ کے ساتھ تمام لوگ چل پڑے، گھر پہنچ کر آپ بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کے سامنے بکری کا تیار شدہ گوشت لا کر رکھ دیا آپ نے "بارک اللہ اور بسم اللہ" کہہ کر کھانا شروع کر دیا اور دوسرے لوگ بھی باری باری کھانے لگے۔ ایک جماعت آکر کھاتی اور فارغ ہو کر چلی جاتی۔ پھر دوسری جماعت آجاتی، یہ سلسلہ یونہی جاری رہا۔ یہاں تک کہ تمام اہل خندق نے کھانا کھا لیا۔

آیندہ فتوحات کا نقشہ

ابن اسحٰق نے کہا: سلمانؓ فارسی سے یہ روایت پہنچی، میں خندق کے ایک گوشے میں کھدائی کر رہا تھا۔ کہ اس جگہ ایک پتھر آ گیا، جو مجھ سے ٹوٹتا نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی تھے، آپ نے مجھے کدال چلاتے دیکھا، محسوس کیا کہ جگہ سخت ہے۔ اور کھودنے میں دشواری پیش آرہی ہے تو آپ نیچے اُترے اور میرے ہاتھ سے کدال لے لی، ایک کدال ماری تو نیچے ایک بجلی چمکی، دوسری کدال ماری، پھر بھی بجلی چمکی، تیسری بار کدال ماری تو پھر بھی بجلی ہی چمکی، میں نے عرض کیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! آپ کدال مار رہے تھے تو اس وقت نیچے یہ چمکنے والی چیز کیا تھی؟ فرمایا: سلمان! کیا تم نے اسے دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا، پہلی بجلی سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ یمن فتح کرائے گا، دوسری بجلی نے یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ شام و مغرب فتح کرائے گا اور تیسری بجلی کے ذریعے سے مشرق مسخر کرائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ابوہریرہؓ کی یہ روایت ان لوگوں نے نقل کی، جنھیں میں متہم نہیں کر سکتا۔

جب حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور بعد کے دور میں بلاد فتح ہوتے، ابوہریرہؓ فرماتے تھے: جو بلاد تمھارے سامنے آئیں، انھیں فتح کرو. جس کے قبضۂ قدرت میں ابوہریرہؓ کی جان ہے، اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جتنے بلاد تم نے اب تک فتح کیے یا جو آئندہ قیامت تک فتح کرتے رہو گے، اب سب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی دے دی تھیں.

قریش کا پڑاؤ مدینہ میں

ابن اسحٰق نے کہا: جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی تیاری سے فارغ ہوئے، قریش اس وقت تک آ کر جُرُف اور زغابہ[1] کے درمیان اُن سیلون کے سنگم پر پڑاؤ ڈال چکے تھے جو بئر رومہ کی طرف سے آتے تھے ان کے ساتھ دس ہزار فوج تھی جو احابیش[2] اور بنو کنانہ اور اہل تہامہ میں سے ان کے پیرووں پر مشتمل تھی، ساتھ ہی قبیلۂ غطفان اور اہل نجد میں سے ان کے متبعین احد کے ایک طرف ذَنَب نقمی[3] میں پہنچ کر ٹھہر گئے.

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کی جمعیت لے کر نکلے اور سلع پہاڑ (جو مدینہ کا پہاڑ ہے) کے قریب آ کر اس طرح لشکر ٹھہرایا کہ پہاڑ پشت پر رکھا گیا اور خندق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان حائل تھی، مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی، از روئے روایت ابن ہشام، مدینہ کا عامل عبداللہ بن ام مکتوم کو مقرر کیا گیا.

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں پہنچا دیا گیا تاکہ محفوظ رہیں.

حُیَیّ ابن اخطب اور کعب ابن اسد

اب حُیَیّ بن اخطب نضری نکل کر کعب بن اسد قُرظی کے پاس پہنچا، کعب، بنو قریظہ کی جانب سے عہد و پیمان کرنے کے لیے مختار کل تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قوم کی طرف سے عہد و میثاق

---

[1] جرف اور زغابہ (زغابہ نیز غابہ) مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں ہیں، جرف کوئی تین میل پر اور زغابہ اس سے ذرا آگے، مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کئی وادیاں ہیں، جن میں بارش کے وقت پانی بہنے لگتا ہے. خود مدینہ کے جنوب میں چند وادیاں مل کر ایک وادی بنی ہے جسے وادی بطحان کہتے ہیں، یہ جبل احد کے مغربی گوشے سے ذرا آگے وادی قناۃ سے جا ملی ہے. جو جبل احد کے سامنے بہتی ہے. مدینہ کی مغربی جانب وادی عقیق ہے. یہ بھی بئر رومہ سے آگے ان وادیوں میں مل گئی ہے. یہ سب زغابہ یا غابہ میں گرتی ہیں، جسے بحیرہ بھی کہتے ہیں اس سلسلے میں ساتھ کا نقشہ دیکھیے تو سب کچھ واضح ہو جائے گا. [2] مکہ معظمہ کے پاس ایک پہاڑ ہے، جس کا نام حُبشی ہے، اس کے دامن میں رہنے والوں کو احابیش کہتے تھے. [3] ذنب نقمی احد کے مغربی گوشے سے قریب ایک مقام تھا، جہاں غطفان ٹھہرے تھے. قریش ان سے مغرب میں بئر رومہ کے شمالی جانب مقیم تھے.

کر چکا تھا۔ اس لیے جب اسے معلوم ہوا کہ حُیَیّ آ رہا ہے، اس نے اپنے قلعے کا دروازہ بند کر لیا۔ حُیَیّ نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ حُیَیّ چیخ چیخ کر کہنے لگا: کعب! تیرا بُرا ہو، دروازہ کھول! کعب بن اسد قرظی نے جواب دیا: تیرا بُرا ہو، حُیَیّ! تو بڑا بدبخت ہے، دیکھ، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد کر چکا ہوں، میں عہد و پیمان توڑنے کے لیے تیار نہیں، میں نے ان سے وفائے عہد اور صداقت کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔"

حُیَیّ بن اخطب نضری نے کہا: تیرا بُرا ہو، دروازہ تو کھول، میں تجھ سے کچھ بات کہنا چاہتا ہوں کعب نے پھر انکار کر دیا تو حُیَیّ نے جھنجھلا کر کہا: خدا کی قسم! معلوم ہوتا ہے، تو نے دروازہ صرف اپنا جشیشہ (گیہوں کے موٹے آٹے کا بنا ہوا خاص قسم کا ایک کھانا) بچانے کے لیے بند کر لیا ہے کہ کہیں میں تیرے ساتھ کھانے نہ لگوں۔

اس بات سے کعب کو غیرت آمیز غصہ آ گیا اور اس نے دروازہ کھول دیا، حُیَیّ نے کعب کو بتایا۔

کعب! تجھے کیا ہو گیا؟ میں تو تیرے پاس زمانہ بھر کی عزت اور انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لایا ہوں۔ میں قریش کو لایا ہوں، ان کے سردار اور قائد بھی موجود ہیں، میں نے انھیں رومہ کی طرف سے آنے والی وادیوں کے سنگم پر ٹھہرایا ہے۔ قبیلہ غطفان کو بھی لایا ہوں، ان کے بھی سردار اور قائد ساتھ ہیں، انھیں میں نے احد کے ایک جانب ذنب نقمی میں اتارا ہے، میرا ان سب سے عہد و پیمان ہو چکا ہے کہ ہم اس وقت تک نہ ہٹیں گے۔ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو جڑ سے نہ اکھاڑ پھینکیں گے۔

کعب نے جواب دیا: خدا کی قسم! تو زمانے بھر کی ذلت اور ایسا بادل لایا ہے، جس کا پانی بہہ چکا ہے، وہ گرجتا اور چمکتا تو ہے مگر اس میں ہے کچھ نہیں، حُیَیّ! تیرا بُرا ہو، مجھے میری حالت پر چھوڑ دے، دیکھ! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بجز وفائے عہد اور صداقت کے کچھ نہیں پایا۔"

یہ جواب سُن کر بھی حُیَیّ، کعب کو برابر بہلاتا پھسلاتا رہا۔ یہ بھی کہہ دیا کہ میں عہد کرتا ہوں، اگر قریش اور غطفان، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتمہ نہ کر سکے تو میں تمھارے قلعے میں ساتھ چلوں گا۔ پھر جو کچھ تم پر گزرے گا وہ مجھ پر بھی گزرے گا، اس پر کعب نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے ہوئے پیمان سے اپنے آپ کو بری سمجھ لیا۔

کعب کی عہد شکنی کی تفتیش

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ بن نعمان کو، جو اس وقت قبیلہ اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ بن دُلیم کو جو بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج کے ایک فرد اور اپنے وقت میں قبیلہ خزرج کے سردار تھے، بغرض تفتیش بھیجا، ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن رواحہ (برادر بنی الحارث بن خزرج) اور خوات بن جبیر (برادر بنو عمرو بن عوف) کو بھی کر دیا چلتے وقت ہدایت فرمائی کہ جا کر دیکھو، ان لوگوں کے متعلق جو خبر ہمیں ملی ہے، آیا وہ صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہے، تو صرف رمز و اشارہ سے بتا دینا جسے میں ہی سمجھوں اور اسے علی الاعلان بیان کر کے لوگوں میں ضعف و کمزوری نہ پیدا کرنا، اور اگر وہ (بنو قریظہ) اس عہد کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان ہوا تھا تو اسے عام لوگوں میں برملا بیان کر دینا۔"

ہدایات گرامی سن کر چاروں اشخاص بنو قریظہ سے جا کر ملے، وہاں دیکھا کہ جو سُن کر آئے تھے یہ لوگ اس سے بھی زیادہ شرارت پر آمادہ ہیں، وہ بولے، کون، رسول اللہ؟ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں۔

اس پر سعد بن مُعاذ نے انھیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا، جواباً وہ بھی برا بھلا کہنے لگے، سعد بن مُعاذ تیز مزاج آدمی تھے، اس لیے سعد بن عبادہ نے ان سے کہا: بُرا بھلا کہنا چھوڑو! جو چیز ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ بہت بڑی ہے۔ پھر سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ اور ان کے دونوں ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ سلام کرنے کے بعد دربار رسالت میں عرض کیا: عَضَلٌ والقارۃ، یعنی جس طرح اصحاب رجیع (خبیب اور ان کے رفقاء) کے ساتھ قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ نے عہد شکنی اور غداری کی تھی، اسی طرح بنو قریظہ نے بھی عہد شکنی اور غداری کی ہے، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَبْشِرُوْا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ (اللہ اکبر! اے مسلمانوں کے گروہ! تمھیں خوشخبری ہو۔")

منافقوں کے نفاق کا ظہور

یوں مسلمانوں کے لیے سخت آزمائش کا وقت آگیا، اور خوف و ہراس بڑھ گیا، دشمن ہر سمت سے آکر چھا گئے، ان میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے، منافقین کا نفاق بھی کھل کر سامنے آگیا تھا، مُعتب بن قشیر اخو بنو عمرو بن عوف نے تو یہاں تک کہہ دیا، محمد تو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کو ہڑپ کر جائیں گے۔ مگر اس وقت حالت یہ ہے کہ کوئی شخص بیت الخلاء میں بھی اطمینان

سے نہیں جا سکتا۔

ابن ہشام نے کہا: جو اہل علم میں میرے نزدیک ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، انھوں نے مجھے بتایا کہ معتب بن قشیر کا شمار منافقین میں نہ تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اہل بدر میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اوس بن قیظی (جو حارثہ بن حارث کا ایک فرد) نے بھی رسول اللہ سے کہا: یا رسولؐ اللہ! ہمارے گھر دشمن کی مخدوش سرحد پر ہیں اور دشمنوں کی ایک بڑی جماعت وہاں موجود ہے۔ آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم یہاں سے نکل کر اپنے گھروں کو واپس ہو جائیں، کیونکہ وہ مدینہ سے باہر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین دونوں ۲۸، ۲۹ رات یعنی قریباً ایک مہینا ایک دوسرے کے مقابلے پر جمے رہے اور جنگ کی نوبت نہ آئی، صرف محاصرہ قائم رہا۔ دونوں طرف سے تیر اندازی اور سنگ باری ہوتی رہی۔

قبیلہ غطفان سے صلح سلسلہ جنبانی

عاصم بن عمر بن قتادہ، نیز ان لوگوں نے جنھیں میں متہم نہیں کرتا، محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب زہری سے نقل کیا ہے۔ جب مسلمان سخت آزمائش میں پڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُیَینہ بن حصن (بن حدیفہ بن بدر) اور حارث بن عوف (بن ابو حارثہ مری) کو بلا بھیجا۔ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے قائد تھے۔ آپ نے ان دونوں کو مدینہ کے ایک ثلث پھل اس شرط میں دینے کے لیے کہا، کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مخالفت سے ہٹ کر واپس چلے جائیں۔ دونوں طرف سے صلح کی بات جاری ہو گئی، یہاں تک کہ تحریر بھی لکھ دی، لیکن اس پر ابھی گواہی نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ آخری وقطعی فیصلہ ہوا تھا اور صرف دوڑ دھوپ ہو رہی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری فیصلہ کرنے سے پیشتر سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بلا بھیجا اور ان سے اس کا تذکرہ فرماتے ہوئے مشورہ طلب کیا۔ دونوں نے جواب دیا۔ یا رسولؐ اللہ! کیا یہ ایسا معاملہ ہے، جسے آپ پسند فرماتے ہیں، اس لیے کرنا چاہتے ہیں، یا ایسی کوئی چیز ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، لہٰذا اس پر عمل کیے بغیر چارہ نہیں، یا پھر ایسی چیز ہے کہ آپ ہمارے لیے کرنا چاہتے ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں، یہ ایسی ہی چیز ہے کہ میں تمھارے لیے کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں اسے صرف اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے دیکھا، تمام عرب ایک کمان سے تم پر تیروں کی

بارش کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ اور ہر سمت سے تمھارے ۔ ستوں کو دشوار بنا دیا ہے، اس بنا پر میں نے ارادہ کیا کہ ان کی طاقت کسی نہ کسی حد تک تمھارے لیے توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ! ہم اور یہ قوم (کفار) سبھی شرک و بت پرستی پر قائم تھے، نہ ہم خدا کی عبادت کرتے تھے، نہ اسے پہچانتے تھے۔ ضیافت اور خریداری کی بات اور ہے، مگر ویسے یہ لوگ مدینہ کی ایک کھجور کی طرف بھی للچائی ہوئی نظر نہیں ڈال سکتے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس کے ذریعے سے ہمیں سیدھے راستے پر لگا دیا ہے، آپ کی برکت سے اور اسلام کی برکت سے اعزاز کا مقام عنایت ہوا ہے۔ کیا ہم انھیں اپنے اموال دیں گے؟ خدا کی قسم! ہم لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہماری طرف سے انھیں تلوار کے سوا کوئی عطیہ نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَأَنْتَ وَذَاكَ (اچھا تو تم جانو اور تمھارا کام) سعدؓ بن معاذ نے وہ پرچہ لیا اور اس میں جو تحریر تھی اسے مٹا ڈالا۔ اور کہا: لِيَجْهَدُوا عَلَيْنَا۔ اب وہ (کفار) ہمارے خلاف قوت آزمائی کر لیں۔

چند مشرکین

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمان مقابلے پر جمے ہوئے تھے دشمنوں کی طرف سے محاصرہ جاری تھا، مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی۔ البتہ چند قریش سوار جن میں عمرو بن عبدوُدّ بن ابو قیس (اخو بنو عامر بن لوئیؓ)، ابن ہشام نے کہا: ایک روایت میں عمرو بن عبد بن ابو قیس ہے، عکرمہ بن ابوجہل مخزومی، ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی، ضرار بن الخطاب شاعر اور ابن مرداس (اخو بنو محارب بن فہر) قتال کے لیے آمادہ ہوئے، یہ لوگ اپنے گھوڑوں پر بیٹھ کر نکلے اور بنو کنانہ کے منازل سے گزرے تو ان سے کہا: بنو کنانہ! جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ آج کون مرد میدان ہے؟ پھر یہ اپنے تیز رو گھوڑوں پر آگے بڑھے اور خندق پر آ کر رُکے۔ جب انھوں نے خندق دیکھی تو بولے: خدا کی قسم! یہ تو وہ تدبیر و ترکیب ہے جو عرب نہیں کر سکتے تھے۔

ابن ہشام کا بیان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کھودنے کا مشورہ سلمانؓ فارسی نے دیا تھا۔

مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یوم خندق میں مہاجرین کہتے تھے، "سلمانؓ منا" (سلمانؓ

ہم میں سے ہیں، اور انصار کہتے تھے "سلمانُ مِنّا" (سلمانؓ کا شمار ہم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سلمانُ منّا اھل البیت" (سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں اور وہ ہمارے ایک فرد ہیں)

ضروری تصریحات

۱۔ مدینہ منورہ جس میدان میں آباد ہے وہ بہت وسیع ہے، اس کے شمال میں جبل احد اور جنوب میں جبل عیر ہے۔ مشرق اور مغرب میں حرّے ہیں، یعنی سنگستان جو دراصل آتش فشاں پہاڑوں کا بقایا ہیں، ایک کا نام حرّۂ واقم کا ہے، دوسرے کا حرّہ وبرہ۔

۲۔ اس میدان میں کئی وادیاں ہیں، مثلاً جنوب مشرق کی طرف سے دو وادیاں آتی ہیں، وادیٔ مذینیب اور وادی مہزور، یہ دونوں مل جاتی ہیں تو "بطحان" نام پاتی ہیں، جبل عیر سے وادیٔ "رانونا" نکل کر بطحان میں شامل ہوجاتی ہے۔ پھر "بطحان" شمال کا رخ کرلیتی ہے۔ جبل احد کے قریب وادی قنات مشرقی جانب سے آکر بطحان میں مل جاتی ہے۔ تھوڑی دور آگے جاکر جنوبی جانب سے وادی عقیق شامل ہوجاتی ہے۔ جو مدینہ منورہ کی نہایت مشہور آبادی ہے، ان تمام وادیوں کا پانی زغابہ میں جمع ہوتا ہے۔

۳۔ احد و عیر اور حرّوں کے علاوہ خاص مدینہ کے قریب جبل سلع بطور خاص قابل ذکر ہے، یہ ایک بڑی چٹان ہے جو چھ سو فٹ بلند ہوگی۔ یہ مدینہ منورہ کے باب شامی سے باہر ہے۔ اس سے ذرا شمال میں ایک اور ٹیلہ ہے جو سلع سے چھوٹا ہے، اس کا نام غالباً جبل ذباب تھا، یہ مقام خندق پر تھا۔

۴۔ اس میدان میں چھوٹی بڑی متعدد آبادیاں بھی تھیں اور جابجا لوگوں نے قلعہ نما مکان بھی بنا رکھے تھے۔ جنھیں آطام (واحد اطم) کہتے تھے، پہلے تمام آبادیاں یثرب کے نام سے مشہور تھیں، رسول اللہ صلعم ہجرت کر کے وہاں پہنچے تو آپ کی بستی مدینۃ الرسولؐ یا مدینۃ النبیؐ کے نام سے مشہور ہوئی، عام بول چال میں صرف مدینہ نام رہ گیا۔ پرانی آبادیوں میں سے قبا اور عوالی اب بھی موجود ہیں۔

۵۔ مدینہ کے تین طرف گھنے نخلستان تھے، جن میں سے ہوکر شہر پر حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مشکل تھا، صرف شمالی سمت کھلی ہوئی تھی، اس کی حفاظت کے لیے خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا۔

۶۔ یہ خندق شیخین سے شروع ہوکر جبل سلع کے مغربی گوشے تک آئی اور غالباً بعد میں اسے بڑھا کر وادیٔ بطحان اور وادی رانونا کے مقام اتصال تک پہنچا دیا گیا، اس کی کل لمبائی تخمیناً ساڑھے تین میل تھی۔ اس کی

چوڑائی اور گہرائی کی صحیح کیفیت معلوم نہیں، لیکن یقیناً یہ خاصی چوڑی اور گہری ہوگی، کیونکہ دشمن کے سوار گھوڑے کُدا کر اندر آنے میں ناکام رہے اور پیدل بھی اسے عبور نہ کر سکے۔

۷۔ خندق کی حفاظت کے لیے جا بجا چوکی پہروں کا انتظام ہوگیا۔ ایک اسلامی جیش اس مقام پر بھی ہوگا۔ جسے جبل ذباب کہتے ہیں۔ اس جگہ ایک مسجد بھی بن گئی تھی جو اب تک موجود ہے، سب سے بڑا مرکز جبل سلع تھا، یہاں بھی یادگار کے طور پر مسجدیں بنادی گئی تھیں۔

۸۔ مدینہ منورہ کی آبادی اسلامی سلطنت کی عظمت کے ساتھ خاصی بڑھ گئی ہوگی۔ ترکوں کے زمانے میں ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ تھی، پھر بہت گھٹ گئی، اب پھر شہر خاصا پھیل گیا ہے۔ اور آبادی بھی بڑھ گئی ہے۔

۹۔ ایک وقت میں شہر کی حفاظت کے لیے فصیل بھی بنادی گئی تھی۔ جس میں چار دروازے تھے، یعنی قبا کی جانب بابِ قبا، عوالی کی جانب بابِ عوالی (دونوں جنوب کی جانب)، جنت البقیع کی جانب باب جمعہ، مشرق میں یہیں سے نجد کی جانب راستہ جاتا تھا اور شمال کی جانب باب شامی، حجاز ریلوے کی تعمیر کے زمانے میں ترکوں نے ریلوے کے کارکنوں اور افسروں کے لیے عمارتیں بنائی تھیں اور سٹیشن بھی پاس ہی تھا، چنانچہ اس طرف پانچواں دروازہ بن گیا جو مغربی جانب ہے اسے باب العنبریہ کہتے ہیں۔

۱۰۔ شہر کے اندر اور آس پاس بہت سے متبرک آثار ہیں، سب سے بڑھ کر مقدس و متبرک روضۂ اطہر اور مسجد النبیؐ یا حرم مدینہ ہیں اس کے شمالی جانب تھوڑے فاصلے پر سقیفۂ بنو ساعدہ تھا۔ مسجد النبیؐ کے قریب ہی ابوایوب انصاریؓ، حضرت عمرؓ، حضرت صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کے مکان تھے۔ قبا، عوالی اور اطراف میں بھی متعدد آثار ہیں۔ مثلاً مسجدیں، کنوئیں، بئر رومہ وہ کنواں ہے۔ جسے حضرت عثمانؓ نے بھاری رقم دے کر خریدا تھا۔ اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔

۱۱۔ جس حد تک جنگ کا تعلق ہے یہ جان لینا چاہیے کہ جنگ احد کی طرح جنگ خندق میں بھی قریش کی لشکرگاہ وادی بطحان اور وادی عقیق کے مقام اتصال سے قریب تھی، وہ بارہا حملہ کے لیے آئے، مگر خندق عبور نہ کر سکے۔ اِکّا دُکّا مقابلوں میں سے بڑا واقعہ ابن عبدوُدّ کا ہے، جسے حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

۱۲۔ تقریباً ایک مہینے کے بعد دشمنوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ یہودیوں کو قریش پر بھروسا نہ رہا اور قریش یہودیوں سے بدظن ہو گئے۔ قبائل لوٹ گئے اور قریش کو بھی واپسی کے سوا چارہ نہ رہا۔

باب ۱۳

غزوۂ خندق

(۲)

عمرو بن عبدوُدّ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا: پھر انھوں نے خندق کی ایک تنگ جگہ کا ارادہ کیا، گھوڑوں کو ایڑ لگائی تو وہ پار تھے، اب خندق اور سلع پہاڑ کے درمیان شورہ زار میں ان کے گھوڑے چکر لگانے لگے۔ ادھر سے حضرت علیؓ مسلمانوں کی ایک جمعیت لے کر نکلے تاکہ اس جگہ پر قبضہ کرلیں جہاں سے ان سواروں نے اپنے گھوڑوں کو گزارا۔ سوار سامنے سے دوڑے چلے آرہے تھے، عمرو بن عبدود جنگ بدر میں لڑا تھا اور زخمی ہوگیا تھا، اس لیے جنگ احد میں غائب تھا۔ لیکن جنگ خندق کے موقع پر ایک امتیازی نشان لگا کر آیا تھا تاکہ اسے پہچانا جاسکے، جب وہ اور اس کے ساتھی رُکے تو اس نے پکار کر کہا، کون مقابلے پر آتا ہے؟ حضرت علیؓ مقابلے پر آئے اور اس سے کہا: عمرو! دیکھو تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی قریشی مجھے کسی بھی دو چیزوں کی دعوت دے گا تو میں قبول کرلوں گا" عمرو نے جواب دیا: بیشک۔

حضرت علیؓ نے اس سے کہا: پھر میں تجھے اللہ، اس کے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ وہ بولا، مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا: تو میں تجھے میدان مقابلہ میں اترنے کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا، برادر زادہ! یہ کیوں؟ خدا کی قسم! میں تو تمھیں قتل نہیں کرنا چاہتا، حضرت علیؓ نے جواب دیا: مگر خدا کی قسم! میں تو تجھے قتل کرنا پسند کروں گا۔

اب عمرو غضب ناک ہوا۔ اور گھوڑے سے اچھل کر نیچے اتر آیا۔ پہلے تلوار گھوڑے کے پاؤں پر ماری، جس سے کونچیں کٹ گئیں، پھر اس کے منہ پر ٹھوکر رسید کیا تاکہ پیچھے ہٹ جائے پھر حضرت علیؓ کی طرف بڑھا، دونوں میں لڑائی ہوئی، آخر حضرت علیؓ نے اس کا خاتمہ کردیا اور باقی سوار شکست کھا کر خندق سے گزرتے ہوئے بھاگ گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اسی سلسلے میں یہ شعر کہے:۔

نَصَرَ الْحِجَارَةَ مِنْ سَفَاهَةِ رَايِهِ ۔۔۔ وَ نَصَرْتُ رَبَّ مُحَمَّدٍ بِصَوَابِيْ

اس نے اپنی سفاہت رائے (ضعفِ رائے) سے پتھر کے بتوں کو مدد

پہنچائی، اور میں نے اپنی اصابت رائے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کو مدد پہنچائی (یعنی وہ معبودان باطل کے لیے لڑا اور میں رب حقیقی کی راہ میں لڑا)

فَصَدَدْتُ حِيْنَ تَرَكْتُهُ مُتَجَدِّلاً ۔۔۔ كَالْجِذْعِ بَيْنَ دَكَادِكٍ وَرَوَابِي

اس لیے اس کو ریتلی اور پتھریلی زمین کے درمیان کھجور کے تنے کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ کرکے (اور اس کا خاتمہ کرکے) میں اس کے مقصد میں (بتوں کی حمایت میں) زبردست روڑا بن گیا۔

وَعَفَفْتُ عَنْ اَثْوَابِهٖ وَلَوْ اَنَّنِيْ ۔۔۔ كُنْتُ الْمُقَطَّرَ بَزَّنِيْ اَثْوَابِيْ

(میرا مقصد اللہ کا کلمہ بلند کرنا اور بت پرستی کو ختم کرنا تھا، لوٹ مار کرنا نہ تھا اس لیے) میں نے اس کے کپڑوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا، حالانکہ اگر میرے جسم پر کپڑے ہوتے (اور میں یوں مارا جاتا) وہ کسی طرح نہ چھوڑتا اور جسم سے کپڑے اتارتا اور لوٹ کر لے جاتا۔

لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ خَاذِلَ دِيْنِهٖ ۔۔۔ وَنَبِيِّهٖ يَا مَعْشَرَ الْاَحْزَابِ

اے معشر احزاب! (کفار کے گروہ) یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور نبی کو یونہی بے یار و مددگار چھوڑ دے گا۔

ابن ہشام نے کہا: فن شعر کے اکثر اہل علم اس میں شک کرتے ہیں کہ یہ شعر حضرت علیؓ کے ہیں۔

حسانؓ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور عمرو بن عبد ود کے مارے جانے سے عکرمہ شکست کھا کر اور اپنا نیزہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس کے بارے میں حسانؓ بن ثابت نے یہ شعر کہے:

فَرَّ وَاَلْقٰى لَنَا رُمْحَهٗ ۔۔۔ لَعَلَّكَ عِكْرِمَ لَمْ تَفْعَلِ

ہمارے واسطے اپنا نیزہ ڈال کر وہ (عکرمہ) فرار ہوگیا، اے عکرمہ! شاید تو نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔

وَوَلَّيْتَ تَعْدُوْ كَعَدْوِ الظَّلِيْمِ ۔۔۔ مَا اِنْ تَجُوْرُ عَنِ الْمَعْدِلِ

وَلَمْ تَلْقَ ظَهْرَكَ مُسْتَاْنِسًا ۔۔۔ كَاَنَّ قَفَاكَ قَفَا فُرْعُلِ

اور تو پیٹھ دکھا کر اس طرح بھاگا، جیسے نر شتر مرغ بھاگتا ہے۔ جہاں

تجھے بھاگ کر پہنچنا تھا، اس کی سمت سے ذرا منہ نہ موڑتا تھا، (جتنا آگے بھاگتا جاتا)
اتنی ہی تیری وحشت دور ہوتی جاتی۔ تیری گدی اس وقت بجو کی گدی معلوم
ہوتی تھی۔

جنگ خندق میں صحابہ کرام اور بنو قریظہ کا شعار (نشان شناخت) "حم لا ینصرون"
تھا۔

سعدؓ بن معاذ کا حال

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے ابو لیلیٰ ابن سہل (ابن عبدالرحمٰن بن سہل انصاری، اخو بنو حارثہ) نے بیان کیا کہ جنگ خندق کے موقع پر ام المومنین حضرت عائشہؓ بنو حارثہ کے قلعے میں تھیں اور یہ قلعہ مدینہ کے تمام قلعوں سے محفوظ تر تھا، سعد بن معاذ کی ماں بھی ان کے ساتھ تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب پردے کا حکم نہیں ہوا تھا، حضرت سعد ادھر سے گزرے، ان کے جسم پر ایک ایسی زرہ تھی جو چھوٹی تھی، کہنی تک ان کا ہاتھ زرہ سے باہر نکلا ہوا تھا اور اس میں ایک حربہ تھا جسے لیے ہوئے تیز چلے جا رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:۔

لَبِّثْ قَلِيلًا يَشْهَدِ الْهَيْجَا جَمَلْ   لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ

ذرا توقف کر، جمل کو جنگ دیکھ لینے دے، موت کا وقت آجائے تو
کوئی مضائقہ نہیں۔

(یہ قدیم زمانے کا رجز ہے، جو حضرت سعدؓ بطور مثل پڑھ رہے تھے۔)

سعدؓ کی ماں نے ان سے کہا، سچ ہے، میرے بیٹے! واقعی تو نے دیر کر دی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے ان کی ماں سے کہا: سعدؓ کی ماں! میرا جی چاہتا ہے کہ کاش سعدؓ کی زرہ پوری ہوتی، اس نے جواب دیا، کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ تیر اسی جگہ پر لگ سکتا ہے؟ چنانچہ سعد بن معاذ کو تیر لگا اور ان کی رگ اکحل (جو کہنی کے مقابل حصے پر سامنے ہوتی ہے) کٹ گئی۔ جیسا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا۔ تیر مارنے والا حبان بن قیس بن العرقہ، بنو عامر بن لوئی کا ایک فرد تھا۔ تیر چلاتے وقت اس کی زبان سے نکلا تھا: خذها منی وانا ابن العرقة (میری طرف سے یہ تیر لو، میں ابن العرقہ ہوں) سعدؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو جہنم میں عرق آلود کرے۔ اے خدا! اگر قریش سے مزید جنگ ہونے والی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ، کیونکہ مجھے یہی پسند ہے کہ ان سے جہاد کروں، یہ وہ لوگ

ہیں جنھوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔ انھیں جھٹلایا، وطن سے نکالا، اگر ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ہو چکی ہے تو مجھے شہادت عطا کر اور اس وقت تک موت نہ دے جب تک میں بنو قریظہ کے انتقام سے انھیں ٹھنڈا نہ کر لوں۔

ابواسامہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے جسے میں متہم نہیں کرتا (یعنی راست باز سمجھتا ہوں)، عبداللہ بن کعب بن مالک کی روایت بیان کی؛ وہ فرماتے تھے، اس دن سعدؓ کو ابواسامہ جشمی، حلیف بنو مخزوم کے سوا کسی اور نے نہیں قتل کیا۔ اور عکرمہ ابن ابوجہل کو خطاب کر کے ابواسامہ نے اسی سلسلے میں یہ شعر کہے تھے:۔

أَعِكْرِمَ هَلَّا لُمْتَنِي إِذْ تَقُولُ لِي　　فِدَاكَ بِآطَامِ الْمَدِينَةِ خَالِدُ

اے عکرمہ! یہ کہہ کر تو نے کیوں مجھے ملامت کی کہ مدینہ کے قلعوں میں خالد تیرا فدیہ ہو۔

أَلَسْتُ الَّذِي أَلْزَمْتُ سَعْدًا مُرِشَّةً　　لَهَا بَيْنَ أَثْنَاءِ الْمَرَافِقِ عَانِدُ

کیا میں وہ شخص نہیں جس نے سعد کو ایک تیر مار کر دیں ڈھیر کر دیا جس سے کہنیوں کے درمیان کی ایسی رگ کاٹ دی، جو خوں ہی خون بہا رہی تھی؟

قَضَى نَحْبَهُ مِنْهَا سُعَيْدٌ فَأَعْوَلَتْ　　عَلَيْهِ مَعَ الشُّمْطِ الْعَذَارَى النَّوَاهِدُ

سعد کے بچے نے اس تیر کے زخم سے اپنی موت بلائی۔ پھر اس پر ادھیڑ عمر کی عورتوں کے ساتھ کنواری نوخیز لڑکیوں نے مل کر خوب زور شور سے اس کا ماتم کیا۔

وَأَنْتَ الَّذِي دَافَعْتَ عَنْهُ وَقَدْ دَعَا　　عُبَيْدَةُ جَمْعًا مِنْهُمُ إِذْ يُكَابِدُ

عَلَى حِينِ مَا هُمْ جَائِرٌ عَنْ طَرِيقِهِ　　وَآخَرُ مَرْعُوبٌ عَنِ الْقَصْدِ قَاصِدُ

اور پھر جب سعد کشمکش اور مشقت میں پڑا ہوا تھا اور عبیدہ نے ایک بھیڑ اکٹھی کر لی تھی۔ تو اس وقت تو بھی تو اس کی مدافعت میں لگا ہوا تھا اور تم لوگوں کا حال یہ تھا کہ کوئی تو راستہ بھول رہا تھا اور کوئی خوفزدہ ہو کر اپنے ہوش و حواس گم کر کے میانہ روی چھوڑ بیٹھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: ایک روایت یہ بھی ہے کہ سعد کو خفاجہ بن عاصم بن حبان نے تیر مارا تھا۔

صفیہؓ کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کی روایت نقل کی ہے، اس نے کہا، صفیہ حسان بن ثابت کے قلعے میں تھیں، انھوں نے بتایا کہ حسان بن ثابت بھی بچوں اور عورتوں میں ہمارے ساتھ قلعہ کے اندر تھے، پاس سے ایک یہودی گزر رہا تھا۔ وہ قلعے کے گرد چکر کاٹنے لگا، ہماری حالت یہ تھی کہ بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان توڑ کر آمادۂ جنگ تھے اور کوئی مرد اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھا جو مدافعت کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان دشمنوں کے محاذ پر تھے اور وہ اس حالت میں نہیں تھے کہ اگر ہم پر کوئی حملہ آور آ جاتا تو آ کر ہماری مدد کر سکتے، اس بنا پر میں نے کہا: حسانؓ! یہ یہودی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، قلعے کا چکر کاٹ رہا ہے۔ خدا کی قسم! مجھے اطمینان نہیں کہ یہ جا کر اور تمام یہودیوں کو بھی ہمارے چھپنے کی جگہ نہ بتا دے گا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ہماری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے، وہ سب کے سب محاذ جنگ میں گھرے ہوئے ہیں، اس لیے تم اتر کر جاؤ اور اسے قتل کر آؤ، حسان نے جواب دیا۔" یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكِ يَا بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتِ مَا أَنَا بِصَاحِبِ هٰذَا۔" (عبد المطلب کی بیٹی! اللہ تمھیں معاف کرے، خدا کی قسم! تم جانتی ہو، میں اس قابل نہیں، صفیہ کہتی ہیں، حسان نے مجھ سے جب یہ کہا اور میں نے دیکھا کہ ان کے پاس کچھ نہیں تو میں نے کمر کس کر لکڑی اٹھائی اور قلعے سے نیچے اتر گئی، پھر آگے بڑھ کر یہودی کو اس سے قتل کر دیا اور اس کام سے فارغ ہو کر قلعے میں واپس آ گئی، پھر حسان سے کہا: حسان! نیچے جا کر اس کا سامان تو نکال لاؤ، میں خود یہ سامان لے آتی، مگر اس کا مرد ہونا مانع آیا۔ حسان بن ثابت نے اب یہ کہا: عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اس کے سامان کی ضرورت نہیں۔

نُعیم کا کارنامہ

ابن اسحٰق نے کہا، دشمنوں کے تعاون و تظاہر متحدہ محاذ اور چاروں طرف سے یورش کے باعث مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا ہو جانے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ثابت قدم رہے اور ذرا نہ ڈگمگائے، پھر یہ ہوا کہ نعیم ابن مسعود (بن عامر بن اُنَیف بن ثعلبہ بن قُنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو اسلام قبول کر چکا ہوں، مگر میرے اسلام قبول کرنے کا حال میری قوم (غطفان) کو معلوم نہیں، اب آپ کا جو منشاء ہو، حکم فرمائیے، (تعمیل کے لیے حاضر ہوں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تمھیں ہمارے اندر ایسے آدمی ہو، جو اگر کرسکو، تو ہماری طرف سے ان مشرکوں میں تفرقہ ڈال آؤ، کیونکہ "الحرب خدعۃ" (جنگ مغالطے کا نام ہے)

نعیم بن مسعود دورِ جاہلیت میں بنو قریظہ کے ندیم تھے، یہ پہلے انھیں کے پاس پہنچے اور یوں مخاطب ہوئے: "بنو قریظہ! مجھے تم سے جو الفت و مودّت رہی ہے وہ تم جانتے ہو۔ اور ان روابط کو بھی جانتے ہو جو میرے اور تمھارے درمیان خاص طور پر رہے ہیں۔

بنو قریظہ نے کہا، تم نے سچ کہا ہے، ہمارے دل میں تمھارے متعلق کوئی شبہ نہیں، اس پر نعیم نے کہنا شروع کیا، دیکھو! قریش اور غطفان کی وہ صورتِ حال نہیں جو تمھاری ہے، یہ شہر تمھارا ہے۔ اس میں تمھارے اموال، اولاد اور عورتیں موجود ہیں، تم انھیں اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں نہیں لے جاسکتے اور جہاں تک قریش و غطفان کا تعلق ہے، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں (صحابہ رضوان اللہ علیہم) سے جنگ کرتے آئے ہیں اور تم نے محمد (صلعم) کے خلاف ہو کر ان سب کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ان کے شہر، ان کے اموال و اولاد اور ان کی عورتوں کی حالت دوسری ہے۔ پس اگر یہ لوگ (جیتنے کی حالت میں) لوٹ مار کریں گے تو اس کا اثر بھی تم پر پڑے گا اور اگر دوسری شکل پیش آئی، تو یہ اپنے اپنے شہروں کو چلے جائیں گے اور تمھیں اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں گے، اگر اس نے تمھیں تنہا پالیا تو تم ان سے بچنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے، اس لیے تم اس قوم (قریش اور غطفان) کے ساتھ مل کر قتال میں حصہ نہ لو۔ تاوقتیکہ تم ان سے ان کے بڑے بڑے قابلِ اعتماد اور ثقہ اشراف کو اپنے پاس رہن (گروی) نہ رکھ لو، اس شرط پر کہ تم ان کے ساتھ محمد (صلعم) سے اس وقت تک جنگ کرو گے، جب تک محمدؐ کا خاتمہ نہ کردو گے۔

بنو قریظہ نے کہا، تم نے اچھا مشورہ دیا ہے۔

اس کے بعد نُعیم قریش کے پاس آئے، اور ابو سفیان بن حرب اور دوسرے قریشیوں سے کہا: مجھے تم سے جو تعلقِ خاطر اور محمد (صلعم) سے جو انقطاع ہے وہ تم جانتے ہو۔ مجھے ایک چیز معلوم ہوئی ہے، بہی خواہی کا تقاضا یہ ہوا کہ اسے تم تک پہنچا دوں، یہ میں نے اپنا فرض سمجھا ہے لیکن تم اسے صیغۂ راز میں رکھنا، میرا نام کسی کو نہ بتانا، قریش نے کہا: ہم ایسا ہی کریں گے۔

نعیم نے مزید کہا: محمد (صلعم) کے ساتھ گروہ یہود کا جو برتاؤ رہا ہے، آج وہ اس پر بہت نادم ہیں، یہ بات خوب سمجھ لو، اس گروہ نے محمد (صلعم) کے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا

ہے۔ اس پر سخت نادم ہیں، کیا آپ اس بات سے خوش ہوں گے کہ قبیلہ قریش اور قبیلہ غطفان کے اشراف کو پکڑ کر ہم آپ کے حوالے کر دیں اور آپ ان کی گردنیں اڑا دیں۔ پھر ہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر ان قریش اور غطفان کا خاتمہ کر دیں۔ اور انھیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں؟ اب ذرا ان یہود کے پاس کسی کو بھیج کر دیکھو، میں نے جو کچھ بتایا ہے اگر یہ سچ ہے تو یاد رکھو، یہود بطور رہن کچھ آدمی طلب کرنے کے لیے اپنا پیغام بھیجیں گے، تم کوئی آدمی نہ دینا۔

یہاں سے نکل کر نعیم قبیلہ غطفان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا: اے گروہ غطفان! اس میں کیا شک ہے کہ تم میری اصل اور میرا خاندان ہو اور دنیا میں سب سے زیادہ تمھیں محبوب ہو، میں نہیں سمجھتا کہ تم مجھے قابل اتہام سمجھتے ہو گے۔

سب نے کہا: تم نے سچ کہا ہے، تمھارے متعلق ہمارے دل میں کوئی شبہ نہیں۔

نعیم نے کہا: جو کچھ میں کہوں، اسے صیغہ راز میں رکھنا، غطفانیوں نے کہا: ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ بات کیا ہے؟ بعد ازاں نعیم نے غطفانیوں سے وہی کہا جو قریشیوں سے کہا تھا اور انھیں بھی ڈرا دیا، جیسا قریشیوں کو ڈرایا تھا۔

مشرکین میں پھوٹ

شوال ۵ھ شنبہ کی رات تھی، اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر یہ صورت پیدا کر دی کہ ابوسفیان بن حرب اور رؤسائے غطفان نے قریش اور غطفان کے کچھ آدمیوں کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل کو بنو قریظہ کے پاس روانہ کیا، انھوں نے بنو قریظہ سے کہا: ہم اپنے وطن میں نہیں (جہاں ہر قسم کا انتظام ہو سکتا تھا) ہمارے گھوڑے اور اونٹ مر رہے ہیں، اس لیے اب صبح کو تم لوگ بھی قتال کے لیے تیار ہو جاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کر کے اس قصے سے فرصت حاصل ہو سکے۔

بنو قریظہ نے کہلا بھیجا: آج یوم سبت (سنیچر کا دن) ہے اور سبت کے دن ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے، ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس میں نئی بات پیدا کی تھی، ان کا جو انجام ہوا وہ آپ لوگوں پر مخفی نہیں، اس کے علاوہ تمھارے ساتھ مل کر ہم محمدؐ سے اس وقت تک قتال نہیں کر سکتے جب تک اپنے کچھ آدمی ہمارے پاس رہن (گروی) نہ رکھ دو، جو ہمارے قبضے میں رہیں اور قابل اعتماد بھی ہوں۔ اس شرط کے ساتھ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قتال کرنے کے لیے تیار ہیں، کیونکہ اس امکان کا ڈر ہے کہ جنگ تم کو چبا ڈالے اور قتال تمھارے لیے دشوار ہو جائے، پھر تم ہمیں چھوڑ کر (یہاں) دامن سنبھالتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ گے، یہ شخص

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شہر میں ہوگا اور ہم اس کے مقابلے کی تاب نہ لاسکیں گے۔"
جب قریش اور غطفان کے قاصد بنو قریظہ کا یہ جواب لے کر واپس ہوئے تو انھوں نے کہا: خدا کی قسم! نعیم بن مسعود نے ہمیں جو کچھ بتایا تھا، وہ بالکل درست ہے۔ اس لیے قریش اور غطفان نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا: خدا کی قسم! ہم تمھیں اپنا ایک آدمی بھی دینے کے لیے تیار نہیں اگر تم قتال کا ارادہ رکھتے ہو تو نکلو اور قتال کرو۔

پھر جب قریش اور غطفان کے قاصد اپنی قوم کا یہ پیغام لے کر پہنچے تو بنو قریظہ نے (آپس میں) کہا: نعیم بن مسعود نے تمھارے سامنے جو کچھ بیان کیا تھا، واقعی وہ بالکل درست ہے، ان لوگوں کا مقصد صرف قتال کرنا ہے، پھر اگر انھیں فتح نصیب ہوگئی تو لوٹ مار کریں گے اور اگر شکست ہوئی تو یہ دامن سنبھال کر اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے اور تمھیں تمھارے شہر میں اس شخص کے ساتھ تنہا چھوڑ جائیں گے۔ لہٰذا قریش اور غطفان کو یہ پیغام پہنچا دو: خدا کی قسم! ہم محمدؐ کے خلاف تمھارے ساتھ ہو کر قتال نہ کریں گے، تاوقتیکہ تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو۔

قریش و غطفان نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان تفرقہ اور انتشار پیدا کر دیا، ساتھ ہی موسم سرما کی سخت ترین سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ایسے تیز جھونکے چلائے، جن سے ان کی ہانڈیاں (اور برتن) الٹ گئے اور خیمے اکھڑ گئے۔

مشرکین کی حالت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرکین میں اختلاف رونما ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جمعیت توڑ کر رکھ دی ہے تو حضرت حذیفہ بن یمان کو بلایا اور انھیں بھیجا کہ دیکھ کر آؤ، رات کو یہ لوگ کیا کرتے رہے؟۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے، محمد بن کعب قُرظی کی یہ روایت نقل کی۔ اس نے بیان کیا کہ کوفہ کے ایک شخص نے حضرت حذیفہ بن یمان سے دریافت کیا: ابو عبد اللہ! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا، اور آپ کی صحبت کا شرف پایا؟ حضرت حذیفہ نے جواب دیا: ہاں! اے برادر زادہ! کوفی نے پھر پوچھا: فکیف کنتم تصنعون" تو آپ لوگ کیسا برتاؤ کرتے تھے، حضرت حذیفہ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم سب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لیے) کوشاں رہتے تھے۔ کوفی نے کہا: خدا کی قسم! اگر ہمیں آپ کا زمانہ ملتا تو ہم آپ کو زمین پر نہ چلنے دیتے اور اپنے کاندھوں پر اٹھا کر چلتے۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا: اے برادر زادہ! خدا کی قسم! میں نے جنگ خندق میں وہ منظر دیکھا ہے

کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور آپ رات کے ایک حصے میں نماز پڑھ رہے تھے، پھر آپ نے یک بیک مڑ کر ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: کون آدمی ہے جو اس کے لیے آمادہ ہو کہ وہ جائے اور دیکھ آئے کہ لوگوں نے کیا کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی شرط لگا رہے تھے کہ جو بھی جائے گا، واپس آئے گا، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کروں گا کہ ایسا شخص جنت میں میرا رفیق بنے۔

خوف، بھوک اور سردی کی شدت کے باعث کوئی نہ اٹھا، پھر آپ نے مجھے بلایا۔ پھر تو میرے لیے جانے کے سوا چارہ نہ تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا، حذیفہ! جاؤ اور لوگوں (کفار) میں گھس کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ اور دیکھو! جب تک ہمارے پاس نہ آجاؤ، کچھ نہ کرنا۔

حذیفہ فرماتے ہیں: میں گیا اور کفار کے مجمع میں داخل ہو گیا، وہاں ہوا کے جھونکے اور اللہ کی فوجیں اپنا کام کر رہی تھیں، یہ ہوائیں ان کی ہانڈیوں اور ان کی آگ اور ان کے خیموں کو بکھیر رہی تھیں، ابوسفیان کھڑا ہوا، اور پوچھا، قریشیو! کوئی دیکھے یہ کون بیٹھا ہے۔ ایک شخص نے کہا: حذیفہ ہیں، میرے پہلو میں جو شخص بیٹھا ہوا تھا، اس کا ہاتھ پکڑ کر میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: فلاں بن فلاں۔"

کوچ کی نادی

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہِ قریش! دیکھو، بخدا! تم قیام کی جگہ نہیں، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں، بنو قریظہ نے وعدہ خلافی کی ہے، اور ان کا جو پیغام ہمارے پاس پہنچا ہے، ہم اسے بہت ناپسند کرتے ہیں۔ اور تم دیکھ رہے ہو، ہم شدید ہوا سے دوچار ہیں۔ نہ ہماری ہانڈیاں قائم رہی ہیں، نہ ہماری آگ ٹھہرتی ہے، نہ ہمارے خیمے ہی برقرار ہیں، اس لیے سب کوچ کر چلو، میں بھی کوچ کر رہا ہوں۔

یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا، اونٹ رسّی سے بندھا ہوا تھا یہ اس پر جا کر بیٹھ گیا اور اسے مارنے لگا، اونٹ اسے لے کر تین مرتبہ اچھلا کودا۔ مگر خدا کی قسم! پھر بھی اس کی رسی نہ ٹوٹی اور وہ وہیں کا وہیں تھا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس بات کا عہد نہ لیتے کہ جب تک ہمارے پاس نہ لوٹ آؤ، کچھ نہ کرنا، تو میں چاہتا تو ابوسفیان کو اس حالت میں تیر مار کر قتل کر دیتا۔

حذیفہ رضؓ کی واپسی

حذیفہ رضؓ نے بیان کیا: پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا۔ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کی منقش یمنی

چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب مجھے دیکھا. پاؤں کے قریب مجھے بٹھالیا. اور مجھ پر یاد ر کا ایک کنارہ ڈال دیا. میں چادر ہی میں تھا، اور آپ رکوع وسجود کرتے رہے، سلام پھیرا تو میں نے تمام حالات بتائے. غطفان نے قریش کا حال سنا تو وہ بھی سمٹ کر اپنے مقامات کو واپس چلے گئے.

ابن اسحٰق نے کہا: اور صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر خندق سے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور سب نے ہتھیار اتار دیے.

باب ۱۳

غزوۂ قریظہ
(۵ھ)

بنی قریظہ سے جنگ کا حکم

جب ظہر کا وقت آیا، جیسا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا حضرت جبریل علیہ السلام ریشمی عمامہ باندھے، ایک خچر پر سوار ہو کر جس پر زین تھا، اور زین پر ریشمی کپڑا پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جی ہاں! جبریل علیہ السلام نے بتایا، مگر ملائکہ نے تو ابھی ہتھیار اتار کر نہیں رکھے اور نہ ابھی وہ واپس ہوئے ہیں، کیونکہ ابھی ان کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنو قریظہ کی طرف بڑھو، میں بھی ان کی طرف جا رہا ہوں۔ اور ان میں زلزلہ ڈال رہا ہوں۔

مسلمانوں کو دعوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی منادی کر دے۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ جن لوگوں میں سمع و طاعت کا جذبہ ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ کی بستی میں چل کر پڑھیں، از روئے روایت ابن ہشام، عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا گیا۔

مقدمۃ الجیش

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو جھنڈے کے ساتھ (بطور مقدمۃ الجیش) بنو قریظہ کی طرف بھیج دیا۔ علیؓ وہاں پہنچے تو جھنڈے کو دیکھ کر لوگ دوڑ پڑے، علیؓ چلتے چلتے قلعوں کے پاس پہنچے تو اندر سے رسول اللہ صلعم کی شان میں گستاخانہ کلمات سنے۔ چنانچہ آپ فوراً واپس ہو گئے۔ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ان خبیثوں کے قریب بھی نہ جائیں، رسولؐ اللہ نے دریافت فرمایا، کیوں؟ میرا خیال ہے کہ تم نے ان سے میرے لیے اذیت کی کوئی بات سنی ہے، علیؓ نے جواب اثبات میں دیا۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر مجھے دیکھتے تو کچھ نہ کہتے۔ جب رسول اللہ صلعم قلعوں سے قریب ہوئے تو آپ نے کہا، اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلیل و خوار نہیں کیا اور کیا تم پر اس نے اپنا عذاب نہیں اتارا؟ بنو قریظہ نے جواب دیا، اے ابو القاسم! آپ ناواقف نہیں۔

جبریل علیہ السلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جاتے جاتے مقام صَوْرَین[1] سے گذرے، آپ نے دریافت فرمایا، کیا یہاں سے کوئی گزر کر گیا ہے؟ جواب دیا گیا، یارسولؐ اللہ! دحیہ بن خلیفہ کلبی یہاں سے گزرے ہیں، وہ ایک سفید خچر پر بیٹھے تھے، اس پر زین تھا اور زین پر ایک ریشمی کپڑا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے، انھیں بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ان کے قلعوں میں زلزلہ ڈالیں اور ان کے قلوب میں دہشت پیدا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو ان کے ایک کنویں پر ڈیرے ڈالے جس کا نام بئرِ انا تھا، ابن ہشام اس کا نام بئرِ اُنّی بتاتے ہیں۔

مزید مسلمان

ابن اسحٰق نے کہا: اب اور مسلمان بھی جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ نماز عشاء کے بعد پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا تھا کہ کوئی شخص عصر کی نماز یہاں نہ پڑھے، بنو قریظہ کے پاس پہنچ کر پڑھے۔ انھوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی، تاخیر سے پہنچنے کی وجہ یہ تھی کہ جنگ ہی کی ضرورت سے کسی ناگزیر چیز نے انھیں مشغول کرلیا تھا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق نماز پڑھنے سے بھی پرہیز کیا۔ پھر جب یہ بنو قریظہ کے یہاں پہنچ گئے تو عشاء کی نماز کے بعد عصر کی نماز بھی ادا کرلی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس پر کوئی مذمت نہیں کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نکیر فرمائی۔

بنو قریظہ کا محاصرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ پچیس (۲۵) راتوں تک جاری رکھا، تاآنکہ محاصرہ نے بنو قریظہ کو تھکا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں دہشت ڈال دی تھی۔

قریش اور غطفان کی واپسی کے وقت حُیَیّ ابن اخطب وہ عہد پورا کرنے کے لیے جو اس کے اور کعب بن اسد کے درمیان ہوا تھا، بنو قریظہ کے ساتھ ان کے قلعے میں داخل ہوگیا تھا، جب ان سب کو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مقاتلہ نہیں کرلیں گے، واپس نہیں جائیں گے تو کعب بن اسد نے یوں خطاب کیا: گروہ یہود! جو معاملہ آپڑا ہے اسے تم دیکھ رہے ہو، اب میں تمھارے سامنے تین صورتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہود نے پوچھا: وہ تین صورتیں کیا ہیں؟ کعب

---

[1] مدینہ کے قریب ایک مقام

بن اسد نے بیان کرنا شروع کیا: (پہلی صورت یہ ہے کہ) ہم اس شخص کی اطاعت کرلیں اور اس کی تصدیق کردیں۔ خدا کی قسم! تم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ نبی مُرسل ہیں اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ یہ وہی نبی ہیں، جن کے بارے میں تم اپنی کتاب (تورات) میں پڑھتے ہو (اگر تم اتباع و تصدیق کرو گے) تو اپنی جان و مال اور اپنی اولاد اور عورتوں کی طرف سے مامون ہو جاؤ گے، یہودیوں نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ، ہم تورات کا حکم کبھی نہیں چھوڑ سکتے اور نہ اس کی جگہ کوئی دوسری چیز مان سکتے ہیں۔

کعب نے کہا، اچھا، اگر تم نے میری یہ بات نہیں مانی تو آؤ (پہلے) ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو قتل کردیں، پھر محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کی طرف اپنے تمام شمشیر زنوں کو نکال کرلے چلیں، ایک بھی آدمی پیچھے نہ چھوڑیں۔ اور ان سے مقاتلہ کریں تا آنکہ ہمارے اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے۔ پس اگر ہم ہلاک ہو گئے تو ہو گئے، اپنے بعد اپنی نسل ہی نہ چھوڑیں گے، جس کا ہمیں خوف و خیال رہے اور اگر ہم غالب آگئے تو اپنی جان کی قسم! عورتیں اور بچے تو اور مل جائیں گے۔ یہود نے اس پر کہا: ہم ان مفلوک الحال لوگوں سے قتل و خوں ریزی کریں گے! بچوں اور عورتوں کے بعد زندگی کا کیا لطف؟

کعب بن اسد نے پھر کہا: اگر تم نے یہ (دوسری صورت) ماننے سے بھی انکار کر دیا ہے تو تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ) یہ رات سنیچر کی ہے اور قوی امید ہے کہ (اگر ان سے کہا جائے تو) محمدؐ اور ان کے ساتھی اس رات میں ہمیں امن دے دیں۔ پھر قلعے سے اترو (اور رات میں اچانک حملہ کردو) ممکن ہے محمدؐ اور ان کی جمعیت کو اس طرح ہم فریب دیدیں (اور اپنا کام نکال لیں)

اس کا جواب یہودیوں نے یہ دیا، سنیچر کی حرمت زائل کر کے ہم اپنے پاؤں پر آپ ہی کلہاڑی ماریں گے اور اس میں ایک ایسی بدعت کریں گے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی، بجز ان لوگوں کے جن کا تمہیں علم ہے اس کا نتیجہ مسخ کی صورت میں رونما ہوا تھا جو تم سے پوشیدہ نہیں۔

کعب بن اسد نے کہا: تم میں سے کوئی بھی آدمی، جب سے پیدا ہوا، ایک رات ایسی نہیں گذار سکا، جس میں جو کچھ کرنا چاہے اس کا عزم کر چکا ہو۔

ابولبابہ کی توبہ

(پچیس دن کے محاصرے اور کعب بن اسد کے مکالمے کے بعد) بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا، آپ ابولبابہ بن عبدالمنذر، اخو بنو عمرو بن عوف کو (کیونکہ وہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) بھیج دیجیے، تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ کر سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ کو بھیج دیا، انھیں

دیکھ کر سب کے سب کھڑے ہو گئے، عورتیں اور بچے ان کے سامنے آکر رونے اور گریہ زاری کرنے لگے۔ ابو لبابہ پر بھی رقت طاری ہوگئی، بنو قریظہ نے کہا: ابو لبابہ! آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا محمد (صلعم) کے حکم کے مطابق ہم قلعے سے اتر جائیں؟ ابو لبابہ نے جواب اثبات میں دیا، ساتھ ہی ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتا دیا کہ قلعے سے اترنا بس ذبح ہو جانا ہے۔ آگے ابو لبابہ کہتے ہیں: خدا کی قسم! ابھی میرے قدم اپنی جگہ تھے کہ محسوس کر لیا، میں نے اللہ اور اس کے رسول کے معاملے میں خیانت کی ہے۔ چنانچہ وہ (ابو لبابہ) فوراً چل پڑے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ گئے، مسجد کے ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا اور کہا: میں اس جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹوں گا، جب تک میں نے جو کچھ کیا ہے، اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمالے اور خدا سے عہد کیا کہ اب میں کبھی بنو قریظہ کے پاس قدم نہ رکھوں گا اور اس شہر میں کبھی دکھائی نہ دوں گا، جس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی میں نے خیانت کی ہے۔

نزول آیات

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے سفیان بن عیینہ نے اسماعیل بن ابو خالد کے واسطے سے عبداللہ بن ابو قتادہ کی روایت بیان کی ہے۔ ابو لبابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْآ اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (۸: ۲۷)	اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت مت کرو اور نہ اپنی امانت میں خیانت کرو۔ اور تم جانتے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ کا خاصا انتظار کیا۔ جب آپ کو اطلاع ملی اور پوری کیفیت معلوم ہوئی تو فرمایا: ابو لبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لیے استغفار کرتا، اب وہ جو کچھ کر چکے ہیں، اس کے پیش نظر میں انھیں اس وقت تک رہا نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کر لے۔

ابن اسحٰق نے کہا: یزید بن عبداللہ بن قسیط نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں موجود تھے اور صبح سویرے کا وقت تھا۔ کہ ابو لبابہ کی توبہ کے سلسلے میں آیت نازل ہوئی، ام سلمہؓ کہتی ہیں، میں نے صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنس رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ

ہنسائے، فرمایا: ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ اس پر میں نے عرض کیا: کیا میں ابولبابہ کو اس کی خوشخبری نہ سناؤں؟" فرمایا: کیوں نہیں، اگر چاہو تو سنا دو"۔ حضرت ام سلمہؓ اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوئیں، اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا، اور پکار کر کہا: اے ابولبابہ! میں تمھیں خوشخبری سناتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمائی ہے"۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ سنتے ہی لوگ بے تابانہ ابولبابہ کی طرف دوڑ پڑے کہ انھیں رہا کر دیں، ابولبابہ نے کہا: نہیں، نہیں! میں رہا نہ ہوں گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی آکر دست مبارک سے مجھے رہا نہ فرمائیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے ان کے پاس سے گزرے تو انھیں کھول کر رہا کر دیا۔

بشارت قبول توبہ

ابن ہشام نے کہا: ابولبابہ کھجور کے ستون سے چھ رات بندھے رہے، ہر نماز کے وقت ان کی بیوی آتیں، نماز کے لیے کھول دیتیں اور نماز سے فارغ ہو کر وہ پھر ستون سے بندھ جاتے۔ یہ روایت مجھے بعض اہل علم نے بتائی ہے اور جو آیت ان کی توبہ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(۹ : ۱۰۱)

اور دوسرے وہ لوگ جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا، انھوں نے ایک نیک عمل کے ساتھ مذموم عمل کو مخلوط کر دیا تھا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ایک جماعت کا قبول اسلام

ابن اسحٰق نے کہا: پھر ثعلبہ بن سَعیہ، اُسید بن سَعیہ اور اسد بن عبید جو بنو ہدل کے افراد تھے، بنو قریظہ اور بنو نضیر سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا، ان کا نسب ان یہود کے نسب سے اونچا تھا۔ یہ ان کے ابنائے عم (چچا کی اولاد) ہیں۔ (بہرحال) ان لوگوں نے اس رات اسلام قبول کیا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنو قریظہ قلعے سے نیچے اتر کر آئے تھے۔

عمرو بن سُعدی قُرظی کا مُعاملہ

اسی شب میں عمرو بن سُعدی قرظی نکلے اور ان کا گزر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہریدار کے پاس سے ہوا، اس رات میں محمد بن مسلمہ کا پہرہ تھا، محمد بن مسلمہ نے عمرو کو دیکھ کر پوچھا، کون ہے؟ عمرو

بن سُعدی نے جواب دیا، "میں عمرو بن سُعدی ہوں"۔ یہ عمرو وہی ہیں، جنھوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ غداری اور عہد شکنی میں بنو قریظہ کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اور کہا تھا، "میں محمدؐ کے ساتھ کبھی غداری نہ کروں گا"۔ انھیں پہچان کر محمد بن مُسلمہ نے کہا، "اے اللہ! شریف آدمیوں کی غلطیاں معاف کر دینے سے مجھے محروم نہ رکھ"۔ پھر انھیں جانے دیا اور اسی شب میں عمرو بن سُعدی قرظی سیدھے چل کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازے پر آ کر رُکے۔ پھر چلے بھی گئے اور آج تک معلوم نہ ہوا کہ وہ زمین کے کس خطے میں جا کر غائب ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا یہ حال بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ وہ آدمی ہے، جسے عہد پورا کرنے کے صلے میں اللہ تعالےٰ نے نجات دے دی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب بنو قریظہ کو قید کرنے کے لیے رسیوں سے باندھا گیا تھا، تو انھیں بھی ایک بوسیدہ رسّی میں باندھا گیا تھا۔ پھر یہ بوسیدہ رسی ٹوٹ کر الگ ہو گئی اور کچھ نہیں معلوم پھر وہ کہاں چلے گئے۔ اور یہ اسی وقت کا واقعہ ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنو قریظہ قلعوں سے نیچے آ گئے تھے۔ اور انھیں گرفتار کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا: واللہ اعلم ای ذلک کان خدا ہی جانتا ہے کہ ان میں سے کیا بات ہوئی۔

سعد بن معاذ کی ثالثی

پھر جب صبح ہوئی، بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قلعے سے اتر کر نیچے آ گئے۔ اب اوس بے تحاشا دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ بنو قریظہ ہمارے حلیف ہیں، نہ کہ خزرج کے، اور کل ہی آپ نے ہمارے بھائیوں کے حلیف کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ کی نظر میں ہے، بنو قریظہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کا محاصرہ کیا تھا جو خزرج کے حلیف تھے، بنو قینقاع بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قلعے چھوڑ کر نیچے آ گئے تھے۔ پھر ان کے بارے میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش پر بنو قینقاع کو معاف کر کے چھوڑ دیا تھا۔ جب اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: اے گروہ اوس! کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمھارے گروہ ہی کا کوئی آدمی اس کا فیصلہ کر دے؟ انھوں نے کہا، کیوں نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تو سعد بن معاذ سے ملو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے سعد بن معاذ کو (جو زخمی ہو چکے تھے) قبیلہ اسلم کی ایک خاتون رُفیدہ کے خیمے میں داخل کر دیا تھا یہ خیمہ مسجدِ رسول کے قریب تھا۔ رفیدہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا دارو کرتی تھیں اور جو مسلمان ضائع و تلف ہوتے تھے ان کی خدمت حِسبۃً للہ کرتی تھیں۔ حضرت سعد کو خندق میں جب تیر لگا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت سے کہا تھا: "انھیں رفیدہ کے خیمے میں داخل کر دو، تاکہ میں قریب ہی سے ان کی عیادت کرتا رہوں۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنو قریظہ کے معاملے میں حَکَم بنایا تو ان کے آدمی ان کے پاس آئے۔ ایک سواری پر بٹھایا، چمڑے کا ایک تکیہ بھی بچھا دیا گیا۔ حضرت سعد جسیم اور جمیل آدمی تھے، یہ لوگ انھیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ راستے میں یہ حضرت سعد سے کہہ رہے تھے: "ابو عمرو! (حضرت سعد کی کنیت) اپنے حلیفوں کے معاملے میں اچھا فیصلہ کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسی لیے حَکَم بنایا ہے کہ ان کا اچھا فیصلہ کرو۔"

ان لوگوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت سعد نے فرمایا: "درحقیقت سعد کے لیے وقت آگیا ہے کہ وہ اللہ کے معاملے میں لومۃ لائم کی پروا نہ کرے۔" یہ سن کر ان کی قوم کے کچھ لوگ ان کے پاس سے واپس چلے گئے۔ اور بنو عبد الاشہل کے گھر پہنچے اور انھوں نے سعد کے پہنچنے سے بیشتر بنو قریظہ کی خبرِ مرگ سنادی۔ کیونکہ سعد نے جو کلمہ کہا تھا وہ انھیں معلوم ہو چکا تھا۔ پس جب سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پاس پہنچے، تو آپ نے فرمایا: "اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔" قریشی مہاجرین کہہ رہے تھے۔ کہ رسول اللہؐ کی مراد انصار ہیں اور انصار کہتے تھے کہ رسول اللہ کا یہ حکم عام ہے۔ تمام لوگ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے ابو عمرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آپ کے حلیفوں کے معاملے میں حکم بنایا ہے، آپ ان کے بارے میں فیصلہ کر دیں۔" سعد نے پہلے اپنی قوم سے کہا: "کیا تم اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہو کہ میں جو فیصلہ کر دوں گا۔ وہی فیصلہ قائم رہے گا؟" سب نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر سعد نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جدھر رسول اللہ صلعم تشریف فرما تھے، اس لیے سعد نے احتراماً اعراض کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس اثبات میں جواب دیا۔ اس پر سعد نے کہا: میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے (بنو قریظہ کے) مردوں کو قتل کیا جائے۔ ان کے اموال بانٹے جائیں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔

رسول اللہ صلعم کا اتّفاق ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بواسطۂ

عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ، علقمہ بن وقاص لیثی کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت سعد سے کہا تھا، تم نے بنو قریظہ کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر کیا ہے جو آسمانوں سے آیا ہے" (یعنی جو احکام تورات کے مطابق ہے)

ابن ہشامؒ کی روایت

ابن ہشام نے کہا: بعض قابل اعتماد اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ مسلمان بنو قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، علیؓ نے پکار کر کہا: اے ایمان والے گروہ! علیؓ اور زبیرؓ بن عوام آگے بڑھ رہے تھے، خدا کی قسم! میں وہی مزہ چکھنا چاہتا ہوں جو حضرت حمزہؓ نے چکھا تھا۔ یا پھر اس قلعے کو فتح کر کے رہوں گا۔" اب بنو قریظہ نے کہا: اے محمدؐ! ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔

بنو قریظہ کی قتل گاہ

ابن اسحٰق نے کہا: اب بنو قریظہ کو قلعے سے اترنے کا حکم دیا گیا، وہ اترے اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نجار کی ایک خاتون (کیسہ بنت حارث) کے گھر میں محبوس کر دیا۔ (یہ پہلے مسیلمہ کذاب کی بیوی تھی۔ پھر عبد اللہ بن عامر کی زوجیت میں آئی) پھر آپ مدینہ کے بازار کی طرف نکلے، وہ بازار کا دن تھا۔ وہاں خندقیں کھدوائیں، بنو قریظہ کو گروہ در گروہ کر کے یکے بعد دیگرے بلوایا اور ان کی گردنیں کٹوا کر خندقوں میں ڈلوا دیا۔ ان میں دشمن خدا حیئیؔ ابن اخطب اور کعب بن اسد سرداران قوم بھی تھے، ان کی تعداد چھ یا سات سو تھی، بعض لوگ بڑھا کر تعداد آٹھ سو اور نو سو تک پہنچاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہودیوں کو قتل گاہ کی طرف لے جا رہے تھے تو انھوں نے کعب سے پوچھا، تمھارا کیا خیال ہے، ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ کعب نے کہا: کیا تم لوگ ہر موقع پر نا سمجھی ہی کی بات کرتے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو بلا کر لے جاتا ہے وہ رکتا ہی نہیں اور جو تم میں سے لے جایا جاتا ہے وہ واپس ہی نہیں ہوتا؛ خدا کی قسم! قتل ہی قتل ہے۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے فراغت ہوگئی۔

حیئیؔ بن اخطب کا قتل

اور دشمن خدا حیئیؔ ابن اخطب کو بھی لایا گیا، وہ گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس تھا۔ اس نے اپنے کپڑے انگلیوں کے برابر ہر کونے سے پھاڑ دیے تھے۔ تاکہ وہ چھیننے کے قابل نہ رہیں، رسی کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! مجھے اس کا افسوس نہیں کہ میں نے کیوں تجھ سے عداوت کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جو شخص

خدا کو چھوڑ دیتا ہے، خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے۔"

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: لوگو! خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ مضائقہ نہیں، یہ ایک حکمِ الٰہی تھا۔ یہ مقدر تھا، ایک سزا تھی جو خدا نے بنی اسرائیل کے لیے لکھ رکھی تھی۔ پھر یہ بیٹھ گیا اور اس کی گردن کاٹ دی گئی۔

اس پر جَبَل بن جوّال ثعلبی نے یہ شعر کہے:۔

لَعَمْرُكَ مَا لَامَ ابْنُ أَخْطَبَ نَفْسَهُ ۔۔۔ وَلٰكِنَّهُ مَنْ يَخْذُلِ اللّٰهُ يُخْذَلِ

لَجَاهَدَ حَتّٰى أَبْلَغَ النَّفْسَ عُذْرَهَا ۔۔۔ وَقَلْقَلَ يَبْغِي الْعِزَّ كُلَّ مُقَلْقَلِ

تیری جان کی قسم! ابن اخطب نے اپنے آپ کو ملامت نہیں کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جو خدا کو چھوڑ دیتا ہے، وہ بھی چھوڑ دیا جاتا ہے، اس نے بڑی جدوجہد کی۔ یہاں تک کہ اپنے لیے کوئی عذر باقی نہ رکھا اور عزت و وقار کے حصول میں خوب ہاتھ پاؤں چلائے۔

صرف ایک عورت سے قصاص

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بواسطۂ عروہ بن زبیر ام المومنین حضرت عائشہؓ کی یہ روایت نقل کی کہ بنو قریظہ کی عورتوں میں صرف ایک عورت قتل کی گئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، "یہ عورت میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور کھلے دل سے ہنس رہی تھی۔ ادھر رسول اللہ صلعم اس کے آدمیوں کو بازار مدینہ میں قتل کرا رہے تھے، اتنے میں پکارنے والے نے اس کا نام پکارا: "اے فلانی!" اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! میں موجود ہوں۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "میں نے اس سے کہا، تیرا برا ہو، تجھے کیا ہو گیا۔ جواب دیا: "میں قتل کی جاؤں گی۔" میں نے پوچھا: "کیوں؟" بولی: ایک معاملے کی بنا پر جو میں نے کیا تھا۔ پس اسے لے جایا گیا اور اس کی گردن تلوار سے اڑا دی گئی۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں۔ خدا کی قسم! اس میں جو تعجب انگیز چیز تھی، میں اسے کبھی نہ بھولوں گی۔ اگرچہ اسے معلوم تھا کہ قتل کی جانے والی ہوں تاہم اتنی بشاشت تھی کہ خوب ہنس رہی تھی۔

ابن ہشام نے کہا، اور یہ وہی عورت ہے، جس نے خلّاد ابن سُوید پر چکی پھینک کر اسے قتل کر دیا تھا۔

زُبیر ابن باطا قُرظی کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا۔

ثابت ابن قیس بن شماس، زُبیر بن باطا قرظی[1] کے پاس پہنچے۔ زبیر کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی اور اس نے زمانہ جاہلیت میں ثابت بن قیس پر کچھ احسان کیا تھا۔ زبیر کی بعض اولاد نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ثابت پر جو احسان کیا تھا وہ یوم بُعاث (جنگ بعاث) کے موقع پر کیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ زبیر نے ثابت کو پکڑ لیا تھا، مگر صرف پیشانی کے بال کاٹ کر رہا کر دیا تھا بہرحال ثابت زبیر کے پاس آئے۔ اور وہ بالکل بوڑھا تھا۔ ثابت نے اس سے کہا: ابوعبدالرحمٰن: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ بولا "کیا مجھ جیسا آدمی تم جیسے آدمی کو نہیں پہچانے گا"۔ ثابت نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمھارا جو احسان مجھ پر ہے اس کا بدلہ چکا دوں۔ زبیر نے کہا: شریف آدمی ہی شریف آدمی کا بدلہ چکاتا ہے"۔ اس کے بعد ثابت بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "یارسولؐ اللہ! زبیر کا مجھ پر ایک احسان ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے اس کا بدلہ دے دوں۔ اس لیے آپ میری خاطر اس کا خون بخش دیجیے"! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فھو لک، یہ خون تمھارا ہے"۔ ثابت بن قیس، زبیر کے پاس پہنچے اور اس سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خاطر تیرا خون بخش دیا، پس یہ خون تمھاری ملکیت ہے۔ زبیر بولا "میں بوڑھا آدمی ہوں، نہ میری بیوی ہے، نہ بچے، میں زندگی لے کر کیا کروں گا؟"۔ ثابت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زبیر کی بیوی اور اس کے بچے ہبہ فرما دیجیے"۔ رسولؐ اللہ نے ہبہ فرما دیے۔ ثابت، زبیر کے پاس پھر (تیسری بار) آئے اور کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھاری بیوی اور تمھارے بچے مجھے ہبہ فرما دیے ہیں، پس یہ تمھارے لیے ہیں"۔ زبیر نے کہا: اہل وعیال حجاز میں ہیں مگر مال ومتاع تو نہیں، کیا ایسی صورت میں وہ زندہ رہ سکتے ہیں؟" ثابت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! اس کا مال ومتاع بھی عنایت فرما دیجیے"۔ آپ نے مال ومتاع بھی دے دیا۔ ثابت نے (چوتھی بار) زبیر کے پاس پہنچ کر اس سے کہا: یہ لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارا مال ومتاع بھی دے دیا۔ اس کے بعد وہ بولا۔ اے ثابت! یہ تو بتاؤ کہ وہ شخص جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح تھا، محلے کی کنواری اور خوب صورت لڑکیاں اس میں اپنے چہرے دیکھنے کے لیے ہجوم کیا کرتی

---

[1] یہ زبیر اس زبیر بن عبدالرحمٰن کا دادا تھا، جس کا ذکر موطا کی کتاب النکاح میں آیا ہے، اس نام کے تلفظ میں اختلاف ہے بعض زُبیر کہتے ہیں اور بعض زَبیر۔

تھیں، یعنی کعب ابن اسد، اس کا انجام کیا ہوا؟ ثابت نے جواب دیا: وہ مارا گیا۔

پھر زبیر نے دریافت کیا: اچھا، سید الحاضر والبادی (شہر و دیہات کے سردار) حیی بن اخطب کا کیا ہوا؟ ثابت نے پھر جواب دیا۔ وہ مارا گیا۔

پھر پوچھا: اچھا، یہ بتاؤ کہ اس شخص کا کیا ہوا جو ہمارے حملہ کرنے کے وقت پیش پیش رہتا تھا اور ہمارے فرار کے وقت وہ ہمارا محافظ ہوتا تھا، یعنی عزّال ابن سموئل" جواب ملا، وہ بھی مارا گیا۔

یہ بھی بتاؤ، ہماری دونوں مجلسوں یعنی بنو کعب بن قریظہ اور بنو عمرو بن قریظہ کا کیا حشر ہوا؟ جواب ملا، مارے گئے۔"

پھر زبیر نے کہا: تو پھر ثابت! میں اپنے احسان کے بدلے میں تجھ سے جو درخواست کرتا ہوں، یہ ہے کہ مجھے اپنی قوم کے ساتھ ملحق کر دو۔ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بہتری نہیں میں اتنی دیر بھی صبر نہیں کر سکتا جتنی دیر میں بھرے ہوئے ڈول کا پانی پیالہ میں ڈالا جاتا ہے اور اپنے دوستوں سے جا ملنے کا آرزومند ہوں۔

(یہ فیصلہ سن کر) ثابت نے اسے آگے کیا اور اس کی گردن اڑا دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جب اس کا یہ فقرہ کہ" میں اپنے دوستوں سے جا ملنے کا آرزومند ہوں" سنا تو فرمایا: خدا کی قسم! وہ جہنم میں جاکر اپنے دوستوں سے ملے گا۔ جہاں ہمیشہ کے لیے رہے گا۔"

عطیہؓ اور رفاعہ کا معاملہ

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ میں جنھیں بھی بالغ پایا، ان کے قتل کا حکم دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے شعبہ بن حجّاج نے بواسطہ عبدالملک بن عمیر، عطیہ قرظی کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، بنو قریظہ میں جو بھی بالغ ہو اسے قتل کر دیا جائے میں لڑکا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ نابالغ ہوں تو مجھے چھوڑ دیا۔

ابن اسحٰق نے اور بیان کیا اور مجھ سے ایوب بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابو صعصعۃ اخو بنو عدی بن نجار نے بتایا کہ منذر کی ماں اور سلیط بن قیس کی بہن سلمیٰ بنت قیس نے (یہ رشتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں اور آپ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ چکی تھیں اور بیعۃ النساء (عورتوں کی بیعت) میں بھی شامل تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاعہ

بن سموئل کے متعلق درخواست کی اور وہ بالغ تھا اور سلمی بنت قیس کی پناہ لی تھی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے واقف تھے۔ سلمی بنت قیس نے کہا: اے اللہ کے نبیؐ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، رفاعہ کو مجھے عنایت فرما دیجیے۔ رسول اللہ نے سمجھا کہ رفاعہ نماز پڑھے گا۔ اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے رفاعہ کو سلمی کے حوالہ کر دیا اور اس طرح انھوں نے اس کی زندگی بچالی۔

بنو قریظہ کے اموال کی تقسیم

ابن اسحٰق نے کہا: اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے اموال اور ان کی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس موقع پر سواروں اور پیادہ لوگوں کے حصے مقرر فرمائے اور خمس نکالا، پس سوار کے تین حصے مقرر ہوئے، دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ گھوڑے والے کا۔ اور پیادے کا صرف ایک حصہ مقرر رہا۔ واقعہ بنو قریظہ میں ترسیٹھ گھوڑوں کے سوار تھے اور یہ پہلا مال غنیمت تھا، جس میں حصوں کا تعین ہوا اور خمس نکالا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی مثال کے مطابق اموال غنیمت کی تقسیم کا اصول قائم ہو گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے کچھ قیدی دے کر سعد ابن زید انصاری اخو بنو عبد الاشہل کو نجد بھیجا اور انھوں نے وہاں انھیں فروخت کر کے اپنے لیے گھوڑے اور اسلحہ خرید لیے۔

ریحانہ کا واقعہ

بنو قریظہ کی عورتوں میں ریحانہ بنت عمرو ابن خُنافہ، بنو عمرو ابن قریظہ کی ایک خاتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے انتخاب کر لیا تھا پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کی ملکیت ہی میں رہیں، آپ نے پیشکش کی تھی کہ وہ آپ کی زوجیت قبول کر کے اپنے آپ پر پردہ عائد کر لیں۔ اس پر ریحانہ نے کہا تھا: رسول اللہؐ! آپ مجھے اپنی ملکیت ہی میں رہنے دیجیے، اس میں مجھے بھی سہولت رہے گی اور آپ کو بھی۔ چنانچہ آپ نے انھیں اسی حالت پر چھوڑ دیا، ریحانہ نے اپنے گرفتار ہونے کے بعد اسلام سے انحراف و احتراز کیا اور یہودیت ہی پر قائم رہنے کا خیال ظاہر کیا، اس پر آپ ان سے کنارہ کش ہو گئے اور دل میں خیال رہا۔ پھر ایک موقع پر صحابہؓ کے ساتھ آپ تشریف فرما تھے کہ اپنے پیچھے کسی آنے والے کے جوتوں کی آہٹ محسوس کی۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے، ثعلبہ ابن سعیہ ہیں جو میرے لیے ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لا رہے ہیں، آخر انھوں نے آکر بتایا، یا رسول اللہؐ! ریحانہ

نے اسلام قبول کرلیا ہے" ریحانہ کے اس عمل سے آپ مسرور ہوگئے۔[1]

آیات قرآنی کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا، اللہ تعالیٰ نے واقعہ خندق اور واقعہ بنو قریظہ کے بارے میں سورۂ احزاب کی وہ آیات نازل فرمائیں، جن کا تعلق ان واقعات سے ہے۔ جو مصائب و شدائد پیش آئے تھے اور منافقین کے نفاق آمیز اقوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے کشادگی پیدا کرکے جو تکفل اور احسان فرمایا تھا، ان سب کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○

(۳۳ : ۹)

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان اختیار کیا ہے اپنے آپ پر اللہ کا اس وقت کا احسان (جو ایک نعمت تھا) یاد کرو جب تم پر (قریش، غطفان اور بنو قریظہ کے) لشکر ٹوٹ پڑے تھے پھر ہم نے ان (کفار محاربین) پر ہوا کا طوفان اور وہ خدائی افواج (یعنی ملائکہ) کو بھیج دیا تھا، جنھیں تم (اپنی مادی آنکھوں سے) نہیں دیکھ سکتے تھے اور جو عمل بھی تم (سب انسان) کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ○ (۳۳ : ۱۰)

جب وہ (بنو قریظہ) اوپر کی طرف سے اور (قریش و غطفان) نیچے کی طرف سے تم پر آ چڑھے تھے اور جب تمھاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور تمھارے دل تمھارے حلق کو آگئے تھے اور اللہ کے متعلق تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔

آگے اور فرماتا ہے:۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ○ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

اس موقع پر ایمان اختیار کرنے والوں کو آزمایا گیا، اور (اس سلسلے میں) انھیں پوری طرح ہلا کر رکھ دیا گیا اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے محض فریب دینے کے لیے

---

[1] اس واقعے کے متعلق دو رائیں ہیں، بعض اصحاب اصل واقعے ہی کو غلط قرار دیتے ہیں، جو لوگ اسے درست سمجھتے ہیں ان کا فیصلہ بالاتفاق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ سے نکاح کیا تھا اور وہ آپ کی حیات میں وفات پاگئیں۔

وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ
لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ
فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ
بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ
اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ
دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا
بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا
عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ
الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
مَسْـُٔوْلًا ۝ (۳۳: ۱۱ تا ۱۵)

ہم سے الگ کیا، وعدہ کر رکھا تھا (جیسا کہ معتب بن قشیر نے
طعن آمیز انداز میں کہا تھا) اور جب ان میں سے بعض لوگوں نے
کہا: اے مدینہ کے لوگو! تمھارے لیے ٹھہرنے کا موقع نہیں، سو
لوٹ چلو اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے اجازت حاصل کر رہے
تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر خالی اور غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ خالی اور
غیر محفوظ نہیں ان کا ارادہ بجز بھاگنے کے اور کچھ نہ تھا (اوس بن
قیظی اور اس کی قوم میں سے اس کے جو لوگ ہم رائے تھے یہ قول
انھیں لوگوں کا تھا اسی طرف اشارہ ہے) اور اگر مدینہ میں اس کے
اطراف سے ان پر کوئی آ گھسے پھر ان سے فساد (ارتداد) اختیار کرنے کی
درخواست کی جائے تو یہ اسے منظور کر لیں اور ان گھروں میں بہت ہی کم
ٹھہریں، حالانکہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ
پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی۔

تشریح:۔ یہ لوگ بنو حارثہ ہیں جنھوں نے جنگ احد کے موقع پر ضعف جبن کا اظہار کیا تھا اور ان کے ساتھ بنو سلمہ نے بھی یہ بزدلی اور کمزوری دکھائی تھی۔ پھر اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ اس بزدلی اور کمزوری کا اعادہ کبھی نہ کریں گے۔ آخر الذکر آیات میں انھیں لوگوں کا ذکر ہے کہ انھوں نے خود ہی اپنی جانب سے یہ عہد کیا تھا۔ پھر جنگ خندق کے موقع پر ایسی باتیں کرنے لگے۔

آگے اور ارشاد ہے۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ
فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا
لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا
الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ
رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ قَدْ
يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ

آپ کہہ دیں کہ تم موت یا قتل سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تمھیں
کسی طرح فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اس حالت میں بجز تھوڑے
دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہو سکتے، یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ
کون ہے جو تمھیں خدا سے بچا سکے اگر وہ تم سے برائی کرنا
چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے
اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے، یہ خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی
پائیں گے اور نہ کوئی مددگار، اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں
کو جانتا ہے جو مانع آتے ہیں اور جو اپنے نسبی یا وطنی بھائیوں

الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ج وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ صلے فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ج فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ط أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ط وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ج وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ط وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۳۳: ۱۵ تا ۲۰)

سے یوں کہتے ہیں کہ ادھر ہمارے پاس آجاؤ، اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں (مکاری سے عذر کر دیتے ہیں) اپنے دلوں میں بغض و عناد لیے ہوئے اور تمھارے حق میں بخیل لیے ہوئے پھر جب خوف پیش آتا ہے تو انھیں دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تمھیں تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں۔ مال پر حرص لیے ہوئے یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ نے بیکار کر رکھے ہیں اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے (یہ ناپسندیدہ اقوال اس لیے منہ سے نکالتے ہیں کہ دراصل انھیں آخرت پر یقین نہیں اور اس لیے انھیں اپنے احتساب کا بھی خیال نہیں، یہ لوگ موت سے خائف ہیں کیونکہ ایسے لوگ جو آخرت کو نہیں مانتے ان پر اسی قسم کا خوف طاری رہتا ہے۔

ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک قریش اور غطفان کے) لشکر گئے نہیں اور اگر بالفرض یہ (گئے ہوئے) لشکر (جو لوٹ کر) آجائیں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لیے) یہی پسند کریں گے کہ کاش ہم دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ تمھاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تمھیں میں رہیں تو بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں۔

پھر اللہ تعالیٰ مومنوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (۳۳: ۲۱)

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد رکھتا ہے رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ ہے (اس لیے انھیں نہیں چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا جہاں وہ ہیں اس جگہ سے اعراض کریں)۔

اس کے بعد مومنین کی صداقت کا اور ان کی اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے جو امتحان و ابتلا ہونے والا تھا اور جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا، اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ز وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ہ (۳۳ : ۲۲)

اور جب ایمان لانے والوں نے ان (کفار) کی جماعتوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہمیں اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ اور رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور تسلیم میں اور ترقی ہوگئی۔

تشریح:۔ تسلیم سے مراد ابتلاء و آزمایش میں استقلال و تحمل، رضاء بقضاء اور حق کی تصدیق ہے، جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کا وعدہ کیا تھا اور اس کی خبر دی تھی۔ اس کے آگے ارشاد ہے:۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ۔ (۳۳ : ۲۳)

ان مومنین میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے، پھر بعض لوگ تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے رب سے جا ملے مثلاً وہ مومنین جو جنگ بدر اور جنگ احد میں جام شہادت نوش فرما چکے ہیں)

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ﺻﻠﮯ (۳۳ : ۲۳) اور بعض وہ لوگ ہیں جو انتظار میں ہیں (یعنی اس نصرت الٰہی کے منتظر ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور اس شہادت کے حصول کے منتظر ہیں جو اس سے پہلے بعض صحابہ کو حاصل ہو چکی ہے)، وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ہ (۳۳ : ۲۳) اور انھوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا (یعنی انھوں نے اپنے دین میں ذرا بھی شک و تردد نہیں کیا)

لِیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ط وَكَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ہ وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے، یا چاہے انھیں توبہ کی توفیق دے بے شک اللہ غفور رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے کفر پر جمے رہنے والوں (قریش اور غطفان) کا منہ پھیر دیا کہ وہ غصے میں بھرے ہوئے واپس چلے گئے اور ان کی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے خود ہی کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے اور جن اہل کتاب نے

الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا
تَقْتُلُوْنَ وَتَأْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَ
اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (۳۳: ۲۶ تا ۲۷)

(بنو قریظہ نے) ان کی مدد کی تھی انھیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب بٹھا دیا بعض کو تم قتل کر رہے تھے اور بعض کو قید کر رہے تھے (یعنی مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قید کر رہے تھے) اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تمھیں وارث بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا۔ (یعنی خیبر) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

باب ۳۲

غزوۂ خندق کے متعلق اشعار

۱

سعد بن معاذ کی وفات

ابن اسحاق نے کہا، بنو قریظہ کا معاملہ ختم ہی ہوا تھا کہ سعد بن معاذ رضؓ کا زخم پھوٹ پڑا، پھر وُہ جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے معاذ بن رفاعہ زُرَقی نے بیان کیا، میں اپنی قوم کے آدمیوں میں سے جنھیں چاہتا تھا انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رات کے وسط میں جب حضرت سعدؓ بن معاذ کی رُوح پرواز کر گئی تو عین اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام استبرق (ریشمی کپڑا) کا عمامہ سر پہ باندھے حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ سے پوچھنے لگے "محمدؐ! یہ کس کی میت ہے، جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور عرش ہل گیا؟ راوی کا کہنا ہے کہ یہ سنتے ہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے گھسیٹتے ہوئے تیزی سے سعد کی طرف دوڑ پڑے، وہاں دیکھا کہ وہ جاں بحق ہو چکے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، اور مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے عمرہ بنت عبدالرحمٰنؓ کی یہ روایت بیان کی کہ حضرت عائشہؓ مکہ سے واپس آرہی تھیں، ان کے ساتھ اُسید بن حضیر بھی تھے انھیں اپنی کسی بیوی کی موت کی اطلاع ملی تو انھوں نے اس پر غم کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا کہ ابو یحییٰ! (اُسید کی کنیت) اللہ تعالیٰ تمھیں معاف کرے، تم ایک عورت پر غمگین ہو رہے ہو، جب تمھارے عم زادہ کا انتقال ہو گیا اور اس لیے عرش بھی ہل گیا۔

ابن اسحاق نے کہا، جنھیں میں متہم نہیں کرتا، انھوں نے مجھ سے حسن بصری کی روایت بیان کی: "سعدؓ بن معاذ لحیم وشحیم آدمی تھے، لیکن لوگوں نے جب ان کا جنازہ اُٹھایا تو ہلکا معلوم ہوا، اس پر بعض منافقین نے کہا " خدا کی قسم وہ تھے تو لحیم وشحیم، مگر ان سے زیادہ ہلکا جنازہ ہم نے کبھی نہیں اُٹھایا، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی، آپ نے فرمایا "ان لہ حملۃ غیر کم" یعنی اُنھیں اُٹھانے والے تمھارے علاوہ اور کچھ ہستیاں بھی تھیں، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے سعد کی روح سے ملائکہ نے بشارت حاصل کی اور عرش محظوظ ہوا

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے معاذ بن رفاعہ نے بواسطہ محمود بن عبدالرحمٰن (ابن عمرو بن جموح) جو جابر بن عبداللہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ جب سعدؓ کو دفن کیا گیا اور ہم سب رسول اللہ کے ساتھ وہیں موجود تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا، آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سبحان اللہ کہا، بعدازاں "اللہ اکبر کہا، لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا، لوگوں نے دریافت کیا، یارسول اللہ! آپ نے سبحان اللہ کس وجہ سے کہا؟ فرمایا: فرمایا، اس عبد صالح (نیک بندہ) پر قبر تنگ ہوگئی تھی پھر اللہ تعالےٰ نے اسے کشادہ کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا: اس حدیث کا مصداق حضرت عائشہؓ کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر بھینچتی ہے، اگر اس سے کوئی نجات پاتا تو سعد ہوتے۔

ابن اسحٰق نے کہا، ایک انصاری نے سعدؓ کے لیے یہ شعر کہا:

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ   سَمِعْنَا بِهٖ اِلَّا لِسَعْدٍ اَبِیْ عَمْرٍو

ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی مرنے والے کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا ہو، مگر ابو عمرو سعدؓ بن معاذ کے لیے ہل گیا۔

جب سعدؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ان کی والدہ روتی ہوئی یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔ بقول ابن ہشام سعدؓ کی ماں کا نام و نسب یہ ہے، کُبَیشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن الجبر (یعنی خُدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج)۔

وَیْلُ اُمِّ سَعْدٍ سَعْدًا   صَرَامَۃً وَحَدًّا
وَسُوْدَدًا وَمَجْدًا   وَفَارِسًا مُعَدًّا
سُدَّ بِهٖ مَسَدًّا   یَقُدُّ هَامًا قَدًّا

سعدؓ کی ماں کو سعد کی ہلاکت کا افسوس ہے، جو ایک قوت نافذہ اور تلوار کی دھار تھا، جو مجسم سیادت وقیادت اور مجد وشرف تھا، جو ہر وقت تیار سوار تھا۔ جس کے ذریعے سے دشمن کا راستہ بند تھا اور جو دشمنوں کے سر کاٹ کر رکھ دینے والا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ہر نوحہ کرنے والی عورت جھوٹ بولتی ہے، ماں سعدؓ بن معاذ کی نوحہ کرنے والی مستثنیٰ ہے اس نے جو کچھ کہا، درست کہا"۔

شہداء یوم خندق

ابن اسحٰق نے کہا: جنگ خندق کے موقع پر زیادہ نہیں، صرف چھ افراد

شہید ہوئے۔

بنو عبد الاشہل کے تین آدمی: سعدؓ بن معاذ، انسؓ بن اوس (بن عتیک بن عمرو) اور عبد اللہ بن سہل

بنو جشم ابن خزرج سے پھر بنو سلمہ کے دو آدمی، طفیل ابن نعمان اور ثعلبہ ابن غنمہ۔

بنو نجار کی شاخ، بنو دینار کا ایک آدمی: کعب بن زید۔ انھیں ایک نامعلوم تیر آکر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔

مشرکین کے مقتول

مشرکوں کے صرف تین آدمی مارے گئے۔ ان میں ایک آدمی بنو عبد الدار بن قصی کا مارا گیا اور منبہ بن عثمان (ابن عبید بن سباق بن عبد الدار) ہے، اسے تیر لگا اور مکہ میں جا کر مرا۔

ابن ہشام نے کہا: وہ عثمان بن امیہ ابن منبہ بن عبید بن سباق ہے۔

مشرکین کی درخواست

ابن اسحٰق نے کہا، بنو مخزوم بن یقظہ کا ایک آدمی نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ بھی مارا گیا تھا۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ اس کی نعش فروخت کر دیں۔ اس نے خندق کھودنے کی کوشش کی، مگر وہ اس میں گر گیا اور جان دے بیٹھا۔ مسلمان اس کی نعش پر قابض ہو گئے۔ مشرکین کی درخواست کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہ ہمیں اس کے جسم کی ضرورت ہے، نہ قیمت کی" اور مشرکوں کو اس کی نعش لے جانے دی۔

ابن ہشام نے کہا: زہری کی یہ روایت مجھے پہنچی ہے کہ مشرکین نوفل کے جسم کی قیمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار درہم دینا چاہتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا بنو عامر بن لؤی، پھر بنو مالک بن حسل کا ایک آدمی، عمرو بن عبد ود مارا گیا، اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ثقہ آدمی نے زہری کی یہ روایت نقل کی اور ثقہ آدمی کو زہری سے یہ روایت پہنچی تھی کہ علیؓ بن ابی طالب نے عمرو بن عبد ود کے ساتھ اس کے بیٹے حسل بن عمرو کو بھی مارا تھا۔ ابن ہشام نے یہ بھی بتایا کہ ایک روایت میں عمرو بن عبد ود ہے اور دوسری روایت میں عمرو بن عبد (بغیر ود کے) ہے۔

واقعۂ بنو قریظہ کے شہید

ابن اسحاق نے کہا، بنو قریظہ کے موقع پر ایک مسلمان شہید ہوا،

یعنی بنو الحارث بن خزرج میں سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو اکو شہید کیا گیا۔ ان پر اوپر سے ایک چکی پھینکی گئی جس نے انھیں کچل کر رکھ دیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خلاد بن سوید کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔

نیز جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، اس وقت ابو سنان بن محصن بن حرثان، اخو بنو اسد بن خزیمہ کا انتقال ہو گیا اور انھیں بنو قریظہ کے اس مقبرے میں دفن کر دیا گیا، جہاں وہ خود اپنے آدمیوں کو دفن کیا کرتے تھے اور اسلام کے زمانے میں بھی اپنے آدمیوں کو یہیں دفن کیا کرتے تھے۔

قریش کے بارے میں ارشاد

اور جب اہل خندق، خندق کے معرکے سے واپس آئے تو جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَنْ تَغْزُوَكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّكُمْ تَغْزُونَهُمْ" یعنی اس سال کے بعد قریش تم سے ہرگز جنگ نہ کریں گے، لیکن تم ان سے جنگ کرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر قریش نے اپنی جانب سے جنگ نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ مکہ فتح کر لیا۔

ضرار کے اشعار

ضرار ابن خطاب بن مرداس، اخو بنو محارب بن فہر نے جنگ خندق کے موقع پر یہ شعر کہے:

وَمُشْفِقَةٍ تَظُنُّ بِنَا الظُّنُونَا ... وَقَدْ قُدْنَا عَرَنْدَسَةً طَحُونَا

بہت سی ہمدرد خواتین ہمارے بارے میں طرح طرح کے گمان قائم کرنے لگیں، جب ہم نے ایک زور اور طاقت ور لشکر کی قیادت شروع کی یہ لشکر جدھر سے گزرتا تھا، چکی کے پاٹ کی طرح سب کچھ پیستا جاتا تھا۔

كَأَنَّ زُهَاءَهَا أُحُدٌ إِذَا مَا ... بَدَتْ أَرْكَانُهُ لِلنَّاظِرِينَا

اس لشکر کے بھی چاروں گوشے (ستون) ناظرین کے سامنے آتے تو معلوم ہوتا، وہ احد پہاڑ جتنا ہے۔

تَرَى الْأَبْدَانَ فِيهَا مُسْبِغَاتٍ ... عَلَى الْأَبْطَالِ وَالْيَلَبَ الْحَصِينَا

تم اس لشکر میں بڑے بہادر زرہوں میں ملبوس، اور مضبوط ترین ڈھالیں اٹھائے دیکھتے۔

وَجُرْدًا كَالْقِدَاحِ مُسَوَّمَاتٍ نَؤُمُّ بِهَا الْغُوَاةَ الْخَاطِئِينَ

اور اس میں کم بال والے بیش قیمت، تیروں کی رفتار سے دوڑنے والے گھوڑے نظر آئے، ان گھوڑوں کے ذریعے سے ہم خطاکار، غلط کار اور بے راہ رو انسانوں کا تعاقب کر رہے تھے۔

كَأَنَّهُمْ إِذَا صَالُوا وَصُلْنَا بِبَابِ الْخَنْدَقَيْنِ مُصَافِحُونَا

جس وقت خندق کے دروازے پر وہ بھی حملہ آور ہوئے اور ہم بھی حملہ آور ہوئے اس وقت یہ گمراہ اور بے راہ رو انسان گویا ہم سے مصافحہ کر رہے تھے۔

أُنَاسٌ لَا نَرَى فِيهِمْ رَشِيدًا وَقَدْ قَالُوا أَلَسْنَا رَاشِدِينَا

یہ ایسے لوگ ہیں کہ تمھیں ان میں ایک بھی شخص تو راہ راست پر چلنے والا نظر نہ آئے گا، اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم راہِ راست پر چلنے والے لوگ نہیں؟

فَأَحْجَرْنَاهُمْ شَهْرًا كَرِيتًا وَكُنَّا فَوْقَهُمْ كَالْقَاهِرِينَا

ہم نے انھیں مکمل ایک مہینے تک محاصرے میں لیے رکھا اور ان پر قہر الٰہی کی طرح چھائے رہے۔

نُرَاوِحُهُمْ وَنَغْدُو كُلَّ يَوْمٍ عَلَيْهِمْ فِي السِّلَاحِ مُدَجَّجِينَا

ہتھیاروں سے بالکل لیس ہم ہر روز ان کے اوپر شام و سحر گزرتے رہے۔

بِأَيْدِينَا صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ نَقُدُّ بِهَا الْمَفَارِقَ وَالشُّؤُونَا

کاٹ کاٹ کر رکھ دینے والی تلواریں ہمارے ہاتھوں میں تھیں جن سے ہم ان کے سروں اور کھوپریوں کے پرخچے اُڑا رہے تھے۔

كَأَنَّ وَمِيضَهُنَّ مُعَرَّيَاتٍ إِذَا لَاحَتْ بِأَيْدِي مُصْلِتِينَا
وَمِيضُ عَقِيقَةٍ لَمَعَتْ بِلَيْلٍ تَرَى فِيهَا الْعَقَائِقَ مُسْتَبِينَا

ان تلواروں کو جب برہنہ کیا جاتا تو نیاموں سے نکالنے والوں کے ہاتھوں میں یوں کوند جاتیں کہ ان کی چمک اس بادل کی چمک کا نقشہ پیش کرتی تھی، جس کی بجلی رات کے وقت کوندے تو اس سے پھٹے ہوئے بادل صاف صاف نظر آنے لگیں۔

فَلَوْلَا خَنْدَقٌ كَانُوْا لَدَيْهِ — لَدَمَّرْنَا عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَا
وَلٰكِنْ حَالَ دُوْنَهُمْ وَكَانُوْا — بِهٖ مِنْ خَوْفِنَا مُتَعَوِّذِيْنَا

اگر یہ خندق نہ ہوتی، جس کے سہارے یہ لوگ ٹکے رہے، تو ہم ان کا ایک ایک آدمی ہلاک کر دیتے، لیکن یہ خندق حائل ہو گئی اور اس طرح انھوں نے ہمارے ڈر سے اسے پناہ گاہ بنا لیا۔

فَإِنْ نَرْحَلْ فَإِنَّا قَدْ تَرَكْنَا — لَدَى أَبْيَاتِكُمْ سَعْدًا رَهِيْنَا
إِذَا جَنَّ الظَّلَامُ سَمِعْتَ نَوْحَى — عَلٰى سَعْدٍ يُرَجِّعْنَ الْحَنِيْنَا

پس اگر ہم کوچ کر رہے ہیں تو کیا ہم نے تمھارے گھروں کے پاس سعدؓ کو مرت لے لیے رہن نہیں رکھ دیا؟

جب رات کی تاریکی آ جائے تو اس وقت ان عورتوں کی آوازیں سُن لو گے، جو سعدؓ پر نوحہ اور آہ و بکا کرتی ہیں اور رونے میں ایک دوسرے سے سُر ملاتی ہیں۔

وَسَوْفَ نَزُوْرُكُمْ عَمَّا قَرِيْبٍ — كَمَا زُرْنَاكُمْ مُتَوَازِرِيْنَا
بِجَمْعٍ مِنْ كِنَانَةَ غَيْرِ عُزْلٍ — كَأُسْدِ الْغَابِ قَدْ حَمَتِ الْعَرِيْنَا

جیسا پہلے ہم تم سے تعاون و تناصر کے ساتھ لڑ چکے ہیں، عنقریب ہم پھر بنو کنانہ کے پورے اسلحہ بند لشکر کو ساتھ لے کر لڑیں گے، یہ لشکر جھاڑیوں کے ان شیروں کی مانند ہو گا، جو اپنی کچھار کی حفاظت کر رہے ہوں۔

کعب کے اشعار

ضرار کے ان اشعار کا جواب کعب بن مالک، اخو بنو سلمہ نے دیا ہے، وُہ کہتے ہیں:

وَسَائِلَةٍ تُسَائِلُ مَا لَقِيْنَا؟ — وَلَوْ شَهِدَتْ رَأَتْنَا صَابِرِيْنَا
صَبَرْنَا لَا نَرٰى لِلّٰهِ عِدْلًا — عَلٰى مَا نَابَنَا مُتَوَكِّلِيْنَا

بہت سی پوچھنے والیاں پوچھتی ہیں کہ (ہم جنگ میں) کس چیز سے دوچار ہوئے؟ (اور ہم نے کیا کیا کر دکھایا) اور (میرا جواب یہ ہے کہ) اگر وہ دیکھ لیتیں تو ہمیں اس موقع پر تاب مقابلہ رکھنے والے پاتیں۔ ہم نے پورے صبر و استقلال سے کام لیا، ہم اپنا ثانی نہیں پاتے جو ان شدائد مصائب میں جو ہم پر پے در پے آئے، اللہ پر ہم ایسا تحمل و توکل دکھا سکتا۔

وَكَانَ لَنَا النَّبِيُّ وَزِيرَ صِدْقٍ ۔۔۔ بِهٖ نَعْلُو الْبَرِيَّةَ اَجْمَعِينَا

اور ہمارے لیے نبی تھے جو حق و صداقت میں ہمارے مددگار تھے، ان کے توسط سے ہم ساری مخلوق پر فوقیت و تسلط حاصل کریں گے۔

نُقَاتِلُ مَعْشَرًا ظَلَمُوا وَعَقُّوا ۔۔۔ وَكَانُوا بِالْعَدَاوَةِ مُرْصِدِينَا

وہ گروہ جو ظالم اور نافرمان ہے اور جس نے محض عداوت کی بنا پر (نہ کر حق پرستی کی بنا پر) جنگ کی اتنی تیاریاں کی ہیں، ہم اس سے آخر وقت تک لڑتے رہیں گے۔

نُعَاجِلُهُمْ إِذَا نَهَضُوا إِلَيْنَا ۔۔۔ بِضَرْبٍ يُعْجِلُ الْمُتَسَرِّعِينَا

جب وہ ہماری طرف بڑھ کر آئیں گے تو ہم تلواروں کے ذریعے سے جو جلد بازوں کے اوپر نہایت تیزی سے چلیں گی، ان پر بعجلت سبقت لے جائیں گے۔

تَرَانَا فِي فَضَافِضَ سَابِغَاتٍ ۔۔۔ كَغُدْرَانِ الْمَلَا مُتَسَرْبِلِينَا

تم دیکھ رہے تھے کہ ہم میدان کے تالابوں جیسی بھرپور زرہوں میں ملبوس تھے۔

وَفِي أَيْمَانِنَا بِيضٌ خِفَافٌ ۔۔۔ بِهَا نَشْفِي مِرَاحَ الشَّاغِبِينَا

ہمارے ہاتھوں میں ہلکی پھلکی تلواریں تھیں، جن سے ہم ان فتنہ پرور اور شور و شر کرنے والوں کے اوچھے پن کی پیاس بجھا رہے تھے۔

بِبَابِ الْخَنْدَقَيْنِ كَأَنَّ أُسْدًا ۔۔۔ شَوَابِكُهُنَّ يَحْمِينَ الْعَرِينَا

خندق کے دروازے پر گویا شیر تھے جو گتھ کر اپنی کچھار کی مدافعت کر رہے تھے۔

فَوَارِسُنَا إِذَا بَكَرُوا وَرَاحُوا ۔۔۔ عَلَى الْأَعْدَاءِ شُوسًا مُعْلِمِينَا

لِنَنْصُرَ أَحْمَدًا وَاللّٰهَ حَتّٰى ۔۔۔ نَكُونَ عِبَادَ صِدْقٍ مُخْلِصِينَا

نشانِ جنگ لگانے والے اور غرور کی ترچھی نگاہوں سے دیکھنے والے دشمن پر جب ہمارے سوار صبح و شام حملے کر رہے تھے تو ہم (اپنے پیارے) احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کر رہے تھے، جس کے نتیجے میں آج ہم خدا کے سچے اور مخلص بندے بن گئے۔

وَيَعْلَمُ أَهْلُ مَكَّةَ حِينَ سَارُوا ۔۔۔ وَأَحْزَابٌ أَتَوْا مُتَحَزِّبِينَا

بِاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ لَهٗ شَرِيْكٌ ۔۔۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَا

اہل مکہ اور وہ گروہ جو جتھا بندی کر کے آئے تھے، جب رخصت ہونے لگے تو انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ واقعی اللہ کا کوئی شریک نہیں اور وہ واقعی اللہ مومنین کا دوست اور مددگار ہے۔

فَاِمَّا تَقْتُلُوْا سَعْدًا سِفَاهًا ۔۔۔ فَاِنَّ اللّٰهَ خَيْرُ الْقَادِرِيْنَا ۔

سَيُدْخِلُهٗ جِنَانًا طَيِّبَاتٍ ۔۔۔ تَكُوْنُ مَقَامَةً لِلصَّالِحِيْنَا

اگر اپنی حماقت و نادانی سے تم نے سعدؓ کو بھی مار ڈالا تو اس سے کیا ہوتا ہے؛ اللہ تعالیٰ تو سب پر طاقت و قدرت رکھنے والا ہے، وہ اللہ سعد کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے گا جو اللہ کے نیک بندوں کا ایک مقام ہوگا۔

كَمَا قَدْ رَدَّكُمْ فَلًّا شَرِيْدًا ۔۔۔ بِغَيْظِكُمْ خَزَايَا خَائِبِيْنَا

خَزَايَا لَمْ تَنَالُوْا ثَمَّ خَيْرًا ۔۔۔ وَكِدْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا دَامِرِيْنَا

بِرِيْحٍ عَاصِفٍ هَبَّتْ عَلَيْكُمْ ۔۔۔ فَكُنْتُمْ تَحْتَهَا مُتَكَمِّهِيْنَا

جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست خوردہ کر کے بھگوڑا بنا دیا اور تم غصے میں گھٹتے ہوئے، ذلیل و خوار اور خائب و خاسر ہو کر دُم دبائے واپس ہو گئے اور تمھیں اس جگہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا، بلکہ قریب تھا کہ ہوا کے اس طوفان سے جو تم پر آیا اور اس سے تم اندھے اور اوندھے ہو گئے صفحۂ ہستی سے تمھارا نام و نشان مٹ جاتا۔

ابن زبعری کے اشعار

اور عبد اللہ ابن زبعری سہمی نے بھی جنگ خندق کے سلسلے میں یہ شعر کہے:

حَيِّ الدِّيَارَ مَحَا مَعَارِفَ رَسْمِهَا ۔۔۔ طُوْلُ الْبِلٰى وَتَرَاوُحُ الْاَحْقَابِ

فَكَاَنَّمَا كَتَبَ الْيَهُوْدُ رُسُوْمَهَا ۔۔۔ اِلَّا الْكَنِيْفَ وَمَعْقِدَ الْاَطْنَابِ

قَفْرًا كَاَنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَلْهُوْ بِهَا ۔۔۔ فِيْ نِعْمَةٍ بِاَوَانِسٍ اَتْرَابِ

قدامت کے طول اور زمانے کے امتداد نے ان دیار کے جانے پہچانے نشانات مٹا کر رکھ دیے، بلکہ انھیں کو مٹا ڈالا۔ صرف اونٹوں کے باندھنے اور خیموں کی طنابیں اٹکانے کی جگہ رہ گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشانات یہودیوں

کی تحریر کے نشانات ہیں، ایک چٹیل میدان ہے، گویا بچپن کے عیش و تنعم کے زمانے میں اپنے اُنس و محبت رکھنے والے ہمجولیوں کے ساتھ (اے شاعر) ان دیار میں کبھی کھیلے ہی نہ تھے۔

فَاتْرُكْ تَذَكُّرَ مَا مَضٰى مِنْ عِيْشَةٍ ... وَمَحَلَّةٍ خَلَقِ الْمَقَامِ يَبَابِ

اچھا، اب گزرے ہوئے عیش و تنعم اور اس جگہ کا ذکر چھوڑ دو، جو اب چٹیل میدان ہے اور جہاں کا قیام ایک پرانی بات ہوگئی ہے۔

وَاذْكُرْ بَلَاءَ مَعَاشِرٍ وَاشْكُرْهُمُ ... سَارُوْا بِاَجْمَعِهِمْ مِنَ الْاَنْصَابِ

اَنْصَابِ مَكَّةَ عَامِدِيْنَ لِيَثْرِبٍ ... فِىْ ذِىْ غَيَاطِلَ جَحْفَلٍ جَبْجَابِ

اور ان جماعتوں اور گروہوں کی آزمائش و ابتلا کا ذکر کرو، جو انصاب (مقدس پتھر۔ انصاب ان پتھروں کو کہتے تھے، جن سے حرم کا پتا چلتا تھا، نیز وہ پتھر جن کے پاس مشرکین قربانی کرتے تھے اور خون ان پر مل دیتے تھے) اور وہ بھی مکہ کے انصاب سے یثرب کے ارادے سے چل پڑے تھے، یہ انتہائی ہی عظیم الشان اور کثیر الہجوم لشکر تھا۔

يَدَعُ الْحُزُوْنَ مَنَاهِجًا مَعْلُوْمَةً ... فِىْ كُلِّ نَشْزٍ ظَاهِرٍ وَشِعَابِ

پہاڑوں کی ہر بلند و پست زمین میں جو بلند اور نمایاں راستے تھے انھیں یہ لشکر طے کرتا اور چھوڑتا چلا جا رہا تھا۔

فِيْهَا الْجِيَادُ شَوَازِبٌ مَجْنُوْبَةٌ ... قُبُّ الْبُطُوْنِ لَوَاحِقُ الْاَقْرَابِ

مِنْ كُلِّ سَلْهَبَةٍ وَاَجْرَدَ سَلْهَبٍ ... كَالسِّيْدِ بَادَرَ غَفْلَةَ الرُّقَّابِ

انھیں راستوں میں دراز قامت گھوڑے اور گھوڑیاں چلائی جا رہی تھیں، جن کی کمر پتلی اور جن کے پیٹ دبلے اور جن کی کوکھیں دھنسی ہوئی تھیں جس طرح گھات میں بیٹھے ہوئے شکاری کی غفلت سے چیتا جھپٹ کر نکل جاتا ہے اسی طرح یہ گھوڑے جھپٹتے چلے جا رہے تھے۔

جَيْشُ عُيَيْنَةَ قَاصِدٌ بِلِوَائِهِ ... فِيْهِ وَصَخْرٌ قَائِدُ الْاَحْزَابِ

یہ وہ لشکر تھا جس میں عیینہ جیسی شخصیت موجود تھی، جو جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا اور قائدِ احزاب (ان جماعتوں کا قائد) ابوسفیان ابن حرب بھی شریک تھا۔

قَرْمَانِ کَالْبَدْرَیْنِ اَصْبَحَ فِیْھِمَا   غَیْثُ الْفَقِیْرِ وَمَعْقِلُ الْھُرَّابِ

یہ دونوں بہادر فوج میں چودھویں رات کے دو چاند معلوم ہوتے تھے۔ (سب سے نمایاں تھے) اہلِ حاجت کی فریاد سننا اور حاجت پوری کرنا، نیز راہِ فرار اختیار کرنے والوں کو باندھنا اور روکنا انھیں دونوں پر منحصر تھا۔

حَتّٰی اِذَا وَرَدُوا الْمَدِیْنَۃَ وَارْتَدَوْا   لِلْمَوْتِ کُلَّ مُجَرَّبٍ قَضَّابِ
شَھْرًا وَعَشْرًا قَاھِرِیْنَ مُحَمَّدًا   وَصِحَابُہٗ فِی الْحَرْبِ خَیْرُ صِحَابِ

یہاں تک کہ یہ لشکر ایک مہینے اور دس دن تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیے ہوئے جب ان کے ساتھی جنگ میں ساتھی نہ رہے تھے (گردنیں کاٹ دینے والی آزمودہ تلواروں سے آراستہ، مدینہ میں ان کے خون سے پیاس بجھاتا رہا ہے۔

نَادَوْا بِرِحْلَتِھِمْ صَبِیْحَۃَ قُلْتُمُ   کِدْنَا نَکُوْنُ بِھَا مَعَ الْخُیَّابِ

انھوں نے (کفار نے) اس صبح کوچ کا طبل بجایا جس کے متعلق تم کہتے ہو کہ اس میں ہمارا شمار خائب و خاسر لوگوں میں ہو گیا۔

لَوْلَا الْخَنَادِقُ غَادَرُوْا مِنْ جَمْعِھِمْ   قَتْلٰی لِطَیْرٍ سُغَّبٍ وَذِئَابِ

اگر یہ خندقیں (خلیج کی طرح) حائل نہ ہو جاتیں تو یہ لوگ (کفار) مسلمانوں کی جمعیت کے بہت سے لوگوں کو مار کر بھوکے پرندوں اور بھیڑیوں کی غذا بنا کر چھوڑ جاتے۔

حسان ابن ثابت کے اشعار

ان اشعار کا جواب حسان رضی اللہ عنہ ابن ثابت نے یہ دیا ہے:

ھَلْ رَسْمُ دَارِسَۃِ الْمَقَامِ یَبَابِ   مُتَکَلِّمٌ لِمُحَاوِرٍ بِجَوَابِ؟

کیا ایک ایسے دیار کے نشانات جو اب چٹیل میدان ہو گیا ہے اور جہاں کی سکونت مٹ کر رہ گئی ہے، ایک ایسے شخص سے ہم کلام ہونا چاہتے ہیں جو دو بدو جواب دینے والا ہے؟

قَفْرٌ عَفَا رِھَمُ السَّحَابِ رُسُوْمَہٗ   وَھُبُوْبُ کُلِّ مُطِلَّۃٍ مِرْبَابِ

ایسا چٹیل میدان جس کے نشانات کو بادل سے ہونے والی مسلسل بارش

نے اور تاک کر بار بار بجلیوں کے گرنے نے بالکل محو کر دیا ہے۔

وَلَقَدْ رَاَیْتُ بِهَا الْحُلُوْلَ یَزِیْنُهُمْ بِیْضُ الْوُجُوْهِ ثَوَاقِبُ الْاَحْسَابِ

میں نے اس دیار میں وہ گھر دیکھے ہیں جنھیں روشن چہرے اور روشن اخلاق زینت بخشا کرتے تھے۔

فَدَعِ الدِّیَارَ وَذِکْرَ کُلِّ خَرِیْدَةٍ بَیْضَاءَ اٰنِسَةِ الْحَدِیْثِ کَعَابِ

لیکن اب اس دیار کو چھوڑ دو اور ان نئے ابھار والی نازنینوں کا ذکر بھی چھوڑ دو جن میں خوب روئی کے ساتھ دل لبھا لینے والی شیریں کلامی بھی موجود تھی۔

وَاشْکُ الْهُمُوْمَ اِلَی الْاِلٰهِ وَمَا تَرٰی مِنْ مَّعْشَرٍ ظَلَمُوا الرَّسُوْلَ غِضَابِ

اور اللہ تعالیٰ سے اپنے رنج و الم اور ان تکلیف دہ چیزوں کا شکوہ کرو، جن کا تم نے اُس غصہ ور گروہ کے اندر مشاہدہ کیا ہے جس نے رسول اللہؐ کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی ہے۔

سَارُوْا بِاَجْمَعِهِمْ اِلَیْهِ وَاَلَّبُوْا اَهْلَ الْقُرٰی وَبَوَادِیَ الْاَعْرَابِ

یہ ظالم، شہر اور دیہات کے سبھی لوگوں کو اکٹھا کر کے تمام کے تمام رسول اللہ پر ٹوٹ پڑے۔

جَیْشُ عُیَیْنَةَ وَابْنُ حَرْبٍ فِیْهِمْ مُتَخَمِّطُوْنَ بِحَلْبَةِ الْاَحْزَابِ

یہ ایک ایسا لشکر تھا، جس میں عُیینہ اور ابوسفیان ابن حرب موجود تھے اور جس میں تمام قبائل اور جمعیتوں کے طرح طرح کے مسابقت کرنے والے گھوڑوں کا جتھا بھی تھا۔

حَتّٰی اِذَا وَرَدُوا الْمَدِیْنَةَ وَارْتَجَوْا قَتْلَ الرَّسُوْلِ وَمَغْنَمَ الْاَسْلَابِ

وَغَدَوْا عَلَیْنَا قَادِرِیْنَ بِاَیْدِیْهِمْ رُدُّوْا بِغَیْظِهِمْ عَلَی الْاَعْقَابِ

بِهُبُوْبِ مُعْصِفَةٍ تُفَرِّقُ جَمْعَهُمْ وَجُنُوْدِ رَبِّكَ سَیِّدِ الْاَرْبَابِ

یہاں تک کہ جب (کفار کے) یہ لشکر مدینہ پہنچے اور انھوں نے رسولؐ کے قتل اور لوٹ مار کے مال کی اُمیدیں لگائیں اور محض اپنی طاقت و قوت کے بھروسے ہم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تو انھیں مع ان کے غصے کے اُلٹے پاؤں پھیر دیا گیا اور

اور طوفانی ہواؤں کے چلنے اور رب الارباب کی افواج (نظر نہ آنے والے ملائکہ کی افواج) نے ان کی جمعیتوں کو تتر بتر کر کے رکھ دیا۔

فَكَفَى الْاِلٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ قِتَالَهُمْ ‎ ‎ وَاَثَابَهُمْ فِي الْاَجْرِ خَيْرَ ثَوَابِ
مِنْ بَعْدِ مَا قَنِطُوْا فَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ ‎ ‎ وَتَنْزِيْلُ نَصْرِ مَلِيْكِنَا الْوَهَّابِ

پس اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کی طرف سے ان کفار کی لڑائی کے لیے کافی ہو گیا اور انھیں بہترین اجر و ثواب کا مستحق بھی بنا دیا، پھر اس کے بعد کہ مسلمانوں پر مایوسی چھا گئی تھی، مالک الملک خدائے وہاب کی مدد و نصرت کے نزول نے کفار کی جمعیت بکھیر کر رکھ دی۔

وَاَقَرَّ عَيْنَ مُحَمَّدٍ وَصِحَابِهِ ‎ ‎ وَاَذَلَّ كُلَّ مُكَذِّبٍ مُرْتَابِ
عَارِي الْفُؤَادِ مُوَقَّعٍ ذِيْ رِيْبَةٍ ‎ ‎ فِي الْكُفْرِ لَيْسَ بِطَاهِرِ الْاَثْوَابِ
عَلِقَ الشَّقَاءُ بِقَلْبِهِ فَفُؤَادُهُ ‎ ‎ فِي الْكُفْرِ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاَحْقَابِ

اور اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے صحابہ (ساتھیوں) کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا دی اور ہر اس تکذیب کرنے والے اور شک و شبہہ میں پڑنے والے شخص کو ذلیل و رسوا کر دیا جس کا دل شقی تھا، جو ہیبت میں پڑا ہوا تھا اور تذبذب و تامل کا شکار تھا اور جو کفر کے باعث کپڑوں کی طہارت کے اصول تک سے واقف نہ تھا۔ شقاوت اس کے قلب میں چمٹ گئی (مگر) کے لیے اس کا دل اب زمانے کا آخری دل ہے (اس کے بعد کوئی دل کفر کی جگہ نہیں بن سکتا)۔

کعب کے مزید اشعار

اور کعب ابن مالک نے بھی جواب دیا، وہ کہتے ہیں، شعر یہ ہیں۔

اَبْقٰى لَنَا حَدَثُ الْحُرُوْبِ بَقِيَّةً ‎ ‎ مِنْ خَيْرِ نِحْلَةِ رَبِّنَا الْوَهَّابِ
بَيْضَاءَ مُشْرِفَةَ الذُّرٰى وَمَعَاطِنًا ‎ ‎ حُمَّ الْجُذُوْعِ غَزِيْرَةَ الْاَحْلَابِ
كَاللُّوْبِ يُبْذَلُ جَمُّهَا وَحَفِيْلُهَا ‎ ‎ لِلْجَارِ وَابْنِ الْعَمِّ وَالْمُنْتَابِ

جنگوں ہم پر بڑا احسان کیا ہے (کیونکہ) ان کے واقع ہونے سے ہمارے ہاتھ (دشمن کے ہاتھ سے چھوٹ جانے والے) ایسے اموال لگے ہیں، جو ہمارے بے پناہ بخشش کرنے والے پروردگار کی بہترین نعمتیں ہیں یعنی خوبصورت حسینہ کی طرح جس کی

اُٹھتی ہوئی جوانی ہو، بلند کنگرے والے خوبصورت قلعے اور اونٹوں کے مبارک رہائی کے گرد اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہوں) کے مانند نخلستان، جن کے اندر اونٹوں کی کالی کالی گردنوں کی طرح کھجوروں کے سیاہ سیاہ درخت نظر آتے ہیں اور بے شمار دودھ دینے والی اونٹنیوں کے مثل بے شمار پھل آتے ہیں۔ یہ نخلستان کالے پتھروں والی زمین کے بالکل مشابہ ہیں، ان کا بے شمار دودھ یا پھل ہمسایوں، عمرادوں اور آنے والے قاصدوں اور مہمانوں پر خرچ کیا جائے گا۔

وَنَزَائِعًا مِثْلَ السِّرَاحِ نَمَى بِهَا عَلَفُ الشَّعِيرِ وَجِزَّةُ الْمِقْضَابِ

اور وہ عربی النسل گھوڑے جو بھیڑیوں کی طرح جھپٹ کر حملہ کرنے والے ہیں، ان کے کھانے کی وجہ سے جو کا چارا اور درانتی سے کاٹی ہوئی گھاس غائب ہوگئی ہے۔

عَرِيَ الشَّوَى مِنْهَا وَأَرْدَفَ نَحْضَهَا جُرْدُ الْمُتُونِ وَسَائِرُ الْأَرْآبِ

ان کی ٹانگیں برہنہ ہوگئی ہیں اور ان کا گوشت چڑھ گیا ہے، ان کی پیٹھیں اور تمام اعضاء (کم بال ہونے کے باعث) چکنے اور ملائم ہیں۔

قُوْدًا تَرَاحُ إِلَى الصِّيَاحِ إِذْ غَدَتْ فِعْلَ الضِّرَاءِ تَرَاحُ لِلْكَلَّابِ

یہ گھوڑے دراز قامت ہیں، جب صبح کرتے ہیں تو اسی طرح ہنہنانے کی آواز نکال کر خوش ہوتے ہیں، جس طرح شکاری کتے اپنے شکاریوں کو دیکھ کر خوش ہو کر آوازیں نکالتے ہیں۔

وَتَحُوطُ سَائِمَةَ الدِّيَارِ وَتَارَةً تُرْدِي الْعِدَا وَتَئُوبُ بِالْأَسْلَابِ

سارے دیار میں چرتے پھرتے ہیں اور کبھی کبھی ہماری خاطر دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور مال غنیمت لے کر واپس آجاتے ہیں۔

حُوشُ الْوُحُوشِ مَطَارَةٌ عِنْدَ الْوَغَى عُبُسُ اللِّقَاءِ مُبِينَةُ الْإِنْجَابِ

وحشی جانوروں کے مانند بدکنے والے اور جنگ میں انتہائی سبک رفتار و تیز رفتار، مقابلے کے وقت بے حد ترش رو اور شریف النسل گھوڑے ہیں۔

عُلِفَتْ عَلَى دَعَةٍ فَصَارَتْ بُدَّنًا دُخْسَ الْبَضِيعِ خَفِيفَةَ الْأَقْصَابِ

انھیں آسائش اور آسودگی سے چارا دیا جاتا ہے، اسی بنا پر موٹے تازے

پر گوشت اور ملکی آنتوں والے ہیں۔

یَغْدُوْنَ بِالزَّغْفِ الْمُضَاعَفِ شَكَّةً ... وَبِمُتْرَصَاتٍ فِي الثِّقَافِ صِيَابِ

ان گھوڑوں کے سوار دُہری بُنی ہوئی زرہوں میں ملبوس ٹھیک ٹھیک نشانے پر لگنے والے سیدھے ٹھوس نیزے لے کر صبح ہی صبح حملہ آور ہورہے تھے۔

وَصَوَارِمٍ نَزَعَ الصَّيَاقِلُ غُلْبَهَا ... وَبِكُلِّ أَرْوَعَ مَاجِدِ الْأَنْسَابِ

اور ایسی تلواریں لے کر حملہ آور ہورہے تھے، جن کے زنگ اور خشونت کو صیقل کر دیا تھا۔ ان سواروں میں ہر سوار شریف النسل اور دل پسند آجانے والا آدمی تھا۔

يَصِلُ الْيَمِيْنَ بِمَارِنٍ مُتَقَارِبٍ ... وُكِلَتْ وَقِيعَتُهُ إِلَى خَبَّابِ

وَأَغَرَّ أَزْرَقَ فِي الْقَنَاةِ كَأَنَّهُ ... فِي طُخْيَةِ الظَّلْمَاءِ ضَوْءُ شِهَابِ

ہر ہاتھ ایک ایسا سبقت لے جانے والا سبک نیزہ لے کر حملہ آور تھا جو خباب (لوہار) کا بنایا ہوا تھا اور نیزے میں لگی ہوئی ایسی صاف و شفاف سنان کے ساتھ حملہ آور تھا، جو گویا رات کی تاریکی میں شہاب ثاقب کی روشنی تھی۔

وَكَتِيبَةٍ يَنْفِي الْقِرَانَ قَتِيرُهَا ... وَتَرُدُّ حَدَّ قَوَاحِزِ النُّشَّابِ

جَأْوَى مُلَمْلَمَةٍ كَأَنَّ رِمَاحَهَا ... فِي كُلِّ مَجْمَعَةٍ ضَرِيمَةُ غَابِ

اور ایسا لشکر لے کر حملہ آور ہوئے، جس کی زرہیں نیزوں کی مار کی نفی کر دیتی تھیں اور رانوں میں لگنے والے تیروں کی دھاریں اُلٹ دیتی تھیں، اس لشکر میں اتنا بڑا ہجوم تھا کہ بالکل سیاہ پڑ گیا تھا، اس کے نیزے ہر مجمع میں گویا جھاڑی میں بھڑکنے والی آگ تھی۔

يَأْوِي إِلَى ظِلِّ اللِّوَاءِ كَأَنَّهُ ... فِي صَعْدَةِ الْخَطِّيِّ فَيْءُ عُقَابِ

اس کے جھنڈے کے سایے میں پناہ لی جارہی تھی گویا اس کا سایہ خطی نیزوں کے باعث باز کا سایہ تھا۔

أَعْيَتْ أَبَا كَرِبٍ وَأَعْيَتْ تُبَّعًا ... وَأَبَتْ بَسَالَتُهَا عَلَى الْأَعْرَابِ

اس لشکر نے ابو کرب (شاہ یمن) کو بھی تھکا دیا اور تبع (یہ بھی شاہِ یمن)،
جیسے بادشاہ کو بھی تھکا دیا اور اس کی بہادری و درستی نے دیہات کے مضبوط
باشندوں کا بھی منہ پھیر دیا۔

وَمَوَاعِظٍ مِنْ رَبِّنَا نُهْدَى بِهَا ۔۔۔ بِلِسَانِ اَزْهَرَ طَيِّبِ الْاَثْوَابِ

اور ہمیں اپنے رب کی جانب سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) پاکیزہ
جواب و ثواب دینے والی حسین زبان مبارک سے ایسے مواعظ و نصائح ملے
جن سے ہماری ہدایت و رہنمائی ہوئی ہے۔

عُرِضَتْ عَلَيْنَا فَاشْتَهَيْنَا ذِكْرَهَا ۔۔۔ مِنْ بَعْدِ مَا عُرِضَتْ عَلَى الْاَحْزَابِ

اس کے بعد کہ یہ مواعظ و نصائح ان قبائل اور ان جمعیتوں کو پیش کیے
گئے تھے، جب ہمارے سامنے پیش کیے گئے تو ہم نے انھیں انتہائی شوق
سے یاد رکھا۔

حِكَمًا يَرَاهَا الْمُجْرِمُوْنَ بِزَعْمِهِمْ ۔۔۔ حَرَجًا وَيَفْهَمُهَا ذَوُو الْاَلْبَابِ

اور ہمیں ایسی حکمت و دانائی کی باتیں ملیں جو مجرم بزعم خود حرام تصور کرتے
ہیں، جب انھیں صاحب دانش و بینش لوگ اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔

جَاءَتْ سَخِينَةُ كَيْ تُغَالِبَ رَبَّهَا ۔۔۔ فَلَيُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے
مقابلہ کریں گے، لیکن سب سے غلبے والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور
مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں: مجھ سے ایک قابل اعتماد شخص نے کہا کہ مجھ سے عبد الملک بن یحییٰ (ابن عباد
بن عبد اللہ بن الزبیر) نے بیان کیا، جب کعب بن مالک نے یہ شعر کہا:

جَاءَتْ سَخِينَةُ كَيْ تُغَالِبَ رَبَّهَا ۔۔۔ فَلَيُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب! تمھارے اس شعر پر اللہ تعالیٰ نے تمھارا شکریہ ادا کیا۔

باب ۱۳۲

غزوۂ خندق کے متعلق اشعار

(۲)

کعب کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا اور خندق کے سلسلے میں کعب بن مالک نے یہ شعر کہے:

مَنْ سَرَّہٗ ضَرْبٌ یُمَعْمِعُ بَعْضُہٗ ... بَعْضًا کَمَعْمَعَۃِ الْأَبَاءِ الْمُحْرَقِ

فَلْیَأْتِ مَأْسَدَۃً تُسَنُّ سُیُوْفُھَا ... بَیْنَ الْمَذَادِ وَبَیْنَ جِزْعِ الْخَنْدَقِ

جن لوگوں کو شمشیر زنی کی وہ جھنکار پسند آئے، جو تلواروں کے آپس میں ٹکرانے سے اسی طرح پیدا ہوتی ہے، جیسے بانسوں کو جلاتے وقت چٹخنے کی آواز نکلتی ہے، انھیں شیروں کے اس میدانِ جنگ میں آجانا چاہیے، جو مقام مذاد[۱] اور خندق کے پہلو کے درمیان واقع ہے، یہاں تلواریں خوب تیز کی جا رہی ہیں۔

دَرِبُوْا بِضَرْبِ الْمُعْلِمِیْنَ وَأَسْلَمُوْا ... مُھُجَاتِ أَنْفُسِھِمْ لِرَبِّ الْمَشْرِقِ

فِیْ عُصْبَۃٍ نَصَرَ الْإِلٰہُ نَبِیَّہٗ ... بِھِمْ وَکَانَ بِعَبْدِہٖ ذَا مَرْفَقِ

فِیْ کُلِّ سَابِغَۃٍ تَخُطُّ فُضُوْلُھَا ... کَالنِّھْیِ ھَبَّتْ رِیْحُہُ الْمُتَرَقْرِقِ

ان شیروں نے نشانِ جنگ لگا کر میدانِ جنگ میں اترنے والوں کو تلواروں سے مارنے کی مہارت حاصل کی ہے اور اپنی قیمتی جانیں مشرق و مغرب کے مالک رب العالمین کے حوالے کر دی ہے۔ یہ ایسی جماعت کے ساتھ ہیں، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی مدد فرمائی ہے اور اللہ اپنے خاص بندے پر مہربانی فرماتا ہی ہے۔ اس جماعت کا ہر فرد ایسی بھرپور زرہ میں ملبوس ہے جس کا فاضل حصہ گھسیٹتے ہوئے زمین پر خطوط بناتا چلا جاتا ہے اور جو اس تالاب کے مانند ہے جس پر ہوا چلنے سے لہریں آور جا

---

[۱] مدینہ کا ایک مقام۔ کہتے ہیں کہ یہ مقام جبل سلع اور خندق کے درمیان تھا۔

بَیْضَاءَ مُحْکَمَةٍ کَأَنَّ قَتِیرَھَا ۔۔۔ حَدَقُ الْجَنَادِبِ ذَاتَ شَکٍّ مُوْثَقِ

ایسی زرہ میں ملبوس جو چمکیلی اور نہایت مضبوط ہے۔ جس کی بندش نہایت اچھی ہے اور جس کی کیلیں ٹڈیوں کی آنکھوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

جَدْلَاءَ یَحْفِزُھَا نِجَادُ مُھَنَّدٍ ۔۔۔ صَافِی الْحَدِیدَةِ صَارِمٍ ذِی رَوْنَقِ

ایسی زرہ، جس کی بناوٹ مستحکم ہے، اس کی رونق و عظمت چمکیلی، کاٹ کر رکھ دینے والی شفاف لوہے کی ہندی تلوار کے پرتلے سے اور دوبالا ہو جاتی ہے۔

تِلْکُمْ مَعَ التَّقْوٰی تَکُونُ لِبَاسَنَا ۔۔۔ یَوْمَ الْھِیَاجِ وَکُلَّ سَاعَةِ مَصْدَقِ

جنگ اور ہر سچائی کے موقع پر تقویٰ و پرہیزگاری (اور خوفِ خدا) کے ساتھ یہ زرہ ہمارا لباس بنتی ہے۔

نَصِلُ السُّیُوفَ إِذَا قَصُرْنَ بِخَطْوِنَا ۔۔۔ قُدُمًا وَنُلْحِقُھَا إِذَا لَمْ تَلْحَقِ!

ہمارا یہ ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ اگر تلواریں ہمارے قدم کے ساتھ نہیں چلتیں اور آگے بڑھنے میں کوتاہی کرتی ہیں تو ہم ان کے پاس پہنچتے ہیں اور انہیں آگے بڑھا دیتے ہیں اور دشمن سے بھڑا دیتے ہیں (یعنی اگر شمشیر زن کوتاہی کرتے ہیں تو ہم ان میں جوش پیدا کر دیتے ہیں)

فَتَرَی الْجَمَاجِمَ ضَاحِیًا ھَامَاتُھَا ۔۔۔ بَلْهَ الْأَکُفَّ کَأَنَّھَا لَمْ تُخْلَقِ

پس تم دیکھو گے کہ دشمن کے سروں کی کھوپریاں آفتاب کی روشنی میں صاف نظر آ رہی ہیں، ہتھیلیوں اور ہاتھوں کا ذکر چھوڑو، وہ تو گویا پیدا ہی نہیں کیے گئے۔

نَلْقَی الْعَدُوَّ بِفَخْمَةٍ مَلْمُومَةٍ ۔۔۔ تَنْفِی الْجُمُوعَ کَفَصْدِ رَأْسِ الْمَشْرِقِ

ہم ایسے جمع کیے ہوئے لشکر کے ذریعے سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جو بڑی بڑی جمعیتوں کو ملک عدم پہنچانے کے لیے ان کا خون بہا دیتا ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے، گویا مشرق (ایک پہاڑ کا نام ہے) کے سر (یعنی چوٹی) کی فصد کھول دی گئی ہے۔

وَنُعِدُّ لِلْأَعْدَاءِ کُلَّ مُقَلَّصٍ ۔۔۔ وَرْدٍ وَمَحْجُولِ الْقَوَائِمِ أَبْلَقِ

اور ہمارا ہر فرد دشمنوں کے لیے ایک سفید ٹانگوں والا، گلابی رنگ کا ابلق اور سبک گھوڑا تیار رکھتا ہے۔

تَرْدِی بِفُرْسَانٍ کَاَنَّ کُمَاتَھُمْ عِنْدَ الْھِیَاجِ اُسُوْدُ طَلٍّ مُلْثِقِ

یہ گھوڑے سواروں کو بڑی تیزی سے لے جاتے ہیں، گویا ان کے بہادر اور شجیع لوگ جنگ کے وقت کیچڑ پیدا کر دینے والی ہلکی بارش کے شیروں کے مانند زیادہ بھوکے اور زیادہ جری ہو جاتے ہیں (ایسی بارش میں شیروں کی بھوک اور غصہ بڑھ جاتا ہے)۔

صُدُقٌ یُعَاطُوْنَ الْکُمَاۃَ حُتُوْفَھُمْ تَحْتَ الْعَمَایَۃِ بِالْوَشِیْجِ الْمُزْھِقِ

یہ بہادر سوار (لڑنے میں) سچے اور پکے ہیں، جو گرد و غبار کے تاریک بادلوں کے نیچے اپنے جان لیوا نیزوں سے بڑے بڑے مقابل بہادروں کی جانیں نکال کر ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

اَمَرَ الْاِلٰہُ بِرَبْطِھَا لِعَدُوِّہٖ فِی الْحَرْبِ اِنَّ اللّٰہَ خَیْرُ مُوَفِّقِ

لِتَکُوْنَ غَیْظًا لِلْعَدُوِّ وَحُیَّطًا لِلدَّارِ اِنْ دَلَفَتْ خُیُوْلُ النُّزَّقِ

اللہ تعالیٰ نے جنگ میں اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے ان گھوڑوں کے رکھنے اور پرورش کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر توفیق دینے والا ہے تاکہ یہ گھوڑے ان دشمنوں کے لیے غیظ و غضب کا باعث بن جائیں اور اگر ان غصہ ور بد خلق لوگوں کے گھوڑے قریب آئیں تو ان کے مقابل ہو کر اپنے گھروں کے لیے محافظ اور دیوار بن جائیں۔

وَیُعِیْنُنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ بِقُوَّۃٍ مِنْہُ وَصِدْقِ الصَّبْرِ سَاعَۃَ نَلْتَقِیْ

اور قوت اور غلبے والا خدا ہماری مدد اس طرح کرتا ہے کہ جب ہم دشمنوں سے لڑتے ہیں تو وہ ہمارے اندر قوت، تاب مقابلہ اور صبر و استقلال پیدا کر دیتا ہے۔

وَنُطِیْعُ اَمْرَ نَبِیِّنَا وَنُجِیْبُہٗ وَاِذَا دَعَا لِکَرِیْھَۃٍ لَمْ نُسْبَقِ

اور ہم اپنے نبی کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور جب وہ جنگ کے لیے دعوت دیتے ہیں تو ہم کسی سے پیچھے نہیں رہتے۔

وَمَتیٰ یُنَادِ اِلَی الشَّدَ اَیِدِ نَاتِهَا وَمَتیٰ نَرَ الحَوْمَاتِ فِیهَا نُعْنِقِ

اور جب آپ شدائد کے وقت آواز دیتے ہیں تو ہم فوراً حاضر ہو جاتے ہیں
اور جب ہم بڑے بڑے معرکے دیکھتے ہیں تو دوڑ کر ان میں شریک ہوتے ہیں۔

مَنْ یَتَّبِعْ قَوْلَ النَّبِیِّ فَاِنَّهُ فِینَا مُطَاعُ الْاَمْرِ حَقٌّ مُصَدَّقِ

جو بھی نبی کریم کے قول کا اتباع کرتا ہے یا کرے گا اسے تو ایسا کرنا ہی چاہیے) کیونکہ نبی کریم ہمارے اندر واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں (جن کا حکم ماننا ہی چاہیے) اور ان کا اتباع کرنا تصدیق کردہ نبی کا واجبی حق ہے۔

فَبِذَاکَ یَنْصُرُنَا وَیُظْهِرُ عِزَّنَا وَیُصِیبُنَا مِنْ نَیْلِ ذَاکَ بِمِرْفَقِ

پھر اسی بنا پر وہ ہماری مدد فرماتے ہیں اور عزت بڑھاتے ہیں اور اس چیز کے حصول کی وجہ سے وہ ہمیں اپنا دست و بازو پاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِینَ یُکَذِّبُونَ مُحَمَّدًا کَفَرُوْا وَضَلُّوْا عَنْ سَبِیلِ الْمُتَّقِی

جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں، وہ منکرِ حق ہیں اور پرہیزگاروں کے راستے سے بھٹکتے ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا، حسب ذیل دو شعر مجھے ابوزید انصاری نے سنائے تھے۔

۱۔ تِلْکُمْ مَعَ التَّقْوٰی تَکُوْنُ لِبَاسَنَا

۲۔ مَنْ یَتَّبِعْ قَوْلَ النَّبِیِّ؟

اور ابوزید انصاری نے اس شعر کو:

تَنْفِی الْجُمُوعَ قَدْسِ الْمُشْرِقِ

پڑھا ہے:

کعب کے مزید اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: جنگِ خندق کے موقع پر کعب بن مالک نے یہ شعر بھی کہے تھے:

لَقَدْ عَلِمَ الْاَحْزَابُ حِیْنَ تَاَلَّبُوْا عَلَیْنَا وَرَامُوْا دِیْنَنَا مَا نُوَادِعُ

جس وقت ان احزاب (جمعیتوں) نے ہمارے دین پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا اور اس مقصد کے لیے انھوں نے ہمارے خلاف بہت بڑا مجمع اکٹھا

کیا تھا، اس وقت انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ان سے کسی طرح مصالحت کے لیے تیار نہیں۔

أَضَامِيمُ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَيْلَانَ أَصْفَقَتْ   وَخِنْدِفُ لَمْ يَدْرُوا بِمَا هُوَ وَاقِعُ

قیس ابن عیلان اور خندف کے قبائل کی مخلوط جماعتوں نے ہاتھ مار مار کر عہد و پیمان کیا اور ہماری مخالفت پر متفق ہو کر مجتمع ہو گئے اور نہ جانا کہ ہونے والا کیا ہے۔

يَذُودُونَنَا عَنْ دِينِنَا وَنَذُودُهُمْ   عَنِ الْكُفْرِ وَالرَّحْمٰنُ رَاءٍ وَسَامِعُ

وہ ہمارے دین کی مخالفت میں ہم سے مدافعت کر رہے تھے اور ہم ان کی مخالفت میں ان سے مدافعت کر رہے تھے اور پروردگار دیکھ اور سن رہا تھا۔

إِذَا غَايَظُونَا فِي مَقَامٍ أَعَانَنَا   عَلَى غَيْظِهِمْ نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَاسِعُ

جب بھی اور جہاں بھی انھوں نے ہم پر غیظ و غضب کا اظہار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ان کے غیظ و غضب پر اللہ تعالیٰ کی وسیع نصرت غالب تھی۔

وَذٰلِكَ حِفْظُ اللّٰهِ فِينَا وَفَضْلُهُ   عَلَيْنَا وَمَنْ لَمْ يَحْفَظِ اللّٰهُ ضَائِعُ

اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہماری حفاظت تھی اور اس کا ہم پر فضل تھا اور جس کا اللہ محافظ نہ ہو وہ برباد ہو جانے والا ہے۔

هَدَانَا لِدِينِ الْحَقِّ وَاخْتَارَهُ لَنَا   وَلِلّٰهِ فَوْقَ الصَّانِعِينَ صَنَائِعُ

اللہ تعالیٰ نے ہم کو دین حق کی ہدایت فرمائی اور اس دینِ برحق کو ہمارے لیے منتخب فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزیں تمام دوسرے صانعین پر فوقیت رکھتی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: اور یہ اشعار ان کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: اور کعب بن مالک نے خندق کے وقت یہ اشعار بھی کہے:

أَلَا أَبْلِغْ قُرَيْشًا أَنَّ سَلْعًا   وَمَا بَيْنَ الْعُرَيْضِ إِلَى الصِّمَادِ

نَوَاضِحُ فِي الْحُرُوبِ مُدَرَّبَاتٌ   وَخُوصٌ ثُقِّبَتْ مِنْ عَهْدِ عَادِ

وَلَيْسَتْ بِالْجِمَامِ وَلَا الثِّمَادِ ‏ رَوَاكِدُ يَزْخَرُ الْمُرَّادُ فِيهَا

أَجَشَّ إِذَا تَبَقَّعَ لِلْحَصَادِ ‏ كَأَنَّ الْغَابَ وَالْبَرْدِيَّ فِيهَا

ہاں، دیکھو! قریش کو یہ پیغام پہنچا دو کہ پہاڑ سلع اور وہ علاقہ جو وادی عُریض اور صماد پہاڑ کے درمیان واقع ہے، یہ سب کے سب علاقے نخلستان سے لبریز ہیں، جنھیں جنگ کے زمانے میں عادتاً سینچا جاتا ہے اور یہاں وہ کنویں ہیں، جو عاد و ثمود کے دور میں کھود کر تیار کیے گئے تھے ۔ یہ دائمی اور پائدار ہیں، جو عاد و ثمود کے دور ہیں ہیں، ان میں نہر مُرار کی موجیں اٹھا کرتی، یہ تھوڑے بہت پانی کی حیثیت نہیں رکھتے ۔ فصلیں کاٹنے کے لیے جب جگہ جگہ گڑھے پڑجاتے ہیں تو جھاڑیاں اور بردی گھاس کے درخت ان میں ایک شور سا برپا کر دیتے ہیں ۔

حَمِيرَ الْأَرْضِ دَوْسٍ أَوْ مُرَادِ ‏ وَلَمْ نَجْعَلْ تِجَارَتَنَا اشْتِرَاءَ

اور ہم یمن کے قبیلہ دوس اور قبیلہ مراد کی زمین کے لیے گدھوں کی خرید و فروخت کا کاروبار نہیں کرتے۔

نُجَالِدُ إِنْ نَشِطْتُمْ لِلْجِلَادِ ‏ بِلَادٌ لَمْ تُثَرْ إِلَّا لِكَيْمَا

(بلکہ ہمارے پاس) وہ بلاد ہیں، جن میں کاشت صرف اس مقصد سے کی جاتی ہے کہ اگر تم لڑائی کے لیے اچھلو کودو تو ہم تمھارا پورا پورا مقابلہ کر سکیں۔

فَلَمْ تَرَ مِثْلَهَا جَلَهَاتِ وَادِ ‏ أَثَرْنَا سِكَّةَ الْأَنْبَاطِ فِيهَا

ان بلاد میں ہم نے کھجور کے درخت قطار در قطار اسی انداز میں لگائے ہیں جیسا کہ قوم انباط کے لوگ اپنے شہروں میں لگاتے ہیں اور وہاں انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ تم نے اس جیسے وادیوں کے مناظر نہ دیکھے ہوں گے۔

عَلَى الْغَايَاتِ مُقْتَدِرٍ جَوَادِ ‏ قَصَرْنَا كُلَّ ذِي حُضْرٍ وَطُولٍ

ہم میں سے ہر شخص نے ایک تیز رو، دراز قامت اور بہترین گھوڑا باندھ رکھا ہے، جو اپنے منتہائے نظر پر پہنچنے کی پوری قدرت . . . . رکھتا ہو۔

مِنَ الْقَوْمِ الْمُبِينَ وَالسَّدَادِ ‏ أَجِيبُونَا إِلَى مَا نَجْتَدِيكُمْ

وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِلْجِلَادِ یَوْمٍ ۔۔۔ لَکُمْ مِنَّا اِلٰی شَطْرِ الْمَذَادِ

ہم تم سے صاف، واضح اور ٹھیک بات معلوم کرنا چاہتے ہیں،

اس کا تم ہمیں جواب دو، ورنہ مقام مذاد (مدینہ کے قریب ایک مقام) کی سمت پر کسی بھی دن ہماری طرف سے جنگ کے شدائد برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

نُصَبِّحُکُمْ بِکُلِّ اَخِیْ حُرُوْبٍ ۔۔۔ وَکُلِّ مُطَہَّمٍ سَلِسِ الْقِیَادِ

وَکُلِّ طِمِرَّۃٍ خَفِقٍ حَشَاھَا ۔۔۔ تَدِفُّ دَفِیْفَ صَفْرَاءِ الْجَرَادِ

وَکُلِّ مُقَلَّصٍ الْآرَابِ نَھْدٍ ۔۔۔ تَمِیْمِ الْخَلْقِ مِنْ اُخُرٍ وَھَادِیْ

ہم تم پر صبح صبح ایسے لشکر لے کر حملہ آور ہوں گے، جو بالکل ماہر جنگ اور ملازم جنگ (جو ہمیشہ جنگیں کرتا رہا ہو) ہوں گے اور ایسے گھوڑے لے کر حملہ آور ہوں گے، جو بھرپور اور آسانی سے چلائے جانے والے ہوں گے اور ایسے اچھل کر چلنے والے ہوں گے جن کے اعضا (باطنی) ہر وقت حرکت میں رہتے ہیں، جو اتنی تیزی سے اڑتے ہیں جتنی تیزی سے وہ ٹڈیاں، جو انڈے دینے کے بعد اڑتی ہیں (ایسی ٹڈیاں بہت تیز اچھل کر اڑتی ہیں) جو دم اور گردن کی طرف سے (آگے اور پیچھے سے) بالکل تام الخلق ہوں گے (جن کی تخلیق بالکل مکمل ہے)۔

خُیُوْلٌ لَا تُضَاعُ اِذَا اُضِیْعَتْ ۔۔۔ خُیُوْلُ النَّاسِ فِی السَّنَۃِ الْجَمَادِ

یہ ایسے ہیں کہ جب دوسرے لوگوں کے گھوڑے قحط کے سال میں ضائع ہو جاتے ہیں تو یہ ضائع نہیں ہوتے۔

یُنَازِعْنَ الْاَعِنَّۃَ مُصْغِیَاتٍ ۔۔۔ اِذَا نَادٰی اِلَی الْفَزَعِ الْمُنَادِیْ

جنگ کے لیے جب منادی صدا لگاتا ہے تو ان کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی نگاہوں سے لڑنے لگتے ہیں۔

اِذَا قَالَتْ لَنَا النُّذُرُ اسْتَعِدُّوْا ۔۔۔ تَوَکَّلْنَا عَلٰی رَبِّ الْعِبَادِ

ہماری کی ہوئی نذریں جب ہم سے کہتی ہیں کہ تیار ہو جاؤ تو ہم اپنے اُس رب پر توکل کر لیتے ہیں، جو پناہ دینے والا ہے۔

☆

وَقُلْنَا لَنْ يُفَرِّجَ مَا لَقِيْنَا ۔ سِوَى ضَرْبِ الْقَوَانِسِ وَالْجِهَادِ ۔

اور اس وقت ہم کہتے ہیں کہ جس وقت لڑائی سے ہم دوچار ہوئے ہیں، اس میں کشادگی اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی، جب تک ہم جد و جہد کر کے دشمنوں کی زرہیں اپنی تلواروں سے کاٹ نہ ڈالیں گے۔

فَلَمْ تَرَى عُصْبَةً فِيمَنْ لَقِيْنَا ۔ مِنَ الْأَقْوَامِ مِنْ قَارٍ وَبَادِي

أَشَدَّ بَسَالَةً مِنَّا إِذَا مَا ۔ أَرَدْنَاهُ وَأَلْيَنَ فِي الْوِدَادِ

دنیا کی تمام قوموں میں، خواہ وہ شہر کی رہنے والی ہوں یا دیہات کی، جن سے بھی ہم دوچار ہوئے، ان میں کوئی بھی جماعت تم نے ہم سے زیادہ دلیر اور سخت جان نہ پائی ہوگی۔ اگر ہم نے اس شجاعت و بسالت کے اظہار کا ارادہ ہی کر لیا، اسی طرح باہمی محبت و مودت میں بھی ہم سے زیادہ کسی دوسری جماعت کو نہ دیکھا ہو گا۔

إِذَا مَا نَحْنُ أَشْرَجْنَا عَلَيْهَا ۔ جِيَادَ الْجُدْلِ فِي الْأَدَبِ الشِّدَادِ

قَذَفْنَا فِي السَّوَابِغِ كُلَّ صَقْرٍ ۔ كَرِيمٍ غَيْرِ مُعْتَلِثِ الزِّنَادِ

أَشَمَّ كَأَنَّهُ أَسَدٌ عَبُوسٌ ۔ غَدَاةَ بَدَا بِبَطْنِ الْجِزْعِ غَادِي

يُغَشِّي هَامَةَ الْبَطَلِ الْمُذَاكِي ۔ صَبِيَّ السَّيْفِ مُسْتَرْخِي النِّجَادِ

جب ہم اس جماعت کے جسموں پر سخت گرہوں والی بہترین زرہیں باندھتے ہیں تو ہم ان بھرپور زرہوں میں گویا ایسے باز پرندے ڈالتے ہیں جو شریف النسل ہیں اور جو جنگ کے چقماق سے انجان طریقے سے چنگاری نہیں نکالتے بلکہ وہ ایک ماہر کی حیثیت سے اس میں حصہ لیتے ہیں، ناک والے ہیں اور جب ان کے پاس وادی کے کنارے صبح کے وقت کوئی سائل فریاد لے کر آتا ہے تو اس کی مدد کے لیے اس وقت یہ ترش رو شیر کے مانند ہو کر جب بڑے زور و طاقت رکھنے والے بہادر پر حملہ کر کے چھا جاتے ہیں تو اس وقت ان بہادروں کی تلواریں بچوں کی تلواریں معلوم ہوتی ہیں اور ان کی تلواروں کے پر تلے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

٭

لِنُظْهِرَ دِيْنَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا　　بِكَفِّكَ فَاهْدِنَا سُبُلَ الرَّشَادِ

(یہ سب کچھ ہم اس لیے کرتے ہیں) تاکہ اے اللہ! ہم تیرے دین کو غالب کر سکیں، ہم سب تیرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ پس اے اللہ! تو ہم کو رشد و ہدایت کے راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ابن ہشام نے کہا۔ شعر قصرنا کل ذی خضر و طول اور اس کے بعد دوسرا، تیسرا، چوتھا ۔۔ر نیز یہ شعر اشق کانہ رسد عبوس اور اس کے بعد کا شعر، یہ سب ابو زید انصاری ۔۔ے مروی ہیں۔

۔۔سافع کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: مسافع ابن عبد مناف ابن وہب بن حذافہ بن جمح نے یہ اشعار کہے ہیں، جن میں وہ عمرو بن عبد وُدّ پر آہ و بکا ۔۔تا ہے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے اسے قتل کر دینے کا ذکر کرتا ہے:

عَمْرُو بْنُ عَبْدٍ كَانَ اَوَّلَ فَارِسٍ　　جَزَعَ الْمَذَادَ وَكَانَ فَارِسَ يَلْيَلِ

سَمْحُ الْخَلَائِقِ مَاجِدٌ ذُوْ مِرَّةٍ　　يَبْغِي الْقِتَالَ بِشِكَّةٍ لَمْ يَنْكُلِ

عمرو بن عبد وُد پہلا سوار تھا، جس نے مذاد (خندق کے قریب مدینہ کا ایک مقام یا ایک قول کے مطابق یہ سلع پہاڑ اور خندق کے درمیان واقع تھا) کو قطع کیا تھا اور یہ وادی یلیل کا سوار تھا، جو کبھی خوف و ہیبت کی وجہ سے منہ نہ پھیرتا تھا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ حِيْنَ وَلَّوْا عَنْكُمْ　　اِنَّ ابْنَ عَبْدٍ فِيْهِمْ لَمْ يَعْجَلِ

اور جس وقت (قریش و غطفان کی جماعتیں) تم سے پیٹھ پھیر کر واپس ہوئیں تو تمہیں معلوم ہے کہ یہ عمرو بن عبد وُد ہی تھا جس نے جلد بازی نہیں کی تھی۔

حَتّٰى تَكَنَّفَهُ الْكُمَاةُ وَكُلُّهُمْ　　يَبْغِي مَقَاتِلَهُ وَلَيْسَ بِمُؤْتَلِي

یہاں تک کہ جب ان جنگجوؤں نے اسے گھیرے میں لے لیا اور سب کے سب اس کی قتل گاہوں کو ڈھونڈ رہے تھے، اس وقت وہ کسی قسم کی کوتاہی کرنے والا ثابت نہیں ہوا۔

وَلَقَدْ تَكَنَّفَتِ الْاَسِنَّةُ فَارِسًا　　بِجُنُوْبِ سَلْعٍ غَيْرَ نِكْسٍ اَمْيَلِ

اور سلع پہاڑ کے جنوب میں نیزوں کی بوچھاڑ نے ایک ایسے سوار کو

چاروں طرف سے دائرے میں لے لیا تھا جو اس نازک حالت میں بھی ہتھیار چھوڑنے اور کمزوری ظاہر کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔

تَسَلَ النِّزَالَ عَلِیٌّ فَارِسَ غَالِبٍ   بِجُنُوبِ سَلْعٍ لَیْتَہٗ لَمْ یَنْزِلِ

اے علیؓ! تم سلع پہاڑ کے جنوب میں بنو غالب کے سوار (عمرو بن عبدود) سے مبارز طلبی کر رہے تھے! کاش وہ (تم جیسے آدمی کی مبارز طلبی پر) میدان مقابلہ میں نہ اُترتا!

فَاذْھَبْ عَلِیٌّ فَمَا ظَفِرْتَ بِمِثْلِہٖ   فَخْرًا وَلَا لَاقَیْتَ مِثْلَ الْمُعْضِلِ

بس جاؤ علیؓ! (کچھ بھی ہو) قابل فخر ہونے کے لحاظ سے تم اس جیسا آدمی پانے میں کامیاب نہیں ہوئے اور نہ اس کی طرح سنگین اور صبر آزما صورتِ حال کا سامنا کر سکتے ہیں۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِفَارِسٍ مِنْ غَالِبٍ   لَاقٰی حِمَامَ الْمَوْتِ لَمْ یَتَحَلْحَلِ

میری جان! بنو غالب کے اس شہسوار پر قربان ہو، جس نے موت کا سامنا کیا اور اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔

اَعْنِی الَّذِی جَزَعَ الْمَذَادَ بِمُھْرِہٖ   طَلَبًا لِثَارِ مَعَاشِرٍ لَمْ یَخْذُلِ

میری مراد اس شخص سے ہے جو مختلف گروہوں کا انتقام لینے کے لیے اپنے گھوڑے کے ذریعے سے مقام مذاد کو طے کر گیا اور کسی حالت میں ان کی مدد ترک کرنے کا ذہن میں خیال تک نہ لایا۔

مسافح کے مزید اشعار

اور مسافح نے مزید یہ اشعار بھی کہے ہیں: جن میں وہ عمرو کے ان سواروں کو ملامت کرتا ہے جو اس کے ساتھ تھے مگر اسے چھوڑ کر نکل آئے۔

عَمْرُو بْنُ عَبْدٍ وَالْجِیَادُ یَقُودُھَا   خَیْلٌ تُقَادُ لَہٗ وَخَیْلٌ تُنْعَلُ

اَجْلَتْ فَوَارِسُہٗ وَغَادَرَ رَھْطَہٗ   رُکْنًا عَظِیْمًا کَانَ فِیْھَا اَوَّلُ

جو سوار لوہے کے جوتے پہنے عمرو بن عبدود کا مقابلہ کرنے کے لیے (میدانِ جنگ میں) لائے گئے تھے، جس وقت وہ گھوڑوں کی باگ ڈور سنبھال رہے تھے (اور میدان کارزار گرم تھا) عین اسی وقت عمرو بن عبد کے سوار (جان

بچانے کے لیے، پیٹھ دکھا کر نکل گئے اور اس کے اس گروہ نے اپنے ایک ایسے رکن عظیم کو تنہا چھوڑ دیا، جو ان میں اوّل درجہ رکھتا تھا۔

عَجَبًا وَ اِنْ اَعْجَبْ فَقَدْ اَبْصَرْتُهٗ ۔۔۔ مَهْمَا تَسُوْمُ عَلِیّ عَمْرًا یَنْزِلُ

اس بات پر مجھے تعجب ہے اور اگر میں تعجب کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے، اے علیؓ! جب بھی تم نے عمرو سے مبارزطلبی کی وہ وہ فوراً میدانِ مقابلہ میں اتر آیا۔

لَا تَبْعَدَنَّ فَقَدْ اُصِبْتُ بِقَتْلِهٖ ۔۔۔ وَ لَقِیْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ اَمْرًا یَثْقُلُ

علیؓ! اب مجھ سے دور ہرگز نہ ہونا (ہم سے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ) کیونکہ عمرو کے قتل سے میں مصیبت زدہ ہو گیا ہوں اور موت سے پہلے ایک ایسی چیز سے دوچار ہو گیا ہوں جو (موت کے مقابلے میں) بہت بوجھل ہے (اس لیے اب موت کی پروا نہیں اگر لڑتے لڑتے مارا جاؤں)

وَ هُبَیْرَةُ الْمَسْلُوْبُ وَلّٰی مُدْبِرًا ۔۔۔ عِنْدَ الْقِتَالِ مَخَافَةً اَنْ یُّقْتَلُوْا

اور لُٹا ہوا ہبیرہ اس ڈر سے کہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے، عین قتل و خونریزی کے وقت پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔

وَ ضِرَارُ کَانَ الْبَأْسُ مِنْهُ مُحْضَرًا ۔۔۔ وَلّٰی کَمَا وَلَّی اللَّئِیْمُ الْاَعْزَلُ

اور ضرار کی وجہ سے (مقابلے میں) شدت پائی جاتی تھی مگر وہ بھی اس طرح پیٹھ دکھا کر بھاگا، جیسے کوئی نہتا کمین آدمی بھاگا ہو۔

ہبیرہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: ہبیرہ بن ابو وہب نے یہ شعر کہے، جن میں وہ اپنے فرار کے لیے اعتذار کرتا ہے، عمرو پر آہ و بکا کرتا ہے اور اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اسے قتل کیا:

لَعَمْرِیْ مَا وَلَّیْتُ ظَهْرِیْ مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَ اَصْحَابَهٗ جُبْنًا وَلَا خِیْفَةَ الْقَتْلِ

اے محمدؐ! اور آپ کے ساتھیو! میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ بزدلی کی وجہ سے پیٹھ پھیری، نہ قتل کے خوف سے۔

وَ لٰکِنَّنِیْ قَلَّبْتُ اَمْرِیْ فَلَمْ اَجِدْ ۔۔۔ لِسَیْفِیْ غَنَاءً اِنْ ضَرَبْتُ وَ لَا نَبْلِیْ

لیکن میں نے اپنا معاملہ خود ہی پلٹ دیا، کیونکہ اگر میں تلوار چلاتا یا تیر، تو

بھی نہ میری تلوار سے کوئی فائدہ تھا نہ تیر سے۔

وَقَفْتُ فَلَمَّا لَمْ اَجِدْ لِیْ مُقَدَّمًا صَدَدْتُ کَضِرْغَامٍ هِزَبْرٍ اَبِیْ شِبْلِ

ثَنٰی عِطْفَهٗ عَنْ قِرْنِهٖ حِیْنَ لَمْ یَجِدْ مَکَرًّا وَقِدْمًا کَانَ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِیْ

میں خود ہی رُک گیا، کیونکہ جب میں نے پیش قدمی کے لیے کوئی موقع نہ پایا تو اس زبردست شیر کی طرح رُک جانا ہی مناسب سمجھا جو بچے والا ہو اور اپنے مقابل سے اس وقت پہلو تہی کرے جب وہ دیکھے کہ وہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور میرا یہ عمل تو ہمیشہ رہا ہے۔

فَلَا تَبْعُدَنْ یَا عَمْرُو حَیًّا وَّهَالِکًا فَقَدْ بِنْتَ مَحْمُوْدَ الثَّنَا مَاجِدَ الْاَصْلِ

پس اے عمرو! زندہ رہو یا وفات پا جاؤ، خدا اور مجھ سے کسی طرح دور نہ ہونا، حقیقت یہ ہے کہ تم تو پسندیدہ مدح و ثنا صاحب مجد و شرف اور ماجد الاصل اجداد کے لحاظ سے ممتاز و نمایاں ہو۔

وَلَا تَبْعُدَنْ یَا عَمْرُو حَیًّا وَّهَالِکًا وَحُقَّ لِحُسْنِ الْمَدْحِ مِثْلُكَ مِنْ مِثْلِیْ

اور اے عمرو! زندہ رہو یا وفات پا جاؤ، خدارا مجھ سے کسی طرح دُور نہ ہونا، دراصل تم ایسی ہستی ہی مجھ ایسے مدح خواں کی بہترین مدح سرائی کی مستحق ہے۔

فَمَنْ لِطِرَادِ الْخَیْلِ تُقْدَعُ بِالْقَنَا وَلِلْفَخْرِ یَوْمًا عِنْدَ قَرْقَرَةِ الْبُزْلِ

(اے عمرو! تیرے سوا) اب کون ہے، جس کے ذریعے سے حملہ آور سواروں کو نیزوں سے روک دیا جائے؟ کون ہے، جو جنگ کے موقع پر اونٹوں کی طرح بلبلا کر فخریہ کلام کرنے والوں کے لیے زیادہ قابل فخر ثابت ہو؟

هُنَالِكَ لَوْ کَانَ ابْنُ عَبْدٍ لَزَارَهَا وَفَرَّجَهَا حَقًّا فَتًی غَیْرُ مَا وَغْلِ

اس جگہ اگر عمرو بن عبدوُد ہوتا تو وہی تھا جو میدان کو صاف صاف کھول دیتا اور انھیں مشکلات سے نجات دلاتا۔

فَعَنْكَ عَلِیٌّ لَا اَرٰی مِثْلَ مَوْقِفٍ وَقَفْتَ عَلٰی نَجْدِ الْمُقَدَّمِ کَالْفَحْلِ

پس علیؓ! دُور ہٹ! میں تیرا یہ موقف نہیں سمجھتا کہ تو عمرو جیسے مرد، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے بہادر کے مقابلے میں ذرا بھی ٹھہر سکے۔

نَمَا ظَفِرْتَ کَفَّاکَ فَخْرًا بِمِثْلِهِ　　　　اَمِنْتَ بِهٖ مَا عِشْتَ مِنْ زَلَّةِ النَّعْلِ

کچھ بھی ہو، قابل فخر ہونے کے لحاظ سے اس جیسا آدمی بننے میں کامیابی تمہارے ہاتھ نہیں آئی، اس کا جوتا پھسل جانے سے تجھے کامیابی ہوگئی اور اب تو زندگی بھر کے لیے اس سے مامون ہوگیا۔

ہبیرہ کے مزید اشعار

اور ہبیرہ بن ابو وہب نے یہ اشعار کہے، جن میں وہ عمرو بن عبدوُد پر آہ و بکا اور حضرت علیؓ کے اسے قتل کر دینے کا اس طرح ذکر کرتا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ عُلْیَا لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ　　　　لَفَارِسُهَا عَمْرٌو اِذَا نَابَ نَائِبُ
لَفَارِسُهَا عَمْرٌو اِذَا مَا یَسُوْمُهٗ　　　　عَلِیٌّ وَاِنَّ اللَّیْثَ لَا بُدَّ طَالِبُ
عَشِیَّةَ یَدْعُوْهُ عَلِیٌّ وَ اِنَّهٗ　　　　لَفَارِسُهَا اِذْ خَامَ عَنْهُ الْکَتَائِبُ

حقیقت یہ ہے کہ لؤی بن غالب (عمرو کے قبیلے) کے مرتبۂ عالیہ نے خوب سمجھ لیا کہ جب کوئی اہم اور نازک جنگ کا موقع آگیا تو اس وقت عمرو ہی قبیلے کا مرد میدان شہسوار ثابت ہوا اور جب علیؓ مبارز طلبی کرتے ہوئے اس سے نبرد آزما ہوا، اس وقت بھی عمرو ہی تھا جو مقابلے پر آیا، بہرحال، عمرو جیسے شیر کو تو کوئی نہ کوئی مدمقابل ہونا چاہیے تھا۔ پھر یہی شہسوار تھا، جو اس وقت بھی جما رہا، جب سارا لشکر نہایت بزدلی سے واپس ہوگیا تھا۔

فَیَا لَهْفَ نَفْسِیْ اِنَّ عَمْرًا تَرَکْتُهٗ　　　　بِیَثْرِبَ لَا زَالَتْ هُنَاکَ الْمَصَائِبُ

مجھے کتنا رنج و افسوس ہے کہ میں عمرو کو یثرب (مدینہ) میں چھوڑ کر چلا آیا، جہاں اس کے لیے مصیبتوں پر مصیبتیں ٹوٹ رہی تھیں۔

حسّانؓ بن ثابت کے اشعار

اور حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے ہیں جن میں وہ عمرو بن عبدوُد کے قتل پر فخر کرتے ہیں۔

بَقِیَّتُکُمْ عَمْرٌو اَبَحْنَاهُ بِالْقَنَا　　　　بِیَثْرِبَ نَحْمِیْ وَالْحُمَاةُ قَلِیْلُ

تمہارا بچا کھچا عمرو ہی رہ گیا تھا اور اسے بھی ہم نے اس وقت مباح بنا دیا، جب ہم تھوڑی تعداد کے باوجود یثرب میں نیزوں سے اپنا تحفظ کر رہے تھے۔

وَنَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ بِكُلِّ مُهَنَّدٍ … وَنَحْنُ وُلَاةُ الْحَرْبِ حِينَ نَصُولُ

وہاں ہندی تلوار سے ہم تمہارا قتل عام کر رہے تھے اور جب حملہ کرتے تھے تو جنگ پر پوری طرح قابو پا کر بلکہ مختار کل بن کر کرتے تھے۔

وَنَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ بِبَدْرٍ فَأَصْبَحَتْ … مَعَاشِرُكُمْ فِي الْهَالِكِينَ تَجُولُ

اور ہم نے بدر میں تمہیں قتل کیا تو تمہاری تمام جماعتیں ہلاک زدہ لوگوں میں چکر لگانے لگیں۔

ابن ہشام نے کہا، فن شعر کے بعض عالم اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ یہ اشعار حسان رضی اللہ عنہ کے ہیں:

مزید اشعار

ابن اسحاق نے کہا، حسان بن ثابت نے یہ شعر بھی عمرو بن عبدود کے بارے میں کہے ہیں:

أَمْسَى الْفَتَى عَمْرُو بْنُ عَبْدٍ يَبْتَغِي … بِجُنُوبِ يَثْرِبَ ثَارَهُ لَمْ يُنْظَرِ

نوجوان عمرو بن عبدود یثرب میں اپنے خون کا بدلا لینے آیا تھا مگر ذرا مہلت نہ دی گئی (یعنی اسے فوراً موت کے جنگل میں لے لیا گیا)۔

فَلَقَدْ وَجَدْتَ سُيُوفَنَا مَشْهُورَةً … وَلَقَدْ وَجَدْتَ جِيَادَنَا لَمْ تُقْصَرِ

یقیناً تم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں نیاموں سے نکل کر بلند ہو گئی تھیں، اور ہمارے تیز رو گھوڑوں کو کوئی روک نہ سکا۔

وَلَقَدْ لَقِيتَ غَدَاةَ بَدْرٍ عُصْبَةً … ضَرَبُوكَ ضَرْبًا غَيْرَ ضَرْبِ الْحُسَّرِ

اور تم بدر کے موقع پر ایک ایسی جمعیت سے دوچار ہو چکے تھے جس نے تم سے وہ شمشیر زنی کی، جو غیر زرہ پوش لوگوں کی شمشیر زنی نہ تھی۔

أَصْبَحْتَ لَا تُدْعَى لِيَوْمِ عَظِيمَةٍ … يَا عَمْرُو أَوْ لِجَسِيمِ أَمْرٍ مُنْكَرِ

اے عمرو! اب تو ایسا ہو گیا کہ کسی عظیم جنگ یا کسی بڑے بھیانک موقع پر تجھے دعوت نہ دی جائے گی۔

ابن ہشام کا قول ہے، فن شعر کے بعض عالم اس بات کے منکر ہیں کہ یہ اشعار حسان رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ یہ اشعار بھی حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے کہے ہیں:

اَلَا اَبْلِغْ اَبَا هِشَامٍ رَسُوْلًا مُغَلْغَلَةً تَخُبُّ بِهَا الْمَطِیُّ !
اَکُنْتُ وَلِیَّکُمْ فِیْ کُلِّ کُرْهٍ وَغَیْرِیْ فِی الرَّخَاءِ هُوَ الْوَلِیُّ
وَمِنْکُمْ شَاهِدٌ وَلَقَدْ رَاٰنِیْ رُفِعْتُ لَهٗ کَمَا احْتُمِلَ الصَّبِیُّ

اے وہ قاصد، جس کے چلتے چلتے پیر گھس گئے ہیں! میرا وہ پیغام نامہ پہنچا دے، جو اونٹنیاں تیزی سے لیے لیے پھر رہی ہیں: میرا وہ پیغام کہ کیا میں تنگیوں اور دشواریوں میں ہر موقع پر تمہارا دوست نہیں رہا۔ جب میرے سوا جتنے تھے وہ سب فارغ البالی اور خوش حالی ہی کے ساتھی تھے اور تم میں سے وہ شاہد موجود تھے، جنھوں نے یہ منظر دیکھا تھا کہ میں اسی طرح ان کے سامنے اٹھا لیا گیا اور ہاتھوں ہاتھ لے لیا گیا جس طرح بچوں کو اٹھا لیا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا اور یہ اشعار رُبیعہ ابن اُمیہ دیلی کے روایت کیے جاتے ہیں اور یہ روایت بھی ہے کہ ان میں کا آخری شعر یہ ہے:

کَبَبْتَ الْخَزْرَجِیَّ عَلٰی یَدَیْهِ وَکَانَ شِفَاءَ نَفْسِی الْخَزْرَجِیُّ

تُو نے اس خزرجی کو اس کے دونوں ہاتھوں کے بل اوندھا کر دیا اور اس طرح، یہ خزرجی میرے دل کی شفا ہو گیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ یہ اشعار ابو اُسامہ جُشمی کے ہیں۔

واقعہ بنو قریظہ پر اشعار

ابن اسحاق نے کہا، حسّانؓ بن ثابت نے واقعہ بنو قریظہ کے سلسلے میں یہ اشعار بھی کہے ہیں، جن میں وہ سعد بن معاذ پر آہ و بکا اور ان کے فیصلے کا ذکر کرتے ہیں:

لَقَدْ سَجَمَتْ مِنْ دَمْعِ عَیْنِیْ عَبْرَةٌ وَحُقَّ لِعَیْنِیْ اَنْ تَفِیْضَ عَلٰی سَعْدِ
قَتِیْلٌ ثَوٰی فِیْ مَعْرَكٍ فُجِعَتْ بِهٖ عُیُوْنٌ ذَوَارِی الدَّمْعِ دَائِمَةُ الْوَجْدِ

(سعد کی خبرِ مرگ سن کر) میری آنکھوں سے بڑے بڑے آنسو نکل پڑے، اور اب یہ آنکھیں اسی لیے ہو گئی ہیں کہ سعد پر آنسو بہاتی رہیں، جو میدانِ کارزار میں شہید ہو گئے اور جن کی وجہ سے تمام آنکھیں دردمند ہو گئیں، جو حزن و ملال کے ساتھ ہمیشہ آنسو بہاتی رہیں گی۔

عَلٰی مِلَّۃِ الرَّحْمٰنِ وَارِثَ جَنَّۃٍ — مَعَ الشُّہَدَاءِ وَفْدُہَا اَکْرَمُ الْوَفْدِ

وہ میدانِ کارزار میں خدائے رحمٰن کے دین کے لیے شہید ہو کر ان شہدا کے ساتھ جنت کے وارث بن گئے، جن کا وفد خدا کے حضور میں سب سے بہتر اور سب سے مکرم ہوگا۔

فَاِنْ تَکُ قَدْ وَدَّعْتَنَا وَتَرَکْتَنَا — وَاَمْسَیْتَ فِیْ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃِ اللَّحْدِ

پس اگر ہم سے رخصت ہو گئے ہو اور ہمیں چھوڑ کر تیرہ و تار ایک لحدی قبر میں جا کے سو گئے (تو کوئی حرج نہیں)۔

فَاَنْتَ الَّذِیْ یَا سَعْدُ اُبْتَ بِمَشْہَدٍ — کَرِیْمٍ وَاَثْوَابُ الْمَکَارِمِ وَالْحَمْدِ

کیونکہ اے سعدؓ! تم وہ شخص ہو کہ حمد و ثنا اور شرافت و کرامت کے لباس میں ملبوس ہو کر عزت کے مقام پر سو گئے ہو۔

بِحُکْمِکَ فِیْ حَیِّیْ قُرَیْظَۃَ بِالَّذِیْ — قَضَی اللّٰہُ فِیْہِمْ مَا قَضَیْتَ عَلَی عَمْدِ

فَوَافَقَ حُکْمُ اللّٰہِ حُکْمَکَ فِیْہِمْ — وَلَمْ تَعْفُ اِذْ ذُکِّرْتَ مَا کَانَ مِنْ عَہْدِ

تم قبیلہ قریظہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کر کے اس مقام عزت پر پہنچے ہو، جو فیصلہ تم نے اپنی رائے سے کیا تھا، وہی اللہ تعالیٰ نے برقرار رکھا۔ اس طرح ان کے بارے میں تمھارا فیصلہ اللہ کے فیصلے کے بالکل موافق ہو گیا پھر تم نے انھیں اس سلسلے میں معاف بھی نہیں کیا، جب تمھیں عہد و پیمان کا واسطہ بھی دیا جا رہا ہے۔

فَاِنْ کَانَ رَیْبُ الدَّہْرِ اَمْضَاکَ فِی الْاُلٰی — شَرَوْا ہٰذِہِ الدُّنْیَا بِجَنَّاتِہَا الْخُلْدِ

فَنِعْمَ مَصِیْرُ الصَّادِقِیْنَ اِذَا دُعُوْا — اِلَی اللّٰہِ یَوْمًا لِلْوَجَاہَۃِ وَالْقَصْدِ

پھر اگر ان لوگوں کی وجہ سے، جنھوں نے دائمی جنتیں چھوڑ کر اس دنیوی زندگی ہی کو ترجیح دی ہے، زمانے کی گردش نے تمھیں ہلاک کر دیا ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ قیامت کے دن جب اللہ کے حضور میں اعزاز و اکرام کے لیے بلایا جائے گا، اس وقت حق پرست اور صداقت پسند لوگوں ہی کی واپسی زیادہ خوش آئند ہوگی۔

سعدؓ اور دیگر شہدا پر اشعار

اور حسب ذیل اشعار بھی حسان بن ثابتؓ نے کہے ہیں جن میں حضرت سعد بن معاذ اور دیگر شہید صحابہ کرامؓ پر

آہ و بکا کرتے ہیں اور یاد دلاتے ہیں کہ ان میں کیا خوبیاں تھیں:

أَلَا يَا لَقَوْمِي هَلْ لِمَا حُمَّ دَافِعُ ۔۔۔ وَهَلْ مَا مَضَىٰ مِنْ صَالِحِ الْعَيْشِ رَاجِعُ

اے میری قوم! مجھے بتا، جو کچھ لکھ دیا گیا ہے، وہ دور بھی کیا جا سکتا ہے اور عیش و تنعم کی جو زندگی گزر چکی ہے، وہ واپس بھی آسکتی ہے۔

تَذَكَّرْتُ عَصْرًا قَدْ مَضَىٰ فَتَهَافَتَتْ ۔۔۔ بَنَاتُ الْحَشَىٰ وَانْهَلَّ مِنِّي الْمَدَامِعُ

جب میں نے وہ زمانہ یاد کیا تو میرے دل و جگر پھٹے جا رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

صَبَابَةَ وَجْدٍ ذَكَّرَتْنِي أَحِبَّةً ۔۔۔ وَقَتْلَىٰ مَضَىٰ فِيهَا طُفَيْلٌ وَرَافِعُ

وَسَعْدٌ فَأَضْحَوْا فِي الْجِنَانِ وَأَوْحَشَتْ ۔۔۔ مَنَازِلُهُمْ فَالْأَرْضُ مِنْهُمْ بَلَاقِعُ

حزن و ملال اور رقت قلب نے مجھے وہ احباب و مقتولین یاد دلائے جن میں طفیل، رافع اور سعد تھے، جو گزر گئے اور جنت نشین ہو گئے، ان کے مکانوں نے میرے اندر توحش پیدا کر دیا ہے اور اب روئے زمین سنسان نظر آتی ہے۔

وَفَوْا يَوْمَ بَدْرٍ لِلرَّسُولِ وَفَوْقَهُمْ ۔۔۔ ظِلَالُ الْمَنَايَا وَالسُّيُوفُ اللَّوَامِعُ

ان تمام لوگوں نے جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفاداری دکھا دی، جب ان کے سروں پر موت کے سائے پڑ رہے تھے اور تلواریں کوند رہی تھیں۔

دَعَا فَأَجَابُوهُ بِحَقٍّ وَكُلُّهُمْ ۔۔۔ مُطِيعٌ لَهُ فِي كُلِّ أَمْرٍ وَسَامِعُ

رسول اللہ انھیں آواز دیتے، وہ فوراً جذبۂ حق پرستی سے لبیک کہتے اور سب کے سب ہر معاملے میں رسول اللہ کا حکم سنتے اور اطاعت کرتے تھے۔

فَمَا نَكَلُوا حَتَّىٰ تَوَلَّوْا جَمَاعَةً ۔۔۔ وَلَا يَقْطَعُ الْآجَالَ إِلَّا الْمَصَارِعُ

وہ لوگ ہیبت زدہ ہو کر بھاگنے کا نام نہیں لیتے تھے، بلکہ سب مل کر جمعیت و تعاون کے ساتھ حملہ آور ہوتے تھے۔ پھر یہ کہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ قتل گاہوں کے سوا اور کہیں نہیں ہو سکتا۔

لِاَنَّهُمْ يُرْجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا النَّبِيُّوْنَ شَافِعُ

کیونکہ وہ لوگ رسول اللہ کی شفاعت کے امیدوار تھے، اس لیے کہ نبیوں کے سوا اور کوئی شافع نہیں ہو سکتا۔

فَذٰلِكَ يَا خَيْرَ الْعِبَادِ بَلَاءُ نَا إِجَابَتُنَا لِلّٰهِ وَالْمَوْتُ نَاقِعُ
لَنَا الْقَدَمُ الْأُوْلٰى إِلَيْكَ وَخَلْفُنَا لِأَوَّلِنَا فِيْ مِلَّةِ اللّٰهِ تَابِعُ

اے خیر البشر! یہ تو ہماری آزمائش ہے، اس لیے موت کو حق سمجھتے ہوئے اللہ کے حکم پر ہم راضی اور حاضر ہیں۔ ہمارا پہلا قدم (اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے) آپ کی طرف بڑھا اور ہمارا دوسرا قدم یعنی آنے والی نسلیں بھی اللہ کے دین کے معاملے میں پہلا قدم ہے اور وہ اس کے ضرور تابع ہوں گی۔

وَنَعْلَمُ اَنَّ الْمُلْكَ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَاَنَّ قَضَاءَ اللّٰهِ لَا بُدَّ وَاقِعُ

اور ہم جانتے ہیں کہ ملک و حکومت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور یہ کہ قضاءِ الٰہی واقع ہو کر رہتی ہے۔

بنو قریظہ پر مزید اشعار

اور حسانؓ بن ثابت نے واقعہ بنو قریظہ کے بارے میں یہ اشعار بھی کہے ہیں:

لَقَدْ لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ مَا سَاءَهَا وَمَا وَجَدَتْ لِذُلٍّ مِّنْ نَصِيْرِ

جن چیزوں (کے ارتکاب) نے بنو قریظہ کو مذموم بنا دیا تھا، ان کا نتیجہ انھوں نے دیکھ لیا، ذلیل ذہنیت کے باعث انھیں ایک بھی حامی نہ مل سکا۔

اَصَابَهُمْ بَلَاءٌ كَانَ فِيْهِ سِوٰى مَا قَدْ اَصَابَ بَنِي النَّضِيْرِ
غَدَاةَ اَتَاهُمْ يَهْوِيْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ
لَهٗ خَيْلٌ مُّجَنَّبَةٌ تَعَادٰى بِفُرْسَانٍ عَلَيْهَا كَالصُّقُوْرِ

بنو قریظہ کو جس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا، اس کی نوعیت اس آزمائش سے مختلف تھی جس سے بنو نضیر کو دوچار ہونا پڑا تھا، بنو قریظہ کی طرف عالم کو منور کر دینے والے چاند کی طرح رسول اللہ بڑھے چلے آرہے تھے

اور ساتھ ساتھ وہ گھوڑے بھی تھے، جو باز جیسے سواروں کو اپنے اوپر بٹھائے
تیزی سے دوڑ رہے تھے۔

تَرَكْنَاهُمْ وَمَا ظَفِرُوا بِشَيْءٍ دِمَاؤُهُمْ عَلَيْهِمْ كَالْغَدِيرِ

ہم نے انھیں ایک بھی چیز میں کامیاب نہیں ہونے دیا، ان کا خون ان
پر تالاب کے پانی کی طرح چھلک رہا تھا۔

فَهُمْ صَرْعَى تَحُومُ الطَّيْرُ فِيهِمْ كَذَاكَ يُدَانُ ذُو الْعِنْدِ الْفَجُورِ

وہ کٹے ہوئے پڑے تھے اور پرندے ان پر حلقے بنا کر چکر کاٹ رہے
تھے، معاند و مفسد اور فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جاتا ہے۔

فَأَنْذِرْ مِثْلَهَا نُصْحًا قُرَيْشًا مِنَ الرَّحْمٰنِ إِنْ قَبِلَتْ نَذِيرِي

خدائے رحمٰن کی جانب سے بطور خیر خواہی بنو قریظہ کی مثال سے قریش
کو بھی ڈرا دو۔ اگر وہ میرے انذار (ڈرانے) کو قبول کریں۔

حسان بن ثابت نے یہ شعر بھی بنو قریظہ کے بارے میں کہے ہیں:

لَقَدْ لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ مَا سَاءَهَا وَحَلَّ بِحِصْنِهَا ذُلٌّ ذَلِيلُ

جن چیزوں (کے ارتکاب) نے بنو قریظہ کو معیوب بنا دیا تھا، ان کا
نتیجہ انھوں نے دیکھ لیا، ان کے قلعوں پر انتہائی بُرے قسم کی ذلت و رسوائی
نازل ہو گئی۔

وَسَعْدٌ كَانَ أَنْذَرَهُمْ بِنُصْحٍ بِأَنَّ إِلٰهَكُمْ رَبٌّ جَلِيلُ

اور سعدؓ نے انھیں از راہ خیر خواہی ڈرایا تھا کہ تمھارا (حقیقی) معبود
بہت بڑا پروردگار ہے۔

فَمَا بَرِحُوا بِنَقْضِ الْعَهْدِ حَتّٰى فَلَاهُمْ فِي بِلَادِهِمُ الرَّسُولُ

لیکن یہ عہد شکنی ہی پر تُلے رہے، تا آنکہ ان کے مقاموں ہی میں
رسول اللہ نے انھیں تلواروں سے اڑا دیا۔

أَحَاطَ بِحِصْنِهِمْ مِنَّا صُفُوفٌ لَهُ مِنْ حَرِّ وَقْعَتِهِمْ صَلِيلُ

ہماری صف در صف فوجوں نے ان کا قلعہ چاروں طرف سے گھیر لیا
اس شدید افتاد کے باعث قلعہ میں (رونے دھونے اور شور و غل مچانے کی وجہ سے)

ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔

اور یہ اشعار بھی حسان رضؓ بن ثابت نے انھیں بنو قریظہ کے سلسلے میں کہے:

تَفَاقَدَ مَعْشَرٌ نَصَرُوا قُرَيْشًا ۔۔۔ وَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمْ نَصِيرُ

جس گروہ نے قریش کی مدد کی تھی، وہ تتر بتر ہو کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو گم کر بیٹھے اور انھیں اپنے شہر میں بھی کوئی حامی و مددگار نہ ملا۔

هُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ فَضَيَّعُوهُ ۔۔۔ وَهُمْ عُمْيٌ مِنَ التَّوْرَاةِ بُورُ

انھیں (اللہ کی طرف سے) کتاب دی گئی تھی، مگر انھوں نے اسے ضائع کر دیا اور تورات کو سمجھنے کے لیے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور اس بنا پر وہ گمراہ اور ہلاک ہو گئے۔

كَفَرْتُمْ بِالْقُرَانِ وَقَدْ أُتِيتُمْ ۔۔۔ بِتَصْدِيقِ الَّذِي قَالَ النَّذِيرُ

تمھیں قرآن دیا گیا، مگر تم نے اسے لینے اور ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ رسول نذیر (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے (کتب سابقہ اور تورات کی) تصدیق کی تھی۔

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ ۔۔۔ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

پس بُوَیرہ[1] کے مقام میں بنو لؤی کے سرداروں پر ایک پھیلی ہوئی آگ نے آسانی سے جگہ لے لی۔

ابوسفیان کے اشعار

پھر ابوسفیان بن حارث بن مطلب نے حسان رضؓ بن ثابت کے اشعار کا یوں جواب دیا۔

أَدَامَ اللهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيعٍ ۔۔۔ وَحَرَّقَ فِي طَرَائِقِهَا السَّعِيرُ

اللہ تعالیٰ اپنا یہ کام کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے اطراف و نواحی میں بھڑکتی ہوئی آگ برابر جلتی رہے۔

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ ۔۔۔ وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

عنقریب تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس مقام سے دور رہ سکتا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کس کی زمین برباد ہوگی۔

[1] بنو قریظہ کا ایک مقام

فَلَوْ كَانَ النَّخِيْلُ بِهَا رِكَابًا ‏ لَقَالُوْا لَا مُقَامَ لَكُمْ فَسِيْرُوْا

اگر کھجور کے یہ درخت اس جگہ اونٹنیاں ہوتے تو کہتے کہ یہ جگہ رہنے کی نہیں، یہاں سے چل پڑو۔

ابن جوال کے اشعار

اور ابن جوال ثعلبی نے بھی حسانؓ بن ثابت کے اشعار کا جواب دیا ہے اور بنو نضیر اور بنو قریظہ پر آہ و بکا کی ہے، وہ کہتا ہے

اَلَا يَا سَعْدُ سَعْدَ بَنِيْ مُعَاذٍ ‏ لِمَا لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيْرُ

لَعَمْرُكَ اِنَّ سَعْدَ بَنِيْ مُعَاذٍ ‏ غَدَاةَ تَحَمَّلُوْا لَهُوَ الصَّبُوْرُ

اے سعد! اے معاذ کے بیٹے سعدؓ! ذرا بتاؤ تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کو کن مصائب سے دوچار ہونا پڑا، تیری جان کی قسم! سعد بن معاذ کو جس وقت لوگ (بنو قریظہ کے فیصلے کے لیے) اٹھا کر لیے جا رہے تھے تو اس وقت اسے مجبوراً صبر کرنا پڑا (اور اسے دب کر اپنے ضمیر کے خلاف فیصلہ دینا پڑا)۔

فَاَمَّا الْخَزْرَجِيُّ اَبُوْ حُبَابٍ ‏ فَقَالَ لِقَيْنُقَاعَ لَا تَسِيْرُوْا

جہاں تک ابو حباب خزرجی کا تعلق ہے، اس نے قبیلہ قینقاع سے کہا تھا کہ مت جاؤ۔

وَبُدِّلَتِ الْمَوَالِيْ مِنْ حُضَيْرٍ ‏ اُسَيْدًا وَالدَّوَائِرُ قَدْ تَدُوْرُ

مگر زمانے کا یہ انقلاب ہے کہ قبیلہ حُضیر کی جگہ قبیلہ اُسید کو حلقا بنا یا گیا۔

وَاَقْفَرَتِ الْبُوَيْرَةُ مِنْ سَلَامٍ ‏ وَسَعْيَةَ وَابْنُ اَخْطَبَ فَهِيَ بُوْرُ

اور مقام بُویرہ، سلام، سعیہ اور ابن اخطب سے ویران ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔

وَقَدْ كَانُوْا بِبَلْدَتِهِمْ ثِقَالًا ‏ كَمَا ثَقُلَتْ بِمَيْطَانَ الصُّخُوْرُ

حالانکہ یہ سب اپنے شہر میں ایسے ہی بوجھ وزن کے آدمی تھے، جیسے میطانؔ پہاڑ پر پتھر کی چٹانیں۔

فَاِنْ يَهْلِكْ اَبُوْ حَكَمٍ سَلَامٌ ‏ فَلَا رَثُّ السِّلَاحِ وَلَا دَثُوْرُ

پس اگر ابو حکم سلام ہلاک ہو جائے تو کیا، تو کیا وہ پرانے ہتھیار ڈالا تو نہیں نہ وہ مٹنے والا ہی ہے۔

لہ مدینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ

وَكُلُّ الْكَاهِنِيْنَ وَكَانَ فِيهِمْ مَعَ اللِّيْنِ الْخَضَارِمَةُ الصُّقُوْرُ
وَجَدْنَا الْمَجْدَ قَدْ ثَبَتُوا عَلَيْهِ بِمَجْدٍ لَا تُغَيِّبُهُ الْبُدُوْرُ

اور ہم نے کاہنین کے دونوں قبیلوں میں، جن میں بڑے بڑے نرم خو، اور بازوں کے مانند شرفاء موجود تھے، وہ مجد و شریف دیکھا، جو ان کی سرشت میں پڑ چکا ہے اور جسے مرور ایام مٹا نہیں سکتا۔

أَقِيمُوا يَا سَرَاةَ الْأَوْسِ فِيهَا كَأَنَّكُمْ مِنَ الْمَخْزَاةِ عُوْرُ

اے قبیلہ اوس کے سردارو اجاؤ، تمھیں وہاں جا کر رہو، معلوم ہوتا ہے کہ ذلت و رسوائی کا تم میں احساس تک مٹ گیا ہے۔

تَرَكْتُمْ قِدْرَكُمْ لَا شَيْءَ فِيهَا وَقِدْرُ الْقَوْمِ حَامِيَةٌ تَفُوْرُ

تم نے اپنی ہانڈی کو چھوڑ دیا، اب اس میں کچھ نہیں۔ ہماری قوم کی ہانڈی جوش پر ہے اور ابل رہی ہے۔

ابن ابی الحقیق کا قتل

اور

غزوہ بنی لحیان

باب ۱۳۴

ابن ابی الحقیق کا قتل اور غزوۂ بنی لحیان

خزرجیوں کی درخواست

ابن اسحٰق نے کہا، ابو رافع سلام بن ابی الحقیق ان لوگوں میں شامل ہے جنھوں نے رسول اللہ کے مقابلے کے لیے تمام احزاب (گروہوں) کو جمع کیا تھا اور قبیلہ اوس کے لوگ جنگ احد سے قبل کعب بن اشرف کو اس بنا پر قتل کر چکے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن اور ان کے مقابلے کے لیے لوگوں کو برانگیختہ کرتا رہتا تھا جب جنگِ خندق اور واقعہ بنو قریظہ سے فراغت پائی تو خزرجیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اس کو قتل کر دیں، سلام اس وقت خیبر میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے عبد اللہ بن کعب بن مالک کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اسباب مہیا کیے تھے ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے، اوس و خزرج رسول اللہ کے ہاں سرخروئی حاصل کرنے کے لیے مردانہ وار ایک دوسرے سے لاگ ڈانٹ رکھتے تھے، رسول اللہ کی منفعت کا کوئی کام اگر اوسی کرتے تو خزرجی کہتے، "اسلام اور رسول اللہ کی بارگاہ میں تم اس کام میں بھی ہم سے فضیلت و سبقت نہیں لے جا سکتے"۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر یہ خزرجی اس وقت تک چین نہ لیتے، جب تک اسی جیسا کارنامہ نہ کر دکھاتے۔ اگر کوئی کام خزرجی کرتے تو اوسی بھی اسی قسم کا کام کرتے۔"

جب کعب بن اشرف کو اوسیوں نے رسول اللہ سے اس کی عداوت کی بنا پر قتل کیا تو خزرجیوں نے کہا، "خدا کی قسم! اس میں بھی تم ہم سے کبھی فضیلت نہیں لے سکتے"۔

راوی کا کہنا ہے، پھر ان کے درمیان یہ بات چلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے میں ابن اشرف جیسا اب کون آدمی ہے؟ لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا نام لیا، یہ اس وقت خیبر میں تھا۔ خزرجیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔

ابی الحقیق کے بیٹے تک رسائی

اب قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ کے پانچ آدمی یعنی عبد اللہ

ابن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابو قتادہ حارث بن ربعی اور خزاعی بن اسود، قبیلہ اسلم کا فرد اور بنو سلمہ کا حلیف اس مقصد کے لیے نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کریں۔ یہ ہدایت لے کر بالآخر خیبر پہنچ گئے رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے اور گھر کے ہر کمرے کا دروازہ بند کیا تاکہ اس کا کوئی آدمی نکل نہ سکے۔ ابن ابی الحقیق اوپر کے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہاں موجود تھا، جس پر جانے کے لیے کھجور کے تنے کی ایک سیڑھی لگی تھی۔ یہ لوگ اس سیڑھی سے چڑھ کر اس کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے اور اندر جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے دروازے پر دستک دی۔ ابن ابی الحقیق کی بیوی نکل کر آئی اور پوچھا: "تم کون ہو؟" جواب دیا، "ہم عرب سے آئے ہوئے کچھ آدمی ہیں، ہمیں کچھ کھانے کی طلب ہے۔" بیوی نے کہا، "صاحب خانہ اندر ہیں، اندر ہی چلے جاؤ۔"

(آگے ان پانچوں آدمیوں کا اپنا بیان شروع ہوتا ہے) ہم ابن ابی الحقیق کے پاس اندر داخل ہو گئے۔ ہم نے دروازہ بھی بند کر لیا کہ کہیں اس کمرے میں اس کی بیوی کی آمد و رفت جاری نہ ہو، مبادا وہ ہمارے کام میں حائل ہو جائے۔ دروازہ بند کرنا تھا اس کی بیوی چیخنے اور پکار پکار کر لوگوں کو بتانے لگی (دوڑو، یہ کون لوگ حملہ کرتے آ گئے ہیں) ہم نے اپنی تلواریں جلدی سے اپنے ہاتھوں میں لے لیں، ابن ابی الحقیق بستر پر دراز تھا اور رات کے اندھیرے میں اس کی سفیدی کے سوا اور کوئی چیز اس کی نشان دہی نہ کر رہی تھی، بس یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سفید مصری کپڑا پڑا ہوا ہے۔ اس کی بیوی نے جب چیخنا شروع کیا تو ہم میں سے ایک شخص اس کے سر پر تلوار اٹھاتا تھا پھر رسول اللہ کی ممانعت کا خیال آتا اور ہاتھ روک لیتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت نہ ہوتی تو اسی موقع پر اس عورت سے بھی فراغت مل جاتی۔ آخر ہم نے اپنی تلواریں ابن ابی الحقیق پر چھوڑ دیں۔ عبداللہ بن انیس کی تلوار اس کے پیٹ میں نفوذ کر گئی، تلوار لگتے ہی وہ چیخا: قطنی قطنی (یعنی یہ میرے لیے کافی ہے) اور ہم لوگ باہر آ گئے۔ عبداللہ بن عتیک کی نگاہ کچھ کمزور تھی، وہ سیڑھی سے گر گئے اور ہاتھ میں سخت موچ آئی۔ از روئے روایت ابن ہشام پاؤں میں موچ آئی ہم نے انھیں اٹھایا اور لوگوں کی نگاہوں سے بچتے ہوئے قلعے کے اندر پانی آنے کے راستے سے انھیں لے کر نکل آئے قلعہ والوں نے آگ جلا کر روشنی کی اور ہر طرف دوڑنے لگے کہ ہم لوگ ان کے ہاتھ آ جائیں۔ مگر انھیں مایوس ہونا پڑا۔ بالآخر ابی الحقیق کے بیٹے کے پاس واپس گئے اور اسے گھیرے میں لے لیا۔ وہ دم توڑ

رہا تھا۔ پھر ہم لوگوں میں سوال پیدا ہوا کہ کیسے معلوم ہو، یہ دشمن خدا مر بھی گیا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے ہم میں ایک آدمی تیار ہوا۔ اس نے کہا میں جاتا ہوں اور معلوم کر کے تمھیں بتاتا ہوں، یہ گیا اور لوگوں میں گھس گیا۔ آکر اس نے بیان کیا، میں نے دیکھا کہ یہودی اس کے گرد جمع ہیں۔ بیوی ہاتھ میں چراغ لیے شوہر کا منہ دیکھتی جاتی اور لوگوں کو سارا قصہ بتاتی جاتی ہے وہ کہتی تھی، خدا کی قسم! میں نے ابن عتیک کی آواز سنی، مگر اپنے آپ کو جھٹلایا اور سوچا، ابن عتیک یہاں کہاں!" وہ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اب اس نے کہا "خدائے یہود کی قسم، وہ تو چل بسا۔ پھر کیا پوچھنا ہے۔ میرے کانوں نے اب تک کوئی ایسا فقرہ نہیں سنا تھا جو میرے لیے اس فقرے سے زیادہ دل پسند ہوتا۔ یہ خبر معلوم ہوتے ہی ہم لوگ اپنے ساتھی کو لے کر چل دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اس قتل کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا۔ ہم میں سے ہر شخص اس کے قتل کا مدعی تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ"۔ ہم نے تلواریں پیش کر دیں، انھیں دیکھ کر آپ نے فرمایا "وہ عبد اللہ بن انیس کی تلوار سے مارا گیا، کیونکہ میں اس کی تلوار میں کھانے کا اثر محسوس کرتا ہوں"۔

حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اس سلسلے میں حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے یہ اشعار کہے، جن میں انھوں نے کعب بن اشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا ذکر کیا:

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَیْتَهُمْ ... یَا بْنَ الْحُقَیْقِ وَاَنْتَ یَا بْنَ الْاَشْرَفِ

اے ابن ابی الحقیق اور اے ابن اشرف! اس جماعت کا کیا کہنا، جس سے تم دوچار ہوئے۔

یَسْرُوْنَ بِالْبِیْضِ الْخِفَافِ اِلَیْکُمْ ... مَرَحًا کَاُسْدٍ فِیْ عَرِیْنٍ مُغْرِفِ

یہ لوگ اپنی ہلکی پھلکی تلواریں لے کر جھاڑیوں والے کچھار کے شیروں کی طرح مزے مزے رات کے وقت تمھاری طرف چلے۔

حَتّٰی اَتَوْکُمْ فِیْ مَحَلِّ بِلَادِکُمْ ... فَسَقَوْکُمْ حَتْفًا بِبِیْضٍ ذُفَّفِ

یہاں تک کہ تمھاری جائے قیام پہ پہنچے اور تیز تلواروں سے تمھیں موت کا پانی پلا دیا۔

مُسْتَبْصِرِينَ لِنَصْرِ دِينِ نَبِيِّهِمْ   مُسْتَصْغِرِينَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

اپنے نبی کے دین کی نصرت پیش نظر رکھتے ہوئے اور اپنی جان و مال حقیر سمجھتے ہوئے۔

عمرو ابن العاص نجاشی کی خدمت میں

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یزید ابن ابو حبیب نے بواسطہ راشد (مولیٰ حبیب ابن ابو اوس ثقفی) حبیب ابن اوس ثقفی کی یہ روایت بیان کی کہ عمرو ابن العاص نے (اپنے اسلام لانے کا واقعہ) خود مجھے یوں سنایا: "جب ہم جنگ خندق سے احزاب (جمیعتوں) کے ساتھ واپس آئے تو میں نے قریش کے ان چند آدمیوں کو جو میری رائے وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور میری بات توجہ سے سنتے تھے، جمع کیا اور کہا۔

"دیکھو، بخدا تم سب جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات اب سب سے اونچی ہو رہی ہے میں اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا، میرے ذہن میں ایک رائے آئی ہے۔ بتاؤ، تمھاری رائے اس کے متعلق کیا ہے؟ (اسے ظاہر کروں یا نہ کروں) قریشیوں نے کہا: "تم نے کیا رائے قائم کی ہے؟ (بتاؤ) میں نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم چل کر نجاشی سے ملیں اور وہیں رہ پڑیں، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری قوم پر غالب آجائیں تو ہم لوگ نجاشی کے یہاں مستقل سکونت اختیار کرلیں گے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ماتحتی میں رہنے سے نجاشی کے زیر دست رہنا ہمیں زیادہ پسند ہے۔ اگر ہماری قوم کو غلبہ حاصل ہوتا ہے تو ہمیں قوم جانتی ہی ہے۔ اس سے ہمیں بھلائی ہی حاصل ہوگی" قریشیوں نے اتفاق کرتے ہوئے کہا: یہ رائے واقعی ٹھیک ہے۔"

میں نے کہا: تو پھر وہ چیزیں لا کر جمع کرو جو ہم لوگ نجاشی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کریں گے۔ اور ہمارے ملک کی جو چیز اسے زیادہ پسند آسکتی تھی وہ چمڑے کا تحفہ تھا۔ چنانچہ ہم نے خاصی مقدار میں چمڑا اکٹھا کیا، لے کر چل دیے اور وہاں پہنچ گئے۔

عمرو ضمری کے قتل کی درخواست

ہم وہیں تھے کہ اچانک عمرو ابن امیہ ضمری پہنچ گئے، جعفر اور ان کے رفقاء کے معاملے کے لیے رسول اللہ نے انھیں نجاشی کے پاس بھیجا تھا، وہ نجاشی کے یہاں داخل ہوئے، پھر چلے گئے، میں نے اپنے رفقاء سے کہا: عمرو ابن امیہ ضمری یہاں آگیا ہے۔ یہ کتنا اچھا ہوگا کہ میں نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے درخواست کروں، وہ عمرو کو میرے حوالے کردے۔ پھر میں اس کی گردن تلوار سے اڑادوں۔ اگر یہ سب کچھ کرکے میں نے عمرو کو قتل کردیا تو قریش یہ سن کر بہت خوش ہوں گے۔ اور کہیں گے، میں نے ان کی اچھی خدمت انجام دی۔

چنانچہ میں نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور جیسا کہ معمول تھا، اسے سجدہ کیا۔ نجاشی بولا: "خوش آمدید! میرے دوست! میرے لیے اپنے ملک کا کوئی تحفہ لائے ہو؟" میں نے عرض کیا: "ہاں جناب! بادشاہ سلامت! حضور کے لیے خاصی مقدار میں چمڑے کا تحفہ لایا ہوں۔" یہ کہہ کر میں نے چمڑا نجاشی کے قریب کر دیا۔ وہ اسے بہت پسند آیا۔ پھر میں نے اس سے کہا: "بادشاہ سلامت! میں نے آپ کے پاس سے ایک آدمی کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ ایک ایسے آدمی کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ اس لیے آپ اسے میرے حوالے فرمادیں۔ تاکہ میں اسے قتل کر سکوں۔ اس نے ہمارے اشراف اور منتخب آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔

یہ سن کر نجاشی غضبناک ہو گیا، اس نے ہاتھ کھینچ کر اپنی ناک پر اس زور سے مارا کہ مجھے گمان ہوا اس نے اپنی ناک ہی توڑ ڈالی ہے۔ کاش اس وقت زمین شق ہوتی اور میں اس میں داخل ہو جاتا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ بادشاہ سلامت! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس پر اتنا برا مانیں گے تو میں یہ درخواست ہی نہ کرتا۔

نجاشی بولا۔

"کیا تو مجھ سے قتل کرنے کے لیے ایسے انسان کے قاصد کو حوالے کرنے کی درخواست کرتا ہے جس کے پاس وہی ناموس اکبر آتی ہے جو حضرت موسیٰؑ پر آتی تھی؟ اس پر میں نے عرض کیا۔" بادشاہ سلامت! کیا یہ معاملہ ہے؟" نجاشی نے کہا، میری بات مانو اور جا کر ان کا اتباع کرو۔ خدا کی قسم! وہ بالکل حق پر ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ (علیہ السلام)، فرعون اور اس کی افواج پر غالب آئے تھے، ٹھیک اسی طرح یہ بھی ان تمام لوگوں پر غالب آئیں گے جو ان کے مخالف ہیں۔" میں نے عرض کیا: "کیا آپ ان کی جانب سے اسلام پر میری بیعت لے لیں گے؟"

نجاشی نے کہا: ہاں۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا اور اب جو منصوبہ تھا، اس کے پورا کرنے میں میری رائے حائل ہونے لگی۔ میں نے اپنا اسلام قبول کرنا ساتھیوں پر پوشیدہ رکھا۔

عمرو ابن العاص اور خالد بن ولید کا اسلام

پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے نکلا کہ اسلام قبول کر لوں، راستے میں خالد ابن ولید سے ملاقات ہو گئی، یہ فتح مکہ سے چند روز پہلے کا واقعہ ہے۔

خالد ابن ولید مکہ سے آ رہے تھے، میں نے ان سے پوچھا۔ ابو سلیمان! کہاں کا ارادہ ہے؟" انھوں

نے کہا، خدا کی قسم! حق واضح ہو گیا ہے، یہ آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی نبی برحق ہے۔ میں تو بخدا ان کے پاس جا رہا ہوں کہ اسلام قبول کر لوں۔ آخر میں کب تک (حق سے منحرف رہوں گا؟)" اس پر میں نے کہا: خدا کی قسم! میں بھی اسی لیے آیا ہوں، کہ اسلام قبول کر لوں۔

پھر ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔ خالد ابن ولید پہلے اسلام لائے اور بیعت کی۔ پھر میں قریب ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں، وہ معاف کر دیے جائیں اور جو گناہ بعد میں ہوں گے، ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔" رسول اللہ نے فرمایا: عمرو! بیعت کر۔ جو پہلے ہو چکا ہے اسے اسلام قطع کر دیتا ہے اور جو پہلے ہو چکتا ہے، ہجرت بھی اسے ساقط کر دیتی ہے۔

پھر میں نے بیعت کر لی اور واپس آ گیا۔

ابن طلحہ کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ایسے ثقہ آدمی نے، جسے میں متہم نہیں کرتا، بیان کیا ہے کہ عثمان[1] ابن طلحہ ابن ابو طلحہ بھی ان دونوں (عمرو ابن العاص اور خالد ابن ولید) کے ساتھ تھے، جب دونوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: ابن زبعری سہمی نے یہ شعر کہے:۔

اَنْشُدُ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ حِلْفَنَا ۔۔۔ وَمُلْقَی نِعَالِ الْقَوْمِ عِنْدَ الْمُقَبَّلِ

وَمَا عَقَدَ الْآبَاءُ مِنْ كُلِّ حِلْفَةٍ ۔۔۔ وَمَا خَالِدٌ مِّنْ مِّثْلِهَا بِمُحَلَّلِ

اَمِفْتَاحَ بَيْتٍ غَيْرِ بَيْتِكَ تَبْتَغِي ۔۔۔ وَمَا يُبْتَغَى مِنْ مَجْدِ بَيْتٍ مُؤَثَّلِ

فَلَا تَأْمَنَنَّ خَالِدًا بَعْدَ هٰذِهٖ ۔۔۔ وَعُثْمَانُ جَاءَ بِالدُّهَيْمِ الْمُعْضِلِ

عثمان ابن طلحہ کو میں اپنے باہمی عہد کی قسم دلاتا ہوں، قوم کے جوتے اتارنے کی بوسہ گاہ (حجر اسود) کے قریب اور اس بات کی قسم دلاتا ہوں، جس کا عہد ہمارے آباء نے کیا تھا اور خالد بھی اس عہد سے بری نہیں ہو سکتا، کیا اپنے گھر کے سوا دوسرے گھر کی کنجی طلب کرتا ہے اور قدیم گھر کا مجد طلب نہیں کرتا! اے خالد! خوب سمجھ لے ان عہود کے بعد تو مامون نہیں رہ سکتا اور عثمان بڑی سخت مصیبت لے آیا ہے۔

ذی قعدہ اور اوائل ذی الحجہ (۵ھ[2]) میں بنو قریظہ پر فتح حاصل ہوئی تھی اور اس ذی الحجہ میں بھی مشرکین ہی کعبۃ اللہ کے متولی رہے۔

---

[1] عثمان بن طلحہ حرم مقدس کا کلید بردار تھا۔ تیسرے شعر میں اسی طرف اشارہ ہے۔ [2] مارچ واپریل ۶۲۷ء۔

غزوۂ بنی لحیان

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ، محرم ۶ھ صفر ربیع الاول اور ربیع الثانی[1] تک مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے اور بنو قریظہ پر فتح پانے کے تقریباً چھ مہینے بعد جمادی الاولیٰ میں آپ بنو لحیان کی طرف نکلے، آپ کا مقصد یہ تھا کہ ان سے اصحاب رجیع یعنی خُبیب بن عدی اور ان کے رفیقوں کا بدلہ لیں اور ظاہر یہ کیا کہ آپ شام کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو غفلت میں رکھا جا سکے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس وقت آپ نکلے، مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل مقرر فرمایا۔

ذہاب وایاب

ابن اسحٰق نے کہا: مدینہ کے نواحی میں شمالی جانب شام کے راستے پر غراب نام ایک پہاڑ ہے، اس کے پاس سے گزرتے ہوئے آپ پہلے مخیض[2] پھر بتراء[3] پہنچے۔ یہاں سے آپ بائیں جانب مڑ گئے اور بین[4] سے گزر کر صخیرات[5] الیمام پہنچ گئے، اس کے بعد مکہ کی شاہراہ پر جا پہنچے۔ وہاں سے آپ نے تیز چلنا شروع کیا تا آنکہ غران آگیا، جہاں بنو لحیان کی بستیاں تھیں اور وہاں آپ نے ڈیرے ڈال دیے، غران، اَمج اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو سایہ نام مقام کی طرف جاتی ہے۔ یہاں معلوم ہوا کہ بنو لحیان ڈر کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں مستور و محفوظ ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غران میں اترے اور بنو لحیان کو جو مغالطہ دینا چاہا تھا وہ کارگر نہ ہوا تو آپ نے فرمایا: کتنا اچھا ہو کہ ہم عسفان چل کر اتریں اور اہل مکہ دیکھیں کہ ہم مکہ تک گئے ہیں، چنانچہ آپ دو سو سواروں کے ساتھ چل کر عسفان پہنچے اور اپنے صحابہ میں سے دو سوار بھیجے، یہ دونوں کُراع الغمیم[6] پھر لوٹے (اور جب کوئی مقابلے پر نہ آیا تو) آپ واپس تشریف لے آئے[7]۔

جابرؓ بن عبداللہ کی روایت

جابر ابن عبداللہ فرمایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلعم نے واپسی کا رُخ کیا تو آپ فرما رہے تھے: "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔" (اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ کر آنے والے اور توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے

---

[1] ذی الحجہ ۵ھ ۲۳ اپریل ۶۲۷ء سے شروع ہوا، ربیع الثانی ۶ھ ۱۰ ستمبر ۶۲۷ء کو ختم ہوا اور جمادی الاولیٰ ۶ھ کا آغاز ۱۸ ستمبر ۶۲۷ء سے ہوا [2] سب نے مخیض (م۔ح۔ی۔ص) لکھا ہے۔ وفا الوفا میں "مخیض" مرقوم ہے، یہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ [3] تبراء، مدینہ منورہ سے ایک منزل پر بتایا جاتا ہے۔ [4] بین مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی ہے۔ [5] صخیرات الیمام کا ذکر سفر بدر کے سلسلے میں آ چکا ہے دیکھیے غزوہ بدر۔ [6] یہ ایک وادی ہے جو عسفان سے آٹھ میل آگے ہے۔ [7] ابن سعد نے کہا ہے کہ عسفان سے رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر کو دس سوار دے کر بھیجا۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ پہلے دو سوار تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو روانہ فرمایا۔

پسوردگار کی ہم حمد و ثنا کرنے والے ہیں، میں سفر کی مشقتوں، بدانجامی نیز اہل و عیال، مال اسباب کی بدحالی دیکھنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

کعب ابن مالک کے اشعار بواسطہ عاصم ابن عمرو ابن قتادہ و عبداللہ بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن کعب بن مالک کی روایت ہے کہ کعب نے غزوہ بنی لحیان کے بارے میں یہ اشعار کہے:۔

لَوْ اَنَّ بَنِیْ لِحْیَانَ کَانُوْا تَنَاظَرُوْا — لَقُوْا عُصَبًا فِیْ دَارِهِمْ ذَاتَ مَصْدَقٖ

لَقُوْا سَرْعَانًا یَمْلَاُ السَّرْبَ رَوْعُهٗ — اِمَامَ طَحُوْنٍ کَالْمَجَرَّةِ فَیْلَقٖ

وَلٰکِنَّهُمْ کَانُوْا وِبَارًا تَتَبَّعَتْ — شِعَابَ حِجَازٍ غَیْرِ ذِیْ مُتَنَفَّقٖ

بنو لحیان انتظار کرتے تو وہ اپنے گھروں ہی میں صداقت پسند جماعتوں سے دوچار ہوتے اور اس مقدمۃ الجیش سے دوچار ہوتے جس کا خوف تمام قلوب پہ طاری ہو جاتا اور اس کے پیچھے وہ عظیم الشان لشکر ہوتا جو راستوں کو روند کر رکھ دیتا اور ان میں بے شمار تاروں کی طرح چمکتی تلواروں کی ملی جلی روشنی ہوتی، لیکن یہ نیولے تھے، حجاز کی ان گھاٹیوں میں جا کر چھپ گئے، جن کا کوئی دروازہ بھی نہ تھا۔

باب ۱۳۵

غزوۂ ذی قرد

رسول اللہ کے اونٹوں پر چھاپا (غزوہ بنی لحیان سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے، ابھی چند ہی راتیں گزری تھیں کہ عیینہ ابن حصن (ابن حذیفہ ابن بدر فزاری) اپنے غطفان کے رسالے کے ساتھ غابہ[1] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر چھاپا مارا۔ ان اونٹوں کے پاس غفاری قبیلے کا ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ تھا۔ عُیینہ نے مرد کو قتل کر دیا اور بیوی کو اٹھا کر لے گیا[2]۔

ابن الاکوع کی دلاوری ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم ابن عمر ابن قتادہ اور عبد اللہؓ بن ابی بکرؓ اور ان لوگوں نے جنھیں میں متہم نہیں کرتا، غزوہ ذی قرد کے سلسلے میں عبد اللہ بن کعب بن مالک کی یہ روایت بیان کی۔ ان میں سے ہر راوی نے روایت کا کچھ کچھ حصہ بیان کیا۔ جس کا مجموعہ یہ ہے: سلمہ بن عمرو بن الاکوع اسلمی پہلے آدمی تھے، جنھیں ابن حصن کی غارت گری کا علم ہوا۔ یہ صبح ہوتے ہی تیر و کمان سے آراستہ ہو کر غابہ کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ طلحہ ابن عبید اللہ کا لڑکا بھی تھا جو ان کا گھوڑا لیے جا رہا تھا۔ جب یہ ثنیۃ الوداع پر چڑھے، تو دشمنوں کے گھوڑے نظر آئے، انھوں نے سلع کی سمت جھانک کر دیکھا اور واصباحاہ کا نعرہ لگایا۔ (گویا دوسروں کو آگاہ کر دیا) پھر نکل کر دشمنوں کے پیچھے دوڑ پڑے۔ دوڑتے وقت بالکل ایک درندے کی طرح معلوم ہو رہے تھے، بالآخر دشمنوں سے جا بھڑے اور تیروں سے ان کا رخ پھیرنے لگے۔ جب تیر پھینکتے تو کہتے، خُذھا و انا ابن الاکوع، الیوم یوم الرُضّع (یہ لو، میں ابن الاکوع ہوں آج کا دن کمینے آدمیوں کی ہلاکت کا دن ہے) جب دشمن کے سواروں کا رخ ان کی طرف ہوا تو وہ بھاگنے لگے، پھر پلٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور جب بھی تیر اندازی کا موقع ملتا، تیر مارنے سے نہ چوکتے۔ ساتھ ساتھ کہتے جاتے، یہ تیر کھاؤ، میں ابن الاکوع ہوں۔ آج کا دن کمینے آدمیوں کی ہلاکت کا دن ہے دشمنوں میں کوئی یہ کہتا ہوا سنا گیا کہ: یہ اکوع کا بچہ ہمارا صبح کا ناشتا ہے۔

---

[1] غابہ مدینہ منورہ کے شمال میں قریب ہی ایک مقام ہے۔ [2] ابن سعد نے بتایا ہے کہ یہ حضرت ابوذر غفاریؓ کا فرزند تھا۔

دینِ حق کے سوار

ابن الاکوع کی پکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے مدینہ میں "الفزع الفزع" خطرہ خطرہ کا نعرہ بلند کیا۔ اس پر تمام مسلمان سوار رسولؐ اللہ کی طرف دوڑ پڑے۔ ان میں جو سب سے پہلے پاس پہنچے وہ مقداد بن عمرو تھے، انھیں کو مقداد بن الاسود کہا جاتا تھا۔ یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ مقداد انصاری کے بعد جو سوار سب سے پہلے رسول اللہؐ کے پاس آکر رُکے، وہ عباد بن بشر (ابن وقش بن زُغبہ بن زعُورا)، بنو عبدالاشہل کے ایک فرد سعد بن زید، بنو کعب بن عبدالاشہل کے ایک فرد، اُسید بن ظُہیر، اخو بنو حارثہ بن حارث، مگر اس میں شک کیا جاتا ہے۔ عُکّاشہ بن مِحصَن، اخو بنو اسد بن خزیمہ، محرز بن نضلہ، اخو بنو اسد بن خزیمہ، ابو قتادہ حارث بن ربعیؓ، اخو بنو سلمہ، ابو عیاش، عبید بن زید بن صامت، اخو بنو زریق تھے۔ ان سب لوگوں کے پہنچنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید کو امیر مقرر فرمایا۔ جیساکہ مجھے بتایا گیا ہے۔ پھر فرمایا: تم جاکر ان کا پیچھا کرو۔ میں بھی تم سے آکر ملتا ہوں۔

رسول اللہ صلعم کی نصیحت

جیساکہ مجھے بنو زُریق کے آدمیوں سے معلوم ہوا، رسول اللہ صلعم نے ابوعیاش (عبید بن زید) سے فرمایا، ابو عیاش! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم اپنا گھوڑا کسی ایسے آدمی کو دے دو جو تم سے بہتر سوار ہو۔ اور وہ دشمن سے جاکر لڑے۔ ابو عیاش کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سب سے اچھا سوار ہوں: پھر میں نے گھوڑا اچلا دیا خدا کی قسم! وہ مجھے پچاس فداع (ہاتھ) بھی لے کر نہ چلا ہوگا کہ گرادیا۔ اب مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ تم یہ گھوڑا اپنے سے بہتر سوار کو دے دو اور میں نے جواب دیا تھا کہ میں سب سے اچھا سوار ہوں۔ بنو زریق کے لوگوں کا کہنا ہے کہ پھر رسول اللہ صلعم نے ابو عیاش کا یہ گھوڑا معاذ ابن ماعص یا عائذ بن ماعص (بن قیس ابن خَلَدہ) کو عنایت فرمایا، ان سواروں میں ان کا آٹھواں نمبر تھا اور بعض لوگ سلمہ بن الاکوع کو آٹھواں سوار شمار کرتے ہیں اور اسید بن ظہیر، اخو بنو حارثہ کو ساقط کرتے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون تھا۔ سلمہ اس روز سوار نہ تھے، بلکہ پہلے پیادہ تھے۔ جو دشمن سے جاکر لڑے۔ غرض یہ سب سوار نکلے اور دشمن سے مقابلہ کیا۔

مُحرِز کی سبقت اور شہادت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جس سوار نے سب سے پہلے دشمن سے لڑائی کی۔ وہ محرز بن نضلہ تھے، اخو بنو اسد بن خزیمہ، محرز کو اُخرَم اور قمیرؔ بھی کہا جاتا تھا۔ نیز بیان کیا

لہ بعض نے اخزم اور نمیرؔ لکھا ہے

کہ جب رسول اللہ صلعم نے خطرے کا اعلان فرمایا تھا، تو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سن کر محمود بن مسلمہ کا گھوڑا جولانی کرنے لگا۔ اور یہ گھوڑا گھر کے چارے پر رہتا تھا، اسے باہر گھاس کھانے نہیں بھیجا جاتا تھا۔ بنو عبد الاشہل کی کچھ عورتوں نے اسے کھجور سے بندھا ہوا جولانی کرتے دیکھا تو کہا: قمیر! (محرز!) کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ اور مسلمانوں سے مل کر دشمن کا مقابلہ کرو؟ اس گھوڑے کی جو حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔" محرز نے کہا: "ہاں!" ان عورتوں نے گھوڑا لاکر محرز کو دے دیا۔ محرز اس پر بیٹھ کر نکلے، ابھی انھوں نے اسے ایڑ لگائی تھی کہ یہ آن کی آن میں دشمن کے سر پر پہنچ گیا۔ محرز نے وہاں پہنچتے ہی پکار کر کہا: "اے گروہ بنو للکیعہ! (کمینی ماں کی اولاد) ٹھہرے رہو، ابھی مہاجرین اور انصار تم سے لڑنے کے لیے پہنچ رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ محرز کی یہ بات سن کر دشمنوں کے ایک آدمی نے بڑھ کر محرز پر حملہ کیا، انھیں قتل کر دیا۔ گھوڑا جولانی کرنے لگا۔ مگر اس پر دشمن قابو نہ پا سکے اور یہ آکر بنو عبد الاشہل کے یہاں اپنے تھان پر کھڑا ہو گیا۔ (اس واقعے میں محرز کے سوا اور کوئی مسلمان نہ مارا گیا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے متعدد اہل علم نے بیان کیا کہ اس روز مسلمانوں میں سے محرز کے ساتھ وقاص بن مجزز مدلجی کو بھی مار ڈالا گیا۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا: محمود کے گھوڑے کا نام "ذو اللمۃ" تھا ابن ہشام کا بیان ہے کہ سعد بن زید کے گھوڑے کا نام "لاحق" مقداد کے گھوڑے کا نام "بعزجہ" یا "سبحہ" عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا نام "ذو اللمۃ" ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام "حزوہ" عباد ابن بشر کے گھوڑے کا نام "لماع" اسید ابن ظہیر کے گھوڑے کا نام "مسنون" اور ابو عیاش کے گھوڑے کا نام "جلوہ" تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن کعب بن مالک کی یہ روایت ان اشخاص نے بیان کی جو مجزز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے، جس کا نام "جناح" تھا۔ محرز قتل ہوئے تو جناح بھی چھن گیا۔

مشرکین کے مقتولین

جب سب سوار ایک جگہ باہم مل گئے تو ابو قتادہ بن حارث (بن ربعی، اخو بنو سلمہ) گئے اور حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر دیا اور اپنی چادر سے اسے ڈھانپ دیا۔ پھر آکر لوگوں میں مل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں

کی طرف متوجہ ہوئے۔ بروایت ابن ہشام، ابن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا گیا، بروایت ابن اسحٰق حبیب، ابو قتادہ کی چادر سے ڈھنپا ہوا تھا، لوگوں نے "اِنَّا لِلّٰہِ" پڑھا اور کہا کہ ابو قتادہ تو مارے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ابو قتادہ نہیں بلکہ ابو قتادہ کا مقتول ہے، اس پر انھوں نے اپنی چادر ڈال دی تاکہ تم پہچان سکو، وہ ان کا مارا ہوا آدمی ہے۔

عُکّاشہ ابن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو کو پالیا، یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، عکاشہ نے ان دونوں کو ایک ہی نیزے میں پرو دیا اور دونوں ایک ساتھ قتل ہو گئے۔ کچھ اونٹ واپس لے لیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر ذی قرد کے پہاڑ پر ٹھہرے اور وہیں لوگ آپ سے آملے، آپ نے وہاں ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ سلمۃ ابن الاکوع نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ سو آدمی ہمارے ساتھ بھیج دیں تو میں باقی اونٹ بھی واپس لے آؤں اور ساتھ ہی دشمنوں کی گردنیں کاٹ آؤں، رسول اللہ صلعم نے جیسا کہ مجھے معلوم ہوا، فرمایا: "اب ان اونٹنیوں کا دودھ غطفان میں پیا جا رہا ہے"۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سو مسلمانوں پہ ایک اونٹ کے حساب سے مالِ غنیمت تقسیم کیا اور وہاں (ایک دن اور ایک رات کے) قیام کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

غفاری کی بیوی اور اس کی نذر

اب غفاری کی بیوی رسول اللہ ؐ کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پہ بیٹھی ہوئی آپ کی خدمت میں واپس آئی اور پورا قصہ آپ کو سنایا۔ اس سے فارغ ہو کر عرض کیا: یارسول ؐ اللہ! میں نے نذر کی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس اونٹنی کے ذریعے سے مجھے نجات دلوا دی تو میں اس کی قربانی کروں گی۔" یہ سن کر آپ مسکرا دیے اور فرمایا: "تو نے اس اونٹنی کو بہت برا بدلہ دیا جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے تجھے سواری دی اور نجات دلوائی، اسی کو تو ذبح کر کے قربانی کرنا چاہتی ہے۔ معصیت خالق میں نذر کا اعتبار نہیں، نہ اس چیز کی نذر کا اعتبار ہے جس کی تو خود مالک نہ ہو، یہ تو میرے اونٹوں، اونٹنیوں میں سے ہے۔ اس لیے تو اللہ کی برکت کے ساتھ گھر واپس جا"۔

غفاری کی بیوی، اس کا سارا قصہ، اس نے رسول اللہ صلعم سے جو گفتگو کی اور خود آپ نے اس کا جو جواب دیا، یہ پوری روایت حسن ابن ابو حسن بصری کی ہے، جو ابو الزبیر مکی نے بیان کی ہے۔

حسانؓ کے اشعار واقعہ ذی قرد کے سلسلے میں جو اشعار کہے گئے، ان میں سے حسان ابن ثابت کے یہ شعر بھی ہیں:۔

لَوْلَا الَّذِي لَاقَتْ وَمَسَّ نُسُورَهَا ‏ بِجَنُوبِ سَايَةَ أَمْسِ فِي التَّقْوَادِ
لَلَقِينَكُمْ يَحْمِلْنَ كُلَّ مُدَجَّجٍ ‏ حَامِي الْحَقِيقَةِ مَاجِدِ الْأَجْدَادِ
وَلَسَرَّ أَوْلَادَ اللَّقِيطَةِ أَنَّنَا ‏ سِلْمٌ غَدَاةَ فَوَارِسِ الْمِقْدَادِ

اگر کل مقام سایہ کے جنوب میں گھوڑوں کے چلنے میں وہ پتھریلی اور کنکریلی زمین حائل نہ ہو جاتی، جس سے ہمارے گھوڑوں کو سامنا کرنا پڑا، اور جو ان کے سموں میں کنکریاں چبھو رہی تھی، تو یہ گھوڑے حق کے حامی، آباؤ اجداد کی طرف سے عالی نسب، ہتھیاروں سے لیس، سواروں کو لیے ہوئے تم سے ضرور ٹکر لیتے۔ پھر ان لوگوں کے لیے جن کے باپ دادا کا بھی پتا نہیں، یہی بات زیادہ خوش کن ہوتی کہ انھوں نے مقداد کے سواروں سے جنگ نہ کی۔

كُنَّا ثَمَانِيَةً وَكَانُوا جَحْفَلًا ‏ لَجِبًا نَشُكُّوا بِالرِّمَاحِ بِدَادِ

ہم کل آٹھ سوار تھے اور ان کا ایک لشکر تھا، پھر بھی نیزوں سے ان کے ٹکڑے اڑا دیے گئے۔

كُنَّا مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ‏ وَيُقَدِّمُونَ عِنَانَ كُلِّ جَوَادِ

ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ان کے یہاں پہنچ کر مقابلہ کر رہے تھے اور اپنے بہترین گھوڑوں کی لگامیں تھامے آگے بڑھے جا رہے تھے۔

كَلَّا وَرَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَى مِنًى ‏ يَقْطَعْنَ عُرْضَ مَخَارِمِ الْأَطْوَادِ
حَتَّى نَبِيلَ الْخَيْلَ فِي عَرَصَاتِكُمْ ‏ وَنَئُوبَ بِالْمَلَكَاتِ وَالْأَوْلَادِ
رَهْوًا بِكُلِّ مُقَلِّصٍ وَطِمِرَّةٍ ‏ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ عَطَفْنَ وَوَادِي

قسم ہے منیٰ کی طرف جھوم جھوم کر چلنے والے ان اونٹوں کے پروردگار کی جو پہاڑوں کی پگڈنڈیوں کے کنارے کنارے چلتے ہیں۔ ہم آگے بڑھے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو تمھارے گھروں کے بالکل وسط میں پہنچ کر پیشاب کرایا، پھر تمھاری عورتوں اور بچوں کو لے کر ایسے تیز اور چست گھوڑوں کے ساتھ جو ہر میدان اور وادی سے مڑ مڑ کر نکل رہے تھے، خراماں خراماں واپس آگئے۔

أَفْنَى دَوَابِرَهَا وَلَاحَ مُتُونَهَا ... يَوْمٌ تُقَادُ بِهِ وَيَوْمُ طِرَادِ

جنگ و معرکہ، مقاتلہ و مقابلہ کے ایام نے جن میں انھیں چلایا جاتا ہے۔ ان کے پچھلے حصوں کو مٹا کر رکھ دیا ہے اور ان کی پشتوں کی ہڈیاں نمایاں کر دی ہیں۔

فَكَذَاكَ إِنَّ جِيَادَنَا مَلْبُونَةٌ ... وَالْحَرْبُ مُشْعَلَةٌ بِرِيحٍ غَوَادِي

پھر اسی طرح ہمارے گھوڑوں کو جب جنگ کے شعلے بھڑکتے ہوتے ہیں، صبح کی ہواؤں کا دودھ پلایا جاتا ہے۔

وَسُيُوفُنَا بِيضُ الْحَدَائِدِ تَجْتَلِي ... جُنَنَ الْحَدِيدِ وَهَامَةَ الْمُرْتَادِ

اور ہماری چمکیلے لوہے کی تلواریں لوہے کی ڈھالوں اور طلب گاران جنگ کے سر کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔

أَخَذَ الْإِلَهُ عَلَيْهِمُ لِحَرَامِهِ ... وَلِعِزَّةِ الرَّحْمٰنِ بِالْأَسْدَادِ

خدائے رحمٰن نے (اپنے دین و شعائر دین) کی حرمت و عزت کے لیے ان کفار کے سامنے موانع اور رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔

كَانُوا بِدَارٍ نَاعِمِينَ فَبُدِّلُوا ... أَيَّامَ ذِي قَرَدٍ وُجُوهَ عِبَادِ

یہ کفار اپنے گھروں میں عیش و تنعم کی زندگی گزار رہے تھے، مگر پھر واقعہ ذی قرد میں ان کے چہرے غلاموں کے چہروں سے تبدیل کر دیے گئے۔

سعدؓ ابن زید کی خفگی

ابن ہشام نے کہا: حسانؓ ابن ثابت نے جب مذکورہ بالا اشعار کہے تو سعدؓ ابن زید ان پر خفا ہوئے اور قسم کھائی کہ وہ ان سے کبھی بات نہ کریں گے۔ سعد نے کہا: گھوڑے اور سوار تو میرے تھے جو مقابلے پر گئے تو نے انھیں مقداد کی طرف منسوب کر دیا۔ حضرت حسان نے ان سے معذرت کی اور کہا خدا کی قسم! میرا مقصد ہرگز یہ نہ تھا لیکن اتفاق سے قافیہ میں مقداد کا نام آگیا، پھر چند اشعار اور کہے، جن سے سعد ابن زید کو راضی کرنا مقصود تھا۔

إِذَا أَرَدْتُمُ الْأَشَدَّ الْجَلْدَا ... أَوْ ذَا غَنَاءٍ فَعَلَيْكُمْ سَعْدَا

سَعْدَ ابْنَ زَيْدٍ لَا يُهَدُّ هَدًّا

جب تم کسی سخت جان بہادر اور مستغنی آدمی کا ارادہ کرو، تو سعدؓ کو پکڑو۔ سعدؓ ابن زید کو جسے کسی صورت سے متزلزل نہیں کیا جا

سکتا۔

مگر سعد اس سے راضی نہ ہوئے اور ان اشعار سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

حسانؓ کے مزید اشعار

اور یہ اشعار بھی حسان ابن ثابت نے واقعہ ذی قرد کے بارے میں کہے ہیں:۔

اَظَنَّ عُيَيْنَةُ اِذْ زَارَهَا ۔۔۔ بِاَنْ سَوْفَ يَهْدِمُ فِيهَا قُصُوْرًا

کیا عُیَینہ جب مدینہ آیا تھا تو اس نے یہ گمان کر لیا تھا کہ وہ مدینہ کے محلوں کو منہدم کر دے گا۔

فَاَكْذِبْتَ مَا كُنْتَ صَدَّقْتَهُ ۔۔۔ وَقُلْتُمْ سَنَغْنَمُ اَمْرًا كَبِيْرًا

جس چیز کو تو نے سچ کر کے دکھانا چاہا، اس میں تجھے جھوٹا ثابت کر دیا گیا، اور تم لوگوں نے کہا تھا کہ ہم جلد ایک مالِ کثیر غنیمت میں حاصل کر کے رہیں گے۔

فَعِفْتَ الْمَدِيْنَةَ اِذْ زُرْتَهَا ۔۔۔ وَاٰنَسْتَ لِلْاُسْدِ فِيهَا زَئِيْرًا

جب تو مدینہ آیا اور وہاں شیروں کی گرج محسوس کی تو تیرے چھکے چھوٹ گئے اور مدینہ سے گھبرا گیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا كَشَدِّ النَّعَامِ ۔۔۔ وَلَمْ يَكْشِفُوْا عَنْ مُلِطٍّ حَصِيْرًا

پھر وہ اتنی تیزی سے بھاگے جیسے شتر مرغ بھاگتے ہیں اور کسی اونٹ کے قریب بھی نہ آ سکے۔

اَمِيْرٌ عَلَيْنَا رَسُوْلُ الْمَلِيْكِ ۔۔۔ اَحْبِبْ بِذَاكَ اِلَيْنَا اَمِيْرًا

رَسُوْلٌ نُصَدِّقُ مَا جَاءَهُ ۔۔۔ وَيَتْلُوْا كِتَابًا مُضِيْئًا مُنِيْرًا

مالک الملک کے پیغمبرؐ ہمارے امیر تھے۔ ہمارے سب سے زیادہ محبوب امیر، ایسے پیغمبر کہ جو کچھ وہ لائے۔ ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ وہ ہمیں نور اور روشنی والی کتاب پڑھ کر سناتے ہیں۔

کعب ابن مالک کے اشعار

اور کعب ابن مالک نے واقعہ ذی قرد کے موقع پر سواروں کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:۔

أَتَحْسَبُ أَوْلَادُ اللَّقِيطَةِ أَنَّنَا عَلَى الْخَيْلِ لَسْنَا مِثْلَهُمْ فِي الْفَوَارِسِ

کیا وہ لوگ جن کے باپ دادا کا بھی پتا نہیں، یہ خیال کرتے ہیں کہ گھوڑوں پر بیٹھ کر ہم شہسواری میں ان کے مماثل نہیں ہو سکتے؟۔

وَإِنَّا أُنَاسٌ لَا نَرَى الْقَتْلَ سُبَّةً وَلَا نَنْثَنِي عِنْدَ الرِّمَاحِ الْمَدَاعِسِ

حالانکہ ہم وہ لوگ ہیں جو قتل کو گالی نہیں سمجھتے اور نہ چلتے ہوئے نیزوں کے وقت پیٹھ دکھاتے ہیں۔

وَإِنَّا لَنَقْرِي الضَّيْفَ مِنْ قَمَعِ الذُّرَا وَنَضْرِبُ رَأْسَ الْأَبْلَخِ الْمُتَشَاوِسِ

اور ہم (اونٹوں کے) کوہانوں کے بالائی حصے سے (جو خوب چربی والا ہوتا ہے) اپنے مہمانوں کی تواضع کرتے اور تلواروں سے مارے غرور کے ترچھی نگاہ سے دیکھنے والے متکبر کا سر قلم کر دیتے ہیں۔

نَرُدُّ كُمَاةَ الْمُعْلَمِينَ إِذَا انْتَخَوْا بِضَرْبٍ يُسَلِّي نَخْوَةَ الْمُتَقَاعِسِ

نشان جنگ لگا کر چلنے والے بہادر جب اپنی نخوت کا اظہار کرتے ہیں تو ہم تلوار کی ایک ایسی ضرب سے ان کا منہ پھیر دیتے ہیں جو اُقعس (احدب یعنی کبڑے کے برعکس اقعس سے مراد وہ شخص ہے جس کا سینہ غیر معتدل طور پر آگے کی طرف نکلا ہو) کی طرح اکڑ کر چلنے والے کی نخوت کے لیے خاصی تسلی بخش ہوتی ہے۔

بِكُلِّ فَتًى حَامِي الْحَقِيقَةِ مَاجِدٍ كَرِيمٍ كَسِرْحَانِ الْغَضَاةِ مُخَالِسِ

(ہم دشمنوں کا منہ) ایسے نوجوانوں کے ذریعے سے (پھیر دیتے ہیں)، جو حق کے حامی، شریف النسل، فیاض اور (دشمنوں کو) درخت عضاۃ کی جھاڑیوں میں رہنے والے بھیڑیے (ایسا بھیڑیا بہت خطرناک ہوتا ہے)، کی طرح اچک لینے والے ہیں۔

يَذُودُونَ عَنْ أَحْسَابِهِمْ وَتِلَادِهِمْ بِبِيضٍ تَقُدُّ الْهَامَ تَحْتَ الْقَوَانِسِ

یہ نوجوان اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کے لیے ایسی تلواروں سے مدافعت کرتے ہیں جو خودوں میں چھپے ہوئے سر بھی کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔

فَسَائِلْ بَنِي بَدْرٍ إِذَا مَا لَقِيتَهُمْ بِمَا فَعَلَ الْإِخْوَانُ يَوْمَ التَّمَارُسِ

پس بنو بدر سے ملو تو ان سے پوچھو کہ جنگ کی شمشیر زنی کے وقت

بھائیوں نے کیا کیا!

إِذَا مَا خَرَجْتُمْ فَاصْدُقُوا مَنْ لَقِيتُمْ ... وَلَا تَكْتُمُوا أَخْبَارَكُمْ فِي الْمَجَالِسِ

جب تم گھر سے نکلو، تو جن جن لوگوں سے تمھاری ملاقات ہو، ان سے سچ بولنا اور مجلسوں میں اپنی بات نہ چھپانا۔

وَقُولُوا زَلِلْنَا عَنْ مَخَالِبِ خَادِرٍ ... بِهِ وَحَرٌ فِي الصَّدْرِ مَا لَمْ يُمَارِسِ

اور (صاف صاف) بتا دینا کہ اس شیر کے پنجوں کے ڈر سے ہم لڑکھڑا کر گر گئے۔ جس کے سینے میں اس وقت تک غصہ اور کینہ بھرا رہتا ہے جب تک وہ حملہ نہیں کر لیتا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے یہ شعر "إِنَّا لَنَقْرِي الضَّيْفَ" ابوزید انصاری نے سنایا۔

شدّاد کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا اور شدّاد ابن عارض جُشَمی نے واقعہ ذی قرد کے موقع پر عُیَینہ ابن حصن کے متعلق یہ اشعار کہے۔ (ابو مالک، عیینہ کی کنیت تھی)

فَهَلَّا كَرَرْتَ أَبَا مَالِكٍ ... وَخَيْلُكَ مُدْبِرَةٌ تُقْتَلُ

اے ابو مالک! جب تیرے سوار پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہوئے مارے جا رہے تھے، اس وقت تو نے پلٹ کر حملہ کیوں نہ کیا؟

ذَكَرْتَ الْإِيَابَ إِلَى عَسْجَرٍ ... وَهَيْهَاتَ بَعُدَ الْمُقْفَلُ

تو نے عسجر (ایک مقام مکہ کے قریب) کی طرف لوٹنے کا ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ بات بعید از قیاس ہے، تیرا لوٹنا تو تجھ پر دوبھر ہو گیا تھا۔

وَطَمْأَنْتَ نَفْسَكَ ذَا مَيْعَةٍ ... مِسَحَّ الْفَضَاءِ إِذَا يُرْسَلُ

اور تو اپنے اس نفس (جان) کو اطمینان دلا رہا تھا، جو تجھ سے اسی طرح بھاگ رہا تھا، جس طرح کوئی گھوڑا چھوڑے جانے پر وفور نشاط سے وسیع ترین میدان میں تیزی سے بھاگا جا رہا ہو۔

إِذَا قَبَّضَتْهُ إِلَيْكَ الشِّمَا ... لُ جَاشَ كَمَا اضْطَرَمَ الْمِرْجَلُ

جب شمال نے اس نفس پر تیرا قبضہ کرایا تو اس وقت وہ اسی طرح جوش میں آ رہا تھا جس طرح گرم ہانڈی میں اُبال آتا ہے۔

فَلَمَّا عَرَفْتُمْ عِبَادَ الْإِلَـ ... ـهِ لَمْ يَنْظُرِ الْآخِرُ الْأَوَّلُ

پس جب تم نے دیکھ لیا کہ اللہ کے خاص بندے اس طرح کے ہیں کہ پہلا

جانے والا دوسرے کا انتظار نہیں کرتا۔

عَرَفْتُمْ فَوَارِسَ قَدْ عَوَّدُوا　　طِرَادَ الْكُمَاةِ إِذَا أُسْهِلُوا

تو تم نے ان سواروں کو پہچان لیا جو بہادروں سے ٹکر لینے کے اس وقت عادی ہیں، جب انھیں چھوڑا جائے۔

إِذَا طَرَدُوا الْخَيْلَ تَشْقَى بِهِمْ　　فِضَاحًا وَإِنْ يُطْرَدُوا يَنْزِلُوا

جب ہمارے یہ سوار گھوڑوں کو دفع کر رہے تھے تو نہایت ذلّت و رسوائی سے تمھاری بدبختی آگئی تھی اور اگر انھیں دفع کیا جاتا تو وہ اور ڈٹ جاتے۔

فَيَعْتَصِمُوا فِي سَوَاءِ الْمَقَا　　مِ بِالْبِيضِ أَخْلَصَهَا الصَّيْقَلُ

پھر کسی ہموار مقام پر اپنی ان تلواروں سے اپنی حفاظت کرتے تھے جنھیں خوب صیقل کیا گیا تھا۔

باب ۱۳۶

غزوۂ بنی المُصطلق

جنگ کی تاریخ

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ حصہ جمادی الآخرہ کا اور پورا رجب مدینہ میں رہ کر گزارا۔ پھر آپ شعبان سنہ ۶ھ[۱] میں بنو خزاعہ کے ایک قبیلہ بنو المصطلق کے ساتھ جنگ کے ارادے سے نکلے، اور بقول ابن ہشام، ابوذر غفاریؓ کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا، ایک روایت یہ ہے کہ نُمیلہ ابن عبداللہ لیثی کو عامل مقرر کیا گیا۔

جنگ کا سبب

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم ابن عمر ابن قتادہ، عبداللہؓ بن ابوبکرؓ، اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے غزوہ بنی المصطلق کے بارے میں روایات کے الگ الگ ٹکڑے بیان کیے۔ ان سب کا مجموعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی۔ بنی المصطلق آپ کے مقابلے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں، ان کا قائد حارث بن ابو ضرار تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارث کا والد تھا، یہ خبر سن کر آپ ان کے مقابلے کے لیے نکلے اور ان کے ایک چشمہ بنام مُریسیع پر جا کر رکے۔ مُریسیع قُدَید کے نواحی میں ساحل کی طرف واقع ہے۔ بالآخر تصادم ہوا اور خوں ریزی کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنو المصطلق کو شکست دے دی۔ ان کے جو آدمی مارے گئے، وہ مارے گئے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد، ان کی عورتیں اور ان کے اموال سب بطور غنیمت عطا فرمائے۔

مسلمانوں میں سے بنو کلب بن عوف (بن عامر بن لیث بن بکر) کے ایک آدمی، جنھیں ابن ضُبابہ کہا جاتا تھا، عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک انصاری کے ہاتھ سے مارے گئے۔ انصاری نے انھیں دشمن سمجھا اور غلطی سے قتل کر دیا۔

۱؎ شعبان ۶ھ، ۱۶ دسمبر ۶۲۷ء سے شروع ہوا، لیکن یہ تاریخ محل نظر بتائی جاتی ہے۔ یہ غزوہ ۶ھ کا نہیں ۵ھ کا ہے۔ خندق و بنی قریظہ سے پیشتر کا۔ مولانا شبلی نعمانیؒ نے "سیرۃ النبیؐ" میں اسے ۵ھ ہی کا بتایا ہے۔

جہجاہ اور سنان کا جھگڑا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اسی چشمے (مُریسیع) ہی پر تشریف فرما تھے کہ ایک واقعہ رونما ہوا۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کا ایک غِفاری اجیر، بنام جہجاہ ابن مسعود ان کے ساتھ تھا جو ان کا گھوڑا لیے کر چل رہا تھا، چشمے پر جہجاہ اور سنان ابن وَبَر جہنی، بنو عوف ابن خزرج کے حلیف، میں باہمی ٹکراؤ ہو گیا، دونوں لڑنے لگے۔ جُہنی نے آواز دی۔ "یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ"! (اے انصار کے گروہ!) اور جہجاہ نے بھی کہا: یَا مَعْشَرَ الْمُھَاجِرِیْنَ! (اے مہاجرین کے گروہ!) اس پر عبد اللہ بن ابی بن سلول کو غصہ آیا۔ اس کے ہم قوموں کی ایک ٹولی ساتھ تھی، اس ٹولی میں ایک نوعمر لڑکا زید بن ارقم بھی موجود تھا

عبد اللہ بن اُبیّ

عبد اللہ بن اُبی نے کہنا شروع کیا: "اچھا! کیا ان لوگوں نے یہ (حوصلہ) کیا ہے انھوں نے ہمارے اندر منافرت پیدا کر دی اور ہمارے ہی شہروں میں ہم پر اکثریت اور طاقت حاصل کرنی چاہی۔ خدا کی قسم! ہم ان جلابیبِ قریش (قلاش قریشیوں) کو اپنے برابر شمار کر کے اس کے سوا کیا کریں گے کہ پہلے لوگوں کی کہی ہوئی اس مثال کے مصداق بن جائیں: "سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ (یعنی اپنے کتے کو موٹا کر، تاکہ تجھے کھا جائے۔") (مطلب یہ ہے کہ جو کتے کو پال کر موٹا تازہ کرتا ہے، اس کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ کتا اسے کھا جاتا ہے دشمن کو پالنا کتے کو پالنا ہے، ہاں! سن لو! خدا کی قسم! ہم جب واپس ہو کر مدینہ پہنچیں گے، تو ان میں جو زیادہ طاقت وغلبہ والے ہیں، وہ اپنے سے کمزوروں کو یقینی طور پر نکال کر رہیں گے۔ (یعنی ہم طاقتور ہیں اور یہ کمزور، اس لیے ہم مدینہ پہنچ کر ان مسلمانوں کو وہاں سے نکال کر رہیں گے۔)

اس کے بعد اس کی ٹولی کے جو لوگ وہاں موجود تھے ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا: یہ سب کچھ تمھارا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے انھیں اپنے بلاد میں جگہ دی۔ اور اپنا مکان، جائداد، مال ومتاع سب کچھ تقسیم کر کے دے دیا، ہاں دیکھو! خدا کی قسم! کاش تم ان سے اپنے ہاتھ کھینچ لو تو انھیں اپنے شہر کے سوا کسی دوسری جگہ جانے پر مجبور کر دو گے۔"

زید بن ارقم نے یہ ساری تقریر سنی اور جا کر رسول اللہ صلعم کو سنا دی۔ اس وقت رسول اللہ صلعم دشمن کی طرف سے فارغ ہو چکے تھے، آپ کے پاس عمرؓ بن خطاب بھی موجود تھے، انھوں نے کہا، آپ عباد ابن بشر کو حکم دیجیے کہ جا کر اسے قتل کر دیں"۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: عمرؓ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے، لوگ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں (صحابہ) کو قتل کرتے ہیں، یہ مناسب نہیں، مگر اب کوچ کا اعلان کر دو۔ ابھی رسول اللہ صلعم وہاں سے کوچ نہیں کر رہے تھے، اعلان ہونے کے بعد

سب کوچ کے لیے تیار ہو گئے۔

ابنِ اُبَیّ کا اعتذار

عبداللہ ابن ابی کو معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے جو کچھ اس سے سنا تھا، جا کر رسول اللہ صلعم کو بتا دیا، تو وہ (عبداللہ ابن ابی) رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلفیہ بیان دیا: واللہ ما قلتُ ما قال ولا تکلمت بہ" یعنی خدا کی قسم! زید ابن ارقم نے جو بیان کیا وہ میں نے نہیں کہا، نہ اس سلسلے میں کوئی بات کی۔

عبداللہ ابن ابی چونکہ اپنی قوم میں بہت معزز شخص تھا، اس لیے صحابہ میں جو انصاری اس وقت حاضر تھے، انھوں نے کہا: یارسول اللہ! ممکن ہے، لڑکے کو عبداللہ ابن ابی کی بات میں وہم ہوا ہو اور جو کچھ اس نے کہا ہو، اسے یاد نہ رکھا ہو" یہ گفتگو عبداللہ ابن ابی کی پشت پناہی اور مدافعت میں کی گئی تھی۔

رسول اللہ صلعم اور اُسید بن حُضَیر

ابن اسحٰق نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر مال رکھ کر شام کے وقت چلے تو اسید ابن حضیر آ کر ملے۔ نبی کی حیثیت میں آپ کو سلام کیا، کہا: اے اللہ کے نبی! خدا کی قسم! آپ شام کے ناپسندیدہ وقت میں چل رہے ہیں، ایسے وقت میں تو آپ سفر نہیں کرتے تھے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تمھارے ساتھی نے جو کہا ہے وہ تمھیں نہیں معلوم!

اسید بن حضیر نے پوچھا: یارسول اللہ! کون ساتھی؟ آپ نے فرمایا، عبداللہ بن ابی۔"

اسید نے پھر پوچھا: عبداللہ ابن ابی نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا، اس نے کہا ہے کہ جب وہ واپس ہو کر مدینہ پہنچے گا تو جو طاقتور ہیں وہ اپنے سے کمزوروں کو شہر سے نکال کر دم لیں گے"۔

اسید نے عرض کیا: آپ چاہیں گے تو خدا کی قسم! خود آپ ہی اسے مدینہ سے نکال دیں گے۔ اے رسول اللہ! خدا کی قسم! وہی ذلیل ہے اور آپ ہی صاحب عزت و طاقت ہیں"۔ پھر کہا: اے رسول اللہ! آپ اس کے ساتھ نرمی برتیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے لیے نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس کی قوم اس کے لیے جو موتی پروتی ہے، اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ اسے عضو معطل دیا جائے، وہ سمجھتا ہے، آپ نے اس کا ملک چھین لیا ہے۔

فتنے سے حفاظت کی تدبیر

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر دن بھر چلے یہاں تک کہ شام ہو گئی، پھر رات بھر چلے اور صبح ہو گئی۔ جب دوسرے دن کا بھی بیشتر حصہ گزر گیا اور دھوپ سے لوگ پریشان ہو گئے تو آپ نے لوگوں کو

ٹھیرایا، وہ سب اتنے تھکے ہوئے تھے کہ زمین پر لیٹتے ہی نیند آگئی، ایسا آپ نے اس لیے کیا تھا کہ عبداللہ ابن ابی کی بات سے جس فتنے میں یہ گزشتہ دن پڑنے والے تھے، اس سے انھیں غافل کر دیا جائے۔ (اور فتنے کی طرف سے ذہن ہٹ جائے۔)

رفاعہ ابن زید کی موت

پھر یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر حجاز کی جانب روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچ کر حجاز کے ایک چشمہ بنام بقعاء پر نزول اجلال فرمایا، جو نقیع سے کچھ اوپر تھا۔ (یہ واقعہ بھی قابل لحاظ ہے کہ) یہاں سے آپ کی روانگی کے وقت لوگوں کے اوپر ہوا کا ایک طوفان آگیا۔ جس سے وہ خاصے پریشان اور خائف ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا، "تم لوگ گھبراؤ نہیں، یہ طوفان کسی بڑے کافر کی موت کے باعث آیا ہے۔ چنانچہ جب مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ ابن زید ابن تابوت نے اسی روز وفات پائی۔ (جس روز ہوا چلی تھی) یہ بنو قینقاع کا ایک فرد، یہودیوں کے بڑے آدمیوں میں سے ایک بڑا شخص تھا اور منافقین کی پشت پناہ تھا۔

ابن ابی کے بارے میں نزول وحی

اب عبداللہ ابن ابی اور اس جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں وہ سورۃ نازل ہوئی، جس میں منافقین کا ذکر کیا گیا ہے، اس کے نازل ہوتے ہی رسول اللہ صلعم نے زید ابن ارقم کا کان پکڑا اور فرمایا کہ یہ وہ ہے جس کے کان سے اللہ تعالیٰ نے موافقت کر دی۔ اور عبداللہ ابن عبداللہ، ابن اُبَیّ کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی، جن کے باپ کا یہ معاملہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عاصم ابن عمر ابن قتادہ نے بیان کیا کہ عبداللہ ابن عبداللہ ابن اُبَیّ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے عبداللہ ابن اُبَیّ کے بارے میں جو سنا ہے، اس کے باعث آپ انھیں قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں، اگر آپ قتل ہی کرنے والے ہیں تو میں خود جاتا ہوں، ان کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! قبیلہ خزرج کو معلوم ہے کہ اس قبیلے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنے باپ کا اتنا فرمانبردار ہو جتنا میں ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے سوا کسی دوسرے شخص کو آپ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا تو شاید میرا نفس اس بات پر قابو نہ پا سکے۔ کہ میں عبداللہ ابن ابی کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں۔ اسی طرح ایک کافر کے بدلے ایک مومن کو قتل کر دوں اور میں دوزخی بن جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کر رہا ہوں، اور جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں، ان کی صحبت کو اچھا رکھنا چاہتا ہوں۔

ابنِ اُبَیّ کی قوم

اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی جب فتنہ برپا کرتا، تو خود اسی کی قوم ناراض ہو کر اسے پکڑتی اور اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حال معلوم ہوا تو حضرت عمرؓ سے فرمایا: عمر! اب تم کیا رائے رکھتے ہو؛ خدا کی قسم! اگر میں اسی روز اسے قتل کر دیتا جب تم نے کہا تھا کہ اسے قتل کر دو تو اس کے لیے ان لوگوں کی ناک بھوں ضرور چڑھ جاتی، جنھیں اگر آج میں اس کے قتل کا حکم دوں تو وہ خود ہی اسے قتل کر دیں گے، حضرت عمرؓ نے عرض کی، واللہ! مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ کی بات میری بات سے کہیں زیادہ بابرکت ہے۔"

ابن صُبابہ کی حیلہ جوئی

ابن اسحٰق نے کہا: مقیس ابن صُبابۃؓ بظاہر مسلمان ہو کر مکہ سے یہاں آیا اور رسول اللہ صلعم سے کہا: یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اپنے بھائی کا خون بہا لے لوں۔ جو خطاءً قتل کیا گیا ہے، آپ نے اس کے بھائی ہشام ابن صبابہ کی دیت اسے دینے کے لیے حکم فرمایا (اس حکم کی تعمیل ہوگئی۔) پھر مقیس زیادہ نہیں ٹھہرا تھا کہ یہ گیا، اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا، اس نے جو اشعار کہے، ان میں سے چند یہ ہیں۔

شَفَی النَّفْسَ اِنْ قَدْ مَاتَ بِالْقَاعِ مُسْنَدًا ۔۔۔ تُضَرِّجُ ثَوْبَیْهِ دِمَاءُ الْاَخَادِعِ

میرے نفس کو اس بات سے کیسی شفا مل گئی کہ وہ مر کر زمین پہ گرا اور اس کی گردن کی رگوں سے بہتا ہوا خون اس کے کپڑوں کو رنگین بنا رہا تھا۔

وَكَانَتْ هُمُوْمُ النَّفْسِ مِنْ قَبْلِ قَتْلِهٖ ۔۔۔ تُلِمُّ فَتَحْمِیْنِیْ وِطَاءَ الْمَضَاجِعِ

اس کے قتل سے قبل میرے دل کا غم و اندوہ ہر وقت مجھ پر طاری رہتا اور بستر پر لیٹنے سے مانع آتا تھا۔

حَلَلْتُ بِهٖ وِتْرِیْ وَاَدْرَكْتُ ثُؤْرَتِیْ ۔۔۔ وَكُنْتُ اِلَی الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعِ

اس کے قتل سے میں نے اپنا خون بہا حاصل کر لیا، پھر اپنے بتوں کی طرف فوراً واپس بھی آگیا۔

ثَاَرْتُ بِهٖ فِهْرًا وَحَمَّلْتُ عَقْلَهٗ ۔۔۔ سَرَاةَ بَنِی النَّجَّارِ اَرْبَابَ فَارِعِ

اس طور پر میں نے فہر کا انتقام لے لیا اور اس کی دیت کا بوجھ بنو نجار کے

سرداروں پر ڈال دیا جو قلعہ فارع کے مالک ہیں۔

مقیس ابن صبابہ نے یہ شعر بھی کہے:۔

جَلَّلْتُهُ بِضَرْبَةٍ بَاءَتْ لَهَا وَشَلٌ ‏ مِنْ نَاقِعِ الْجَوْفِ يَعْلُوهُ وَيَنْصَرِمُ

میں اس پر تلوار کی ایک ایسی ضرب سے چھا گیا، جس سے خون کا پورا بدلہ مل گیا۔ اس ضرب سے اس کے پیٹ کے خون کے قطرے نکل نکل کر اس پر چڑھ رہے تھے اور اس کے جسم سے خون ختم ہو رہا تھا۔

فَقُلْتُ وَالْمَوْتُ تَغْشَاهُ أَسِرَّتُهُ ‏ لَا تَأْمَنَنَّ بَنِي بَكْرٍ إِذَا ظَلَمُوا

جس وقت موت کی مار اس پر پڑ رہی تھی، میں نے کہا تھا، بنو بکر پر جب ظلم کیا جائے تو ان سے کسی طرح مامون نہ ہونا۔

ابن ہشام نے کہا: واقعہ بنی مصطلق میں مسلمانوں کا شعار (نشان جنگ) یَا مَنْصُورُ، اَمِتْ اَمِتْ تھا (منصور، جس کی مدد کی گئی ہو، امیت، مارو)

ابن اسحٰق نے کہا: اس جنگ میں بنو مصطلق کے خاصے آدمی مارے گئے، حضرت علیؓ نے ان کے دو آدمیوں، مالک اور اس کے بیٹے کو مارا، عبدالرحمٰن ابن عوف نے ایک سوار مارا، جس کا نام اَحمر یا اُحَیمر تھا۔

جویریہؓ بنت حارث کا معاملہ بنو مصطلق کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے، جنھیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، ان اسیران جنگ میں جویریہؓ بنت حارث ابو ضرار بھی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد ابن جعفر ابن زبیر نے بواسطہ عروہ ابن زبیر حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے قیدیوں کو جب تقسیم کیا تو جویریہؓ بنت حارث، ثابت ابن قیس ابن شماس یا ان کے عم زاد بھائی کے حصے میں آئیں، انھوں نے اپنے مالک سے کتابت کی (آقا کے راضی ہونے پر کنیز یا غلام طے شدہ رقم ادا کرے تو اسے آزادی مل جاتی ہے، اسے کتابت کہا جاتا ہے) درخواست کی۔ جویریہؓ بہت حسین و ملیح تھیں، جو انھیں دیکھتا اس کے دل پر قابض ہو جاتیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں کہ ان سے اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد حاصل کریں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، خدا کی قسم! میں نے انھیں اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا، مجھے کراہت ہوئی، میں سمجھ گئی کہ جو (حسن و جمال) میں نے ان

میں دیکھا ہے، رسول اللہ صلعم بھی دیکھیں گے"؛ بہر حال جویریہؓ رسول اللہ صلعم کے پاس داخل ہو گئیں اور عرض کیا:۔

یا رسول اللہؐ! میں حارث ابن ابو ضرار کی بیٹی ہوں۔ جو اپنی قوم کے سردار ہیں، جو مصیبت مجھ پر آپڑی آپ سے مخفی نہیں، میں ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے عم زادہ کے حصے میں پڑی ہوں۔ میں نے انھیں کتابت پر راضی کیا ہے، اب میں آپ کے پاس حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی کتابت کے سلسلے میں آپ سے مدد حاصل کر سکوں"۔

آپ نے فرمایا: تمھارے ساتھ اس سے بہتر برتاؤ کیا جائے تو پسند کرو گی"؟

جویریہؓ نے پوچھا، وہ کیا، یا رسول اللہؐ! ؟۔

آپ نے فرمایا، یہ کہ میں تمھاری طرف سے بدل کتابت ادا کر دوں اور تم سے رشتہ ازدواج قائم کر لوں"۔

جویریہؓ نے جواب دیا: جی ہاں! یا رسول اللہ! (میں راضی ہوں)

رسول اللہ نے فرمایا: میں نے کر لیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: یہ خبر تمام لوگوں میں پھیل گئی کہ رسول اللہ صلعم نے جویریہؓ بنت حارث کو اپنے رشتہ زوجیت میں منسلک کر لیا ہے، لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ کی رشتہ دار ہیں، پھر جو کچھ کسی کو میسر آیا بطور تحائف پیش کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلعم کے جویریہؓ کو اپنی زوجیت میں لینے سے لوگوں نے بنو مصطلق کے سو، ان اسیران جنگ کو آزاد کر دیا جو بنو مصطلق کے خاندان سے تھے (کیونکہ اب یہ رسول اللہ کے رشتہ دار بن گئے تھے) میری نظر میں ایسی کوئی عورت نہیں جو اپنی قوم کے لیے اتنی باعث برکت ثابت ہوئی ہو (جتنی جویریہؓ اپنی قوم کے لیے)

حارث کا واقعہ ابن ہشام نے کہا کہ ایک روایت یہ ہے، جب آپ غزوہ بنو مصطلق سے واپس آرہے تھے اور ساتھ جویریہؓ بنت حارث بھی تھیں، اور آپ لشکر کے انتظام میں بھی مصروف تھے تو آپ نے جویریہؓ کو ایک انصاری کے پاس بطور ودیعت رکھ دیا اور انھیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا اور آپ مدینہ آگئے، اب حارث ابن ابو ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آیا، یہ جب عقیق پہنچا تو اس نے اپنے ان اونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو فدیے کے لیے لایا تھا، ان میں سے دو اونٹوں میں اسے لالچ آیا۔ اس نے انھیں عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمدؐ! تم میری بیٹی کو لے آئے ہو، یہ اس کا فدیہ ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور وہ دو اونٹ کہاں ہیں، جنھیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے؛
حارث یہ سنتے ہی بولا، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَوَ اللّٰهِ مَا اَطْلَعَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا اللّٰهُ " میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (اقرار کرتا ہوں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں، خدا کی قسم! اس معاملے میں بجز اللہ کے اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا، پس حارث اور اس کے ساتھ دو بیٹوں، نیز اس کی قوم کے کچھ اور آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا، اور دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے، حارث یہ دونوں اونٹ لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیے اور ان کی بیٹی جویریہؓ انھیں واپس کر دی گئیں۔ یہ بھی اسلام لے آئیں اور اسلام پر پختہ ہو گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد کو پیام نکاح دیا۔ انھوں نے جویریہؓ کا نکاح کر دیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہو گیا۔

ولید ابن عقبہ اور بنو المصطلق

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یزید ابن رومان نے بیان کیا کہ بنو مصطلق کے اسلام اختیار کر لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید ابن عقبہ بن ابو معیط کو ان کے پاس (صدقہ لینے) بھیجا۔ جب انھیں معلوم ہوا، کہ ولید بن عقبہ آ رہے ہیں تو یہ سوار ہو کر ولید کی طرف بڑھے، ولید نے یہ دیکھا تو ان سے خائف ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس واپس چلے گئے۔ اور خبر دی کہ بنو مصطلق کے لوگوں نے میرے قتل کا عزم کیا اور جو صدقہ دینا انھوں نے قبول کیا تھا اسے روک لیا، اس پر مسلمانوں میں ان سے جنگ کرنے کا بہت زیادہ ذکر ہونے لگا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلعم نے ان سے جہاد کا ارادہ کر لیا، اسی اثنا میں بنو مصطلق کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا اور عرض کیا:۔

یا رسول اللہ! آپ نے اپنا قاصد ہمارے پاس بھیجا تھا ہمیں اس کی اطلاع مل گئی تھی، ہم سب اس خیال سے باہر نکل آئے کہ ان کا اکرام و اعزاز (استقبال) کریں اور ہم نے جو صدقہ دینا قبول کیا تھا، وہ ادا کر دیں، مگر قاصد تیزی سے واپس ہو گئے، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے آپ سے کہا، ہم ان کے قتل کے ارادے سے نکلے تھے، واقعہ یہ ہے کہ ہم اس خیال سے نہیں نکلے تھے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ولید ابن عقبہ اور ان بنو مصطلق کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا	اے ایمان والو! اگر کوئی بے راہ رو (بخبر ذمہ دار انہ) تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔

قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ۞ وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ ۔ (الی آخر الآیة) (۴۹ : ۶ تا ۷)

کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر تمھیں شرمندہ ہونا پڑے، اور خوب سوچ سمجھ لو کہ تمھارے اندر اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمھاری بات ماننے لگیں تو تم سخت دشواریوں میں پڑ جاؤ گے۔

اور جیساکہ مجھ سے ان لوگوں نے، جنھیں میں متہم نہیں کرتا، بواسطہ زہری، عروہ، حضرت عائشہؓ کی روایت بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سفر سے واپس آ رہے تھے، یہاں تک کہ جب مدینہ کے قریب ہوئے اور حضرت عائشہؓ اس سفر میں ساتھ تھیں تو اہل افک نے (مفتری و کاذب لوگوں نے) ان کے بارے میں بہت کچھ کہا۔

باب ۱۳۷

واقعۂ افک

سلسلۂ روایت

ابن اسحٰق نے کہا: ہم سے زہری نے علقمہ ابن وقاص، سعید ابن جبیر، عروہ ابن زبیر اور عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عبد اللہ کی روایات بیان کیں، زہری نے کہا، ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے روایت کا کچھ حصہ بیان کیا، اور ان میں سے بعض (راوی) نسبتہً زیادہ یادداشت رکھتے تھے۔ اس پوری جماعت نے جو مجھے بتایا، میں نے اسے تمھارے لیے جمع کر دیا ہے۔

ازواج کے بارے میں قرعہ اندازی

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یحییٰ ابن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بواسطہ اپنے باپ عباد ابن عبد اللہ ابن زبیر کے اور عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے بواسطۂ عمرہ بنت عبد الرحمٰن، حضرت عائشہؓ کی روایت بیان کی اور حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کو اس وقت یہ واقعہ بتایا، جب اہل افک افترا پردازی کر رہے تھے، ہر ایک کو حضرت عائشہؓ کے اس واقعے کی روایت میں دخل ہے، انھوں نے اپنے اپنے ان مروی عنہم (جن سے روایت کی گئی ہے) سے روایت کی ہے، جن میں بعض نے اس واقعے کا ایک حصہ بیان کیا تو دوسرے نے دوسرا حصہ اور ہر ایک حضرت عائشہؓ کے اس واقعے کی روایت کے لحاظ سے قابل اعتماد اور ثقہ ہے، پس جو بھی ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، وہ بیان کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو ازواج مطہرات کو ساتھ لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا قرعہ نکل آتا، اسی کو سفر میں ساتھ لے جاتے، جب غزوۂ بنی مصطلق کا سفر درپیش ہوا تو آپ نے ازواج مطہرات کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، جیسا کہ معمول تھا ان میں میرا نام نکل آیا، اس لیے اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ لے گئے

عائشہ کے ہار کا گرنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جب سفر درپیش ہوتا تو عورتیں صرف ہلکی سی غذا کھاتیں، گوشت بالکل نہ کھاتیں کہ بھاری ہو جائیں گی اور جب

میرے اونٹ کا کجاوہ کسا جانے والا ہوتا تھا، تو میں پہلے ہی اپنے ہودج میں جا کر بیٹھ جاتی تھی۔ پھر جو لوگ میرے لیے کجاوہ کستے تھے، وہ آتے تھے اور مجھے اٹھا کر رکھ دیتے تھے۔ میرے ہودج کا نچلا حصہ پکڑتے اور اسے اوپر اٹھا کر اونٹ کی پشت پر رکھ دیتے۔ پھر رسیوں سے باندھ دیتے اس کے بعد اونٹ کا سر پکڑ کر اسے کھڑا کر دیتے اور لے کر چل دیتے تھے۔

رسول اللہ صلعم غزوۂ بنی مصطلق سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے، یہاں تک کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے منزل کی اور رات کا کچھ حصہ اسی منزل میں گزارا۔ بعد ازاں روانگی کا اعلان کیا گیا اور لوگ روانہ ہو گئے، میں روانگی کے وقت رفع ضرورت کے لیے نکلی ہوئی تھی۔ میرے گلے میں ظفار کا ایک ہار تھا جو گر گیا۔ اور مجھے پتا نہ چلا۔ پھر جب کجاوے میں واپس آئی، اور گلے میں ہار ٹٹولنے لگی تو وہ غائب تھا، اس وقت لوگ روانہ ہونے لگے تھے، میں اسی جگہ پھر واپس آئی، جہاں (برائے ضرورت پہلے) گئی تھی۔ ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ وہ لوگ جو میرا کجاوہ باندھنے اور رکھنے کے لیے متعین تھے، کجاوہ پہلے ہی کس چکے تھے، میرے پیچھے آئے، اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں حسب معمول ہودج میں موجود ہوں، اسے اونٹ پر رکھ کر باندھ دیا اور ذرا شک نہ کیا کہ میں اس میں موجود نہیں، اونٹ کا سر پکڑا اور لے کر چل دیے، اب جو میں لشکر گاہ واپس آئی تو یہاں نہ کوئی بلانے والا تھا، نہ کوئی جواب دینے والا، سب جا چکے تھے۔

صفوان ابن مُعطّل

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اپنی چادر میں لپٹی اور اسی جگہ لیٹ گئی۔ میں نے سوچا کہ جب میری تلاش ہو گی تو یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ پھر خدا کی قسم! میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان ابن معطل سلمی کا میرے پاس سے گزر ہوا، وہ اپنے فرائض منصبی کی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے[1]۔ اور انھوں نے اس منزل پر اور لوگوں کے ساتھ یہیں رات گزاری تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ یہاں کوئی چیز پڑی ہے، وہ آگے بڑھے اور میرے پاس آ کر رک گئے، پردہ عائد ہونے سے پیشتر انھوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ میں ہوں تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر کہا: ارے، یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتون ہیں اور میں اپنی چادر ہی میں لپٹی رہی، انھوں نے پوچھا، آپ کس وجہ سے پیچھے رہ

---

[1] وہ ساقۃ العسکر پر متعین تھے، یعنی ان کا وظیفہ یہ تھا کہ لشکر کے پیچھے پیچھے چلیں اور کسی کی کوئی چیز اتفاق سے گر جائے تو اسے اٹھا کر مالک تک پہنچا دیں۔

گئیں، خدا آپ پر رحم فرمائے، مگر میں نے ان سے کوئی بات نہ کی، پھر انھوں نے اپنا اونٹ مجھ سے قریب کر کے کہا: اس پر بیٹھ جاؤ، اور خود پیچھے ہٹ گئے، میں بیٹھ گئی، انھوں نے اونٹ کا سر پکڑ کر کھڑا کیا، اور جلد جلد لے چلے تاکہ لشکر کو پکڑ لیں۔ مگر خدا کی قسم! ہم ان لوگوں کو نہ پکڑ سکے، اور نہ کسی نے مجھے تلاش ہی کیا، اب صبح ہو گئی تھی اور لوگ پہنچ کر ٹھہر چکے تھے، اس کے بعد صفوان مجھے لے کر پہنچے، پھر جو اہل افک نے کیا، وہ معلوم ہے۔ لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ اور خدا کی قسم، مجھے کچھ نہ معلوم ہوا کہ کیا معاملہ ہے۔

افک کے اثرات

مدینہ پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہو گئی، مجھے تو کچھ علم نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے ماں باپ کو سارا قصہ معلوم ہو چکا تھا۔ مگر یہ لوگ مجھ سے ذرا بھی اس کا تذکرہ نہ کرتے تھے، البتہ میں نے یہ ضرور محسوس کیا کہ رسول اللہ صلعم کا رخ بدلا ہوا ہے۔ وہ پہلا سا لطف و کرم کا برتاؤ نہیں فرما رہے، حالانکہ پہلے جب کبھی میں بیمار ہوتی تو وہ مجھ پر لطف و عنایت فرماتے تھے۔ لیکن میری اس سخت بیماری میں آپ نے اس لطف و عنایت کا اظہار نہ فرمایا تو مجھے عجیب سا معلوم ہوا (اب رویہ یہ تھا کہ) میرے ماں میرے پاس تھیں جو میری تیمارداری کر رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے اور کہتے "کیف تیکم" (یہ کیسی ہیں؟) اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔

اصل واقعے کا علم

ابن اسحٰق نے کہا: حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں: اب میں دل ہی دل میں غمگین رہنے لگی، آخر آپ کی خدمت میں عرض کیا: "آپ مجھے اجازت دیتے تو میں ماں کے گھر چلی جاتی اور وہ میری تیمار داری کرتیں"؛ آپ نے فرمایا: "تمھاری مرضی" چنانچہ میں اپنی ماں کے گھر منتقل ہو گئی اور مجھے ابھی تک اس واقعے کا علم نہ ہوا تھا، یہاں تک کہ اس رنج و غم سے میری نقاہت بہت بڑھ گئی، اس پر بیس سے کچھ اوپر راتیں گزر چکی تھیں، ہم عرب لوگ اپنے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے، جیسا کہ عجمی لوگ بناتے ہیں، ہمیں اس سے نفرت و کراہت ہوتی تھی۔ ہم تو رفع ضرورت کے لیے مدینہ کے کشادہ میدانوں میں جاتے تھے، اپنی ضروریات سے فارغ ہونے کے لیے عورتیں رات میں نکلتی تھیں، ایک رات میں اپنی ضرورت سے نکلی، میرے ساتھ ام مسطح بنت ابورُہم ابن مُطّلب بن عبد مناف بھی تھیں ان کی ماں صخر ابن عامر (بن کعب ابن سعد بن تیم) کی بیٹی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ تھیں، خدا کی قسم! اُمِ مسطح میرے ساتھ جا رہی تھیں کہ اپنی چادر میں الجھیں اور ٹھوکر کھائی، اس پر انھوں نے

کہا: مسطح کا برا ہو، مسطح لقب تھا اور عوف نام تھا۔ میں نے کہا: ایسے مہاجر کے لیے جو میدانِ بدر میں حاضر تھا، آپ نے جو کچھ کہا، وہ برا کہا۔ اس پر انھوں نے کہا: اے ابوبکرؓ کی بیٹی! کیا تجھے خبر نہیں ملی؟" میں نے پوچھا: کیا خبر؟" اب مجھے بتایا کہ اہلِ افک نے کیا کیا کہا ہے۔" میں نے کہا: یہ بات تھی"۔ وہ بولیں "ہاں! خدا کی قسم! یہی بات ہے۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: خدا کی قسم (یہ خبر سن کر) میں قضائے حاجت سے بھی فراغت نہ حاصل کر سکی اور فوراً واپس ہو گئی ہیں مسلسل روتی رہی، یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا، میرا جگر پھٹ جائے گا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، لوگوں نے اتنی باتیں کہہ ڈالیں اور آپ نے مجھے ذرہ برابر اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اس پر میری ماں بولیں: بیٹی! دل برا نہ کر۔ اپنے آپ کو سنبھال۔ خدا کی قسم! بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت جو خوب صورت ہو اور شوہر اس سے محبت بھی کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، پھر یہ سوکنیں اور دوسرے لوگ طرح طرح کی باتیں نہ کریں۔

رسول اللہ صلعم کی تقریر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: مجھے ابھی واقعے کا علم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:۔

لوگو! ان لوگوں کو کیا ہو گیا، جو مجھے میرے اہلِ خانہ کے بارے میں ایذا پہنچا رہے ہیں۔ ان کی طرف غلط باتیں منسوب کر رہے ہیں، خدا کی قسم! میں نے ان میں نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور جس آدمی کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں، اس میں بھی خدا کی قسم! میں نے ہمیشہ خیر ہی دیکھی ہے، وہ جب کبھی میرے گھر میں داخل ہوتا ہے تو میرے ساتھ داخل ہوتا ہے۔

ابنِ اُبَیّ اور حمنہ بنت جحش

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، مسطح اور حمنہ بنت جحش نے جو کچھ کہا، وہ کہا، اس قصے کو ہوا دینے میں بڑا حصہ عبداللہ ابن اُبَیّ کا تھا، جو کچھ خزرجیوں کے ساتھ مل کر اس کی اشاعت میں مصروف تھا۔ صورتِ حال یہ تھی کہ حمنہ بنت جحش کی بہن زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں۔ ان (زینب) کے سوا آپ کی ازواجِ مطہرات میں کوئی اور ایسی عورت نہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کی برابری کرتی ہو۔ مگر ان کی دینداری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا، جہاں تک حمنہ بنت جحش کا تعلق تھا، اس نے اس قصے کی خوب اشاعت کی۔ یہ اپنی بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی۔ اس لیے وہ اس بدبختی کا شکار ہوئی۔

غلط اثرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ تقریر فرمائی تو اُسید ابن حُضیر نے کہا: یارسول اللہ! اگر یہ لوگ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں، تو ہم ان کے لیے کافی ہیں اور اگر ان کا تعلق ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہے تو آپ اپنا حکم سنائیے، خدا کی قسم! یہ اسی بات کے لائق ہیں کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔

یہ سن کر سعد ابن عبادہ، جو اچھے خاصے مرد صالح نظر آ رہے تھے، اٹھ کھڑے ہوئے، کہنے لگے:۔ خدا کی قسم! تم نے جھوٹ کہا، ان کی گردنیں نہیں اڑائی جا سکتیں۔

ہاں، خدا کی قسم! یہ بات تم نے صرف اس بناء پر کہی ہے کہ تمھیں معلوم ہے، یہ لوگ قبیلہ خزرج میں سے ہیں، اگر یہ لوگ قبیلہ اوس میں سے ہوتے تو تم یہ بات نہ کہتے۔

اسید نے جواب دیا: خدا کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، کچھ نہیں، تم منافق ہو، منافقوں کی طرف سے لڑ رہے ہو۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں: اب دونوں طرف سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں میں فتنے کی آگ بھڑک اٹھتی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آگئے اور حضرت علی رض نے مداخلت کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا۔

تحقیق حالات بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض بن ابی طالب، اور حضرت اُسامہ رض ابن زید کو بلایا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت اسامہ نے میری بہت تعریف کی اور کلمۂ خیر کہا۔ پھر کہا: "آپ اپنے اہل خانہ کے متعلق خود ہی سمجھتے ہیں کہ ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں اور یہ جو کچھ کہا گیا، کذب و باطل ہے"۔ مگر حضرت علی رض نے کہا: یا رسول اللہ! عورتیں بے شمار ہیں (ان کی کوئی کمی نہیں) آپ ایک کی جگہ کسی دوسری عورت کو لا سکتے ہیں، اور آپ اس لڑکی سے پوچھیے۔ یہ آپ کو سچ سچ بتائے گی"۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُریرہ کو بلایا کہ اس سے دریافت کیا جائے (جب بریرہ آگئی تو) حضرت علی رض نے کھڑے ہو کر اسے خوب مارا، مارتے وقت کہتے جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولنا۔ بہرحال بریرہ نے یہ بیان دیا:۔

"خدا کی قسم! میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ میں عائشہ رض پر کسی قسم کا عیب نہیں لگاؤں گی۔ البتہ یہ چیز ضرور ہے کہ میں اپنا آٹا گوندھا کرتی تھی۔ کبھی اگر عائشہ رض سے کہہ جاتی کہ دیکھتی رہنا تو وہ آٹے سے

غافل ہوکر سو جاتیں، بکری آتی اور آٹا کھا جاتی تھی۔ (اس غفلت کے سوا اور کوئی عیب نہیں)"

عائشہ رضؓ کی کیفیت

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرے پاس آئے، میرے ماں باپ بھی موجود تھے، اور ایک انصاری عورت بھی موجود تھی، میں رو رہی تھی اور میرے ساتھ انصاری عورت بھی رو رہی تھی، آپ آکر بیٹھے، اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا:۔

لوگوں کی چہ می گوئیاں تمھیں معلوم ہو چکی ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو، اگر تم اس برائی میں پڑتی ہو جیساکہ لوگ کہہ رہے ہیں تو اللہ سے توبہ کرو، اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں: خدا کی قسم! رسول اللہ صلعم نے یہ بات ختم نہیں کی تھی کہ میری آنکھ سے آنسو ابل پڑے، پھر مجھے ان کی کسی بات کا احساس بھی نہ ہوا، میں نے والدین کا انتظار کیا کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں گے۔ لیکن انھوں نے کوئی بات نہ کی۔" حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں: خدا کی قسم! میں اپنی نظروں میں خود سب سے زیادہ حقیر ہو گئی تھی اور اس لحاظ سے سب سے زیادہ کمتر سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو سکے گا، جو مسجدوں میں تلاوت کیا جائے گا اور نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ البتہ یہ ضرور امید کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں کوئی چیز دیکھیں گے، جس سے اللہ تعالیٰ میرے حق میں ان سب چیزوں کی تکذیب کردے گا، کیونکہ وہ میری پاک دامنی کو جانتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کسی اور ذریعے سے خبر دے گا۔ لیکن یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہوگا۔ خدا کی قسم! میرا نفس خود میری نگاہ میں اس سے کہیں زیادہ حقیر تھا۔"

صبر جمیل

مزید فرمایا: جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ بات ہی کر رہے تو میں نے ان سے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کیوں نہیں دیتے؟" میرے والدین نے کہا، خدا کی قسم! ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہم کیا جواب دیں۔" حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں: خدا کی قسم! میں نہیں جانتی کہ کبھی ابو بکر رضؓ کے گھر والوں میں اہل بیت کی اتنی آمد و رفت ہوئی، جتنی ان ایام میں ہوئی۔ جب میرے والدین میرے بارے میں چپ ہوگئے، تو میرا دل بھر آیا اور میں رو پڑی۔ پھر کہا:۔

خدا کی قسم! جس چیز کا آپ نے ذکر کیا ہے، اس کے بارے میں تو میں کبھی اللہ سے توبہ نہ کروں

گی۔ خدا کی قسم! میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اگر میں لوگوں کی کہی ہوئی بات کا اقرار کروں گی، اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں، تو میں ایسی بات کہوں گی جو بالکل بے وجود ہے اور اگر میں ان کی بات کا انکار کرتی ہوں تو آپ لوگ مانیں گے نہیں۔ پھر میں نے حضرت یعقوبؑ کا نام یاد کیا، اور یاد نہ آیا۔ لہذا میں نے کہا: میں تو وہی کہوں گی، جو ابو یوسفؑ (حضرت یوسفؑ کے والد، یعنی حضرت یعقوبؑ) نے کہا تھا: "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ" (صبر جمیل کے سوا کیا ہو سکتا ہے اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو، اس پر اللہ ہی کی مدد طلب کی جا سکتی ہے۔

بشارتِ براءت

پھر فرمایا: خدا کی قسم! ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مجلس میں تھے کہ اللہ کی طرف سے وہی چیز ان پر نازل ہوئی جو نازل ہوا کرتی تھی کپڑا ان پر ڈال دیا گیا اور سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ رکھ دیا گیا۔ جس وقت میں یہ سارا حال دیکھ رہی تھی تو خدا کی قسم! نہ گھبرا رہی تھی اور نہ کسی قسم کی پروا کر رہی تھی۔ کیونکہ جانتی تھی، میں بالکل پاک و مبرا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی ناانصافی کرنے والا نہیں، مگر جہاں تک میرے والدین کا تعلق تھا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں عائشہؓ کی جان ہے، جب تک رسول اللہؐ سے یہ کیفیت ختم نہ ہوئی، میں خیال کر رہی تھی کہ ان کا دم نکل جائے گا، اس ڈر سے کہ کہیں لوگ جو کہہ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کر دے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت ختم ہوئی۔ اور آپ بیٹھے۔ اگرچہ موسم سردی کا تھا، مگر پسینے کے قطرے اسی طرح بہہ رہے تھے، جس طرح چاندی کے ٹکڑے موتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، آپ پیشانی سے پسینا پونچھنے لگے اور فرمایا:

عائشہؓ! خوشخبری سن لو! اللہ تعالیٰ نے تمھاری براءت نازل کر دی ہے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: الحمد للہ، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر باہر گئے اور لوگوں کے سامنے تقریر کی اور وہ آیات پڑھ کر سنائیں جو اس سلسلے میں نازل ہوئی تھیں، بعد ازاں آپ نے حکم دیا کہ مسطح ابن اُثاثہ، حسانؓ بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد تہمت کی سزا دی جائے، یہ تینوں ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے اس تہمت کی اشاعت کی تھی، انھیں حد لگائی گئی۔

ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے میرے باپ اسحٰق بن یسار نے، بعض نجاریوں کی یہ روایت بیان کی ہے کہ ابو ایوب خالد ابن زید سے ا

کی بیوی اُمّ ایوب نے کہا: ابو ایوبؓ! کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت عائشہؓ کے بارے میں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟" کہا: کیوں نہیں! یہ سب جھوٹ ہے، ام ایوب، بتاؤ، کیا تم ایسا کرسکتی ہو؟ اُمّ ایوب نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہیں کرسکتی۔ ابو ایوب نے اس پر کہا: تو سن لو۔ خدا کی قسم! عائشہؓ تم سے زیادہ بہتر عورت ہیں۔"

نزولِ وحی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب قرآن میں اُن اہل فاحشہ کا ذکر نازل ہوا، جنھوں نے وہی باتیں اڑائی تھیں جو اہل افک نے کی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○
(۲۴ : ۱۱)

واقعی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ افترا باندھا تھا، وہ تم میں سے ایک جماعت ہے، اس افترا پردازی کو اپنے لیے شر مت سمجھو، بلکہ وہ تمھارے لیے خیر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جو اپنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اس جماعت سے مراد حسان ابن ثابت اور ان کے وہ ساتھی ہیں، جنھوں نے ان کی بات کہی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: ایک روایت یہ ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے ساتھی ہیں نیز کہا: وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ سے مراد عبداللہ بن ابیّ ہے۔ ابن اسحٰق نے بھی اس سے قبل حدیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ○ (۲۴ : ۱۲)

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب تم نے اسے سنا تھا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے خود ہی خیر کا گمان کیا تھا۔

یعنی ان مومن مرد اور عورتوں نے ویسا ہی کہا، جیسا کہ ابوایوب اور ان کی بیوی نے کہا تھا

اس کے بعد ارشاد ہے:۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۖ وَهُوَ عِندَ

جب تم اسے اپنی زبانوں پر لا رہے تھے، اور اپنے منہ سے وہ بات نکال رہے تھے، جس کا تمھیں علم نہ تھا اور تم اس بات کو آسان (معمولی)

اللّٰہِ عَظِیْمٌ ٥ ۔ | سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔

(۲۴ : ۱۶)

ابوبکرؓ اور مسطح جب یہ آیات حضرت عائشہؓ اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں، جنھوں نے ان کی باتیں کہی تھیں تو ابوبکرؓ نے جو مسطح کی قرابت داری اور ضرورت مندی کی بنا پر خرچ دیا کرتے تھے، کہا، واللہ! میں اب مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا اور اسے کوئی نفع نہ پہنچاؤں گا، کیونکہ اس نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں ایسی باتیں کیں اور ہم پر مصیبت لایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس سلسلے میں یہ آیات نازل ہوئیں:۔

وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صلے وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥

تم میں سے فضیلت اور وسعت رکھنے والے لوگوں کو قرابت داروں مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی داد و دہش میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں۔ کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں معاف کر دے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بہت مہربانی والا ہے۔

(۲۴ : ۲۲)

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:۔ بلٰی وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لِیْ (کیوں نہیں، خدا کی قسم! میں تو اسے پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔")

حضرت ابوبکرؓ مسطح کو جو خرچ دیا کرتے تھے۔ اسے نہ دینے سے رجوع کر لیا، بدستور دینے لگے اور کہا: وَاللّٰہِ لَا اَنْزِعُھَا مِنْہُ اَبَدًا (خدا کی قسم! اسے کبھی نہ روکوں گا۔")

صفوان اور حسّان جب صفوان کو معلوم ہوا کہ حسان ابن ثابت نے ان کے بارے میں کیا کیا کہا تو وہ تلوار لے کر سامنے آگئے۔ حسّان نے ایسے اشعار کہے تھے جن میں انھوں نے ابن معطل اور عرب میں سے قبیلہ مضر کے مسلمانوں کے متعلق تعریض کی تھی۔

اَمْسَی الْجَلَابِیْبُ قَدْ عَزُّوْا وَقَدْ کَثُرُوْا | وَابْنُ الْفُرَیْعَۃِ اَمْسٰی بَیْضَۃَ الْبَلَدِ

یہ قلاش لوگ باعزت ہو گئے ہیں اور اکثریت حاصل کر لی ہے اور فریعہ کا بیٹا شہر میں منفرد ہو گیا ہے۔

قَدْ ثَكِلَتْ أُمُّهُ مَنْ كُنْتَ صَاحِبَهُ　　أَوْ كَانَ مُنْتَشِبًا فِي بُرْثُنِ الْأَسَدِ

تو جس کا ساتھی تھا، اس کی ماں فاقد الولد (بچہ کھونے والی اور اس کا صدمہ اٹھانے والی) ہو گئی، یا وہ شیر کے پنجے میں جکڑ لیا گیا۔

مَا لِقَتِيلِي الَّذِي أَغْدُو فَآخُذُهُ　　مِنْ دِيَةٍ فِيهِ يُعْطَاهَا وَلَا قَوَدِ

میرے اس مقتول کے لیے، جسے میں صبح جا کر لا رہا تھا، نہ کوئی خون بہا دیا جا رہا ہے، نہ خون کے بدلے خون۔

مَا الْبَحْرُ حِينَ تَهُبُّ الرِّيحُ شَامِيَةً　　فَيَغْطَئِلُّ وَيَرْمِي الْعِبْرَ بِالزَّبَدِ

يَوْمًا بِأَغْلَبَ مِنِّي حِينَ تُبْصِرُنِي　　لِلْغَيْظِ أَفْرِي كَفَرْيِ الْعَارِضِ الْبَرِدِ

سمندر پر اگر شمال کی طوفانی ہوائیں چلتی ہیں، جو درحقیقت میرے لیے چلتی ہیں، تو ان کی تاب نہ لا کر تہ و بالا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے کنارے جھاگ ڈالنے لگتا ہے، وہ سمندر ان طوفانی ہواؤں کا مجھ سے زیادہ مقابلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ جنگ کی طوفانی ہوائیں مجھے دیکھتی ہیں کہ میں غصے کی حالت میں اسی طرح چیر پھاڑ کرتا ہوں، جس طرح ایک ابر ژالہ بار (جو ان طوفانی ہواؤں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے)، اس لیے سمندر اور سمندر جیسی فوج دونوں کی طوفانی فضا مجھ سے مرعوب و مغلوب ہو کر شکست فاش اٹھاتی ہے۔

أَمَّا قُرَيْشٌ فَإِنِّي لَنْ أُسَالِمَهُمْ　　حَتَّى يُنِيبُوا مِنَ الْغَيَّاتِ لِلرَّشَدِ

رہ گئے قریش، تو میں ان سے کسی حالت میں صلح کرنے کے لیے تیار نہیں، جب تک یہ گمراہیوں کو چھوڑ کر ہدایت کی طرف نہ لوٹ آئیں۔

وَيَتْرُكُوا اللَّاتَ وَالْعُزَّى بِمَعْزِلَةٍ　　وَيَسْجُدُوا كُلُّهُمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ

اور جب تک یہ لات و عزیٰ کو اٹھا کر ایک طرف نہ رکھ دیں اور سب کے سب خدائے واحد بے نیاز کے سامنے نہ جھک جائیں۔

وَيَشْهَدُوا أَنَّ مَا قَالَ الرَّسُولُ لَهُمْ　　حَقٌّ وَيُوفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ وَالْوُكُدِ

اور جب تک یہ سب اس بات کا اقرار نہ کر لیں کہ ان سے رسول اللہ صلعم نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے اور جب تک یہ اللہ کے پختہ عہدوں کو پورا نہ کریں۔

غرض صفوان ابن معطل حسان ابن ثابت کے سامنے آئے اور ان پر تلوار کا وار کیا۔ پھر یہ شعر کہا، جیساکہ مجھ سے یعقوب ابن عتبہ نے بیان کیا:۔

تَلَقَّ ذُبَابَ السَّيْفِ عَنِّيْ فَإِنَّنِيْ   غُلَامٌ إِذَا هُوْجِيْتُ لَسْتُ بِشَاعِرِ

یہ لو میری طرف سے تلوار کی دھار، کیونکہ میں وہ نوجوان ہوں کہ جب میری ہجو کی جاتی ہے تو اس کا جواب شاعر کی طرح نظم میں نہیں دیتا۔ کیونکہ میں شاعر نہیں ہوں[1]

رسول اللہ صلعم کی بارگاہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد ابن ابراہیم ابن حارث تیمی نے بیان کیا، صفوان نے جس وقت حسانؓ کے تلوار ماری، ثابت ابن قیس بن شماس جھپٹ کر صفوان پر آئے اور رسّی سے ان کے دونوں ہاتھ گلے میں باندھ دیے، پھر انھیں اسی طرح بنوحارث بن خزرج کے گھر لے گئے، عبد اللہ بن رواحہ سے ملاقات ہوئی، انھوں نے پوچھا: یہ کیا ہے" ثابت بن قیس نے کہا" کیا تمھیں تعجب ہوا ہے؟ اس نے حسانؓ کو تلوار ماری، خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ اسے قتل کر دیا ہے۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا: یہ جو تم نے کیا ہے اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوا ہے، جواب دیا: نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں"۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا: تم نے بڑی جسارت سے کام لیا ہے، اسے چھوڑ دو" ثابت نے صفوان کو چھوڑ دیا، پھر یہ سب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے یہ سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلعم نے حسّان اور صفوان دونوں کو بلایا۔ ابن معطّل (صفوان) نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! انھوں نے مجھے اذیّت پہنچائی اور میری ہجو کی۔ اس لیے مجھے غصہ آگیا۔ اور میں نے تلوار ماری۔ رسول اللہ صلعم نے حسان سے کہا: احسن حسّانُ اتشوّهت علی قومی هذا اهم الله للاسلام، حسّان! اچھا سلوک اختیار کرو۔ کیا تم نے (فلاش کہہ کر) میری قوم کی قباحت و مذمت بیان کی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام کی طرف ہدایت کی ہے" اس کے بعد پھر فرمایا: اَحسِنْ حسّانُ فِي الَّذِيْ اَصَابَكَ، حسان! اس تکلیف کے معاملے میں بھی جو تمھیں پہنچی ہے، بہتر سلوک کرو۔ حضرت حسّانؓ نے کہا: هي لك يا رسول الله" یا رسول اللہ! بسر و چشم (میں آئندہ اچھا ہی سلوک کروں گا)

ابن ہشام نے کہا: ایک روایت میں یہ لفظ ہے: اَبَعْدَ اَنْ هَدَاكُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ، یعنی کیا تم

---

[1] اردو کے مشہور شاعر سودا کا ایک لطیفہ" آب حیات" میں مذکور ہے کہ ایک ولایتی کی ہجو کی اس نے ہجو سن لی۔ پھر تلوار لے جواب دینے کے لیے تیار ہو گیا اور کہا کہ تو نے سب کچھ نظم میں کہا ہے، میں نظم کہہ نہیں سکتا، نثر ہی میں سن لیجیے، یہ لطیفہ اسی پر مبنی ہے۔

نے اس کے بعد میری قوم کی مذمت کی، جب تمھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کی۔؟

حسانؓ کی دلداری

ابن اسحٰق نے کہا، محمد بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو ان کے زخم کے عوض میں بیرحاءؓ عنایت فرمایا بیرحاء اس وقت مدینہ میں بنو جُدیلہ کا محل ہے، یہ ابو طلحہ بن سہل کی ملکیت تھا، جسے انھوں نے آل رسولؐ کی نذر کر دیا تھا، رسول اللہ نے اسے حسانؓ ابن ثابت کو زخم کے بدلے میں دے دیا۔ ساتھ ہی ایک قبطی باندی عطا فرمائی، جس کا نام سیرین تھا۔ حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن اسی کے بطن سے تھے۔ سیرین نے کہا، حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ابن معطل کے بارے میں سوال کیا گیا، لوگوں نے اسے پاکدامن پارسا پایا۔ اس کے بعد اس نے ایک لڑائی میں شہادت پائی۔

معذرتی اشعار

حسان بن ثابت نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، اس کے متعلق بطور معذرت یہ شعر کہے:-

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ ۔۔۔ وَتُصْبِحُ غَرْثَىٰ مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

عَقِيلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيِّ ابْنِ غَالِبٍ ۔۔۔ كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهُمْ غَيْرُ زَائِلِ

مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللّٰهُ خِيمَهَا ۔۔۔ وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَبَاطِلِ!

وہ (حضرت عائشہؓ) عفیفہ ہیں۔ بھاری بھرکم ہیں، انھیں کسی شبہے پر متہم نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی صبح اس طرح ہوتی ہے کہ بے خبر مومن عورتوں کی غیبت سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ وہ اس قبیلہ لوی بن غالب کی ایک عاقلہ خاتون ہیں۔ جو حصول مجد و شرف کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور جن کا مجد و شرف زوال پذیر نہیں۔ وہ ایک ایسی تہذیب یافتہ خاتون ہیں، جن کی فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بنائی ہے۔ اور ہر شر و باطل سے انھیں پاک رکھا ہے۔

فَإِنْ كُنْتُ قَدْ قُلْتُ الَّذِي قَدْ زَعَمْتُمْ ۔۔۔ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي إِلَيَّ أَنَامِلِي

پس اگر میرے منہ سے کچھ نکل گیا ہے۔ جس کا تم لوگ تذکرہ

۱؎ یہ کنواں نہ تھا جیسا کہ لفظ بئر سے پتا چلتا ہے بلکہ صحیح نام بیرحاء تھا۔ جیسا کہ یاقوت نے لکھا ہے۔ زمین کا ایک ٹکڑا تھا، جو مسجد النبی کے نزدیک تھا، وہیں بعد میں قصر جدیلہ بنا۔ ۲؎ اس سے مراد ہے، ابن اسحٰق کی سیرت مرتب ہونے کے وقت۔

۳؎ بے خبر اس لیے کہا کہ وہ دوسری عورتوں کے مجوزہ شر و فساد سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں۔ یعنی اپنی نیکی سادگی اور صداقت اور پاک دامنی کے باعث عورتوں کی فضول باتیں سننے کا خیال نہیں رکھتیں۔

کرتے ہو تو خوب سمجھ لو اس سے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ میں اپنا کوڑا اپنے ہاتھ سے اپنے ہی مار
لوں (یعنی اس سے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر کوئی حرف آئے)۔

وَكَيْفَ وَوُدِّي مَا حَيِيتُ وَنُصْرَتِي ... لِآلِ رَسُولِ اللّٰهِ زَيْنِ الْمَحَافِلِ

اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا، جب میری محبت و مودّت اور میری مدد و نصرت، جب
تک میں زندہ ہوں، آلِ رسولؐ ہی کے لیے ہے، جو تمام مجلسوں اور محفلوں کے لیے
باعث زینت ہیں۔

لَهُ رُتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ ... تَقَاصَرُ عَنْهُ سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

دنیا کے تمام انسانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اونچا ہے، بتکلف
طویل بننے والے شخص کی اچھل کود آپ کے بلند مقام و مرتبہ پر پہنچنے سے قاصر ہی
رہے گی۔

فَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيلَ لَيْسَ بِلَائِطٍ ... وَلٰكِنَّهُ قَوْلُ امْرِئٍ بِي مَاحِلِ

جو بات (الزام و تہمت کی) کہی گئی، وہ رہنے والی چیز نہیں، لیکن یہ اس شخص
کا قول ہے جو میری چغل خوری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "عقیلہ حی" والا، اس کے بعد والا، نیز "رتب عالٍ" یہ تینوں شعر میں نے
ابوزید انصاری سے سُنے، یہ بھی کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ
کے سامنے حسان ابن ثابت کی بیٹی کی تعریف میں یہ شعر پڑھا۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ ... وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اس کا باپ ایسا نہ تھا۔

حسان اور مسطح کی ہجو

ابن اسحٰق نے کہا، حسان اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عائشہؓ پر جو
غلط الزام لگایا تھا اور اسی وجہ سے انھیں تلوار ماری گئی تھی۔ اس کے
سلسلے میں ایک مسلمان نے یہ شعر کہے:۔

ابن ہشام نے کہا کہ حسان اور ان کے دو ساتھیوں کو تلوار مارے جانے پر یہ شعر کہے گئے ہیں:۔

لَقَدْ ذَاقَ حَسَّانُ الَّذِي كَانَ أَهْلَهُ ... وَحَمْنَةُ إِذْ قَالُوا هَجِيرًا وَمِسْطَحُ

حسان نے اس چیز کا مزہ چکھ لیا، جس کے وہ لائق تھا، اسی طرح حمنہ اور مسطح نے بھی
مزہ چکھ لیا، جب انھوں نے ایک قبیح بات کہی۔

تَعَاطَوا بِرَجمِ الغَیبِ زَوجَ نَبِیِّهِم　　وَ سَخطَةِ ذِی العَرشِ الکَرِیمِ فَاُترِحُوا

انھوں نے اپنے نبیؐ کے اہل خانہ پر محض غلط تہمت لگائی تھی اور مالک ارض وسما

خداوند کریم کے غیظ وغضب کو بیدار کیا تھا، اس لیے رنج وغم کا شکار ہو گئے۔

وَآذَوا رَسُولَ اللّٰہِ فِیہَا فَجُلِّلُوا　　مَخَازِیَ تَبقَیٰ عُمِّمُوہَا وَفُضِّحُوا

اور اس میں انھوں نے اللہ کے رسولؐ کو ایذا پہنچائی، چنانچہ ان پر وہ ذلتیں چھا

گئیں جو عام اور ہمیشہ رہنے والی ہیں اور بالکل رسوا ہو کر رہ گئے۔

وَصُبَّت عَلَیہِم مُحصَدَاتٌ کَأَنَّہَا　　شَآبِیبُ قَطرٍ مِن ذُرَی المُزنِ تَسفَحُ

اور ان پر مضبوط کوڑے اسی طرح برسے، جیسے اونچے بادلوں سے موٹی موٹی

بوندوں کی ایک دم سے آنے والی بارش ٹپ ٹپ برس پڑتی ہے۔

باب ۱۳۵

واقعۂ حُدَیبیہ

ادائے عمرہ کے لیے روانگی

ابن اسحٰق نے کہا، پھر رسول اللہؐ رمضان اور شوال[1] (۶ھ) میں اقامت پذیر رہے اور ذی قعدہ[2] میں عمرہ کرنے کے قصد سے روانہ ہوئے، جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

بقول ابن ہشام، مدینہ پر نُمیلہ بن عبداللہ لیثی کو عامل مقرر کیا۔

دعوتِ عام

بروایت ابن اسحٰق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے عرب اور آس پاس کے اہل بادیہ (دیہات کے باشندوں) کو چلنے کا اعلان عام کیا۔ رسول اللہ صلعم کو ان قریشیوں سے جو اب تک بڑی بڑی کارگزاریاں کر چکے تھے، اندیشہ تھا کہ کہیں وہ جنگ کے لیے سامنے نہ آجائیں، یا بیت اللہ جانے میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ بہت سے اہل بادیہ نے تاخیر کی۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مہاجرین وانصار کو جو آپ کے ساتھ تھے، اور ان عربوں کو جو آکر مل گئے تھے لے کر روانہ ہو گئے۔ اپنے ساتھ ھَدْی (قربانی کے جانور) بھی لے لیے اور عمرہ کا احرام باندھ لیا تاکہ لوگوں کو یہ ڈر نہ رہے، آپ جنگ کے ارادے سے نکلے ہیں، بلکہ سمجھ لیں، صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کا اکرام مقصود ہے۔

کُل تعداد

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد ابن مسلم بن شہاب زہری نے بواسطہ عُروہ ابن زبیر، مِسوَر ابن مخرمہ اور مروان ابن حکم کی یہ روایت بیان کی۔ ان دونوں نے عروہ ابن زبیر کو بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ میں محض زیارت بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے، جنگ و قتال کا کوئی ارادہ نہ تھا، اپنے ساتھ ستر اونٹوں کی ھَدْی (قربانی کے اونٹ) بھی لے گئے تھے۔ یہ جماعت سات سو افراد پر مشتمل تھی، ہر دس نفر پر ایک اونٹ پڑتا تھا۔

---

[1] رمضان ۶ھ ۴ جنوری ۶۲۸ء سے شروع ہوا اور شوال ۶ھ ۲ مارچ ۶۲۸ء کو ختم ہوا۔ [2] ذی قعدہ کی ابتدا ۱۳ مارچ ۶۲۸ء سے ہوئی۔

جیساکہ مجھے معلوم ہوا، جابرؓ بن عبداللہ فرماتے تھے، ہم اصحاب حدیبیہ چودہ[۱۴] سو تھے۔

رسول اللہ صلعم اور بشر ابن سفیان

بقول زہری، رسول اللہ صلعم روانہ ہو کر جب عسفان پہنچے تو آپ سے بشر ابن سفیان کعبی ملا۔ بقول ابن ہشام ایک روایت میں بُسر ہے۔ اور کہا:

اے اللہ کے رسولؐ! قریش آپ کی آمد کی اطلاع سُن چکے ہیں۔ مع عورتوں اور بچوں کے نکل کر آ گئے ہیں، چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں۔ ذی طُویٰ[۱] میں آکر ڈیرے ڈالے ہیں، انھوں نے عہد کیا ہے کہ آپ کو ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے اور خالد بن ولید سواروں کے سپہ سالار ہیں، انھیں کراع غمیم[۲] پہلے ہی بھیج دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قریش کا بُرا ہو! انھیں تو جنگ کھا گئی ہے، اگر وہ اس معاملے کو مجھ پہ اور عربوں پر چھوڑ دیں تو ان کا کیا بگڑتا ہے؟ اگر عرب مجھے ہلاک کر دیں گے تو قریش کا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر اللہ تعالےٰ مجھے عربوں پر غالب کر دے گا تو وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اگر اسلام میں داخل نہیں ہوتے تو جب تک ان میں قوت ہو گی جنگ کریں گے۔ پھر قریش کس خیال میں ہیں؟ خدا کی قسم! میں اس مقصد کے لیے برابر جہاد کرتا رہوں گا، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے، تا آنکہ وہ ذات پاک اسے غالب کر دے یا میری موت آجائے"۔

پھر فرمایا:-

"کون ہے جو مجھے یہ راستہ چھوڑ کر، جس پر قریش ہیں، کسی دوسرے راستے سے لے چلے۔

کشمکش سے احتراز

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن ابی بکرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا: اَنَا یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ! (یا رسول اللہ! میں یہ خدمت انجام دوں گا) پھر یہ اسلمی سب کو ایک سخت پتھریلے راستے سے گھاٹیوں کے اندر ہوتا ہوا لے گیا، جب اس راستے سے سب نکل گئے، مسلمانوں پر یہ راستہ بڑا دشوار تھا اور نرم زمین میں وادی کے موڑ پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قولوا نستغفر اللہ ونتوب الیہ" (تم سب کہو، ہم اللہ سے بخشش کے خواستگار ہیں اور اس کے روبرو توبہ کرتے ہیں)۔ لوگوں نے توبہ و استغفار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ وہی "حِطّۃ" (یعنی حطہ عنا ذنوبنا، اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف

---

[۱] مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک مقام [۲] پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ ایک وادی ہے جو عسفان سے آٹھ میل پر مکہ معظمہ کی جانب ہے۔

گرہ ہے۔ جو بنی اسرائیل کو پیش کیا گیا تھا، مگر انھوں نے نہ کیا۔

بقول ابن شہاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: داہنی طرف ظہری الحمش کے درمیان اس راستے پر چلو۔ جو ثنیۃ المرار پر نکلتا ہے اور یہ ثنیۃ المرار حدیبیہ (کے قصبہ) کے نشیب میں ہے۔ جو مکہ کے حصۂ زیریں کے سامنے ہے، لشکر اسی راستے پر چل دیا۔ قریشی سواروں نے جب اس لشکر کا غبار دیکھا تو انھوں نے اپنا راستہ بدل دیا اور دوڑتے ہوئے قریش کے پاس واپس گئے اور ادھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر ثنیۃ المرار پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے کہا، "خلأت" یعنی اونٹنی اب اپنی جگہ نہیں چھوڑے گی، جم گئی ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: وہ جمی نہیں۔ یہ اس کی عادت نہیں، لیکن اسے اس پاک ہستی نے روک دیا ہے، جس نے مکہؐ سے ہاتھیوں کو روک دیا تھا۔ آج قریش کسی بھی چیز کی طرف مجھے دعوت دیں جو صلہ رحمی (اور قرابت داری) پر مبنی ہو تو میں وہ چیز انھیں دیے بغیر نہ رہوں گا"۔

پھر لوگوں سے کہا: انزلوا" اتر پڑو! آپ سے کہا گیا: یارسول اللہؐ! اس وادی میں پانی نہیں جہاں ہم لوگ اتریں: رسول اللہ صلعم نے ترکش سے تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو دیا، یہ صحابی تیر لے کر وہاں ایک کنویں میں اتر گئے اور وہ تیر کنویں کے بالکل وسط میں گاڑ دیا۔ پھر کیا تھا، کثیر پانی اُبل پڑا۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ہٹ کر اونٹوں کی جگہ جانا پڑا۔

تیر لے جانے والا فرد

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے بعض اہل علم نے قبیلہ اسلم کے آدمیوں کی یہ روایت بیان کی ہے کہ جو صاحب رسول اللہؐ کا تیر لے کر کنویں میں اترے تھے وہ ناجیۃ ابن جُندُب (ابن عمر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن مازن بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ بن ابو حارثہ) تھے اور یہی وہ صاحب ہیں جو رسول اللہ صلعم کے قربانیوں کے جانور لے جارہے تھے۔ ابن ہشام کی روایت ہے کہ وہ افصیٰ بن حارثہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم بیان کیا ہے کہ براء ابن عازب کہا کرتے تھے، میں وہ شخص ہوں، جو رسول اللہ صلعم کا تیر لے کر کنویں میں اترا تھا۔ خدا بہتر جانتا ہے، حقیقۃً ان میں سے کون تھا۔

ناجیہ کے اشعار

اور قبیلہ اسلم کے لوگوں نے چند شعر سنائے، یہ ان اشعار میں سے ہیں، جو ناجیہ نے کہے تھے۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ وہی شخص ہیں جو رسول اللہ صلعم کا تیر لے کر کنویں میں اترے تھے اور اسلمیوں نے کہا، ناجیہ کنویں میں تھے اور لوگوں کو ڈول بھر بھر کر پانی

دے رہے تھے کہ ایک انصاری لڑکی آئی اور اس نے یہ شعر پڑھا:

يَا أَيُّهَا الْمَائِحُ دَلْوِي دُونَكَا   إِنِّي رَأَيْتُ النَّاسَ يَحْمَدُونَكَا
يُثْنُونَ خَيْرًا وَيُمَجِّدُونَكَا

اے پانی بھر بھر کے دینے والے، یہ لے میرا ڈول، میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تیری بڑی ستائش کرتے ہیں اور تیرے مجد و شرف کو بہت بلند بتاتے ہیں۔

بقول ابن ہشام، ایک روایت میں "إِنِّي رَأَيْتُ يَمْدَحُونَكَا" ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: ناجیہ نے اس کا جواب یوں دیا، وہ کنوئیں میں لوگوں کو ڈول بھر بھر کر پانی دے رہا تھا۔

قَدْ عَلِمَتْ جَارِيَةٌ يَمَانِيَهْ   أَنِّي أَنَا الْمَائِحُ وَاسْمِي نَاجِيَهْ
وَطَعْنَةٍ ذَاتِ رَشَاشٍ وَاهِيَهْ   طَعَنْتُهَا عِنْدَ صُدُورِ الْعَادِيَهْ

یمانی لڑکی کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں پانی بھر بھر کر دے رہا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے اور فوارے کی طرح خون اچھالنے والے بہت سے چوڑے زخم ہیں، جو میں نے دشمنوں کے سینوں میں اپنے نیزوں سے کیے۔

بُدیل اور قبیلہ خزاعہ

زُہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہو گیا تو خزاعہ قبیلے کے دوسرے آدمیوں کے ساتھ بُدیل ابن ورقاء خزاعی آپ کی خدمت میں آئے اور آپ سے دریافت کیا، مَا الَّذِي جَاءَ بِهِ؟ کہ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کس مقصد سے آئے ہیں؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ بلکہ محض زیارت و اکرام بیت اللہ مقصود ہے" اس کے بعد ان خزاعیوں سے بھی وہی بات کی، جو بشر ابن سفیان سے کر چکے تھے۔ یہ تمام خزاعی واپس ہو کر قریش کے پاس گئے اور کہا، اے گروہ قریش! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں تم جلد بازی کر رہے ہو محمد قتال (لڑائی) کے لیے قطعی نہیں آئے، ان کا مقصد صرف بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔

اس پر قریش خزاعیوں سے بگڑ گئے۔ اور انھیں متہم کر کے نا زیبا طور پر خطاب کرنے لگے۔ بولے اگرچہ وہ قتال کے ارادے سے نہیں آئے۔ مگر خدا کی قسم! پھر بھی انھیں بیت اللہ میں بزور داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔ اور عربوں کو چاہیے کہ ہم سے اس سلسلے میں بات بھی نہ کریں۔

زُہری نے کہا: خزاعہ رسول اللہ صلعم کے خاص راز دار تھے، مسلمان بھی اور مشرک بھی۔ مکہ میں جو کچھ ہوتا تھا، اسے چھپاتے نہ تھے۔

مِکرز و حُلَیس

اس کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مِکرز ابن حفص (ابن اخیف اخو بنو عامر ابن لُوَی)، کو بھیجا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے آتے دیکھا تو فرمایا: هٰذَا رَجُلٌ غَادِرٌ (یہ ایسا آدمی ہے جو غدر (عہد شکنی) کرنے والا ہے)، پھر جب یہ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا اور اس نے گفتگو کی تو آپ نے اس سے وہی کہا، جو بدیل اور اس کے ساتھیوں سے کہا تھا۔ یہ لوٹ کر قریش کے پاس گیا اور رسول اللہ صلعم نے جو جواب دیا تھا اس سے قریش کو مطلع کر دیا۔

(مکرز کے بعد) قریشیوں نے حُلَیس ابن علقمہ یا ابن زبان (جو اس وقت حبشیوں کا سردار اور بنو حارث ابن عبد مناۃ ابن کنانہ کا ایک فرد تھا) کو بھیجا، اسے دیکھ کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: یہ شخص عبادت گزار قوم میں سے ہے، اس لیے اس کے سامنے ھَدْی (قربانی کے اونٹوں) کو لے جاؤ تاکہ وہ انھیں دیکھ لے۔

حُلَیس نے جب قربانی کے اونٹوں کو وادی کی جانب سے اپنی طرف مسلسل آتے دیکھا، ان اونٹوں کی گردنوں میں قلادے پڑے ہوئے تھے (جو ھدی ہونے کی علامت تھی)، تو وہ فوراً قریش کی طرف واپس ہو گیا اور چونکہ قربانی کے اونٹ دیکھ کر اس کے دل میں عظمت قائم ہو گئی تھی، اس لیے وہ رسول اللہ کے پاس بھی نہ پہنچا، بہر حال یہ سارا حال اس نے جا کر قریشیوں کو سنا دیا۔

قریشیوں نے حُلَیس سے کہا: اَجْلِسْ! فَاِنَّمَا اَنْتَ اَعْرَابِیٌّ، لَا عِلْمَ لَکَ، جا کر بیٹھ، تو تو بالکل دہقانی ہے، تجھے کچھ نہیں معلوم، بقول ابن اسحٰق، عبداللہؓ بن ابی بکرؓ نے کہا کہ اس بات پر حُلَیس کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! خدا کی قسم! اس بات پر ہم، تم ایک دوسرے کے حلیف نہیں بنے تھے اور نہ اس بات پر ہمارا تمھارا معاہدہ ہوا تھا کہ جو شخص بیت اللہ کی زیارت اور اس کے اکرام کے لیے آیا ہو، اسے روکا جا سکتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں حُلَیس کی جان ہے! یا تو محمدؐ جس مقصد سے آئے ہیں، انھیں پورا کرنے دو، ورنہ میں تمام حبشیوں کو لے کر ایک ساتھ الگ ہوتا ہوں۔

اس پر قریشیوں نے حلیس سے کہا: اچھا حُلَیس ذرا رک جاؤ، ہم لوگ اپنے لیے کوئی ایسی بات طے کر لیں، جس پر ہم سب رضامند ہو جائیں۔

عُروہ ابن مسعُود

زہری نے کہا: پھر قریشیوں نے رسولؐ اللہ کے پاس عروہ ابن مسعود ثقفی

کو بھیجا، اس نے (چلتے وقت) قریش کو یوں مخاطب کیا، اے گروہ قریش!
میں وہ سخت سست الفاظ اچھی طرح سن چکا ہوں۔ جو تمھارے پاس ہر وہ شخص لاتا ہے، جسے تم محمد (صلعم) کے پاس روانہ کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ آپ لوگ میرے باپ کی جگہ ہیں اور میں آپ کا بچہ ہوں (عروہ، سُبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا) اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ پر کیا افتاد پڑی ہے۔ اس لیے میں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے، جنھوں نے میری اطاعت کی ہے، پھر میں تمھارے پاس آیا ہوں تاکہ تمھاری مدد کر سکوں۔"

قریشیوں نے اس سے کہا، تم نے سچ کہا، تم ہمارے نزدیک متہم نہیں (تم پر ہمیں اعتماد ہے) یہ کہہ کر عروہ ابن مسعود نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا، محمدؐ! کیا تم نے ماجلے آدمیوں کو جمع کیا، پھر انھیں لے کر آئے ہو کہ اپنے قبیلے کو ان سے زک پہنچاؤ؟ سن لو۔ قریش مع اپنی عورتوں اور بچوں کے نکل کر آئے ہیں، چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں، اللہ سے انھوں نے عہد کیا ہے کہ وہ تمھیں بہ زور مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور خدا کی قسم! کل لڑائی کا رخ بدلا تو یہ تمھیں چھوڑ جائیں گے۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلعم کے پیچھے بیٹھے تھے، عروہ کی یہ گفتگو سن کر گالی دیتے ہوئے کہا: "کیا ہم لوگ انھیں چھوڑ کر ہٹ جائیں گے؟" عروہ نے پوچھا "یہ کون ہیں، اے محمدؐ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ابن ابو قحافہ (ابو قحافہ کے بیٹے یعنی ابو بکرؓ) ہیں۔ عروہ بولا: خدا کی قسم! اگر مجھ پر تمھارا احسان نہ ہوتا تو میں ان کی سخت کلامی کا جواب دیتا۔ پھر رسول اللہ صلعم سے (عربوں کے پرانے طریقے کے مطابق) داڑھی پکڑ پکڑ باتیں کرنے لگا۔ مغیرہ ابن شعبہ زرہ پہنے رسول اللہ صلعم کے پاس ہی کھڑے تھے۔ عروہ جب آپ کی ڈاڑھی پکڑتا تو یہ اپنا ہاتھ کھٹکھٹاتے اور کہتے: رسول اللہ صلعم کے چہرہ مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹا لے۔ ورنہ یہ ہاتھ واپس نہ جائے گا۔" عروہ بولا: تیرا بُرا ہو، کتنا سخت دل اور درشت مزاج ہے۔" اس پر رسول اللہ صلعم نے تبسم فرمایا۔ پھر عروہ نے پوچھا محمدؐ! یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمھارے عم زادہ مغیرہ ابن شعبہ ہیں؟" عروہ بولا۔ او غدار! اور تیری خباثت کل ہی دھوئی ہے۔" ابن ہشام نے کہا: عروہ کا اس جملے سے منشا یہ تھا کہ مغیرہ ابن شعبہ نے اسلام لانے سے پہلے بنو مالک، جو بنو ثقیف کی شاخ ہے، کے تیرہ آدمی قتل کر دیے تھے۔ اس لیے بنو ثقیف کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے، یعنی بنو مالک جن کے مقتولین تھے اور احلاف، جو مغیرہ کا گروہ تھا۔ اس وقت عروہ نے مقتولین کے تیرہ خون بہا دیے تھے اور اس طرح معاملہ ہموار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، زُہری کے قول کے مطابق، پھر رسول اللہ صلعم نے اس سے بھی وہی بات کی جو اس کے پہلے ساتھیوں سے کر چکے تھے اور اسے بتایا کہ آنے کا مقصد جنگ کرنا نہیں، پھر یہ رسول اللہ صلعم کے پاس سے کھڑا ہو گیا۔

عروہ نے یہاں یہ منظر دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپ کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی لینے میں سبقت کرتے ہیں، آپ لعاب دہن پھینکتے ہیں تو اس پر بھی یہ لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، آپ کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے بھی اٹھا کر رکھ لیتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر قریش کے پاس آیا اور یوں خطاب کیا:۔

اے گروہ قریش! میں کسریٰ سے اس کے ملک میں جاکر ملا۔ میں قیصر سے اس کے ملک میں جاکر ملا، اور نجاشی سے اس کے ملک میں جاکر ملا۔ مگر خدا کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں اتنا معزز ہو، جتنے محمدؐ اپنے صحابہؓ میں معزز ہیں اور میں نے ایسی قوم (جماعت) دیکھی جو کبھی کسی قیمت پر بھی محمدؐ کو یوں نہیں چھوڑ سکتی، اب جو تم اپنی رائے قائم کرو۔"

خراش قریش کے پاس

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش ابن اُمیہ خزاعی کو بلا کر قریش کے پاس مکہ بھیجا اور انھیں اپنے ایک اونٹ پر بٹھایا، جس کا نام ثعلب تھا تاکہ وہ اشراف قریش کو بتا دیں، رسول اللہ کے آنے کا مقصد کیا ہے۔ قریشیوں نے رسول اللہ صلعم کا اونٹ کاٹ ڈالا۔ اور خود خراش کو قتل کرنا چاہا۔ مگر حبشیوں نے انھیں منع کیا اور انھوں نے خراش کو چھوڑ دیا، وہ رسول اللہ کے پاس واپس آگئے۔

قریش کے آدمی

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے غیر متہم راوی نے بواسطہ عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عبداللہ بن عباس کی یہ روایت بیان کی کہ قریش نے اپنے چالیس یا پچاس آدمی بھیجے اور انھیں ہدایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا چکر لگائیں اور آپ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی ہاتھ آئے تو اسے مار دیں۔ مگر یہ سب گرفتار ہوئے۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ نے انھیں معاف کر کے چھوڑ دیا، انھوں نے رسول اللہ کے لشکر پر پتھر اور تیر برسائے تھے۔

عثمانؓ بن عفان

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو بلایا کہ انھیں مکہ روانہ کریں اور وہ اشراف قریش کو رسول اللہ صلعم کا پیغام پہنچا دیں کہ ان کے آنے کا مقصد کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ! مجھے اپنے متعلق قریش سے ڈر ہے، مکہ میں بنو عدی ابن کعب کا کوئی آدمی بھی نہیں، جو میری حمایت کر سکے، قریش سے مجھے جو عداوت ہے اور ان کے معاملے

میں میری جو سختی ہے اسے وہ خوب جانتے ہیں، لیکن میں آپ کو ایسے آدمی کا نام کیوں نہ تجویز کر دوں جو مجھ سے زیادہ باعزت ہیں، یعنی عثمانؓ بن عفان۔ اب رسول اللہ صلعم نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا۔ انھیں ابو سفیان اور اشراف قریش کے پاس جانے کے لیے ارشاد کیا تاکہ بتائیں: رسول اللہ جنگ کے لیے نہیں آئے اور ان کے آنے کا مقصد بیت اللہ کے اکرام و اجلال اور زیارت کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ

ابن اسحٰق نے کہا: حضرت عثمانؓ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ داخل ہوتے وقت یا اس سے قبل اَبان ابن سعید ابن عاص حضرت عثمانؓ سے ملا۔ اپنے یہاں قیام کے لیے آمادہ کیا اور اس وقت تک اپنی پناہ میں رکھا۔ جب تک حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلعم کا پیغام نہ پہنچا دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ، ابو سفیان اور عُظماء قریش کے پاس آئے اور انھیں رسول اللہ صلعم کی جانب سے وہ پیغام پہنچا دیا، جسے دے کر رسول اللہ نے انھیں بھیجا تھا۔ جب رسول اللہ کا پیغام قریش کو سنا چکے تو قریشیوں نے ان سے کہا: اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود طواف نہ کریں۔ حضرت عثمانؓ کو قریش نے اپنے پاس روک لیا۔

رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے۔

باب ۱۳۹

بَیعتِ رِضوان

بیعتِ جنگ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا۔ جب رسول اللہ کو یہ خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا، تو فرمایا: اب ہم اس جگہ سے اسوقت تک نہ ہٹیں گے۔ جب تک اس قوم سے جنگ نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ یہی بیعتِ رضوان ہے جو درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے موت پر بیعت لی تھی۔ مگر جابرؓ بن عبداللہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم سے موت پر بیعت نہیں لی تھی۔ بلکہ ہم لوگوں نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم کسی حالت میں بھاگیں گے نہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی تو کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ تھا، جو وہاں موجود ہو اور اس نے بیعت نہ کی ہو اور تخلّف کیا ہو۔ مگر جدّ ابن قیس، اخو بنو سلمہ نے تخلّف کیا۔ حضرت جابرؓ ابن عبداللہ فرماتے تھے: خدا کی قسم! میں گویا اب دیکھ رہا ہوں کہ جدّ ابن قیس اپنی اونٹنی کے بغل میں چھپے جا رہے ہیں، تاکہ لوگوں کی نگاہ سے چھپ جائیں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت عثمانؓ کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے۔ وہ باطل ہے۔

بیعت میں سبقت

ابن ہشام نے کہا: وکیع نے بواسطہ اسمٰعیل ابن ابی خالد شعبی کی روایت بیان کی کہ جس شخص نے بیعت رضوان کے موقع پر سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ وہ ابوسنان اسدی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ان صاحب نے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ مستند طریق پر بواسطہ ابن ابُو مُلیکہ بن ابی عمر کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود بیعت لی تھی۔ وہ یوں کہ دست مبارک دوسرے دست مبارک پر رکھا تھا۔

مصالحت کی کوشش

بقول ابن اسحٰق، زُہری نے کہا: قریش نے سہیل ابن عمرو اخو بنو عامر

ابن لؤی کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا اور ان سے کہا، تم محمدؐ کے پاس جاؤ اور ان سے مصالحت کرو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ اس سال واپس جائیں، کیونکہ خدا کی قسم! عرب باتیں بنائیں گے۔ وہ بزور داخل ہوئے۔

سہیل ابن عمرو رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے آتا ہوا دیکھا تو فرمایا: اس آدمی کو بھیج کر قریش نے ہم سے صلح کی بات کرنے کا ارادہ کیا ہے:

جب سہیل رسولؐ اللہ کے پاس پہنچ گیا تو اس نے گفتگو شروع کر دی۔ جس نے خاصی طوالت اختیار کی، تاہم صلح ہو گئی، صرف صلح نامہ لکھنا باقی رہ گیا۔

عمرؓ کا جوش

پھر جب معاملہ بالکل طے ہو گیا اور صرف تحریر باقی تھی تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا:

عمرؓ: یا ابا بکرؓ! کیا ہمارے رسولؐ، اللہ کے پیغمبر نہیں؟"

ابوبکرؓ: کیوں نہیں؟

عمرؓ: کیا ہم مسلمان نہیں؟"

ابوبکرؓ: کیوں نہیں"

عمرؓ: کیا یہ لوگ مشرک نہیں؟

ابوبکرؓ: کیوں نہیں"

عمرؓ: پھر ہمارے دین کے معاملے میں یہ ذلت ہمیں کیوں دی جا رہی ہے؟"

ابوبکرؓ: عمرؓ! رسولؐ اللہ ہی کا دامن تھامو! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں"

عمرؓ: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا۔

عمرؓ: یا رسولؐ اللہ! کیا آپ اللہ کے رسولؐ نہیں؟"

رسول اللہ صلعم، کیوں نہیں"

عمرؓ: کیا ہم مسلمان نہیں؟"

رسول اللہ صلعم: کیوں نہیں"

عمرؓ: کیا وہ مشرک نہیں؟"

رسول اللہ صلعم: کیوں نہیں"

عمرؓ: پھر ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں کس بنا پر ذلت دی جا رہی ہے؟
رسول اللہ صلعم: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں اس کے حکم کی خلاف ورزی کسی طرح نہیں کر سکتا اور وہ مجھے کسی طرح ضائع نہیں کرے گا۔"

زُہری نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے، اس موقع پر جو کچھ میں نے کیا، اس کی وجہ سے میں برابر صدقہ دیتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا، اپنی اس گفتگو کے ڈر سے جو میں نے رسول اللہ صلعم سے کی تھی، یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی، معاملہ بخیر انجام پائے گا۔"

صلح نامہ

زہری نے بیان کیا: پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلایا اور ارشاد فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[1] لکھو۔"

اس پر سہیل نے کہا: میں یہ نہیں جانتا، بلکہ لکھو: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ (اے اللہ تیرے نام سے)

اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا:
"بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، ہی لکھو۔"
حضرت علیؓ نے یہی لکھ دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا: لکھو: هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔" یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ اللہ کے رسول نے سہیل بن عمرو سے صلح کی۔"

سہیل نے کہا، اگر میں اس بات کا اقرار کرتا کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو آپ سے جنگ کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو:

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ	یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ ابن عبد اللہ نے
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، سُهَيْلَ ابْنَ عَمْرٍو،	سہیل ابن عمرو سے صلح کی، دونوں نے اتفاق کر
اِصْطَلَحَا عَلٰى: وَضْعِ الْحَرْبِ	لیا کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی، ان دس
عَنِ النَّاسِ عَشْرَ سِنِيْنَ يَأْمَنُ	سال میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے اور وہ
فِيْهِنَّ النَّاسُ، وَيَكُفُّ بَعْضُهُمْ	ایک دوسرے سے ہاتھ روکے رہیں گے۔ شرط یہ
عَنْ بَعْضٍ عَلٰى اَنَّهُ مَنْ اَتٰى مُحَمَّدًا	ہے کہ قریش کا جو آدمی اپنے ولی کی اجازت کے

[1] عرب اس وقت یہی لکھتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انھیں اسلام نے سکھائی۔

مِنْ قُرَيْشٍ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهِ رَدَّهُ عَلَيْهِمْ وَ مَنْ جَآءَ قُرَيْشًا مِمَّنْ مَعَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَرُدُّوْهُ عَلَيْهِ وَ اِنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوْفَةً۔ وَ اَنَّهُ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ، وَاَنَّهُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَدْخُلَ فِيْ عَقْدِ مُحَمَّدٍ وَعَهْدِهٖ دَخَلَ فِيْهِ، وَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَدْخُلَ فِيْ عَقْدِ قُرَيْشٍ وَ عَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيْهِ"

بغیر محمد (صلعم) کے پاس آئے گا، محمد (صلعم) اسے قریش کے پاس لوٹا دیں گے اور محمد (صلعم) کے ساتھیوں میں سے جو آدمی قریش کے پاس آئے گا، قریش اسے محمد (صلعم) کے پاس واپس نہ کریں گے نیز یہ کہ دلوں کی عداوتیں دلوں ہی میں رہیں گی، انھیں ظاہر نہ کیا جائے گا، نہ بدعہدی اور خیانت کی جائے گی، اور یہ کہ جو پسند کرے محمدؐ کے عقد و عہد میں داخل ہو وہ اس میں داخل ہو جائے اور جو پسند کرے کہ قریش کے عقد و عہد میں داخل ہو وہ ان کے عقد و عہد میں داخل ہو جائے۔

بنو خزاعہ اور بنو بکر

یہ معاہدہ ہوتے ہی بنو خزاعہ نے تیزی سے بڑھ کر کہا: ہم لوگ محمد (صلعم) کے عقد و عہد میں ہیں اور بنو بکر نے جلدی سے بڑھ کر کہا: ہم قریش کے عقد و عہد میں ہیں، تم اس سال ہمارے لیے واپس جاؤ گے، اس لیے ہم تمھارے ہوتے ہوئے مکہ میں داخل نہ ہوگے، اگلا سال آئے گا تو ہم تمھارے لیے نکل کر باہر چلے جائیں گے، تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہونا اور تین روز قیام کرنا۔ تمھارے ساتھ سوار کے ہتھیار ہوں گے۔ تلواریں نیاموں میں ہوں گی۔ بغیر اس صورت کے داخل نہ ہوگے۔

ابو جندل کا واقعہ

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو یہ تحریر لکھ ہی رہے تھے کہ ابو جندل ابن سہیل ابن عمرو، پابہ زنجیر قیدی کی چال چلتے ہوئے آگئے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کا موقع مل گیا۔ صورت حال یہ تھی کہ صحابہ کرام اس بنا پر نکل کر چلے گئے تھے کہ انھیں رسول اللہ صلعم کے اس خواب کی وجہ سے جو آپ نے دیکھا تھا فتح حاصل ہونے میں کوئی شک نہ تھا، مگر جب انھوں نے دیکھا کہ صلح اور واپسی کا معاملہ اس طرح ہوا ہے اور یہ کہ اسے رسول اللہ نے کس طرح بجبر برداشت کیا ہے تو ان میں بڑی فکر و تشویش پیدا ہوئی، اس میں وہ اپنی موت سمجھ رہے تھے، جب سہیل نے ابو جندل کو دیکھا، تو کھڑے ہو کر ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور ان کا گلا پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلعم سے کہا: محمدؐ! معاملہ میرے اور تمھارے درمیان طے ہو چکا ہے، اس سے پہلے کہ یہ (ابو جندل) آئے، رسول اللہ صلعم نے

فرمایا: تم نے سچ کہا۔" پھر سہیل نے ابو جندل سے کھینچ تان شروع کر دی۔ مقصود تھا کہ ابو جندل کو کھینچ کر قریش میں واپس کر لیں، ادھر ابو جندل نے بلند آواز سے چیخنا شروع کیا، مسلمانوں کے گروہ! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس جا سکتا ہوں جو میرے دین کو برباد کریں گے؟"

اس نے مسلمانوں کی تشویش میں اضافہ کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا: ابو جندل! صبر سے کام لو۔ اور ثواب کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور ان کمزور مسلمانوں کے لیے جو تمہارے ساتھ ہیں، کشادگی کا راستہ پیدا کر دے گا۔ ہم نے اپنے اور اس قوم کے درمیان صلح کا معاہدہ کر لیا ہے اور اس پر ہم نے بھی اور انھوں نے بھی اللہ سے عہد کر لیا ہے، ہم یہ عہد کسی طرح بھی توڑنے کے لیے تیار نہیں۔"

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کود کر ابو جندل کے پاس پہنچ گئے اور ان کے پہلو سے لگ کر ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہا: ابو جندل! صبر و تحمل سے کام لو۔ یہ بہر حال مشرک ہیں اور ان کا خون کتے کے خون کی طرح ہے۔

زہری نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ ان کلمات کے ساتھ تلوار کا دستہ ابو جندل سے قریب کرتے جاتے تھے، زہری بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کرتے تھے: میں تو یہ خیال کر رہا تھا کہ ابو جندل تلوار لے کر اپنے باپ کو مار دیں گے۔"

لیکن اس شخص نے اپنے باپ کا خیال کیا اور معاملہ نافذ ہو گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس صلح نامہ پر کچھ مسلمانوں اور کچھ مشرکوں کی شہادت کرائی۔ ان کے نام یہ ہیں: ابو بکر صدیقؓ، عمرؓ ابن خطاب، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو، سعدؓ بن ابی وقاص، محمودؓ بن مسلمہ، مکرزؓ بن حفص، یہ (مکرزؓ) اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، علیؓ بن ابی طالب، یہ تحریر حضرت علیؓ نے لکھی تھی۔

قربانی کے اونٹ ذبح کرنا

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے حِل (حد حرم) سے باہر ہی لگے ہوئے تھے اور آپ نے نماز حرم میں پڑھی۔ (حدیبیہ سے حد حرم قریب تھی) اس لیے جب آپ صلح کے معاملے سے فارغ ہوئے تو اپنی ہدی (قربانی کے اونٹوں) کے پاس آئے اور انھیں ذبح کیا۔ پھر بیٹھ کر حلق راس کرایا۔ (حلق راس، سر منڈانا) جس نے اس دن آپ کا حلق راس کیا تھا۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، خراش بن اُمیّہ بن فضل خزاعی تھے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے اونٹ ذبح کیے اور حلق راس کرایا تو

سب دوڑ دوڑ کر قربانی کرنے اور سر منڈاتے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابو نجیح نے بواسطہ مجاہد، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی یہ روایت بیان کی، عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: یوم حدیبیہ میں کچھ لوگوں نے سر کے پورے بال منڈوائے (جیساکہ رسول اللہ صلعم نے کیا تھا)، اور کچھ لوگوں نے منڈوائے نہیں، بلکہ کتروائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "یَرۡحَمُ اللّٰہُ الۡمُحَلِّقِیۡن" اللہ تعالیٰ حلق راس کرنے والوں پر رحم فرمائے: لوگوں نے کہا، "وَالۡمُقَصِّرِیۡن یارسول اللہ"؟ اور ان لوگوں پر بھی جنھوں نے بال کتروائے ہیں۔ (اگرچہ منڈوائے نہیں)، رسولؐ اللہ نے پھر بھی یہی کہا: "یرحم اللہ المحلقین" لوگوں نے عرض کیا: "وَالۡمُقَصِّرِیۡن یارسول اللہ"، آپ نے پھر فرمایا، "یرحم اللہ المُحَلِّقِیۡن" اور لوگوں نے (تیسری بار بھی) عرض کیا: "وَالۡمُقَصِّرِیۡن یارسول اللہ"! اب آپ نے فرمادیا: "وَالۡمُقَصِّرِیۡن"، اس کے بعد لوگوں نے دریافت کیا، یارسولؐ اللہ! آپ نے حلق راس کرنے والوں کے لیے رحم کرنے کی دعا پر زور دیا اور بال کتروانے والوں کے لیے رحم کی دعا پر زور نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا (کیونکہ) انھوں نے کوئی تامل نہیں کیا۔

چاندی کی نکیل والا اونٹ

عبد اللہ بن ابی نجیح نے کہا: مجھ سے مجاہد نے عبد اللہ بن عباس کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر جو اونٹ قربانی کیے۔ ان میں ایک اونٹ ابو جہل کا بھی تھا۔ جس کی ناک میں چاندی کا چھلا تھا۔

سورۂ فتح کا نزول

زُہری نے اپنی حدیث میں کہا: پھر رسول اللہ صلعم سیدھے لوٹ کر واپس آ رہے تھے، جب مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورۂ فتح نازل ہوئی:۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ (۴۸: ۱، ۲)	واقعہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایک کھلی ہوئی فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے، اور آپ کو سیدھے راستے پر لے چلے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ کا ذکر کیا گیا ہے، یہاں تک کہ بیعت رضوان کا ذکر آتا ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا	جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں، وہ در حقیقت

يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(۴۸ : ۱۰)

اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جو عہد توڑے گا، وہ اپنے ہی خلاف توڑے گا اور جو اس چیز کو پورا کرے گا، جس پر اس نے اللہ سے عہد (بیعت میں) کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بڑا اجر دے گا۔

پیچھے رہ جانے والوں کا ذکر

پھر اللہ تعالیٰ نے ان اعراب (بدویوں اور دیہاتیوں) کا ذکر کیا، جنھوں نے اس وقت تخلف کیا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم نے انھیں ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی:۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِن قَبْلُ ۖ

(۴۸ : ۱۵)

یعنی جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے، عنقریب جب تم (خیبر کا) مال غنیمت لینے چلو گے، کہیں گے ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمھارے ساتھ چلیں، وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کا حکم بدل ڈالیں، آپ کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے۔

پھر ان کا سارا قصہ بیان کیا اور یہ بتایا کہ کس طرح ان پر ایک سخت قوم سے جہاد کرنے کی پیش کش کی گئی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح نے بواسطہ عطاء ابن ابو رباح عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا: سخت قوم سے مراد ہیں، اہل فارس یعنی ایرانی۔ ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا۔ جسے میں متہم نہیں کرتا۔ زہری نے بیان کیا: اولو الباس الشدید (بہت ہی سختی والے) سے مراد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب ہیں۔

خوشنودی باری تعالےٰ

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَّقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ

یقینی طور پر اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہو گیا جب یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان

فَتْحًا قَرِيبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ٥ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ٥ وَّأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ٥ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ٥ (۴۸: ۱۸ تا ۲۱)

پیدا کر دیا اور لگے ہاتھ انھیں ایک فتح دے دی اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی دیں، جنھیں یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے، جنھیں تم لو گے۔ سو سر دست تمھیں یہ دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے اور تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جائے اور تاکہ تمھیں ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمھارے قابو میں نہیں آئی، خدا تعالیٰ اسے احاطے میں لیے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

کامرانی کی بشارت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے کفار پر کامیابی حاصل ہونے کے بعد رسول اللہ کو جنگ سے روکے رکھنے کا ذکر کیا۔ یعنی وہ لوگ جن سے رسول اللہ نے تکلیف اٹھائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول اللہ کے خلاف کرنے سے روک دیا تھا۔ پھر فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ٥ (۴۸: ۲۴)

اور وہ خداوند تعالیٰ ہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے (یعنی تمھارے قتل سے) اور تمھارے ہاتھ ان (کے قتل) سے بین مکہ (کے قریب) روک دیے۔ بعد اس کے کہ تمھیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں کو دیکھ رہا تھا۔

پھر فرمایا:۔

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ (۴۸: ۲۵)

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمھیں مسجد حرام سے روکا اور (نیز) قربانی کے جانور کو، جو رکا ہوا رہ گیا اس کے موقع میں پہنچنے سے روکا۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ج

(۲۵:۴۸)

اور اگر مکہ میں اس وقت بہت سے مسلمان مرد اور بہت سے مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تمہیں خبر بھی نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تمہیں بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا تو سارا قصہ طے کر دیا جاتا۔

اس آیت میں معرّۃ سے مراد غرم (تاوان) ہے۔ یعنی اَنْ تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ (معرۃ) بِغَيْرِ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْا دِيَتَهٗ۔ یعنی ان کی وجہ سے بے خبری میں تم اپنے آپ پر تاوان کر لیتے۔ پھر تمھیں اس کی دیۃ دینا پڑتی۔ مَعَرَّۃ کے معنی یہاں اِثْمٌ (گناہ) کے نہیں، کیونکہ اس کا تو یہاں کوئی اندیشہ نہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا، یہ آیت ولید ابن ولید ابن مغیرہ، سلمہ ابن ہشام، عیاش ابن ربیعہ، ابوجندل بن سہیل اور انھیں جیسے دوسرے لوگوں کے بارے میں اتری ہے۔

کفار، رسولؐ، اور مومنین ابن اسحٰق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

(۲۶:۴۸)

جب ان کفار نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی یعنی سہیل بن عمرو جب اسے بسم اللہ اور محمد رسول اللہ لکھنے پر عار آئی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا۔

(۲۶:۴۸)

سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور وہ اس کے اہل ہیں۔ کلمہ تقویٰ سے مراد توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی و اقرار ہے۔

خواب سچا کر دکھایا پھر فرمایا:۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ج لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا، جو مطابق واقعے کے ہے کہ تم لوگ مسجد حرام (مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے، امن و امان کے

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا (۴۸ : ۲۷)

ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کتراتا ہوگا تمھیں کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تمھیں معلوم نہیں، پھر اس سے پہلے لگے ہاتھ ایک فتح دے دی۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی وجہ سے ہے جو آپ نے دیکھا تھا، کہ آپ عنقریب مکہ میں بغیر کسی اندیشے کے امن و امان کے ساتھ داخل ہوں گے۔ فتح قریب سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔[1]

زُہری فرماتے ہیں، صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام میں اتنی بڑی کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی، جہاں بھی لوگ ایک دوسرے سے دوچار ہوتے تھے، جنگ ہو کر رہتی تھی۔ لیکن جب یہ مصالحت ہوئی، جنگ روک دی گئی، لوگ ایک دوسرے سے مامون ہو گئے اور میل ملاقات کرنے لگے۔ باہم گفت و شنید اور تبادلۂ خیالات ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے بارے میں بات کرتا اور اس کی سمجھ میں کوئی چیز آجاتی تو وہ اسلام میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اس سے پہلے مسلمانوں کی جو تعداد تھی۔ اس کے مساوی یا ان سے بھی زیادہ لوگ ان دو برسوں میں داخل اسلام ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا، زہری کے قول کے لیے دلیل یہ ہے کہ بقول جابرؓ ابن عبداللہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ ایک ہزار چار سو آدمی لے کر نکلے تھے، مگر جب آپ دو سال بعد مکہ فتح کرکے نکلے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار جانباز تھے۔

ابوبصیر کا معاملہ

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آگئے تو آپ کے پاس ابوبصیر عُتبہ بن اُسید (بن جاریہ) پہنچے۔ انھیں مکہ میں روک لیا گیا تھا۔ رسول اللہؐ کے پاس ان کے آنے کے بعد ہی ازہر بن عبد عوف (بن عبد بن حارث بن زہرہ) اور اخنس بن شریق (بن عمرو بن وہب ثقفی) نے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا۔ اور بنو عامر بن لؤی کے ایک آدمی کو اس کے مولیٰ کے ساتھ روانہ کیا، یہ دونوں اَزہر اور اخنس کا

---

[1] فتح مبین کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جنگ شروع کرنے کے ذمہ دار قریش تھے، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ، حدیبیہ کے صلح نامے میں قریش جنگ سے دست بردار ہوئے تھے اگرچہ یہ دست برداری دس سال کے لیے تھی، دوسرے لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف مبارک ہر لحاظ سے درست ثابت ہوا، اسی کو قریش نے تسلیم کیا۔

مکتوب لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے، آپ نے ابو بصیر سے فرمایا:

ابو بصیر! ہم نے اس قوم (قریش) سے جو عہد کیا ہے، وہ تمھیں معلوم ہے۔ ہمارے دین میں عہد شکنی کی کوئی گنجایش نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ دوسرے کمزور مسلمانوں کے لیے کشادگی کی کوئی راہ پیدا کر دے گا اور کوئی نہ کوئی مفر نکالے گا، اس لیے تم اپنی قوم کے پاس واپس چلے جاؤ۔"

ابو بصیر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر رہے ہیں جو میرا دین برباد کر دیں گے۔؟"

آپ نے فرمایا: ابو بصیر! تم چلے جاؤ۔ اللہ تعالےٰ عنقریب تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ دوسرے کمزور مسلمانوں کے لیے کوئی نہ کوئی کشادگی اور مفر نکالے گا۔

عامری کا قتل ابو بصیر ان دونوں کے ساتھ جا رہے تھے، یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ[1] پہنچے، تو یہ ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ عامری اور اس کا ساتھی بھی بیٹھ گئے۔ ابو بصیر نے کہا: عامری بھائی! کیا تمھاری یہ تلوار کاٹنے والی بھی ہے؟" عامری نے جواب دیا: ہاں!" ابو بصیر نے پوچھا، کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟" عامری نے جواب دیا: تم چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔ زہری بیان کرتے ہیں: ابو بصیر نے تلوار لی۔ اسے سونت کر عامری پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ مولیٰ تیزی سے بھاگتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اس نے کوئی خطرناک چیز دیکھی ہے۔" جب یہ رسول اللہ کے پاس آ گیا تو آپ نے دریافت کیا۔ تیرا بُرا ہو، کیا بات ہے؟" مولیٰ نے کہا: آپ کے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا۔" خدا کی قسم! ابھی یہ مولیٰ رسول اللہ کے پاس ہی تھا کہ ابو بصیر تلوار سے آراستہ آپ کے پاس آ کر رک گئے اور کہا:

یا رسول اللہ! آپ کی ذمہ داری پوری ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے جو کچھ آپ کی طرف سے واجب تھا، ادا کر دیا۔ میں اپنے دین کے متعلق فتنے میں پڑنے سے بچ گیا۔ زہری کہتے ہیں: اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اس کی ماں کا بُرا ہو۔ اگر اس کے ساتھ کچھ اور بھی لوگ ہوتے تو جنگ کی آگ بھڑک اٹھتی۔"

ابو بصیر کے پاس اجتماع پھر ابو بصیر نکل کر عیص پہنچے، عیص قریش کے اس راستے پر، جس

---

[1] یہ مدینہ منورہ کی میقات ہے اور مدینہ سے قریباً چھ میل پر ہے آج کل اسے عموماً "آبار علی" کہتے ہیں۔

سے ہو کر وہ شام جاتے تھے، سمندر کے ساحل پر ذوالمرہ کے کنارے واقع ہے۔ مکہ میں جو مسلمان رکے ہوئے تھے۔ وہ ان الفاظ سے واقف ہو چکے تھے، جو رسول اللہ صلعم نے ابوبصیر سے کہے تھے۔ اس لیے یہ مسلمان عیص میں ابوبصیر سے آ کر ملے، اس طرح قریباً ستر آدمی ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے، انھوں نے قریشیوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ وہ جس قریشی کو پاتے اسے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتے اور جو قافلہ ان کے پاس سے گزرتا، اس پر چھاپا مارتے۔

قریش کی التجا عاجز آ کر قریش نے رسول اللہ صلعم کے پاس اپنی قرابت داری کا حوالہ دے کر درخواست کی کہ ان مسلمانوں کو جو انھیں تنگ کیے ہوئے تھے، اپنے پاس بلا کر جگہ دیں، ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں، آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جگہ دینے کے لیے بلایا اور یہ سب کے سب مدینہ پہنچ گئے۔ رضوان اللہ علیہم۔

عامری کا معاملہ ابن اسحٰق نے کہا: سہیل بن عمرو کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابوبصیر نے قریشیوں کے ساتھی عامری کو مار ڈالا ہے تو یہ کعبۃ اللہ سے اپنی پیٹھ ٹیک کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا: خدا کی قسم! میں کعبۃ اللہ سے اپنی پیٹھ اس وقت تک نہ ہٹاؤں گا، جب تک عامری کا خون بہا وصول نہ کر لیا جائے۔

اس پر ابوسفیان ابن حرب نے کہا: خدا کی قسم! یہ تو بے وقوفی ہے۔ خدا کی قسم! اس کا خون بہا نہیں لیا جا سکتا۔

اشعار اس سلسلے میں موہب بن رباح ابواُنیس، حلیف بنو زہرہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔ از روئے روایت ابن ہشام یہ اشعار ابوانیس اشعری نے کہے ہیں:-

أَتَانِي عَنْ سُهَيْلٍ ذَرْءُ قَوْلٍ ... فَأَيْقَظَنِي وَمَا بِي مِنْ رُقَادِ

سہیل کی طرف سے میرے پاس ایک مختصر سی بات پہنچی۔ اس نے مجھے (رات بھر) بیدار رکھا اور میری نیند اڑ گئی۔

فَإِنْ تَكُنِ الْعِتَابَ تُرِيدُ مِنِّي ... فَعَاتِبْنِي فَمَا بِكَ مِنْ بِعَادِي

اگر تو مجھ پر اپنا عتاب ظاہر کرنا چاہتا ہے تو عتاب کر لے (مجھے کوئی پروا نہیں) کیونکہ تیرے ساتھ (میرا) کوئی دشمن نہیں۔

أَتُوعِدُنِي وَعَبْدُ مَنَافَ حَوْلِي ... بِمَخْزُومٍ أَلَهْفًا مَنْ تُعَادِي

کیا تو مجھے بنو مخزوم کی دھمکی دیتا ہے، جب میرے گرد بنو عبد مناف

جمع ہیں؟ یہ بات قابل افسوس ہے کہ تو ایسے لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے۔

فَإِنْ تَغْمِزْ قَنَاتِي لَا تَجِدْنِي ۔۔۔ ضَعِيفَ الْعُودِ فِي الْكُرَبِ الشِّدَادِ

اگر تو میرا نیزہ کو پرکھ کر دیکھے گا تو شدائد و مصائب میں مجھے ضعیف البیان نہ پائے گا۔

أُسَامِي الْأَكْرَمِينَ أَبًا بِقَوْمِي ۔۔۔ إِذَا وَطِئَ الضَّعِيفُ بِهِمْ أُرَادِي

آباؤ اجداد کی طرف سے جو لوگ شریف ہیں، میں اپنی قوم کے لحاظ سے ان سے بلند و بالا رہتا ہوں۔ جب کوئی ضعیف پامال ہوتا ہے، تو میں اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر تیر اندازی میں مقابل ہوجاتا ہوں۔

هُمْ مَنَعُوا الظَّوَاهِرَ غَيْرَ شَكٍّ ۔۔۔ إِلَى حَيْثُ الْبَوَاطِنُ فَالْعَوَادِي

بِكُلِّ طِمِرَّةٍ وَبِكُلِّ نَهْدٍ ۔۔۔ سَوَاهِمَ قَدْ طُوِينَ مِنَ الطِّرَادِ

ہماری قوم کے ان لوگوں نے جو انتہائی ترش رو اور مسلسل جنگوں کے باعث چھریرے بدن والے ہیں، نہایت تیز رو اور مضبوط گھوڑوں کے ذریعے سے بغیر کسی شک و شبہ کے ظواہر (مکہ کا بلند و فرازی حصہ) سے بواطن (مکہ کا نشیبی علاقہ) اور عوادی (وادیوں کے کناروں) تک کی حفاظت کا ذمہ اٹھا رکھا ہے۔

لَهُمْ بِالْخَيْفِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ ۔۔۔ رِوَاقُ الْمَجْدِ رُفِّعَ بِالْعِمَادِ

قبیلہ مَعَد کو معلوم ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد کے لیے خیف میں مجد و شرف کی عمارت مضبوط بنیادوں پر بلند کی گئی ہے۔

اُمِّ کلثوم کی ہجرت

ابن اسحٰق نے کہا: اور ام کلثوم بنت عُقبہ (ابن ابو معیط) نے اسی دوران میں رسول اللہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید (عُقبہ کے بیٹے) نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا کہ ام کلثوم کو اس عہد کی بنا پر جو آپ کے اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں ہوا تھا، واپس کردیا جائے۔ آپ نے ایسا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے منع کردیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے زُہری نے عروہ ابن زبیر کی روایت بیان کی کہ میں عروہ ابن زبیر

کے پاس گیا، وہ ابن ابو ہُنیدہ، ولید بن عبد الملک کے دوست کو ایک مکتوب لکھ رہے تھے،
ابو ہُنیدہ نے عروہ ابن زبیر سے اس آیت کے سلسلے میں خط لکھ کر دریافت کیا تھا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ (۶۰ : ۱۰)

اے ایمان والو! جب تمھارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو، اللہ ان کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اگر تم انھیں صاحبِ ایمان سمجھو تو پھر انھیں کفار کو واپس مت کرو، وہ ان کے لیے حلال نہیں، نہ وہ انھیں اپنے لیے حلال کر سکتے ہیں اور جو کچھ کفار نے خرچ کیا ہے، وہ انھیں دے دو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان سے نکاح کر لو، جب تم ان کا اجر (مہر) ادا کر دو اور کافر عورتوں سے تعلقات باقی مت رکھو، اور جو تم نے خرچ کیا ہو، وہ تم ان سے مانگو اور جو انھوں نے خرچ کیا ہو، اسے وہ مانگ لیں۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اللہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے، اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

عروہ کے جواب کی طرف عود

بہرحال ابن ہنیدہ کے سوال کا جواب عروہ نے یہ دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم حدیبیہ میں قریش سے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ کفار کا جو آدمی بغیر اپنے ولی کی اجازت کے رسول اللہ کے پاس آئے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس کر دیں گے۔ لیکن جب خواتین نے رسول اللہ اور اسلام کی طرف ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں واپس کر دینے سے منع فرما دیا۔ یہاں تک کہ اسلام کے معاملے میں ان کا امتحان لے لیا جائے۔ اور مسلمان پہچان لیں کہ وہ عورتیں ان کے پاس اسلام سے رغبت کے باعث آئی ہیں، ایسی عورتوں کا مہر ان کے کافر شوہروں کو واپس کرنے کا بھی حکم دیا۔ بشرطیکہ یہ کفار بھی مسلمانوں کو ان عورتوں کے مہر واپس کر دیں۔ جنھیں انھوں نے مکہ میں روک لیا تھا۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے جو اس نے دونوں کے درمیان طے کیا ہے۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے، چنانچہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو روک لیا اور مردوں کو واپس کر دیا اور بمطابق امر الٰہی رسول اللہ صلعم نے ان عورتوں کا مہر بھی طلب کیا، جنھیں کفار نے روک لیا تھا اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہلایا کہ وہ اپنی عورتوں کے مہر اگر چاہیں، ہم سے لے لیں۔ اگر یہ فیصلہ اللہ کا نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی واپس کر دیتے، جیسا کہ مردوں کو واپس کر دیا تھا۔ اور اگر وہ مصالحت اور معاہدہ نہ ہوتا جو رسول اللہ صلعم اور قریش کے درمیان یوم حدیبیہ میں ہوا تھا تو آپ عورتوں کو روک کر مہر بھی واپس نہ کرتے اور اس عہد سے پہلے رسول اللہ صلعم ان عورتوں کے معاملے میں جو آپ کے پاس آجاتی تھیں ایسا ہی کرتے تھے۔

ابن اسحٰق کا سوال

ابن اسحٰق نے کہا: میں نے آیت بالا میں اللہ تعالیٰ کے مذکورۂ ذیل قول کے متعلق زہری سے سوال کیا:

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (۶۰ : ۱۱)	اور اگر تمھاری بیویوں میں سے کوئی کفار کے پاس چھوٹ جائے (اور تمھارے ہاتھ سے نکل جائے) پھر تمھاری نوبت آئے تو جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا (مہر) انھوں نے (اپنی بیویوں پر) خرچ کیا تھا اس کے برابر تم انھیں دے دو اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو، اس سے ڈرتے رہو۔

عروہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی کی بیوی کفار کے پاس رہ جائے (اور ان سے نکل نہ سکے) اور ان کی کوئی عورت تمھارے قبضے میں نہ آسکے جیسا کہ ان کے قبضے میں چلی گئی ہے تو تم ایسے لوگوں کو اس مال غنیمت میں سے جو تمھیں ملے، اس کا معاوضہ دے دو۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ ...... الیٰ قول اللہ عزوجل وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ تو ان لوگوں میں سے جنھوں نے (انھیں کافر بیویوں کو) طلاق دی تھی، حضرت عمرؓ بھی تھے۔ انھوں نے اپنی بیوی (کافرہ) قُریبہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ کو طلاق دی۔ قریبہ نے حضرت عمرؓ کے بعد معاویہ بن ابوسفیان سے نکاح کر لیا، قریبہ اور حضرت معاویہؓ دونوں اس وقت مکہ میں بحالت شرک تھے اور حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت جرول (ام عبیداللہ بن عمر خزاعیہ) کو بھی طلاق دی اور ان سے ابوجہم ابن حذیفہ بن غانم نے نکاح کر لیا، ابوجہم حضرت عمرؓ

ی کی قوم کے ایک فرد تھے اور ام کلثوم اور ابو جہم دونوں اس وقت مکہ میں بحالتِ شرک تھے۔

فتح مکہ کی بشارت: ابن ہشام نے کہا: ہم سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ بعض ان لوگوں نے جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ اس وقت تھے، جب آپ مدینہ تشریف لائے آپ سے پوچھا: کیا آپ نے نہ کہا تھا کہ آپ مکہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوں گے۔"

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال؟

لوگوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا:

"میرا یہ کہنا اس کے مطابق تھا جو مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا تھا۔"

باب ۱۴

غزوۂ خیبر

(۱)

خیبر کی طرف روانگی

محمد ابن اسحٰق نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُدیبیہ سے واپس ہو کر پورے ذی الحجہ اور محرم کے کچھ حصے تک مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔ اس سال بھی حج کا انتظام مشرک متولیوں ہی کے قبضے میں تھا، پھر اواخر محرم میں آپ خیبر کے لیے نکلے[1]۔ بقول ابن ہشام نُمیلہ ابن عبداللہ لیثی کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو جھنڈا عنایت فرمایا جو سفید رنگ کا تھا۔

عامر بن اکوع کی حدی

ابن اسحٰق نے کہا : مجھ سے ابراہیم ابن حارث تیمی نے ابوالہیثم ابن نصر (ابن دُہر اسلمی) سے نقل کرتے ہوئے بتایا۔ ابوالہیثم سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ انھوں نے (ابوالہیثم کے باپ نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر جاتے ہوئے عامر ابن اکوع جو سلمہ ابن عمرو ابن اکوع کے چچا ہیں (اکوع کا نام سنان تھا) سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن اکوع اترو اور ہمیں حدی کے گیتوں میں سے کوئی سناؤ۔ ابن اکوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدی سنانے لگے :

وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا   وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

خدا کی قسم! اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقات دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

إِنَّا إِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا   وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

کوئی قوم جب ہماری بغاوت یا کوئی فتنہ برپا کرتی ہے تو ہم اس سے اِباء (نفرت و انکار) کرتے ہیں۔

---

[1] ذی الحجہ ۶ھ ۱۳ مارچ ۶۲۸ء کو شروع ہوا اور محرم ۷ھ ۱۱ مئی ۶۲۸ء کو، اواخر محرم کا مطلب یہ ہے کہ مئی کے اواخر یا جون کے اوائل میں آپ نکلے۔

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

پس اے اللہ! تو ہم پر وقار و طمانیت نازل فرما۔ اور دشمن سے

مقابلہ آپڑے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

عامر کی شہادت یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) اس پر حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہا: اس کے لیے تو شہادت واجب ہو گئی۔ خدا کی قسم! یا رسولؐ اللہ! کاش ہم بھی اس سے متمتع ہوتے!" چنانچہ ابن الاکوع جنگ خیبر کے موقع پر شہید ہو گئے اور جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، صورت یہ تھی کہ جس وقت وہ لڑ رہے تھے خود ان کی تلوار پلٹ کر انھیں لگی۔ اور انھیں سخت زخمی کر دیا، اس زخم سے وہ جانبر نہ ہو سکے، مسلمانوں کو ان کی شہادت کے باب میں شک پیدا ہوا۔ (کہ شہید ہوئے یا نہیں) انھوں نے کہا: انھیں تو خود ان کے ہتھیار نے زخمی کیا۔ ان کے چچیرے بھائی سلمہ ابن عمرو ابن اکوع نے اس کے متعلق خود رسول اللہ صلعم سے جا کر استفسار کیا، آپ نے فرمایا: وہ قطعی شہید ہیں اور ان پر نماز جنازہ پڑھی، ساتھ ہی مسلمانوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔

رسول اللہ صلعم کی دعا ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے جسے میں متہم نہیں کرتا، عطاء ابن ابو مروان اسلمی نیزان کے والد کے واسطے سے ابو مُعتب ابن عمرو کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم کو خیبر نظر آیا تو آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: "قِفُوْا" ٹھہرو! میں بھی انھیں صحابہ میں تھا۔ پھر یہ دعا فرمائی:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَيْنَ: فَاِنَّا نَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔

اے اللہ! اے آسمانوں اور جو کچھ ان کے سایے میں ہے اس کے پروردگار! اور اے زمینوں اور جو کچھ ان میں سے اگایا جاتا ہے، ان کے پروردگار! اور اے شیاطین اور ان کے گمراہ کرنے کے پروردگار! اور اے ہواؤں اور ان کے اڑانے کے پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کی درخواست کرتے ہیں اور اس بستی کے شر اور اس کے باشندوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

پھر فرمایا: اَقْدِمُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ" اللہ کے نام سے قدم آگے بڑھاؤ۔"
ابو معتب ابن عمرو نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ہر بستی میں داخل ہوتے وقت پڑھتے تھے۔

اہل خیبر کا فرار

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے اس شخص نے جسے میں متہم نہیں کرتا، انس ابن مالک کی روایت بیان کی کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم سے جنگ کرتے اس پر صبح کے وقت چھاپا مارتے تھے۔ اگر کسی بستی سے، اذان کی آواز سنتے تو چھاپا مارنے سے رک جاتے، اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو (صبح کے وقت) چھاپا مارتے۔

بہر حال ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے، رات گزاری، صبح ہوئی اور اذان کی آواز نہ آئی تو رسول اللہ صلعم گھوڑے پر سوار ہو گئے، آپ کے ساتھ ہم بھی سوار ہو گئے۔ میں ابو طلحہ کے پیچھے پیچھے تھا اور میرا قدم رسول اللہ صلعم کے قدم سے مس کر رہا تھا۔ ہم نے دیکھا، خیبر کے کام کرنے والے صبح ہی صبح ہمارے سامنے سے گزرے، یہ اپنے بیلچے اور ٹوکریاں لیے ہوئے نکل رہے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلعم اور لشکر کو دیکھا تو بولے: "محمدؐ اور ان کے ساتھ لشکر[1]" پھر پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ انھیں بھاگتا ہوا دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اکبر، خربت خیبر، انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین" (اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی چیخیں بہت بری ہوتی ہیں، جنھیں انذار (ڈرانا) کیا گیا ہو"

ابن اسحٰق نے کہا: ہم سے ہارون نے بھی بواسطہ حمید، حضرت انسؓ سے اسی قسم کی روایت بیان کی۔

راستے کی منزلیں

ابن اسحٰق نے کہا، جب رسول اللہ صلعم مدینہ سے خیبر جانے کو نکلے تو عصر[2] پہاڑ کے راستے چلے، جہاں آپ کے لیے ایک مسجد بنائی گئی تھی۔ پھر آپ صہبا[3] پہنچے، اس کے بعد لشکر لے کر ایک وادی بنام رجیع[4] میں آپ نے منزل کی، یہ منزل خیبر اور غطفان کے درمیان تھی۔ مقصد یہ تھا کہ آپ غطفان اور اہل خیبر کے درمیان حائل ہو جائیں۔ اور اول الذکر

---

[1] یہاں لشکر کو خمیس قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس زمانے کی تربیت کے مطابق فوج کے پانچ حصے ہوتے تھے ہر اول (یعنی مقدمہ) دایاں بازو (میمنہ) بایاں بازو (میسرہ) درمیانی فوج (قلب) پیچھے کی فوج (ساقہ)۔ [2] عصر مدینہ منورہ اور وادی الفرع کے درمیان ایک پہاڑ ہے۔ [3] صہبا مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان ایک مقام ہے۔ کہتے ہیں یہ خیبر سے قریب ہے۔
[4] رجیع ایک وادی ہے، اس نام کی ایک اور وادی بھی ہے۔

(غطفان) آخرالذکر کو کوئی کمک نہ پہنچا سکیں، معلوم ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلعم کے مقابلے میں اہل خیبر کے حامی تھے۔

غطفان کی سعیِ امداد مجھے معلوم ہوا ہے، جب غطفانیوں نے سنا کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر میں ڈیرے ڈالے ہیں تو لوگوں کو جمع کیا، پھر نکلے کہ رسول اللہ صلعم کے خلاف یہود کو مدد اور تقویت پہنچائیں، مگر ایک ہی منزل پر پہنچے تھے تو اپنے اہل وعیال اور اموال کے متعلق انھیں ایسی اطلاعات ملیں، جن سے انھیں خیال ہوا کہ قوم نے ان سے موافقت نہیں کی۔ اس لیے الٹے پاؤں واپس ہوئے، اس طرح رسول اللہ صلعم اور خیبر کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا۔

قلعوں کی تسخیر رسول اللہ صلعم بتدریج اموال پر قبضہ کر رہے تھے اور اسی طرح ایک کے بعد ایک قلعہ فتح کرتے جا رہے تھے، چنانچہ یہود کے قلعوں میں جو سب سے پہلا قلعہ فتح کیا وہ حصن ناعم تھا اور اسی قلعے کے نزدیک محمود ابن مسلمہ کو شہید کیا گیا۔ قلعے کے اوپر سے ایک چکی ان پر گرا دی گئی۔ جس سے وہ جاں بحق ہوئے۔ دوسرا نمبر حصن قموص کا تھا، یہ بنو ابوالحقیق کا قلعہ تھا، اس قلعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قیدی ملے، ان میں صفیہ بنت حیی ابن اخطب بھی تھیں، یہ کنانہ ابن ربیع ابن ابو الحقیق کی زوجیت میں تھیں اور صفیہ کے ساتھ ان کی دو چچیری بہنیں بھی تھیں۔ صفیہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے منتخب کر لیا۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے رسول اللہ صلعم سے صفیہؓ کے لیے درخواست کی۔ چونکہ رسولؐ اللہ اسے اپنے لیے منتخب کر چکے تھے لہٰذا دحیہ کو صفیہ کی دونوں چچیری بہنیں دے دیں، خیبر کی بہت سی قیدی عورتیں مسلمانوں کے حصے میں آئیں۔

چند چیزوں کی ممانعت (خیبر کے موقع پر) مسلمانوں نے حُمُرِ اہلی (گھروں میں پلے ہوئے حمار) کا گوشت کھایا تو رسولؐ اللہ نے کھڑے ہو کر چند اشیاء کی ممانعت فرمائی اور ان اشیاء کا نام بھی لے کر بتایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن ضمرہ فزاری نے بواسطہ عبداللہ بن سلیط ان کے باپ کی روایت بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لحُومِ حُمُرِ انسیہ (گھروں میں پلے ہوئے گدھوں کا گوشت) کے کھانے کی ممانعت کی اطلاع ہم لوگوں کو ملی، ہماری ہانڈیوں میں ان کا گوشت ابل ابل کر پک رہا تھا۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہم نے ہانڈیاں الٹا کر اوندھی کر دیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابو نجیح نے مکحول کی یہ روایت بیان کی کہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کو چار چیزوں کی ممانعت فرمائی، حاملہ قیدی عورتوں سے صحبت، گھروں میں پلے ہوئے گدھوں کا گوشت، چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کا گوشت، تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی خرید و فروخت۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے سلام ابن کرکرہ نے بواسطہ عمرو ابن دینار، جابر بن عبداللہ انصاری (مگر جابر بن عبداللہ جنگ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے) کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے جس وقت گھروں میں پلے ہوئے گدھوں کا گوشت کھانا ممنوع قرار دیا تو اس وقت گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی۔

صنعانی کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابو حبیب نے ابو مرزوق مولیٰ تجیب کے واسطے سے حنش صنعانی کی روایت بیان کی کہ ہم نے رُوَیفع بن ثابت انصاری کے ساتھ بلادِ مغرب میں جنگ کی تو انھوں نے ایک شہر بنام جربہ[1] (مغرب کا ایک جزیرہ) فتح کیا۔ اس موقع پر انھوں نے کھڑے ہو کر یوں خطاب کیا: لوگو! میں تم سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ صلعم سے یوم خیبر سنی تھی، آپ نے فرمایا تھا:

> "کسی ایسے آدمی کے لیے جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ وہ اپنے پانی سے دوسروں کی کھیتی سیراب کرے یعنی حاملہ قیدی عورتوں سے ہم صحبت ہو۔ کسی آدمی کے لیے، جو خدا او یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں، وہ کسی قیدی عورت سے قربت کرے، جب تک وہ ایام حمل سے فارغ نہ ہو جائے۔ کسی ایسے آدمی کے لیے جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت فروخت کرے۔ کسی ایسے آدمی کے لیے، جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ مسلمانوں کے مال غنیمت کا کوئی جانور لے کر سواری کرے اور اسے لاغر کر کے واپس کر دے۔ کسی ایسے آدمی کے لیے، جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ مسلمانوں کے مال غنیمت کا کپڑا لے کر پہنے اور پرانا کر کے واپس کر دے۔"

---

[1] خلیج قابس (جو تونیسیہ کے مشرق میں ہے) کا ایک جزیرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے عبادہ بن صامت کی روایت بیان کی:
رسول اللہ صلعم نے خیبر میں ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم خام سونا سنہری سکوں اور خام چاندی روپہلی سکوں کے عوض خریدیں یا فروخت کریں۔ فرمایا: روپہلی سکوں کے عوض خام سونا اور خام چاندی سنہری سکوں کے عوض خریدو، فروخت کرو۔

ابن اسحٰق نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفتہ رفتہ قلعوں اور اموال غنیمت پر قبضہ کیا۔

بنو سہم کا حال

مجھ سے عبداللہؓ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا۔ ان سے کسی اسلمی نے بیان کیا کہ بنو سہم اسلمی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، واللہ! ہم نے بہت محنت کی، مگر ہمارے ہاتھوں میں کچھ نہیں:" پھر انھوں نے رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی چیز نہ پائی، جو آپ انھیں دے دیتے، اس لیے فرمایا: اے اللہ! تو ان کا حال جانتا ہے، ان میں کوئی زور نہیں، ادھر میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں جو میں انھیں دے دوں۔ اس لیے تو اپنی رحمت سے بڑے قلعے کو، جس میں زیادہ دولت اور زیادہ غلہ ہو، ان کے ہاتھوں مسخر کر دے۔" چنانچہ صبح ہی صبح یہ لوگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے صَعب بن معاذ کا قلعہ ان سے فتح کرایا۔ خیبر میں کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جو اس سے زیادہ غلہ اور مال اسباب رکھتا ہو۔

مرحب کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا، جب اللہ تعالیٰ کو جو قلعے فتح کرانے تھے، کرا دیے، اور جو مال اسباب جمع کرانا مقصود تھا جمع کرا دیا تو مسلمان یہودیوں کے دو قلعوں بنام وَطِیح اور سُلالِم پر پہنچے، اور یہ وہ قلعے تھے جو سب سے آخر میں فتح ہوئے، رسولؐ اللہ نے ان کا محاصرہ قریباً دس رات تک کیا۔

ابن ہشام نے کہا، خیبر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں (صحابہ) کا نشان جنگ (اشعار) "یا منصور، اَمِتْ، اَمِتْ" تھا۔ (منصور، یعنی فتح یاب، اَمِتْ، اَمِتْ، یعنی مارو، مارو)

رجز اور جوابی رجز

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن سہل (بن عبدالرحمٰن بن سہل اخو بنو حارثہ) نے جابرؓ بن عبداللہ کی روایت بیان کی کہ: مرحب یہودی قلعے سے نکلا، تمام ہتھیاروں سے مسلح تھا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبٌ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

اَطْعَنُ اَحْیَانًا وَحِیْنًا اَضْرِبُ　　اِذَا اللُّیُوْثُ اَقْبَلَتْ تَحَرَّبُ

اِنَّ حِمَایَ لِلْحِمٰی لَا یُقْرَبُ

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار سجانے والا، اور آزمودہ کار بہادر، جب جنگ جو شیر غیظ میں آگے بڑھتے ہیں تو میں انھیں کبھی نیزوں سے مارتا ہوں اور کبھی تلواروں سے۔

میرے مخصوص علاقے کے کوئی قریب نہیں آسکتا۔

اس کے ساتھ مرحب کہتا جارہا تھا "من مبارز" میرا کون مقابلہ کرے گا؟ "کعب ابن مالک نے جواب دیا اور کہا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ کَعْبُ　　مُفَرِّجُ الْغُمّٰی جَرِیْءٌ صُلْبُ

اِذْ شُبَّتِ الْحَرْبُ تَلَتْهَا الْحَرْبُ　　مَعِیْ حُسَامٌ کَالْعَقِیْقِ عَضْبُ

خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب ابن مالک ہوں، دشواریوں کو دور کرنے والا، بہادر اور مضبوط، جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے تو اس کے بعد جنگ آتی ہے، میرے پاس کاٹنے والی تلوار ہے جو بجلی کی طرح چمکتی ہے۔

نَطَؤُکُمْ حَتّٰی یَذِلَّ الصَّعْبُ　　نُعْطِی الْجَزَاءَ اَوْ یَفِیْءَ النَّهْبُ

ہم تمھیں روند کر رکھ دیں گے۔ یہاں تک کہ دشواری دشواری نہ رہے، ہم تمھیں بدلے کی سزادے کر رہیں گے تا آنکہ مال غنیمت حاصل ہو جائے۔

بِکَفِّ مَاضٍ لَیْسَ فِیْهِ عَتْبُ

ایسے تیز رو ہاتھ کے ساتھ جس میں ذرا کجی نہیں۔

ابن ہشام نے کہا، حسب ذیل اشعار مجھے ابو زید انصاری نے سنائے:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ کَعْبُ　　وَاَنَّنِیْ مَتٰی تَشُبُّ الْحَرْبُ

مَاضٍ عَلَی الْهَوْلِ جَرِیْءٌ صُلْبُ　　مَعِیْ حُسَامٌ کَالْعَقِیْقِ عَضْبُ

بِکَفِّ مَاضٍ لَیْسَ فِیْهِ عَتْبُ　　نَدُکُّکُمْ حَتّٰی یَذِلَّ الصَّعْبُ

خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب ہوں اور یہ کہ جب آتش جنگ بھڑکائی جاتی ہے تو میں ہولناکیوں پہ قابو پانے والا مضبوط بہادر ہوں۔ میرے پاس ایک کاٹنے والی بجلی کی طرح چمکنے والی تلوار ہے جو ایسے ہاتھ میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں، ہم تمھارے

ٹکڑے اڑا دیں گے اور ہر دشواری کو آسان بنا لیں گے۔

ابن ہشام نے کہا: مرحب کا تعلق قبیلہ حِمیر سے تھا۔

مرحب کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن سہل نے جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من ھذا" اس کا مقابلہ کون کرتا ہے؟ محمد ابن مسلمہ نے کہا: یا رسولؐ اللہ! میں مقابلہ کروں گا، میں ضرور اس آدمی سے بدلہ لوں گا، جس نے کل میرے بھائی (محمود بن مسلمہ) کو قتل کیا۔ فرمایا: جاؤ اور اس کا مقابلہ کرو۔ اے اللہ! یہودی کے خلاف اس کی اعانت فرما۔ جابرؓ ابن عبداللہ نے کہا: جب یہ ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو ایک پرانا درخت ان دونوں کے بیچ میں آگیا۔ ہر ایک اس درخت کی آڑ لینے لگا۔ جب ان میں سے کوئی اس کی آڑ لیتا تو دوسرے کی تلوار اس درخت کے اس حصے کو کاٹ دیتی جس کی آڑ لی جاتی۔ یہاں تک کہ درخت کی شاخیں کٹتے کٹتے ختم ہو گئیں۔ اب ہر ایک دوسرے کے سامنے آگیا (آڑ نہ رہی) اور یہ درخت ایک کھڑے ہوئے آدمی کی طرح بیچ میں قائم رہ گیا، جس کی شاخیں کٹ چکی تھیں۔ اس کے بعد مرحب نے محمد بن مسلمہ پر تلوار کا وار کیا۔ مگر محمد بن مسلمہ نے اس وار کو اپنی چمڑے کی ڈھال پر لیا، تلوار اس ڈھال پر پڑی تو ڈھال کو کاٹتی ہوئی بیچ ہی میں رہ گئی۔ پھر محمد نے اپنا وار کیا تو وہ ڈھیر ہو گیا۔

مرحب کے بھائی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا: مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر یہ کہتا ہوا نکل کر آیا کہ "من مبارز" کون مقابلے پر آتا ہے؟ ابن ہشام بن عروہ کے بیان کے مطابق یاسر کے مقابلے پر زبیر ابن عوام نکلے۔ اس موقع پر زبیرؓ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسولؐ اللہ! میرا بیٹا قتل ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، بلکہ تمہارا بیٹا یاسر کو قتل کرے گا۔ انشاء اللہ! بہر حال زبیر نکلے دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی اور یاسر مارا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ہشام ابن عروہ نے بیان کیا، زبیر سے جب کہا جاتا کہ خدا کی قسم! آپ کی تلوار تو اس روز بڑی تیز کاٹنے والی ہوگی۔ وہ جواب دیتے: نہیں، خدا کی قسم! وہ بالکل تیز نہ تھی بلکہ میں اسے زور زور سے چلاتا تھا۔

علیؓ کی شان

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے بریدہ ابن سفیان بن فروہ اسلمی نے اپنے باپ سفیان بن فروہ کے واسطے سے سلمہ بن عمرو ابن اکوع کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کو جھنڈا دے کر خیبر کے کسی قلعے پر روانہ کیا اور جھنڈے کا رنگ بقول ابن ہشام سفید تھا، حضرت ابو بکرؓ نے مقاتلہ و مقابلہ کیا۔ مگر کوشش کے باوجود قلعہ فتح نہ ہو سکا اور واپس آ گئے[لہ] دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ ابن خطاب کو بھیجا۔ انھوں نے بھی مقاتلہ کیا اور خاصی جد و جہد کی، مگر فتح حاصل کیے بغیر واپس آ گئے۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا: اب میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ جو اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرا دے گا۔ وہ کسی حالت میں فرار اختیار نہ کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کو بلایا، اس وقت انھیں آشوب چشم کی شکایت تھی، رسولؐ اللہ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا۔ پھر فرمایا: یہ جھنڈا لے کر جاؤ اور لڑو۔ یہاں تک کہ اللہ تمھیں فتح عطا کرے۔"

سلمہ کہتے ہیں۔ پھر حضرت علیؓ نکلے اور خدا کی قسم! جھنڈا لیے ہانپتے ہانپتے بڑی تیزی سے چلنے لگے۔ ہم لوگ پیچھے پیچھے ان کے نشان قدم پر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے وہاں پہنچ کر قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر پر جھنڈا گاڑ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور کہا: مَن اَنتَ"؟ تم کون ہو؟ جواب ملا: میں علیؓ ابن ابی طالب ہوں"۔ اب یہودی نے کہا: عَلَوْتُمْ وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُوْسٰی"۔ اس کتاب کی قسم! جو موسٰیؑ پر نازل کی گئی، تم ہم پر غالب ہو چکے ہو۔ (او کما قال) پھر حضرت علیؓ اس وقت تک واپس نہ ہوئے جب تک قلعہ فتح نہ ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن حسن نے اپنے گھر کے کسی آدمی کے واسطے سے حضرت ابو رافع، مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو اپنا جھنڈا دے کر بھیجا اور وہ قلعے سے قریب ہوئے تو اہل قلعہ (یہودی) نکل آئے پھر حضرت علیؓ اور ان کے درمیان مقاتلہ و مقابلہ ہونے لگا، ایک یہودی نے علی پر تلوار کا وار کیا۔ حضرت علیؓ نے اسے اپنی ڈھال پر لیا، مگر ڈھال ہاتھ سے نکل کر گر گئی، اب علیؓ نے قلعے کے پاس سے ایک دروازہ اٹھایا اور اسی کو ڈھال کی جگہ استعمال کیا، جب تک لڑائی جاری رہی یہ دروازہ ان کے ہاتھ میں ڈھال کا کام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے انھیں فتح دے دی۔ پھر جنگ سے فارغ ہو کر انھوں نے یہ دروازہ ہاتھ سے اٹھا کر پھینک دیا، میری ٹولی میں سات آدمی

لہ یہ قلعہ قموص تھا۔ جو بنو ابو الحقیق کی ملکیت تھا۔

اور تھے۔ آٹھواں میں تھا، ہم سب نے مل کر اس بات کی کوشش کی کہ یہ دروازہ ہٹا دیں۔ مگر ہم نہ ہٹا سکے۔

کعب بن عمرو کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے بُریدہ ابن سفیان اسلمی نے بنو سلمہ کے ایک آدمی کے واسطے سے ابوالیسر کعب ابن عمرو کی یہ روایت بیان کی: خدا کی قسم! ایک شام کو ہم لوگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک یہودی کی بکریاں ان کے قلعے کی طرف جاتی ہوئی سامنے آئیں اور ہم لوگ قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون آدمی ہے جو ان بکریوں میں سے کسی بکری کا گوشت ہمیں کھلائے؟" ابوالیسر کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں" رسول اللہؐ نے فرمایا: تو جاؤ"۔ میں تر غتر مرغ کی طرح تیز دوڑتا ہوا گیا، رسول اللہ صلعم نے مجھے دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ پہنچائے"۔ ابوالیسر فرماتے ہیں: میں نے دوڑ کر بکریوں کو جالیا اس وقت گلے کی پہلی بکری قلعے میں داخل ہو چکی تھی۔ میں نے گلے کے آخر سے دو بکریاں پکڑیں، انھیں بغل میں دبالیا اور لے کر تیزی سے دوڑا۔ گویا میرے پاس کوئی چیز ہی نہ تھی، یہاں تک کہ بکریاں لا کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ لوگوں نے انھیں ذبح کیا اور کھایا۔" یہ ابوالیسر وہ ہیں، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔ جب یہ قصہ بیان کرتے تھے تو رو دیتے تھے۔ پھر فرماتے ہیں، صحابہ کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سب سے آخر میں وفات پا رہا ہوں"۔

باب ۱۴۱

غزوۂ خیبر
۲

امّ المومنین صفیہؓ کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قموص بنو ابوالحقیق کا قلعہ فتح کیا تو آپ کے پاس صفیہؓ بنت حیی بن اخطب کو اور ان کے ساتھ ایک اور عورت کو لایا گیا۔ ادھر سے بلالؓ کا گزر ہوا اور بلالؓ ہی یہودیوں کے مقتولین کی لاشوں پر چل کر انھیں لائے تھے۔ چنانچہ جب صفیہؓ کی ساتھی عورت نے بلال کو دیکھا تو چیخنے، اپنا منہ پیٹنے اور مٹی اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنے لگی۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دیکھا تو فرمایا: "اس شیطانہ کو میرے پاس سے اُٹھا دو۔" اور صفیہ کو لانے کا حکم دیا: صفیہ سمٹی ہوئی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے آگئیں۔ آپ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی، مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے انھیں اپنے لیے منتخب فرمالیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ اُس یہودی عورت کا حال دیکھنے کے بعد بلالؓ سے کہا: بلال! کیا جس وقت تم عورتوں کو لے کر ان کے آدمیوں کی لاشوں پر گزر رہے تھے تو کیا تمھارے دل سے رحم کا مادہ سلب ہو چکا تھا؟"

صفیہؓ ابھی کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق کی زوجیت ہی میں تھیں کہ انھوں نے خواب میں دیکھا، ایک چاند ان کی گود میں آکر گرا ہے۔ انھوں نے اپنا یہ خواب شوہر سے بیان کیا تو اس نے کہا "یہ اس کے سوا کیا ہے کہ تم حجاز کے بادشاہ محمدؐ کی آرزو کر رہی ہو۔" یہ کہہ کر صفیہ کے چہرے پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ نیلی پڑ گئی، جب صفیہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا تھا تو اس وقت بھی اس طمانچے کا نشان موجود تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں تو آپ نے پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟" تو صفیہؓ نے سارا قصہ بتایا۔

کنانہ بن ربیع کو سزا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کنانہ بن ربیع کو لایا گیا۔ اس کے پاس بنو نضیر کا خزانہ تھا، آپ نے اس سے خزانے کے بارے میں دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ مجھے خزانے کی جگہ معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک یہودی لایا گیا، اس نے آپ کو بتایا: "میں نے کنانہ کو ہر روز صبح کے وقت اس ویرانے

کا چکر لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ سے کہا، کیا تمھیں معلوم ہے کہ اگر خزانہ تمھارے پاس سے برآمد ہوا تو تم مارے جاؤ گے؟ کنانہ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ویرانے کو کھودنے کا حکم دیا، کھودا گیا تو اس سے کچھ خزانہ برآمد ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ سے بقیہ خزانے کے متعلق پوچھا، اس نے انکار کر دیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ بن عوام کو حکم دیا کہ اسے اس وقت تک سزا دو، جب تک جو کچھ اس کے پاس ہے، اسے نکال نہ لیا جائے۔ زبیر بن عوام اس کے سینے پر چقماق کی آگ نکال نکال کر جلاتے تھے یہاں تک کہ وہ بے دم ہو گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا۔ محمد بن مسلمہ نے اسے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے حوالے کر دیا۔

اہلِ خیبر سے مصالحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ خیبر کا ان کے دو قلعوں وطیح اور سُلالم پر محاصرہ کیے ہوئے تھے اور دس روز گزر چکے تھے یہاں تک کہ اہلِ خیبر کو اپنی ہلاکت وہزیمت کا یقین ہو گیا، پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں وطن سے نکل جانے دیا جائے اور خون بہانے سے بچا لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ آپ ان کے سارے مال واسباب پر جو شق نطاۃ، کتیبہ اور دوسرے قلعوں میں تھا، بجز ان دو قلعوں کے، جن کا محاصرہ جاری تھا، قبضہ کر چکے تھے۔ جب اہلِ فدک کو معلوم ہوا کہ اہلِ خیبر کا یہ حال اور معاملہ ہوا ہے تو انھوں نے بھی فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ ہمیں بھی وطن سے نکل جانے دیں اور خون بہانے سے بچا لیں، نیز کہلا بھیجا کہ ہم سارا مال اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیں گے، آپ نے ان کی درخواست بھی منظور فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ خیبر کے درمیان جو لوگ واسطہ بنے تھے ان میں محیصہ بن مسعود اخو بنو حارثہ بھی تھے۔ اس بنا پر جب اہلِ خیبر کی حوالگی عمل میں آچکی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ نصف نصف پر معاملہ طے کر لیجیے۔ ساتھ ہی کہا کہ ہمیں کھیتی باڑی کے متعلق آپ لوگوں سے زیادہ علم ہے اور بہتر مزارعین ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف نصف پر اس شرط کے ساتھ صلح قبول کر لی کہ جب ہم تمھیں نکالنا چاہیں گے، نکال دیں گے۔ اہلِ فدک نے بھی ٹھیک انھیں شرائط پر مصالحت کر لی۔ اب خیبر تمام مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت قرار پایا اور فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص رکھا گیا، کیونکہ

وہ مال "فے" تھا یعنی گھوڑوں اور اونٹوں کے ساتھ حملے اور جنگ کے بغیر فتح ہوا تھا۔

زہر آلود گوشت

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان حاصل ہو گیا تو زینب بنت حارث نے جو سلام بن مشکم کی بیوی تھی آپ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری تو اضعاً پیش کی، زینب پہلے دریافت کر چکی تھی کہ آپ کو بکری کا کون سا عضو زیادہ مرغوب ہے اور اسے بتایا جا چکا تھا کہ آپ کو دست زیادہ پسند ہے، زینب نے یوں تو ساری بکری میں زہر ملایا تھا، مگر دست میں نسبتاً زیادہ ملا دیا، اب اسے لے کر آئی، بکری کا گوشت آپ کے سامنے رکھا گیا اور آپ نے دست اُٹھا کر تناول فرمایا، پہلا ہی لقمہ چبا کر نگلنا چاہا، مگر نگل نہ سکے، آپ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بھی شریک تھے، انھوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک لقمہ اُٹھا کر کھایا اور نگل گئے، مگر رسول اللہ صلعم نے اگل دیا اور فرمایا یہ ہڈی بتاتی ہے کہ گوشت زہر آلود ہے، پھر زینب کو بلا کر پوچھا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "ما حملك على هذا؟ اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟" اس نے جواب دیا: "آپ میری قوم کے سلسلے میں جس حد تک پہنچ گئے ہیں، وہ آپ پر مخفی نہیں، میں نے سوچا، اگر آپ بادشاہ ہیں تو آپ کو زہر سے مار کر مجھے سکون مل جائے گا اور اگر نبی ہیں تو آپ کو بہر حال معلوم ہی ہو جائے گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ ہی دیا اور بشر اس لقمے سے جو انھوں نے کھا لیا تھا وفات پا گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے مروان بن عثمان بن ابو سعید بن معلی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں، اُم بشر بنت براء بن معرور سے کہا تھا: (جب وہ آپ کی عیادت کے لیے آئی ہوئی تھیں) اُم بشر اس وقت میں اس لقمے کے اثر سے جو میں نے تمہارے بھائی کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا، اپنے دل کی رگ ابہرؔ کا پھٹنا محسوس کر رہا ہوں۔ اس لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علاوہ نبوت و رسالت کے اس شرف و اعزاز کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، شہادت کا درجہ بھی پا لیا۔

مدینہ کی طرف واپسی

ابن اسحاق نے کہا: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے فارغ ہوئے تو آپ وادی القریٰ کی طرف لوٹے اور اہل وادی القریٰ کا چند رات محاصرہ کیا، پھر آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا، مجھ سے ثور بن زید نے بواسطہ سالم مولیٰ عبداللہ بن مطیع، حضرت ابوہریرہؓ

کی روایت بیان کی کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خیبر سے لوٹ کر وادی قریٰ پہنچے تو شام کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی ہم لوگ وہاں ڈیرے ڈال چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا، جو رفاعہ بن زید جذامی ہپھر ضبینی نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا۔ بقول ابن ہشام جذام اخو بنو لخم تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا: "خدا کی قسم! یہ غلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا کجاوہ رکھ رہا تھا کہ ایک نامعلوم تیر آ کر اسے لگا اور وہ مر گیا۔ اس پر ہم لوگوں نے کہا: "اسے جنت مبارک ہو" تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، اس وقت اس کے اوپر اس کی چادر آگ میں جل رہی ہے۔ اس نے خیبر کے دن مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں خیانت کی تھی۔ ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ قول آپ کے صحابہ رضؓ میں سے ایک آدمی نے سنا وہ آپ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! میں نے دونوں جوتوں کے لیے دو تسمے لیے ہیں۔ فرمایا "انھیں دو تسموں کے برابر آگ کے دو تسمے تیرے لیے کاٹے جائیں گے۔"

چربی سے بھرا ہوا توشہ دان

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے اس شخص نے جسے میں متہم نہیں کر سکتا، عبداللہ بن مُغفّل مُزنی کی روایت بیان کی کہ میں نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے چربی سے بھرا ہوا ایک توشہ دان لے لیا اور اسے کاندھے پر ڈال کر اپنے کجاوے اور ساتھیوں کی طرف چل دیا۔ مجھے وہ شخص ملا جو مالِ غنیمت کی نگرانی پر مامور تھا اس نے توشہ دان کا کنارہ پکڑ کر کہا: اسے ادھر لاؤ، یہ ہم مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں یہ تجھے نہیں دے سکتا۔ وہ توشہ دان کھینچنے لگا۔ اسی حالت میں کہ ہم دونوں کھینچا تانی کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں دیکھ لیا۔ آپ ہماری کشمکش دیکھ کر ہنس پڑے پھر مالِ غنیمت کے نگران سے فرمایا: "ارے اسے چھوڑ دے۔" اس نے توشہ دان چھوڑ دیا، میں اسے لے کر اپنے کجاوے اور ساتھیوں کی طرف چل دیا اور ہم سب نے اس کی چربی استعمال کی۔

صفیہ رضؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر ہی میں یا خیبر کے راستے میں کسی جگہ صفیہ رضؓ سے اپنے ایک خیمے میں شادی کی، اور ام سلیمہ بنت ملحان، ام انس بن مالک نے صفیہ رضؓ کی مانگ چوٹی کر کے خوب بنا سنوار دیا تھا۔ ابو ایوب خالد بن زید، اخو بنو نجار، تلوار لٹکا کر رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے، یہاں تک صبح ہو گئی۔ صبح کے وقت

جب رسول اللہ نے ابو ایوب کو اپنی جگہ دیکھا تو پوچھا، "کیا بات تھی ؟"

ابو ایوب نے جواب دیا : "یا رسول اللہ ! مجھے آپ کے متعلق اس عورت سے اندیشہ تھا۔ یہ وہ عورت ہے، جس کے باپ کو، شوہر کو اور قوم کو آپ نے ختم کر دیا ہے اور یہ ابھی نئی نئی مسلمان ہوئی ہے۔ اس لیے ہمیں آپ کے لیے اس سے خطرہ ہے"

لوگوں کا کہنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اے اللہ ! ابو ایوب کو اپنی امان میں رکھ، جیسا کہ اس نے رات بھر میرا پہرہ دیا ہے۔"

بلال رضؓ کا پہرہ

ابن اسحٰق نے کہا : مجھ سے زہری نے سعید بن مسیّب کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس آ رہے تھے تو راستے میں کسی جگہ پر رُکے اور فرمایا : "رات کا آخری حصہ ہے، کون آدمی ہے جو ہمیں فجر کے وقت اٹھانے کی ذمہ داری لے گا ؟ ممکن ہے کہ ہم لوگ سوتے رہ جائیں۔" بلال رضؓ نے کہا یا رسول اللہ ! آپ کے لیے میں ذمہ داری لیتا ہوں۔" چنانچہ رسول اللہ صلعم اور تمام مسلمان سواریوں سے اترے اور سو گئے۔ بلال رضؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب تک خدا کو منظور تھا نماز پڑھتے رہے، پھر اپنے اونٹ کی ٹیک لے لی۔ اس طرف کا رُخ کر لیا جس طرف سے سورج طلوع ہونے والا تھا۔ ان کی اونگھ ان پر غالب آگئی اور سو گئے۔ پھر دھوپ ہی نے انھیں بیدار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں، (صحابہ رضؓ) میں سب سے پہلے بیدار ہوئے (بلال رضؓ جاگ کر آئے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "بلال رضؓ ! یہ تم نے ہمارے ساتھ کیا کیا ؟" بلال رضؓ نے کہا : "یا رسول اللہ ! جس چیز نے آپ کو پکڑ لیا، اسی نے مجھے بھی پکڑ لیا۔" فرمایا : "سچ کہا۔" (پھر سب لوگ اُٹھ کر روانہ ہو گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر اونٹ لے کر چلے۔ پھر آپ نے اسے بٹھا دیا، اتر کر وضو کیا اور لوگوں نے بھی اتر اتر کر وضو کیا۔ پھر حضرت بلال رضؓ کو حکم دیا کہ وہ اقامت کہیں، انھوں نے اقامت کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا : جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے، اسی وقت پڑھ لیا کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے : "اقم الصلوٰۃ لذکری" یعنی مجھے یاد کرتے ہی نماز پڑھ لیا کرو۔

ابن لُقیم کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا : جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت خیبر فتح کیا تو ابن لُقیم عبسی کو خیبر کی تمام مرغیاں اور پالتو جانور دے دیے اور خیبر صفر (۷ھ) میں فتح ہوا تھا، چنانچہ فتح کے سلسلے میں ابن لقیم

نے یہ اشعار کہے :

رُمِیَتْ نَطَاۃُ مِنَ الرَّسُوْلِ بِفَیْلَقٍ ۔۔۔ شَہْبَاءَ ذَاتِ مَنَاکِبَ وَ فَقَارِ

رسول اللہ کی جانب سے قلعہ نطاۃ پر مضبوط کاندھوں اور ہڈیوں والے لوگوں پر مشتمل، تلواروں اور نیزوں سے چمکنے والا ایک عظیم لشکر چڑھ دوڑا۔

(اس شعر میں لشکر کو تیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر انداز سے اور قلعہ نطاۃ کو ایک ایسے ہدف سے، جس پر تیر پھینک کر مارا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا عظیم الشان لشکر نہایت تیزی سے بالکل تیر کی طرح حملہ آور ہوا)۔

وَ اسْتَیْقَنَتْ بِالذُّلِّ لَمَّا شُیِّعَتْ ۔۔۔ وَ رِجَالُ اَسْلَمَ وَسْطَہَا وَ غِفَارِ

قلعہ نطاۃ پاش پاش کر دیا گیا، بنو اسلم اور بنو غفار کے آدمی ٹھیک اس کے وسط میں جا دھمکے۔ اس وقت اسے اپنی شکست و ریخت اور ذلت و مسکنت کا یقین ہو گیا۔

صَبَحَتْ بَنِیْ عَمْرِو ابْنِ زُرْعَۃَ غُدْوَۃً ۔۔۔ وَ الشَّقُّ اَظْلَمَ اَہْلُہٗ بِنَہَارِ

جب صبح ہی صبح یہ لشکر بنو عمرو بن زرعہ پر حملہ آور ہوا تو قلعہ شق کے باشندوں کو دن ہی میں رات کی تاریکی نظر آ رہی تھی۔

جَرَّتْ بِاَبْطَحِہَا الذُّیُوْلَ فَلَمْ تَدَعْ ۔۔۔ اِلَّا الدَّجَاجَ تَصِیْحُ فِی الْاَسْحَارِ

یہ لشکر قلعہ نطاۃ کے نیچے کی زمین پر اپنے دامن کھینچ رہا تھا، پھر اس نے بجز مرغیوں کے جو صبح کے وقت چیخا کرتی ہیں، کچھ نہ چھوڑا۔

وَ لِکُلِّ حِصْنٍ شَاغِلٌ مِنْ خَیْلِہِمْ ۔۔۔ مِنْ عَبْدِ اَشْہَلَ اَوْ بَنِی النَّجَّارِ

وَ مُہَاجِرِیْنَ قَدْ اَعْلَمُوْا سِیْمَاہُمْ ۔۔۔ فَوْقَ الْمَغَافِرِ لَمْ یَنُوْا لِفِرَارِ

اور ہر قلعے کو ان بنو عبد اشہل، بنو نجار اور مہاجرین کے سوار گھیرے ہوئے تھے، جن کی مغفروں (خودوں، لوہے کی ٹوپیوں) پر یہ نشان جنگ لگا ہوا تھا: "یہ بھاگنے والے نہیں"۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتُ لَیَغْلِبَنَّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ وَ لَیَثْوِیَنَّ بِہَا اِلٰی اَصْفَارِ

اور میں، واقعہ یہ ہے کہ خوب سمجھ گیا تھا، محمد کو ہر طرح غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔

لہ صفر سنہ ۱۰ جون کو شروع ہوا۔

اور یہاں (ایک اس سفر ہی میں نہیں، جس میں انھوں نے لشکر کشی کی اور خیبر فتح کیا بلکہ) سفر کے بہت سے مہینوں میں اقامت پذیر رہیں گے۔

فَرَّتْ يَهُودُ يَوْمَ ذٰلِكَ فِي الْوَغٰى — تَحْتَ الْعَجَاجِ غَمَائِمَ الْأَبْصَارِ

یہودیوں نے جنگ کے موقع پر میدان کارزار میں غبار کے نیچے اپنی آنکھوں کی پلکوں کو پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

غزوۂ خیبر میں عورتوں کی شرکت

ابن اسحٰق نے کہا: اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کچھ مسلمان خواتین بھی شریک تھیں، آپ نے مالِ غنیمت میں سے کچھ انھیں بھی دیا، مگر ان کے لیے مال غنیمت کا حصّہ مقرر نہ کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے سلیمان بن سُحَیم نے بواسطۂ اُمیّہ بن صلت ایک غفاری عورت کی روایت بیان کی، کہ میں بنو غفار کی عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی، جب آپ خیبر جا رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم سب نے ارادہ کیا ہے کہ اس سفر میں آپ کے ساتھ رہیں تاکہ زخمیوں کی دوا دارو علاج اور مرہم پٹی کر سکیں اور اپنی طاقت کے مطابق ان کی مدد بھی کریں۔" آپ نے فرمایا: علی برکۃ اللّٰہ "اللہ برکت دے۔"

یہ غفاری خاتون کہتی ہیں کہ پھر ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نکلے۔ میں اس وقت کم سن لڑکی تھی، آپ نے مجھے اپنے پیچھے کجاوے کی گٹھڑی میں بٹھایا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صبح کے وقت اترے، اپنا اونٹ بٹھایا اور میں بھی ان کے کجاوے کی گٹھڑی سے اتری۔ دیکھتی کیا ہوں کہ اس گٹھڑی میں میرا خون (ایام کا خون) پڑا ہوا ہے اور یہ ایام کا پہلا خون تھا جو مجھے آیا تھا۔ میں اونٹنی کی طرف سمٹ گئی اور مجھے بڑی شرم آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میری حالت دیکھی اور خون دیکھا تو فرمایا "تجھے کیا ہو گیا؟ شاید تجھے خون آیا ہے"۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا اپنے آپ کو ٹھیک کر، پھر پانی کا ایک برتن لے، اس میں نمک ڈال، پھر اس سے گٹھڑی میں جہاں خون لگا ہے، دھو ڈال اور اپنے مرکب میں واپس جا۔"

جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مال غنیمت میں سے مجھے بھی کچھ دیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں نظر آ رہا ہے، آپ نے لے کر اسی موقع پر مجھے عنایت فرمایا تھا اور اپنے دستِ مبارک سے میرے گلے میں ڈالا تھا، خدا کی قسم! یہ ہار میرے گلے سے کبھی دور نہیں ہوتا۔"

بیان کیا جاتا ہے، یہ ہار برابر اس خاتون کی گردن میں رہا، تا آنکہ وہ وفات پا گئیں، انھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ یہ ہار بھی ساتھ ہی قبر میں دفن کیا جائے اور ہمیشہ جس پانی سے ایام کے بعد طہارت کرتی تھیں اس میں نمک ضرور ملاتی تھیں اور یہ بھی وصیت کی تھی کہ جب مروں تو غسل کے پانی میں بھی نمک ملا لیا جائے۔

شہدائے خیبر

ابن اسحاق نے کہا: خیبر میں جو مسلمان شہید ہوئے، ان کے اسماء یہ ہیں:

قریش بنو امیہ بن عبد شمس اور اُن کے حلفاء میں سے: ربیعہ بن اکثم (ابن سخبرہ بن عمرو بن بکیر بن عامر بن غنم بن دُودان بن اسد) ثقیف بن عمرو اور رفاعہ بن مسروح۔

بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے: عبد اللہ بن الہُبَیب ایک روایت میں الہبیب ہے جیسا کہ ابن ہشام نے کہا: (ابن اُہَیب بن سُحَیم بن غیرۃ) جو بنو سعد بن لیث سے تعلق رکھتے ہیں اور بنو اسد کے حلیف ہیں اور بنو اسد کی بہن کے بیٹے ہیں۔

انصار کے قبیلہ بنو سلمہ میں سے بشر بن براء بن معرور۔ یہ اس بکری کا گوشت کھا کر فوت ہوئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے زہر ملایا گیا تھا اور فضیل بن نعمان دو آدمی۔

بنو زریق میں سے مسعود بن سعد (ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق)

قبیلہ اَوس کی شاخ قبیلہ بنو عبد الاشہل میں سے محمود بن مسلمہ (ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث) بنو حارثہ میں سے بنو عبد الاشہل کے حلیف۔

اور بنو عمرو بن عوف میں سے ابو ضَیَّاح بن ثابت (بن نعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف) حارث بن حاطب، عروہ بن مُرّہ بن سُراقہ، اوس بن قائد اُنیف بن حبیب، ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

قبیلہ بنو غفار میں سے عمارہ بن عقبہ کو ایک تیر مار کر شہید کیا گیا۔

قبیلہ بنو اسلم میں سے عامر بن اکوع اور اسود راعی (جن کا نام اسلم تھا۔ از روئے روایت ابن ہشام اسود راعی اہلِ خیبر میں سے تھے۔

ابن شہاب زُہری کے بیان کے مطابق بنو زُہرہ کے جن لوگوں نے خیبر میں شہادت حاصل کی وہ مسعود بن ربیعہ ہیں جو قبیلہ قارہ کے فرد اور بنو زُہرہ کے حلیف تھے۔

انصار بنو عمرو بن عوف میں سے اوس بن قتادہ۔

اسود راعی کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: اسود راعی کا واقعہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کسی قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اسود کے ساتھ بکریاں تھیں جو ایک یہودی کی ملکیت تھیں اور اسود انھیں اجرت پر چراتے تھے۔ انھوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! مجھے اسلام پیش کیجیے۔" آپ نے انھیں اسلام پیش کیا اور وہ اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو حقیر نہ سمجھتے تھے کہ ان سے کوئی اسلام کی درخواست کرے، پھر آپ اس پر پیش کریں، اسلام لانے کے بعد انھوں نے کہا: "یارسول اللہ! میں بکریوں کے اس مالک کا اجیر ہوں اور یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں میں ان کا کیا کروں؟" فرمایا: "ان کے منہ پر مارو، وہ اپنے مالک کی طرف واپس چلی جائیں گی یا جیسا کچھ فرمایا۔" اسود نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر بکریوں کے منہ پر ماری اور کہا جاؤ اپنے مالک کی طرف خدا کی قسم! اب میں تمھارے ساتھ کبھی نہ رہوں گا۔" یہ بکریاں ایسی اکٹھی ہو کر چل دیں، جیسے انھیں کوئی ہانک رہا ہو، یہاں تک کہ وہ قلعے میں چلی گئیں۔ اس کے بعد اسود اس قلعے کی طرف بڑھے تاکہ اور مسلمانوں سے مل کر قتال کریں۔ ان پر ایک پتھر آیا اور اس سے یہ مارے گئے انھوں نے اللہ کے لیے نماز بھی ابھی نہیں پڑھی تھی، میت لائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رکھ دی گئی۔ جو کپڑا ان کے بدن پر تھا، اس سے میت ڈھانپ دی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا۔ آپ کے ساتھ صحابہؓ کی ایک جماعت بھی موجود تھی، دیکھتے ہی آپ نے منہ پھیر لیا، لوگوں نے سوال کیا "یارسول اللہ! آپ نے منہ کیوں پھیر لیا؟" فرمایا: "اس وقت ان کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی دو حوریں ہیں، جو ان کی بیویاں ہیں۔"

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے عبداللہ بن ابو نجیح نے بتایا کہ ان سے بیان کیا گیا، جب کوئی شہید مارا جاتا ہے تو اس کے پاس فوراً حورعین میں سے اس کی دو بیویاں آجاتی ہیں۔ اس کے چہرے سے مٹی پونچھنے لگتی ہیں کہتی جاتی ہیں، جس نے تیرے چہرے پر مٹی ڈالی ہے اس کے چہرے پر اللہ تعالیٰ مٹی ڈالے اور جس نے تجھے قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔

حجاج بن علاط سلمی

ابن اسحاق نے کہا: خیبر فتح ہو جانے کے بعد حجاج بن علاط سلمی ثم بہزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: "یارسول اللہ مکہ میں میری عورت ام شیبہ بنت ابو طلحہ کے پاس میرا کچھ مال ہے اور ام شیبہ کے پاس اس کا بیٹا معرض بن حجاج بھی تھا اور مکہ کے تاجروں کے پاس کچھ مال بھی پھیلا ہوا تھا، اس لیے آپ مجھے وہاں جانے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، پھر حجاج نے کہا "یارسول اللہ مجھے ضرور تا کچھ غلط باتیں بھی کہنی پڑیں گی،" فرمایا: "کہہ دینا۔ آگے حجاج نے بیان کیا کہ اجازت مل جانے

پر میں چل دیا۔ جب مکّہ کے قریب پہنچا تو ثنیۃ البیضاء میں کچھ قریشی ملے، جو خبریں معلوم کرنے کی جستجو میں تھے اور لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حالات دریافت کر رہے تھے۔ انھیں یہ خبر پہلے مل چکی تھی کہ رسول اللہ خیبر گئے ہوئے ہیں، یہ لوگ یہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ خیبر حجاز کا وہ شہر ہے، جو خوشحال محفوظ اور کثیر آبادی کا شہر ہے۔ بہر حال یہ خبروں کی جستجو میں لگے رہتے اور آنے جانے والے سواروں سے دریافت کرتے رہتے۔ انھوں نے مجھے دیکھا تو کہا: "یہ حجاج بن علاط ہے۔" انھیں میرے اسلام لانے کا علم نہ تھا؛ بس خدا ہی کو خبر تھی۔ پھر کہا: "ابو محمد! کوئی خبر ہے ہمارے لیے!" "ہمیں معلوم ہوا ہے کہ (قاطع) "کاٹ کرنے والا" خیبر گیا ہوا ہے اور خیبر یہودیوں کا شہر اور حجاز کا شاداب علاقہ ہے۔" میں نے جواب دیا: "مجھے بھی یہ خبر ملی ہے، اس کے علاوہ میرے پاس تمھیں خوش کر دینے والی ایک اور خبر بھی ہے۔" حجاج کہتے ہیں، "پھر کیا تھا، وہ میری اونٹنی کے پاس اکٹھے ہو کر چکر کاٹنے اور پوچھنے لگے: "وہ کیا خبر ہے؟" میں نے بیان کیا، انھوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے) تو ایسی شکست کھائی ہے کہ تم نے کبھی سُنی نہ ہوگی اور ان کے ساتھی (اصحابؓ) ایسی بُری طرح قتل کیے گئے ہیں کہ تم نے ایسے قتل کی مثال نہ دیکھی ہوگی اور محمدؐ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور انھوں نے (یہودیوں نے) کہا ہے کہ اسے ہم اس وقت تک قتل نہ کریں گے، جب تک اسے مکّہ والوں کے پاس نہ بھیج دیں، تاکہ اہل مکّہ ہی اسے ان لوگوں کے سامنے قتل کریں، جن کے آدمیوں کو اس نے مارا۔"

اب تو انھوں نے مکّہ بھر میں شور مچانا شروع کر دیا کہ "تمھارے لیے ایک خبر آئی ہے۔ یہ محمدؐ ہیں بس صرف تمھارا انتظار ہے کہ انھیں تمھارے سامنے کر دیا جائے تاکہ وہ سب کے سامنے قتل کیا جائے۔"

میں نے ان لوگوں سے کہا: "کہ میں میرے قرض داروں پر جو میرا مال ہے اسے جمع کرانے میں میری مدد کرو۔ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں خیبر جا کر محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کی شکست سے کچھ فائدہ اٹھاؤں اور چاہتا ہوں کہ اس جگہ دوسرے تاجر مجھ سے پہلے نہ پہنچ جائیں۔

ابن ہشام کی روایت کے رو سے شکست (فل) کی جگہ (فی المسلمین) کا لفظ ہے، جس کے معنی مسلمانوں کی غنیمت سے فائدہ حاصل کر لوں" کے ہوں گے۔

ابن اسحاق نے کہا: حجاج نے آگے بیان کیا، پھر تو قریشیوں نے کھڑے ہو کر میرا مال اتنی تیزی سے وصول کرایا کہ میں نے یہ منظر کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ میں اپنی بیوی کے پاس آگیا۔ اس سے کہا، میرا کیا

ا۔ تنعیم کی گھاٹی جو مکہ معظمہ سے قریب ہے۔

ہے۔ میرا رکھا ہوا مال تیرے پاس موجود ہے۔ اس سے پیشتر کہ اور تاجر مجھ سے پہلے پہنچ جائیں میں خیبر جاؤں گا اور خرید و فروخت کے مواقع پر سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ یہ خبر عباس بن عبد المطلب کو معلوم ہوئی تو وہ فوراً میرے پاس آئے اور میرے ایک جانب کھڑے ہو گئے۔ اس وقت میں تاجروں کے ایک خیمے میں موجود تھا، عباس نے مجھ سے کہا: "یہ کیا خبر ہے، جو تم لائے ہو؟" میں نے کہا: میں نے جو کچھ آپ کے پاس رکھا تھا، وہ آپ کو یاد ہے؟" "ہاں" پھر میں نے کہا: ذرا پیچھے ہٹ چلو، تم سے تخلیے میں ملنا چاہتا ہوں، میں اپنا مال جمع کرنے میں لگا ہوں، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اس لیے اس وقت واپس چلے جاؤ اور مجھے اپنا مال جمع کر لینے دو۔ پھر جب میں مکہ میں اپنا مال جمع کر کے فارغ ہو گیا اور نکلنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے عباس سے مل کر کہا "ابو الفضل! میری ایک بات کی شرط ہے اور اسے یاد رکھو، تین روز تک اس بات کا ڈر ہے کہ مجھے لوگ تلاش کر لیں گے۔ یہ دن گزر جائیں تو پھر جو تمہارا جی چاہے کہنا" عباس نے کہا: "بہتر" میں نے کہا: "دیکھو، واقعہ یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں نے تمہارے برادر زادہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہودیوں کے بادشاہ کی بیٹی، صفیہ رضہ بنت حیی کے ساتھ شادی کی حالت میں چھوڑا تھا اور وہ خیبر فتح کر چکے ہیں، خیبر میں جو کچھ تھا، وہ سب نکال لیا ہے اور سارا خیبر اب ان کا اور ان کے ساتھیوں (صحابہؓ) کا ہے"

عباس بولے: "حجاج! یہ کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے کہا ہاں "خدا کی قسم! بس میرا نام ظاہر نہ کرنا اور دیکھو، میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں تو یہاں صرف اپنا مال لینے آیا تھا کہ کہیں ڈوب نہ جائے۔ جب تین دن گزر جائیں تو بے شک یہ معاملہ ظاہر کر دینا، جو کچھ جی میں آئے کرنا" حجاج نے بتایا کہ جب تیسرا دن آیا، عباس نے اپنا حُلّہ (ایک چادر ایک تہ بند کا لباس) پہنا، خلوق (ایک خوشبو ہے) لگائی، اپنی چھڑی پکڑی، نکل کر کعبۃ اللہ پہنچے اور اس کا طواف کیا۔ لوگوں نے جب انھیں دیکھا تو کہا "ابو الفضل! خدا کی قسم! کسی شدید مصیبت کے وقت یہ صبر و استقلال بڑا عجیب ہے"

انھوں نے جواب دیا: "حقیقت یہ نہیں، سن لو، اس خدا کی قسم! جس کی تم نے بھی قسم کھائی ہے محمد خیبر کو فتح کر چکے ہیں، اہلِ خیبر کی بادشاہ زادی سے شادی کی حالت میں انھیں چھوڑا گیا، انھوں نے سارا مال اسباب، جو وہاں تھا، قبضے میں لے لیا ہے اور خیبر ان کا اور ان کے ساتھیوں کا ہو گیا ہے"

لوگوں نے عباسؓ (ابو الفضل) سے دریافت کیا: "یہ خبر تمھارے پاس کون لایا؟" فرمایا: "یہ خبر وہی شخص لایا ہے جو تمھارے پاس لایا تھا اور وہ جب تم سے ملا تھا تو مسلمان ہونے کی حالت میں

ملا تھا، اس نے اپنا مال لے لیا اور چلا گیا تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ سے مل کر ان کے ساتھ رہے " وہ بولے "خدا کے بندو! دشمن خدا ہاتھ سے نکل گیا، خدا کی قسم! اگر ہمیں معلوم ہو جاتا تو ہم ہوتے اور وہ ہوتا " حجاج نے بیان کیا کہ تھوڑے وقفے کے بعد ہی ان اہل مکہ کو میری خبر کی تصدیق ہو گئی۔

حسانؓ کے اشعار ابن اسحاق نے کہا کہ واقعہ خیبر پر جو اشعار کہے گئے، ان میں حسان بن ثابت کے یہ اشعار بھی ہیں:

بِئْسَمَا قَاتَلَتْ خَیَابِرُ عَمَّا جَمَعُوا مِنْ مَزَارِعٍ وَ نَخِیْلٍ

اہل خیبر نے کاشت کی اراضی اور نخلستان وغیرہ جمع کیے تھے، ان کی مدافعت میں جو قتال کیا وہ قطعی فضول تھا۔

کَرِهُوا الْمَوْتَ فَاسْتُبِیْحَ حِمَاهُمْ وَ اَقَرُّوْا فِعْلَ اللَّئِیْمِ الذَّلِیْلِ

انھوں نے موت سے کراہت کی اور اس لیے ان کی حمیٰ (کسی کا وہ مخصوص علاقہ جس میں دوسروں کو داخلے کی اجازت نہیں ہوتی) کو مباح منوالیا گیا اور اسی بنا پر انھوں نے ذلیل اور کمین آدمیوں کا رویّہ اختیار کر لیا۔

اَمِنَ الْمَوْتِ یَهْرُبُوْنَ فَاِنَّ الْمَـ ـوْتَ مَوْتَ الْهُزَالِ غَیْرُ جَمِیْلٍ

کیا یہ لوگ موت سے بھاگتے ہیں؟ وہ موت، جو دُبلے اور لاغر ہو کر آئے کسی طرح اچھی موت نہیں ہو سکتی۔

ایمن کا عذر اور حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں، جن میں وہ ایمن بن امّ ایمن بن عُبید کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں، کیونکہ وہ خیبر میں شریک نہ ہوئے تھے اور ایمن بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں۔ ان کی ماں امّ ایمن تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں اور یہ اُسامہؓ بن زید کی بھی ماں ہیں، اس لیے ایمن ماں کی طرف سے اُسامہؓ کے بھائی تھے:

عَلٰی حِیْنَ اَنْ قَالَتْ لِاَیْمَنَ اُمُّهٗ جُبُنْتَ وَلَمْ تَشْهَدْ فَوَارِسَ خَیْبَرِ

وَ اَیْمَنُ لَمْ یَجْبُنْ وَلٰكِنَّ مُهْرَهٗ اَضَرَّ بِهٖ شُرْبُ الْمَدِیْنِ الْمُخَمَّرِ

ایمن کی ماں جس وقت ایمن سے کہہ رہی تھیں کہ تُو نے بزدلی دکھائی اور خیبر میں سواروں کے ساتھ شریک نہ ہوا، تو اس وقت در حقیقت ایمن نے

بزدلی نہیں دکھائی تھی، بلکہ اُس کا ملا ہوا پانی، جو متعفن ہو چکا تھا، پی لینے سے اس کے گھوڑے کو نقصان پہنچ گیا تھا۔

وَلَوْلَا الَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنْ شَانِ مُھْرِہٖ ٭ لَقَاتَلَ فِیْھِمْ فَارِسًا غَیْرَ اَعْسَرِ

اور اگر وہ بیماری، جو اس کے گھوڑے کو ہو گئی تھی، نہ ہوتی تو وہ سواروں کے ساتھ مل کر ایسا سوار ہو کر لڑتا، جو بایاں ہاتھ استعمال نہ کرتا ہو (بلکہ اپنے داہنے ہاتھ سے خوب کام لیتا)۔

وَلٰکِنَّہٗ قَدْ صَدَّہٗ فِعْلُ مُھْرِہٖ ٭ وَمَا کَانَ مِنْہُ عِنْدَہٗ غَیْرَ اَیْسَرِ

لیکن اس گھوڑے کے معاملے نے اسے روک دیا، حالانکہ وہ گھوڑا اس کے پاس ایسا نہ تھا، جو خوب سدھا ہوا نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے یہ اشعار ابو زید انصاری نے سنائے اور بتایا کہ یہ کعب بن مالک کے اشعار ہیں اور یہ شعر اس طرح سُنایا:

وَلٰکِنَّہٗ قَدْ صَدَّہٗ شَانُ مُھْرِہٖ ٭ وَمَا کَانَ لَوْلَا ذَاکُمُ بِمُقَصِّرِ

لیکن اس کے گھوڑے کی حالت نے اسے روک دیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ کسی قسم کی کوتاہی کرنے والا نہ تھا۔

ناجیہ کے اشعار ابن اسحاق نے کہا: اور ناجیہ بن جُندب اسلمی نے یہ شعر کہے:

یَا لَعِبَادِ اللّٰہِ فِیْمَ یُرْغَبُ ٭ مَا ھُوَ اِلَّا مَاْکَلٌ وَمَشْرَبُ
وَجَنَّۃٌ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُعْجِبُ

خدا کے بندو! یہ کس چیز میں رغبت کی جا رہی ہے؟ وہ دراصل اکل و شرب کے سوا کچھ نہیں، حالانکہ جنت میں نہایت پسندیدہ نعمتیں ہیں۔

یہ شعر بھی ناجیہ بن جُندب کا ہے:

اَنَا لِمَنْ اَنْکَرَنِی ابْنُ جُنْدُبٖ ٭ یَا رُبَّ قِرْنٍ فِیْ مَکَرِّیْ اَنْکَبِ
طَاحَ بِمَغْدَی اَنْسُرٍ وَثَعْلَبِ

جو مجھے نیا اور اجنبی سمجھے تو میں ابن جندب ہوں، اے بہت سے دوڑنے والو! جو معرکۂ جنگ میں اوندھے ہو گئے ہو اور ہلاک ہو کر گدھوں اور لومڑیوں کا ناشتا بن گئے ہو۔

ابن ہشام نے کہا: اور مجھے بعض اشعار کے راویوں نے "فِي مَكَرّى" اور "طاح بغدى" کے الفاظ سنائے:

یوم خیبر کے سلسلے میں کعب کے اشعار

اور کعب بن مالک نے بھی یوم خیبر کے سلسلے میں یہ اشعار کہے، جیسا کہ ابن ہشام نے ابوزید انصاری سے روایت کی ہے:

وَنَحْنُ وَرَدْنَا خَيْبَرًا وَفُرُوضَهُ ۔۔۔ بِكُلِّ فَتًى عَارِي الْأَشَاجِعِ مِذْوَدِ

اور ہم نے خیبر اور اس کی نہروں کے گھاٹ پر جاکر اپنی پیاس بجھائی، ایسے جوانمردوں کو ساتھ لے کر جن کی ہتھیلیوں کی رگیں (یا پٹھوں کی طرح) ابھری ہوئی نہیں، جو ہر برائی کو روک دینے والے ہیں۔

جَوَادٍ لَدَى الْغَايَاتِ لَا وَاهِنِ الْقُوَى ۔۔۔ جَرِيءٍ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي كُلِّ مَشْهَدِ

سخی و فیاض ہیں، اپنے نصب العین کے حصول میں ضعف القویٰ نہیں، ہر میدان میں دشمنوں پر بھاری پڑتے ہیں۔

عَظِيمِ رَمَادِ الْقِدْرِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ ۔۔۔ ضَرُوبٍ بِنَصْلِ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

ہر جاڑے کے موسم میں ان کے چولھوں میں (مہمان نوازی کی وجہ سے) راکھ کے ڈھیر لگے رہتے ہیں، مشرقی اور ہندی تلواروں کی دھاروں سے (دشمنوں کی گردنیں) کاٹ کر رکھ دینے والے ہیں۔

يَرَى الْقَتْلَ مَدْحًا إِنْ أَصَابَ شَهَادَةً ۔۔۔ مِنَ اللَّهِ يَرْجُوهَا وَفَوْزًا بِأَحْمَدِ

قتل ہو جانا قابلِ تعریف سمجھتے ہیں، اگر انھیں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جیت لینا اور اس شہادت کا درجہ نصیب ہو جائے، جس کی وہ اللہ تعالیٰ سے امیدیں کرتے رہتے ہیں۔

يَذُودُ وَيَحْمِي عَنْ ذِمَارِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَيَدْفَعُ عَنْهُ بِاللِّسَانِ وَبِالْيَدِ

محمد (صلعم) کے حقوق کے لیے ہر طرح مدافعت و حمایت کرتے ہیں اور خود ان کی مدافعت و حفاظت کے لیے اپنی زبان، اپنا ہاتھ سب استعمال کرتے ہیں۔

وَيَنْصُرُهُ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ يَرِيبُهُ ۔۔۔ يَجُودُ بِنَفْسٍ دُونَ نَفْسِ مُحَمَّدِ

اور ہر ایسی چیز میں ان کا تعاون کرتے ہیں، جس میں انھیں ذرا بھی شبہہ

ہو جاتا ہے اور محمد (صلعم) کی جان کی حفاظت میں اپنی جان تک نچھاور کر دیتے ہیں۔

یُصَدِّقُ بِالْاَنْبَاءِ بِالْغَیْبِ مُخْلِصًا   یُرِیْدُ بِذَاکَ الْفَوْزَ وَالْعِزَّ فِیْ غَدِا

امورِ غیب اور اخبارِ غیب کی انتہائی خلوص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ آنے والے کل (آخرت) کی عزت و کامیابی چاہتے ہیں۔

خیبر کے مال اسباب کی تقسیم

ابن اسحاق نے کہا: خیبر کے اموال یعنی الشق، نطاۃ، اور الکتیبۃ میں تقسیمات جاری ہوئی تھیں، الشق اور نطاۃ میں مسلمانوں کے حصص (سُہمان) متعین کیے گئے اور الکتیبۃ میں اللہ کا خُمس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہم (حصہ) قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کا حصہ، ازواجِ مطہرات کا روزینہ اور ان لوگوں کا روزینہ نکالا گیا، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ فدک کے درمیان گفتگوئے مصالحت کے سلسلے میں آمد و رفت کی تھی، جن میں محیّصہ بن مسعود بھی ہیں انھیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو اور کھجور کے تیس تیس وسق[1] عطا فرمائے تھے اور خیبر اور اہلِ حدیبیہ پر بھی تقسیم کیا گیا۔ خواہ اہلِ حدیبیہ خیبر میں حاضر رہے یا نہ رہے اور جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام کے سوا اور کوئی بھی غائب نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ بن عبداللہ بن عمرو بن حرام کو وہی حصہ دیا جو حاضرین کو دیا۔ خیبر کی دو وادیاں تھیں، وادی سُریر، وادی خاص (یا بقول سُہیل وادی خلص) اور خیبر انھیں پر منقسم تھا اور الشق اور نطاۃ کے کل قلعے کے اٹھارہ بڑے حصے کیے گئے۔ ان میں سے پانچ حصے نطاۃ کے اور تیرہ حصے الشق کے تھے۔ پھر ہر فرد کے لحاظ سے الشق اور نطاۃ کو کل ایک ہزار آٹھ سو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

حصہ داروں کی تعداد

اور ان صحابۂ کرامؓ کے حصوں کی تعداد جن پر خیبر تقسیم کیا گیا۔ آدمیوں اور گھوڑوں کو ملا کر کل ایک ہزار آٹھ سو تھی۔ آدمیوں کی تعداد چودہ سو اور گھوڑوں کی تعداد دو سو تھی۔ ہر گھوڑے کے حصے مقرر ہوئے، ہر سوار کا ایک حصہ اسی طرح ہر پیادے کا ایک حصہ یوں ہر حصے کے لیے ایک نفری ہو گئی جس میں دو سو نفری گھوڑوں کی ہوئی (کل چار سو حصے، دو حصے فی نفری کے حساب سے) مجموعہ اٹھارہ سو ہو گیا (چودہ سو میں چار سو جمع کرنے سے اٹھارہ سو ہوئے)۔

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ہمارے حساب کے مطابق یہ چار من نو سیر کے قریب ہونا چاہیے عموماً اسے ایک بارِ شتر قرار دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اور یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی النسل گھوڑوں کو اور مخلوط نسل کے گھوڑوں کو (ان گھوڑوں کو جن کی ماں غیر عربی تھی) الگ الگ کر دیا۔

اٹھارہ مجموعے اٹھارہ سو حصوں کے اٹھارہ بڑے مجموعے قرار دیے گئے تھے یعنی فی مجموعہ سو حصے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجموعے یہ تھے:

علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ بن العوام، طلحہؓ بن عبید اللہ، عمرؓ بن الخطاب، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عاصمؓ بن عدی اخو بنی العجلان، اسیدؓ بن حضیر، الحارث بن الخزرج، ناعم، بنی بیاضہ، بنی عبید جنھیں بعض نے بنی عبیدہ کہا ہے، بنی حرام، بنی سلمہ میں سے، عبید السہام، بنی ساعدہ، بنی غفار اور بنی اسلم، بنی نجار، بنی حارثہ اور بنی اوس۔

عبید کا لقب سہام اس لیے پڑا کہ بقول ابن ہشام انھوں نے کچھ حصے خرید بھی لیے تھے اور وہ عبید بن اوس ہیں، بنی حارثہ ابن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس ہیں سے۔

ان میں سے نطات کا جو پہلا حصہ نکالا گیا، وہ زبیر بن عوام کا تھا۔ ان کے حصے میں موضع خورع (خیبر کے نزدیک اور اس سے لگا ہوا موضع شریر) آیا، دوسرا حصہ بنو بیاضہ کا تھا، تیسرا اُسید کا، چوتھا بنو حارث بن خزرج کا، پانچواں ناعم کا جس میں بنو اوس بن خزرج، مزینہ اور ان کے شرکا شامل تھے، وہیں محمود بن مسلمہ شہید ہوئے تھے۔ یہ پانچ حصے نطات کے ہوئے۔

پھر الشق کی تقسیم یوں عمل میں آئی: پہلا حصہ عاصم بن عدی اخی بنی عجلان کا۔ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ دوسرا عبدالرحمٰن بن عوف کا، تیسرا ساعدہ کا، چوتھا بنو نجار کا، پانچواں علیؓ بن ابی طالب کا، چھٹا طلحہؓ بن عبید اللہ کا، ساتواں غفار و اسلم کا، آٹھواں عمرؓ بن الخطاب کا، نواں سلمہ بن عبید کا، دسواں بنی حرام کا، گیارھواں حارثہ کا، بارھواں عبید السہام کا، تیرھواں اوس کا، جس میں جہینہ اور باقی تمام عرب (جو غزوۂ خیبر میں حاضر تھے) کے حصے شامل تھے۔ ان کے مقابل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا۔

الکتیبہ کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الکتیبہ — وادی خاص — کو اپنے قرابتداروں ازواج مطہرات اور دوسرے مردوزن میں تقسیم کیا۔ چنانچہ اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو دو سو وسق، علیؓ بن ابی طالب کو ایک سو وسق، اسامہؓ بن زید کو دو سو وسق نیز پچاس وسق کھجور کی گٹھلیاں، اُم المومنین عائشہؓ کو دو سو وسق۔ ابو بکرؓ کو ایک سو وسق، عقیلؓ بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق، بنی جعفر کو پچاس وسق، ربیعہ بن حارث کو ایک سو وسق، صلت بن

مخرمہ اور ان کے دو بیٹوں کو ایک سو وسق دصلت کے لیے چالیس وسق، ابی نبقہ کو پچاس وسق رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق، قیس بن مخرمہ کو تیس وسق، ابو القاسم بن مخرمہ (برادر قیس) کو چالیس وسق، بنی عبیدہ بن الحارث کی بیٹیوں اور حصین بن الحارث کی بیٹی کو ایک سو وسق، بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق، ابن ادس بن مخرمہ کو تیس وسق، مسطح بن اثاثہ اور ابن الیاس کو پچاس وسق ام رمیثہ کو چالیس وسق، نعیم بن ہند کو تیس وسق، بحینہ بنت الحارث کو تیس وسق، عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق، ام حکیم بنت الزبیر بن عبد المطلب کو تیس وسق، جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق حمنہ بنت جحش کو تیس وسق، ابن الارقم (بعض کے نزدیک ام الارقم) کو پچاس وسق، ام الزبیر کو چالیس وسق، عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کو چالیس وسق، ضباعہ بنت الزبیر کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق، ام طالب کو چالیس وسق ابی بصرہ کو بیس وسق، نمیلہ کلبی کو پچاس وسق عبد اللہ بن وہب اور ان کی دو بیٹیوں کو نوے وسق (ان میں سے اس کے بیٹوں کے لیے چالیس وسق) ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق، ملکو بن عبدہ کو تیس وسق، باقی ازواج مطہرات کے لیے سات سو وسق۔

ابن ہشام نے کہا: کہ گندم، جو، کھجور، کھجور کی گٹھلیاں وغیرہ حسب احتیاج تقسیم کی گئیں۔ بنی عبد المطلب سب سے زیادہ ضرورت مند تھے، لہٰذا انھیں حصہ بھی زیادہ دیا گیا۔

ازواجِ مطہراتؓ کا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - یہ ایک یادداشت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے گیہوں میں سے ازواجِ مطہرات کے حصے کے لیے تحریر کرائی۔ انھیں ایک سو اسّی وسق دیے۔ ان کے علاوہ فاطمہؓ (بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو پچاسی وسق۔ عثمانؓ بن عفان اس دستاویز کے گواہ تھے اور عباسؓ نے یہ دستاویز تحریر کی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے ابن الشہاب الزہری کے واسطے سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی:

۱- قبیلہ رہادہ (یمن کا ایک قبیلہ) کے لوگوں کو خیبر کے مال میں سے ایک سو وسق اور قبیلہ الدّار بن ہانی کے لوگوں کو ایک سو وسق، سبائیوں اور اشعریوں کو ایک سو وسق دیے جائیں۔

۲- اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کو (لشکر کے ساتھ شام کی جانب) ضرور بھیجا جائے۔

۳- جزیرۃ العرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا معاملہ

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اہلِ فدک کے قلوب میں ہیبت ڈال دی جب انھیں خیبر کے واقعات کی اطلاع ملی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم فدک میں نصف نصف پر مصالحت کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ ان کے قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں پہنچے یا واپسی کے وقت راستے میں ملے یا آپ مدینہ تشریف لے آئے تو اس وقت پہنچے۔ آپ نے مصالحت کی درخواست قبول فرمائی اس وجہ سے فدک خالص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہوگیا، کیونکہ اس پر گھوڑوں اور اونٹوں کو نہیں دوڑایا گیا (یعنی حملہ کر کے فتح نہیں کیا گیا تھا)

بنو الدار کا نسب

یہ لوگ دار کے بیٹے ہیں اور دار کا نسب یہ ہے، دار بن ہانی (ابن حبیب بن نمارہ بن لخم) یہ لوگ شام سے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ ان کے اسماء یہ ہیں: تمیم بن اوس اور ان کے بھائی نعیم بن اوس، یزید بن قیس، عرفہ بن مالک، ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا تھا۔ بقول ابن ہشام ایک روایت میں عزہ بن مالک ہے اور ان کے بھائی مرّان بن مالک بروایت ابن ہشام مروان بن مالک، ابن اسحاق نے مزید یہ نام گنائے ہیں: فاکہ بن نعمان، جبلہ بن مالک، ابو ہند بن برّ، ان کے بھائی طیّب بن برّ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

تخمینے کا نظام

مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ خیبر کے پاس عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تھے جو مسلمانوں اور یہودیوں کے اموال کا تخمینہ لگاتے تھے۔ اگر یہودی کہتے کہ تعدیت علینا (تم نے ہم سے زیادتی کی) تو عبداللہ بن رواحہ فرماتے: "تم چاہو تو یہ تمہارا اور تم چاہو تو یہ ہمارا۔ اس پر یہودی کہتے: بھذا قامت السمٰوٰت والارض (اسی انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں)۔

عبداللہ بن رواحہ نے صرف ایک سال تخمینہ لگانے کا کام انجام دیا، پھر جنگ موتہ میں وہ شہید ہوگئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ پھر جبار بن صخر ابن امیہ بن خنساء اخو بنو سلمہ جاتے اور تخمینہ کر کے مال تقسیم کرتے تھے[1]

[1] ہمارے یہاں تخمینہ کرنے والے (خارص) کو کنکوتی کہتے ہیں۔

ابن سہل کا قتل

یہودیوں کا معاملہ اسی طرح چلتا رہا، مسلمانوں کو ان کی روش میں کوئی قابلِ اعتراض بات نظر نہ آئی، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد میں عبداللہ بن سہل، اخو بنو حارثہ کے ساتھ یہودیوں نے زیادتی کی اور انھیں قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ان کے قتل کے بارے میں یہودیوں کو متہم کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ زہری نے، بُشیر بن یسار مولیٰ بنو حارثہ نے سہل بن ابو حثمہ کی روایت بیان کی، عبداللہ بن سہل خیبر میں مارے گئے۔ وہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ خیبر گئے تھے، وہاں کسی جگہ کھجور توڑ رہے تھے۔ پھر انھیں ایک چشمے میں پایا گیا۔ ان کی گردن توڑ کر اس چشمے میں ڈال دیا گیا تھا۔ ساتھیوں نے انھیں نکال کر دفن کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

عبداللہ بن سہل کے بھائی عبدالرحمن بن سہل آپ کے پاس آئے، ان کے ساتھ چچیرے بھائی حُوَیصہ اور مُحَیصہ (مسعود کے بیٹے) بھی تھے۔ عبدالرحمٰن بن سہل نوعمر تھے اور خون میں جوش تھا اور جماعت میں پیش قدمی کرنے والے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چچیرے بھائیوں سے پیشتر گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: الکبیر، الکبیر بڑے کو بڑے کو (یعنی تم میں جو بڑا ہے اسے پہلے بات کرنے دو۔ یہ آپ نے تادیب کے لیے فرمایا) بقول ابن ہشام ایک روایت میں، جیسا کہ مالک بن انس نے بیان کیا کبّر، کبّر ہے یعنی بڑے کو آگے کرو۔ بہرحال عبدالرحمٰن چپ ہو گیا، پھر حُوَیصہ اور مُحَیصہ نے گفتگو کی ان کے بعد عبدالرحمٰن نے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ساتھی (عبداللہ بن سہل) کے قتل کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: تم قاتل کا نام بتاؤ، پھر اس پر پچاس قسمیں کھاؤ، پھر ہم قاتل کو تمھارے حوالے کر دیں گے۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! جس بات کا ہمیں علم نہیں، اس پر قسم نہیں کھا سکتے۔ آپ نے فرمایا "اور پھر کیا وہ (یہود) اللہ کی پچاس قسمیں کھا سکتے ہیں کہ انھوں نے قتل نہیں کیا، نہ قاتل کو جانتے ہیں؟ اس صورت میں وہ اس کے خون سے بری ہو جائیں گے۔" انھوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم یہودیوں کی قسمیں قبول نہ کریں گے، ان میں جو کفر ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ گناہ پر قسم کھالیں۔" راوی نے بیان کیا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹ خون بہا میں دیے۔ سہل بن حثمہ (راوی) بیان کرتے ہیں: "خدا کی قسم! میں ان سو اونٹوں میں اس سُرخ رنگ کے نوعمر اونٹ کو نہ بھولوں گا، جب میں اسے پکڑنے لگا تو اُس نے

مجھے مارا تھا!"

مزید روایتیں

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے عبدالرحمٰن بن بجید بن قیظی، اخو بنو حارثہ کی روایت بیان کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! سہل (ابن حثمہ) عبدالرحمٰن بن بجید سے علم میں زیادہ نہ تھے، ہاں! عمر میں ضرور بڑے تھے۔ خدا کی قسم! یہ حالت نہ تھی بلکہ سہل کو وہم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ایسی چیز پر قسم کھاؤ، جس کا تمھیں علم نہیں، بلکہ جب انصار نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے خیبر کے یہودیوں کو لکھا کہ تمھارے گھروں کے بیچ میں ایک مقتول پایا گیا ہے، اس لیے تم دیت ادا کرو۔ اس پر یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ تمھارے گھروں کے بیچ میں ایک مقتول پایا گیا ہے، اس لیے تم دیت ادا کرو۔ اس پر یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا: "ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں قاتل کا پتہ ہے۔" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت اپنے پاس سے ادا کی۔

ابن اسحاق نے کہا اور مجھ سے عمرو بن شعیب نے ٹھیک وہی حدیث بیان کی جیسی عبدالرحمٰن بن بجید کی حدیث ہے صرف ان الفاظ کا فرق ہے کہ ددہ ادا شدنوا بحرب یعنی اس کی دیت دو ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد یہودیوں نے کہا کہ ہم حلف اٹھاتے ہیں، ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے خون بہا ادا کر دیا۔

یہود کی جلاوطنی

ابن اسحاق نے کہا: میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود خیبر کو جو کھجوریں دیتے تھے تو طریقہ کیا تھا؟ خراج وصول کرنے کے وقت دیتے تھے، یعنی کھجوریں ترڑوا کر قبضے میں کر لیتے تھے یا درختوں ہی پر دے دیتے تھے؟"

ابن شہاب نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو قتال کے بعد بزور فتح کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر مال غنیمت میں دیا تھا۔ آپ نے اس کا خمس نکالا اور اسے مسلمانوں میں تقسیم کیا اور قتال کے بعد جن لوگوں کو جانا تھا، وہ جلاوطن ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلایا اور فرمایا: "اگر تم چاہو تو یہ اموال میں تمھیں اس شرط پر دے دوں کہ تم ان میں کام کرو اور اس کے پھل ہمارے اور تمھارے درمیان بٹ جایا کریں اور میں تمھیں اس پر قائم رکھوں گا،

جب تک تمھیں اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا۔" یہودی اس شرط پر کام کرتے تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ کو بھیج دیتے تھے۔ وہ پھل تقسیم کر دیتے تھے اور تخمینہ لگانے میں ان سے انصاف کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ان کے بعد ابوبکر رضؓ نے بھی خیبر کو ان یہودیوں کے ہاتھ میں اسی معاملے پر باقی رکھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے طے کیا تھا۔ ان کا بھی جب انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضؓ نے بھی اسے اپنے ابتدائی دورِ خلافت میں اسی طرح برقرار رکھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں فرمایا تھا: "جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں۔" حضرت عمر رضؓ نے اس کی تحقیق فرمائی، یہاں تک یہ بات محقق ہو گئی۔ اب آپ نے یہودیوں کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمھیں جلا وطن کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "جزیرہ عرب میں دو دین مجتمع نہ ہوں گے۔ پس جن یہودیوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد نامہ موجود ہے، وہ اسے لے کر میرے پاس آئیں، میں اسے نافذ رکھوں گا اور جن لوگوں کے پاس وہ عہد نامہ نہیں، انھیں چاہیئے کہ وہ نکل جانے کا انتظام کر لیں۔ چنانچہ جن یہودیوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد نامہ نہ تھا، انھیں حضرت عمر رضؓ نے جلا وطن کر دیا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر رضؓ نے عبداللہ بن عمر رضؓ کی روایت بیان کی کہ میں (عبداللہ بن عمر رضؓ) زبیر اور مقداد بن اسود خیبر میں اپنی اراضی و اموال پر جا رہے تھے، جب ہم وہاں پہنچے تو اپنی اپنی اراضی پر چلے گئے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ رات کی تاریکی چھائی تو مجھ پر حملہ کیا گیا۔ میں اپنے بستر پر پڑا سو رہا تھا اور میری دونوں کہنیوں کے جوڑ اتار دیئے گئے۔ صبح ہوئی تو میرے دو رفیقوں نے آواز دی، پھر میرے پاس آکر پوچھا: یہ تمھارے ساتھ کس نے کیا؟ میں نے کہا: مجھے کچھ معلوم نہیں۔ پھر ان دونوں نے میرے بازو ٹھیک کیے اور حضرت عمر رضؓ کے پاس لائے۔ انھوں نے فرمایا، یہ یہودیوں کا کام ہے، اس کے بعد لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی: فرمایا:

"لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے اس شرط پر معاملہ کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے، انھیں نکال دیں گے۔ اب انھوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ پر زیادتی کی ہے۔ ان کے دونوں ہاتھوں کے جوڑ اتار دیئے، جیسا کہ تمھیں بھی معلوم ہے، اس کے علاوہ اس سے پہلے وہ انصاری پر بھی زیادتی کر چکے ہیں۔ ہمیں قطعاً شک نہیں کہ انھیں کا کام ہے، اس جگہ اور کوئی دشمن موجود نہ تھا اس لیے

جس کی اراضی خیبر میں ہو، وہاں چلا جائے، میں نے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا ہے۔" چنانچہ حضرت عمرؓ نے انھیں نکال دیا۔

وادی القریٰ کی تقسیم

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے عبداللہ بن مکنف اخو بنو حارثہ کی روایت بیان کی، جب عمرؓ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو وہ مہاجرین وانصار کے ساتھ سوار ہو کر نکلے۔ ان کے ساتھ جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء، اخو بنو سلمہ بھی تھے۔ یہ اہل مدینہ کے کنکوتی (تخمینہ لگانے والے) تھے اور یزید بن ثابت بھی ساتھ تھے ان دونوں نے خیبر کو لوگوں پر ان حصوں کے مطابق تقسیم کر دیا تھا، جو مقرر کیے جا چکے تھے۔

عمرؓ نے وادی القریٰ کو جو تقسیم کیا تو اس میں مندرجۂ ذیل کا حصہ بھی رکھا: عثمانؓ بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، عمرؓ بن سلمہ، عامر بن ربیعہ، عمرو بن سراقہ اور وشیم۔

ابن ہشام نے کہا: کہا جاتا ہے کہ مزید حصہ دار یہ تھے: اسلم اور بنی جعفر، معیقیب، عبداللہ بن ارقم، عبداللہ اور عبیداللہ (دو حصے) ابن عبداللہ بن جحش، ابن بُکیر، معتمر، زید بن ثابت، اُبی بن کعب، معاذ بن عفراء، ابوطلحہ اور حسن، جبار بن صخر، جابرؓ بن عبداللہ بن رباب، مالک بن صعصعہ اور جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حضیر، ابن سعد بن معاذ، سلامہ بن سلامہ، عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابو شریک ابو عبس بن جبیر، محمد بن مَسلمہ اور عبادہ بن طارق (یا بروایت ابن ہشام قتادہ بن طارق)۔

ابن اسحٰق نے مزید کہا: جبر بن عتیک (نصف حصہ)، حارث بن قیس کے دو بیٹے (نصف حصہ) ابن حزمہ اور ضحاک (ایک حصہ)۔

یہ ہے جو مجھے خیبر اور وادی القریٰ اور اس کی تقسیمات کے متعلق معلوم ہوا ہے۔

باب ۱۴۲

مہاجرینِ حبشہ کی مراجعت

جعفر بن ابی طالب کی آمد

ابن ہشام نے کہا: سُفیان بن عُیَینہ نے اَجلح کے واسطے سے شعبی کی یہ روایت بیان کی ہے کہ عین فتح خیبر کے روز حضرت جعفرؓ بن ابی طالب (حبشہ سے) واپس تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا:

ما ادری بایھما انا اسرّ، بفتح خیبر ام بقدوم جعفر؟ (میں نہیں بتا سکتا کہ مجھے کس چیز سے زیادہ مسرت ہوئی؛ فتح خیبر سے یا جعفرؓ کی آمد سے؟)

ابن اسحاق نے کہا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ساتھی (صحابہ کرامؓ) حبشہ میں مقیم تھے انھیں واپس لانے کے لیے آپ نے عمرو بن اُمیّہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا۔ عمرو بن اُمیّہ ان صحابہ کرام کو دو کشتیوں میں بٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہ مقام خیبر لے آئے۔ یہ حدیبیہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

مہاجرینِ حبشہ کے نام

بنو ہاشم (بن عبد مناف) جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب، ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عُمَیس خثعمیہ اور ان کے فرزند عبد اللہ بن جعفر بھی تھے، جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے، جعفرؓ ملک شام کی جنگ موتہ میں شہید ہوئے جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لشکر کے امیر تھے (صرف ایک آدمی)۔

بنو عبد شمس (بن عبد مناف) خالد بن سعید (ابن العاص بن اُمیّہ بن عبد شمس) ساتھ ان کی بیوی اُمَینہ بنت خلف (بن اسعد) بقول ابن ہشام ایک روایت میں، ہُمَینہ بنت خلف۔ ان کے بیٹے سعید بن خالد اور بیٹی اَمَۃ بنت خالد، یہ دونوں حبشہ ہی میں پیدا ہوئے، خالد بن سعید ابو بکرؓ کے دور خلافت میں مَرجُ الصُّفَر (دمشق کے قریب ایک مقام) میں شہید ہوئے۔ خالد بن سعید کے بھائی عمرو بن سعید بن العاص؛ ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان (بن اُمیّہ بن محرّث کنانی) فاطمہ ملک حبشہ ہی میں انتقال کر گئیں؛ عمرو بن سعید ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں اجنادین (شام) میں شہید ہوئے۔

سعید بن العاص کے اشعار

عمرو بن سعید پر ان کے والد سعید بن العاص بن اُمیہ نے یہ اشعار کہے:

اَلَا لَيْتَ شِعْرِي عَنْكَ يَا عَمْرُو سَائِلًا ... إِذَا شَبَّ وَاشْتَدَّتْ يَدَاهُ وَسُلِّحَا
أَتَتْرُكُ أَمْرَ الْقَوْمِ فِيهِ بَلَابِلٌ ... تُكَشِّفُ غَيْظًا كَانَ فِي الصَّدْرِ مُوجَحَا

اے کاش! اے عمرو! میں وہ وقت دیکھ لیتا کہ تُو دراز اور مضبوط اور سخت ہاتھ پاؤں کا جوان ہو جاتا پھر مسلح ہو کر نکلتا اور میں پوچھتا، کیا تو بھلا اپنی قوم کے معاملات کو نظر انداز کر سکتا ہے، جس میں ایسا ہیجان و اضطراب موجود ہے، جو سینے میں چھپے ہوئے غیظ و غضب کو ابھاتا ہے؟

ابان اور خالد و سعید کے اشعار

عمرو اور خالد کے اسلام لانے پر ان کے بھائی ابان بن سعید بن العاص نے یہ اشعار کہے، جب ان تینوں کا باپ سعید بن العاص بہ مقام ظریبہ (نواحی طائف) میں اپنے کسی مال کی نگرانی کرتا ہوا فوت ہو چکا تھا۔

أَلَا لَيْتَ مَيْتًا بِالظُّرَيْبَةِ شَاهِدٌ ... لِمَا يَفْتَرِي فِي الدِّينِ عَمْرٌو وَخَالِدٌ
أَطَاعَا بِنَا أَمْرَ النِّسَاءِ فَأَصْبَحَا ... يُعِينَانِ مِنْ أَعْدَائِنَا مَنْ نُكَايِدُ

اے کاش! ظریبہ میں مدفون (مرحوم باپ) وہ چیز دیکھ لیتا جو (اس کے دو ناخلف) بیٹوں عمرو و خالد نے دین کے معاملے میں ایک اختراع کی ہے۔ ان دونوں نے ہمارے معاملے میں عورتوں کی سی پالیسی اختیار کی ہے، کیونکہ یہ ہمارے ان دشمنوں کی اعانت کر رہے ہیں، جن سے ہمیں سخت اذیت و دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

خالد بن سعید نے ابان بن سعید کے اشعار کا جواب اِن اشعار میں دیا ہے:

أَخِي مَا أَخِي لَا شَاتِمٌ أَنَا عِرْضَهُ ... وَلَا هُوَ مِنْ سُوءِ الْمَقَالَةِ مُقْصِرُ
يَقُولُ إِذَا اشْتَدَّتْ عَلَيْهِ أُمُورُهُ ... أَلَا لَيْتَ مَيْتًا بِالظُّرَيْبَةِ يُنْشَرُ
فَدَعْ عَنْكَ مَيْتًا قَدْ مَضَى لِسَبِيلِهِ ... وَأَقْبِلْ عَلَى الْأَدْنَى الَّذِي هُوَ أَفْقَرُ

میرا بھائی، میرا بھائی نہیں، میں تو گالیاں دے کر اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہیں کرتا اور وہ ہے کہ میرے حق میں بدکلامی کرتے ہوئے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا۔ اس کے معاملات درہم برہم ہوتے ہیں تو کہتا ہے کاش ظریبہ میں مدفون

مرحوم باپ دوبارہ زندہ ہو جاتا اور عمرو وخالد کی ان حرکتوں کو دیکھتا، میں دیکھتا ہوں کہ تو اس مرنے والے کو چھوڑ، وہ تو اپنی راہ چل بسا (اور یہ ماضی کی بات ہوگئی) تو اپنی فکر کر اور ایک ایسے ادنیٰ ذہنیت کے آدمی (یعنی اپنی ہستی) پر توجہ کر، جو زیادہ سے زیادہ (اصلاح ذہنیت) کا محتاج ہے۔

(غرض بنو عبد الشمس کے لوگوں میں یہ لوگ بھی ہیں) مُعَیقیبؓ ابن ابی فاطمہ جو حضرت عمرؓ بن خطاب کے دور میں مسلمانوں کے بیت المال کے خازن اور سعید بن العاص کے خاندان سے متعلق تھے اور ابوموسیٰؓ اشعری عبداللہ بن قیس، جو آل عُتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے حلیف تھے۔ کُل چار شخص تھے۔

بنی اسد، بنی عبد الدار، بنی زہرہ اور بنی تیم

بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصیّ کے لوگوں میں اسود بن نوفل بن خویلد۔ فقط ایک شخص۔

بنو عبد الدار بن قصیّ کے لوگوں میں جہم بن قیس (بن عبد شرجبیل) ساتھ ان کے دو بیٹے عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم اور ان کی بیوی اُمّ حرملہ بنت عبد الاسود بھی تھیں، جو ملک حبشہ ہی میں وفات پاگئیں۔ یہ دونوں بیٹے انھیں کے بطن سے تھے۔ ایک شخص۔

بنو زُہرہ بن کلاب کے لوگوں میں عامر بن ابی وقاصؓ، عُتبہؓ بن مسعود، جو بنو ہذیل کے فرد اور بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ دو شخص۔

بنو تیم بن مُرّہ بن کعب کے لوگوں میں حارث بن خالد بن صخر، ساتھ ان کی بیوی ریطہ بنت حارث بن جُبیلہ بھی، جو ملک حبشہ میں وفات پاگئیں۔ ایک شخص۔

بنی جمح، بنی سہم، بنی عدی بن عامر، بنی حارث

بنو جمح بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب کے لوگوں میں عثمان بن ربیعہ بن اُہبان۔ ایک شخص۔

بنو سہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب کے لوگوں میں محمیہ بن الجزء جو قبیلہ بنو زبید سے تھے اور بنو سہم بن عمرو کے حلیف تھے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خمس پر متعین فرمایا تھا۔ ایک شخص۔

بنو عدی بن کعب بن لؤیّ کے لوگوں میں معمرؓ بن عبد اللہ بن نضلہ، ایک شخص۔

بنو عامر بن لؤیّ بن غالب کے لوگوں میں ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس، مالکؓ بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس، ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس دو شخص۔

بنو حارث بن فہر بن مالک کے لوگوں میں حارث بن عبد قیس بن لقیط، ملک حبشہ میں جو لوگ وفات پا چکے تھے، ان کی عورتوں میں سے کچھ عورتیں دونوں کشتیوں میں ان لوگوں کے ساتھ بٹھائی گئی تھیں۔
پس یہی وہ لوگ ہیں، جنھیں نجاشی نے عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کر کے بھیجا تھا۔ ان کشتیوں میں بیٹھ کر جو مہاجرین حبشہ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس واپس آئے وہ کل سولہ تھے۔

بقیۂ مہاجرین

جو صحابہ کرام رضہ حبشہ ہجرت کر کے گیے اور غزوۂ بدر کے بعد واپس آئے، نجاشی نے انھیں مذکورۂ بالا دو کشتیوں میں سوار کرا کے بھیجا تھا اور وہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے بعد واپس ہوئے یا جو وہیں وفات پا گئے۔ ان سب کی قبیلہ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

بنی اُمیہ

بنی امیہ (بن عبد شمس بن عبد مناف) کے لوگوں میں عبید اللہ بن جحش (بن رئاب اسدی یعنی اسد بن خزیمہ) جو بنو اُمیہ کا حلیف تھا، ساتھ اس کی بیوی اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور اس کی بیٹی حبیبہ تھیں۔ حبیبہ کے نام پر ان کی بیوی کی کنیت اُم حبیبہ تھی اور ان کا اصل نام رَملہ تھا۔
عبید اللہ بن جحش مہاجر کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ گیا، وہاں اس نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا اور اسلام ترک کر دیا۔ پھر نصرانیت ہی کی حالت میں مر بھی گیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام حبیبہ بنت ابو سفیان کو اپنے حرم میں لے لیا۔
ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عوام کی روایت بیان کی عبید اللہ بن جحش، مسلمان کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ نکلا تھا، مگر جب وہ حبشہ پہنچا تو نصرانی ہو گیا۔ عروہ کہتے ہیں، جب وہ صحابہ کرام کے پاس سے گزرتا تو کہتا "فتحنا وصاصأ تحد" (ہم نے آنکھیں کھول لیں اور تم ابھی آنکھیں کھولنے کی کوشش میں لگے ہو) مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو حقیقت دیکھ سمجھ لی ہے مگر تم دیکھنے کی کوشش میں ہو اور ابھی تک دیکھ نہیں سکے۔ یہ اس طرح کہ جب کُتے کے بچے، اپنی آنکھیں دیکھنے کے لیے کھولتے ہیں تو اس سے قبل وہ آنکھیں چپکاتے ہیں، اس لیے ان لوگوں کو کتوں کے بچوں سے تشبیہہ دی ہے، یعنی میں نے تو اپنی آنکھیں کھول کر دیکھ لیا اور تم نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں، اس لیے ابھی تک نہیں دیکھ سکے اور دیکھنے کی جستجو میں لگے ہو۔
ابن اسحاق نے بتایا کہ (دوسرے شخص) قیس بن عبد اللہ ہیں جو بنو اسد بن خزیمہ میں سے تھے، اور امیہ بنت قیس کے والد تھے یہ اُمیہ اُم حبیبہ کے ساتھ تھیں۔ اُنھوں نے عبید اللہ بن جحش کو اور قیس بن عبد اللہ کی بیوی برکہ بنت یسار، مولدۃ ابو سفیان بن حرب نے اُم حبیبہ بنت ابو سفیان

کو دودھ پلایا تھا اور عبید اللہ بن جحش نے جب حبشہ کے لیے ہجرت کی تو امیمہ بنت قیس اور برکہ بنت یسار کو بھی اپنے ساتھ لے گئے، کل دو شخص۔

بنی اسد اور بنی عبد الدار

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیّ کے لوگوں میں یزید بن زمعہ بن الاسود بن مطلب بن اسد (جو جنگ حنین میں شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ (بن حارث بن اسد) یہ ملک حبشہ میں انتقال کر گئے۔ دو شخص۔

بنو عبد الدار بن قصیّ سے ابو الروم بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار) فراش بن نضر (بن حارث بن کلاۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار) دو شخص۔

بنی زہرہ، بنی تیم، بنی مخزوم

بنو زہرہ بن کلاب بن مرۃ کے لوگوں میں مطلب بن ازہر (بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ) ساتھ ان کی بیوی رملہ بنت ابو عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم، مطلب بن ازہر کا حبشہ میں انتقال ہوا یہیں عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن مطلب پہلے شخص ہیں، جو اسلام میں باپ کے وارث ہوئے۔ ایک شخص۔

بنو تیم بن مرہ (بن کعب بن لوئ) کے لوگوں میں عمرو بن عثمان (بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم) یہ سعد بن ابی وقاص کے ماتحت قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ایک شخص۔

بنو مخزوم بن یقظہ (بن مرہ بن کعب) کے لوگوں میں ہبار بن سفیان بن عبد الاسد، جو کہ زمانہ خلافت ابوبکرؓ ملک شام کے ایک مقام اجنادین میں شہید ہوئے، ان کے بھائی عبد اللہ بن سفیان جو جنگ یرموک (شام) میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے دورِ خلافت میں شہید ہوئے، مگر اس میں شک کیا جاتا ہے کہ آیا وہ شہید ہوئے یا نہیں؛ ہشام بن ابو حذیفہ بن مغیرہ۔ یعنی کل تین شخص

بنی جمح

بنو جمح بن عمرو (بن ہصیص بن کعب) کے خاندان سے حاطب بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح) اور ان کے دو بیٹے محمد اور حارث، ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل۔ حاطب وہیں اسلام کی حالت میں انتقال کر گئے اور ان کی بیوی اور دونوں بیٹے، جو اسی بیوی سے تھے، دو کشتیوں میں سے ایک میں سوار ہو کر واپس ہوئے۔

حطاب بن حارث، ساتھ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار۔ حطاب نے بھی وہیں مسلمان ہوتے ہوئے وفات پائی اور اُن کی بیوی فکیہہ ایک کشتی میں واپس آئیں۔ سفیان بن معمر بن حبیب اور اُنکے

دو بیٹے جُنادہ اور جابر اور ان دونوں کی ماں حَسنَہ، اور ماں کی طرف سے ان کے بھائی شُرحبیل بن حَسنَہ سفیان اور ان کے بیٹوں جُنادہ اور جابر نے حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں انتقال کیا۔ اور یہ کُل چھ شخص۔

بنی سہم بنو سہم بن عمرو (بن ہُصَیص بن کعب) کے قبیلے میں عبدؐ اللہ بن حارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) شاعر نے حبشہ ہی میں وفات پائی۔ قیسؓ بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) ابو قیسؓ بن حارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) یہ بہ عہد خلافت ابوبکرؓ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ عبدؐ اللہ بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت میں کسریٰ کے پاس بھیجے گئے تھے، حارثؓ بن حارث (بن قیس بن عدی) اور معمرؓ بن حارث (بن قیس بن عدی) بِشرؓ بن حارث (بن قیس بن عدی) اور ان کی ماں کی طرف سے جو قبیلہ بنو تمیم کی تھیں، ایک اور بھائی، جن کا نام سعیدؓ بن عمرو تھا۔ یہ ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں بہ مقام اجنادین شہید ہوئے۔ سعیدؓ بن حارث بن قیس جو بہ عہد خلافت عمر فاروقؓ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ سائبؓ بن حارث بن قیس، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ طائف میں زخمی ہوئے اور بہ عہد خلافت عمرؓ فاروق جنگِ فحل[1] میں شہادت پائی۔ ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے یوم خیبر میں شہادت پائی اس میں شک کیا جاتا ہے عُمیرؓ بن رئاب (بن حذیفہ بن مہشم بن سعد بن سہم) یہ ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں یمامہ سے واپسی میں خالدؓ بن ولید کے ساتھ بہ مقام عین التمر شہید ہوئے، کل گیارہ شخص۔

بنی عدی بنو عدی بن کعب بن لُوَی کے قبیلے سے عُروہ بن عبد العزّیٰ (بن حُرثان بن عوف بن عبید اللہ بن عُوَیج بن عدی بن کعب) جنھوں نے ملک حبشہ ہی میں وفات پائی۔ عدی بن نضلہ (بن عبد العزّیٰ بن حُرثان) انھوں نے بھی حبشہ میں انتقال کیا، دو شخص۔

عدی کے ساتھ ان کے بیٹے نعمان بن عدی بھی تھے، یہ بھی ان مسلمانوں کے ساتھ تھے، جو حبشہ سے واپس آئے۔ عمر بن خطاب کے عہد خلافت میں انھیں بصرہ کے ایک مقام میسان پر عامل بھی مقرر کیا گیا، نعمان نے اس پر کچھ شعر بھی کہے تھے، جن کا مضمون غیر مناسب تھا۔ عمر فاروقؓ تک یہ اشعار پہنچے تو فرمایا: "بیشک مجھے یہ چیز سخت ناگوار محسوس ہوئی ہے، جو بھی جا کے اس سے ملے، اطلاع دے دے کہ میں نے اسے معزول کر دیا۔"

معزولی کے بعد وہ خلیفہ کی خدمت میں آئے اور عذر و معذرت کرتے ہوئے کہ ما صنعتُ

---

[1] شام کا ایک مقام، جہاں فتح دمشق سے ایک سال بعد جنگ ہوئی تھی۔

شیئاً مما بلغک انی قلته قط و لکنی کنت امرأ شاعراً وجدت فضلاً من قول فقلت فیما تقول الشعراء۔ (میرے کہے ہوئے جو اشعار آپ تک پہنچے ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز (عملی طور پر) میں نے کبھی نہیں کی، مگر میں چونکہ ایک شاعر آدمی ہوں، اس لیے محض قول کی حد تک میں نے یہ باتیں ضرور کہی ہیں، جیسا کہ عام شاعروں کا قاعدہ ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

وایم اللہ، لا تعمل لی علی عمل ما بقیت وقد قلت ما قلت. خدا کی قسم، جب تک میں زندہ ہوں، تمھیں کسی کام پر عامل نہیں بنایا جائے گا۔ بہرحال یہ شعر تو تم نے کہے ہیں۔

بنی عامر اور بنی حارث

خاندان بنو عامر بن لوی ابن غالب بن فہر (میں سے سلیطؓ بن عمرو (بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) یہ یمامہ میں ہوذہ بن علی حنفی کے پاس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے بھیجے گئے تھے اور ایک شخص۔

بنو حارث بن فہر بن مالک کے لوگوں میں عثمانؓ بن عبد غنم (بن زُہیر بن ابو شدّاد) سعدؓ بن عبد قیس (بن لقیط بن عامر بن اُمیّہ بن ظریف بن حارث بن فہر) عیاض بن زہیر بن ابو شدّاد، تین شخص۔

پس جو مہاجرین حبشہ مکہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس واپس نہ آسکے اور جنگِ بدر میں بھی شریک نہ ہو سکے اور وہ جو جنگ بدر کے بعد آئے اور نجاشی کی دونوں مذکورہ بالا کشتیوں میں سوار ہو نہ آسکے یہ تمام چونتیس ۳۴ اشخاص تھے۔

حبشہ میں متوفیٰ مہاجرین

ملک حبشہ میں جو مہاجرین اور ان کے بچے فوت ہوئے، ان کے نام قبیلہ وار یہ ہیں:

بنو عبد شمس بن عبد مناف کے لوگوں میں عبید اللہ بن جحش بن رِئاب، بنو امیہ کا حلیف جو نصرانی مذہب اختیار کر کے حبشہ میں مرا۔

بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں عمرو بن امیہ (بن حارث بن اسد)۔

بنو جمح کے لوگوں میں حاطب بن حارث اور ان کے بھائی حطّاب بن حارث۔

بنو سہم بن عمرو (بن ہُصیص بن کعب) کے ایک شخص عبد اللہ بن حارث بن قیس۔

بنو عدی بن کعب بن لوی کے (دو شخص) عروہ بن عبد العزیٰ (بن حرثان بن عوف) اور عدی بن نضلہ۔ یہ سب سات شخص ہوئے۔

ان کی کیفیت یہ ہے :

بنو تیم بن مُرّہ میں سے موسیٰ بن حارث (بن خالد بن صخر بن عامر) ایک شخص۔

مہاجر خواتین

جو خواتین ملک حبشہ ہجرت کر کے گئیں، خواہ وہ واپس آئیں یا وہیں ہلاک ہوئیں یہ کل سولہ تھیں۔ جو لڑکیاں وہاں پیدا ہوئیں، ان میں سے کچھ تو واپس آئیں کچھ وہیں مرگئیں۔ ان کی قبیلہ وار تفصیل یہ ہے :

قریش کے خاندان بنو ہاشم کی صاحبزادیوں میں سے رُقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھیں۔

بنو اُمیّہ کے خاندان کی جو خواتین آئیں، ان میں اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیان، ان کے ساتھ ان کی بیٹی حبیبہ، امّ حبیبہ اپنی بیٹی کو مکّہ سے ساتھ لے کر گئیں اور ساتھ لے کر واپس آئیں۔

بنو مخزوم کے خاندان سے اُمّ سلمہ بنت ابوامیّہ، یہ اپنی بیٹی زینب کو لے کر واپس آئیں، جو ابوسلمہ کی بیٹی تھیں اور حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔

بنو تیم بن مُرّہ کے خاندان سے رِیطہ بنت حارث بن جبیلہ جو راستے میں وفات پا گئیں اور ان کی دو بیٹیاں عائشہ بنت حارث اور زینب بنت حارث، یہ دونوں وہیں پیدا ہوئیں اور ان کے بھائی موسیٰ بن حارث (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے)۔ ان تینوں نے راستے میں پانی پیا اور مر گئے، ان کی ایک اور بیٹی بنام فاطمہ بھی وہیں پیدا ہوئیں اور ان کی اولاد میں صرف یہی ایک زندہ رہیں۔

بنو سہم بن عمرو میں سے رَملۃ بنت ابوعوف بن ضُبیرۃ۔

بنو عدی کے خاندان سے لیلیٰ بنت ابوحثمہ بن غانم۔

بنو عامر بن لوئی کے خاندان سے سودہ بنت زمعہ بن قیس، سَہلۃ بنت سُہیل بن عمرو اور ابنۃ المجلل، عمرہ بنت سعدی بن وقدان اور اُمّ کلثوم بنت سُہیل بن عمرو۔

غرائب العرب میں اَسماء بنت عُمَیس بن نعمان خثعمیۃ، فاطمہ بنت صفوان بن اُمیّہ بن مُحرّث کنانیہ فکیہہ بنت یَسار، برکۃ بنت یسار، حَسنہ اور اُمّ شرحبیل بنت حَسنہ۔

اولاد ذکور واناث

جو لڑکے اور لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئیں، ان کے قبیلہ وار نام :

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔

محمد بن ابوحذیفہ، سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمَۃ بنت خالد۔

زینب بنت ابوسلمہ بن اسد۔

عبداللہ بن مطلب بن ازہر

موسیٰ بن حارث بن خالد، اور ان کی (تین) بہنیں عائشہ بنت حارث، فاطمہ بنت حارث اور زینب بنت حارث۔

امۃ بنت خالد، زینب بنت ابوسلمہ، عائشہ، زینب اور فاطمہ حارث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں یعنی کُل پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں۔

باب ۱۴۲

عُمرۂ قضا

ذی قعدہ ۷ھ

عُمرہ کے لیے روانگی

ابن اسحٰق نے کہا، خیبر سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آٹھ مہینے) ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الأُخریٰ، رجب، شعبان، رمضان اور شوال کے مہینوں میں قیام فرمایا، اس دوران میں چھوٹے چھوٹے غزوات و سرایا پیش آتے رہے۔ پھر عُمرۂ قضا کے لیے روانہ ہوئے، جس سے گزشتہ سال ذی قعدہ ہی کے مہینے میں آپ کو مشرکوں نے روک دیا تھا۔ از روئے روایت ابن ہشام مدینہ پر عویف بن اضبط دیلی کو عامل مقرر فرمایا۔ اس عمرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عُمرۂ قصاص" کا نام دیا، کیونکہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذی قعدہ ۶ھ میں عمرہ کرنے سے روک دیا تھا اور یہ حرمت کا مہینہ تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے اس کا قصاص لیا، چنانچہ ذی قعدہ ۷ھ میں (ایک سال بعد) آپ مکہ میں داخل ہو گئے۔

ہمیں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں "والحرمات قصاص" کی آیت نازل فرمائی، یعنی حرمت کے معاملے میں ادلے کا بدلا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ مسلمان بھی عمرۂ قضا کے قصد سے روانہ ہوئے جنہیں آپ کے ساتھ گزشتہ سال ادائے عمرہ سے روکا گیا تھا۔ یہ ۷ھ کا واقعہ ہے اہل مکہ نے جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو وہ مکہ سے نکل گئے، ادھر قریش آپس میں تذکرہ کرنے لگے کہ اب تو محمدؐ اور ان کے ساتھی (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) تنگی اور مشقت کا شکار ہو گئے ہیں۔

سعی و طواف

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے غیر متہم راوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی کہ مشرکین نے دارالندوہ میں جا کر قیام کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا تو صف در صف کھڑے ہو کر آپ کو اور صحابۂ کرام کو دیکھنے لگے۔ بہرحال رسول اللہ

ؔ ذی قعدہ ۷ھ مارچ ۶۲۹ء سے شروع ہوا

صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں داخل ہوئے اور آپ نے اضطباع[1] روا فرمایا اور اپنا داہنا بازو چادر سے باہر نکالے رکھا، پھر آپ نے یہ کلمات زبان مبارک سے نکالے "رحم اللّٰہ امرا اراھم الیوم من نفسہ قوۃ" یعنی "اللہ اپنے اس بندے پر رحم فرمائے، جو آج ان کے روبرو اپنی قوت کی نمائش کرے"۔ بعدازاں آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ پھر آپ اور آپ کے ساتھ صحابۂ کرام لپک لپک کر چلنے لگے، یہاں تک کہ بیت اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا لیا اور مشرکین کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے (چونکہ قریش نے طعناً کہا تھا کہ رسول اللہ اور ان کے ساتھی تنگی و مشقت کا شکار ہو کر کمزور ہو گئے ہوں گے، اس لیے آپ نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ یہاں تیز تیز اور لپک لپک کر چلنا شروع کیا تاکہ انھیں جتایا جا سکے، کوئی کمزوری نہیں آئی۔ آپ کی یہ تیز رفتاری اس وقت تک مشرکوں کو نظر آئی، جب تک آپ بیت اللہ کی آڑ میں نہ پہنچ گئے)، اس کے بعد رکن یمانی کو بوسہ دیا۔ پھر آپ نے چلنا شروع کیا اور رکن اسود کو بوسہ دیا۔ اسی طرح تین مرتبہ آپ نے طواف کرتے ہوئے تیز رفتاری (ھرولہ) اختیار فرمائی، پھر طواف کے باقی شوط معمولی رفتار سے پورے کیے۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے، لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ہرولہ یعنی لپک کر اور تیز چلنا واجب نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قریش کے طعنے کی وجہ سے، جو آپ کو معلوم ہو گیا تھا، کیا تھا، لیکن جب آپ نے حجۃ الوداع میں اسی طرح طواف کیا تو یہ لازم ہو گیا اور اسی پر سنت قائم ہو گئی۔

موکبِ رسالت

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن ابی بکرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمرے کے لیے مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ‏ ‏ خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ
يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ ‏ ‏ أَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِي قَبُولِهِ

اور منکرین توحید و رسالت کی اولاد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو اور الگ ہٹ جاؤ (دنیا کی) ساری خیر و فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہے۔ اے پروردگار! میں ان کے تمام اقوال پر یقین رکھتا اور انھیں مانتا ہوں، انھیں مان ہی کر اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہوں۔

---

[1] احرام کی چادر کا ایک حصہ دائیں بغل میں دبایا، دوسرا حصہ بائیں کندھے پر ڈال دیا۔

نیز یہ اشعار:

نَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ عَلَىٰ تَأْوِيلِهِ — كَمَا قَتَلْنَاكُمْ عَلَىٰ تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ — وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

جس طرح ہم نے تم سے اس بات پر جنگ کی کہ تم نے قرآن میں تاویلیں کیں، اسی طرح اب بھی ہم تم سے لڑکر قتل وخون کریں گے۔ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (عمرہ نہ کرنے دینے اور مکہ سے یوں ہی) واپس جانے کے لیے کہا تو ایسی تلوار سے قتل وخون کریں گے، جو تمھاری کھوپریوں کو اپنی سونے کی جگہ سے ہمیشہ کے لیے جدا اور ایک ایک دوست کو الگ کر دے گی۔

ابن ہشام نے کہا: نحن قتلناکم علی تاویلہ والا اسار اقطعہ عمار بن یاسر کا ہے، جو دوسرے موقع پر کہا گیا (یعنی جنگ صفین میں، جس میں عمار بن یاسر مارے گئے) اس کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی مراد اور ان کے مخاطب مشرکین ہیں، جو سرے سے قرآن کے نزول ہی کا اقرار نہ کرتے اور تاویل پر وہی شخص قتل کیا جائے گا، جو قرآن کے نزول کا قائل ہوگا۔

میمونہ رض سے نکاح

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے اَبان بن صالح اور عبداللہ بن ابو نجیح نے بواسطہ عطا بن ابو رباح اور مجاہد ابو الحجاج، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سفر میں بہ حالتِ احرام میمونہ رض بنت حارث سے عقد نکاح کیا اور نکاح کرانے والے عباس بن عبدالمطلب تھے۔

ابن ہشام کا قول یہ ہے کہ حضرت میمونہ رض نے اپنا معاملہ اپنی بہن اُم الفضل کے حوالے کر دیا۔ یہ اُم الفضل عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں اور انھوں نے بہن کا معاملہ اپنے شوہر عباس بن عبدالمطلب کے حوالے کر دیا، چنانچہ اس طرح مکہ میں عباس بن عبدالمطلب نے حضرت میمونہ رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کرا دیا۔ مہر میں خود چار سو درہم بہ طور مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ادا کیے۔

قریش کا حُوَیطب کو رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجنا اور مکہ سے باہر جانے کا مطالبہ کرنا

ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلعم نے مکہ میں تین دن قیام فرمایا، جب تیسرا دن ہوا تو آپ کے پاس حُوَیطب پہنچا (حُوَیطب بن عبدالعزیٰ بن ابو قیس بن عبدوُد بن نصر بن مالک بن حسل) اس کے ساتھ کچھ اور قریشی بھی تھے۔ قریش

نے حویطب کو اس غرض سے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ معظمہ سے چلے جائیں۔ اس وفد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں خطاب کیا: (تین دن کی) مدت پوری ہو گئی، اب مکہ ہمارے لیے چھوڑ کر نکل جائیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم لوگ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دیتے تو میں تمھیں لوگوں میں شادی کی رسم مناتا اور کھانے پر سب کو بلاتا اور تم شریک بھی ہوتے تو اس میں کیا حرج تھا؟"

مگر ان لوگوں نے جواب دیا: "ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں، بس مکہ ہمارے لیے چھوڑ کر نکل جائیے۔"

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل گئے اور اپنے مولیٰ ابو رافع کو حضرت میمونہؓ کی خدمت اور دیکھ بھال کے لیے چھوڑ گئے۔ جب آپ مقام سرف میں پہنچے تو حضرت میمونہؓ وہیں پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں شادی کی رسم منائی۔ اس کے بعد ذی الحجہ ۷ھ ہجری میں (مکہ سے) مدینہ واپس پہنچ گئے۔

نزولِ قرآن

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

(۴۸ : ۲۷)

اللہ نے اپنے رسول کو اس کا خواب حق اور سچ کر کے دکھلایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم امن امان کے ساتھ اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے اور سر کے بال کترانے ہوئے مسجد حرام (بیت اللہ) میں ضرور داخل ہو گے، پس اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا علم تھا جو تم کو نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ ایک اور قریبی فتح مقرر کر دی تھی۔

باب ۱۴۴

غزوۂ مؤتہ

جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری

لشکر کا انتظام ابن اسحاق نے کہا (عمرۂ قضا) ادا کر کے مکہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بقیہ ذی الحجہ اور اس ذی الحجہ میں بھی حج کی تولیت مشرکوں ہی کے ہاتھوں میں رہی — محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی میں اقامت پذیر رہے پھر جمادی الاولیٰ[1] میں آپ نے شام کی طرف لشکر بھیجنے کا انتظام فرمایا، جو مؤتہ[2] میں پہنچ کر دشمن سے متصادم ہوا۔

یکے بعد دیگرے تین امیر ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شام کی طرف فوج روانہ فرمائی اور اس پر زید بن حارثہ کو سالار مقرر کیا، ساتھ ہی فرمایا کہ اگر زید مارے بھی جائیں تو جعفر بن ابی طالب کو سالار بنا لیا جائے، اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سالاری سنبھال لیں۔ (زرقانی نے روایت میں مزید یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے میں سے کوئی آدمی نکالیں اور اسے امیر مقرر کر لیں)۔

عبداللہ بن رواحہ کا گریہ بہرحال ساز و سامان لے کر نکلنے کی تیاری[3] ہوئی، روانگی کے وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امراء کو الوداع کہتے ہوئے ان کی سلامتی کی دعائیں کیں، جب عبداللہ بن رواحہ کو بھی الوداع (رخصت) کہی گئی تو ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ لوگوں نے سوال کیا، "ابن رواحہ! اس گریے کا سبب ہے؟" جواب دیا، "بھئی، خدا کی قسم! مجھے دنیا سے کوئی محبت نہیں، نہ تم لوگوں ہی سے ایسی شیفتگی ہے (کہ لقائے باری تعالےٰ کے مقابلے میں تم سے جدائی شاق ہو) لیکن بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا ہے۔ جس میں دوزخ کا ذکر ہے

۱۔ جمادی الاولیٰ ۸ھ، ۲۰ اگست ۶۲۹ء سے شروع ہوا۔ ۲۔ مؤتہ بحیرہ لوط کے جنوبی اور ... قریب مشرقی جانب ایک شہر ہے۔ وہاں پر تلواریں بنتی تھیں۔ اب اس کی حیثیت معمولی ہے۔ پہلے شام میں تھا آج کل اردن میں ہے۔ ۳۔ یہ کل تین ہزار تھے۔

"وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا" یعنی تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جسے جہنم میں نہ جانا پڑے، یہ تیرے رب کا قطعی وحتمی فیصلہ ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ جہنم میں جا کر مجھے نکلن نصیب ہوگا یا نہیں، پھر تمام لوگوں نے ان امراء اور افواج کو یہ دعا دی کہ "اللہ تمہارا ساتھ دے، تم سے بلائیں دُور فرمائے اور ہماری طرف صحیح سلامت واپس لائے"۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھے:

لٰكِنَّنِيْ اَسْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا
اَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْاَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا
حَتّٰى يُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰى جَدَثِيْ اَرْشَدَهُ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

لیکن میں خدائے رحمٰن سے عفو ومغفرت کی دعا کرتا ہوں اور تلوار کا ایک ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں، جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو، ایسے نیزے کا زخم کھانے کی، جسے کوئی خون کا پیاسا کافر، اپنے دونوں ہاتھوں پر پورا زور دے کر مارے، جو نہایت تیزی سے قتل کر دے، جگر اور انتڑیوں میں نفوذ کرتا چلا جائے۔ پھر جب میرے مزار پر لوگ گزریں تو یہ کہتے گزریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مجاہد کو صحیح راستہ دکھایا اور اس نے وہی راستہ اختیار بھی کر لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر افواج نے روانگی کی تیاری شروع کی تو عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور الوداع کہی، پھر یہ شعر پڑھے:

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تَثْبِيْتَ مُوْسٰى وَنَصْرًا كَالَّذِيْ نُصِرُوْا
اِنِّيْ تَفَرَّسْتُ فِيْكَ الْخَيْرَ نَافِلَةً اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ ثَابِتُ الْبَصَرِ
اَنْتَ الرَّسُوْلُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهُ وَالْوَجْهَ مِنْهُ فَقَدْ اَزْرٰى بِهِ الْقَدَرُ

بہر صورت اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو محاسن عطا فرمائے، وہ پایۂ ثبوت پر پہنچ گئے ہیں، جس طرح حضرت موسیٰ کے محاسن پایۂ ثبوت تک پہنچ گئے تھے اس نے آپ کی مدد ونصرت کا معاملہ بھی پایۂ تکمیل پر پہنچا دیا، جیسا کہ اس سے قبل، دیگر انبیاء علیہم السلام کی پوری مدد ونصرت کی گئی تھی۔ میں نے یہ بات بفراست سمجھ لی کہ آپ کی خیر وفلاح اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تحفہ ہے، اللہ جانتا ہے کہ میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت سمجھتا ہوں۔ آپ پیغمبر خدا ہیں، پس جو شخص اللہ کے دیے ہوئے عطیوں

اور ہدایتوں سے، نیز اس کی خوشنودی سے محروم رہے گا، اس کی شومی قسمت اسے

کوتاہ دست اور خوار رکھے گی۔

ابن ہشام نے کہا، مجھے فن شعر و سخن کے بعض عالموں نے یہ شعر یوں سنائے:

أَنْتَ الرَّسُولُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهُ وَالْوَجْهَ مِنْهُ فَقَدْ أَزْرَى بِهِ الْقَدَرُ

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ فِي الْمُرْسَلِينَ وَنَصْرًا كَالَّذِي نُصِرُوا

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيْرَ نَافِلَةً فِرَاسَةً خَالَفَتْ فِيكَ الَّذِي نَظَرُوا

آپ پیغمبر خدا ہیں، پس جو شخص پیغمبر خدا کے دیے ہوئے عطیوں اور ہدایتوں

سے نیز ان کی خوشنودی حاصل کرنے سے محروم رہے گا، اس کی شومی قسمت اسے

کوتاہ دست اور خوار رکھے گی۔

بہر صورت اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام پیغمبروں میں جو محاسن عطا فرمائے ہیں، انھیں

پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے اور اس نے آپ کی مدد و نصرت کا معاملہ بھی تکمیل پر پہنچا

دیا ہے، جیسا کہ اس سے قبل دیگر انبیاء علیہم السلام کی پوری پوری مدد و نصرت کی

گئی تھی۔ میں نے یہ بات بفراست سمجھ لی ہے کہ آپ کی خیر و فلاح اللہ تعالیٰ کا عطا

کردہ تحفہ ہے۔ یہ بات ایسی فراست سے سمجھ لی ہے، جو آپ کے متعلق مشرکین کے

نقطۂ نگاہ کے بالکل خلاف اور برعکس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا، آخر فوج روانہ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے الوداع کہنے اور رخصت

کرنے کے لیے نکلے۔ جب واپس ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھا:

خَلَفَ السَّلَامُ عَلَى امْرِئٍ وَدَّعْتُهُ فِي النَّخْلِ خَيْرَ مُشَيِّعٍ وَخَلِيلِ

اس (برگزیدہ) ہستی پر ہمارے پیچھے اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو جس سے ہم اس

نخلستان میں رخصت ہوئے جہاں تک آپ ہمیں پہنچانے آئے، جو سب سے بہتر

مشایعت کرنے والے اور سب سے بہتر دوست ہیں۔

ہرقل کی دو لاکھ فوج پھر یہ فوج چل کر معان پہنچی، جو شام کا ایک مقام[1] ہے۔ یہاں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ہرقل کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ مقام مآب[2] میں

---

[1] یقیناً یہ شہر پہلے ملک شام تھا، مگر اب سلطنت اردن میں ہے۔

[2] بائیبل میں اسے "معراب" لکھا ہے۔ یہ بحیرۂ لوط کا مشرقی حصہ ہے۔

رجو بلقاء[1] میں شامل ہے، خیمہ زن ہے۔ ان ایک لاکھ رومیوں کے علاوہ قبیلہ لخم، قبیلہ جذام، قبیلہ قین قبیلہ بہرا اور قبیلۂ بلی کے لوگوں نے مزید ایک لاکھ فوج گراں کا اضافہ کر دیا تھا۔ ان کا ایک لاکھ سپہ سالار قبیلہ بلی کی شاخ اراشہ کا ایک فرد مالک بن زافلہ مقرر ہوا۔

یہ خبر سُن کر مسلمان اپنے معاملے میں غور و فکر کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے اور انھوں نے معان میں دو راتیں گزاردیں، آخر کہا کہ ہمیں خط لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی کثیر فوج سے آگاہ کرنا چاہیے، آپ کمک بھیجیں گے یا کوئی دوسرا حکم صادر فرمائیں گے، ہم اسی کی تعمیل کریں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے مسلمانوں کو اظہارِ شجاعت پر اُبھارتے ہوئے کہا:

"مسلمانو! خدا کی قسم! وہ چیز جس سے تم ہچکچا رہے ہو۔ یہ تو وہی ہے جس کے طلب گار ہو کر تم نکلے تھے۔ ہم مسلمان تعداد، قوت اور کثرت کے بھروسے پر نہیں لڑتے بلکہ ہم کفار سے اس دین کے تحفظ کے لیے لڑتے ہیں، جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا ہے۔ اس لیے چلو (اور بڑھ کر مقابلہ کرو) دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کہیں نہیں گئی "فتح یا شہادت"۔"

عبداللہ بن رواحہ کے اشعار

اس پر لوگوں نے کہا، "خدا کی قسم! عبداللہ بن رواحہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" اب مسلمان مقابلے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ان کے رُکنے پر عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھے:

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مِنْ أَجَاءٍ وَفَرْعٍ ... تُغَرُّ مِنَ الْحَشِيْشِ لَهَا الْعُكُوْمُ

حَذَوْنَاهَا مِنَ الصَّوَّانِ سِبْتًا ... أَزَلَّ كَأَنَّ صَفْحَتَهُ أَدِيْمُ

أَقَامَتْ لَيْلَتَيْنِ عَلٰى مَعَانٍ ... فَأُعْقِبَ بَعْدَ فَتْرَتِهَا جُمُوْمُ

اجاء اور فرع[2] پہاڑیوں سے ہم اپنے وہ گھوڑے نکال کر لے گئے جنھیں گھاس کے گٹھڑ کے گٹھڑ بار بار کھلائے جاتے ہیں اور جن کے پاؤں میں ہم نے لوہے کے وہ نعل جوتوں کی طرح پہنا دیے جن کی سطح نہایت چکنی اور چمڑے کی طرح ملائم ہے۔ یہ گھوڑے (تذبذب اور ہچکچاہٹ کے عالم میں) دو راتوں تک مقام مُعان میں ٹھہرے رہے، مگر پھر اس ضعف و اضمحلال کے بعد ان میں ایک نئی طاقت ایک نئی اُمنگ پیدا ہو گئی۔

---

[1] بلقا ایک ضلع تھا، جس میں موآب بھی شامل تھا۔ [2] طے کے دو پہاڑ۔

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ مُسَوَّمَاتٌ　　تَنَفَّسُ فِي مَنَاخِرِهَا السَّمُومُ

پھر کیا تھا، ہم چل پڑے اور ہمارے گھوڑے چھوڑ دیے گئے، جو اب اپنے نتھنوں سے بادِ سموم میں سانسیں لے رہے تھے۔

فَلَا وَأَبِي مَآبُ لَنَأْتِيَنْهَا　　وَإِنْ كَانَتْ بِهَا عَرَبٌ وَرُومُ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مآب تو ہم ضرور پہنچ کر رہیں گے، خواہ وہاں عرب قبائل مقابل ہوں یا اہل روم۔

فَعَبَّأْنَا أَعِنَّتَهَا فَجَاءَتْ　　عَوَابِسَ وَالْغُبَارُ لَهَا بَرِيمُ

چنانچہ ہم نے ان گھوڑوں کی لگامیں تھام لیں، پھر یہ نہایت ترش روئی سے بڑھ کر آگے آ گئے۔ ان کی آنکھوں سے غبار آلودہ آنسو بہہ رہے تھے، جو سرخ و سفید دھاگے کی لڑی کا منظر پیش کر رہے تھے۔

بِذِي لَجَبٍ كَأَنَّ الْبِيضَ فِيهِ　　إِذَا بَرَزَتْ قَوَانِسُهَا النُّجُومُ

(یہ گھوڑے) ایسے عظیم لشکر کے ساتھ آئے جس میں سروں پر خودوں کی چوٹیاں ستاروں . . . . کی طرح چمک رہی تھیں۔

فَرَاضِيَةُ الْمَعِيشَةِ طَلَّقَتْهَا　　أَسِنَّتُهَا فَتَنْكِحُ أَوْ تَئِيمُ

زندگی کی راحتوں سے شادکامی میں رہنے والی کو ہمارے نیزوں نے طلاق دیدی وہ چاہے دوبارہ شادی کرلے، چاہے بیوہ رہے۔

شوقِ شہادت

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مسلمان فوجیں آگے بڑھنے لگیں اور عبداللہ بن ابی بکر نے ایک راوی کے واسطے سے زید ارقم کی روایت بیان کی کہ میں ایک یتیم تھا، جو عبداللہ بن رواحہ کے زیر تربیت تھا۔ اس سفر میں عبداللہ نے مجھے بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اور اپنے کجاوے کے پیچھے گٹھڑی میں بٹھا لیا۔ خدا کی قسم! رات کا وقت تھا، وہ چلے جا رہے تھے اور اپنے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور میں خوب سنتا جا رہا تھا:

إِذَا أَدَّيْتِنِي وَحَمَلْتِ رَحْلِي　　مَسِيرَةَ أَرْبَعٍ بَعْدَ الْحِسَاءِ
فَشَأْنُكِ أَنْعُمٌ وَخَلَاكِ ذَمٌّ　　وَلَا أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي وَرَائِي
وَجَاءَ الْمُسْلِمُونَ وَغَادَرُونِي　　بِأَرْضِ الشَّامِ مُشْتَهَى الثَّوَاءِ

وَرَدَّكِ كُلُّ ذِي نَسَبٍ قَرِيبٍ ۔۔۔ إِلَى الرَّحْمٰنِ مُنْقَطِعَ الْإِخَاءِ
هُنَالِكَ لَا أُبَالِي طَلْعَ بَعْلٍ ۔۔۔ وَلَا نَخْلٍ أَسَافِلُهَا رِوَاءُ

اے نفس! جب تُو نے اپنا حق ادا کر دیا اور کنکریلی زمین کے بعد چار دن کی مسافت کے لیے میرا کجاوہ کس دیا، پھر کیا ہے، پھر تیرے لیے تو نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور تیرے سوا جو کچھ ہے، وہ سب ہیچ ہے۔ خدا کرے اب میں پیچھے اپنے اہل و عیال میں لوٹ کر نہ آؤں (اور شہادت کا درجہ حاصل کر لوں) اور یہ سب مسلمان جو آئے ہیں، اس لیے آئے ہیں کہ مجھے ملک شام میں ایک ایسی شہادت کے ٹھکانے چھوڑ جائیں، جس کے لیے میں بے چین ہوں اور بھائی چارے سے منقطع کر کے اب ہر قریبی رشتہ دار نے مجھے خدائے رحمٰن کی طرف لوٹا دیا ہے۔ اس جگہ نہ مجھے نئے نئے پودوں کی کلیوں کی پروا رہے گی، نہ میں سیراب و شاداب نخلستان (کی ڈالیوں) کو جھکا جھکا کر پھل توڑوں گا (دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو جاؤں گا)۔

میں نے انھیں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سُنا تو مجھے رونا آگیا۔ اس پر انھوں نے مجھے ایک دُرّہ مارا اور کہا، لئیم! تیرا اس میں کیا حرج ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے اور تو کجاوے کے آگے پیچھے (آزادی سے) بیٹھ کر واپس ہو؟

پھر عبداللہ بن رواحہ نے اسی سفر میں کسی جگہ یہ شعر بھی ترنم سے پڑھا:

يَا زَيْدُ زَيْدَ الْيَعْمَلَاتِ الذُّبَّلِ ۔۔۔ تَطَاوَلَ اللَّيْلُ هُدِيتَ فَانْزِلِ

اے زید! اُن تیز رفتار اونٹنیوں والے زید! جو چلتے چلتے دبلی ہو گئی ہیں! رات بہت لمبی ہو گئی ہے۔ تم جب سیدھے راستے پر ہو تو اب اتر پڑو، (اور جلد میدانِ کارزار قائم کر کے مجھے شہادت کا شوق پورا کرنے دو۔)

جنگ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں، پھر یہ مسلم فوج چل کر بلقاء کی سرحد پر پہنچ گئی۔ یہاں بلقاء کے ایک ضلع بنام مشارف میں ہرقل کی افواج، جو اہل روم اور بعض قبائل عرب پر مشتمل تھیں، سامنے آئیں۔ دشمن نے قریب آنا شروع کیا اور مسلم فوج ایک قریہ بنام مؤتہ میں سمٹ کر اکٹھی ہو گئی۔ اسی مؤتہ کے قریب معرکۂ جنگ قائم ہوا۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر قبیلہ بنو عذرہ کے ایک شخص کو جس کا نام قطبہ بن قتادہ تھا مقرر کیا اور میسرہ پر ایک انصاری بنام عبایہ بن مالک یا از روئے روایت ابن ہشام، عبادہ بن مالک کو مقرر کیا گیا۔

زید کی شہادت

ابن اسحٰق آگے بیان کرتے ہیں: پھر فریقین ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو گئے اور قتال شروع ہو گیا۔ زید بن حارثہ (پہلے سپہ سالار فوج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لیے ہوئے برابر لڑتے رہے، یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں سے ان کا خون بہنے لگا اور وہیں شہید ہو گئے۔

جعفر کی شہادت

اب جھنڈا حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ہاتھ آیا۔ وہ بھی جھنڈا لیے لڑتے رہے، یہاں تک کہ نرغے میں آگئے۔ وہ فوراً اپنے سُرخ گھوڑے سے کُود پڑے، گھوڑے کی ٹانگیں اپنی تلوار سے خود کاٹ ڈالیں (کہ فرار کا کوئی موقع ہی نہ رہے) پھر بے جگری سے لڑ کر شہید ہوئے۔ جعفرؓ بن ابی طالب وہ پہلے مسلمان ہیں، جنھوں نے اسلام کی حالت میں گھوڑے کی ٹانگیں کاٹیں (مگر جعفرؓ کے اس عمل پر کسی نے کوئی نکتہ چینی نہ کی، اس سے معلوم ہوا کہ فرار کے خوف سے ایسا فعل جائز ہے اور یہ تعذیب حیوانات اور انھیں فضول قتل کرنے میں داخل نہیں، لیکن ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں، بہت سے صحابہ اس سے منع فرماتے ہیں)۔

اور مجھ سے یحییٰ بن عبّاد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ (عبّاد) سے روایت کی۔ مجھ سے میرے رضاعی باپ نے جو قبیلہ بنو مُرّہ بن عوف سے تعلق رکھتے تھے اور جو اس غزوہ موتہ میں خود شریک تھے، بیان کیا: خدا کی قسم! گویا میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہُوں کہ جعفرؓ بن ابی طالب اپنے سُرخ گھوڑے سے چھلانگ مار کر کود رہے ہیں۔ پھر اپنے گھوڑے کی ٹانگیں خود ہی کاٹ ڈالتے ہیں اور لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے ہیں، لڑتے وقت یہ شعر پڑھ رہے ہیں:

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةَ وَاقْتِرَابُهَا طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا

خوشا! جنت، اور اس در جہ قریب ہے پاک اور ٹھنڈا ہے اس کا مشروب۔

وَالرُّومُ رُومٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا كَافِرَةٌ بَعِيدَةٌ أَنْسَابُهَا

عَلَيَّ إِذْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

اور یہ اہلِ رُوم وہ ہیں، جن پر عذاب کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ یہ منکر ہیں، ان کے نسب بھی ہم سے دُور ہیں، جب یہ ہم سے بھڑتے ہیں تو ہم پر واجب و لازم ہے کہ انھیں تلواروں سے ماریں۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے بعض ثقہ اہلِ علم راویوں نے بیان کیا کہ جعفرؓ بن ابی طالب نے اپنے داہنے ہاتھ میں جھنڈا لیا۔ وہ کاٹ دیا گیا تو بائیں ہاتھ میں سنبھالا۔ وہ بھی کاٹ دیا گیا، اب دونوں بازوں

میں جھنڈے کو سینہ لگا کر تھاما اور اسی حالت میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے (رضی اللہ عنہ) اس وقت ان کی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں دو بازو عطا فرمائے، جن سے وہ جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے انھیں تلوار کے ایک وار سے نصف نصف دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا تھا۔

عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے یحییٰ بن عبّاد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ (عبّاد) سے روایت کی کہ مجھ سے میرے رضاعی باپ نے جو قبیلہ بنو مرہ بن عوف کے ایک فرد تھے، بیان کیا، جب جعفر شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا۔ وہ اسے لے کر اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے آگے بڑھے۔ پھر اپنے آپ ہی کو میدان کارزار میں مبارزے کی غرض سے اترنے کے لیے مخاطب کیا اور کچھ تردد و تامل کے بعد یہ شعر پڑھنے لگے:

اَقْسَمْتُ یَا نَفْسُ لَتَنْزِلِنَّہْ ۔۔۔ لَتَنْزِلِنَّ اَوْ لَتُکْرَھِنَّہْ
اِنْ اَجْلَبَ النَّاسُ وَشَدُّوا الرَّنَّہْ ۔۔۔ مَالِیْ اَرَاکِ تَکْرَھِیْنَ الْجَنَّہْ
قَدْ طَالَ مَا قَدْ کُنْتِ مُطْمَئِنَّہْ ۔۔۔ ھَلْ اَنْتِ اِلَّا نُطْفَۃٌ فِیْ شَنَّہْ

اے نفس! میں نے تو اس بات کی قسم کھائی تھی کہ تو معرکۂ جنگ میں ضرور مقابلہ کرے گا، سن لے! یا تو تجھے خود اتر کر مقابلہ کرنا پڑے گا، ورنہ تجھ سے بہ جبر مقابلہ کرایا جائے گا۔ اگر لوگ داد و بکا کرتے اور گلو گیر ہو کر روتے ہیں تو یہ سب کچھ انھیں کرنے دے مگر میں یہ کیا دیکھتا ہوں کہ تو جنت سے گھبرا رہا ہے۔ یہ تو وہ چیز ہے جس پر تو ایک مدت سے مطمئن ہے۔ پھر یہ کہ تو ایک نطفے سے زیادہ کیا حقیقت رکھتا ہے جو کسی پرانے سقایے میں پڑا ہو۔

یہ شعر بھی پڑھ رہے تھے:

یَا نَفْسُ اِلَّا تُقْتَلِیْ تَمُوْتِیْ ۔۔۔ ھٰذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِیْتِ
وَمَا تَمَنَّیْتِ فَقَدْ اُعْطِیْتِ ۔۔۔ اِنْ تَفْعَلِیْ فِعْلَھُمَا ھُدِیْتِ

اے نفس! اگر تو قتل نہ کیا گیا تو اپنی موت مرے گا، یہ تو وہ موت ہے جس کی آنچ میں تو پڑ چکا ہے (اب بھاگ کر جائے گا کہاں!) جس چیز کی تجھے خود تمنا تھی وہی تو تجھے دی جا رہی ہے، اگر تو ان دونوں (زید بن حارثہ اور جعفر بن

بن ابی طالب، جیسا کرے گا تو بالکل ٹھیک کام کرے گا۔

آخر کار عبداللہ بن رواحہ جب یہاں آکر اترے تو ان کے ایک عم زاد نے (کھانے کے ساتھ) ایک گوشت لگی ہوئی ہڈی لا کر دی اور کہا کہ یہ کھا کر ذرا کمر تو مضبوط کر لو، ان ایام سفر میں جو حال ہو گیا ہے وہ ظاہر ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے لے کر اس میں سے کچھ دانت سے کاٹ کر کھانا شروع کر دیا، پھر انھوں نے دشمنوں کے ہجوم کی آوازیں سنیں تو بولے: "ابھی تو دنیا ہی میں ہے۔" لقمہ پھینک دیا۔ تلوار لے کر آگے بڑھ گئے۔ اور لڑتے لڑتے شہادت حاصل کر لی۔

خالدؓ بن ولید کی سالاری

عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہو جانے پر ثابت بن ارقم، اخو بنو عجلان نے جھنڈا لے لیا، مگر انھوں نے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! بہتر ہو گا اگر تم اپنے میں سے کسی اور شخص کو سالار منتخب کر لینے پر رضامند ہو جاؤ۔" مسلمانوں نے کہا: "ہم آپ ہی کو منتخب کرتے ہیں۔" جواب دیا: نہیں، میں یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ اس پر سب نے خالدؓ بن ولید کو منتخب کیا اور انھیں پر اتفاق ہو گیا۔ خالدؓ بن ولید جھنڈا لیتے ہی مسلم فوج کو دشمن سے بچا کر ایک طرف اکٹھا کرنے لگے۔ جب وہ سمٹ کر ایک طرف ہو گئے اور انھیں اپنا راستہ پکڑنے کا موقع مل گیا تو خالدؓ بن ولید انھیں لے کر واپس ہو گئے۔

لشکر کی واپسی

ابن اسحٰق نے کہا: یہ فوج جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (بغیر فتح کیے) شدائد جھیل کر واپس آئی تو، جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا تو اسے لیے ہوئے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر جب جعفرؓ نے لیا تو اسے لے کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہادت کا درجہ پایا۔"

یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اب انصاریوں کے چہروں کا رنگ متغیر ہو گیا، انھیں خیال ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ کے اندر کوئی ایسی چیز تو نہیں تھی جسے ان لوگوں نے ناپسند کیا ہو، رسول اللہ صلعم نے پھر فرمایا:

"اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔"

پھر فرمایا:

"جیسے سونے والا دیکھتا ہے۔ یہ سب جنت میں اٹھا کر میرے پاس لائے گئے، ان میں سے ہر ایک سونے کے تخت پر تھا، لیکن عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں ان کے دونوں ساتھیوں (زید بن

حارثہ اور جعفر بن ابی طالب) کے تخت کی نسبت کچھ کجی تھی۔" میں نے پوچھا: "یہ کس وجہ سے؟ بتایا گیا: وہ دونوں تو گزرتے چلے گئے، مگر عبداللہ بن رواحہ میں تھوڑا تردد پیدا ہوا، پھر آگے بڑھے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے علی الترتیب ام عیسیٰ خزاعیہ اور ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب کے واسطے سے، ام جعفر کی دادی، اسماء بنت عمیس کی روایت بیان کی کہ جب جعفر اور ان کے اصحاب (ساتھی یعنی زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ) کو شہید کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، میں اس وقت چالیس رطل چمڑے کو بروایت ابن ہشام، چالیس کھالوں کی دباغت کر چکی تھی اور اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر، آٹا گوندھ چکی تھی اور اپنے بچوں کو تیل وغیرہ لگا رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ، میں بچوں کو آپ کے پاس لے گئی، آپ نے ان کے (بالوں وغیرہ کو) سونگھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان، آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے کہ وہ اس جنگ میں مارے گئے۔ اسماء کہتی ہیں کہ پھر تو میں کھڑی ہو کر رونے چیخنے لگی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کی طرف چلے گئے، آپ نے اپنے اہلِ خانہ سے جا کر کہا:

"دیکھو جعفر کے اہلِ خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا، وہ تو سب جعفر کے صدمے میں پڑے ہوئے ہیں۔"

مجھ سے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد نے اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ کی روایت بیان کی کہ حضرت جعفرؓ کی خبر مرگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار نمایاں ہوتے ہوئے دیکھے۔ اسی حالت میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا: "یا رسول اللہ! عورتوں نے تو ہمیں عاجز کر دیا ہے اور مصیبت میں ڈال دیا ہے" آپ نے فرمایا، واپس جاؤ اور انھیں خاموش کرو۔" یہ صاحب گئے، لوٹ کر آ گئے اور پہلے والے الفاظ دہرائے۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "تکلف نے تکلف کرنے والوں کو بسا اوقات نقصان پہنچایا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر انھیں خاموش کرو، اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں مٹی جھونک دینا۔" حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا، تجھے خدا کا بُعد ہو،

خدا کی قسم! تُو نے اپنی طبیعت پر قابو نہ پایا اور اس طرح تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی نہ کر سکا
اور میں سمجھ گئی تھی کہ یہ ان کے منہ میں مٹی جھونکنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔

مالک بن زافلہ کا قتل

ابن اسحاق نے کہا، قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلم فوج کے میمنے پر متعین تھے، مالک بن زافلہ پر حملہ کیا اور قتل کر دیا، اُس وقت قطبہ بن قتادہ نے یہ شعر پڑھے:

طَعَنْتُ ابْنَ زَافِلَةَ ابْنِ الْأَرَا — شِ بِرُمْحٍ مَضَى فِيهِ ثُمَّ انْحَطَمْ
ضَرَبْتُ عَلَى جِيدِهِ ضَرْبَةً — فَمَالَ كَمَا مَالَ غُصْنُ السَّلَمْ
وَسُقْنَا نِسَاءَ بَنِي عَمِّهِ — غَدَاةَ رَقُوقَيْنِ سَوْقَ النَّعَمْ

میں نے مالک بن زافلہ بن اراش کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ گھُس کر اسی میں ٹوٹ گیا، میں نے اس کی گردن پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ درخت سلم (بیری) کی ٹہنی کی طرح جھک جھک گیا، پھر ہم نے ابن زافلہ کے عم زادوں کی عورتوں کو اس طرح ہنکایا جس طرح شتر مرغوں کو ہنکایا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ابن الاراش کا لفظ ابن اسحاق کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہے اور تیسرا شعر خلاد بن قرہ، مالک بن زافلہ سے مروی ہے۔

کاہنہ کا انتباہ

ابن اسحاق نے کہا: قبیلہ حدس کی ایک کاہنہ تھی، اس نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر مقابلے پر پہنچ رہا ہے تو اس نے قبیلہ حدس کی اس شاخ سے جس سے اس کاہنہ کا تعلق تھا اور جسے بنو غنم کہا جاتا تھا، کہا:
"میں تمھیں اس قوم سے ڈراتی ہوں جو متکبرانہ انداز میں کنکھیوں سے دشمنوں کی طرح دیکھتی ہے گھوڑوں کو قطار در قطار چلاتی ہے اور طرح طرح سے خون بہاتی ہے۔"
بنو غنم نے اس تنبیہ سے فائدہ اٹھایا اور لڑائی کے معاملے میں قبیلہ حدس اور اس کے اوپر والے قبیلہ لخم (جو یمن کے قبائل میں ہیں) سے بالکل الگ رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی غنم بعد میں قبیلہ حدس میں سب سے زیادہ دولت مند اور خوش حال و فارغ البال رہے۔ اس جنگ کی آگ میں جو شریک ہوئے وُہ بنو ثعلبہ، قبیلہ حدس کی دوسری شاخ تھے جو اس کے بعد زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکے۔ بہر حال خالد بن ولید مسلمانوں کو میدان سے ہٹا کر مدینہ واپس لے آئے۔

لشکر کا استقبال

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر کی روایت بیان

کی کہ اسلامی فوج واپس ہو کر مدینہ کے قرب وجوار میں پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے نکل کر اس کا استقبال کیا۔ بچوں کا ہجوم تیزی سے دوڑ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے ایک سواری پر چل رہے تھے، بچوں کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: انھیں لے کر سواریوں پر بٹھا دو اور جعفر کا بیٹا مجھے دے دو۔" چنانچہ عبداللہ بن جعفر کو لایا گیا۔ آپ نے اسے پکڑا اور اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ عُروہ بن زبیر کا کہنا ہے کہ لشکر کے لوگوں کو دیکھ کر لوگ ان پر خاک جھونکنے اور کہنے لگے۔

"یا فُرّار! فررتم فی سبیل اللہ" (او بھگوڑو! تم اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے!)۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیسوا بالفُرّار، ولکنّھم الکُرّار ان شاء اللہ تعالیٰ" (یہ بھگوڑے نہیں، بلکہ پلٹ کر دوسرا حملہ کرنے والے ہیں، اگر خدا نے چاہا)۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے عامر بن عبداللہ بن زبیر کے واسطے سے بعض آلِ حارث ابن ہشام سے (جو عامر بن عبداللہ کے ماموں ہوتے ہیں) حضرت اُمّ سلمۃ کی روایت نقل کی ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت اُمّ سلمہ نے سلمۃ ابن ہشام (ابن العاص بن المغیرہ) کی بیوی سے کہا: "آخر کیا بات ہے کہ میں سلمۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں دیکھتی؟" سلمۃ کی بیوی نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم! وہ باہر نہیں نکل سکتے، جب بھی نکلتے ہیں، لوگ چیخ چیخ کر کہنے لگتے ہیں۔" یا فُرّار، فررتم فی سبیل اللہ!" (او بھگوڑو، تم اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے)، اس لیے اب وہ مکان سے نکلتے ہی نہیں۔

باب ۱۴۵

موتہ کے متعلق اشعار

قیس بن مسحر کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اسلامی فوج خالد بن ولید اور ان کے میدان چھوڑ کر چلے آنے اور اس سے متعلق دیگر امور پر قیس بن مُسَحّر یعمری نے جو اشعار کہے، ان میں یہ اشعار بھی ہیں جن میں وہ اپنی اور دوسرے لوگوں کی طرف سے میدان سے واپس آجانے کے لیے عذر پیش کرتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِي تَلُومُنِي — عَلٰى مَوْقِفِي وَالْخَيْلُ قَابِعَةٌ قُبُلُ
وَقَفْتُ بِهَا لَا مُسْتَجِيرًا فَنَافِذًا — وَلَا مَانِعًا مَنْ كَانَ حُمَّ لَهُ الْقَتْلُ
عَلٰى أَنَّنِي آسَيْتُ نَفْسِي بِخَالِدٍ — أَلَا خَالِدٌ فِي الْقَوْمِ لَيْسَ لَهُ مِثْلُ
وَجَاشَتْ إِلَيَّ النَّفْسُ مِنْ نَحْوِ جَعْفَرٍ — بِمُؤْتَةَ إِذْ لَا يَنْفَعُ النَّابِلَ النَّبْلُ
وَضَمَّ إِلَيْنَا حَجْزَتَيْهِمْ كِلَيْهِمَا — مُهَاجِرَةٌ لَا مُشْرِكُونَ وَلَا عُزْلُ

خدا کی قسم! جس وقت گھوڑے ہچکچا رہے تھے اور ان کی آنکھیں پتھرا رہی تھیں اس وقت میں جو رُک گیا تو اس پر میرا نفس مجھے ہمیشہ ملامت کرتا رہے گا۔ میں وہاں اس لیے نہیں رُک گیا تھا کہ پناہ لے کر اپنا کام بنا لوں، یا یہ کہ جس شخص کے لیے قتل مقدر ہو گیا ہو اسے ٹال دوں، بلکہ میں تو وہاں اس خیال سے رُک گیا کہ میں نے اپنے آپ کو خالد بن ولید کی اقتدا پر چھوڑ دیا تھا، وہ خالد جس کی مثال قوم میں نہیں اس لیے بھی کہ موتہ میں تیر اندازوں کے تیر کچھ کام نہیں دے رہے تھے اور جعفر جیسی ہستی کی شہادت ہو چکی تھی اور خالد بن ولید نے فوج کے دونوں گوشوں کو ایک جگہ مدغم کر دیا تھا اور یہ سب مہاجرین تھے، مشرک نہ تھے، نہ بے ہتھیار تھے۔

لوگوں میں اس جنگ کے متعلق جو اختلاف رائے پیدا ہوا اور قوم نے جو اپنی ناپسندیدگی اور تذبذب اور ہچکچاہٹ دکھائی، اس کا ثبوت قیس کے ان اشعار میں ظاہر کر دیا گیا، نیز خالد بن ولید کا مسلمانوں کو لے کر پیچھے ہٹ جانا اس موقع پر مناسب تھا۔ ان اشعار سے اس کا بھی ثبوت مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے زہری نے کہا کہ مسلمانوں نے خالد بن ولید کو اپنا امیر خود مقرر کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں یہی بات ڈالی تھی۔ پھر خالد اس وقت تک امیر الافواج رہے جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس نہیں آ گئے۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا، صحابہ کرام میں سے جنگ موتہ کے شہداء پر جو ماتمی اشعار کہے گئے، ان میں سے حسانؓ بن ثابت کے یہ اشعار بھی ہیں:

تَاَوَّبَنِیْ لَیْلٌ بِیَثْرِبَ اَعْسَرُ ۔۔۔ وَھَمٌّ اِذَا مَا نَوَّمَ النَّاسُ مُسْھِرُ

لِذِکْرٰی حَبِیْبٍ ھَیَّجَتْ لِیْ عَبْرَۃً ۔۔۔ سَفُوْحًا وَاَسْبَابُ الْبُکَاءِ التَّذَکُّرُ

بَلٰی، اِنَّ فِقْدَانَ الْحَبِیْبِ بَلِیَّۃٌ ۔۔۔ وَکَمْ مِنْ کَرِیْمٍ یُبْتَلٰی ثُمَّ یَصْبِرُ

یثرب میں ایک بڑی دشوار رات مجھ پر گزری، اس رات دنیا نیند کا لطف اٹھا رہی تھی اور میں اپنے ایک حبیب کی یاد میں کروٹیں بدل رہا اور آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کا دریا بہہ رہا تھا، میری آہ و بکا کا سبب یادِ حبیب کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ ہاں اس میں کیا شک کیا جا سکتا ہے کہ فراقِ حبیب ایک مصیبت عظمیٰ ہے، لیکن کتنے ہی ایسے عالی ظرف شریف لوگ ہیں جنھیں ابتلاء و آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور وہ اسے برداشت کرتے جاتے ہیں۔

رَاَیْتُ خِیَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَوَارَدُوْا ۔۔۔ شَعُوْبَ وَخَلْفًا بَعْدَھُمْ یَتَاَخَّرُ

میں نے چیدہ چیدہ صاحب ایمان لوگوں کو یکے بعد دیگرے موت کے گھاٹ اترتے دیکھا ہے، جن کے بعد ان کے جانشین بھی جلد جلد ہرگز نہیں آ سکتے۔

فَلَا یُبْعِدَنَّ اللّٰہُ قَتْلٰی تَتَابَعُوْا ۔۔۔ بِمُؤْتَۃَ مِنْھُمْ ذُوالْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ

وَزَیْدٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ حِیْنَ تَتَابَعُوْا ۔۔۔ جَمِیْعًا وَاَسْبَابُ الْمَنِیَّۃِ تَخْطُرُ

پس اللہ تعالیٰ ان مقتولین کو ہم سے دور نہ رکھے جو موتہ میں متواتر شہید ہوتے گئے، جن میں ذوالجناحین جعفر، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ ہیں، جو یک وقت ایک کے بعد ایک اس وقت میدانِ جنگ میں شہید ہوتے رہے جب موت کے تمام ذرائع اپنی جگہ کارفرما تھے۔

غداة مضوا بالمؤمنين یقودهم　　إلى الموت میمون النقیبة أزهر

أغر كضوء البدر من آل هاشم　　أبي إذا سیم الظلامة مجسر

یہ اُس دن کی بات ہے، جب یہ شہداء ان مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ میدان کارزار میں گھسے جا رہے تھے، جنھیں ایک ہاشمی کھینچے لیے جا رہا تھا جو خوش بخت، سفید رُو، چودھویں رات کے چاند کی مانند اَغَرُّ الجبہہ (روشن پیشانی والا) ہر بُرائی اور رسوائی سے نفور اور تحفظِ حقوق کے وقت نہایت دلیر و شجیع تھا۔

فطاعن حتى مال غیر موسد　　لمعترك فیه قنا متكسر

فصار مع المستشهدین ثوابه　　جنان وملتف الحدائق أخضر

اس ہاشمی نے معرکۂ جنگ میں بڑی بے جگری سے نیزہ بازی کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ چوٹیں کھائیں اور اس طرح جھک گیا کہ کسی چیز کا سہارا نہ تھا، پھر نیزوں پر نیزے ٹوٹنے لگے . . . . اور آخر کار شہادت حاصل کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔ اب اس کے ثواب جنّتیں اور سرسبز و شاداب اور گھنے درختوں والے باغات ہیں۔

وكنا نرى في جعفر من محمد　　وفاء وأمرا حازما حین یأمر

اور جب جعفر کسی بات کا امر فرماتے تھے تو ہم ان کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی پختہ کاری اور انھیں کا سا وفائے عہد دیکھ رہے تھے۔

فما زال في الإسلام من آل هاشم　　دعائم عز لا یزلن ومفخر

آلِ ہاشم کے قابلِ فخر اور عزّ و وقار کے غیر فانی عظیم ستون اسلام میں ہمیشہ کے لیے شامل ہیں۔

هم جبل الإسلام والناس حولهم　　رضام إلى طود یروق ویقهر

یہ بنو ہاشم اسلام کا پہاڑ ہیں اور دیگر مسلمان ان کے ارد گرد ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے پتھروں کا ڈھیر ایک ایسا پہاڑ جس کے مقابلے میں ہو جو ہر صورت بلند و غالب رہتا ہے۔

بهالیل منهم جعفر وابن أمه　　علي ومنهم أحمد المتخیر

وَحَمْزَةُ وَالْعَبَّاسُ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ... عَقِيلٌ وَمَاءُ الْعُودِ مِنْ حَيْثُ يُعْصَرُ

یہ بنو ہاشم روشن چہروں والے سردار ہیں، جن میں حضرت جعفر اور ان کے حقیقی بھائی حضرت علی رضؓ جیسی شخصیتیں ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انھیں میں سے احمد مختار ہیں (وہ احمد جو ان بنو ہاشم میں سب سے زیادہ منتخب ہستی ہیں) اور حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ بھی انھیں میں سے ہیں، پھر انھیں میں سے حضرت عقیل جیسی ہستی بھی ہیں (خلاصہ یہ کہ) یہ بنو ہاشم ایک ایسی تر لکڑی ہیں کہ جہاں سے بھی چاہو ان سے زندگی کا پانی نچوڑ لو (یعنی ان کا کوئی فرد ہو وہ صاحب فیض اور صاحب رُشد اور ہدایت ہے۔

بِهِمْ تُفْرَجُ اللَّأْوَاءُ فِي كُلِّ مَأْزِقٍ ... عَمَاسٍ إِذَا مَا ضَاقَ بِالنَّاسِ مَصْدَرُ

هُمْ أَوْلِيَاءُ اللهِ أَنْزَلَ حُكْمَهُ ... عَلَيْهِمْ وَفِيهِمْ ذَا الْكِتَابُ الْمُطَهَّرُ

ان بنو ہاشم ہی کے ذریعے سے ہر تنگ و تاریک میدانِ جنگ میں جہاں سے لوگوں کا نکلنا بھی دشوار ہو، ہر قسم کی شدت توڑی جاسکتی ہے۔ یہ اولیاء اللہ ہیں (یہ اللہ سے قریبی تعلق رکھنے والے لوگ ہیں) اللہ نے اپنی ہدایت انھیں میں اُتاری ہے، پھر یہ کہ یہ کتاب مقدس (قرآن کریم) بھی انھیں میں موجود ہے۔

کعب بن مالک کے اشعار

اور کعب بن مالک نے یہ اشعار کہے ہیں:

نَامَ الْعُيُونُ وَدَمْعُ عَيْنِكَ يَهْمُلُ ... سَحًّا كَمَا وَكَفَ الطِّبَابُ الْمُخْضَلُ

فِي لَيْلَةٍ وَرَدَتْ عَلَيَّ هُمُومُهَا ... طَوْرًا أَحِنُّ وَتَارَةً أَتَمَلْمَلُ

وَاعْتَادَنِي حُزْنٌ فَبِتُّ كَأَنَّنِي ... بِبَنَاتِ نَعْشٍ وَالسِّمَاكِ مُوَكَّلُ

وَكَأَنَّمَا بَيْنَ الْجَوَانِحِ وَالْحَشَى ... مِمَّا تَأَوَّبَنِي شِهَابٌ مُدْخَلُ

وَجْدًا عَلَى النَّفَرِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا ... يَوْمًا بِمُؤْتَةَ أُسْنِدُوا لَمْ يُنْقَلُوا

دنیا کی آنکھیں سو رہی ہیں اور تیری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں اس طرح جاری ہیں، جیسے تر بتر بادل سے قطروں کی لڑیاں برستی ہیں۔ ایک ایسی رات کو جس میں مجھ پر غم والم نے ہجوم کر لیا ہے کبھی چپکے چپکے روتا ہوں اور کبھی کروٹیں بدلنے لگتا ہوں۔ حزن وملال بُری طرح مجھ پر طاری ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا

بن نبات النعش اور ستارہ سماک کے حوالے کر دیا گیا ہوں (کہ ساری رات اختر شماری ہی میں گزر رہی ہے) اور گویا پسلیوں اور اندرونی اعضاء کے درمیان ایک شہاب ثاقب داخل کر دیا گیا ہے جو اندر ہی اندر بھڑک رہا ہے اور یہ ساری کیفیت ان لوگوں کے غم و اندوہ کے باعث ہے جو جنگ موتہ میں ایک کے بعد ایک مسلسل شہید ہو کر رہ گئے اور انھیں یہاں منتقل بھی نہ کیا جا سکا۔

صَلَّى الإِلٰهُ عَلَيْهِمُ مِنْ فِتْيَةٍ ... وَسَقَى عِظَامَهُمُ الغَمَامُ المُسْبِلُ

اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور ان کی ہڈیوں کو بارشیں ہو ہو کر سیراب کرتی رہیں۔

صَبَرُوا بِمُؤْتَةَ لِلإِلٰهِ نُفُوسَهُمْ ... حَذَرَ الرَّدَى وَمَخَافَةً أَنْ يَنْكُلُوا

ان مردانِ خدا نے موتہ کے میدانِ جنگ میں اپنے آپ کو خدا کے واسطے باندھ دیا کہ کہیں بربادی کا منہ نہ دیکھنا پڑے اور کہیں راہِ فرار اختیار نہ کریں۔

فَمَضَوْا أَمَامَ المُسْلِمِينَ كَأَنَّهُمْ ... فُنُقٌ عَلَيْهِنَّ الحَدِيدُ المُرْفَلُ

پس یہ مردانِ خدا مسلمانوں کے سامنے سے نکل کر میدان کارزار میں اس طرح کود پڑے، گویا شتر نر ہیں، جن پر لوہے کی مضبوط زرہیں زمین پر گھسٹتی ہوئی پڑی ہیں۔

إِذْ يَهْتَدُونَ بِجَعْفَرٍ وَلِوَائِهِ ... قُدَّامَ أَوَّلِهِمْ فَنِعْمَ الأَوَّلُ

جب یہ مردانِ خدا جعفرؓ سے جو ان سب میں اوّل سپہ سالار اور جو سب سے آگے آگے تھے اور ان کے جھنڈے سے شہادت کا صحیح راستہ پا رہے تھے، پھر یہ اوّل سپہ سالار بھی کتنے اچھے سپہ سالار تھے۔

حَتَّى تَفَرَّجَتِ الصُّفُوفُ وَجَعْفَرٌ ... حَيْثُ التَقَى وَعْثُ الصُّفُوفِ مُجَدَّلُ

یہاں تک کہ ادھر ان مردانِ خدا کی صفیں آگے بڑھیں اور اُدھر جعفرؓ اسی جگہ گر کر شہید ہو گئے جہاں دونوں فریق کی صفیں ایک دوسری سے نبرد آزما ہوئی تھیں۔

فَتَغَيَّرَ القَمَرُ المُنِيرُ لِفَقْدِهِ ... وَالشَّمْسُ قَدْ كَسَفَتْ وَكَادَتْ تَأْفِلُ

پھر جعفرؓ کے نہ رہنے سے سارے عالم کو منوّر کرنے والے چاند کا رنگ اُڑ گیا اور اس سورج کو گہن لگ گیا، جو قریب تھا کہ ڈوب جاتا۔

قَرمٌ علیٰ بُنیانُہٗ مِنْ ھاشِمٍ   فَرعاً اَشَمَّ وَسُودَداً مَا یُنقَلُ

جعفرؓ وہ سردار تھے، جن کی بنیاد بلندی، الفت اور سرداری و قیادت کے اعتبار سے بنو ہاشم سے اٹھی تھی، جس کی نقل نہیں کی جا سکتی۔

قَومٌ بِھِمْ عَصَمَ الْاِلٰہُ عِبَادَہٗ   وَعَلَیْھِمْ نَزَلَ الْکِتَابُ الْمُنْزَلُ

وہ بنو ہاشم، جن کے ذریعے سے معبودِ حقیقی نے اپنے بندوں کو سنبھالا ہے اور وہ بنو ہاشم، جن میں آسمان سے نازل ہونے والی کتاب آئی ہے۔

فَضَلُوا الْمَعَاشِرَ عِزَّۃً وَتَکَرُّمًا   وَتَغَمَّدَتْ اَحْلَامُھُمْ مِنْ یَجْھَلُ

عزّت و شرافت کے لحاظ سے تمام انسانی گروہوں پر انھیں فضیلت حاصل ہے اور ان کے تعقل و تدبر نے جہلاء کے جہل پر پردہ ڈال دیا ہے۔

لَا یُطْلِقُوْنَ اِلَی السَّفَاہِ حُبَاھُمْ   وَیُرٰی خَطِیْبُھُمْ بِحَقٍّ یَفْصِلُ

یہ لوگ غلط کاری اور حماقت مآبی کے لیے اپنی کمر نہیں کستے اور ان کا خطیب و مقرر ایسا حق پیش کرتا نظر آتا ہے جو قطعی فیصلہ کُن ہوتا ہے۔

بِیْضُ الْوُجُوْہِ تُرٰی بُطُوْنُ اَکُفِّھِمْ   تَنْدٰی اِذَا اعْتَذَرَ الزَّمَانُ الْمُمْحِلُ

یہ روشن چہرے والے ہیں، جس وقت زمانہ قحط کا عذر کرتا ہے، ان کے فیاض ہاتھ داد و دہش کرتے نظر آتے ہیں۔

وَبِھَدْیِھِمْ رَضِیَ الْاِلٰہُ لِخَلْقِہٖ   وَبِجَدِّھِمْ نُصِرَ النَّبِیُّ الْمُرْسَلُ

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے ان کی سیرت و اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور انھیں کی سعی و کوشش سے نبی مُرسل کو اعانت پہنچائی گئی ہے۔

جعفرؓ بن ابی طالب کا مرثیہ

حضرت حسّان بن ثابت نے یہ اشعار کہے ہیں، جن میں وہ جعفر بن ابی طالب پر آہ و بکا کرتے ہیں:

وَلَقَدْ بَکَیْتُ وَعَزَّ مُھْلَکُ جَعْفَرٍ   حِبِّ النَّبِیِّ عَلَی الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا

وَلَقَدْ جَزِعْتُ وَقُلْتُ حِیْنَ نُعِیْتَ لِیْ   مَنْ لِلْجِلَادِ لَدَی الْعُقَابِ وَظِلِّھَا

بِالْبِیضِ حِینَ تُسَلُّ مِنْ اَغْمَادِھَا ضَرْبًا وَاِنْھَالِ الرِّمَاحِ وَعَلِّھَا
بَعْدَ ابْنُ فَاطِمَۃَ الْمُبَارِكْ جَعْفَرٍ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا وَاَجَلِّھَا

دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب جعفرؓ کی ہلاکت و شہادت مجھ پر بہت گراں گزری ہے، اس لیے میں رو پڑا، اے جعفرؓ جس وقت تمہاری شہادت کی خبر ہمیں دی گئی، میں نے چیخ کر کہا جس وقت تلواروں کو ان کے نیاموں سے مارنے کے لیے نکالا جائے گا اور جس وقت نیزے یکے بعد دیگرے متواتر اپنی پیاس بجھائیں گے، اس وقت ان تلواروں اور نیزوں کو لے کر کون کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے عقاب نامی اور اس کے سایے کے نیچے اگر حضرت جعفرؓ کے بعد دشمنوں کا مقابلہ کرے گا، وہ جعفرؓ جو فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے مبارک بیٹے اور ساری دنیا میں سب سے بہتر انسان ہیں۔

رُزءًا وَاَکْرَمِھَا جَمِیعًا مَحْتِدًا وَاَعَزِّھَا مُتَظَلِّمًا وَاَذَلِّھَا
لِلْحَقِّ حِینَ یَنُوبُ غَیْرَ تَنَحُّلٍ کَذِبًا وَاَنْدَاھَا یَدًا وَاَقَلِّھَا
فُحْشًا وَاَکْثَرِھَا اِذَا مَا یُجْتَدٰی فَضْلًا وَاَبْذَلِھَا نَدًی وَاَبَلِّھَا
بِالْعُرْفِ غَیْرَ مُحَمَّدٍ لَا مِثْلُہٗ حَیٌّ مِنْ اَحْیَاءِ الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا

جن کی شہادت دنیا میں سب سے اہم، جو اصل و نسل کے لحاظ سے سب سے اکرم و اشرف، ظلم نہ قبول کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط و غالب، حق کا معاملہ آجائے تو بغیر کسی نفاق و کذب کے سب سے زیادہ فروتنی کرنے والے، جو فیاضی میں سب سے زیادہ اور فحش و لغویت میں سب سے کم، عطایا کی بخشش کا وقت ہو تو سب سے زیادہ صاحب فضیلت خرچ اور داد و دہش میں سب سے آگے اور بھلائیوں کے کرنے میں سب سے زیادہ کشادہ دل ہیں، ہاں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہستی ہے، ساری دنیا کے انسانوں میں جس کی کوئی مثال نہیں۔

زید اور عبد اللہ کا مرثیہ

حسانؓ بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں، جن میں وہ زیدؓ بن حارثؓ اور عبد اللہ بن رواحہ کی موتہ میں شہادت پر آہ و بکا کرتے ہیں:

عَيْنِ جُودِي بِدَمْعِكِ الْمَنْزُورِ ... وَاذْكُرِي فِي الرَّخَاءِ أَهْلَ الْقُبُورِ

اے چشم پرنم! روتے روتے خشک ہوجانے کے باعث تیرے آنسو جو تھوڑے رہ گئے ہیں، کافی نہیں، ان میں کسی نہ کسی طرح آنسوؤں کا اور اضافہ کر اور خوب خوب رو، فرصت کے اوقات میں قبروں کے اندر پہنچ جانے والوں کو خوب یاد کر۔

وَاذْكُرِي مُؤْتَةَ وَمَا كَانَ فِيهَا ... يَوْمَ رَاحُوا فِي وَقْعَةِ التَّغْوِيرِ

حِينَ رَاحُوا وَغَادَرُوا ثَمَّ زَيْدًا ... نِعْمَ مَأْوَى الضَّرِيكِ وَالْمَأْسُورِ

اے چشم پرنم! موتہ کو یاد کر اور موتہ میں جو ہوا وہ یاد کر۔ وہ وقت یاد کر، جب مسلم افواج کا فرار اختیار کرنے کا واقعہ پیش آیا تھا جس وقت وہ واپس آئیں اور زید بن حارثہ کو وہیں چھوڑ آئیں، حالانکہ اس غریب قیدی کا یہ اچھا ٹھکانا ہوگیا۔

حِبَّ خَيْرِ الْأَنَامِ طُرًّا جَمِيعًا ... سَيِّدَ النَّاسِ حُبُّهُ فِي الصُّدُورِ

ساری دنیا میں جو کُل مخلوق سے اعلیٰ وارفع ہستی ہیں، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کے محبوب تھے، لوگوں کے سردار تھے، ان کی محبت آج ہمارے سینوں میں پوشیدہ ہے۔

ذَاكُمُ أَحْمَدُ الَّذِي لَا سِوَاهُ ... ذَاكَ حُزْنِي لَهُ مَعًا وَسُرُورِي

یہ صرف احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہستی ہے، ان کے سوا اور کوئی ہستی نہیں، جن کے حزن و ملال اور جن کے سرور و انبساط میں ہم برابر کے شریک ہیں۔

إِنَّ زَيْدًا قَدْ كَانَ مِنَّا بِأَمْرٍ ... لَيْسَ أَمْرَ الْمُكَذَّبِ الْمَغْرُورِ

یہ وہ زید (رضی اللہ عنہ) ہیں، جو سب کی طرف سے ایک امارت کے کام پر مقرر کیے گئے تھے اور یہ کام کوئی جھٹلائے ہوئے فریب خوردہ لوگوں کا کام نہ تھا۔

ثُمَّ جُودِي لِلْخَزْرَجِيِّ بِدَمْعٍ ... سَيِّدًا كَانَ ثَمَّ غَيْرَ نَزُورِ

پھر اے چشم پرنم! خزرجی (عبداللہ بن رواحہ) کے لیے بھی آنسوؤں

سے پوری پوری سخاوت کر، یہ خزرجی وہ ہے جو وہاں سپہ سالار تھا اور اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

قَدْ اَتَانَا مِنْ قَتْلِهِمْ مَا كَفَانَا ۔۔۔ فَبِحُزْنٍ نَبِيتُ غَيْرَ سُرُوْدِ

ان لوگوں کے قتل و شہادت کی جو خبریں ہمارے پاس آئیں، انھوں نے ہماری کمر توڑ دی، اب ہم حزن و ملال سے راتیں گزارتے ہیں، خوشی کا نام نہیں۔

ایک مسلمان کے اشعار

غزوہ موتہ سے جو مسلمان واپس آئے تھے، ان میں سے ایک مسلمان شاعر نے یہ اشعار کہے:

كَفَى حُزْنًا اَنِّي رَجَعْتُ وَجَعْفَرٌ ۔۔۔ وَزَيْدٌ وَعَبْدُ اللهِ فِي رَمْسِ اَقْبُرِ

قَضَوْا نَحْبَهُمْ لَمَّا مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ ۔۔۔ وَخُلِّفْتُ لِلْبَلْوَى مَعَ الْمُتَغَبِّرِ

ثَلَاثَةُ رَهْطٍ قُدِّمُوْا فَتَقَدَّمُوْا ۔۔۔ اِلَى وِرْدِ مَكْرُوْهٍ مِنَ الْمَوْتِ اَحْمَرِ

میرے لیے یہ غم کیا کم ہے، میں ایسی حالت میں لوٹ کر آگیا کہ زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ موتہ کی سرزمین میں قبروں کی مٹی کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ان مذکورہ اکابر نے اپنی شہادت کے راستے پر چل کر اپنا مقصد پورا کر لیا اور میں امتحان و آزمائش کے لیے زندہ رہ گیا۔ یہ تین گروہ تھے، جو آگے بڑھائے گئے اور یہ موت کے اس ناپسندیدہ اور سرخ گھاٹ کی طرف بڑھ بھی گئے (اور اس طرح اپنی شہادت کی پیاس بجھا گئے)۔

شہدائے موتہ

جنگ موتہ میں جو مسلمان شہید ہوئے ان کے قبیلہ وار نام یہ ہیں: قریشیوں کی شاخ بنو ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ قبیلہ بنی عدی بن کعب میں مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ قبیلہ بنو مالک بن حسل میں وہب بن سعد بن ابو سرح۔ انصاریوں میں سے قبیلہ بنی الحارث بن خزرج میں عبد اللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ قبیلہ بنی غنم بن مالک بن نجار میں حارث بن نعمان (ابن اساف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم) قبیلہ بنی مازن بن نجار میں سراقہ بن عمرو (ابن عطیہ بن خنساء)

ابن ہشام نے کہا: اور جن شہدائے موتہ کا ذکر ابن شہاب زہری نے کیا ہے، وہ یہ ہیں:

قبیلہ بنی مازن ابن نجار بن ابی کلیب اور جابر جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے عمرو بن زید (بن عوف بن مبذول) کے بیٹے ہیں۔ قبیلہ بنی مالک بن اقصی میں عمرو اور عامر جو سعد بن حارث (بن عبّاد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن اقصی) کے بیٹے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ابو کلاب بن عمرو اور جابر بن عمرو کی بھی روایت ہے۔

باب ۱۱۲

صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی

رمضان ۸ھ

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی

ابن اسحاق نے کہا: جنگ موتہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخرہ اور رجب کے مہینے مدینہ منورہ میں گزارے۔

پھر ہوا یہ کہ قبیلہ بنی بکر (ابن عبد مناۃ بن کنانہ) نے قبیلہ خزاعہ پر حملہ کر دیا، جب وہ اپنے چشمے وتیر پر تھے، جو اسفل مکہ میں واقع تھا۔ ان دونوں قبیلوں میں جنگ کی آگ اس وجہ سے بھڑک اٹھی کہ قبیلہ بنو حضرمی کا ایک آدمی جس کا نام مالک بن عباد تھا اور حضرمی اس وقت اسود بن اُزن کے حلیف تھے، تجارت کی غرض سے ادھر آنکلا اور جب وہ بنو خزاعہ کے علاقے کے بالکل وسط میں پہنچا تو خزاعیوں نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا مال اسباب بھی چھین لیا۔ اس کے نتیجے میں قبیلہ بنی بکر نے بھی بنو خزاعہ کے ایک آدمی پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ ظہور اسلام سے کچھ قبل قبیلہ خزاعہ نے اسود بن اُزن دیلی کے بیٹوں، اسلمی، کلثوم اور ذویب اور وہ بنو کنانہ کی ناک کے بال یعنی اونچے شریف لوگ تھے پر حملہ کیا اور انھیں عرفات میں حرم کی سرحد پر اس جگہ قتل کر دیا، جہاں حد حرم کے نشان کے طور پر پتھر نصب تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے بنو دُیل کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ بنو اسود بن رُزن کو زمانۂ جاہلیت میں دو دیتیں (خون بہا) دی جاتی تھیں اور ہمارے قبیلہ والوں (یعنی بنو دیل) کو ایک ہی دیت دیتے تھے، کیونکہ انھیں (بنو اسود بن رُزن کو) ہم پر فضیلت حاصل تھی۔

صلح حدیبیہ

قبیلہ بنو بکر اور بنو خزاعہ میں یہ رقابت چل ہی رہی تھی کہ اسلام آکر ان دونوں میں حائل ہو گیا اور اب ان کی توجہ اسلام کی طرف منعطف ہو گئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مابین صلح حدیبیہ وقوع پذیر ہوئی تو جو شرطیں جانبین میں طے ہوئیں جیسا کہ مجھ سے زہری نے عُروہ بن زبیر نیز ہمارے علماء میں سے مسور بن مخرمہ، مروان بن حکم وغیرہ کے واسطے بیان کیا۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شامل

ہونا پسند کرے۔ شامل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں شامل ہونا چاہے ان میں شامل ہو جائے۔
اس شرط کے نتیجے میں قبیلہ بنو بکر قریش کے عہد میں اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شامل ہو گئے۔

بنو بکر کی زیادتی

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب یہ صلح ہوئی (اور صلح میں قریشیوں کی ہمدردی بنو بکر کو مل گئی) تو بنو بکر کے قبیلہ بنو دیل نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور بنو اسود بن رزن کے بدلے کے لیے بنی خزاعہ سے بدلا لینے کا ارادہ کیا کہ خوں بہا وصول کر لیا جائے جنھیں انہوں نے قتل کر دیا تھا، چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی اپنے قبیلہ بنو دیل میں آیا، جن کا یہ اس وقت قائد تھا، مگر بنو بکر کا ہر فرد اس کے تابع فرمان نہ تھا، اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر بنو خزاعہ پر شبخون مارا۔
جب وہ وتیر میں تھے اور ان کا ایک آدمی نرغے میں آگیا، جسے پکڑ کر قتل کر دیا، دوسری طرف قریش نے بنو بکر کو ہتھیار بہم پہنچائے۔ نہ صرف یہ بلکہ کچھ قریشیوں نے رات کے وقت ان کے ساتھ ہو کر خفیہ اس قتل و خونریزی میں حصہ بھی، تا آنکہ بنو خزاعہ کو گھیر کر حرم کی طرف دھکیل دیا گیا۔ جب وہ حرم میں پہنچ گئے تو بنو بکر کے لوگوں نے کہا: "نوفل! ہم تو حرم میں داخل ہو گئے ہیں، تم جانو، اور تمہارا معبود جانے۔" اس پر نوفل نے کہا: "یہ تو بہت بڑی بات ہے، آج کوئی معبود نہیں ہے اے بنو بکر! تم اپنا خون بہا وصول کرو، میری جان کی قسم، تم حرم میں چوریاں کرتے ہو تو کیا یہاں اپنا خون بہا وصول نہیں کر سکتے؟" حالانکہ بنو بکر بنو خزاعہ کے ایک آدمی کو جس کا نام منبہ تھا ایک رات وتیر میں شب خون مار کر قتل کر چکے تھے منبہ ایک کمزور دل آدمی تھا، یہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ جس کا نام تمیم بن اسد تھا، نکلا اور اس سے کہا۔ "تمیم! تم اپنے آپ کو بچاؤ، جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو بالکل ایک مرا ہوا آدمی ہوں۔ مجھے یا تو قتل کر دیں گے یا چھوڑ دیں گے، میرا دل ٹوٹ چکا ہے۔ بہرحال تمیم اسے چھوڑ کر چلا گیا، بنو بکر کے آدمیوں نے منبہ کو پکڑا اور قتل کر دیا۔
بنو خزاعہ نے مکہ میں پہنچ کر بدیل بن ورقاء اور ان کے مولیٰ رافع کے مکانوں میں پناہ لی۔

تمیم کے اشعار

چنانچہ منبہ کو چھوڑ کر فرار ہو جانے کے متعلق تمیم نے ان اشعار میں عذر خواہی کی:

لَمَّا رَأَيْتُ بَنِي نُفَاثَةَ أَقْبَلُوا ۔۔۔ يَغْشَوْنَ كُلَّ وَتِيرَةٍ وَحِجَابِ
صَخْرًا وَرَزْنًا لَا عَرِيبَ سِوَاهُمُ ۔۔۔ يُزْجُونَ كُلَّ مُقَلِّصٍ خَنَّابِ
وَذَكَرْتُ ذَحْلًا عِنْدَنَا مُتَقَادِمًا ۔۔۔ فِيمَا مَضَى مِنْ سَالِفِ الْأَحْقَابِ

وَنَشِيتُ رِيحَ الْمَوْتِ مِنْ تِلْقَائِهِمْ　　وَرَهِبْتُ وَقْعَ مُهَنَّدٍ قَضَّابِ
وَعَرَفْتُ اَنْ مَنْ يَثْقَفُوهُ يَتْرُكُوا　　لَحْمًا لِمُجْرِيَةٍ وَشِلْوِ غُرَابِ

جب میں نے دیکھا کہ خود رو جھاڑیوں کی پود (اور حشرات الارض) کی طرح بے شمار لوگ آکر ہر پھیلی ہوئی پتھریلی اور نرم مرتفع اور نشیبی زمین پر چھا گئے اور ان کے سوا کوئی نہیں پھر ان کا ہر آدمی بڑے بڑے نتھنوں والے بہترین مستعد گھوڑے پر سوار چلا آرہا ہے۔

جب مجھے ان کا وہ خوں بہا بھی یاد آگیا جو گزشتہ کئی برس سے بہت پرانا ہم پر چلا آرہا تھا، جب میں نے ان کی جانب سے موت کی بُو سونگھ لی اور کاٹ کر رکھ دینے والی ہندی تلوار کی مار کی مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور جب میں نے محسوس کر لیا کہ جو ان کے ہاتھ آجائے گا وہ ان سے بچ نہ سکے گا اور یہ اسے کاٹ کر شیرنی اور اس کے بچے کے لیے بطور خوراک گوشت مہیا کریں گے جس کا بچا کھچا بعد میں کوّوں کی خوراک بنے گا۔

فَوَمَتُ رِجْلاً لَا اَخَافُ عِثَارَهَا　　وَطَرَحْتُ بِالْمَتْنِ الْعَرَاءِ ثِيَابِي
وَنَجَوْتُ لَا يَنْجُو اَنْجَائِيَ اَحْقَبُ　　عِلْجٌ اَقَبُّ مُشَهَّرُ الْاَقْرَابِ
تَلْحِيَ وَلَوْ شَهِدَتْ لَكَانَ نَكِيرُهَا　　بَوْلًا يَبُلُّ مَشَافِرَ الْقَبْقَابِ
اَلْقَوْمُ اَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ مُنَبِّهًا　　عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَاسْأَلِي اَصْحَابِي

(یہ سب منظر اور یہ سارا حال دیکھ کر) میں نے اپنے پاؤں کو سیدھا کر لیا، جن کے ٹھوکر کھانے کا بھی مجھے ڈر نہ تھا۔ اپنے کپڑوں کو اسی برہنہ زمین پر پھینکا اور (سرپٹ بھاگ کر) اپنی جان بچالی۔ جس طرح میں نے دوڑ کر اپنی جان بچالی، اس طرح ہلکے پیٹ والا جنگلی گدھا بھی نہیں دوڑ سکتا تھا۔ وہ مجھے ملامت کرتی ہے، حالانکہ اگر وہ خود دیکھ لیتی تو اس کے پیشاب سے اطراف تر ہو جاتے۔ ہمارے آدمیوں کو زیادہ معلوم ہے کہ میں نے منبّہ کو خوشی سے نہیں چھوڑا تھا، پس تو میرے ساتھیوں سے پوچھ لے۔

ابن ہشام نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ اشعار مذکورہ حبیب بن عبداللہ اعلم ہذلی کے ہیں، علاوہ بریں یہ شعر "وذکرت ذحلاً عندنا متقادماً" اور یہ شعر "خنّاب" اور "علج اقب

مشمر الاقراب" ابوعبیدہ سے مروی ہے۔

احزر کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا، احزر بن لعط دیلی نے یہ اشعار اس جنگ کے بارے میں کہے۔ جو بنو کنانہ اور بنو خزاعہ کے درمیان ہوئی تھی:

اَلَا هَلْ اَتَى قُصْوَى الْاَحَابِيشِ اَنَّنَا ... رَدَدْنَا بَنِي كَعْبٍ بِاَفْوَقَ نَاصِلِ

حَبَسْنَاهُمْ فِي دَارَةِ الْعَبْدِ رَافِعٍ ... وَعِنْدَ بُدَيْلٍ مَحْبِسًا غَيْرَ طَائِلِ

بِدَارِ الذَّلِيلِ الْآخِذِ الضَّيْمَ بَعْدَمَا ... شَفَيْنَا النُّفُوسَ مِنْهُمْ بِالْمَنَاصِلِ

بتاؤ، تو کیا قریشیوں کے حلیفوں کے اعلیٰ لوگوں کو یہ خبر مل گئی ہے کہ ہم نے ایسے تیروں سے جن کے کنارے تک ٹوٹے ہوئے تھے، بنو کعب کا منہ پھیر دیا (بنو کعب بنو خزاعہ ہی کی ایک شاخ ہے) ہم نے رافع غلام کے گھر میں اور بدیل کے پاس انھیں قید کر کے مجبور محض بنا دیا۔ ایسے ذلیل آدمی کے گھر میں قید کر دیا جو ذلت اور ظلم بڑی خوشی سے برداشت کر لیتا ہے اور یہ سب کارروائی ہم نے اس وقت کی جب ہم نے تلواروں سے دلوں کی پیاس بجھالی تھی۔

حَبَسْنَاهُمْ حَتّٰى اِذَا طَالَ يَوْمُهُمْ ... نَفَحْنَا لَهُمْ مِنْ كُلِّ شِعْبٍ بِوَابِلِ

ہم نے انھیں بند رکھا یہاں تک کہ جب خاصا عرصہ ہو گیا تو ہم نے ان پر تیروں اور نیزوں کی موسلا دھار بارش کر دی۔

نُذَبِّحُهُمْ ذَبْحَ التُّيُوسِ كَاَنَّنَا ... اُسُودٌ تَبَارَى فِيهِمْ بِالْقَوَاصِلِ

ہم انھیں اس طرح ذبح کر رہے تھے، جس طرح مینڈھے ذبح کیے جاتے ہیں، گویا ہم شیر تھے جو دانتوں سے انھیں چیر پھاڑ رہے تھے۔

هُمْ ظَلَمُونَا وَاعْتَدَوْا فِي مَسِيرِهِمْ ... وَكَانُوا لَدَى الْاَنْصَابِ اَوَّلَ قَاتِلِ

انھوں نے ہم پر ظلم کیا تھا، راستے میں ہم پر حملہ کیا تھا اور حرم کے علاماتی پتھروں کے پاس قتل کرنے میں ان کے آدمی نے پہل کی تھی۔

كَاَنَّهُمْ بِالْجِزْعِ اِذْ يَطْرُدُونَهُمْ ... بِفَاثُورَ حُفَّانُ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

گویا وہ فاثور[1] میں انھیں اس طرح بھگا رہے تھے، جس طرح شتر مرغ کے تیز بھاگنے والے بچوں کو بھگایا جاتا ہے۔

---

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ فاثور نجد کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

بدیل کے اشعار

احزر کے اشعار کا جواب بُدَیل بن عبد مناۃ بن سلمہ بن عمرو بن اجبّ نے جنہیں بُدیل بن اُمِّ اصرم کہا جاتا تھا، یوں دیا ہے:

تَفَاقَدَ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ وَلَمْ نَدَعْ ۔۔۔ لَهُمْ سَيِّدًا يَنْدُوْهُمُ غَيْرَ نَافِلِ

جو لوگ اظہار فخر کر رہے ہیں وہ ایک دوسرے کو کھو بیٹھے ہیں اور ہم نے نوفل کے سوا ان کا ایک سردار بھی نہیں چھوڑا، جو انھیں آواز دے کر مجلسیں قائم کر سکے۔

اَمِنْ خِيْفَةِ الْقَوْمِ الْأُلٰى تَزْدَرِيْهِمْ ۔۔۔ تُجِيْزُ الْوَتِيْرَ خَائِفًا غَيْرَ آئِلِ

کیا تم اس جماعت کے ڈر سے، جس کی تحقیر کر رہے ہو (بلا خوف) وتیر سے گزر سکتے ہو؟ ڈرتے ڈرتے ہی گزر رو گے۔ پھر لوٹ کر بھی نہ آسکو گے۔

وَفِیْ كُلِّ يَوْمٍ نَحْنُ نَحْبُوْ حِبَاءَنَا ۔۔۔ لِعَقْلٍ وَلَا يُحْبٰى لَنَا فِي الْمَعَاقِلِ

اور ہم تو ہر روز کسی نہ کسی دیت کا معاوضہ چکاتے رہتے ہیں (کیونکہ ہم مارتے ہیں تو دیت بھی دیتے ہیں) مگر یہ نہیں ہوتا کہ ہمیں دیتیں دی جاتی ہوں (کیونکہ ہمیں نہ کوئی مار پاتا ہے، نہ دیت لینے کا موقع آتا ہے)۔

وَنَحْنُ صَبَحْنَا بِالتَّلَاعَةِ دَارَكُمْ ۔۔۔ بِاَسْيَافِنَا يَسْبِقْنَ لَوْمَ الْعَوَاذِلِ

اور ہم بنو کنانہ کے چشمہ تلاعہ میں تمہارے گھروں پر صبح ہی صبح دھاوا بولتے ہیں، ہمارے ہاتھ میں تلواریں ہوتی ہیں جو ملامت گر عورتوں کی پروا بھی ہرگز ہرگز نہیں کرتیں۔

وَنَحْنُ مَنَعْنَا بَيْنَ بَيْضٍ وَعَتْوَدٍ ۔۔۔ اِلٰى خَيْفِ رَضْوٰى مِنْ مَجَرِّ الْقَنَابِلِ

اور ہم بنو کنانہ کی منزل بیض اور ان کے چشمہ عتود سے رضوی پہاڑ (جو مدینہ کا پہاڑ ہے) کے دامن تک تمہارے گھوڑوں کے جیش گزرنے میں رکاوٹ بنے رہتے ہیں۔

وَيَوْمَ الْغَمِيْمِ قَدْ تَكَفَّتَ سَاعِيًا ۔۔۔ عُبَيْسٌ فَجَعْنَاهُ بِجَلْدٍ حُلَاحِلِ

اور غمیم (مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک مقام) کی جنگ میں تمہارا کوئی آدمی راستہ کترا کر دوڑتا ہوا گزرتا تھا اور ہم اپنے ایک بہادر سوار کے ذریعے سے اس کا وہیں قلع قمع کر دیتے تھے۔

کَذَبْتُمْ وَبَیْتِ اللّٰہِ مَا اِنْ قَتَلْتُمْ وَلٰکِنْ تَرَکْنَا اَمْرَکُمْ فِیْ بَلَابِلِ

بیت اللہ کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو، یہ بات نہیں کہ تم نے ......

ہم سے قتال کیا ہے، پھر ہم نے تمھیں حالت پریشانی میں ڈال دیا۔

ابن ہشام نے کہا: "غیر نافل" سے "الی خیف رضوی" تک ابن اسحاق کی روایت نہیں بلکہ کسی اور کی روایت ہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت کی درخواست

ابن اسحاق نے کہا: غرض بنی بکر اور قریش نے مل کر بنی خزاعہ پر غلبہ حاصل کرنا چاہا، انھیں جو نقصان پہنچانا تھا وہ پہنچا لیا اور وہ عہد و میثاق توڑ دیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور اس میں بنی خزاعہ بھی شامل تھے۔ آخر عمرو بن سالم خزاعی اور اس کے بعد بنو کعب کا ایک آدمی نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچا۔ اور یہی بات تھی جو فتح مکہ کے لیے موجب ہوئی۔ آپ مسجد میں سب لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ عمرو خزاعی نے سامنے آکر یہ شعر پڑھنے شروع کیے۔

یَا رَبِّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا حِلْفَ اَبِیْنَا وَ اَبِیْہِ الْاَتْلَدَا
قَدْ کُنْتُمْ وُلْدًا وَکُنَّا وَالِدًا ثُمَّتَ اَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزِعْ یَدًا

اے پروردگار! میں محمد کو اپنے اور ان کے آبا و اجداد کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں (بنی عبد مناۃ کی ماں اور قصی کی ماں قبیلہ خزاعہ کی ہونے کے باعث)

اے محمد اور آل محمد! تم ہماری ہی نسل ہو اور ہمارے اندر ہی کے لوگ تمھیں جننے والے ہیں، اسی وجہ سے ہم نے صلح کر لی (یا اسلام اختیار کر لیا علیٰ وجہ الاختلاف) اور اپنا ہاتھ نہیں کھینچا۔

فَانْصُرْ ھَدَاکَ اللّٰہُ نَصْرًا اَعْتَدَا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْا مَدَدَا

پس اللہ آپ کو ہدایت دے، آپ ہماری فوری مدد فرمائیے اور اللہ کے بندوں کو بلائیے کہ وہ ہماری کمک کے لیے حاضر ہو جائیں۔

فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ تَجَرَّدَا اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَجْھُہٗ تَرَبَّدَا
فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبِدًا اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْکَ الْمَوْعِدَا

---

[1] یہاں حسان بن ثابت کے دو شعر درج نہیں کیے گئے اور نہ ہی ان کا ترجمہ ہے۔ ا ے۔ کے

ان بندگانِ خدا میں اللہ کے رسول موجود ہیں، جو احد و منفرد ہستی رکھتے ہیں
جب آپ کو زیادتی کا ہدف بنایا جاتا ہے تو آپ کے چہرے کا رنگ (ہمارے غصے کے) بدل جاتا ہے، اس وقت وہ لشکرِ عظیم کے ساتھ جھاگ اُچھالتے ہوئے سمندر کی طرح سامنے آجاتے ہیں، یقیناً قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے۔

وَنَقَضُوا مِيثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا ‏ ‏ وَجَعَلُوا لِي فِي كَدَاءٍ رُصَّدَا
وَزَعَمُوا أَنْ لَسْتُ أَدْعُو أَحَدَا ‏ ‏ وَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدَا

انھوں نے میثاق توڑ دیا ہے، جو نہایت مؤکد تھا اور مقام کداء[1] میں میرے لیے لوگوں کو گھات میں بٹھایا، اور انھوں نے سمجھ لیا کہ میں کسی کو (اپنی مدد کے لیے) نہیں بُلا سکتا اور خود ان کا حال یہ ہے کہ نہایت ذلیل اور تعداد میں بہت کم ہیں۔

هُمْ بَيَّتُونَا بِالْوَتِيرِ هُجَّدَا ‏ ‏ وَقَتَلُونَا رُكَّعًا سُجَّدَا

انھوں نے وتیر پر شبخون مارا جب ہم سوئے پڑے تھے اور رکوع و سجود کی حالت میں ہمیں قتل کیا (یعنی ہمیں اس حالت میں قتل کیا کہ ہم اسلام لے آئے تھے)۔

ابن ہشام نے کہا، اور "فانصر ھداك اللہ نصرًا ایدًا" کی روایت یہی ہے یعنی اللہ آپ کو ہدایت فرمائے، آپ ہماری ایسی مدد کیجیے جو نہایت مضبوط ہو۔

ابن ہشام نے کہا، "نحن ولدناك فكنت ولدا" کی روایت بھی ہے یعنی ہم نے آپ کو جنا ہے، اس لیے آپ ہماری اولاد ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا: "نُصِرْتَ يَا عَمْرُو بْنَ سَالِمٍ" عمرو بن سالم تمھاری مدد کی جائے گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آسمان سے ایک بادل نمودار ہوا تو آپ نے فرمایا: "ان ھذہ السحابة لتستھل بنصر بنی کعب" یعنی یہ بادل بنو کعب کی مدد کا مینہ برسائے گا۔

ابن ورقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

اس کے بعد بُدیل بن ورقاء چند خزاعیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مکہ مکرمہ کے بالائی حصے کا ایک مقام

کے پاس مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا کہ بنو خزاعہ کو کیا کیا نقصان پہنچا ہے، نیز یہ کہ قریش نے کس طرح بنو بکر کی اعانت کی ہے۔ یہ خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے باخبر کرنے کے بعد مکہ واپس چلے گئے۔ اب آپ نے لوگوں سے کہا: "یہ سمجھ لو گویا ابو سفیان تمھارے پاس آرہا ہے؛ وہ چاہے گا کہ یہ معاہدہ مضبوط اور اس کی میعاد میں اضافہ کر دیا جائے۔

بُدیل بن ورقاء اور ان کے ساتھی (اصحاب) مکہ واپس جا رہے تھے کہ مقام عسفان پر ابو سفیان بن حرب سے ملاقات ہوئی۔ ابو سفیان کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی مقصد سے روانہ کیا تھا کہ معاہدہ مضبوط اور میعاد میں اضافہ کر لیا جائے۔ کیونکہ انھوں نے جو حرکات کی تھیں ان کے باعث گھبرا رہے تھے۔ بہر حال جب ابو سفیان بُدیل بن ورقاء سے ملا تو پوچھا "بدیل! تم کہاں سے آئے ہو؟" اور یہ اسے گمان ہو گیا تھا کہ بُدیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے ہیں، بُدیل نے جواب دیا: "وادی کے اندر اس ساحل پر بنو خزاعہ کے لوگوں میں گھومنے چلا گیا تھا۔" ابو سفیان نے پھر پوچھا: "او ما جئت محمداً؟ یعنی کیا تم محمد کے پاس نہیں گئے تھے، بدیل نے نفی میں جواب دیا؛ پھر جب بُدیل مکہ کی طرف چل دیے تو ابو سفیان نے کہا: "اگر بُدیل مدینہ گیا ہوگا تو اس نے اپنے اونٹ کو کھجور کی گٹھلیاں ضرور کھلائی ہوں گی۔ چنانچہ ابو سفیان بُدیل کے اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ پہنچا، مینگنیاں اُٹھائیں اور توڑ کر دیکھیں تو ان میں گٹھلیاں موجود تھیں۔ اس پر ابو سفیان نے کہا: میں قسم کھا کر کہتا ہوں بُدیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ملا ہے۔

صلح کے لیے سلسلہ جنبانی

پھر ابو سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچ گیا (سب سے پہلے) اپنی بیٹی اُم حبیبہؓ کے گھر گیا، اس نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ جائے، اُم حبیبہؓ نے بستر لپیٹ کر الگ رکھ دیا، اس پر ابو سفیان نے دریافت کیا: "بیٹی! میں نہیں سمجھ سکا کہ کیا تو نے مجھے بستر سے بہتر سمجھا یا بستر کی حفاظت کے لیے خود مجھے اس سے ہٹا دیا؟" اُم حبیبہؓ نے جواب دیا: "نہیں، بات یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ ایک مشرک ہیں، مشرک نجس ہوتا ہے، اس لیے میں نے یہ پسند نہ کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھیں۔" ابو سفیان نے کہا: "بیٹی! خدا کی قسم! مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیرے اندر شر پیدا ہو گیا ہے۔

پھر ابو سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کرنی چاہی، آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو وہ ابو بکرؓ کے پاس گیا، ان سے گفتگو کی اور کہا کہ وہ (ابو بکرؓ) رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرلیں، ابوبکر رضؓ نے جواب دیا: میں یہ کام نہیں کروں گا۔" پھر ابوسفیان عمر رضؓ بن خطاب کے پاس پہنچا اور ان سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی، انھوں نے بھی جواب دیا، بھلا میں تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کروں گا؟ خدا کی قسم! اگر مجھے معمولی سی قوت بھی مل جائے تو اس کے ذریعے سے تمھارے خلاف جہاد کروں گا۔" مایوس ہوکر ابوسفیان علی رضؓ کے پاس ان کے گھر پہنچا، فاطمہ رضؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس موجود تھیں اور فاطمہ رضؓ کے پاس حسین رضؓ ابن علی رضؓ بھی موجود تھے جو ابھی بچے تھے۔ ابوسفیان نے کہا علی رضؓ! ان لوگوں میں تم سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہو، دیکھو میں ایک ضرورت کے لیے یہاں آیا ہوں اور ناکام واپس نہیں ہونا چاہتا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری سفارش کردیں۔ انھوں نے جواب دیا: ابوسفیان! تیرا برا ہو، خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات پر عزم صمیم کرلیا ہے، بھئی میں تو اس مسئلے میں ان سے بات نہیں کرسکتا۔ اب ابوسفیان فاطمہ رضؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "محمد کی بیٹی! کیا تم اپنے اس چھوٹے سے بچے سے کہو گی کہ وہ دونوں فریقوں میں بیچ بچاؤ کرا دے اور اس طرح یہ ہمیشہ کے لیے عرب کا سردار پکارا جائے۔" فاطمہ رضؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم! ابھی وہ بچہ ہے اور اس قابل نہیں کہ لوگوں میں بیچ بچاؤ کرا سکے، دراصل اس وقت کوئی بھی بیچ بچاؤ نہیں کرا سکتا۔" ابوسفیان نے پھر علی رضؓ سے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ میرے معاملات بہت بگڑ گئے ہیں۔ اس لیے خیر خواہانہ مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

علی رضؓ بن ابی طالب کا مشورہ

انھوں نے جواب دیا، خدا کی قسم! میں تمھارے لیے کوئی ایسی بات نہیں کرسکتا جس سے تمھیں کوئی فائدہ پہنچ سکے، لیکن تم بنو کنانہ کے سردار ہو اس لیے سب لوگوں کے سامنے جاکر معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کردو، پھر مکہ کا راستہ لو" ابوسفیان نے پوچھا، کیا تم سمجھتے ہو کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟" علی رضؓ نے فرمایا: "نہیں خدا کی قسم! میں ایسا نہیں سمجھتا لیکن اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔" چنانچہ ابوسفیان مسجد میں گیا اور کھڑے ہوکر کہا: "لوگو! میں سب کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔

قریش میں تشویش

جب قریش کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا کیا ہوا؟ جواب دیا: میں محمد کے پاس گیا، ان سے بات کی، لیکن بخدا انھوں نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پھر میں ابن قحافہ (ابوبکر رضؓ) سے ملا، مگر ان میں بھی مجھے کوئی بھلائی نظر نہ آئی، پھر ابن خطاب (حضرت عمر رضؓ) سے ملا، انھیں تو سخت دشمن پایا۔" ابن اسحاق آگے بیان کرتے ہیں اس کے بعد میں علی رضؓ کے پاس

گیا تو انھیں تمام لوگوں میں نسبتاً زیادہ نرم پایا، انھوں نے مجھے جو مشورہ دیا وہ میں نے کیا، مگر خدا کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں ۔" دریافت کیا گیا ۔ "تمھیں علیؓ نے کیا مشورہ دیا ؟" ابوسفیان نے بتایا، انھوں نے مجھ سے کہا: میں لوگوں کی موجودگی میں یہ اعلان کردوں کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کی، میں نے یہی اعلان کردیا ۔ لوگوں نے پوچھا، پھر محمدؐ نے اس کی تصدیق کی یا نہیں ؟" جواب نفی میں ملا تو لوگوں نے کہا: تیرا بُرا ہو، خدا کی قسم ! یہ شخص تو تم سے کھیل کھیل گیا، جو تم کہہ کر آئے ہو اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا، ابوسفیان نے کہا، خدا کی قسم ! اس کے سوا اور کوئی چیز سمجھ میں نہیں آئی ۔

باب ۱۴۷

فتح مکہ

(۱)

فتح مکہ کے لیے تیاری

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا، اور اپنے اہل خانہ سے کہا، کہ وہ آپ کا سامان بھی تیار کریں، اس اثنار میں ابوبکرؓ اپنی بیٹی عائشہؓ کے گھر آئے اور بیٹی کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلعم (کے سفر) کی تیاری میں لگی ہوئی ہیں، ابوبکرؓ نے دریافت کیا "بیٹی! کیا تمھیں رسولؐ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کے لیے سامان تیار کرو" عائشہؓ نے جواب دیا "جی ہاں! آپ بھی تیاری کیجیے" پھر ابوبکرؓ نے دریافت کیا "تمھارا کیا خیال ہے، رسول اللہ صلعم کہاں کا قصد فرما رہے ہیں؟" جواب ملا "خدا کی قسم! مجھے علم نہیں" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان عام فرمایا کہ مکہ کا ارادہ ہے اور حکم دیا کہ وہ کوشش کر کے تیاری کریں ساتھ ہی فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ! خُذِ الْعُيُوْنَ وَالْاَخْبَارَ عَنْ قُرَيْشٍ حَتّٰى نَبْغَتَهَا فِيْ بِلَادِهَا۔ "باری تعالیٰ! آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پکڑ لے یعنی نہ قریش کو ہماری تیاری کی خبر ہو اور نہ وہ ہماری تیاری کو دیکھ ہی سکیں۔ یہاں تک کہ ہم ان کے بلاد پر اچانک حملہ آور ہو جائیں۔"

غرض رسولؐ اللہ کا حکم سنتے ہی لوگوں نے تیاری کر لی۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

اب حسان بن ثابت نے اشعار کہے جن میں لوگوں کو تیاری کے لیے ابھارا اور بنو خزاعہ کی مصیبت کا ذکر کیا تھا:-

عَنَانِيْ وَلَمْ اَشْهَدْ بِبَطْحَاءِ مَكَّةٍ ... رِجَالُ بَنِيْ كَعْبٍ تُحَزُّ رِقَابُهَا

بِاَيْدِيْ رِجَالٍ لَمْ يَسُلُّوْا سُيُوْفَهُمْ ... وَقَتْلٰى كَثِيْرٌ لَمْ تُجَنَّ ثِيَابُهَا

اس امر نے مجھے سخت تکلیف پہنچائی، حالانکہ میں بطحا، مکہ میں موجود نہ تھا کہ بنو کعب کے آدمیوں کی گردنیں ان لوگوں کے ہاتھوں سے خوب کاٹی گئیں، جنھوں نے کھلم کھلا اپنی تلواروں کو نیام سے نہیں نکالا تھا (مگر چوری چھپے قتل و غارت گری میں حصہ لیا تھا) اور بہت سے مقتولین کو کپڑوں میں نہیں

چھپایا گیا تھا۔ دبے گورو کفن پڑے رہ گئے۔)

اَلَا لَیتَ شِعرِی ھَل تَنالَنَّ نُصرَتِی سُھَیلَ بنَ عَمرٍو وَ حَرُّھَا وَ عِقَابُھَا

کاش مجھے کوئی بتاتا کہ آیا سہیل ابن عمرو کے خلاف میری چھوٹی بڑی مدد پہنچی یا نہیں؟

وَ صَفوَانُ عَودٌ حَنَّ مِن شُفرِ اِستِہٖ فَھٰذَا اَوَانُ الحَربِ شُدَّ عِصَابُھَا

اور صفوان بن امیہ ایک معمّر اونٹ کی طرح ہے جو اپنے سرین کی باریک آواز سے روتا ہے، بس اس جنگ کا وقت آگیا۔

فَلَا تَأمَنَنَّا یَابنَ اُمِّ مُجَالِدٍ اِذَا احتُلِبَت صِرفًا وَ اَعصَلَ نَابُھَا

اے ام مجالد کے بیٹے (عکرمہ بن ابی جہل) اب تو ہم سے مامون نہیں رہ سکتا۔ جب جنگ کے تھنوں سے خالص دودھ نکالا جائے گا اور اس کے دانت دچباتے چباتے، ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

وَلَا تَجزَعُوا مِنَّا فَاِنَّ سُیُوفَنَا لَھَا وَقعَۃٌ بِالمَوتِ یُفتَحُ بَابُھَا

اور اب ہم سے گھبرا کر بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔ اب تو ہماری تلواریں وہ ہنگامہ برپا کریں گی، جن سے موت کا باب وا ہو کر رہے گا۔

ابن ہشام نے کہا، حسان بن ثابت نے اپنے اس قول "بِاَیدِی رِجَالٍ لَم یَسُلُّوا سُیُوفَھُم" سے قریش مراد لیے اور ابن ام مجالد سے عکرمہ بن ابی جہل مراد ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر اور دیگر علماء امت کی روایت بیان کی ہے: رسول اللہ صلعم نے مکہ کی جانب روانگی کا قصد فرمایا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس کے ذریعے سے وہ قریش کو مطلع کرنا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے مکہ کی روانگی کا عزم فرمالیا ہے۔ یہ خط لکھ کر حاطب نے ایک عورت کو دیا۔ یہ عورت بقول محمد بن جعفر، قبیلہ مُزینہ سے تھی، دوسری رائے یہ ہے کہ وہ سارہ تھی جو خاندان بنی مطلب کے کسی آدمی کی باندی تھی۔ بہر حال حاطب نے اس عورت سے کہا کہ یہ خط قریش کو پہنچا دے تو اتنی اُجرت تجھے دی جائے گی اس نے خط اپنے سر کے بالوں میں رکھا، اوپر سے مینڈھیاں گوندھ لیں اور لے کر نکل گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاطب کی ساری کارروائی کا علم ہوگیا آپ

نے علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام کو اس عورت کے تعاقب میں فوراً روانہ کیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پکڑو جس کے ذریعے سے حاطب بن ابی بلتعہ نے خط بھیجا ہے اور قریش کو آگاہ کر دیا ہے کہ ہم نے ان کے بارے میں کیا عزم کیا ہے۔

خط پکڑا گیا

یہ دونوں صاحب دوڑے اور بالآخر اس عورت کو مقام خلیقہ بنی ابی احمدؓ میں جا پکڑا۔ اونٹ سے اتارا اور کجاوے کی تلاشی لی۔ مگر کچھ نہ ملا۔ علیؓ نے اس سے کہا: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم کو غلط خبر نہیں دی گئی اور نہ ہمیں غلط بتایا گیا ہے۔ دیکھ یا تو تو یہ خط نکال کر ہمیں دے گی، یا ہم تجھے ننگا کر کے تلاشی لیں گے۔" یہ اصرار دیکھ کر اس نے کہا: اچھا ایک طرف ہٹ جاؤ۔" علیؓ ایک طرف ہو گئے۔ اس نے سر کی مینڈھیاں کھولیں، خط نکالا اور دے دیا۔ یہ خط لے کر علیؓ، رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔

حاطب کا اعتراف

اس پر آپؐ نے حاطب کو بلا کر کہا: یا حاطب! مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا"؟ حاطب! اس حرکت پر تمھیں کس چیز نے آمادہ کیا؟

حاطب نے جواب دیا:۔

"یا رسول اللہ! سنیے، میں خدا کی قسم! اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے خیالات میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا لیکن میں ایسا آدمی ہوں جس کا نہ کوئی قبیلہ ہے، نہ خاندان نہ نسل ہے نہ اصل۔ اور میرے بچے اور اہل خانہ انھیں لوگوں میں موجود ہیں، اس لیے میں نے ان کے اور اپنے درمیان ایک معاملہ کیا۔

عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔" اس شخص نے منافقت کی ہے۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا: عمرؓ! تمھیں کیا معلوم، شاید اللہ تعالیٰ کی نظر لطف ان لوگوں پر ہو جو جنگ بدر میں موجود تھے اور فرمایا: جو تمھارا جی چاہے، کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔ حاطب کے بارے میں یہ آیات اللہ نے نازل فرمائیں:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا	اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو
عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ	دوست، تم انھیں پیغام بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا	منکر ہو رہے ہیں اس سے جو تمھارے پاس آیا سچا

لہ ایک مقام کا نام جو یاقوت کے مطابق مدینہ منورہ سے بارہ میل ہے۔ بعض نے اسے خلیقہ لکھا ہے۔

بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُونَ
الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ إِنْ كُنْتُمْ
خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي
وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِي ۖ تُسِرُّونَ
إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ
بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ
يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ۝
إِنْ يَّثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَّ
يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ
بِالسُّوٓءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ
تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ ۚ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ
مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۫
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى
تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ إِلَّا قَوْلَ
إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ
وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ
رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَ
إِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ

دین، نکالتے ہیں رسول اللہ کو اور انھیں اس بات
پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمھارا، اگر تم
نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں اور طلب کرنے کو
میری رضامندی، تم انھیں چھپا کر بھیجتے ہو دوستی
کے پیغام اور خوب مجھے معلوم ہے جو چھپایا تم نے
اور جو کام کیا تم نے اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے تو
وہ بھول گیا سیدھی راہ۔ اگر تم ان کے ساتھ آ
جاؤ، ہو جائیں تمھارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے
ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں
کہ کسی طرح تم بھی منکر ہو جاؤ، ہرگز کام نہ آئیں
گے تمھارے کنبے والے اور نہ تمھاری اولاد،
قیامت کے دن وہ فیصلہ کرے گا تم میں، اور
اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے، تمھیں چال چلنی چاہیے
اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ ہے، جب
انھوں نے کہا اپنی قوم کو، ہم الگ ہیں تم سے اور
ان سے جنھیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ ہم منکر
ہوئے تم سے اور ہمارے تمھارے درمیان دشمنی
اور عداوت ہمیشہ کے لیے قائم ہو گئی یہاں تک
کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر۔ مگر ایک کہنا ابراہیم
کا اپنے باپ کو، میں مانگوں گا معافی تیرے لیے
اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا، اللہ کے ہاتھ
سے کسی چیز کا۔ اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر
بھروسا کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری
طرف ہے سب کو پھر آنا، اے ہمارے پروردگار! مت
کر ہم کو فتنہ ان لوگوں کے لیے جو کافر ہوئے اور بخش ہم کو

اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡہِمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ۝ (۶۰: ۱ تا ۶)

اے رب ہمارے! تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔ البتہ تمھیں ہی چال چلنی چاہیے اس کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی منہ پھیرے، تو اللہ ہے بے پروا سب تعریفوں والا۔

رسول اللہ صلعم کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے بواسطہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم سفر پر روانہ ہو گئے اور مدینہ پر ابو رہم کلثوم بن حصین (بن عتبہ بن خلف) غفاری کو جانشین بنایا۔ آپ کی روانگی ۱۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی تھی[1]، آپ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ رکھا اور جب آپ کُدَید پہنچے، جو عُسفان اور اَمَج کے درمیان واقع ہے تو روزہ افطار کیا۔

مر الظہران میں ڈیرا

ابن اسحٰق نے کہا: کدید سے روانہ ہو کر مسلمانوں کی دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ رسول اللہ صلعم مقام مر الظہران پر خیمہ زن ہوئے، سات سو، قبیلہ سُلیم کے آدمی تھے یا بقول بعض ایک ہزار تھے اور ایک ہزار قبیلہ مُزینہ کے۔ تمام قبائل کے آدمی نمائندگی کر رہے تھے اور سب کے سب مسلمان تھے۔ (غیر مسلم حلیف یا معاہد شریک نہ تھے)، اور مہاجرین اور انصار کا تو ایک ایک آدمی رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا۔ اور ان میں کوئی ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلعم نے مر الظہران میں نزول اجلال فرمایا، قریش آپ کے متعلق کسی خبر سے آگاہ نہ ہوئے تھے اور انھیں کچھ معلوم نہ تھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں، انھیں راتوں میں ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقاء نکلے کہ رسول اللہ صلعم کے حالات کی تفتیش کریں اور آپ کی کوئی خبر خود معلوم کریں یا کسی سے سُنیں۔

عباسؓ بن عبد المطلب

اور عباسؓ بن عبد المطلب مکہ سے روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں کسی جگہ آ کر ملے۔ ابن ہشام نے کہا: حضرت عباسؓ بن عبد المطلب مع اہل و عیال ہجرت کر کے مقام جُحفہ میں آ کر رسول اللہ صلعم سے ملے تھے جو اس سے قبل سقایت (مکہ میں حجاج کے لیے پانی کے محکمے کے منتظم) کے منصب پر متعین مکہ میں مقیم تھے اور رسول اکرم صلعم بھی ان سے مطمئن و خوش تھے، جیسا کہ ابن شہاب زہری نے بیان کیا ہے۔

---

[1] یکم جنوری ۶۳۰ء۔ دن غالباً دوشنبہ یعنی پیر تھا۔

ابن حارث اور ابن اُمیہ کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، اور نیق عقاب میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، حضرت ام سلمہؓ نے ان کی باریابی کے متعلق رسول اللہ صلعم سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، یارسولؐ اللہ! آپ کے چچیرے اور پھپھیرے بھائی آئے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں، چچیرے بھائی نے میری ہتک کی، رہ گیا میرے پھپھیرے بھائی اور داماد کا معاملہ، تو یہ وہی ہیں جنھوں نے مکہ میں مجھ سے وہ باتیں کہیں جو کسی طرح مناسب نہ تھیں، رسول اللہ صلعم کی اس گفتگو کی خبر جب ان دونوں کو معلوم ہوئی تو ابوسفیان نے جن کے ساتھ ان کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا، کہا: خدا کی قسم! یا تو رسول اللہ صلعم مجھے اجازت دیں گے یا میں اپنے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں چلا جاؤں گا۔ اور وہیں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا" رسول اللہ صلعم کو جب یہ خیال معلوم ہوا تو آپ کے دل میں دونوں کے لیے رقت پیدا ہوگئی۔ اور اجازت دے دی، یہ دونوں اندر آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔

ابن حارث کے اشعار

اسلام لانے کے بعد ابوسفیان بن حارث نے یہ اشعار پڑھ کر سنائے جو کچھ وہ پہلے کہہ چکے تھے، اس سے معذرت کی:-

لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ أَحْمِلُ رَايَةً ۔۔۔ لِتَغْلِبَ خَيْلُ اللَّاتِ خَيْلَ مُحَمَّدِ

لَكَالْمُدْلِجِ الْحَيْرَانِ أَظْلَمَ لَيْلُهُ ۔۔۔ فَهَذَا أَوَانِي حِينَ أُهْدَى وَأَهْتَدِي

تیری جان کی قسم! جس وقت میں کفر کا جھنڈا لیے ہوئے اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ لات و منات اور کفر و شرک کے سوار محمد (صلعم) کے سواروں پر غالب آجائیں۔ اس وقت میں قطعی طور پر اس شخص کے مانند تھا۔ جو گھُپ اندھیری رات میں (جس میں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہو) ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا مگر اب میرا وہ وقت ہے کہ ہاتھ پکڑ کر مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا گیا اور میں اس پر لگ گیا ہوں۔ (اور کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کی روشنی میں داخل ہو گیا ہوں)

هَدَانِي هَادٍ غَيْرُ نَفْسِي وَنَالَنِي ۔۔۔ مَعَ اللَّهِ مَنْ طَرَّدْتُ مُطَرَّدِ

میرے نفس نے نہیں، بلکہ ایک ہادی اور قائد نے میری ہدایت کی اور مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا، جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا، اسی نے

مجھے اللہ سے ملا دیا۔

أَصُدُّ وَأَنأَى جَاهِدًا عَنْ مُحَمَّدٍ　　وَأُدْعَى (وَإِنْ لَمْ أَنْتَسِبْ) مِنْ مُحَمَّدٍ

میں انتہائی سعی و کوشش سے محمد (صلعم) کا مقابلہ کرتا اور ان سے دور ہوتا جاتا تھا۔ حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مجھے قریبی نسبت حاصل تھی۔ اگرچہ میں یہ انتساب ظاہر نہیں کرتا تھا۔

هُمُ مَا هُمُ مَنْ لَمْ يَقُلْ بِهَوَاهُمُ　　وَإِنْ كَانَ ذَا رَأْيٍ يُلَمْ وَ يُفَنَّدِ

ان کا کیا کہنا، یہ وہ ہیں جو اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں کہتے، اگر یہ خود رائے ہوتے تو نہ صرف ان کی ملامت کی جاتی، بلکہ انھیں جھٹلایا جاتا۔

أُرِيدُ لِأُرْضِيَهُمْ وَلَسْتُ بِلَائِطٍ　　مَعَ الْقَوْمِ مَا لَمْ أُهْدَ فِي كُلِّ مَقْعَدِ

میں اب انھیں خوش کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اور (ہر موقع پر) اپنی قوم کے ساتھ چمٹا رہنا نہیں چاہتا۔ جب تک مجھے سیدھا راستہ نہ بتا دیا جائے۔

فَقُلْ لِثَقِيفٍ لَا أُرِيدُ قِتَالَهَا　　وَقُلْ لِثَقِيفٍ تِلْكَ، غَيْرِي أَوْعِدِي

ثقیف سے کہہ دو کہ اب میں ان سے مل کر قتال نہیں کرنا چاہتا، نیز کہہ دو کہ اب میرے سوا کسی اور کو دھمکی دیں۔

فَمَا كُنْتُ فِي الْجَيْشِ الَّذِي نَالَ عَامِرًا　　وَمَا كَانَ عَنْ جَرَّا لِسَانِي وَلَا يَدِي

میں اس لشکر میں تھا، جس نے عامر کو حاصل کیا تھا اور نہ وہ لشکر میری زبان یا میرے ہاتھ سے لایا ہوا تھا۔

قَبَائِلُ جَاءَتْ مِنْ بِلَادٍ بَعِيدَةٍ　　نَزَائِعُ جَاءَتْ مِنْ سِهَامٍ وَسُرْدُدِ

یہ وہ قبائل ہیں جو دور افتادہ بلاد سے آئے تھے، یہ کھینچ کر لائے ہوئے گروہ سہام اور سردد[1] کے مقامات سے آئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا اور " وَدَلَّنِي عَلَى الْحَقِّ مَنْ طَرَدْتُ كُلَّ مَطْرَدٍ " یعنی اور جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا، اسی نے مجھے حق کا راستہ دکھا دیا۔

---

[1] سہام و سردد، سرزمین ملک یمن کے دو مقام۔

ابن اسحٰق نے کہا: لوگوں نے کہا ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلعم کو یہ مصرعہ سنایا کہ: "ونالنی مع اللہ من طردت کل مطرد" یعنی اور جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا، اسی نے مجھے اللہ سے ملا دیا" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان بن حارث کے سینے پر مارا اور کہا: انت طردتنی کل مطرد" یعنی تو نے ہر طرح میرا مقابلہ کیا۔

ابو سفیان بن حرب

عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ الظہران میں ڈیرا ڈالے پڑے تھے۔ تو میں نے سوچا، قریش کی خیر ہو! بخدا! اس سے قبل کہ قریش خود رسول اللہ صلعم سے آکر ملیں اور ان سے حصول امن کی درخواست کریں اگر وہ مکہ میں جنگ کر کے بزور طاقت داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش کی موت ہو جائے گی، یہ سوچ کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہوا اور نکل گیا، یہاں تک کہ جب میں اراک کے مقام پر پہنچا۔ تو خیال کیا۔ شاید کوئی لکڑی چننے والا یا کوئی دودھ والا، یا کوئی اور ضرورت والا مکہ جاتا ہوا نظر آجائے اور وہ جاکر قریش کو خبردار کر دے کہ رسول اللہ صلعم یہاں موجود ہیں، قبل اس کے کہ آپ مکہ میں بزور طاقت داخل ہوں، بہتر ہے کہ وہ خود نکل کر رسول اللہ صلعم سے ملیں اور امن کی درخواست کریں۔

خدا کی قسم! میں خچر پر بیٹھا چلا جا رہا تھا اور جس مقصد سے نکلا تھا اس کی جستجو کر رہا تھا اچانک میں نے ابو سفیان اور بُدَیل بن ورقا، کی گفتگو کی آواز سنی، دونوں ایک دوسرے سے سوال و جواب اور مبادلۂ خیالات کر رہے تھے، ابو سفیان کہہ رہے تھے: آج کی رات کی سی جگہ جگہ جلتی ہوئی آگ اور آج کی رات کا سا عظیم لشکر میں نے کبھی نہیں دیکھا، بُدیل کہہ رہا تھا، خدا کی قسم! یہ بنو خزاعہ کا لشکر ہے جس نے جنگ کی آگ بھڑکائی ہے، اس پر ابو سفیان نے کہا: جتنا بڑا یہ لشکر ہے اور چاروں طرف جتنی جلتی ہوئی یہ آگ ہے، خزاعہ کی نہ اتنی تعداد ہے، نہ اتنی عزت و طاقت"

رسول اللہ صلعم کے پاس

عباس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سفیان کی آواز پہچان لی اور انھیں آواز دی: ابو حنظلہ! انھوں نے میری آواز پہچان لی اور پوچھا۔ "کیا ابو الفضل ہیں؟" میں نے کہا ہاں! ابو سفیان بولے: کیا بات ہے؟ تم پر میرے ماں باپ قربان! اب میں نے کہا، تمھارا برا ہو، ابو سفیان! ان لوگوں میں رسول اللہ صلعم بھی موجود ہیں، قریش کی خیر ہو، خدا کی قسم! اگر وہ اس بات میں کامیاب ہو گئے کہ تم ان کے ہاتھ لگ جاؤ،

تو وہ تمھاری گردن تلوار سے اڑائے بغیر نہ رہیں گے۔ میرے پیچھے اس خچر پر بیٹھ جاؤ، میں تمھیں رسول اللہ صلعم کے پاس لے چلتا ہوں اور تمھارے لیے امن کی درخواست کرتا ہوں۔"

آگے حضرت عباس بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گئے اور ان کے دو ساتھی واپس چلے گئے، میں انھیں لا رہا تھا۔ جب بھی کسی مسلمان کی آگ کے پاس سے گزرتا، تو مجھ سے دریافت کیا جاتا: یہ کون ہے؟" جب وہ مجھے رسول اللہ کے خچر پر سوار دیکھتے، تو کہتے: کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ کے خچر پر بیٹھے ہیں۔

عمرؓ کا جوشِ حمیت

یہاں تک کہ میں عمرؓ بن خطاب کی آگ کے پاس سے گزرا، انھوں نے بھی پوچھا، یہ کون ہے؟" اور کھڑے ہو کر میری طرف دیکھنے لگے۔

جب انھوں نے دیکھا کہ خچر کے پچھلے حصے پر ابوسفیان ہیں تو کہا: یہ تو دشمن خدا ابوسفیان ہے۔ خدا کا شکر ہے جس نے بغیر کسی عہد و پیمان کے تجھ پر قدرت دے دی ہے۔ اس کے بعد عمرؓ دوڑ کر رسول اللہ صلعم کے پاس جانے لگے۔ ادھر میں نے اپنے خچر کو ایڑ لگائی، پھر جس طرح ایک سست رفتار جانور ایک سست رفتار آدمی سے آگے نکل جاتا ہے، اسی حساب سے میں ان سے پہلے رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچ گیا۔ خچر سے اچھل کر نیچے آیا۔ فوراً رسول اللہ کے پاس اندر داخل ہو گیا، اس کے بعد ہی عمرؓ بھی رسول اللہ کے پاس اندر داخل ہو گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا:

یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس پر قدرت دے دی ہے۔" آپ مجھے اس کی گردن تلوار سے اڑانے دیجیے۔"

میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے انھیں پناہ دے دی ہے۔" پھر میں رسول اللہ صلعم کی طرف بیٹھ گیا، اور آپ کا سر مبارک پکڑ کر کہا: خدا کی قسم! اس سے آج کی رات میرے سوا اور کوئی سرگوشی نہیں کر رہا۔"

پھر جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کی شان میں بہت کچھ کہا سنا، تو میں نے کہا: عمرؓ! ذرا ٹھہرو، خدا کی قسم! اگر ابوسفیان بنو عدی بن کعب میں سے ہوتے تو تم یہ سب کچھ نہ کہتے۔ لیکن تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ بنو عبد مناف کے لوگوں میں سے ہیں۔"

عمرؓ نے کہا: ٹھہرو، عباسؓ! خدا کی قسم! جس دن تم نے اسلام اختیار کیا ہے، اس دن کا تمھارا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے زیادہ پسند ہوتا، جو وہ اس دن لاتا، اور

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمھارا اسلام رسول اللہ صلعم کو خطاب کے اسلام سے زیادہ پسند ہوتا، اگر وہ ایسے وقت اسلام لاتا۔"

ابوسفیان کو پناہ

آخر کار رسول اللہ صلعم نے فرمایا: عباس! ابوسفیان کو اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ اور جب صبح ہو تو انھیں میرے پاس لاؤ۔" میں ابوسفیان کو لے کر اپنی قیام گاہ پر چلا گیا۔

انھوں نے رات میرے پاس گزاری اور جب صبح ہوئی تو میں انھیں لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے انھیں دیکھ کر کہا:

قبول اسلام

"وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ! اَلَمْ يَأْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ تیرا برا ہو، ابوسفیان! کیا تیرے لیے اب تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ یہ سمجھ سکے، خداوند تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں؟"

ابوسفیان نے جواب دیا، "بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ، مَا اَحْلَمَكَ وَ اَكْرَمَكَ وَ اَوْصَلَكَ وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنْ لَوْ كَانَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهٌ غَيْرُهٗ لَقَدْ اَغْنٰى عَنِّيْ شَيْئًا بَعْدُ۔ (آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کتنے بردبار، کتنے شریف اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں، خدا کی قسم! مجھے یہ خیال قطعی طور پر ہو گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کے سوا اور کوئی معبود بھی ہوتا تو مجھے ان حالات میں کچھ تو نفع پہنچاتا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانُ! اَلَمْ يَأْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ"؟ تیرا برا ہو، ابوسفیان! کیا تیرے لیے اب تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ سمجھ سکے، میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔

جواب دیا: بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ، مَا اَحْلَمَكَ وَ اَكْرَمَكَ وَ اَوْصَلَكَ! اَمَّا هٰذِهٖ وَاللّٰهِ فَاِنَّ فِي النَّفْسِ مِنْهَا حَتّٰى الْاٰنَ شَيْئًا: (آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کتنے بردبار، کتنے شریف اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ رہ گئی یہ چیز تو خدا کی قسم! اب تک میرے دل میں اس کی طرف سے کھٹکا ہے۔)

یہ سن کر عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا:

وَيْحَكَ! اَسْلِمْ وَاشْهَدْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تُضْرَبَ عُنُقُكَ: تمھارا برا ہو، اسلام قبول کر لو، اور اس بات کی گواہی

دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہو، محمدؐ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اس سے پہلے کہ تمھاری گردن تلوار سے اڑا دی جائے۔"

ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ

عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نے حق کی شہادت کا اعتراف کر لیا اور اسلام لے آئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ابوسفیان ایک ایسا آدمی ہے جو اس فخر کو محبوب رکھتا ہے، لہٰذا آپ اس کے لیے کچھ مقرر فرما دیجیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا، اسے امن ملے گا۔ جو اپنا دروازہ بند کرے گا۔ اسے امن ملے گا۔ اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا، وہ بھی مامون ہوگا۔"

پھر جب ابوسفیان نے واپسی کے ارادے سے چلنا چاہا۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا، عباسؓ! پہاڑ کی ناک پر وادی کی تنگی کی جگہ، ابوسفیان کو روکو تاکہ اس کے پاس سے خدائی لشکر گزرے تو وہ اسے دیکھ لے۔"

عباسؓ کہتے ہیں: میں نکلا اور ابوسفیان کو وادی کی تنگ جگہ روک لیا، جہاں مجھے رسول اللہ صلعم نے روکنے کے لیے کہا تھا۔

رسولؐ اللہ کے لشکر کا گزر

وہ فرماتے ہیں: قبائل اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرنے لگے۔ جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا، ابوسفیان پوچھتے، عباسؓ! یہ کونسا قبیلہ ہے"؟ میں کہتا: "یہ قبیلہ سُلیم ہے" اس پر ابوسفیان کہتے: اوہو، یہ قبیلہ سُلیم!" پھر دوسرا قبیلہ گزرتا اور وہ پوچھتے، عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ میں بتاتا: یہ قبیلہ مزینہ ہے۔" پھر ابوسفیان کہتے: اوہو، یہ قبیلہ مزینہ"! یہاں تک کہ تمام قبائل گزر گئے، جو بھی قبیلہ گزرتا تھا، مجھ سے اس کے بارے میں دریافت کرتے تھے، میں انھیں بتاتا تھا اور وہ کہتے تھے: اوہو، فلاں قبیلہ"۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلعم اپنے سبز لشکر کے ساتھ گزرے، بقول ابن ہشام اسے سبز لشکر اس لیے کہا گیا کہ اس میں ہتھیار بہت تھے، جن میں ایک قسم کی سبزی نظر آتی تھی۔ یہ قول ابن اسحٰق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں مہاجرین اور انصار تھے (رضوان اللہ علیہم) ان میں کوئی بھی لوہے کی زرہ کے بغیر نظر نہ آتا تھا، اسے دیکھ کر ابوسفیان نے کہا: سبحان اللہ! عباس! یہ کون لوگ ہیں؟" میں نے بتایا: "یہ مہاجرین اور انصار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں"۔ ابوسفیان بولے: ابوالفضل! خدا کی قسم! ان لوگوں کا کوئی بھی سامنا نہیں کر سکتا، نہ ایسی کسی میں طاقت ہے، تمھارے برادر زادہ کی حکومت و مملکت مستقبل قریب میں عظیم الشان ہو جائے گی"۔ اس پر میں نے کہا: یہ نبوت ہے"۔ کہنے لگے: جب تو اور بھی اچھا ہے"۔

ابوسفیان کی واپسی

عباس کہتے ہیں، میں نے ابوسفیان سے کہا: اپنی قوم کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ یہ گئے اور جب ان کے پاس پہنچے تو بآواز بلند اعلان کیا: اے گروہ قریش! یہ رہے محمدؐ! جو تمھارے سر پر آگئے ہیں، تم ان کا سامنا نہیں کر سکتے۔ اس لیے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا، وہ امن پائے گا"۔ یہ بات سن کر ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی طرف مقابلے کے لیے کھڑی ہو گئی، ان کی مونچھیں پکڑ لیں اور کہا: اس موٹے چربیلے شخص کو جو مشک کی طرح پھولا ہوا ہے، مار ڈالو۔ قوم اس کے باعث تباہ ہو گئی۔ دیکھو تمھیں یہ چیزیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ یہ تو یہ کہتا ہوا آیا کہ تم میں ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں، اس لیے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امن پائے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا: تجھ پر خدا کی مار! تیرا گھر ہمیں کیا نفع پہنچائے گا۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اور جو اپنا دروازہ اپنے آپ پر بند کرے گا۔ وہ بھی امن پائے گا اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا، وہ بھی مامون ہوگا"۔ چنانچہ لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد حرام میں چلے گئے۔

رسولؐ اللہ ذی طویٰ میں

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہؓ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا۔ کہ جب رسول اللہ صلعم ذی طویٰ[1] میں پہنچے تو آپ سواری پر ٹھہرے رہے، آپ کا عمامہ بغیر شملے کے تھا اور وہ نصف سرخ یمنی چادر کا تھا، اپنا سر اللہ کے حضور میں انکسار و خضوع کے طور پر جھکا رکھا تھا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مکہ سے نوازا تھا، سر اتنا جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کے ٹھٹے سے لگ رہی تھی۔

ابوقحافہ کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یحییٰ بن عباد (بن عبد اللہ بن زبیر) نے اپنے باپ عباد سے اور انھوں نے (عباد نے) اپنی دادی اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت بیان کی۔ جب رسول اللہ صلعم ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، تو ابوقحافہ (والد ابوبکرؓ) نے اپنے چھوٹے بچوں میں سے ایک لڑکی سے کہا: میری بچی! مجھے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھنے میں مدد دے۔ ان کی بصارت زائل ہو چکی تھی، بہر حال لڑکی نے انھیں

---

[1] ذی طویٰ مکہ معظمہ کی ایک وادی

(ابو قبیس پر) چڑھا دیا، پھر انھوں نے پوچھا: بچی! کیا دیکھتی ہے؟ جواب دیا: میں ایک بہت بڑی جمعیت دیکھتی ہوں، ابو قحافہ نے کہا، کہ یہ سوار ہیں، لڑکی نے کہا: میں ایک آدمی کو دیکھتی ہوں جو سواروں کے سامنے آگے پیچھے دوڑ رہا ہے، اس پر ابو قحافہ نے کہا، یہ وازع ہے جو سواروں کا انتظام کرتا اور ان کے پیش پیش رہتا ہے، لڑکی نے کہا: اب خدا کی قسم! جمعیت منتشر ہو گئی، ابو قحافہ نے کہا: اب خدا کی قسم! سواروں کو ہٹا دیا گیا، اس لیے اب تو مجھے جلدی سے گھر پہنچا دے، لڑکی انھیں لے کر نیچے اتر آئی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر پہنچ سکیں، سواروں نے انھیں آلیا اور اس لڑکی کے گلے میں چاندی کا ایک ہار تھا۔ ایک آدمی نے اس کی گردن سے کاٹ کر نکال لیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہو کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے تو ابو بکرؓ اپنے والد کو پکڑے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے، آپ نے دیکھ کر فرمایا، بوڑھے آدمی کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا؟ میں خود وہاں جا کر ان سے مل لیتا۔ ابو بکرؓ نے جواب دیا: ان کے پاس آپ کے چل کر جانے سے زیادہ مناسب یہی تھا کہ یہ چل کر آپ کے پاس پہنچیں، غرض رسول اللہ صلعم نے انھیں اپنے سامنے بٹھا لیا، ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اسلام لے آؤ، چنانچہ ابو قحافہ نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر ابو بکر انھیں لے کر اندر داخل ہوئے، ان کا سر بالکل سفید ہو رہا تھا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ان کے بال رنگ دو، پھر ابو بکرؓ کھڑے ہوئے، اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ اور اسلام کے نام پر میں اپنی بہن کا ہار طلب کرتا ہوں، مگر جواب کون دیتا۔ پھر ابو بکرؓ نے خود ہی کہا: میری چھوٹی سی بہن! یہ اپنا ہار سنبھال! خدا کی قسم! آج کل لوگوں میں امانت کا خیال نہیں رہا۔"

اسلامی لشکر کا داخلہ مکہ میں

ابن اسحٰق نے کہا۔ مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ جس وقت رسول اللہ صلعم ذی طویٰ سے اپنی فوج بھیجنے لگے تو زبیر بن عوام کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ مقام کُدیٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں اور زبیر ابن عوام میسرہ پر مقرر تھے، سعد بن عبادہ کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو لے کر مقام کَداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں[1]۔

---

[1] دو پہاڑ میں ایک کُدیٰ، دوسرا کَداء، کُدیٰ مکہ معظمہ کے نشیبی حصے (جنوب) میں ہے اور کَداء بالائی حصے (شمال) میں، کَداء کے ایک گوشے میں مکہ معظمہ کا مشہور قبرستان جنۃ المعلیٰ ہے۔ رسول اللہ صلعم کَداء (بالائی جانب) سے مکہ میں داخل ہوئے تھے اور کُدیٰ (جنوب) کی طرف سے نکلے تھے۔ اس باب میں اور اقوال بھی ہیں۔

سعد بن عُبادہ

ابن اسحٰق نے کہا: بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب سعد بن عبادہ مکہ میں داخل ہوا چاہتے تھے تو انھوں نے کہا: اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ، اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَۃَ" آج کا دن جنگ یعنی زد و کشت کا دن ہے، آج کعبۃ اللہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی"۔ ایک مہاجر نے سن لیا۔ بقول ابن ہشام وہ مہاجر عمرؓ تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! سعد ابن عبادہ نے جو کہا ہے، اسے آپ سنیے، ہمیں ان سے قریش پر حملہ کرنے کے متعلق اطمینان نہیں، رسول اللہ صلعم نے علی ابن ابی طالب سے کہا: تم جاؤ، ان سے جھنڈا لے لو اور خود اسے لے کر مکہ میں داخل ہو۔

داخلے کا راستہ

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کو بھی حکم دیا تھا، چنانچہ خالدؓ بن ولید لیط[1] کی طرف سے، جو مکہ کی نشیبی جانب (جنوب) تھا، کچھ لوگوں کو لے کر داخل ہوئے، خالدؓ بن ولید میمنے پر متعین تھے اور جو قبائل ان کے ساتھ تھے، ان میں قبیلہ اسلم، سُلیم، غفار، مزینہ، جُہینہ، اور عرب کے کچھ اور قبائل موجود تھے۔ اور ابو عبیدہ ابن جراح مسلمانوں کی ایک صف لے کر رسول اللہ صلعم کے سامنے سے مکہ میں اترے اور خود رسول اللہ صلعم اذاخر[2] سے داخل ہوئے، آپ اعلیٰ مکہ میں اترے تھے اور وہیں آپ کا خیمہ لگا دیا گیا تھا۔

مسلمانوں سے تعرض

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ ابن نجیح اور عبد اللہ بن ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابو جہل اور سہیل بن عمرو نے قتال کے مقصد سے لوگوں کو مقام خندمہ میں جمع کیا تھا اور حماس بن قیس بن خالد اخو بنو بکر، رسول اللہ صلعم کے داخلے سے پیشتر اسلحہ بہم پہنچا رہا تھا اور انھیں ٹھیک کر رہا تھا، اس موقع پر اس کی بیوی نے اس سے کہا، یہ جو میں دیکھ رہی ہوں، یہ تیاری کیوں کی جا رہی ہے؟ حماس بن قیس نے جواب دیا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے لیے، بیوی نے کہا: خدا کی قسم! میں نہیں سمجھتی کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے میں کوئی ٹھہر سکتا ہے۔ حماس نے کہا: خدا کی قسم! میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے کوئی آدمی تمھاری خدمت میں مقرر کروں گا"۔

پھر یہ بند پڑھا:

---

[1] ارزقی کے بیان کے مطابق مکہ معظمہ کی ایک گھاٹی۔ [2] مکہ معظمہ کے پاس ایک چوٹی۔

إِنْ يُقْبِلُوا الْيَوْمَ فَمَا لِي عِلَّهْ هٰذَا سِلَاحٌ كَامِلٌ وَأَلَّهْ
وَذُو غِرَارَيْنِ سَرِيعُ السَّلَّهْ

اگر آج یہ لوگ میرے مقابلے پر آئیں گے تو میرے اندر کوئی کمزوری

نہیں، پورے ہتھیار موجود ہیں، یہ لمبی سنان والا حربہ ہے، یہ دو دھاری

تیزی سے نکل آنے والی تلوار ہے۔

اس کے بعد وہ خندمہ میں صفوان، سہیل اور عکرمہ کے پاس حاضر ہوگیا، پھر جب ان لوگوں سے خالدؓ بن ولید کے ساتھیوں میں سے کچھ مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو طرفین کی طرف سے تھوڑا بہت قتال ہوا اس قتال میں کُرز ابن جابر، بنو محارب ابن فہر کا ایک فرد اور خُنیس بن خالد بن ربیعہ بن اصرم، بنو مُنقذ کا حلیف، مارے گئے، یہ دونوں خالدؓ بن ولید کے سواروں میں شامل تھے، مگر جماعت سے الگ ہو گئے اور جس راستے پر خالدؓ جا رہے تھے، اسے چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے گئے، چنانچہ دونوں کو ایک ساتھ قتل کر دیا گیا۔ خُنیس بن خالد کو کُرز ابن جابر سے پہلے قتل کیا گیا تھا، چنانچہ کرز ابن جابر نے خُنیس کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان لے کر ان کی مدافعت میں لڑنا شروع کیا اور مارے گئے، یہ بند وہ رجزیہ انداز میں پڑھ رہے تھے۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ مِنْ بَنِي فِهْرِ نَقِيَّةُ الْوَجْهِ نَقِيَّةُ الصَّدْرِ
لَأَضْرِبَنَّ الْيَوْمَ عَنْ أَبِي صَخْرِ

آج بنو فہر کے زرد رنگ، صاف چہرے والوں اور صاف سینے والوں

کو معلوم ہو گیا کہ میں ابو صخر کی طرف سے کیسی شمشیر زنی کر رہا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا، خُنیس کی کنیت ابو صخر تھی، نیز کہا کہ خُنیس قبیلہ خزاعہ کے ایک فرد تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن نجیح اور عبداللہؓ بن ابی بکرؓ دونوں نے بیان کیا: قبیلہ جُہینہ میں سے سلمہ بن میلاء کو خالد بن ولید کے سواروں میں تھے، شہید کیا گیا اور مشرکین کے بارہ یا تیرہ آدمی قتل ہوئے، پھر انھیں شکست ہوگئی، حماس بھی شکست کھا کر اپنے گھر میں داخل ہوگیا، اور بیوی سے کہا، دروازہ مجھ پر بند کر دو۔ اس نے کہا: جو تم کہہ رہے تھے، وہ اب کہاں گیا؟ اس پر حماس نے یہ شعر پڑھے:۔

إِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ إِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرِمَهْ
وَأَبُو يَزِيدَ قَائِمٌ كَالْمُوتَمَهْ وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوفِ الْمُسْلِمَهْ

يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَهْ　　ضَرْبًا فَلَا يُسْمَعُ إِلَّا غَمْغَمَهْ
لَهُمْ نَهِيتٌ خَلْفَنَا وَهَمْهَمَهْ　　لَمْ تَنْطِقِي فِي اللَّوْمِ أَدْنَى كَلِمَهْ

دیکھ، اگر تو خندمہ کی جنگ خود دیکھ لیتی، کہ صفوان بھاگ کھڑا ہوا عکرمہ بھاگ کھڑا ہوا اور ابویزید (سہیل بن عمرو) ستون بن کر کھڑا رہ گیا اور ان سب کا سامنا ان لوگوں نے مسلم تلواروں سے کیا، جو ہر کلائی اور ہر کھوپری کو مار مار کر کاٹ رہی تھیں اور بجز ملی ہوئی آوازوں کے کان پڑی بات نہ سنائی دے رہی تھی اور ہمارے پیچھے صفوان وغیرہ کے سینوں کی ہُوں ہُوں کی آوازوں کے سوا کچھ نہ تھا، تو تُو اپنی زبان سے ملامت کا ایک لفظ بھی نہ نکالتی۔

ابن ہشام نے کہا: یہ اشعار رعاش ہذلی کے روایت کیے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کا شعار

فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے مہاجرین کا شعار (نشان جنگ) "یا بنی عبدالرحمٰن" خزرجیوں کا نشان جنگ "یا بنی عبداللہ" اور اوسیوں کا شعار (نشان جنگ) "یا بنی عبیداللہ" تھا۔

باب ۱۶۱

فتح مکہ

(۲)

ابن اسحٰق نے کہا: اور رسول اللہ صلعم نے مکہ میں داخل ہونے کا حکم فرمایا

رسول اللہ صلعم کا عہد

تو اس وقت اپنے اپنے لشکر کے امیروں اور قائدوں سے عہد لیا، کہ وہ بجز ان لوگوں کے جو ان سے آ کر لڑیں اور کسی کو قتل نہ کریں، مگر ساتھ ہی آپ نے کچھ آدمیوں کو نام بتا کر یہ عہد بھی لیا کہ وہ جہاں مل جائیں، حتیٰ کہ خانہ کعبہ کے پردوں کے نیچے بھی، تو انھیں وہیں قتل کر دو۔ ان لوگوں میں عبداللہ بن سعد، اخو بنو عامر بن لوئی بھی تھا۔

حکم قتل کا سبب

رسول اکرم صلعم نے ابن سعد کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ اس نے اسلام اختیار کیا اور وحی لکھنے پر متعین ہوا۔ پھر اسلام چھوڑ کر مشرک و مرتد ہو گیا اور قریش کی طرف واپس چلا گیا تھا (اب کہ مکہ فتح ہو رہا تھا) یہ بھاگ کر عثمان بن عفانؓ کے پاس پناہ گزین ہوا اور ان کا یہ رضاعی بھائی تھا۔ عثمانؓ نے اسے چھپائے رکھا۔ پھر جب فتح کے بعد سب لوگوں کو اطمینان ہو گیا تو عثمانؓ اسے لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے لیے امن کی درخواست کی۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ (عثمان کی سفارش پر) رسول اللہ صلعم خاصی دیر تک خاموش رہے، پھر فرمایا: اچھا۔ اس کے بعد عثمانؓ رسول اللہ صلعم کے پاس سے واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلعم نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے صحابۂ کرام سے فرمایا: میں اس لیے خاموش ہو گیا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن تلوار سے اڑا دے گا۔" ایک انصاری بولے: یا رسولؐ اللہ! کیا آپ کا روئے سخن میری طرف تھا؟ آپ نے فرمایا: دیکھو، نبی اشارے سے قتل نہیں کرتا۔"

ابن ہشام نے کہا: ابن سعد بعد میں اسلام لائے، عمرؓ ابن خطاب نے انھیں اپنے زمانہ خلافت میں بعض معاملات کا والی مقرر فرمایا۔ پھر حضرت عثمانؓ ابن عفان نے بھی انھیں والی مقرر کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا (جنھیں قتل کر دینے کا حکم ہوا تھا، ان میں سے) دوسرا آدمی عبداللہ ابن خطل تھا، جو بنو تیم ابن غالب کا آدمی تھا، اس کے قتل کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوا

اسے رسول اللہ صلعم نے وصول صدقات کے لیے عامل بنا کہ ایک انصاری کے ساتھ بھیجا، ساتھ اس کا غلام بھی تھا جو مسلمان تھا اور اس کی خدمت پر مامور تھا۔ ابن خطل ایک منزل پر اترا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کر کے کھانا تیار کرے۔ اور خود سو گیا اور جب جاگا تو کھانا تیار نہ تھا، ابن خطل نے غلام پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور خود مرتد ہو گیا۔

مزید مجرم افراد عبداللہ ابن خطل کی دو باندیاں تھیں، ایک فرتنی اور دوسری اس کی ساتھی۔ یہ دونوں رسول اللہ صلعم کی ہجو میں گانے گایا کرتی تھیں، آپ نے ابن خطل کے ساتھ ان دونوں کے لیے بھی قتل کا حکم دیا تھا، (واجب القتل مجرموں میں سے پانچواں) حویرث ابن نقیذ (ابن وہب بن عبد بن قصی) تھا، یہ مکہ میں رسول اللہ صلعم کو ایذا پہنچایا کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، عباسؓ ابن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کی دو صاحبزادیوں، فاطمہؓ اور ام کلثوم کو مکہ سے مدینہ لے جا رہے تھے، حویرث نے ان دونوں کو پریشان کیا اور تیر مار کر زمین پر گرا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: (مجرموں میں سے چھٹا) مقیس ابن حُبابہ تھا۔ اسے قتل کرنے کا حکم اس سبب سے دیا گیا تھا کہ اس نے ایک انصاری کو قتل کر دیا تھا، جس نے مقیس کے بھائی کو (مسلمان ہونے کے باوجود) غلطی سے قتل کر دیا تھا اور مقیس انصاری کو قتل کر کے مشرک ہو کر قریش کے پاس واپس ہو گیا تھا۔ (انھیں سے ایک) سارہ بھی تھی جو خاندان بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی باندی تھی۔ یہ رسول اللہ صلعم کو مکہ میں ایذا پہنچاتی تھی۔ عکرمہ ابن ابی جہل بھی انھیں میں شامل تھا۔ مگر یہ بھاگ کر یمن چلا گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث ابن ہشام نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلعم سے عکرمہ کے لیے امن و عفو کی درخواست کی۔ آپ نے یہ درخواست منظور فرمائی، چنانچہ ام حکیم، عکرمہ کی تلاش میں یمن پہنچی، آخر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا، اور عکرمہ اسلام لے آئے۔

کون کون قتل ہوئے؟ عبداللہ ابن خطل کو سعید ابن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی نے مل کر قتل کیا، مقیس ابن حبابہ کو نمیلہ ابن عبداللہ نے قتل کیا جو اس کی قوم کا آدمی تھا، مقیس کی بہن نے مقیس کے قتل پر یہ شعر پڑھے:۔

لَعَمْرِی لَقَدْ اَخْزٰی نُمَیْلَۃُ رَھْطَہٗ ۔۔۔ وَفَجَّعَ اَضْیَافَ الشِّتَاءِ بِمِقْیَسِ

جان کی قسم! نمیلہ نے اپنی قوم کو رسوا کر دیا اور مقیس کو مار کر موسم سرما کے مہمانوں کو تکلیف میں ڈال دیا۔

فَلِلّٰہِ عَیْنَا مَنْ رَأَیٰ مِثْلَ مِقْیَسٍ   إِذَا النُّفَسَاءُ أَصْبَحَتْ لَمْ تُخَرَّسِ

خدارا بتاؤ، وہ آنکھ کہاں ہے، جو اب مقیس جیسے (فیاض و سخی) آدمی
کو اس زمانے میں دیکھ سکے. جب زچگی میں عورتوں کے لیے کھانا تیار نہیں
کیا جاتا (قحط اور فقر و فاقہ کے زمانے کی طرف اشارہ ہے)

ابن خطل کی دو باندیوں میں ایک باندی قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی، آخر رسول اللہ صلعم سے اس کے لیے امن کی درخواست کی گئی اور آپ نے اسے امن دے دیا۔

سارہ کے لیے بھی امن کی درخواست کی گئی، اسے بھی امن دے دیا گیا اور یہ بچ گئی۔ عمرؓ کے زمانہ خلافت میں وہ وادی مکہ میں ایک سوار کے گھوڑے کے نیچے آ کر مری، رہ گیا حویرث، تو اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اُمِّ ہانیؓ کی پناہ ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے سعید ابن ابو ہند نے بواسطہ ابو مرہ مولی عقیل ابن ابی طالب بیان کیا کہ ام ہانیؓ نے بتایا، جب رسول اللہ صلعم نے بالائی مکہ میں نزول اجلال فرمایا تو میرے پاس دو آدمی، جو میرے دیوروں میں سے تھے، دوڑے ہوئے آئے۔ یہ دونوں آدمی خاندان بنی مخزوم سے تعلق رکھتے تھے اور ام ہانی ہبیرہ ابن ابو وہب مخزومی کی زوجیت میں تھیں، حضرت ام ہانی فرماتی ہیں، پھر میرے بھائی علیؓ ابن ابی طالب گھر میں داخل ہوئے اور کہا، خدا کی قسم! میں ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔" میں نے انھیں بچانے لیے دروازہ بند کر لیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس بالائی مکہ میں پہنچی، میں نے دیکھا کہ آپ ایک تسلے کے پانی سے جس میں آٹے کے نشان بھی تھے غسل فرما رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ کپڑے سے پردہ کیے ہوئے ہیں، آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑا لیا اور پہن لیا۔ پھر چاشت کی آٹھ رکعات نماز ادا کی۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، خوش آمدید ام ہانی! کیونکر آنا ہوا؟ میں نے دونوں آدمیوں اور علیؓ کا حال بتایا تو آپ نے فرمایا: قد اجرنا من اجرتِ و امنّا من امنتِ فلا یقتلھما" جسے تم نے پناہ دی، اسے ہم نے پناہ دی، جسے تم نے امن دیا اسے ہم نے امن دیا، علیؓ انھیں قتل نہ کریں۔

ابن ہشام نے کہا: یہ دونوں آدمی حارث ابن ہشام اور زہیر ابن ابو امیہ بن مغیرہ ہیں۔

طواف بیت اللہ ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد ابن جعفر ابن زبیر نے بواسطہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابو ثور، صفیہ بنت شیبہ کی روایت بیان کی کہ (فتح حاصل ہو جانے کے بعد) رسول اللہ صلعم نے مکہ میں نزول فرمایا اور عام اطمینان ہو گیا تو آپ نکلے اور بیت اللہ

پہنچے، آپ نے سواری ہی پر بیٹھے ہوئے سات مرتبہ طواف کیا، بہ حالت طواف آپ کے ہاتھ میں چھڑی (محجن[1]) تھی۔ اس سے حجرِاسود کو (بہ غرض بوسہ) چھوتے تھے، جب آپ طواف پورے کر چکے تو عثمان بن طلحہ کو بلایا اور ان سے اس کی کنجی لے کر کعبۃ اللہ کو کھولا، داخل ہوئے، اندر لکڑی کے بنے ہوئے کبوتر دیکھے تو انھیں دستِ مبارک سے توڑ کر پھینک دیا۔ پھر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے، لوگ آپ کے لیے مسجد حرام میں جمع ہو گئے۔

خطبہ شریفہ ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ فرمائے:۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ أَلَا كُلُّ مَأْثُرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ، أَلَا وَقَتِيْلُ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا، فَفِيْهِ الدِّيَةُ مُغَلَّظَةً مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُوْنَ مِنْهَا فِيْ بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکہ و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا وعدہ سچا ثابت ہوا۔ اس نے اپنے بندے کی نصرت فرمائی، محض اسی نے تمام گروہوں کو شکست دی۔ سن لو، ہر موروثی استحقاق ہر خون اور مال جس کا دعویٰ کیا جائے وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے، بجز خدمت بیت اللہ کے حق اور حجاج کو پانی پلانے کے حق کے، سن لو، جو خطاءً قتل ہوا ہو وہ کوڑے اور لاٹھی سے عمداً قتل کیے جانے والے کے مشابہ ہے، پس اس میں دیت مغلظہ ہے یعنی سو اونٹ، جن میں سے چالیس ایسے اونٹ ہوں گے جن کے پیٹ میں بچے ہوں (گابھن ہوں)۔ اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پہ فخر و غرور زائل کر دیا، سب انسان آدم سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے۔

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا	اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمھارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ

[1] محجن اس لکڑی یا چھڑی کو کہتے ہیں جو شتر سوار کے ہاتھ میں رہتی ہے اور اس کا ایک سرا خم کھایا ہوا ہوتا ہے۔

وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۝ (۴۹ : ۱۳)

تم ایکدوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک تم میں سب سے زیادہ شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ خبیر و علیم ہے۔

امن و آزادی کی بشارت

اس کے بعد فرمایا:۔
اے گروہ قریش! میں تمھارے بارے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کے متعلق تم کیا رائے رکھتے ہو؟"۔

سب نے کہا: بہتر رائے رکھتے ہیں، آپ شریف بھائی ہیں، شریف بھائی کے بیٹے ہیں"۔

فرمایا:۔

"اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ" جاؤ، اب تم آزاد ہو"۔

ابن طلحہ سے عہد و قرار

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں بیٹھ گئے، علیؓ آپ کی طرف جا کر کھڑے ہوئے، خانہ کعبہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں تھی، رسول اللہؐ سے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپ پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے، سقایۃ اور حجابۃ (حجاج کو پانی پلانے کا محکمہ اور خانہ کعبہ کی خدمت کا محکمہ) دونوں مجھے عنایت فرمائیے"۔ آپ نے پوچھا: عثمان ابن طلحہ کہاں ہیں؟ انھیں بلایا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"ھاک مفتاحک یا عثمان، الیوم یوم بِرٍّ و وفاءٍ" (عثمان! یہ اپنی کنجی تھامو، آج بھلائی اور وفائے عہد کا دن ہے")

ابن ہشام نے کہا: سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ سے فرمایا: انما اعطیکم ما تُرْزَءُون لا ما تَرْزَءُون"۔ بقول ابو علی اس کے معنی ہیں: میں نے تمھیں وہ منصب دے دیا، جس کی تمھیں تمنا تھی، یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب، جس میں محنت و مشقت درکار ہے، باقی منصب، سوانت یعنی بیت اللہ کی خدمت تو اس کا انتظام اور لوگ کریں گے اور غلاف سلوا کر بھیجیں گے"۔

بیت اللہ کی تصویریں

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلعم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے اندر ملائکہ وغیرہ کی تصویریں دیکھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی تھی، ان کے ہاتھ میں تیر تھے، جنھیں چلا رہے تھے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان پر اللہ کی مار، انھوں نے ہمارے بزرگ سے بھی تیر چلوائے، کہاں حضرت ابراہیمؑ اور کہاں یہ (تیر) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ

الْمُشْرِكِيْنَ : (حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی، وہ تو خالص و مخلص مسلم تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے) آپ نے ان تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا اور بالآخر سب مٹا ڈالی گئیں۔

کعبے کے اندر نماز

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ بلالؓ بھی تھے۔ آپ خانہ کعبہ سے نکل کر باہر تشریف لے آئے اور بلالؓ پیچھے ہی رہ گئے۔ پھر عبداللہؓ بن عمرؓ اندر داخل ہوئے اور بلالؓ وہیں تھے، عبداللہ بن عمرؓ نے بلالؓ سے دریافت کیا: رسول اللہ صلعم نے کس جگہ نماز پڑھی؟ مگر یہ دریافت نہ کیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ چنانچہ عبداللہؓ بن عمرؓ جب بھی بیت اللہ میں داخل ہوتے تھے، منہ سامنے رکھتے اور دروازہ پشت کی جانب ہوتا۔ ان کے اور خانہ کعبہ کی (سامنے کی) دیوار کے درمیان صرف تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا اور نماز پڑھتے تھے، عبداللہؓ بن عمرؓ کو بلالؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جو جگہ بتائی تھی، اسی جگہ نماز ادا کرتے تھے۔

عتّاب وحارث کا اسلام

ابن ہشام نے کہا: اور مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم عام فتح میں بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے، ساتھ بلالؓ بھی تھے رسول اللہ صلعم نے بلالؓ کو اذان کے لیے ارشاد فرمایا، وہ اذان کہنے لگے، ادھر ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اُسید اور حارث ابن ہشام بھی صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اذان سن کر عتاب ابن اسید نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اسید (عتاب کے باپ) کو یہ شرف بخشا کہ یہ آواز اس کے کان میں نہ پڑی، کیونکہ اگر وہ اسے سنتا تو سخت برہم ہوتا، حارث ابن ہشام بولا: خدا کی قسم! مجھے معلوم ہوتا کہ اسید اس آواز کو مٹا رہا ہے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔" ان دونوں کی گفتگو سن کر ابوسفیان نے کہا، میں کچھ نہیں کہتا، اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی خبر پہنچا دیں گی۔" اس ساری گفتگو کے بعد رسول اللہ صلعم نکل کر ان کے پاس آئے اور فرمایا: جو تم لوگوں نے گفتگو کی ہے وہ سب مجھے معلوم ہو گئی، چنانچہ آپ نے انھیں تمام باتیں بتا دیں۔ اب حارث اور عتاب کہہ اُٹھے:

نَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَ اللّٰهِ	ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے فرستادہ ہیں۔
مَا اَطْلَعَ عَلٰى هٰذَا اَحَدٌ كَانَ مَعَنَا	خدا کی قسم! اس گفتگو کا کسی کو علم نہیں ہوا، ہمارے ساتھ کوئی نہ تھا کہ ہم کہتے، اس نے خبر دی ہوگی۔
فَنَقُوْلُ اَخْبَرَكَ:	

قتل کا ایک واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے سعید بن ابوسندر اسلمی نے اپنی قوم کے ایک آدمی کی روایت بیان کی کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا، جسے احمر باسا

کہا جاتا تھا، وہ بہادر آدمی تھا، جب سوتا تو نہایت بھیانک خراٹے لیتا، جس کے باعث اس کے سونے کی جگہ مخفی نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ جب یہ اپنے محلے میں رات گزارتا تو محلے کے ایک کنارے جا کر گزارتا تھا، اس کے محلے پر شب خون مارا جاتا تو لوگ "یا احمر، یا احمر" کی چیخیں مارا کرتے تھے اور یہ اٹھ کر شیر کی طرح جوش میں حملہ کرتا تھا، پھر کوئی چیز اس کے سامنے نہیں ٹک سکتی تھی۔ ایک مرتبہ قبیلہ ہذیل کے کچھ جنگ جو لوگ احمر کے لوگوں پر حملے کے قصد سے آئے، یہ لوگ جب ان کے قریب ہوئے تو ابن الاثوع ہذلی نے کہا: دیکھو، جلدی نہ کرو، مجھے دیکھنے دو، اگر ان میں احمر ہے تو ان پر حملہ کرنے کی کوئی سبیل نہیں مگر اس کا خراٹا بالکل نہیں چھپتا، چنانچہ اس نے کان لگا کر سنا اور اس کے خراٹے کی آواز سنتے ہی ادھر چلا اور جا کر اس کے سینے پر تلوار رکھ دی۔ پھر وار کیا اور قتل کر ڈالا، بعد ازاں غارت گری شروع کی، اب آدمیوں نے "یا احمر یا احمر" کی آوازیں لگانا شروع کیں، لیکن احمر کہاں تھا؟ جب فتح مکہ کا موقع آیا اور دوسرا دن ہوا۔ تو ابن الاثوع ہذلی چل کر مکہ پہنچا، اس کی نظر حالات پر تھی اور لوگوں سے پوچھتا بھی جاتا تھا، یہ گھات میں تھا، کہ اسے بنی خزاعہ نے دیکھ کر پہچان لیا، گھیرا ڈال کر اسے دھکیلتے ہوئے مکہ کی ایک دیوار کے پہلو میں لے گئے اور پوچھنے لگے: کیا تو ہی احمر کا قاتل ہے؟" اس نے جواب دیا: ہاں! میں اس کا قاتل ہوں" پھر کیا بات ہے؟" راوی کہتا ہے کہ اتنے میں خراش ابن امیہ تلوار لگائے ہوئے آ گئے۔ خراش نے کہا: اس شخص سے ہٹ کر ایک طرف ہو جاؤ، خدا کی قسم! میرا گمان یہی ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے، لوگ اس کے پاس سے ہٹ جائیں، چنانچہ جب ہم اس سے ہٹ کر ایک طرف ہو گئے تو خراش نے ابن الاثوع پر حملہ کیا اور اپنی تلوار اس کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ خدا کی قسم! میں گویا اس وقت بھی یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ اس کی آنتیں وغیرہ پیٹ سے نکل کر گر رہی ہیں، آنکھیں اس کے سر میں گھسی جا رہی ہیں اور وہ کہہ رہا ہے" اے گروہ خزاعہ! کیا تم نے یہ کام کیا ہے"؟ تا آنکہ وہ دھڑام سے گرا اور مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ خزاعہ! قتل سے اپنے ہاتھ کھینچ لو، قتل بہت ہو چکا ہے اب اس میں کوئی فائدہ نہیں، تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے، میں اس کی دیت دوں گا"۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی نے سعید بن مسیب کی روایت بیان کی کہ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا، خراش بن امیہ نے یہ کام کیا ہے تو فرمایا، خراش قتال ہے۔ (یعنی یہ بہت بڑا قاتل ہے"، آپ اس کا یہ عیب ظاہر کیا کرتے تھے۔

حرمت کعبہ کے بارے میں خطبہ ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے سعید بن ابو سعید مقبری نے

ابو شریح خزاعی کی روایت بیان کی کہ جب عمرو بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ گئے تو میں بھی گیا[1]۔ میں نے عمرو ابن زبیر سے کہا، یہ سب کیا ہے! جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہم آپ کے ساتھ تھے، فتح مکہ کے دوسرے دن بنو خزاعہ کے لوگوں نے بنو ہذیل کے ایک مشرک آدمی کو حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اس میں فرمایا:۔

یا ایھا الناس! ان اللہ حرم مکۃ یوم خلق السموٰت والارض فھی حرام من حرام الیٰ یوم القیامۃ فلا یحل لامرئ یومن باللہ والیوم الآخر ان یسفك فیھا دما ولا یعضد بھا شجرا۔ لم تحلل لاحد کان قبلی ولا تحل لاحد یکون بعدی، ولم تحلل لی الا ھذہ الساعۃ غضبا علیٰ اھلھا، الا، ثم قد رجعت کحرمتھا بالامس، فلیبلغ الشاھد منکم الغائب، فمن قال لکم ان رسول اللہ (قد) قاتل فیھا فقولوا، ان اللہ قد احلھا لرسولہ ولم یحللھا لکم یا معشر خزاعۃ ارفعوا ایدیکم عن القتل فلقد کثر القتل ان نفع، لقد قتلتم

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین و آسمان پیدا کیے، اسی دن مکہ کو حرمت کی جگہ قرار دیا، پس وہ اس وقت سے برابر حرمت کی جگہ چلا آ رہا ہے اور قیامت تک اسی طرح محرم رہے گا، لہٰذا کسی بھی ایسے آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات جائز نہیں کہ مکہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ اس میں کوئی درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی بھی شخص کے لیے مکہ حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد آنے والے کسی شخص کے لیے حلال ہوگا، میرے لیے بھی حلال نہیں ہوا، ہاں صرف اس وقت کے لیے محض اس وجہ سے حلال کر دیا گیا کہ اہل مکہ پر اللہ کو اظہار غضب مقصود تھا، سن لو، اس وقت کے بعد اس کی حرمت کل کی طرح پھر لوٹ آئی لہٰذا انھیں چاہیے کہ جو بھی یہاں موجود ہے (اور میری یہ بات سن رہا ہے) وہ حقیقت کو ہر اس شخص تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں پس تم سے جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلعم نے مکہ میں قتال کیا تھا اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسولؐ

---

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن معاویہؓ کی طرف سے ولید بن عتبہ بن ابو سفیان مدینہ منورہ کا حاکم تھا، اس نے عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے عمرو بن الزبیر کو سالار فوج بنا رکھا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بیان صحیح نہیں، سالار عمرو بن زبیر نہ تھا بلکہ عمرو بن سعید بن العاص بن ربیعہ تھا۔

قتيلا لا وديته فمن قتل بعد مقامي هذا فاهله بخير النظرين ان شاءوا فدم قاتله، وان شاءوا فعقله":

کے لیے اسے حلال کیا تھا، تمھارے لیے حلال نہیں کیا۔ اے گروہ خزاعہ! اب قتل سے اپنے ہاتھ اٹھاؤ، قتل بہت ہو چکا ہے اس میں کوئی نفع نہیں، تم نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے میں اس کی دیت دوں گا۔ میرے اس قیام کے بعد جو قتل کیا جائے تو مقتول کے ورثاء کو دو چیزوں میں اختیار ہوگا اگر وہ چاہیں تو قصاص لے لیں اور چاہیں تو خون بہا لے لیں۔

اس خطبے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو خزاعہ کے قتل کیے ہوئے شخص کا خون بہا ادا فرمایا (ابو شریح کی اس گفتگو کے بعد) عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے کہا، جا بوڑھے اپنا کام کر، ہم کعبۃ اللہ کی حرمت تجھ سے زیادہ جانتے ہیں، حرمت کعبہ کسی کا خون بہانے والے (قاتل) کے لیے مانع نہیں، نہ اطاعت سے روگردانی کرنے والے (باغی) کے لیے مانع ہے اور نہ جزیہ نہ دینے والے کے لیے مانع ہے"۔

ابو شریح نے اس کا جواب دیا: دیکھو، میں وہاں موجود تھا اور تم موجود نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ موجود شخص اس شخص کو میری یہ بات پہنچا دے جو موجود نہیں، اس لیے میں نے یہ بات پہنچا دی ہے، اب تم جانو اور تمھارا کام"۔

پہلے مقتول کا خون بہا

ابن ہشام نے کہا، اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پہلا مقتول جس کا خون بہا رسول اللہ صلعم نے یوم فتح میں ادا فرمایا وہ جُنیدب بن الاکوع ہے، اسے بنو کعب نے قتل کر دیا تھا، رسول اللہ صلعم نے اس کے خون بہا میں سو اونٹنیاں دی تھیں۔

انصار کو اطمینان

ابن ہشام نے کہا: مجھے یحییٰ ابن سعید سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور اس میں داخل ہوئے تو کوہ صفا پر چڑھ کر دعا کرنے لگے، انصار آپ کو دیکھ رہے تھے، انھوں نے ایک دوسرے سے کہا، کیا رائے ہے کیا رسول اللہ صلعم اپنے ملک اور اپنے شہر کو فتح کرنے کے بعد اسی میں مقیم رہیں گے؟ رسول اللہ صلعم دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم لوگوں نے کیا بات چیت کی تھی؟ انصار نے کہا: کچھ نہیں، رسول اللہ! مگر رسول اللہ کا اصرار جاری رہا۔ آخر انھیں بتانا پڑا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، معاذ اللہ! میرا جینا تمھارے جینے کے ساتھ اور میرا مرنا تمھارے مرنے کے ساتھ ہے"۔

بُت گرا دیے گئے

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض ایسے راویوں نے جن کی اسناد پر مجھے اعتماد ہے، ابن شہاب زہری کی روایت بیان کی۔ انھوں نے عبید اللہ ابن عبداللہ سے اور انھوں نے (اپنے والد) عبداللہ ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلعم داخل ہوئے تو آپ اونٹنی پر سوار تھے۔ اس پر بیٹھے بیٹھے طواف کیا۔ بیت اللہ کے چاروں طرف سیسے سے جمے ہوئے بت نصب تھے، آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی، بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا: (حق آگیا اور باطل چلا گیا، بے شک باطل جانے اور زائل ہونے والا ہی تھا) چنانچہ ہر بت جس کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے، وہ گدی کے بل اور جس کی گدی کی طرف اشارہ کرتے وہ چہرے کے بل خود بخود گرتا جاتا تھا، یہاں تک کہ کوئی بھی بت باقی نہ رہا، جو گر نہ گیا ہو۔ اس سلسلے میں تمیم ابن اسد خزاعی نے یہ شعر پڑھا:

وَفِي الْاَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَعِلْمٌ   لِمَنْ يَرْجُوا الثَّوَابَ وَالْعِقَابَا

جو بتوں ہی سے ثواب و عقاب (جزا و سزا اور نفع و نقصان) کی امیدیں رکھتا ہے، اسی کو ان پر اعتبار و یقین ہو سکتا ہے۔

فضالہ کا اسلام

ابن ہشام نے کہا: اور مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم کو عام فتح میں بیت اللہ کا طواف کرتے وقت فضالہ بن عمیر بن مُلوّح لیثی نے قتل کرنے کا ارادہ کیا، مگر جب آپ اس کے قریب ہوئے تو آپ نے کہا: اَفَضَالَةُ؟ کیا فضالہ ہیں؟ جواب دیا: جی ہاں! فضالہ ہوں یا رسولُ اللہ! آپ نے فرمایا: ماذا کنت تحدث نفسک"؟ تم اپنے دل میں کیا بات کر رہے تھے؟ فضالہ نے جواب دیا: کچھ نہیں، میں اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔" راوی کا کہنا ہے کہ یہ جواب سن کر رسولُ اللہ کو ہنسی آگئی، پھر آپ نے فضالہ سے فرمایا: "اللہ سے استغفار کرو" اور دست مبارک اس کے سینے پر رکھ دیا۔ اس کا دل سکون میں آگیا۔ چنانچہ فضالہ کہا کرتے تھے۔ "خدا کی قسم! آپ نے دست مبارک میرے سینے سے اٹھایا ہی تھا کہ اللہ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ میرے لیے کوئی محبوب نہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا، پھر میں اپنے اہل خانہ کی طرف واپس آگیا، اپنی بیوی سے باتیں کرتا ہوا گزر رہا تھا کہ اس نے پوچھا: کوئی خبر لائے ہو؟" میں نے جواب دیا: "کوئی خبر نہیں"۔ پھر یہ شعر پڑھے:

قَالَتْ هَلُمَّ اِلَى الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لَا   يَأْبَى عَلَيْكِ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ

لَوْ مَا رَاَیْتِ مُحَمَّدًا وَ قَبِیْلَہٗ　　بِالْفَتْحِ یَوْمَ تَکَسُّرُ الْاَصْنَامُ
لَرَاَیْتِ دِیْنَ اللّٰہِ اَضْحٰی بَیِّنًا　　وَالشِّرْکُ یَغْشٰی وَجْھَہُ الْاِظْلَامُ

بیوی نے کہا: کوئی بات بتاؤ، میں نے کہا: نہیں، اللہ اور اسلام منع کرتا ہے کہ میں تجھ سے کوئی بات کروں۔ اگر تو محمدؐ اور آپ کی جماعت کو فتح مکہ کے وقت جب بت ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے، دیکھ لیتی تو تجھے معلوم ہو جاتا اور اللہ کا دین بالکل واضح ہو گیا ہے اور شرک کے چہرے پر تاریکی چھاگئی ہے۔

صفوان ابن اُمیہ کو امان

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد ابن جعفر نے عروہ بن زبیرؓ کی روایت بیان کی، صفوان بن امیہ جدہ کے ارادے سے نکلا کہ وہاں سے سوار ہو کر یمن چلا جائے، اس وقت عمیر بن وہب نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے اور وہ آپ سے بھاگ کر نکل گیا ہے تاکہ سمندر میں کود کر اپنے کو فنا کر ڈالے۔ اس لیے آپ اسے امان عنایت فرمائیے، آپ پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے۔" آپ نے فرمایا، ھو آمن، اسے امان ہے، عمیر نے کہا: یا رسولؐ اللہ! آپ مجھے کوئی نشانی دیجیے، جس سے معلوم ہو کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہ عمامہ دے دیا، جسے پہن کر آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے، عمیر یہ عمامہ لے کر صفوان کی تلاش میں نکلے، بالآخر انھیں ایسی حالت میں پکڑ لیا کہ وہ جہاز پر سوار ہو رہے تھے۔ عمیر نے کہا: تم پر میرے ماں باپ قربان، خدا کی شان کہ تم اپنی جان ہلاک کر رہے ہو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان ہے۔ میں اسے لایا ہوں۔" صفوان نے کہا: تیرا برا ہو، اسے مجھ سے دور کر اور کچھ نہ کہہ"۔ عمیر نے کہا: او صفوان! تجھ پر میرے ماں باپ قربان، رسول اللہ صلعم لوگوں میں سب سے افضل، سب سے نیک، سب سے بردبار اور سب سے بہتر انسان ہیں، تمھارے عمزاد ہیں، ان کی عزت تمھاری عزت ہے؛ ان کا شرف تمھارا شرف ہے، ان کی حکومت تمھاری حکومت ہے"۔ صفوان نے کہا: مجھے اپنے متعلق ان سے اندیشہ ہے"۔ عمیر نے کہا: ان کی بردباری اور شرافت کی شان اس سے کہیں بالاتر ہے"۔ بالآخر صفوان عمیر کے ساتھ واپس ہوا اور اسے لاکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کھڑا کر دیا گیا۔ صفوان نے کہا: یہ (عمیر) کہتے ہیں کہ آپ نے امان دے دی ہے"۔ فرمایا: انھوں نے سچ کہا ہے"۔ صفوان نے کہا، تو اس سلسلے میں آپ مجھے دو ماہ کے لیے اختیار دیجیے"۔ فرمایا:

چار ماہ کا اختیار ہے۔"

ابن ہشام نے کہا: مجھے قریش کے ایک صاحب علم نے بتایا۔ صفوان نے عمیر سے کہا تھا: تمھارا برا ہو، میرے پاس سے ہٹ جاؤ اور بات نہ کرو۔ تم بالکل جھوٹے ہو" صفوان نے یہ الفاظ اس لیے کہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کچھ کیا تھا، جس کا ذکر ہم جنگ کے آخر میں کر آئے ہیں۔

عکرمہ اور صفوان کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ام حکیم بنت حارث ابن ہشام اور فاختہ بنت ولید...... فاختہ صفوان بن امیہ کی بیوی اور ام حکیم، عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی، دونوں نے اسلام قبول کر لیا، ام حکیم نے رسول اللہ صلعم سے عکرمہ کے لیے امان کی درخواست کی اور آپ نے امان دی، ام حکیم یمن میں جا کر عکرمہ سے ملی اور اسے ساتھ لے آئی۔

پھر جب عکرمہ اور صفوان نے بھی اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ صلعم نے ان دونوں عورتوں کو عکرمہ اور صفوان کے پاس پہلے نکاح ہی پر رہنے دیا۔

باب ۱۴۹

فتح مکّہ کے متعلّق اشعار

(۱)

ابن زِبَعری کا اسلام

ابن اسحاق نے کہا اور مجھ سے سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت نے بیان کیا۔ ابن زِبعری نجران میں تھا حسانؓ بن ثابت نے اس پر صرف یہ شعر کہا اور اس سے زیادہ نہیں کیا:

لَا تَعْدَمَنْ رَجُلًا اَحَلَّكَ بُغْضُهُ نَجْرَانَ فِي عَيْشٍ اَحَذَّ لَئِيمِ

ایسی ہستی کو مت کھو، جس کے بغض نے تجھے نجران میں جا پھینکا ہے، جہاں تو سب سے منقطع اور غیر شریفانہ زندگی گزار رہا ہے۔

یہ شعر ابن زِبعری تک پہنچا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام لے آیا۔

ابن زِبَعری کے اشعار

پھر اس نے یہ شعر کہے:

يَا رَسُولَ الْمَلِيكِ اِنَّ لِسَانِي رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُورُ

اِذْ اُبَارِي الشَّيْطَانَ فِي سَنَنِ الْغَيِّ وَمَنْ مَالَ مَيْلَهُ مَثْبُورُ

اے مالک الملک کے بھیجے ہوئے رسول برحق! میری زبان سنجیدہ و محتاط رہی ہے۔ میں نے اس وقت بھی معصیت کی بات نہیں کی جب میں گمراہی میں ہلاک ہو رہا تھا اور گمراہی کے راستے پر شیطان سے بھی آگے نکل رہا تھا، جو گمراہی کی طرف مائل ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

اٰمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّي ثُمَّ قَلْبِي الشَّهِيدُ اَنْتَ النَّذِيرُ

اب تو گوشت و پوست تک پروردگار عالم پر ایمان لے آئے ہیں، پھر یہ کہ میرا قلب بھی اسی بات کا مُقر ہو گیا ہے کہ آپ رسول نذیر ہیں

اِنَّنِیْ عَنْکَ زَاجِرٌ ثَمَّ حَیًّا　　مِنْ لُوَیٍّ وَ کُلُّهُمْ مَغْرُوْرُ

میں نے آپ کے لیے وہاں قبیلہ لوی کو جھڑک دیا، کیونکہ وہ سب کے سب فریب خوردہ ہیں۔

مزید اشعار ابن اسحاق نے کہا: اور عبد اللہ بن زبعری نے اسلام لانے کے وقت یہ اشعار بھی کہے:

مَنَعَ الرُّقَادَ بَلَابِلٌ وَھُمُوْمُ　　وَاللَّیْلُ مُعْتَلِجُ الرِّوَاقِ بَھِیْمُ

مِمَّا اَتَانِیْ اَنَّ اَحْمَدَ لَامَنِیْ　　فِیْہِ فَبِتُّ کَاَنَّنِیْ مَحْمُوْمُ

ایسی تیرہ و تاریک رات میں، جس میں تاریکیوں کے تہ بہ تہ پردے چڑھے تھے، طرح طرح کے وساوس اور حزن و ملال نے میری نیند اڑا دی اس چیز کے باعث جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ احمد مصطفیٰ نے میری مذمت و ملامت کی ہے۔ چنانچہ ساری رات میں نے آنکھوں میں کاٹی، ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا مجھے بخار چڑھا آرہا ہے۔

یَا خَیْرَ مَنْ حَمَلَتْ عَلٰی اَوْصَالِھَا　　عَیْرَانَۃٌ سُرُحُ الْیَدَیْنِ غَشُوْمُ

اِنِّیْ لَمُعْتَذِرٌ اِلَیْکَ مِنَ الَّذِیْ　　اَسْدَیْتُ اِذْ اَنَا فِی الضَّلَالِ اَھِیْمُ

اے ان لوگوں میں سب سے اعلیٰ ہستی جنہیں کسی مضبوط اور پُر از نشاط، ہلکے ہلکے پاؤں والی اور منہ نہ پھیرنے والی اونٹنی نے کبھی اپنے متناسب اعضاء پر بٹھایا ہے! میں سچے دل سے آپ سے اپنی اس چیز کے لیے عذر خواہ ہوں، جس کا تانا بانا میں نے خود ہی لگایا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اس وقت میں ظلمت و تاریکی میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔

اَیَّامَ تَاْمُرُنِیْ بِاَغْوَی خُطَّۃٍ　　سَھْمٌ وَّتَاْمُرُنِیْ بِھَا مَخْزُوْمُ

جب مجھے ایک طرف قبیلہ سہم کے لوگ ایک گمراہ کن چیز پر آمادہ کرتے تھے تو دوسری طرف قبیلہ مخزوم کے لوگ دوسری گمراہ کن چیز پر آمادہ کرتے تھے۔

وَاَمُدُّ اَسْبَابَ الرَّدٰی وَیَقُوْدُنِیْ　　اَمْرُ الْغُوَاۃِ وَاَمْرُھُمْ مَشْئُوْمُ

جب میں اپنی ہلاکت کے اسباب خود مہیا کر رہا تھا اور گمراہ لوگوں کی گمراہی

کا معاملہ مجھے کھینچے لیے جا رہا تھا، دراصل ان کا یہ معاملہ نہایت منحوس تھا۔

فَالْيَوْمَ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ　　قَلْبِيْ وَ مُخْطِئُ هٰذِهٖ مَحْرُوْمُ

مگر بحمد اللہ، آج محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر میرا قلب ایمان لے آیا ہے

اور اس میں جو خطا کا مرتکب ہو وہ حرمان نصیب ہے۔

مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ اَسْبَابُهَا　　وَدَعَتْ اَوَاصِرُ بَيْنَنَا وَحُلُوْمُ

عداوت کا زمانہ گزر گیا اور عداوت کے اسباب بھی منقطع ہو گئے

اور اب ہمارے باہمی قرابت دارانہ تعلقات نے اور عقل و ہوش نے ہمیں

دعوت دے دی ہے۔

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ وَالِدَايَ كِلَاهُمَا　　زَلَلِيْ، فَاِنَّكَ رَاحِمٌ مَرْحُوْمُ

پس آپ پر میرے ماں باپ دونوں قربان، آپ میری لغزش معاف

فرمائیں، آپ ہی رحم کرنے والے ہیں، کیونکہ اللہ کا رحم آپ پر ہوا ہے۔

وَعَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ　　نُوْرٌ اَغَرُّ وَخَاتَمٌ مَخْتُوْمُ

اور آپ میں خداوند تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے، آپ سراپا نور

ہیں، آپ کے ذریعے سے نبوت و رسالت پر مُہر لگ گئی ہے اور یہ مُہر اللہ

کی لگائی ہوئی ہے۔

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهٗ　　شَرَفًا وَبُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيْمُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجد و شرف کی محبت آمیز برہان دی ہے اور

اللہ کی جو برہان ہو گی، اس کی عظمت میں کیا شک کیا جا سکتا ہے؟

وَلَقَدْ شَهِدْتُ بِاَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ　　حَقٌّ وَاَنَّكَ فِي الْعِبَادِ جَسِيْمُ

اور میں نے واقعی اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ آپ کا دین سچا اور برحق

ہے اور آپ تمام بندوں میں سب سے اعلیٰ ہستی ہیں۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ اَحْمَدَ مُصْطَفًى　　مُسْتَقْبَلٌ فِي الصَّالِحِيْنَ كَرِيْمُ

اور خود اللہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ احمد مصطفےٰ تمام صلحاء کے

منظورِ نظر اور کریم و شریف ہیں۔

قَوْمٌ عَلَا بُنْيَانُهٗ مِنْ هَاشِمٍ　　فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِي الذُّرَا وَاُرُوْمُ

وہ ایک ایسے بہادر سردار ہیں، جن کی بنیاد بنو ہاشم سے اٹھی ہے، وہ فرع بھی ہیں اور اصل بھی اور ان دونوں کا مقام انتہائی بلندیوں پر ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں: فن شعر کے بعض علماء اس بات کے منکر ہیں کہ یہ اشعار ابن زبعری کے ہیں۔

ہبیرہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: ہبیرہ ابن ابی وہب مخزومی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنے کفر پر قائم رہا۔ بالآخر کافر ہی مرا۔ اس کی زوجیت میں ام ہانیؓ بنت ابی طالب تھیں، جن کا نام ہند تھا۔ ہبیرہ کو جب ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے یہ شعر کہے:

أَشَاقَتْكَ هِنْدٌ أَمْ أَتَاكَ سُؤَالُهَا　　كَذَاكَ النَّوَى أَسْبَابُهَا وَانْفِتَالُهَا

وَقَدْ أَرِقَتْ فِي رَأْسِ حِصْنٍ مُمَنَّعٍ　　بِنَجْرَانَ يَسْرِي بَعْدَ لَيْلٍ خَيَالُهَا

کیا ہند نے تجھ سے علحدگی اختیار کر لی ہے یا تیرے پاس اس کی علحدگی کی درخواست آئی ہے! نجران کے ایک مضبوط اور محفوظ قلعے کی چوٹی پر، جہاں میں رات گزار رہا تھا۔ ایک رات گزر جانے کے بعد ہند کی خیالی تصویر میرے پاس چل کر آئی اور رات بھر مجھے بیدار رکھا۔

وَعَاذِلَةٍ هَبَّتْ بِلَيْلٍ تَلُومُنِي　　وَتَعْذِلُنِي بِاللَّيْلِ ضَلَّ ضَلَالُهَا

وَتَزْعُمُ أَنِّي إِنْ أَطَعْتُ عَشِيرَتِي　　سَأَرْدَى وَهَلْ يُرْدِيَنْ إِلَّا زِيَالُهَا

قسم ہے اس ملامت کرنے والی کی، جو ایک رات اٹھ کر مجھے ملامت کر رہی تھی اور جب ملامت کر رہی تھی تو وہ خود انتہائی گمراہی میں مبتلا تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اگر میں اپنے خاندان کی بات پر چلوں گا، تو برباد ہو جاؤں گا، حالانکہ مجھے بجز اس کے چھوڑ کر چلے جانے کے اور کوئی چیز ہلاک نہیں کر سکتی۔

فَإِنِّي لَمِنْ قَوْمٍ إِذَا جَدَّ جِدُّهُمْ　　عَلَى أَيِّ حَالٍ أَصْبَحَ الْيَوْمَ حَالُهَا

میں اس قوم میں سے ہوں کہ جب اس کی جد وجہد تیز ہوتی ہے، خواہ وہ کسی حال میں ہو، اس کا حال دن کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

وَإِنِّي لَحَامٍ مِنْ وَرَاءِ عَشِيرَتِي　　إِذَا كَانَ مِنْ تَحْتِ الْعَوَالِي مَجَالُهَا

اور میں اس وقت اپنے خاندان کی حمایت و حفاظت کے لیے مستعد ہو جاتا ہوں، جب اس کی جد وجہد اور دوڑ دھوپ لمبے لمبے نیزوں کے سایے میں ہوتی ہے۔

وَصَارَتْ بِأَيْدِيهَا السُّيُوفُ كَأَنَّهَا مَخَارِيقُ وِلْدَانٍ وَمِنْهَا ظِلَالُهَا

اور جب ان ہاتھوں میں تلواریں ایک کھیل ہوتی ہیں، گویا بچوں کے رومال ہیں جو ایک دوسرے پر مارے جا رہے ہیں اور وہ انھیں تلواروں کے سایے میں زندگی گزارتے ہیں۔

وَإِنِّي لَأَقْلِي الْحَاسِدِينَ وَفِعْلَهُمْ عَلَى اللهِ رِزْقِي نَفْسِهَا وَعِيَالُهَا

اور میں حاسدوں اور ان کے حاسدانہ کاموں سے سخت نفرت کرتا ہوں مجھے اور میرے اہل و عیال کو اللہ رزق دے گا۔

وَإِنَّ كَلَامَ الْمَرْءِ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ لَكَالنَّبْلِ تَهْوِي لَيْسَ فِيهَا نِصَالُهَا

اور آدمی کا خلاف حقیقت بات کرنا ایسا ہی ہے، جیسے پیکان کے بغیر تیر چلائے جائیں۔

فَإِنْ كُنْتَ قَدْ تَابَعْتَ دِينَ مُحَمَّدٍ وَعَطَّفَتِ الْأَرْحَامَ مِنْكَ حِبَالُهَا

فَكُونِي عَلَى أَعْلَى سَحِيقٍ بِهَضْبَةٍ مُلَمْلَمَةٍ غَبْرَاءَ يَبْسٍ بِلَالُهَا

پس اگر تو نے محمدؐ کے دین کا اتباع کر لیا ہے اور اس طرح تیری طرف سے صلہ رحمی کے رشتے نے صلہ رحمی کا رخ پھیر دیا ہے تو تو کسی دور دراز، گول گول غبار آلود، کنکریلی پہاڑی پر چلی جا، جہاں تری کا نام نہ ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور ایک روایت میں "و قطعت الارحام منك حبالها" آیا ہے اس وقت اس کے معنی یہ ہو جائیں گے کہ "اس طرح تیری طرف سے صلہ رحمی کے رشتے نے صلہ رحمی کو توڑ دیا ہے")۔

فتح مکہ میں حاضر ہونے والے مسلمان

ابن اسحاق نے کہا: اور تمام وہ مسلمان جو فتح مکہ میں حاضر ہوئے، دس ہزار تھے۔ ان میں سات سو یا بقول بعض ایک ہزار آدمی قبیلہ بنو سُلیم کے، چار سو بنو غفار کے چار سو، بنو اسلم کے اور ایک ہزار تین قبیلہ مزینہ کے تھے، باقی قریش، انصار اور ان کے حلفاء اور عرب کے قبائل تمیم، قیس اور اسد کے لوگ تھے۔

حسان بن ثابت کے اشعار

فتح مکہ کے موقع پر جو اشعار کہے گئے، ان میں حسان بن ثابت انصاری کے یہ اشعار بھی ہیں:

عَفَتْ ذَاتُ الْاَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ … اِلٰی عَذْرَاءَ مَنْزِلُهَا خَلَاءُ
دِیَارٌ مِنْ بَنِی الْحَسْحَاسِ قَفْرٌ … تُعَفِّیْهَا الرَّوَامِسُ وَالسَّمَاءُ
وَکَانَتْ لَایَزَالُ بِهَا اَنِیْسٌ … خِلَالَ مُرُوْجِهَا نَعَمٌ وَشَاءُ

ذات الاصابع اور جواء سے عذراء[1] تک جدھر نظر اٹھاؤ، مٹا ہوا نظر آتا ہے اور اب ان کی تمام منزلیں ویران پڑی ہیں۔ قبیلہ بنی اسد کی شاخ بنو حسحاس کے وطن اب چٹیل میدان ہو گئے ہیں، ہواؤں اور بارش نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا، حالانکہ کبھی ان میں غمخوار و مونس رہا کرتے تھے اور ان کی چراگاہوں میں اونٹ ہی اونٹ اور بکریاں ہی بکریاں نظر آتی تھیں۔

فَدَعْ هٰذَا، وَلٰکِنْ مَنْ لِطَیْفٍ … یُؤَرِّقُنِیْ اِذَا ذَهَبَ الْعِشَاءُ
لِشَعْثَاءَ الَّتِیْ قَدْ تَیَّمَتْهُ … فَلَیْسَ لِقَلْبِهٖ مِنْهَا شِفَاءُ

مگر اب ان کا ذکر چھوڑو، یہ بتاؤ، اب محبوبہ کے خیال کا کیا ہوگا جو عشاء کے بعد نصف شب میں آ کر مجھے بیدار کر دیتا ہے شعثاء[2] پر دشمن کے خون اور جان کے پیاسے تیر رکھے ہوئے ہیں تو ہم انھیں معدوم کر دیں گے۔

تَظَلُّ جِیَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ … تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے بہترین گھوڑے فتح مکہ کے دن ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں تھے، جن کے چہروں پر عورتیں اپنے دوپٹے مار رہی تھیں۔

فَاِمَّا تُعْرِضُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا … وَکَانَ الْفَتْحُ وَانْکَشَفَ الْغِطَاءُ
وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِجِلَادِ یَوْمٍ … یُعِیْنُ اللّٰهُ فِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ

پس یا تو ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ، ہم عمرہ کریں، فتح پائیں اور خانہ کعبہ کا پردہ اٹھائیں، ورنہ اس جنگ کے مقابلے کے لیے قوت برداشت کا مظاہرہ کرو، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے مدد و نصرت سے نوازے۔

---

[1] ذات الاصابع اور الجواء شام کے دو مقام ہیں، جہاں حارث بن شمر الغسانی رہتا تھا اور حسان غسانیوں کی مدح کرتے رہتے تھے۔ عذراء دمشق کے نزدیک ایک قریہ ہے۔

[2] شعثاء محبوبہ کا نام ہے۔ کہتے ہیں وہ سلام بن مشکم یہودی کی لڑکی تھی، بعض اسے خزاعی عورت بتاتے ہیں۔

وَجِبْرِیْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا ۔ وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَیْسَ لَہٗ کِفَاءُ

اللہ کے قاصد جبریل علیہ السلام ہمارے اندر موجود ہیں اور ظاہر ہے
کہ روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا مقابل کون ہو سکتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا ۔ یَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک بندہ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ وہ
جو کہے گا بالکل سچ کہے گا، بشرطیکہ خود ہم آزمائش میں پورے اتریں۔

شَہِدْتُ بِہٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْہُ ۔ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ

میں نے شہادت دے دی ہے، پس کھڑے ہو کر ان کی تصدیق کرو
اور ایمان لاؤ، مگر تم ہو کہ یہی کہتے ہو، ہم اس کے لیے آمادہ نہ ہوں گے اور
نہ ایسا چاہیں گے۔

وَقَالَ اللّٰہُ قَدْ سَیَّرْتُ جُنْدًا ۔ ہُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُہَا اللِّقَاءُ

اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے اپنا لشکر بھیج دیا ہے اور اہل لشکر
مددگار رہیں گے اور ان کا تو کام ہی یہ ہے کہ مقابلے پر آکر دشمنوں کو نیچا دکھائیں۔

لَنَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْ مَعَدٍّ ۔ سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ ہِجَاءُ

قبیلہ معد کی طرف سے ہر روز ہمارے لیے سب و شتم قتل و قتال اور
ہجو و مذمت ہوتی رہتی ہے۔

فَنُحْکِمُ بِالْقَوَافِیْ مَنْ ہَجَانَا ۔ وَنَضْرِبُ حِیْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

اس لیے جو لوگ ہماری ہجو و مذمت کرتے ہیں، ہم ان کا فیصلہ اپنے
اشعار سے کر دیتے ہیں اور جب میدانِ جنگ میں خون کی ندیاں بہتی ہیں تو ہم
ان پر خوب تلواریں چلاتے ہیں۔

اَلَا اَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ عَنِّیْ ۔ مُغَلْغَلَۃً فَقَدْ بَرِحَ الْخَفَاءُ

دیکھو ابوسفیانؓ[1] کو جو چھپ کر رہ گیا ہے، میری جانب سے میرا وہ
پیغام پہنچا دو جو برابر ادھر ادھر گھوم رہا ہے۔

بِاَنَّ سُیُوْفَنَا تَرَکَتْکَ عَبْدًا ۔ وَعَبْدُ الدَّارِ سَادَتُہَا الْاِمَاءُ

[1] ابوسفیان یعنی مغیرہ بن الحارث بن عبدالمطلب۔

میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم انصار مدینہ کی تلواروں نے فتح مکہ کے دن تجھے ایک ذلیل غلام بنا کر رکھ دیا اور بنو عبدالدار کے سردار ذلت و پستی کے لحاظ سے بالکل باندیوں کی طرح ہو گئے ہیں۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَاَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

تُو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہجو کی ہے اور میں نے ان کی جانب سے اس کا جواب دیا ہے اور اللہ کے نزدیک اس کی بڑی جزا ہے۔

اَتَهْجُوْهُ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ ۔۔۔ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

کیا تو محمد (صلعم) کی ہجو کرتا ہے، حالانکہ تو ان کا کسی طرح مماثل نہیں پس تم دونوں میں جو شریر و مفسد ہے۔ اس شخص پر قربان کیا جا سکتا ہے، جو تم دونوں میں بہتر ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان سے کہیں بہتر ہیں، اس لیے خیر کے مقابلے میں شر کو لات ماردی جائے گی)۔

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيْفًا ۔۔۔ اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

تُو نے ایک بابرکت، صالح ترین مسلم اور اللہ کی امانت کی مذمت و ہجو کی ہے، جن کی فطرت ہی میں وفاداری ہے۔

اَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ۔۔۔ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ؟

کیا وہ شخص جو اپنے رسول اللہ کی ہجو کرتا ہے، اس شخص کی برابری کر سکتا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتا ہے اور آپ کو مدد پہنچاتا ہے؟

فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ ۔۔۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

سن لو، میرا باپ، میرے باپ کا باپ اور میری ساری عزت و آبرو غرض ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تم سے بچانے کی ذمہ دار ہے۔

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ ۔۔۔ وَبَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

میری زبان ایک تلوار ہے۔ جس میں کوئی کھوٹ نہیں اور میرا سمندر وہ ہے، جس میں ڈولوں کے بار بار پڑنے سے تکدر پیدا نہیں ہو سکتا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ یہ اشعار حسان بن ثابت نے یوم فتح میں کہے تھے اور "لسانی صادم لا عتب فیہ" کی بھی ایک روایت ہے (یعنی ایسی تلوار جس میں کوئی تھکاوٹ نہیں آتی) نیز مجھے

زہری کی روایت پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو دیکھا کہ گھوڑوں کے منہ پر دوپٹے مار رہی ہیں، تو آپ نے ابوبکرؓ کی طرف منہ کر کے تبسم فرمایا:

انس بن زنیم کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا، یہ اشعار انس بن زنیم دیلی نے کہے ہیں، جو عمرو بن سالم خزاعی نے کہے تھے، اور جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اشعار کے متعلق اعتذار کرتے ہیں۔

اَاَنْتَ الَّذِیْ تُھْدٰی مَعَدٌّ بِاَمْرِہٖ ۔۔۔ بَلِ اللّٰہِ یَھْدِیْھِمْ وَقَالَ لَکَ اشْھَدِ

کیا آپ وہی ہستی ہیں، جن کی ہدایت سے قبیلہ معد کے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا جا سکتا ہے، بلکہ انھیں سیدھے راستے پر ڈالے گا اور اللہ نے آپ سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ آپ اس پر گواہ رہیں گے۔

وَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَۃٍ فَوْقَ رَحْلِھَا ۔۔۔ اَبَرَّ وَاَوْفٰی ذِمَّۃً مِنْ مُحَمَّدٍ

اَحَثَّ عَلٰی خَیْرٍ وَاَسْبَغَ نَائِلًا ۔۔۔ اِذَا رَاحَ کَالسَّیْفِ الصَّقِیْلِ الْمُھَنَّدِ

وَاَکْسٰی لِبُرْدِ الْخَالِ قَبْلَ اِبْتِذَالِہٖ ۔۔۔ وَاَعْطٰی لِرَاْسِ السَّابِقِ الْمُتَجَرِّدِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ صالح، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ وفائے عہد کرنے والے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ بھلائی کے کاموں پر اکسانے والے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ عطا بخشش کرنے والے جنگ رونما ہونے کے وقت صیقل شدہ ہندی تلوار کی مانند زیادہ تیز چلنے والے یمن کی بہترین اور اعلیٰ چادروں کو استعمال کیے بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ دوسروں کو پہنانے والے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھوڑے سے زیادہ سبقت لے جانے والے، یکتا گھوڑا رکھنے والے انسان کو آج تک کسی ناقہ (اونٹنی) نے اپنے کجاوے پر سوار نہیں کیا۔

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ مُدْرِکِیْ ۔۔۔ وَاَنَّ وَعِیْدًا مِنْکَ کَالْاَخْذِ بِالْیَدِ

یا رسول اللہ! آپ سمجھ لیجئے کہ میں آپ سے نکل کر کہیں جا نہیں سکتا اور یہ کہ آپ کی وعید و تنبیہ گویا ہاتھ کی زبردست گرفت ہے۔

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قَادِرٌ ۔۔۔ عَلٰی کُلِّ صِرْمٍ مُتْھِمِیْنَ وَمُنْجِدِ

یا رسول اللہ! آپ سمجھ لیجیے کہ آپ ان تمام گھروں پر جو خواہ نشیبی علاقوں

میں ہوں یا بلند علاقوں میں پوری طرح قادر ہیں۔

تَعَلَّمْ بِاَنَّ الرَّکْبَ رَکْبُ عُوَیْمِرٍ　　هُمُ الْکَاذِبُوْنَ الْمُخْلِفُوْا کُلَّ مَوْعِدِ

آپ سمجھ لیجئے کہ عمرو کے بچے کی جماعت کے لوگ وہ ہیں جو جھوٹ ہی بولنے والے اور ہر عہد و وعدہ کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں۔

وَنَبَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ هَجَوْتُهٗ　　فَلَا حَمَلَتْ سَوْطِیْ اِلَیَّ اِذَنْ یَدِیْ

اور ان لوگوں نے رسول اللہ کو بتایا کہ میں نے آپ کی ہجو کی ہے (یہ غلط ہے) کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو میرا ہاتھ میرے کوڑے کو گویا خود مجھ پر اُٹھاتا اور میں اسے خود اپنی ہجو سمجھتا)۔

سِوَی اَنَّنِیْ قَدْ قُلْتُ وَیْلُ اُمِّ فِتْیَةٍ　　اُصِیْبُوْا بِنَحْسٍ لَا بِطَلْقٍ وَاَسْعُدِ

ہاں! یہ میں نے ضرور کہا کہ نوجوانوں کی مائیں تباہ ہوگئیں جو انتہائی بدبختی کے عالم میں مارے گئے جس میں کوئی خوش آئند بات نہ تھی۔

اَصَابَهُمْ مَنْ لَمْ یَکُنْ لِدِمَائِهِمْ　　کِفَاءً فَعَزَّتْ عَبْرَتِیْ وَتَبَلُّدِیْ

ان نوجوانوں کا استیصال ان لوگوں نے کیا جو ان کے خون بہا کے برابر نہیں ہو سکتے، پس اس بناء پر میری اشک ریزی اور میری حیرت دم بخود رہ گئی۔

فَاِنَّکَ اَخْفَرْتَ اِنْ کُنْتَ سَاعِیًا　　بِعَبْدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنَةِ مَهْوَدِیْ

ذُؤَیْبٌ وَکُلْثُوْمٌ وَسَلْمٰی تَتَابَعُوْا　　جَمِیْعًا فَاِلَّا تَدْمَعِ الْعَیْنُ اَکْمَدِ

وَسَلْمٰی وَسَلْمٰی لَیْسَ حَیٌّ کَمِثْلِهٖ　　وَاِخْوَتِهٖ وَهَلْ مُلُوْکٌ کَاَعْبُدِ؟

اگر آپ اس بات کے لیے ساعی تھے کہ عبد بن عبد اللہ اور مہود کی بیٹی اور ذویب، کلثوم اور سلمٰی کو پے بہ پے مار دیا جائے تو بے شک اپنا عہد توڑ دیا ان پر اگر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی تو مجھے غم واندوہ تو ضرور ہوگا، سلمٰی وہ شخص تھا جس کا کوئی مثل نہیں ہو سکتا اور اس کے بھائی بند بادشاہوں کے مانند تھے اور بادشاہوں اور غلاموں میں برابری نہیں ہو سکتی۔

فَاِنِّیْ لَا دِیْنًا فَتَقْتُ وَلَا دَمًا　　هَرَقْتُ تَبَیَّنْ عَالِمَ الْحَقِّ وَاقْصِدِ

لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے نہ دین کا پردہ چاک کیا، نہ ہی کسی

کا خون بہایا، آپ حقیقت کی دنیا کو غور سے دیکھیے اور میانہ روی اختیار کیجیے۔

بُدیل بن عبد مناف کے اشعار

ان اشعار کا جواب دیتے ہوئے بدیل بن عبد مناف بن اصرم نے یہ شعر کہے:

بَکَی اَنَسٌ رَزْنًا فَاَعْوَلَهُ الْبُکَاءُ ۔۔۔ فَاَلاَّ عَدِیًّا اِذْ تُطَلُّ وَ تُبْعَدُ

انس بن زُنیم رزن پر رویا اور رونے میں بڑا شور و غل کیا۔ اسے اس بات پر رونا چاہیے تھا کہ قبیلہ عدی کا خون بہار اُنگاں چلا گیا۔

بَکَیْتَ، اَبَا عَبْسٍ لِقُرْبِ دِمَائِهَا ۔۔۔ فَتُعْذِرَ اِذْ لاَ یُوْقَدُ الْحَرْبُ مُوْقِدُ

تو نے قبیلہ ابو عبس کا رونا رویا، کیونکہ ان کے خون بہا لینے کے لیے تجھے قرب حاصل ہے، اس لیے اب جو تو یہ عذر و معذرت کر رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اب کوئی جنگ کی آگ بھڑکانے والا نہیں رہ گیا۔

اَصَابَهُمْ یَوْمَ الْخَنَادِمِ فِتْیَةٌ ۔۔۔ کِرَامٌ فَسَلْ مِنْهُمْ نُفَیْلٌ وَ مَعْبَدُ

ان لوگوں کو خندمہ پہاڑ پر (جو مکہ کے قریب ہے) ان نوجوانوں نے مارا ہے، جو انتہائی شریف لوگ ہیں۔ ان کی شرافت و کرامت کے بارے میں جس سے چاہو پوچھ لو، ان میں نفیل اور معبد جیسے لوگ تھے۔

هُنَالِکَ اِنْ تَسْفَحْ دُمُوْعَکَ تُلَمْ ۔۔۔ عَلَیْهِمْ وَ اِنْ لَمْ تَدْمَعِ الْعَیْنُ فَاکْمَدُوْا

اس بنا پر ان کی یاد میں تمہاری آنکھوں میں آنسو آتے ہیں تو واقعی تم وہ لوگ ہو کہ تم کو ملامت نہیں کی جائے گی اور اگر آنکھ آنسو نہیں بہاتی تو واقعی تم لوگوں کو کچھ نہیں تو غمزدہ تو ضرور ہونا چاہیے۔

ابن ہشام نے کہا: یہ اشعار بُدیل کے ایک قصیدے سے لیے گئے ہیں۔

بجیر کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: بجیر بن زہیر بن ابو سلمی نے بھی یوم فتح کے موقع پر یہ اشعار کہے ہیں:

نَفَی اَهْلَ الْحَبَلَّقِ کُلَّ فَجٍّ ۔۔۔ مُزَیْنَةُ غُدْوَةً وَ بَنُوْ خُفَافِ

قبیلہ مزینہ اور قبیلہ سُلیم کی شاخ خاندان بنو خفاف نے صبح ہی صبح ہر راستے پر بکریوں کا گلہ لے کر چلنے والے کو روک دیا۔

ضَرَبْنَاهُمْ بِمَکَّةَ یَوْمَ فَتْحِ النَّبِـ ۔۔۔ ـیِّ الْخَیْرِ بِالْبِیْضِ الْخِفَافِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے روز مکہ میں ہم نے ہلکی ہلکی تلواروں سے ان کی گردنیں اُڑا دیں۔

صَبَحْنَاهُمْ بِسَبْعٍ مِنْ سُلَيْمٍ　　وَأَلْفٍ مِنْ بَنِي عُثْمَانَ وَافِ

قبیلہ سُلیم کے سات سو اور قبیلہ بنی عثمان (یعنی قبیلہ مزینہ) کے پُورے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ہم نے ان پر صُبح ہی صُبح دھاوا بول دیا۔

نَطَا أَكْتَافَهُمْ ضَرْبًا وَطَعْنًا　　وَرَشْقًا بِالْمُرَيَّشَةِ اللِّطَافِ

تلواریں، نیزے اور ہلکے ہلکے تیر مار کر ہم ان کے کاندھوں کو کاٹ اور چھید رہے تھے۔

تَرَى بَيْنَ الصُّفُوفِ لَهَا حَفِيفًا　　كَمَا انْصَاعَ الْفُوَاقُ مِنَ الرِّصَافِ

صفوں کے درمیان سے پردار تیر اس طرح گزر رہے تھے کہ ان کے سن سن چلنے کی آواز سُنی جا سکتی تھی۔

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ تَجُولُ فِيهِمْ　　بِأَرْمَاحٍ مُقَوَّمَةِ الثِّقَافِ

چنانچہ جب ہم جنگ کے لیے نکلے تو ہمارے گھوڑے خوب سیدھے کیے ہوئے مضبوط نیزے لے کر ان کے اندر جولانی دکھانے لگے۔

فَأُبْنَا غَانِمِينَ بِمَا اشْتَهَيْنَا　　وَآبُوا نَادِمِينَ عَلَى الْخِلَافِ

پھر ہم اپنی خواہش کے مطابق مالِ غنیمت لے کر واپس آئے اور وہ ندامت لے کر واپس گئے۔

وَأَعْطَيْنَا رَسُولَ اللهِ مِنَّا　　مَوَاثِقَنَا عَلَى حُسْنِ التَّصَافِي

اور ہم نے اللہ کے رسول کو جو ہمیں میں سے ہیں، اپنا قول و قرار انتہائی خلوص اور صفائے قلب کے ساتھ دیا۔

وَقَدْ سَمِعُوا مَقَالَتَنَا فَهَمُّوا　　غَدَاةَ الرَّوْعِ مِنَّا بِانْصِرَافِ

جب انھوں نے ہماری تقریریں سنیں تو جنگ کے دن ہم سے دور جانے کا ارادہ کر لیا۔

باب ۱۵۰

فتح مکہ کے متعلق اشعار

۲

ابن مرداس کے اشعار

ابن ہشام نے کہا: فتح مکہ کے موقع پر عباس ابن مرداس سُلمی نے یہ اشعار کہے:

مِنَّا بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ مُحَمَّدٍ أَلْفٌ تَسِيلُ بِهِ الْبِطَاحُ مُسَوَّمُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے روز مکہ میں ہمارے ایک ہزار بہادروں سے (جن کے جنگ کی علامتیں لگی ہوئی تھیں) ساری سرزمین بطحا اُمنڈ رہی تھی۔

نَصَرُوا الرَّسُولَ وَشَاهَدُوا أَيَّامَهُ وَشِعَارُهُمْ يَوْمَ اللِّقَاءِ مُقَدَّمُ

ان ہزار آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعاون کیا اور ان کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا (جنگ کے وقت ان کا نشان سب سے آگے آگے تھا۔

فِي مَنْزِلٍ ثَبَتَتْ بِهِ أَقْدَامُهُمْ ضَنْكٍ كَأَنَّ الْهَامَ فِيهِ الْحَنْتَمُ

جس تنگ جگہ میں ان کے قدم پڑ کر جم جاتے تھے، وہاں دشمنوں کی کھوپڑیاں اندرائن کے پھلوں کی طرح اُڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔

جَرَّتْ سَنَابِكَهَا بِنَجْدٍ قَبْلَهَا حَتَّى اسْتَقَادَ لَهَا الْحِجَازُ الْأَدْهَمُ

اس سے قبل نجد میں یہ قدم پہنچے تھے، یہاں تک کہ سیاہ حجاز نے بھی انھیں اپنی طرف کھینچ لیا۔

اللَّهُ مَكَّنَهُ لَهُ وَأَذَلَّهُ حُكْمُ السُّيُوفِ لَنَا وَجَدٌّ مِزْحَمُ

اللہ تعالیٰ نے حجاز پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بااختیار بنا دیا اور تلواروں کے فیصلے نے اور ہماری غالب آنے والی کوششوں نے اسے ہمارے لیے مسخر کر دیا۔

عَوْدُ الرِّيَاسَةِ شَامِخٌ عِرْنِينُهُ مُتَطَلِّعٌ ثُغَرَ الْمَكَارِمِ خِضْرِمُ

وہ سرداری کے لائق ہیں، ان کی ناک اور عزت اونچی ہے، وہ اخلاق کریانہ کے راستوں پر چلنے والے اور زبردست فیاض و سخی ہیں۔

ابن مرداس کا اسلام

ابن ہشام نے کہا: فن شعر کے بعض اہل علم نے مجھ سے عباس بن مرداس کے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کیا کہ ان کے باپ مرداس کا ایک بُت تھا جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ بُت کیا تھا، ایک پتھر تھا، جسے ضمار کہا جاتا تھا، جس کی پُوجا کرتے تھے۔ مرداس نے عباس سے کہا: بیٹا! ضمار بت کی عبادت اور پرستش کر۔ وہی تجھے نفع یا نقصان دیتا ہے۔ ایک دن عباس ضمار کے پاس موجود تھے، اچانک انھوں نے سُنا کہ اس بُت کے پیٹ میں سے کوئی آواز نکال رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا ... أَوْدَى ضِمَارِ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ

إِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَى ... بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِي

أَوْدَى ضِمَارِ وَكَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً ... قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

سُلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو، ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد کو زندگی حاصل ہو گئی۔ وہ ہستی جو ابن مریم (حضرت عیسیٰؑ) کے بعد نبوت اور ہدایت کی وارث ہوئی ہے اور جو قریشی ہے۔ ہدایت یافتہ ہے۔ ضمار ہلاک ہو گیا، محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل ہونے سے پیشتر کبھی اس کی عبادت کی جاتی تھی۔

جعدہ کے اشعار

ابن ہشام نے کہا: اور جعدۃ بن عبد اللہ خزاعی نے فتح مکہ پر ..... یہ اشعار کہے:

أَكَعْبَ ابْنَ عَمْرٍو دَعْوَةً غَيْرَ بَاطِلٍ ... لِحَيْنٍ لَهُ يَوْمَ الْحَدِيدِ مُتَاحِ

أُتِيحَتْ لَهُ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ ... لِتَقْتُلِهِ لَيْلًا بِغَيْرِ سِلَاحِ

کیا میں میدانِ جنگ میں کعب بن عمرو کو اس کی موت مقدر کے لیے غلط دعوت دے رہا ہوں (نہیں، بلکہ) زمین کی طرف سے اور آسمان کی طرف سے اس کے لیے یہ پکار مقدر کی جا چکی ہے تاکہ تو اسے رات کے وقت بغیر ہتھیار، دن ہی کے قتل کر دے۔

❊

وَنَحْنُ الْأُولٰى سَدَّتْ غَزَالَ خُيُولُنَا — وَلِفْتًا سَدَدْنَاهُ وَفَجَّ طِلَاحِ

اور ہم وہ ہیں کہ ہمارے گھوڑوں نے مقام غزال کے راستے بند کر دیے اور اسی طرح ہم نے مقام لِفت اور مقام فجِّ طلاح ۔ ۔ ۔ ۔ کو گھیر لیا ہے۔

خَطَرْنَا وَرَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ بِجَحْفَلٍ — ذَوِي عَضُدٍ مِنْ خَيْلِنَا وَرِمَاحِ

ہم مسلمانوں کے پیچھے ایک لشکر عظیم حرکت میں لے آئے ہیں جس میں ہمارے مضبوط بازو والے سوار اور بے شمار نیزے موجود ہیں۔

ان کے ساتھ اور شعر بھی ہیں، مگر یہاں صرف یہی بیان کیے گئے۔

بُجَید کے اشعار اور بجید بن عمران خزاعی نے یہ شعر کہے:

وَقَدْ أَنْشَأَ اللّٰهُ السَّحَابَ بِنَصْرِنَا — رُكَامَ سَحَابِ الْهَيْدَبِ الْمُتَرَاكِبِ

اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد و نصرت کے لیے بادل پیدا کیے ہیں، جو زمین کے اوپر تو بر تو ہیں۔

وَهِجْرَتُنَا فِي أَرْضِنَا عِنْدَنَا بِهَا — كِتَابٌ أَتٰى مِنْ خَيْرِ مُمْلٍ وَكَاتِبِ

اور اللہ تعالیٰ نے ہجرت ہمارے مقدر میں کی، جہاں ہمارے پاس ایک بہترین املا و کتابت کرانے والے کے ذریعے سے قرآن مجید جیسی کتاب آئی ہے۔

وَمِنْ أَجْلِنَا حَلَّتْ بِمَكَّةَ حُرْمَةٌ — لِنُدْرِكَ ثَأْرًا بِالسُّيُوفِ الْقَوَاضِبِ

اور ہمارے سبب ہی سے مکّہ میں حرمت کو حلال کیا گیا تاکہ ہم کاٹنے والی تلواروں سے خون بہا وصول کر سکیں۔

خالدؓ اور بنی جذیمہ ابن اسحاق نے کہا (فتح مکّہ کے دوران میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے آس پاس مضافات میں جماعتیں بھیجیں تاکہ اللہ کی توحید کے لئے لوگوں کو دعوت دیں، انھیں آپ نے جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔ جن لوگوں کو روانہ فرمایا ان میں خالد بن ولید بھی تھے۔ انھیں آپ نے داعی الی اللہ کی حیثیت سے، نہ کہ مقاتل جنگ جو کی حیثیت سے

۱؎ غزال، لِفت اور فجِ طلاح مقاموں کے نام ہیں۔

تہامہ کے نشیبی علاقے کی طرف روانگی کا حکم دیا، مگر خالدؓ نے وہاں پہنچ کر قبیلہ بنو جذیمہ کو دبا یا اور ان کے کچھ آدمی مار دیے۔[1]

ابن اسحٰق نے کہا، اس سلسلے میں عباس بن مرداس سُلمی نے یہ اشعار کہے:

فَاِنْ تَكُ قَدْ اَمَّرْتَ فِي الْقَوْمِ خَالِدًا　　وَقَدَّمْتَهُ فَاِنَّهُ قَدْ تَقَدَّمَا

بِجُنْدٍ هَدَاهُ اللّٰهُ اَنْتَ اَمِيْرُهُ　　نُصِيْبُ بِهِ فِي الْحَقِّ مَنْ كَانَ اَظْلَمَا

پس اگر آپ نے خالد کو جماعت کا امیر بنا کر آگے کر دیا ہے تو وہ ایسے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ گئے، جسے اللہ نے ہدایت کی ہے اور جس کے سالار اعلیٰ آپ ہیں۔ ہم اس کے ذریعے سے ان لوگوں کا استیصال کر دیتے ہیں، جو حق کے معاملے میں تاریکی کے اندر ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، یہ دونوں شعر ابن مرداس کے اس قصیدے کے ہیں، جو انھوں نے جنگ حنین کے بارے میں کہا تھا، اس کا ذکر میں انشاء اللہ جنگِ حنین کی جگہ کروں گا۔

واقعے کی تفصیل

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حُنیف نے ابو جعفر محمد بن علی کی روایت بیان کی۔ مکہ فتح ہونے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو داعی الی اللہ (اللہ کی توحید کی دعوت دینے والے) کی حیثیت سے روانہ فرمایا اور انھیں جنگ کی غرض سے روانہ نہیں کیا تھا۔ ان کے ساتھ عرب کے قبیلوں میں قبیلہ سُلیم بن منصور اور قبیلہ مُدلج ابن مُرّہ کے آدمی بھی تھے۔ خالد بن ولید نے موقع پہ پہنچ کر بنو جذیمہ (ابن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ) کو جا دبایا۔ اس قبیلے نے خالدؓ بن ولید کو دیکھتے ہی ہتھیار سنبھال لیے۔ اس پر ان سے کہا گیا: "ہتھیار رکھ دو۔ انھوں نے (ہتھیار ڈال کر) اسلام اختیار کر لیا۔"

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بنو جذیمہ کے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب خالدؓ نے ہمیں ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا تھا تو ہم میں سے ایک آدمی نے جس کا نام جحدم تھا کہا: "بنو جذیمہ! تمھارا برا ہو۔ خدا کی قسم یہ خالد بن ولید ہیں، ہتھیار ڈال لینے کے بعد گرفتاریاں ہوں گی اور گرفتاریوں کے بعد گردنوں کو تلوار سے اُڑا دیا جائے گا، خدا کی قسم! میں ہتھیار ہرگز نہ ڈالوں گا۔ راوی کہتا ہے، قوم کے لوگوں نے اسے پکڑ کر پوچھا: "جحدم! کیا تم ہمارا خون بہانا چاہتے ہو؟ لوگوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے، ہتھیار ڈال دیے ہیں، جنگ کو برطرف کر دیا گیا ہے اور لوگوں کو امن مل گیا ہے۔" یہ لوگ جحدم

---

[1] اسے غزوہ غمیط کہتے ہیں۔ غمیط بنی جذیمہ کے کنوئیں کا نام تھا۔

کو پکڑے رہے، یہاں تک کہ اس کے ہتھیار بھی چھین لیے اور انھوں نے خالدؓ کے کہنے پر ہتھیار ڈال دیے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی کی روایت بیان کی کہ جب بنو جذیمہ نے ہتھیار ڈال دیے تو خالد نے حکم دیا کہ ان کی مشکیں باندھ دی جائیں، اس کی تعمیل ہو گئی، پھر خالد نے انھیں تلوار کے سامنے کر دیا اور ان میں سے جنھیں قتل کرنا تھا، قتل کر دیا، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ — اے خدا، خالد بن ولید نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے آگے اس کی برأت کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ابراہیم بن جعفر محمودی کی روایت بیان کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا، جیسے میں نے حَیس (وہ حریرہ جو گھی کھجور اور پنیر کی آمیزش سے بنایا جاتا ہے) کا ایک لقمہ کھایا اور اس کا مزہ بھی محسوس کیا، لیکن جب میں نے اسے نگلنا چاہا تو میرے حلق میں اٹک گیا۔ علیؓ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اسے نکالا؛ یہ سن کر ابو بکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے جو سرایا روانہ کیے ہیں، ان میں یہ سریہ ایسا ہے جس کی کچھ خبریں تو پسندیدہ آپ کے پاس آئیں گی، اور کچھ ایسی خبریں آئیں گی جو قابلِ اعتراض ہوں، آپ علی کو بھیج کر اس کی اصلاح کرا دیں۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بیان کیا کہ جماعت کا ایک آدمی کھسک آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے پوری خبر پہنچا دی۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا کسی نے خالدؓ بن ولید سے انکار کیا؟ جواب ملا جی ہاں، ایک درمیانہ قد کے سفید فام آدمی نے انکار کیا، مگر خالدؓ بن ولید نے اسے جھڑک دیا اور وہ خاموش ہو گیا، نیز ایک اور بے ڈول لمبے آدمی نے انکار کیا اور اس نے حجت بھی کی، ان دونوں میں خاصی حجت اور سخت کلامی ہوئی۔ اس پر عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ پہلا شخص میرا بیٹا عبد اللہ ہے اور دوسرا سالم مولیٰ ابو حذیفہ ہے۔

علیؓ کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علیؓ کی روایت بیان کی کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور ارشاد فرمایا: "علیؓ ان لوگوں کے پاس جاؤ، معاملات کا معاینہ کرو اور جاہلیت کی جو چیز بھی دیکھو انھیں پاؤں

سے کچل ڈالو۔

علیؓ روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ وہ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے بنو جذیمہ کے لوگوں کا خون بہا ادا کیا اور جو اموال لے لیے گئے تھے، وہ سب بھی انھیں دے دیے، یہاں تک کہ کتّے کے کھانے کا لکڑی کا برتن بھی نہ رکھا۔ کوئی خون اور کوئی مال ایسا نہ تھا جس کا بدلا نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر بھی علیؓ جو اموال اپنے ساتھ لے گئے تھے ان میں سے کچھ حصہ بچ گیا۔ دیت وغیرہ دے کر فارغ ہوئے۔ علیؓ ان سے پوچھنے لگے "کیا تمھارا کوئی خون یا کوئی مال باقی رہ گیا جس کا معاوضہ نہ دیا گیا ہو؟" جواب ملا: "نہیں" پھر فرمایا: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا جو مال باقی رہ گیا ہے، وہ بھی میں تمھیں دیتا ہوں تاکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پوری احتیاط ہو جائے، جسے وہ خوب جانتے ہیں، مگر تم نہیں سمجھ سکتے چنانچہ علیؓ باقی مال بھی دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آگئے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اَصَبْتَ وَ اَحْسَنْتَ: تم نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ کاندھوں کا نچلا حصہ نظر آ رہا تھا، پھر یہ دعا کی۔

"اے اللہ! خالدؓ بن ولید نے جو کیا ہے، تیرے آگے میں اس سے براءت کرتا ہوں۔" تین مرتبہ یہ کلمات آپ نے فرمائے:

خالدؓ کی معذرت

ابن اسحاق نے کہا: بعض ایسے لوگوں نے جو خالدؓ کو معذور سمجھتے ہیں بیان کیا کہ خالد نے کہا: میں نے اس وقت تک قتال نہیں کیا، جب تک مجھ سے عبد اللہ بن حذافہ نے نہیں کہہ دیا۔ عبد اللہ بن حذافہ نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں حکم دیا تھا کہ اسلام سے باز رہنے کی صورت میں ان سے تم قتال کرنا۔"

ابن ہشام نے کہا: ابو عمرو مدنی نے بیان کیا کہ جس وقت خالدؓ بنو جذیمہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہنا شروع کیا۔ صبانا، صبانا، یعنی ہم مسلمان ہو گئے ہم مسلمان ہو گئے[1]۔

عبد الرحمٰن اور خالد میں جھگڑا

ابن اسحاق نے کہا: بنو جذیمہ نے جس وقت ہتھیار رکھ دیے اور جحدم نے وہ سارا معاملہ دیکھا، جو خالد نے بنو جذیمہ کے

---

[1] مسلمانوں کو ابتدا میں ناواقف لوگ صابی کہتے تھے۔ صبانا کا مطلب یہ تھا کہ ہم ایک دین چھوڑ کر دوسرے میں داخل ہو گئے۔ غلط فہمی سے اس کا مطلب کچھ اور سمجھا گیا اور قتل کا دردناک واقعہ پیش آیا۔

ساتھ کیا تھا تو جحدم نے کہا: بنو جذیمہ! شمشیر زنی کا وقت برباد ہو گیا۔ جس چیز سے تم دوچار ہوئے ہو میں نے تمھیں پہلے ہی اس پر متنبہ کر دیا تھا۔

جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان اس سلسلے میں سخت کلامی ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خالد بن ولید سے کہا کہ تم نے اسلام کے اندر جاہلیت کا کام کیا ہے، اس کا جواب خالدؓ بن ولید نے یہ دیا کہ تھیں صرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا تھا وہ لے لیا، اس پر عبدالرحمٰن نے کہا، تم دروغ بیانی کر رہے ہو، میں نے تو اپنے باپ کے قاتل کو مارا، مگر تم نے تو اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کے خون کا بدلا لیا ہے۔ دونوں میں یہ تکرار ہو رہی تھی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ جھگڑا ہو گیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ نے خالدؓ سے کہا، خالدؓ! تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو، خدا کی قسم! اگر تمھارے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا اور تم اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تو بھی میرے ایک صحابی کے صبح کے وقت یا شام کے وقت کے جہاد کو نہیں پا سکتے۔

قریش اور بنو جذیمہ کا معاملہ

فاکہ بن مغیرہ (بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) عوف بن عبد مناف (بن عبدالحارث بن زہرہ) اور عفان بن ابی العاص (بن اُمیہ بن عبد شمس) تینوں تجارت کی غرض سے یمن گئے۔ عفان کے ساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے۔ یمن میں بنو جذیمہ کا ایک آدمی ہلاک ہو گیا، یہ تینوں آدمی اس کا مال لے کر ورثاء کو پہنچانے کے لیے واپس آ رہے تھے، قبل اس کے کہ ورثاء تک پہنچیں بنو جذیمہ کے حدود ہی میں ان کے قبیلے کا ایک آدمی خالد بن ہشام ان سے ملا اور مال کا مدعی ہو گیا۔ ان لوگوں نے اسے دینے سے انکار کیا تو خالد بن ہشام نے اپنے ساتھیوں کو لے کر مال چھیننے کے لیے ان تینوں سے لڑنا شروع کر دیا، اسے ان لوگوں نے قتل تو کر دیا، مگر عوف بن عبد عوف اور فاکہ بن مغیرہ بھی قتل ہو گئے عفان بن ابی العاص اور ان کے بیٹے عثمان بچ گئے اور یہ فاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبد عوف دونوں کا مال لے کر چل دیے، اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل (اسی خالد بن ہشام کو) قتل کر دیا، یہ واقعہ ہے، جس کی بناء پر قریش نے بنو جذیمہ سے لڑنے کا ارادہ کیا، اس پر بنو جذیمہ نے کہا: تمھارے آدمیوں کو ہماری جماعت کے آدمیوں نے نہیں قتل کیا، بلکہ ان پر ایک جماعت نے اپنی نادانی سے حملہ کر کے قتل کیا ہمیں اس کا کوئی علم نہیں۔ ویسے ہم اس خون و مال کا معاوضہ آپ لوگوں کو دینے کے لیے تیار ہیں، جو ہماری طرف نکلے۔ قریش نے اسے قبول کر لیا اور اس طرح جنگ رک گئی

سلمٰی کے اشعار

بنو جُزیمہ کے کسی شاعر نے اور بقول بعض اس شاعرہ کا نام سلمٰی تھا: یہ شعر کہے ہیں:

وَلَوْلَا مَقَالُ الْقَوْمِ لِلْقَوْمِ اَسْلِمُوْا ۔۔۔ لَلَاقَتْ سُلَيْمٌ يَوْمَ ذَالِكَ نَاطِحًا

لَمَاصَعَهُمْ بُسْرٌ وَاَصْحَابُ جَحْدَمٍ ۔۔۔ وَمُرَّةَ حَتّٰى يَتْرُكُوا الْبَرْكَ ضَابِحًا

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ دونوں طرف کے لوگوں نے کہا، صلح کر لو تو اس روز جنگ ہوتی اور سلیم سینگ مارتا ہوا ان سے لڑتا اور بُسرہ، مُرہ اور جحدم کے ساتھی ان پر ایسی تلواریں چلاتے کہ صرف ان لوگوں کے اونٹوں کو چیختا ہوا چھوڑ دیتے۔

فَكَائِنْ تَرٰى يَوْمَ الْغُمَيْصَاءِ مِنْ فَتًى ۔۔۔ اُصِيْبَ وَلَمْ يُجْرَحْ وَقَدْ كَانَ جَارِحًا

اَلَظَّتْ بِخُطَّابِ الْاَيَامٰى وَطَلَّقَتْ ۔۔۔ غَدَاةَ اِذٍ مِنْهُنَّ مَنْ كَانَ نَاكِحًا

پھر اگر تم اس نوجوان کو، جو مارا گیا ہے، میدانِ غمیصا میں دیکھتے، وہ خود زخمی نہ ہوتا، بلکہ ہزاروں کو زخمی کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا تو غمیصا کی سرزمین، اس وقت جو بیاہی عورتیں ہوتیں، انھیں بیوہ بنا دیتی۔ پھر ان بیوہ عورتوں کی اتنی کثیر تعداد ہوتی کہ ان کے لیے پیام دینے والوں سے یہ غمیصا کی سرزمین اکتا جاتی اور پریشان ہو جاتی۔

ابن ہشام نے کہا: "بُسر اور الظت بخطاب" کے الفاظ ابن اسحٰق کے سوا کسی اور سے مروی ہیں۔

ابن مرداس کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: ان اشعار کا جواب ابن مرداس نے حسب ذیل اشعار میں دیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار حجاف بن حکیم سلمٰی نے کہے:

دَعِيْ عَنْكِ تَقْوَالَ الضَّلَالِ كَفٰى بِنَا ۔۔۔ لِكَبْشِ الْوَغٰى فِي الْيَوْمِ وَالْاَمْسِ نَاطِحًا

تو گمراہی کی بات اٹھا کر ایک طرف رکھ دے ہمارے لیے جنگ کا وہ سردار کافی ہے، جو آج ہو یا کل، ہمیشہ زبردست مقابلہ کرنے والا ہے۔

فَخَالِدُ اَوْلٰى بِالتَّعَذُّرِ مِنْكُمُ ۔۔۔ غَدَاةَ عَلَا نَهْجًا مِنَ الْاَمْرِ وَاضِحًا

مُعَانًا بِاَمْرِ اللّٰهِ يُزْجِيْ اِلَيْكُمُ ۔۔۔ سَوَانِحَ لَا تَكْبُوْ لَهُ وَبَوَارِحًا

پس خالدؓ خود اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تمھاری جانب سے ان سے

معذرت کی جائے، اس واقعے کے سلسلے میں، جس میں وہ درحقیقت ایک صحیح اور واضح راستے پر چلے تھے، انھیں خدا کے حکم سے امداد و اعانت حاصل تھی۔ وہ تمھاری طرف ان حوادث و مصائب کو کھینچ کر لیے جا رہے تھے، جو خطا نہیں کر سکتے تھے۔

عَوَابِسَ فِی کَابِی الْغُبَارِ کَوَالِحَا ۔ نَعَوْا مَالِکًا بِالسَّهْلِ لِمَا هَبَطْنَهٗ

جب طرح طرح کے حوادث انتہائی ترش روئی کے ساتھ دانت نکالے ہوئے جنگ کے بلند غبار میں اس پر ٹوٹے تو اسی وقت لوگوں نے مالک کی خبر مرگ سنا دی تھی۔

تَرَکْتُمْ عَلَیْهِ نَائِحَاتٍ وَنَائِحَا ۔ فَاِنْ تَكُ اَثْكَلْنَاكِ سَلْمٰى فَمَالِكٌ

پس اگر تجھے اے سلمیٰ! ہم نے فاقد الولد بنا دیا ہے تو کیا بات ہے کیونکہ مالک کے اوپر تم لوگوں نے نوحہ کرنے والی عورتیں اور ماتم کرنے والے مردوں کو چھوڑ دیا ہے۔

عجاف کے اشعار اور عجاف بن حکیم سلمی نے یہ اشعار کہے:

حُنَیْنًا وَهِیَ دَامِیَةُ الْكِلَامِ ۔ شَهِدْنَ مَعَ النَّبِیِّ مُسَوَّمَاتٍ

سَنَابِكُهُنَّ بِالْبَلَدِ الْحَرَامِ ۔ وَغَزْوَةَ خَالِدٍ شَهِدَتْ وَجَرَّتْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ گھوڑے میدان حنین میں آئے جن کے نشان جنگ لگا ہوا تھا اور ان کے زخموں سے خون بہ رہا تھا اور یہ نشان زدہ گھوڑے خالدؓ کے غزوے میں بھی آئے اور بلد حرام (مکہ) میں بھی پہنچے۔

وُجُوهًا لَا تُعَرَّضُ لِلطِّمَامِ ۔ نُعَرِّضُ لِلطِّعَانِ اِذَا الْتَقَیْنَا

جب ہم جنگ میں مقابل ہوئے تو ہم نے نیزہ بازی سے ان چہروں کو پھیر دیا جو طمانچوں سے نہیں پھیرے جا سکتے تھے۔

اِذَا هَزَّ الْكُمَاةَ وَلَا اُدَارِی ۔ وَلَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّی ثِیَابِی

اِلَى الْعَلَوَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ ۔ وَلٰكِنِّی یَجُوْلُ الْمُهْرُ تَحْتِی

اور جب بہادر جنگ جو تیر و سنان کو حرکت میں لاتے ہیں تو میں کپڑے اتار کر ننگا نہیں ہو جاتا اور نہ میں کسی کے منہ لگتا ہوں، لیکن میرے زانوؤں کے نیچے کاٹنے والی تلوار کے ساتھ مضبوط سے مضبوط اونٹوں کی صفوں میں

گھس کر میرا گھوڑا خوب جولانی دکھاتا ہے۔

بنو جذیمہ کے ایک نوجوان کا واقعہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بواسطہ زہری ابن ابو حدرد اسلمی کی روایت بیان کی کہ میں اس وقت خالدؓ بن ولید کے سواروں میں شامل تھا، بنو جذیمہ کا ایک نوجوان، جو میرا ہم عمر تھا، اس کے دونوں ہاتھ گردن میں رسّی سے بندھے ہوئے تھے اور اس سے زیادہ دُور نہیں بلکہ قریب ہی کچھ عورتیں جمع تھیں۔ اس نے مجھے مخاطب کیا: "میں نے پوچھا: کیا چاہتے ہو" اس نے پُوچھا: کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ رسّی پکڑ کر مجھے ان عورتوں کے پاس لے چلو تاکہ مجھے جو کچھ ان سے کہنا ہے، کہہ دُوں، پھر مجھے واپس لے آنا اور جو تم لوگوں کا منشا ہو، وہ کرنا۔" ابن ابو حدرد نے آگے بیان کیا، میں نے اس سے کہا کہ تم نے جو مطالبہ کیا ہے، وہ تو بہت معمولی ہے، میں نے اس کی رسّی پکڑی اور اسے عورتوں کے پاس لے گیا۔ وہ ان کے پاس جا کر رُک گیا اور کہا: "حُبیشہ، میری زندگی کا خاتمہ ہے، تم سلامت رہو۔"

أَرَيْتُكِ إِذْ طَالَبْتُكُمْ فَوَجَدْتُكُمْ ... بِحَلْيَةَ أَوْ أَلْفَيْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ
أَلَمْ يَكُ أَهْلًا أَنْ يُنَوَّلَ عَاشِقٌ ... تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ

حُبیشہ، میں نے تجھے بتایا ہے کہ جب میں نے تم لوگوں کی جستجو کی
تو کبھی حلیہ کے مقام پر اور کبھی خوانق کے مقام پر تمہیں پا لیا گیا وہ عاشق
جس نے راتوں کی تاریکی میں اور دوپہر کی گرمی میں چل کر کلفتیں اٹھائیں، اس
لائق نہ تھا کہ اسے اس کا صلہ دیا جاتا؟

فَلَا ذَنْبَ لِي قَدْ قُلْتُ إِذْ أَهْلُنَا مَعًا ... أَثِيبِي بِوُدٍّ قَبْلَ إِحْدَى الصَّفَائِقِ
أَثِيبِي بِوُدٍّ قَبْلَ أَنْ تَشْحَطَ النَّوَى ... وَيَنْأَى الْأَمِيرُ بِالْحَبِيبِ الْمُفَارِقِ

میرا کوئی گناہ نہ تھا، جب ہمارے لوگ جمع تھے اور میں نے کہہ دیا تھا
قبل اس کے کہ کوئی حادثہ فاجعہ پیش آئے، محبت کا بدلا محبت سے چکا دو
اور قبل اس کے کہ دوری حائل ہو اور گھر کا سربراہ محبوب کو، جو پہلے ہی سے جدا
رہتا ہے، کہیں دور لے جائے، میری محبت کا جواب محبت سے دے دو۔

فَإِنِّي لَا ضَيَّعْتُ سِرَّ أَمَانَةٍ ... وَلَا رَاقَ عَيْنِي عَنْكِ بَعْدَكِ رَائِقُ
سِوَى أَنَّ مَا نَالَ الْعَشِيرَةَ شَاغِلٌ ... عَنِ الْوُدِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ التَّوَامُقُ

میں نے راز کو امانت رکھا اور افشا کر کے اسے برباد نہیں کیا اور نہ ہی

تیرے بعد تیرے سوا کوئی دوسرا دل لبھانے والا میری آنکھ میں سما سکا

بجز اس کے کہ خاندان کی جو ضرورتیں پیش آئیں، انھوں نے محبت سے ضرور

تھوڑا غافل رکھا، مگر یہ بات بھی ہے کہ محبت و الفت جانبین سے ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بواسطہ زہری بن ابو حدرد اسلمی کی روایت بیان کی کہ اس کے جواب میں حبیشہ نے کہا: تمھیں تو سترہ سال متفرق طور پر بھر آٹھ سال تک متواتر حیاک اللہ کہا گیا (اور اس طرح تمھارا استقبال کر کے تمھاری عمخواری کی گئی)۔

ابن ابو حدرد کہتے ہیں کہ پھر میں اسے واپس لے آیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے ابو فراس بن ابو سنبلہ اسلمی نے اپنے بعض شیوخ کے واسطے سے ان لوگوں کی روایت بیان کی جو اسی قبیلے کے ہیں اور وہاں اس وقت موجود تھے۔ انھوں نے بتایا کہ جس وقت اس نوجوان کی گردن تہ تیغ کی گئی تو حبیشہ اس کے پاس کھڑی تھی، تہ تیغ ہونے کے بعد حبیشہ اس پر اوندھی ہو کر گر گئی اور برابر اس کے بوسے لیتی رہی، یہاں تک کہ اس نے بھی وہیں جان دے دی۔

بنو جذیمہ کے ایک شاعر کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اور بنو جذیمہ کے ایک آدمی نے یہ شعر کہے:

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُدْلِجًا حَيْثُ أَصْبَحَتْ — جَزَاءَةَ بُوسَى حَيْثُ سَارَتْ وَحَلَّتِ

قبیلۂ مدلج جہاں بھی جائے جہاں بھی منزل کو لے اور جہاں بھی صبح کرے اللہ تعالیٰ اسے ہماری طرف سے سخت بدلا دے۔

أَقَامُوا عَلَى أَقْضَاضِنَا يَقْسِمُونَهَا — وَقَدْ نَهِلَتْ فِينَا الرِّمَاحُ وَعَلَّتِ

قبیلۂ مدلج کے لوگوں نے اگر ہمارے تمام اموال پر قبضہ کیا اور آپس میں بانٹ کھایا اور ہمارے اندر ان کے نیزوں نے پیاس پر پیاس بجھائی۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا دِينُ آلِ مُحَمَّدٍ — لَقَدْ هَرَبَتْ مِنْهُمْ خُيُولٌ فَشَلَّتِ

خدا کی قسم! اگر آلِ محمد کا دین نہ ہوتا تو ان کے سواروں کی وہ مدافعت ہوتی کہ بھاگتے ہی بنتی۔

وَمَا ضَرَّهُمْ أَنْ لَا يُعِينُوا كَتِيبَةً — كَرِجْلِ جَرَادٍ أُرْسِلَتْ فَاشْمَعَلَّتِ

اور انھیں اس چیز نے بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا کہ انھوں نے اس لشکر کی اعانت نہ کی جو اس ٹڈی دل کے مانند تھا، جو چھوڑا جائے، پھر تتر بتر ہو جائے۔

فَاِمَّا یَنِیبُوْا اَوْ یَتُوبُوا الْاَمْرَ هُمْ   فَلَا نَحْنُ نَجْزِیهِمْ بِمَا قَدْ اَضَلَّتِ

پس یا تو ان کی طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے یا اپنے کام سے لوٹ جاتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ انھوں نے جو گمراہی پھیلائی ہم نے انھیں اس کا بدلہ بھی نہ دیا۔

وہب کے جوابی اشعار

ان اشعار کا جواب وہب نے دیا ہے جو لیث کا ایک شخص تھا، وہ کہتا ہے:

دَعَوْنَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْحَقِّ عَامِرًا   فَمَا ذَنْبُنَا فِی عَامِرٍ اِذْ تَوَلَّتِ

وَمَا ذَنْبُنَا فِی عَامِرٍ لَا اَبَا لَهُمْ   لِاَنْ سَفِهَتْ اَحْلَامُهُمْ وَضَلَّتِ

ہم نے بنو عامر کو اسلام اور حق کی دعوت دی پھر اگر یہ پیٹھ دکھا کر بھاگے تو اس میں ہمارا کیا گناہ ہے۔ بنو عامر کے باپ کا بُرا ہو اس میں ہمارا کیا گناہ تھا کہ ان کی عقلیں خود احمق ہو گئی تھیں اور بھٹک گئی تھیں، اور بنو جذیمہ کے ایک شخص نے یہ اشعار کہے:

لِیَهْنِئْ بَنِی کَعْبٍ مُقَدَّمُ خَالِدٍ   وَاَصْحَابِهٖ اِذْ صَبَّحَتْنَا الْکَتَائِبُ

خالد اور ان کے رفقاء کا آنا بنو کعب کو مبارک ہو۔ جب صبح ہی صبح ان کے لشکروں نے ہمارے اوپر آکر دھاوا بولا۔

فَلَا تِرَةٌ یَسْعٰی بِهَا ابْنُ خُوَیْلِدٍ   وَقَدْ کُنْتَ مَکْفِیًّا لَوَ انَّكَ غَائِبُ

اگر تُو غالب ہو جاتا تو تیرے لیے یہی کافی ہوتا۔ پھر عداوت نکالنے اور خون لینے کے لیے بیچارے خالد کو کوشش ہی نہ کرنا پڑتی۔

فَلَا قَوْمُنَا یَنْهَوْنَ عَنَّا غُوَاتَهُمْ   وَلَا الدَّاءُ مِنْ یَوْمِ الْغُمَیْصَاءِ ذَاهِبُ

پھر ہماری قوم اپنے حمقاء کو ہم سے منع نہ کرتی اور غمیصاء کی لڑائی کی بیماری جانے والی ہوتی۔

بنو جذیمہ کے ایک بھاگنے والے غلام کے اشعار

بنو جذیمہ کے ایک غلام نے جو خالدؓ کے

جو خالدؓ کے لشکر سے ڈر کر اپنی ماں اور اپنی دو بہنوں کو لے کر بھاگ رہا تھا، یہ شعر کہے:

رَخِّيْنَ أَذْيَالَ الْمُرُوطِ وَارْبَعْنَ ‏ مَشْيَ حَيِيَّاتٍ كَأَنْ لَمْ يُفْزَعْنَ

إِنْ تُمْنَعِ الْيَوْمَ نِسَاءٌ تُمْنَعْنَ

اگر آج کے دن وہ عورتیں، جن کی حفاظت کی جاتی تھی، محفوظ نہیں تو تم اپنی چادروں کے دامن ڈھیلے کر کے ان زندہ عورتوں کی طرح چلنے لگو جو خوف زدہ نہ کی گئی ہوں۔

بنو جذیمہ کے غلاموں کا رجز

بنو جذیمہ کے چند غلاموں نے، جنھیں بنو مساحق کہا جاتا تھا، خالد کی آمد کی خبر سنی تو رجز پڑھنے لگے۔ ان میں سے ایک غلام نے یہ رجز پڑھا۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ بَيْضَاءُ الْأَطِلْ ‏ يَحُوزُهَا ذُو ثَلَّةٍ وَذُو إِبِلْ

لَأُغْنِيَنَّ الْيَوْمَ مَا أَغْنَى رَجُلْ

وہ محبوبہ، جو خوش رنگ اور سفید کردار ہے، جسے بکریوں اور اونٹوں کا ایک گلہ بان اپنی حفاظت میں رکھتا ہے، اسے معلوم ہے کہ میں آج کی جنگ میں دشمنوں کے لیے اسی طرح کافی ہو جاؤں گا، جیسے ایک مرد کو ہونا چاہیے۔

دوسرے غلام نے یہ شعر رجزیہ انداز میں پڑھے:

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ تُلْهِي الْعِرْسَا ‏ لَا تَمْلَأُ الْحَيْزُومَ مِنْهَا نَهْسَا

لَأَضْرِبَنَّ الْيَوْمَ ضَرْبًا وَعْسًا ‏ ضَرْبَ الْمُحِلِّينَ مَخَاضًا قُعْسًا

میری محبوبہ، خوش رنگ بیوی، جس نے اپنے دولہا کو مقتول بنا رکھا ہے اور جو اتنی کم خوراک ہے کہ اس کے سینے کی ہڈیاں بھی پر نہیں، اسے معلوم ہے کہ آج کے دن میں نہایت تیزی سے دشمنوں کو تلوار سے ماروں گا جیسے حرم سے نکل کر حل میں چلنے والے لوگ اڑیل گابھن اونٹنی کو مارتے ہیں۔

ایک اور غلام یہ رجز پڑھ رہا تھا:

أَقْسَمْتُ مَا إِنْ خَادِرٌ ذُو لِبْدَهْ ‏ شَثْنُ الْبَنَانِ فِي غَدَاةِ بَرْدَهْ

جَهْمُ الْمُحَيَّا ذُو سِبَالٍ وَرْدَهْ ‏ يُرْزِمُ بَيْنَ أَيْكَةٍ وَجَحْدَهْ

ضَارِبَنا كَالِ الرِّجَالِ وَحِدَاهُ   بِأَصْدَقَ الْغَدَاةَ مِنِّیْ نَجْدَةً

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ شیر جس کی گردن اور منہ پر بڑے بڑے بال ہوں، جس کے پنجے موٹے موٹے اور بھاری ہوں، جو سُرخ چہرے والا اور نہایت ترش رُو ہو، جو گھنے اور عام درختوں کے اندر اپنے کچھاروں میں دھاڑنے کی ہولناک آوازیں نکالتا ہو اور جو صرف آدمیوں کے کھانے کا عادی ہو چکا ہو میں بہادری اور شجاعت میں ایسے شیر سے بھی زیادہ مہیب اور خطرناک ہوں

عُزّیٰ کی بربادی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزّیٰ کی طرف روانہ کیا یہ عزّیٰ مقام نخلہ میں ایک مکان تھا۔ قریش کا یہ قبیلہ اور بنو کنانہ اور بنو مضر سب کے سب اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور بنو سُلیم کی شاخ قبیلہ بنو شیبان بنو ہاشم کے حلیف اس کے خدام اور دربان تھے، جب عزّیٰ کے مجاور نے، جو ایک سلمی تھا، خالد بن ولید کی آمد کے متعلق سُنا تو اپنی تلوار عزّیٰ (جو ایک مکان تھا) پر لٹکا دی اور خود اس پہاڑ پر چلا گیا، جس میں یہ عزّیٰ کا مکان واقع تھا۔ وہاں پہنچ کر وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

أَيَا عُزَّ شُدِّي شَدَّةً لَا شَوَى لَهَا   عَلَى خَالِدٍ أَلْقِي الْقِنَاعَ وَشَمِّرِي

يَا عُزَّ إِنْ لَمْ تَقْتُلِي الْمَرْءَ خَالِدًا   فَبُوئِي بِإِثْمٍ عَاجِلٍ أَوْ تَنَصَّرِي

اے عزّیٰ! ایک ایسا سخت حملہ کر جس سے ہاتھ پاؤں شل ہو جائیں، خالد پر اپنا پردہ ڈال دے، پھر اپنا دامن سمیٹ لے۔ اے عزّیٰ! اگر تو خالدؓ کو نہ مار سکے تو پھر ایک جا بلانہ و عاجلانہ گناہ کی مستحق ہو جا یا نصرانی ہو جا۔

بہر حال خالدؓ وہاں پہنچے، اسے منہدم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے۔

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے ابن شہاب زہری نے عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد مکہ میں پندرہ رات قیام کیا اور اس دوران میں قصر نمازیں پڑھتے رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مکہ ۲۰ رمضان ۸ھ کو فتح ہوا تھا[1]

---

[1] ۲۰ رمضان ۸ھ مطابق ۱۱ جنوری ۶۲۹ء

باب ۱۵

غزوۂ حنین

۸ھ

ہوازن کا اجتماع

ابن اسحاق نے کہا، جب قبیلہ ہوازن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مکہ فتح کرادیا تو یہ بات برداشت نہ ہوئی اور مقابلے کی تیاری شروع کردی، مالک بن عوف نصری (جو ہوازن کا رئیس اعظم تھا) نے ہوازن کے لوگوں کو جمع کرنا شروع کردیا۔ اس کی آواز پر تمام کے تمام بنو ثقیف بھی جمع ہوگئے۔ اسی طرح قبیلہ نصر اور قبیلہ جشم کا ایک ایک آدمی شریک ہوا۔ قبیلہ سعد بن بکر اور قبیلہ بنو ہلال کے کچھ لوگوں نے بھی جماعت میں اضافہ کردیا، گو ان کی تعداد معمولی تھی۔ قیس عیلان کے صرف یہی لوگ تھے جو شریک جنگ ہوئے۔ مگر قبیلہ ہوازن کی اہم شاخوں میں سے قبیلہ کعب اور قبیلہ کلاب کے لوگ غائب ہوگئے۔ ان کا ایک بھی آدمی آکر شریک نہ ہوا۔ بنو جشم کا سربراہ ضعیف العمر اور سن رسیدہ دُرید بن صمہ تھا جس میں قطعاً سکت نہ تھی، مگر وہ ایک تجربہ کار بوڑھا تھا، اس لیے صرف اس کی رائے اور مشورہ نیز فنِ حرب میں کامل واقفیت سے فائدہ اور برکت حاصل کرنا مقصود تھا۔ بنو ثقیف کے سربراہ اسی قبیلے کے دو سردار قرار پائے۔ احلاف کا سربراہ قارب بن اسود (بن مسعود بن مُعتب) کو بنایا گیا اور بنو مالک اور دوسرا اس کا بھائی احمر بن حارث۔ ان سب پر مالک بن عوف نصری سپہ سالار اعظم مقرر ہوا۔ پھر جب مالک بن عوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانگی کا ارادہ کیا تو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اموال اور عورتوں بچوں کو بھی ساتھ لے چلیں (اس کی تعمیل ہوئی) اور سب روانہ ہوگئے، جب مقام اوطاس میں جاکر اترے تو تمام لوگ مالک بن عوف کے پاس جمع ہوگئے۔ ان میں دُرید بن صمہ بھی تھا، جسے ایک ہودے میں بٹھا کر لائے تھے، یہ ہودا اوپر سے کھلا ہوا تھا۔

دُرید بن صمہ

جب اُسے اتارا گیا تو اس نے پوچھا: تم لوگ کس وادی میں ہو؟ لوگوں نے بتایا یہ وادی اوطاس ہے۔ بولا، گھوڑوں کے لیے یہ اچھی جولان گاہ ہے۔ زمین نہ بہت سخت ہے، جو پاؤں کو کاٹے، نہ بہت نرم ہے جس میں پاؤں دھنس دھنس جائیں۔ پھر بولا:

میں کہیں آوازیں سن رہا ہوں؟ اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں، بچوں کا رونا دھونا بکریوں کی منمناہٹ؟ لوگوں نے بتایا کہ مالک بن عوف مردوں کے ساتھ عورتیں، بچے اور مال مویشی بھی لے آیا ہے۔ دُرید بن صمہ نے پوچھا "مالک بن عوف کہاں ہے؟" اسے بلا دیا گیا۔ دُرید نے کہا مالک! تمھیں اپنی قوم کا سردار بنایا گیا ہے، یہ وہ دن ہے کہ مستقبل میں اس کے خاص نتائج برآمد ہونے والے ہیں، میں یہ آوازیں کیسی سُن رہا ہوں؟ اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں، بچوں کا رونا دھونا، اور بکریوں کی منمناہٹ" مالک بن عوف نے جواب دیا میں مردوں کے ساتھ عورتیں، بچے اور مال مویشی بھی لے آیا ہوں۔ دُرید بن صمہ نے دریافت کیا، یہ کیوں؟ مالک نے جواب دیا: میں نے یہ مناسب سمجھا کہ لوگوں کے اہل وعیال اور مال ومتاع کو ساتھ رکھا جائے تاکہ وہ ان کی مدافعت زور شور سے کریں اس پر دُرید نے مالک کو جھڑکی دی اور: "نادان! کیا شکست خوردہ بھی کوئی چیز واپس لے جا سکتا ہے؟ اگر جنگ موافق رہتی ہے تو تمھیں بجز اس کے کہ ایک آدمی اپنی تلوار اور نیزے سے کام لے اور کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اور اگر جنگ موافق رہتی ہے تو تمھیں بجز اس کے کہ ایک آدمی اپنی تلوار اور نیزے سے کام لے اور کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اور اگر جنگ تمھارے خلاف جاتی ہے تو تمھیں اہل وعیال اور مال ومتاع کے لیے بھی رسوا ہونا پڑے گا" اس کے بعد دُرید بن صمہ نے پوچھا: کعب اور کلاب کا کیا رویہ ہے؟ لوگوں نے بتایا، ان کا ایک بھی آدمی شریک نہیں ہوا۔ اس پر وہ بولا: بہادری اور سرگرمی تو غائب ہو گئی، شرف وعزت کا موقع ہوتا تو کعب اور کلاب غائب نہ ہوتے، کاش تم نے بھی وہی کیا ہوتا، جو کعب اور کلاب نے کیا، اچھا یہ بتاؤ، تمھارے کون کون سے قبیلے شریک ہیں؟ لوگوں نے بتایا: عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔ دُرید نے کہا: "یہ دونوں قبیلے عامر کے دو کم سن بچوں کی طرح ہیں، نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان دیکھو مالک: تم ہوازن کی جماعت کو گھوڑوں کے سامنے ہرگز نہ کرنا، اپنے وطن اور قوم کی حفاظت کے لیے پیچھے بھیج دو، پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان صابئین (یعنی مسلمانوں) سے مقابلہ کرو۔ اگر جنگ تمھارے موافق رہتی ہے تو جو لوگ پیچھے چھوڑے ہوئے ہوں گے وہ آکر تم سے مل جائیں گے، اور اگر جنگ تمھارے خلاف جاتی ہے تو تم اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کو تو محفوظ پاؤ گے"۔

---

[1] سرزمین ہوازن کی ایک وادی جس میں جنگ حنین ہوئی تھی۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان اوطاس نام کوئی وادی یا پہاڑ نہیں، البتہ طائف کے شمال مشرق میں کوئی تیس چالیس میل پر ایک مشہور مقام بتایا جاتا ہے (عہد نبوی کے میدان جنگ ص)

مالک بن عوف نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ تم تو بوڑھے ہو گئے ہو۔ تمھاری عقل بھی بوڑھی ہو گئی ہے۔ اے گروہِ ہوازن! خدا کی قسم! یا تو تم میری اطاعت کرو گے یا پھر میں صرف اپنی تلوار پر اعتماد کروں گا، یہاں تک کہ وہ میرے قبضے سے نکل جائے۔ پھر اس نے دُرید کا یا اس کی رائے کا ذکر بھی پسند نہ کیا۔ ہوازن نے جواب دیا: ہم سب اطاعت کے لیے تیار ہیں۔

پھر دُرید بن صمہ نے کہا، یہ وہ جنگ ہے، جس میں نہ میں شریک ہوا اور نہ اس سے بچ ہی سکا۔

يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعْ ... أَخُبُّ فِيهَا وَأَضَعْ

أَقُودُ وَطْفَاءَ الزَّمَعْ ... كَأَنَّهَا شَاةٌ صَدَعْ

کاش میں اس جنگ میں نوجوان ہوتا، بھاگتا اور دوڑتا پھرتا

اور پہاڑی بکری کے بالوں کے مانند لمبے لمبے بالوں والے گھوڑے

پر بیٹھ کر مقابلہ کرتا۔

مالک بن عوف کے جاسوس

ابن اسحاق نے کہا، پھر مالک نے لوگوں کو خطاب کیا کہ "مسلمانوں کو دیکھتے ہی اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا، اور ایک ساتھ ہی شدت کا حملہ کر دینا اور مجھ سے اُمیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے بیان کیا کہ انھیں بتایا گیا، مالک بن عوف نے اپنے کچھ آدمی جاسوس بنا کر بھیجے، مگر یہ لوگ یونہی واپس آ گئے اور ان کے منصوبے تتر بتر ہو گئے۔ اس پر مالک بن عوف نے کہا: تمھارا برا ہو، کیا ہوا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے ابلق گھوڑوں پر سفید فام آدمی دیکھے اور اس وجہ سے رک نہ سکے۔ مالک بن عوف نے جو ارادہ کیا تھا ویسا ہی کرتا چلا گیا اور اسے یہ چیز بھی نہ روک سکی۔

ابن ابی حدرد

ابن اسحاق نے کہا، ہوازن کی یہ خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو روانہ کیا اور ہدایت کی کہ لوگوں کے اندر چلے جائیں اور اس وقت تک انھیں میں رہیں، جب تک تمام حالات کا پورا علم نہ ہو جائے۔ پھر واپس آکر آگاہ کریں۔ عبداللہ بن حدرد روانہ ہو گئے اور اس وقت تک غیروں میں قیام پذیر رہے جب تک انھوں نے ایک ایک بات نہ سُن لی اور جنگ کے جو منصوبے تیار کیے گئے تھے ان کا پورا علم نہیں ہو گیا۔ عبداللہ بن حدرد نے بنو مالک اور بنو ہوازن کے جو حالات تھے انھیں پوری طرح معلوم کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ کر ایک ایک بات کی خبر دی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو بلایا اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس پر عمرؓ بول اُٹھے

"ابن حدرد غلط کہتے ہیں۔" اس کا جواب ابن حدرد نے یہ دیا کہ "اگر آپ نے مجھے غلط قرار دیا ہے تو کیا بات ہے، آپ نے تو بعض اوقات حق سے بھی اختلاف کیا ہے، آپ نے تو ایسی ہستی سے بھی اختلاف کیا ہے، جو مجھ سے کہیں بہتر ہے۔" عمرؓ نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ نہیں سن رہے ابن حدرد کیا کہتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمرؓ! تم غلطی پر تھے، اللہ تمھیں سیدھا راستہ دکھائے۔"

زرہیں اور ہتھیار

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن سے مقابلے کے لیے روانگی کا عزم فرمایا، اس وقت آپ کو بتایا گیا کہ صفوان کے پاس زرہیں، اور اسلحہ موجود ہیں، یہ ابھی تک مشرک ہی تھے۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طلب فرمایا اور کہا "ابو امیہ! ہمیں اپنے اسلحہ عاریتاً دے دو تاکہ ہم دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔" صفوان نے کہا: "محمد! کیا آپ یہ اسلحہ غصب کرنے کی غرض سے لینا چاہتے ہیں؟" فرمایا: "نہیں، بلکہ عاریتاً، یہ ضمانت پر رہیں گے، پھر انھیں واپس کر دیں گے۔" صفوان نے کہا: اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔ چنانچہ صفوان نے آپ کو ایک سو زرہیں اور اتنے اسلحہ دے دیے، جو ضرورت کے لیے کافی تھے۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے اتنے ہی اسلحہ مانگے تھے، جو ضرورت کے لیے کافی تھے اور اتنے ہی اسلحہ اس نے دے بھی دیے۔

فوج کی تعداد

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے، ان دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے علاوہ، جو آپ کے ساتھ فتح مکہ کے لیے آئے تھے اور جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرایا تھا، اہل مکہ میں سے دو ہزار آدمی آپ کے ساتھ شریک تھے۔ گویا اب کل تعداد بارہ ہزار تھی جو لوگ جنگ حنین میں شریک نہ ہو سکے اور پیچھے رہ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مکہ میں عتاب بن اسید ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو امیر مقرر فرمایا۔ پھر ہوازن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔

ابن مرداس کا قصیدہ

اس سلسلے میں عباس بن مرداس سلمی نے یہ اشعار کہے۔

أَصَابَتِ الْعَامَ رِعْلًا غُولُ قَوْمِهِمُ   وَسْطَ الْبُيُوتِ وَلَوْنُ الْغُولِ أَلْوَانُ

اسی سال قبیلہ رعل کو (جو قبیلہ سلیم کی شاخ ہے) خود ان کی قوم کی

---

[1] اوپر بتایا جا چکا ہے کہ صفوان نے قبول اسلام کے لیے مہلت مانگی تھی اور مہلت دے دی گئی تھی۔ یہ واقعہ مہلت ہی کے زمانے کا ہے۔

لائی ہوئی مصیبت عظمیٰ نے ان کے گھروں کے بیچ میں آکر تباہ کر دیا ہے اور یہ
مصیبت عظمیٰ ایک شکل میں نہیں، کئی شکلوں میں آئی ہے۔

يَا لَهْفَ أُمِّ كِلَابٍ إِذْ تُبَيِّتُهُمْ   خَيْلُ ابْنِ هَوْذَةَ لَا تُنْهَى وَإِنْسَانُ

قبیلہ کلاب کی ماں کی اس وقت کی حالت زار پر افسوس صد افسوس
ہے، جب ابن ہوزہ کے سوار اور قبیلہ انسان[1] کے لوگ ان پر روک ٹوک کے
بغیر شب و روز شب خون مار رہے تھے۔

لَا تَلْفِظُوهَا وَشُدُّوا عَقْدَ ذِمَّتِكُمْ   إِنَّ ابْنَ عَمِّكُمْ سَعْدٌ وَدُهْمَانُ

منہ کے لقمہ کی طرح ان کو تھوک مت دو، بلکہ اپنے ذمے اور عہد کو
مضبوطی سے باندھو، کیونکہ تمہارے عم زادہ سعد اور دُھمان ہیں (جو ہوازن
کی شاخ نصر بن معاویہ بن بکر کے بیٹے ہیں)۔

لَنْ تَرْجِعُوهَا وَإِنْ كَانَتْ مُجَلَّلَةً   مَا دَامَ فِي النَّعَمِ الْمَأْخُوذِ أَلْبَانُ

اگرچہ ان پر مصائب چھائے ہوئے ہوں، لیکن انھیں اس وقت
تک واپس مت کرو، جب تک پالتو جانوروں میں دودھ پایا جاتا ہے
(یعنی کبھی مت چھوڑو)۔

شَنْعَاءُ جُلِّلَ مِنْ سَوْآتِهَا حَضَنٌ   وَسَالَ ذُو شُوغَرٍ مِنْهَا وَسُلْوَانُ

حضن پہاڑ (جو نجد میں ہے) برائیوں اور رسوائیوں کے زور سے
مغلوب ہو گیا ہے اور وادی ذو شوغر اور وادی سُلوان میں برائیوں کا
زور چاروں طرف بہہ پڑا ہے۔

لَيْسَتْ بِأَطْيَبَ مِمَّا يَشْتَوِي حَذَفٌ   إِذْ قَالَ كُلُّ شِوَاءِ الْعَيْرِ جُوفَانُ

یہ برائی اس بھنے ہوئے گوشت سے کچھ اچھی نہیں جسے حذف
(ایک شخص کا نام) بتاتا جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ حمار وحشی (جنگلی گدھے)
کی ہر بھنی ہوئی چیز عضو تناسل کے مانند ہے۔

وَفِي هَوَازِنَ قَوْمٌ غَيْرَ أَنَّ بِهِمْ   دَاءَ الْيَمَانِي فَإِنْ لَمْ يَغْدِرُوا خَانُوا

ہوازن ایک زبردست قوم ہے، مگر صرف اتنی بات ہے کہ

---

[1] قبیلہ ہوازن کی شاخیں۔

انھیں یمن والی بیماری لگی ہے کہ اگر عہد شکنی نہیں کرتے تو خیانت ضرور کرتے ہیں۔

فِیھِمْ اَخٌ لَوْ وَفَوْا اَوْ بَرَّ عَھْدُھُمْ ۔۔۔ وَلَوْ نَھَكْنَاھُمْ بِالطَّعْنِ قَدْ لَانُوْا

ان کا ایک ایسا بھائی ہے کہ کاش وہ کبھی عہد پورا کرتا یا اپنی قسم سچ کر دکھاتا اور اگر ہم انھیں نیزوں سے جھڑکتے تو نرم پڑ جاتے ہیں۔

اَبْلِغْ ھَوَازِنَ اَعْلَاھَا وَاَسْفَلَھَا ۔۔۔ مِنِّیْ رِسَالَةَ نُصْحٍ فِیْهِ تِبْیَانُ

اے قاصد! قبیلہ ہوازن کے ہر چھوٹے بڑے کو میری جانب سے اس نصیحت کا پیغام پہنچا دے، جس میں پوری وضاحت کر دی گئی ہے۔

اِنِّیْ اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَابِحَكُمْ ۔۔۔ جَیْشًا لَهٗ فِیْ فَضَاءِ الْاَرْضِ اَرْكَانُ

میرا قطعی خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح صبح تم پر وہ لشکر لے کر آئیں گے، جس کے چاروں گوشے زمین کی پوری فضاء کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔

فِیھِمْ اَخُوْكُمْ سُلَیْمٌ غَیْرُ تَارِكِكُمْ ۔۔۔ وَالْمُسْلِمُوْنَ عِبَادُ اللّٰہِ غَسَّانُ

اس لشکر میں تمھارے بھائی سلیم بھی ہیں، جو تمھیں چھوڑنے والے نہیں اور مسلمان اللہ کے بندے ہوتے ہیں اس لیے تمھیں چبا کر رکھ دیں گے

وَفِیْ عِضَادَتِهِ الْیُمْنٰی بَنُوْ اَسَدٍ ۔۔۔ وَالْاَجْرَبَانِ بَنُوْ عَبْسٍ وَذُبْیَانُ

اور ان کے داہنے بازو پر قبیلہ بنو اسد ہے اور قبیلہ بنو عبس اور ذبیان ہیں جنھیں لوگ دیکھ کر بھاگتے ہیں۔

تَكَادُ تَرْجُفُ مِنْهُ الْاَرْضُ رَھْبَتَهٗ ۔۔۔ وَفِیْ مُقَدَّمِهٖ اَوْسٌ وَعُثْمَانُ

زمین بھی اس لشکر کے خوف سے تھرا جاتی ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش میں قبیلہ اوس اور قبیلہ عثمان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اوس اور عثمان قبیلہ مزینہ سے نکلے ہوئے دو قبیلے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: کہ "ابلغ ھوازن اعلاھا واسفلھا" سے آخر تک کے اشعار اس جنگ کے سلسلے میں کہے گئے اور اس سے پہلے کے جو اشعار ہیں، وہ کسی دوسرے جنگ کے لیے کہے گئے ہیں، لیکن ابن اسحٰق نے انھیں ملا کر روایت کر دیا۔

ذات انواط کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ابن شہاب زُہری نے علی الترتیب سنان ابن ابی سنان دؤلی اور ابو واقد لیثی کے واسطے سے بیان کیا کہ حارث بن مالک نے بتایا: کفار قریش اور ان کے ماسوا دیگر عربوں کا ایک بڑا سا سر سبز درخت تھا، جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، لوگ ہر سال اس کے پاس جمع ہوتے، اس پر اپنے ہتھیار لٹکاتے اور جانور ذبح کرتے نیز ایک دن ثواب کی نیت سے قیام بھی کرتے۔ ادھر ابھی ہم لوگ جدید الاسلام ہی تھے، دین جاہلیت کو چھوڑے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر حنین کے ارادے سے روانہ ہوئے، چلے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ ہمیں ایک بڑا سبز درخت نظر آیا اسے دیکھتے ہی ہم نے راستے کے پہلوؤں پر چلتے ہوئے آوازیں لگائیں، "یا رسول اللہ! جس طرح یہ لوگ (کفار) اس درخت ذات انواط کو مانتے ہیں، اسی طرح ہمیں بھی ماننے کا موقع دیجیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اکبر، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے قدرت میں محمدؐ کی جان ہے یہ بات تو تم نے ویسی کہی، جیسے قوم موسیٰ نے موسیٰ سے کہا تھا: "اجعل لنا الھا کما لھم الھة قال انکم قوم تجھلون۔" یعنی جس طرح منکرین کے معبودان (باطل) ہیں، ہمارے لیے بھی کوئی معبود بنائیے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: تم تو وہ قوم ہو، جو بالکل نادانی کی باتیں کرتے ہو۔" یہ تو رواجی طریقے ہیں اگر ان پر چلو گے تو یہ گزری ہوئی امتوں کے طریقوں کی پیروی ہوگی۔

ہوازن کا مقابلہ

ابن اسحٰق نے کہا، پھر مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن جابر، ان کے والد جابر بن عبداللہ کی روایت بیان کی کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو ہم نے تہامہ کی جانب جانے والی وادیوں میں سے ایک نشیبی ڈھلان اور وسیع وادی میں اترنا شروع کر دیا۔ ہم اترتے ہی چلے جا رہے تھے اور صبح کی تاریکی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دوسری طرف دشمن ہم سے پہلے ہی وادی میں بڑھ چکے تھے، انھوں نے ہر مخفی راستے، ہر گوشے اور ہر تنگ گھاٹی سے اگر ہم پر حملہ کر دیا اور پوری طرح چھا گئے۔ یہ ان کا سوچا سمجھا منصوبہ تھا اور ان کی تیاری اور ساز و سامان بھی مکمل تھا۔ خدا کی قسم! وادی میں اُترتے وقت ہمیں کسی چیز نے خائف نہیں کیا، مگر یہ کہ دشمن کی فوج نے دفعتہً ایسی یک جہتی سے حملہ کیا کہ، گویا وہ حملہ ایک آدمی کا حملہ تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ ہم لوگ شکست کھا کر پیچھے لوٹنے لگے اور حالت یہ ہو گئی کہ کوئی ایک دوسرے کو مڑ کر بھی نہ دیکھتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور آواز دینے لگے: لوگو! کدھر

جاتے ہو، ادھر میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول اور محمد، عبداللہ کا بیٹا ہوں۔" جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ بھاگنے میں اونٹ سے اونٹ بھڑ رہا ہے اور لوگ بھاگتے چلے جا رہے ہیں، بجز اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند مہاجر، چند انصار اور اہل بیت باقی رہ گئے۔

ثابت قدم اصحاب کے اسماء

مہاجرین میں سے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے، ان میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور آپ کے اہل بیت میں سے جو لوگ ثابت قدم رہے وہ یہ ہیں، علیؓ بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، ابوسفیان بن حارث، ان کے بیٹے، فضلؓ بن عباس ربیعہؓ بن حارث، اسامہؓ بن زید اور ایمنؓ بن عبید اللہ جو اسی روز شہید ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا: ابوسفیان بن حارث کے بیٹے کا نام جعفر ہے اور خود ابوسفیان کا نام مغیرہ تھا اور بعض کے نزدیک ان میں ابوسفیان کے بیٹے جعفر کو شمار نہیں کیا گیا بلکہ قثم بن عباس کو شمار کیا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بواسطہ، عبدالرحمٰن بن جابرؓ، ان کے والد جابر بن عبداللہ کی روایت بیان کی کہ ہوازن کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر، ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا لیے ہوئے تھا۔ جو لمبے سے نیزے کے سرے پر لگا رکھا تھا۔ وہ ہوازن کے آگے تھا اور ہوازن اس کے پیچھے تھے۔ یہ شخص جب کسی کو زد میں لیتا تو اسے نیزے سے مار دیتا اور جب لوگ پیچھے چھوٹ جاتے تو جھنڈا بلند کر کے انھیں دکھاتا، وہ پھر اس کے پیچھے لگ جاتے تھے۔

مسلمانوں سے ابوسفیان بن حرب وغیرہ کی شماتت

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب مسلم فوج کو شکست ہوئی اور گنوار، درشت مزاج اہل مکہ نے، جو ساتھ تھے، شکست دیکھی تو ان میں سے کچھ آدمیوں نے باہمی گفتگو میں اس عداوت کا اظہار شروع کر دیا، جو ان کے سینوں میں چھپی ہوئی تھی۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا: "ان کی طرف سے (کفار کی طرف سے) شکست پر شکست دی جائے گی اور شکست دینے کا یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا، خواہ سمندر ہی سامنے کیوں نہ آجائے اور تیر تو ہمارے پاس بھی ترکش میں موجود ہیں۔" جبلہ بن حنبل، بقول ابن ہشام، کلدۃ بن حنبل نے جو اپنے بھائی صفوان بن امیہ کے ساتھ مشرک ہونے کی حالت میں میعاد مہلت گزار رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی مہلت دی تھی چیخ کر کہا: "الا بطل السحر الیوم" دیکھو آج جادو ٹوٹ گیا ہے۔ اس سے صفوان نے کہا: اسکت فض اللہ فاک۔" خاموش رہ، اللہ تیرا منہ پوپلا کرے، خدا کی قسم! یہ بات کہ ایک قریشی مجھ پر مسلط ہو جائے، مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس

کے کہ ہوازن کا کوئی آدمی میرا مالک بن جائے۔"

شیبہ بن عثمان کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا، اور شیبہ بن عثمان بن ابو طلحہ، اخو بنو عبد الدار نے بیان کیا کہ میں نے کہا: "آج میں محمدؐ سے اپنے خون کا بدلا لے لوں گا (اس کا باپ جنگ احد میں مارا گیا تھا)" آج میں محمدؐ کو قتل کر دوں گا۔" آگے شیبہ نے بیان کیا، پھر میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارد گرد چکر لگانا شروع کیا، مگر کوئی چیز میرے سامنے حائل ہوئی اور میرا دل بھی بیٹھ گیا، بہر حال میں یہ کام نہ کر سکا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ انھیں میری زد سے بچا لیا ہے۔

عباسؓ کی پکار پر اجتماع

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے زہری نے بواسطہ کثیر ابن عباس ان کے باپ عباس بن عبد المطلب کی روایت بیان کی کہ میں بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا اور آپ کے سفید خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا، میں ایک لحیم شحیم اور جہیر الصوت (بلند آہنگ) آدمی تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو آواز دی: "لوگو! کہاں جاتے ہو؟" میں نے دیکھا کہ وہ مڑ کر دیکھتے ہی نہیں۔ اب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ تم زور سے آواز دو، یا معشر الانصار! یا معشر اصحاب السمرہ! یعنی انصار کے گروہ، اے بیعت رضوان کرنے والو! آخر میرے آواز دینے پر لوگوں نے جواب دیا: لبیک لبیک حاضر ہیں، حاضر ہیں۔ عباس آگے بیان کرتے ہیں کہ اب ہر شخص اپنے اپنے اونٹ کو موڑنے لگا، مگر وہ اسے موڑنے پر قادر نہ ہوتا تھا، اس طرح وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچ جاتا، غرض آپ کے پاس ایک سو آدمی جمع ہو گئے۔ انھوں نے کفار کا سامنا کیا اور زد و کشت ہونے لگی۔ پہلی پکار اور آواز "یا للانصار" او انصاریو! تھی اور آخر میں "یا للخزرج" او خزرجیو! یہ سب جنگ میں بڑی قوت برداشت سے کام لینے والے لوگ تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکاب پر زور دے کر اٹھے اور معرکہ گاہ کی طرف دیکھا، جان بازی اپنی جان بازی دکھا رہے تھے، اس موقع پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "حمی الوطیس" یعنی آتش جنگ پوری طرح بھڑک اٹھی ہے اور اس میں پوری گرمی آگئی ہے۔" (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے پہلے کبھی ایسا جملہ نہیں فرمایا تھا، بحوالہ یاقوت وسہیلی)

علیؓ اور ایک انصاری کا کارنامہ

ابن اسحاق نے کہا، اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بواسطہ عبد الرحمٰن بن جابرؓ، ان کے باپ جابرؓ بن عبد اللہؓ کی روایت بیان کی کہ قبیلہ ہوازن کا جو شخص سیاہ جھنڈا لیے ہوئے تھا، اونٹ پر بیٹھا ہوا اپنی کارروائی

کرتا چلا جارہا تھا کہ علی رضؓ بن ابی طالب اور ایک انصاری یک بیک اس پر بہ ارادۂ قتل ٹوٹ پڑے، علیؓ پیچھے کی طرف سے آئے اور اس کے اونٹ کی پچھلی دونوں ٹانگوں کے گھٹنے تلوار سے اڑا دیے اونٹ سرین کے بل گرا۔ ادھر انصاری نے اچھل کر اس شخص کی ٹانگ پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ پر تلوار کا ایک وار کرتے ہی پنڈلی سے کٹ گئی اور الگ جا گری اور کٹنے کی ایک آواز سنائی دی۔ اب یہ شخص اونٹ سے گرا اور اس کا خاتمہ ہوگیا۔ جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور خدا کی قسم! دشمن کے جو لوگ ہزیمت اٹھا کر واپس جاتے وہ پھر آنے کا نام نہ لیتے، یہاں تک کہ ان کے بہت سے قیدی ایک گھیرے میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔

جابرؓ نے فرمایا: اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ان لوگوں میں تھے جنھوں نے اس نازک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر صبر و استقلال کا ثبوت دیا، نیز جب کہ مسلمان ہوئے تو پورے اخلاص سے ہوئے۔ یہ آپ کے خچر کے زین کا پچھلا حصہ پکڑے ہوئے تھے کہ آپ نے ان کی طرف مڑ کر دیکھا اور پوچھا، کون ہے؟ جواب دیا، یارسول اللہ! میں آپ کی ماں کا بیٹا ہوں (یعنی آپ کی دادی کا پوتا ہوں)۔

امّ سُلیم کا قصّہ

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر امّ سُلیم بنت ملحان کی طرف (بھی) دیکھا، امّ سلیم اپنے خاوند ابوطلحہ کے ساتھ تھیں، انھوں نے اپنی کمر چادر سے کس کر باندھ رکھی تھی۔ ان کے پیٹ میں عبداللہ بن ابوطلحہ کا حمل تھا، ابوطلحہ کا اونٹ بھی سنبھالے ہوئے تھیں اور اس بات سے ڈرتی بھی رہتی تھیں کہ اونٹ کہیں بے قابو نہ ہو جائے، اس لیے اس کا سر قریب کر کے اپنا ہاتھ نکیل کے ساتھ اس کے نتھنوں میں دے رکھا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: کیا امّ سلیم ہیں؟ جواب دیا جی ہاں، آپ پر میرے ماں باپ قربان اے رسول اللہ! جو لوگ آپ کو چھوڑ کر پسپا ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے، انھیں اسی طرح قتل کر دیجیے جس طرح آپ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں، جو آپ سے جنگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی دراصل اسی کے مستحق ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امّ سلیم! کیا اللہ کافی نہیں؟ عبداللہ بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں: امّ سلیم کے ساتھ ایک خنجر بھی تھا، ابوطلحہ نے ان سے پوچھا، امّ سلیم! یہ خنجر تمھارے ساتھ کیسا ہے؟ جواب دیا میں نے یہ خنجر اس لیے لیا کہ اگر کوئی مشرک مجھ سے قریب ہو تو میں اس کا

پیٹ چاک کر دوں۔ ابو طلحہ کہنے لگے، یارسول اللہ! کیا آپ نہیں سن رہے کہ ام سلیم کیا کہہ رہی ہیں؟

مالک بن عوف کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کا رخ کیا تھا، اس وقت بنو سلیم ضحاک بن سفیان کلابی کو بھی ساتھ ملا لیا تھا، چنانچہ یہ لوگ آپ کے ساتھ رہے۔ اور جب لوگ پسپا ہوئے تو مالک بن عوف نے اپنے گھوڑے کو مخاطب کر کے یہ رجزیہ شعر پڑھے:

اَقْدِمْ مُحَاجُ اِنَّهٗ یَوْمٌ نُکُرٌ ۔۔۔ مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِكَ یَحْمِیْ وَیَکُرٌ
اِذَا اُضِیْعَ الصَّفُّ یَوْمًا وَالدُّبُرُ ۔۔۔ ثُمَّ احْزَاَلَّتْ زُمَرٌ بَعْدَ زُمَرٌ

اے میرے گھوڑے محاج! آگے قدم بڑھا، آج جنگ کا بھیانک دن ہے۔ جنگ کے موقع پر جب صفیں ٹوٹ جائیں، پھر جماعتوں پر جماعتیں ختم ہوتی چلی جائیں، اس وقت مجھ جیسا آدمی تجھ ایسے گھوڑے پر بیٹھ کر حفاظت، حمایت اور حملوں پر حملے کر سکتا ہے۔

کَتَائِبُ یَکِلُّ فِیْهِنَّ الْبَصَرُ ۔۔۔ قَدْ اَطْعَنُ الطَّعْنَةَ تَقْذِیْ بِالسُّبُرُ

وہ طویل و عریض بڑے بڑے لشکر، جنہیں آنکھ دیکھتے تھک جاتی ہے، میں ان میں ایسے نیزے مارتا ہوں، جو آنکھوں کے اندر سے خون نکالتے ہیں، جیسے بتیاں ڈال کر زخموں کی گہرائی دیکھی جاتی ہے۔

حِیْنَ یُذَمُّ الْمُسْتَکِیْنُ الْمُنْجَحِرُ ۔۔۔ وَاَطْعَنُ النَّجْلَاءَ تَعْوِیْ وَتَهِرُ

جب پسپا اور ذلیل ہونے والوں اور ادبر دل لومڑی کی طرح) اپنے گھروں کے کونوں میں چھپ جانے والوں کی مذمت کی جاتی ہے، اس وقت میں ایسے ایسے گہرے زخم لگاتا ہوں، جن سے آوازیں نکلتی ہیں۔

لَهَا مِنَ الْجَوْفِ رَشَاشٌ مُنْهَمِرٌ ۔۔۔ تَفْهَقُ تَارَاتٍ وَحِیْنًا تَنْفَجِرُ
وَثَعْلَبُ الْعَامِلِ فِیْهَا مُنْکَسِرُ ۔۔۔ یَا زَیْدُ یَا بْنَ هَمْهَمٍ اَیْنَ تَفِرُّ

ان زخموں کے بیچ سے خون کے فوارے اچھلتے ہیں کبھی یہ زخم بھٹنے اور کبھی بہنے لگتے ہیں، ہمارے نیزوں کی اوپر کی نوکیں زخموں کے اندر ٹوٹ کر رہ جاتی ہیں اور ہم اس وقت للکار کر کہتے ہیں اے زید! اے ابن ہمہم! کدھر بھاگتے ہو۔

قَدْ نَفِدَ الْفُرْسُ وَقَدْ طَالَ الْعُمُرْ ۔۔۔ قَدْ عَلِمَ الْبِيضُ الطَّوِيلَاتُ الْخُمُرْ
أَنِّي فِي أَمْثَالِهَا غَيْرُ غُمُرْ ۔۔۔ إِذْ تَخْرُجُ الْحَاصِنُ مِنْ تَحْتِ السُّتُرْ

ڈاڑھیں ٹوٹ چکی ہیں، عمر طویل ہو چکی ہے، لمبے لمبے دوپٹے اوڑھنے والی دراز قامت اور خوبصورت عورتوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس وقت عفیف اور پاک دامن عورتوں کو پردوں سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے، اس وقت میں ایسے ایسے زخموں سے گھایل کرنے میں ناتجربہ کار اور بھولا آدمی ثابت نہیں ہوتا۔

مالک بن عوف نے یہ شعر بھی کہا ہے:

أَقْدِمْ مُحَاجُ إِنَّهَا الْأَسَاوِدَهْ ۔۔۔ وَلَا تَغُرَّنَّكَ رِجْلٌ نَادِدَهْ

اے میرے گھوڑے محاج! بڑے بڑے تیر انداز سوار موجود ہیں، تیرا بے مثال قدم تجھے کسی طرح دھوکا نہ دینے پائے

ابن ہشام نے کہا: یہ دونوں شعر مالک بن عوف کے نہیں، نہ اس جنگ کے موقع پر کہے گئے ہیں، بلکہ یہ کسی اور شاعر کے شعر ہیں اور دوسری جنگ (قادسیہ) کے موقع پر کہے گئے تھے۔

ابو قتادہ کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ انصاری کی روایت بیان کی گئی ہے اور مجھ سے ہمارے صحابہ میں سے بعض ان لوگوں نے جنھیں میں متہم نہیں کرتا، بواسطہ نافع مولیٰ بنی غفار ابو محمدؓ کی یہ روایت بیان کی کہ میں نے (ابو قتادہ نے) جنگ حنین میں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا، ایک مسلم تھا، دوسرا مشرک، اس اثنا میں ایک اور مشرک آکر چاہتا تھا کہ مسلم کے مقابلے میں اپنے مشرک ساتھی کی مدد کرے، میں اس پر جھپٹا اور تلوار کا وار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس نے اپنا دوسرا ہاتھ میری گردن میں حمائل کر دیا۔ خدا کی قسم! وہ میری گردن نہیں چھوڑ رہا تھا، یہاں تک کہ میرا دم گھٹنے لگا اور قریب تھا کہ وہ مجھے مار ڈالے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس کا خون بہہ رہا تھا، جو اسے کمزور کر رہا تھا تو وہ مجھے مار ڈالتا، بہر حال وہ گرا، میں نے پھر اس پر ضرب لگائی اور اسے ختم کر دیا اور اب میں اس قابل نہ رہا کہ قتال کر سکوں، ادھر ایک مکی کا گزر ہوا تو اس نے اس (مقتول) کا اسباب لے لیا، پھر جب جنگ ختم ہو گئی اور ہم لوگ دشمن سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ (جس شخص نے جسے قتل کیا ہو تو مقتول کا سامان مارنے والے

یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے سچ کہا ہے، اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے آپ اسے راضی کر دیجیے کہ یہ سامان میرے پاس رہنے دے۔ ابوبکرؓ صدیق نے کہا، نہیں خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس بات کے لیے راضی نہ کریں گے، کیا تم اللہ کے اس شیر کے ساتھ حصہ دار بنتے ہو، جو دینِ خدا کے لیے جہاد کرتا ہے اور اس کا سامان تقسیم کرا رہے ہو؟ اس کے مقتول کا سامان اسے واپس کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے، اس کے مقتول کا سامان اسے واپس کر دو۔ ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس سے یہ سامان لے لیا اور اسے بیچ کر قیمت سے میں نے ایک مخرفؔ[1] (کھجور کا ایک چھوٹا باغ) خرید لیا۔ یہ مخرف میری پہلی ملکیت تھا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے ان صاحب نے جنھیں میں متہم نہیں کرتا، ابوسلمہ اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کے واسطے سے انس بن مالک کی روایت بیان کی کہ جنگِ حنین میں تنہا ابوطلحہ نے بیس[2] مقتولوں کا مال حاصل کیا۔

ملائکہ کی نصرت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے بیان کیا۔ ان سے جبیر بن مطعم کی یہ روایت بیان کی گئی کہ جس وقت معرکہ جنگ گرم تھا اور دشمن کو شکست نہیں ہوئی تھی تو میں نے دیکھا کہ سیاہ چادر کی طرح کوئی چیز آسمان سے آ کر ہمارے اور دشمن کے درمیان گر گئی ہے، پھر جو نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیاہ پوششیں متفرق طور پر آسمان سے نازل ہوئیں اور انھوں نے تمام وادی کو بھر دیا۔ مجھے کوئی شبہ پیدا نہ ہوا کہ یہ فرشتے تھے، پھر یہ برابر رہے، یہاں تک کہ دشمنوں کی ہزیمت ہو گئی۔

مشرکین کی شکست

ابن اسحاق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے حنین میں مشرکوں کو شکست دے دی اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان پر پوری طرح غالب کر دیا تو ایک مسلم عورت نے یہ شعر کہا:

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللهِ خَيْلَ اللَّاتِ ۔۔۔ وَاللهُ أَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

اللہ کے سوار لات کے سواروں پر غالب آ گئے ہیں اور اللہ ہی تمام دائم رہنے والی ہستی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: رواۃِ شعر میں سے بعض اہل علم نے مجھے یہ شعر اس طرح بھی سنایا۔

---

[1] مخرف کھجور کے اس باغ کو کہتے ہیں جس میں دس درختوں سے کم ہوں دس سے زیادہ درختوں والے باغ کو حدیقہ کہتے ہیں۔

غَلَبَتْ خَيْلُ اللهِ خَيْلَ اللَّاتِ وَخَيْلُهُ اَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

اللہ کے سوار لات کے سواروں پر غالب آ گئے ہیں اور اللہ کے سوار ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ انھیں ثبات و دوام ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب ہوازن کو شکست دے دی گئی تو بنو مالک میں سے بنو ثقیف کو قتل کیا گیا اور خوب قتل کیا گیا۔ ان کے جھنڈے کے نیچے ستر آدمی قتل ہو گئے، جن میں عثمان بن عبداللہ ابن ربیعہ بن حارث بن حبیب (بھی) مارا گیا۔ ان کا جھنڈا ذوالخمار (عوف بن ربیع) کے ساتھ تھا۔ جب ذوالخمار مارا گیا تو عثمان بن عبداللہ نے جھنڈا سنبھال لیا تھا۔ پھر اسے لے کر لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھے عامر بن وہب بن اسود نے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا:

"اَبْعَدَهُ اللهُ! فَاِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ قُرَيْشًا" اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔

باب ۱۵۲

غزوہ حنین

(۲)

قارب اور اس کی قوم کا فرار

ابن اسحق نے کہا: احلاف کا جھنڈا قارب بن اسود کے ہاتھ میں تھا، جب احلاف کو شکست ہوئی تو قارب نے جھنڈا ایک درخت سے لگا کر کھڑا کر دیا۔ وہ خود، اس کا عم زاد بھائی اور اس کی قوم سب فرار ہو گئے یہی وجہ ہے کہ احلاف میں سے بجز دو آدمیوں کے کوئی نہ مارا گیا۔ مقتولوں میں سے ایک بنی غیرہ کا آدمی جس کا نام وہب تھا، دوسرا بنو کُبّہ کا آدمی، جسے جُلاح کہا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جُلاح کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا قُتِلَ الْيَوْمَ سَيِّدُ شَبَابِ ثَقِيفٍ (آج بنو ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا اور صرف ابن ہنیدہ رہ گیا ہے۔ آپ کا اشارہ حارث بن اُویس کی طرف تھا۔

ابن مرداس کا دوسرا قصیدہ

عباس بن مرداس نے حسب ذیل اشعار کہے، جن میں وہ بھائیوں کو چھوڑ کر اب ابن اسود کے بھاگنے کا ذکر کرتے ہیں، نیز ذوالخمار کا جس نے قوم کو موت کے منہ میں جھونک دیا تھا:

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ غَيْلَانَ عَنِّي ۔۔۔ وَسَوْفَ إِخَالُ يَأْتِيهِ الْخَبِيرُ

وَعُرْوَةَ إِنَّمَا أُهْدِي جَوَابًا ۔۔۔ وَقَوْلًا غَيْرَ قَوْلِكُمَا يَسِيرُ

بِأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدٌ رَسُولٌ ۔۔۔ لِرَبٍّ لَا يَضِلُّ وَلَا يَجُورُ

وَجَدْنَاهُ نَبِيًّا مِثْلَ مُوسَى ۔۔۔ فَكُلُّ فَتًى يُخَايِرُهُ مَخِيرُ

کیا کوئی ہے، جو غیلان اور عروہ کو میرا پیغام پہنچا دے اور میرا خیال ہے کہ عنقریب ہی باخبر لوگ انھیں یہ پیغام پہنچا دیں گے کہ تمھیں ایک ایسے قول فیصل کا تحفہ دینا چاہتا ہوں، جو ہمیشہ دائر و سائر اور ذائع و شائع رہے گا۔ وہ قول تم دونوں کے قول باطل جیسا نہیں (جو قطعی ناقابل اعتناء ہے) قول یہ ہے کہ محمد (صلعم) پروردگار عالم کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ راہ خدا سے ادھر ادھر نہیں ہوتے اور نہ کسی پر زیادتی کرتے ہیں ہم نے

انھیں موسیٰ جیسا نبی برحق پایا ہے جو فرد بھی برتری اور ہمسری میں ان سے مقابلہ کرے گا وہ مغلوب اور کمتر ثابت ہو گا۔

وَبِئْسَ الْأَمْرُ أَمْرُ بَنِيْ قَسِيٍّ | بِوَجٍّ إِذْ تُقُسِّمَتِ الْأُمُوْرُ
أَضَاعُوْا أَمْرَهُمْ وَلِكُلِّ قَوْمٍ | أَمِيْرٌ وَالدَّوَائِرُ قَدْ تَدُوْرُ

وجؔ میں جب بنو قسی (بنو ثقیف) کے حالات وخیالات بالکل پراگندہ ہو کر رہ گئے تو ان کا بہت ہی بُرا انجام ہُوا۔ انھوں نے اپنا کام بگاڑ لیا، ہر قوم میں کوئی نہ کوئی طاقت حکمران ہوتی ہے، ان پر مصائب حکمران ہوئے، جو ان پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے۔

فَجِئْنَا أُسْدَ غَابَاتٍ إِلَيْهِمْ | جُنُوْدُ اللّٰهِ ضَاحِيَةً تَسِيْرُ
نَؤُمُّ الْجَمْعَ جَمْعَ بَنِيْ قَسِيٍّ | عَلٰى حَنَقٍ نَكَادُ لَهُ نَطِيْرُ

ہم ان کی طرف کچھاروں میں رہنے والے شیروں کی مانند بڑھے۔ ہمارا خدائی لشکر ان مختلف گروہوں کا قصد کیے ہوئے پیش قدمی کرتا چلا جاتا تھا۔ ہمارے غیظ وغضب کا یہ عالم تھا کہ پرندوں کے مانند اُڑے چلے جاتے تھے۔

وَأُقْسِمُ لَوْ هُمُ مَكَثُوْا لَسِرْنَا | إِلَيْهِمْ بِالْجُنُوْدِ وَلَمْ يَغُوْرُوْا
فَكُنَّا أُسْدَ لِيَّةَ ثَمَّ حَتّٰى | أَبَحْنَاهَا وَأُسْلِمَتِ النُّصُوْرُ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بنو ثقیف کے لوگ ٹھہر جاتے تو ہم ان کے پاس ایسے لشکر لاتے، جو انھیں مفتوح کیے بغیر) واپس نہیں آتے پھر اب ہم مقام لیّہ[1] پر پہنچتے ہی وہاں کے شیر بن جاتے ہیں، پھر کیا تھا، ہم لیّہ کو فتح کر لیتے اور قبیلہ نُصور کو ہمارے حوالے کر دیا۔

وَيَوْمَ كَانَ قَبْلُ لَدٰى حُنَيْنٍ | فَأَقْلَعَ وَالدِّمَاءُ بِهِ تَمُوْرُ
مِنَ الْأَيَّامِ لَمْ تَسْمَعْ كَيَوْمٍ | وَلَمْ يَسْمَعْ بِهِ قَوْمٌ ذُكُوْرُ

اور اس سے پہلے حنین میں جنگ کا ایک ایسا دن گزر چکا ہے، جس

---

[1] طائف کی ایک وادی، جو حنین کے راستے میں ہے۔

[2] طائف کے قریب ایک مشہور مقام۔ [3] قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ۔

یں ان کا قلع قمع کر دیا گیا اور اسی میں خون کی ندیاں بہادی گئیں، یہ جنگ کا وہ دن تھا کہ تم نے یا کسی بہادر قوم نے اس سے پہلے نہ سُنا ہوگا۔

قَتَلْنَا فِی الْغُبَارِ بَنِیْ حُطَیْطٍ عَلٰی رَایَاتِہَا وَالْخَیْلُ زُوْرٌ

ہم نے بنو حطیط کو جنگ کے اُڑتے ہوئے غبار میں ان کے جھنڈے کے پاس جاکر قتل کیا اور اس وقت ان کے گھوڑے بھاگتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

وَلَمْ یَکُ ذُوالْخِمَارِ رَئِیْسَ قَوْمٍ لَہُمْ عَقْلٌ یُعَاقِبُ اَوْ نَکِیْرٌ

اَقَامَ بِہِمْ عَلٰی سَنَنِ الْمَنَایَا وَقَدْ بَانَتْ لِمُبْصِرِہَا الْاُمُوْرُ

اس وقت ذوالخمار اپنی قوم کا سردار تھا، جس کی عقل و تدبیر کو خوب سرا دی جارہی تھی۔ اس نے قوم کو موت کے راستوں پر لاکر کھڑا کر دیا، حالانکہ ان راستوں کو سمجھنے والے لوگوں کے لیے یہ معاملات بالکل واضح ہوچکے تھے۔

فَاَفْلَتَ مَنْ نَجَا مِنْہُمْ جَرِیْضًا وَقُتِّلَ مِنْہُمْ بَشَرٌ کَثِیْرٌ

پھر ان کا جو شخص بچ کر بھاگ نکلا، اس کا دم گھٹ رہا تھا، اور ان کی ایک کثیر تعداد جو وہاں رہ گئی تھی، اس کا خوب قتل عام کیا گیا۔

وَلَا یُغْنِی الْاُمُوْرَ اَخُو التَّوَانِیْ وَلَا الْغَلِقُ الصَّرِیْرَۃُ الْحَصُوْرُ

کاہل اور کوتاہ عمل شخص مُہمات کو سر نہیں کرسکتا، نہ وہ شخص یہ کام سر انجام دے سکتا ہے، جس کے تمام ذرائع مسدود ہوں اور حملہ کرنے کی ہمت نہ رکھتا ہو۔

اَحَانَہُمْ وَحَانَ وَمَلَّکُوْہُ اُمُوْرَہُمْ وَاَفْلَتَتِ الصُّقُوْرُ

اس نے ان سب لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا، خود بھی ہلاک ہوگیا، اس شخص کو ان لوگوں نے اپنے اپنے مہمات کا اس وقت امیر بنا لیا، جب بڑے بڑے سورما بھی جان بچا بچا کر بھاگ رہے تھے۔

بَنُوْ عَوْفٍ تَمِیْحُ بِہِمْ جِیَادٌ اُہِیْنَ لَہَا الْفَصَافِصُ وَالشَّعِیْرُ

بنو عوف اور بہترین گھوڑے، بہترین چال کے ساتھ لیے جارہے تھے

جن کے کھانے کے لیے برسیم (ایک قسم کا چارا) اور جو جیسی چیزیں وافر مہیا کی جاتی ہیں۔

فَلَوْلَا قَادِبٌ وَبَنُوْ اَبِيْهِ ۔۔۔ تُقُسِّمَتِ الْمَزَادِعُ وَالْقُصُوْرُ

اگر قارب اور اس کے دوسرے بھائی نہ ہوتے تو ان کی اراضی اور ان کے محلات سب تقسیم کر لیے جاتے۔

وَلٰكِنَّ الرِّيَاسَةَ عَمَّمُوْهَا ۔۔۔ عَلٰى يُمْنٍ اَشَادَ بِهِ الْمُشِيْرُ

لیکن یہ ساری ریاست انھیں لوگوں کے سپرد کر دی گئی اس برکت کی بنا پر جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔

اَطَاعُوْا قَادِبًا وَلَهُمْ جُدُوْدٌ ۔۔۔ وَاَحْلَامٌ اِلٰى عِزٍّ تَصِيْرُ

انھوں نے قارب کی اطاعت کی، حالانکہ ان کے آباو اجداد اور ان کے ہوش و حواس ایسے تھے، جو انھیں عزت کے مقام پر پہنچاتے تھے۔

فَاِنْ يُهْدَوْا اِلَى الْاِسْلَامِ يُلْفَوْا ۔۔۔ اُنُوْفَ النَّاسِ مَا سَمَرَ السَّمِيْرُ

پس اگر ان لوگوں کو اسلام کی طرف ہدایت ہو تو جب تک قصہ گو قصے سناتے رہیں گے، اس وقت تک یہ لوگوں کی ناک بنے رہیں گے۔

وَاِنْ لَمْ يُسْلِمُوْا فَهُمْ اٰذَانٌ ۔۔۔ بِحَرْبِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ نَصِيْرُ

اور اگر یہ اسلام نہیں لائے تو یہ اللہ کے خلاف جنگ کا اعلان ہوگا اور اس وقت کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔

كَمَا حَكَّتْ بَنِيْ سَعْدٍ وَحَرْبٌ ۔۔۔ بِرَهْطِ بَنِيْ غَزِيَّةَ عَنْقَفِيْرُ

جیسا کہ اللہ کے خلاف جنگ نے بنو سعد کو رگڑ کر رکھ دیا اور بنو غزیہ کے قبیلے پر جنگ مصیبت عظمیٰ ثابت ہوئی۔

كَاَنَّ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ ۔۔۔ اِلَى الْاِسْلَامِ ضَائِنَةٌ تَخُوْرُ

بنو معاویہ بن بکر اسلام کے سامنے گائے کے بچوں کی طرح ہو گئے جو چیخنے چلانے لگے۔

فَقُلْنَا اَسْلِمُوْا اِنَّا اَخُوْكُمْ ۔۔۔ وَقَدْ بَرِاَتْ مِنَ الْاِحَنِ الصُّدُوْرُ

اس لیے ہم نے کہا ان سے کہ اسلام لے آؤ، ہم تمہارے بھائی ہیں

اور ہمارے سینے کینہ سے خالی اور عداوت سے بھی خالی ہیں۔

كَاَنَّ الْقَوْمَ اِذْ جَاؤُا اِلَيْنَا مِنَ الْبَغْضَاءِ بَعْدَ السِّلْمِ عُوْدٌ

جب یہ لوگ ہماری طرف آئے تو صلح کے بعد بھی بغض و کینہ سے گویا اندھے کانے ہو رہے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: غیلان بن سلمہ ثقفی اور عروہ سے عروہ بن مسعود ثقفی مراد ہیں۔

دُرید بن صِمّہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا، مشرکین نے شکست کھا کر طائف میں پناہ لی ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی گیا۔ ان کے لشکر کے کچھ لوگ اوطاس چلے گئے اور کچھ لوگوں نے نخلہ کا رُخ کیا، جو لوگ نخلہ گئے، وہ صرف بنو ثقیف کی شاخ بنو غیرۃ کے لوگ تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تعاقب کیا، مگر اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو گھاٹیوں کے راستوں میں نکل گئے تھے۔

ربیعہ بن رُفیع (بن اُہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمّان بن عوف بن امراء القیس) کو ابن دُغنہ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ اس کی ماں کا نام دُغنہ تھا اور اسی کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ اور ہشام کے قول کے مطابق بن لذعہ تھا۔ اس کے ہاتھ دُرید بن صمّہ آ گیا۔ ربیعہ نے دُرید کے اُونٹ کی مہار پکڑ لی۔ گمان یہ تھا کہ اس میں کوئی عورت ہوگی، کیونکہ دُرید اونٹ پر ایک ایسے چھوٹے سے ہودج میں مستور تھا، جو اُوپر سے کھلا ہوا تھا، مگر چاروں طرف سے بند تھا، پکڑنے کے بعد دیکھا تو معلوم ہوا عورت نہیں مرد ہے۔ اونٹ کو بٹھایا تو پتہ چلا کہ وہ بہت ضعیف بوڑھا ہے اور غور سے دیکھا تو وہ دُرید بن صمّہ نکلا۔ ربیعہ لڑکے ہی تھے اور اسے پہچانتے نہ تھے، اب دُرید نے کہا، میرے متعلق کیا ارادہ ہے؟ جواب ملا، میں تمھیں قتل کروں گا۔ دُرید نے پوچھا: "تم کون ہو؟" جواب ملا، "میں ربیعہ بن رُفیع سُلمی ہوں"، یہ کہہ کر ربیعہ نے دُرید پر تلوار کا وار کیا، مگر خالی گیا۔ اس پر دُرید نے کہا، بِئْسَ مَا سَلَّحَتْكَ اُمُّكَ "تیری ماں نے تجھے جو ہتھیار دیے، وہ ناکام ہیں، کجاوے کے پیچھے سے میری تلوار لے لے، اس سے مار، اور ہڈیوں سے بچ کر دماغ کے نیچے سے ضرب لگا، میں خود اسی طرح لوگوں کو تلوار سے مارتا تھا۔ پھر جب تو اپنی ماں کے پاس پہنچے تو اسے بتا کہ تو نے دُرید بن صمّہ کو قتل کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! کتنی ہی جنگیں ہیں، جن میں میں نے تیری عورتوں کو بچایا ہے۔ بنو سُلیم نے بیان کیا ہے کہ ربیعہ نے جب دُرید کو تلوار ماری تو وہ ننگا ہو کر گرا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر مسلسل سواری کرنے سے اس کی رانوں کا اندرونی حصہ اور سرین بالکل سفید ہو گئی تھی۔

پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس واپس آئے تو بتایا کہ میں نے دُرید بن صمّہ کو قتل کر دیا، ماں نے کہا "خدا کی قسم! دُرید نے تیری ماؤں کو تین مرتبہ آزاد کیا"۔

لَعَمْرُكَ مَا خَشِيتُ عَلَى دُرَيْدٍ ... بِبَطْنِ سُمَيْرَةٍ جَيْشَ الْعَنَاقِ

تیری جان کی قسم! سُمیرہ[1] کے نشیب میں جہاں دُرید کو مار اگیا، مجھے دُرید کے متعلق اس مصیبت لانے والے لشکر کا کوئی ڈر نہ تھا۔

جَزَى عَنْهُ الْإِلٰهُ بَنِي سُلَيْمٍ ... وَعَقَّتْهُمْ بِمَا فَعَلُوا عَقَاقِ

وَأَسْقَانَا إِذَا قُدْنَا إِلَيْهِمْ ... دِمَاءَ خِيَارِهِمْ عِنْدَ التَّلَاقِي

اللہ بنو سُلیم کو دُرید کی طرف سے بدلا دے گا۔ انھوں نے جو کچھ کیا، اس کے عوض میں حملہ آور گھوڑے انھیں پاش پاش کر دیں گے۔ جب ہم میدان کارزار میں اپنے گھوڑے لے جائیں تو اللہ ان کے چُنے ہوئے آدمیوں کے خون سے ہماری پیاس بجھائے گا۔

فَرُبَّ عَظِيمَةٍ دَافَعْتَ عَنْهُمْ ... وَقَدْ بَلَغَتْ نُفُوسُهُمُ التَّرَاقِي

وَرُبَّ كَرِيمَةٍ أَعْتَقْتَ مِنْهُمْ ... وَأُخْرَى قَدْ فَكَكْتَ مِنَ الْوَثَاقِ

وَرُبَّ مُنَوِّهٍ بِكَ مِنْ سُلَيْمٍ ... أَجَبْتَ وَقَدْ دَعَاكَ بِلَا رَمَاقِ

دُرید! تم نے ان کے لیے ان کی کتنی بڑی بڑی مصیبتوں میں جب کہ ان کا دم ان کے حلقوم میں آجاتا تھا، مدافعت کی اور کتنی ہی ان کی شریف زادیاں تھیں جنھیں تم نے آزاد کیا اور کتنی ہی ان کی اور عورتیں تھیں جنھیں قید کی زنجیروں سے چھڑایا اور سُلیم کے لوگوں میں کتنے ہی ایسے آدمی تھے، جو تمھیں طرح طرح کے القاب سے مخاطب کرتے تھے۔ تم نے ان کی آواز پر اس وقت لبیک کہی، جب ان کا دم نکل رہا تھا۔

فَكَانَ جَزَاؤُنَا مِنْهُمْ عُقُوقًا ... وَهَمًّا مَاعَ مِنْهُ مُخُّ سَاقِي

لیکن ان کی طرف سے ہمیں جو صلہ ملا، وہ یہ ہے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور مجھے ایسا صدمہ پہنچایا، جس سے پنڈلیوں کا گودا تک بہ گیا ہے۔

---

[1] حنین کے قریب ایک وادی

عَفَتْ آثَارُ خَيْلِكَ بَعْدَ أَيْنٍ　　بِذِي بَقَرٍ إِلَى فَيْفِ النُّهَاقِ

اے دُرید! اس جگہ کے بعد مقام ذی بقر سے نہاق کے میدان تک تمہارے گھوڑوں کے پاؤں کے نشان مٹ گئے۔ افسوس! یہ اب نظر نہ آئیں گے!

مزید اشعار عمرہ بنت دُرید نے یہ شعر بھی کہے:

قَالُوا قَتَلْنَا دُرَيْدًا قُلْتُ قَدْ صَدَقُوا　　فَظَلَّ دَمْعِي عَلَى السِّرْبَالِ يَنْحَدِرُ

لوگوں نے کہا، ہم نے دُرید کو قتل کر دیا، میں نے کہا سچ کہا پس اس کے بعد میرے آنسو بہہ کر میری قمیص پر گرنے لگے۔

لَوْلَا الَّذِي قَهَرَ الْأَقْوَامَ كُلَّهُمُ　　رَأَتْ سُلَيْمٌ وَكَعْبٌ كَيْفَ تَأْتَمِرُ

اگر وہ طاقت نہ ہوتی، جو تمام اقوام پر غالب آگئی ہے تو بنو سُلیم اور بنو کعب کو معلوم ہو جاتا کہ وہ کس طرح فرمانبرداری اور تعمیل ارشاد کرتے۔

إِذَنْ لَصَبَّحَهُمْ، غِبًّا وَظَاهِرَةً　　حَيْثُ اسْتَقَرَّتْ نَوَاهُمْ جَحْفَلٌ ذَفِرُ

(اگر وہ طاقت نہ ہوتی) تو اس وقت جہاں ان کا ٹھکانا ہوتا، وہیں کسی زمانے میں ہر روز اور کسی زمانے میں ناغے سے صبح صبح ایک ایسا لشکر ان پر حملہ آور ہوتا رہتا جس کے ہتھیاروں کو بو سے بھی یہ لوگ گھبرا جاتے۔

ابن ہشام نے کہا: کہا جاتا ہے کہ جس نے دُرید کو قتل کیا، اس کا نام عبداللہ بن قنیع (بن اُہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ) تھا۔

ابو عامر اشعری کی شہادت ابن اسحٰق نے کہا، اور جن مشرکین نے اوطاس کی طرف رُخ کیا تھا، ان کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو بھیجا، چنانچہ اس نے کچھ شکست خوردہ آدمی پالیے تو دونوں جانب سے دور دور رہتے ہوئے تیر اندازی اور جدال و قتال کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس میں ایک تیر آ کر ابو عامر کے لگا اور یہ وہیں شہید ہو گئے۔ اب ابو عامر کا جھنڈا ان کے عمزاد بھائی ابو موسیٰ اشعری نے تھام لیا، پھر انھوں نے بھی مشرکین سے قتال شروع کر دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فتح اور مشرکین کو شکست دی، لوگوں کا کہنا یہ کہ سلمہ بن دُرید وہ شخص ہے جس نے ابو عامر اشعری کو تیر مارا

تھا اور ان کے گھٹنے میں آ کر لگا تھا، جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکے، اس موقع پر سلمہ بن دُرید نے یہ شعر کہے:

اِنْ تَسْأَلُوا عَنِّي فَإِنِّي سَلَمَةْ — ابْنُ سَمَادِيرَ لِمَنْ تَوَسَّمَهْ

اَضْرِبُ بِالسَّيْفِ رُؤُسَ الْمُسْلِمَةْ

اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو میں خود بتاتا ہوں کہ میں سمادیر کا بیٹا سلمہ ہوں، طالب دلیل کے لیے اتنا کافی ہے میں مسلمانوں کے سروں کو اپنی تلوار سے کاٹتا ہوں۔

سمادیر سلمہ کی ماں کا نام ہے۔

بنی رئاب کے لیے رسول اللہ صلعم کی دُعا

ادھر بنو رئاب میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن قیس نے، جو بنو وہب بن رئاب کے ایک فرد ہیں اور جنھیں ابن العوراء کہا جاتا ہے، کہا: یا رسول اللہ! بنو رئاب ہلاک ہو گئے" لوگوں نے بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ان کی مصیبت کی تلافی فرما"

مالک بن عوف

ہزیمت اٹھانے کے بعد مالک بن عوف نکلا، راستے کی ایک گھاٹی پر اپنی قوم کے سواروں کے سامنے کھڑا ہوا اور ان سے کہا: تم لوگ یہاں ٹھہرو تا کہ تمھارے ضعیف لوگ گزر جائیں اور جو لوگ پیچھے ہیں، وہ آ کر تمھارے ساتھ مل جائیں۔

چنانچہ یہ خود بھی وہاں ٹھہرا رہا، تا آنکہ شکست خوردہ لوگ گزر گئے۔ اس موقع پر مالک بن عوف نے یہ شعر کہے:

وَلَوْلَا كَرَّتَانِ عَلَى مُحَاجٍ — لَضَاقَ عَلَى الْعَضَادِيطِ الطَّرِيقُ

وَلَوْلَا كَرُّ دُهْمَانَ بْنَ نَصْرٍ — لَدَى النَّخَلَاتِ مُنْدَفَعَ الشَّدِيقُ

لَآبَتْ جَعْفَرٌ وَبَنُو هِلَالٍ — خَزَايَا مُحْقِبِينَ عَلَى شُقُوقٍ

اگر میرے گھوڑے محاج پر پلٹ پلٹ کر دو مرتبہ حملہ نہ ہوتا تو ان قلاش لوگوں کے لیے راستہ تنگ ہو جاتا اور اگر شدیق[1] کے نشیب

---

[1] طائف کی ایک وادی۔

ہیں نخلستان کے پاس دشمان بن نصر پلٹ کر حملہ نہ کرتا تو بنو جعفر اور بنو ہلال کو رسوا ہو کر نہایت مشقت سے پیچھے پیچھے تگ کر واپس ہونا پڑتا۔

ابن ہشام نے کہا: کہ مالک بن عوف کے یہ اشعار کسی دوسری جنگ کے سلسلے میں کہے گئے تھے۔ دلیل یہ ہے کہ اس روایت کے شروع میں دُرید بن صمّہ کا یہ قول گزرا ہے کہ بنو کعب اور بنو کلاب نے کیا رویہ اختیار کیا ہے۔ اس کا جواب لوگوں نے دیا کہ ان کا کوئی آدمی شریک نہیں ہوا اور جعفر کلاب کے بیٹے ہیں (گویا بنو جعفر بنو کلاب موجود ہیں) اور مالک بن عوف نے ان شعروں میں یہ بھی کہا ہے کہ بنو جعفر اور بنو ہلال کو لوٹنا پڑتا:

ایک اور روایت

ابن ہشام نے کہا: مجھے یہ روایت بھی ملی ہے کہ مالک بن عوف اور اس کے ساتھی گھاٹی پر کھڑے تھے، ان کے سامنے سے کچھ سوار نکلتے ہوئے نمودار ہوئے۔ مالک نے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا دیکھ رہے ہو؟" انھوں نے بتایا: "ہم ایسی قوم کو دیکھ رہے ہیں، جو اپنے نیزے گھوڑوں کے کانوں کے بیچ میں رکھے ہوئے ہے اور ان کے زانو لمبے ہیں۔" اس پر مالک بن عوف نے کہا: "یہ بنو سُلیم ہیں اور ان سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔" پھر جب یہ بنو سُلیم آئے تو وادی کے نشیب میں چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرے سوار نمودار ہوئے۔ مالک نے ساتھیوں سے پوچھا: "کیا دیکھ رہے ہو؟" جواب دیا "ہم ایسے لوگ دیکھ رہے ہیں جو اپنے نیزوں کو عرضاً رکھے ہوئے ہیں۔" اس پر مالک نے کہا: "یہ اوس اور خزرج ہیں، ان سے بھی ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر جب یہ سوار (اوس و خزرج) گھاٹی کے نیچے پہنچ گئے تو وہ بھی اسی راستے پر چلے گئے، جس پر بنو سُلیم گئے تھے۔ پھر صرف ایک سوار آتا ہوا نظر آیا تو مالک نے سوال کیا: "کیا دیکھ رہے ہو؟" رفقاء نے جواب دیا: "ہم ایک ایسا سوار دیکھ رہے ہیں، جو لمبے زانو والا ہے۔ اور نیزہ کندھے پر رکھے ہوئے ہے اور سر پر ایک پٹی باندھے ہوئے ہے۔" مالک نے کہا: یہ زبیر بن عوام ہیں، میں لات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ضرور تم میں آ کر خلط ملط ہو جائیں گے اس لیے انھیں یہیں ڈھیر کر دو۔" چنانچہ جب زبیر بن عوام گھاٹی کے نیچے پہنچے تو ان لوگوں نے دیکھا اور ان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔ پھر جب مڈبھیڑ ہو گئی تو مقابلے پر زبیر بن عوام نے ان سے خوب نیزہ بازی کی یہاں تک کہ انھیں سے ہٹنا ہی پڑا۔

☆

سلمہ کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اور یہ اشعار سلمہ بن دُرید نے اس وقت کہے تھے جب وہ اپنی بیوی کو لے کر اتنی تیزی سے بھاگا چلا جارہا تھا کہ لوگوں کو عاجز کردیا تھا۔

نَسَّیْتَنِی مَا کُنْتَ غَیْرَ مُصَابَةٍ　　وَلَقَدْ عَرَفْتَ غَدَاةَ نَعْفِ الْأَظْرُبِ
اَنِّی مَنَعْتُکَ وَالرَّکُوْبُ مُحَبَّبٌ　　وَمَشَیْتُ خَلْفَکَ مِثْلَ مَشْیِ الْأَنْکَبِ
اِذْ فَرَّ کُلُّ مُهَذَّبٍ ذِی لِمَّةٍ　　عَنْ اُمِّهٖ وَخَلِیْلِهٖ لَمْ یُعْقِبِ

جب تک تجھ پر مصیبت نہیں پڑی تو نے مجھے بھلائے رکھا اور اب تو نے اظربؔ کے دامن کی جنگ میں دیکھ لیا کہ جب سوار ہو کر بھاگنا ہی مرغوب تھا اور ہر شریف و مہذب آدمی اپنی ماں، اپنی بیوی کو بھی چھوڑ کر بھاگ رہا تھا اور لوٹ کر دیکھتا بھی نہ تھا، میں نے تیرے پیچھے پیچھے اوندھے ہو کر بھاگتے ہوئے تجھے بچا لیا۔

ابو عامر کی شان اسلامیّت

ابن ہشام نے کہا: اور مجھ سے بعض ایسے لوگوں نے بیان کیا، جنھیں فن شعر اور متعلقہ واقعات کا علم تھا اور جن پر مجھے اعتماد ہے کہ اوطاس کی جنگ میں ابو عامر اشعری کا مقابلہ دس ایسے مشرکوں سے ہوا، جو سب بھائی بھائی تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے ابو عامر پر اور ابو عامر نے اس پر حملہ کیا۔ ساتھ ساتھ ابو عامر اسے اسلام کی دعوت بھی دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے، اے اللہ! تو اس پر گواہ رہنا۔ پھر ابو عامر نے اسے بھی قتل کردیا۔ پھر اسی طرح ایک آدمی حملہ کرتا جاتا، ابو عامر یہی الفاظ کہتے جاتے اور حملہ کرکے قتل کرتے جاتے، یہاں تک کہ انھوں نے بھائیوں کو قتل کردیا اور دسواں باقی رہ گیا۔ اس نے بھی ابو عامر پر حملہ کیا اور ابو عامر نے اسے بھی اسلام کی دعوت دیتے اور یہ کہتے ہوئے حملہ کردیا کہ اے اللہ گواہ رہنا، اس آدمی نے کہا، اے خدا تو مجھ پر گواہ نہ رہنا یہ الفاظ سن کر ابو عامر نے اسے قتل کرنے سے ہاتھ روک لیا، اس لیے وہ بچ گیا، پھر وہ اسلام لے آیا اور بہت اچھا مسلمان بن گیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ ابو عامر کے حملے کا بقیۃ السیف ہے۔ اسی اثنا میں حارث جو بنو جُشم بن معاویہ کے خاندان سے تھا کے دو بیٹوں علاء اور اوفیٰ نے ابو عامر پر تیر چلا دیے۔ ایک تیر ابو عامر کے دل پر لگا دوسرا گھٹنے پر

ل ایک مقام

آخر ان دونوں تیروں کے زخم سے وہ شہید ہو گئے۔ ابو عامر کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لوگوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انھوں نے علاء اور اوفیٰ پر حملہ کیا اور دونوں کو قتل کر دیا۔ ان دونوں کا مرثیہ بنو جشم بن معاویہ کے ایک آدمی نے لکھا، وہ کہتا ہے:

إِنَّ الرَّزِيَّةَ قَتْلُ الْعَلَاءِ ۔۔۔ وَأَوْفَى جَمِيعًا وَلَمْ يُسْنَدَا

علاء اور اوفیٰ کا (دونوں کا) اس طرح قتل ہو جانا کہ کوئی انھیں سہارا دینے والا بھی نہ تھا، ایک زبردست صدمۂ جانکاہ ہے۔

هُمَا الْقَاتِلَانِ أَبَا عَامِرٍ ۔۔۔ وَقَدْ كَانَ ذَا هَبَّةٍ أَرْبَدَا

یہی دونوں ہیں جنھیں نے اس ابو عامر کو قتل کیا، جو بڑا شمشیر زن اور ماہر فن تھا۔

هُمَا تَرَكَاهُ لَدَى مَعْرَكٍ ۔۔۔ كَأَنَّ عَلَى عِطْفِهِ مُجْسَدَا

ان دونوں نے ابو عامر کو معرکہ گاہ کے اندر اس حالت میں چھوڑا کہ اس کے بازو زعفرانی خون سے آلودہ تھے۔

فَلَمْ تَرَ فِي النَّاسِ مِثْلَيْهِمَا ۔۔۔ أَقَلَّ عِثَارًا وَأَرْمَى يَدَا

تُو نے لوگوں میں ان دونوں جیسا بہترین تیر انداز نہ دیکھا ہو گا، جن کا نشانہ بہت ہی کم خطا ہوتا ہے۔

ضعفاء کے قتل کی ممانعت

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ اس موقع پر رسول اللہ صلعم ایک عورت کے پاس سے گزرے، جسے خالد بن ولید نے قتل کر دیا تھا اور لوگوں نے اس پر مجمع لگایا ہوا تھا (جمع تھے)۔ آپ نے دریافت فرمایا "ماہذا" یہ کیا ہے؟ "لوگوں نے عرض کی: "ایک عورت ہے، جسے خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔" آپ نے قریب کے کسی آدمی سے فرمایا: خالد سے ملو، اور کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں اس بات سے منع کرتے ہیں کہ تم کسی بچے، کسی عورت یا کسی اجیر (اجرت پر کام کرنے والا) کو قتل کرو۔

بجاد اور شیماء کا قصہ

ابن اسحاق نے کہا: اور مجھ سے بنو سعد بن بکر کے بعض اشخاص نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: "اگر بجاد، بنو سعد بن بکر کا ایک شخص تم لوگوں کے قبضے میں آجائے تو چھوٹ کر نہ جانے پائے، کیونکہ

اس نے کوئی بڑی بُری حرکت کی تھی"۔ چنانچہ مسلمان اسے پکڑنے میں کامیاب ہوئے تو اسے اور اس کے اہل وعیال کو، نیز شیماء کو پکڑ کر لائے، جو حارث بن عبدالعزیٰ کی بیٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھی۔ مسلمان ان سب کو لانے میں سختی کر رہے تھے تو شیماء نے کہا: دیکھو، خدا کی قسم! یہ بات سمجھ لو کہ میں تمھارے ساتھی کی رضاعی بہن ہوں"۔ لیکن مسلمانوں نے ان کی یہ بات نہ مانی، یہاں تک کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

رضاعی بہن سے حسن سلوک

ابن اسحٰق نے کہا، پھر مجھ سے یزید بن عُبید سعدی نے بیان کیا کہ جب شیماء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا تو اُس نے کہا "یا رسول اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں"۔ آپ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے؟" شیماء نے جواب دیا: "میری پشت پر دانت سے کاٹنے کا ایک نشان ہے یہ آپ نے کاٹا تھا، جب میں آپ کو اُٹھائے ہوئے تھی"۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت پہچان لی، چنانچہ شیماء کے لیے اپنی چادر بچھائی، اس پر بٹھالیا اور فرمایا "اگر تم پسند کرو تو میرے پاس رہو، تمھیں باعزت رکھا جائے گا۔ اگر تم پسند کرو کہ میں تمھیں کوئی منفعت بخش چیز دے دوں، پھر تم اپنی قوم میں واپس چلی جاؤ تو میں یہ بھی کر دوں گا"۔ شیماء نے کہا: "نہیں بلکہ آپ مجھے کوئی منفعت بخش چیز دے دیجیے اور مجھے اپنی قوم میں واپس کر دیجیے"۔ رسول اللہ صلعم نے انھیں منفعت بخش چیزیں دے دیں اور واپس کر دیا۔ بنو سعد کے لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیماء کو ایک غلام جسے مکحول کہا جاتا تھا اور ایک باندی دی تھی اور شیماء نے ان دونوں کی شادی کر دی تھی۔ ان دونوں سے نسل چلی، جو اب تک باقی ہے۔

قرآن مجید اور جنگ حُنین

ابن ہشام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ۔۔۔۔ الی قوله ۔۔۔ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تم لوگوں کی مدد فرمائی اور جنگ حنین میں بھی، جب تمھیں اپنی کثرت تعداد پسند آئی ہوئی تھی، اور یہی کافروں کا بدلا ہے (تک)

شہداءِ حُنین کے اسماء

ابن اسحٰق نے کہا: یہ ان مسلمانوں کے اسماء ہیں جنھیں جنگ حنین میں شہادت حاصل ہوئی. قبیلہ قریش کی شاخ خاندان بنو ہاشم

میں سے ایمن بن عبید۔

خاندان بنو اسد بن عبدالعزیٰ میں سے، یزید بن زمعہ (بن اسود بن مطلب بن اسد) ان کی موت اس طرح ہوئی کہ ان کا گھوڑا، جس کا نام جناح تھا، بگڑ گیا اور اس نے گرا دیا اور وہ شہید کر دیے گئے۔

انصار کے قبیلہ بنو عجلان میں سے سراقہ بن حارث بن عدی۔

اور اشعر میں سے ابو عامر اشعری۔

قیدی اور مال غنیمت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حنین کے قیدیوں اور مال غنیمت کو جمع کیا گیا، مال غنیمت پر مسعود بن عمرو غفاری متعین تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان اسیران جنگ اور مال غنیمت کو مقام جعرانہ میں لے جا کر رکھا جائے اور ان کی نگرانی کی جائے چنانچہ اس کی تعمیل ہو گئی۔

بجیر کے اشعار

اور جنگ حنین کے سلسلے میں بجیر ابن زہیر بن ابو سلمیٰ نے یہ اشعار کہے ہیں:

لَوْلَا الْإِلٰهُ وَعَبْدُهُ وَلَّيْتُمْ ۔۔۔ حِينَ اسْتَخَفَّ الرُّعْبُ كُلَّ جَبَانِ
بِالْجِزْعِ يَوْمَ حَبَا لَنَا أَقْرَانُنَا ۔۔۔ وَسَوَابِحٌ يَكْبُونَ لِلْأَذْقَانِ
مِنْ بَيْنِ سَاعٍ ثَوْبُهُ فِي كَفِّهِ ۔۔۔ وَمُقَطَّرٍ بِسَنَابِكٍ وَلَبَانِ

جس وقت خوف و مرعوبیت نے ہر بزدل کو اوچھا بنا دیا تھا اور جس وقت وادی کے موڑ پر مقابل دشمن ہمارے سامنے آ رہے تھے اور اچھے سبک رفتار گھوڑے بھی ٹھوکریں کھا کھا کر منہ کے بل گر رہے تھے، جن میں کچھ لوگ کپڑے کو بغل میں دبا کر بھاگنے میں مصروف تھے اور کچھ وہ لوگ تھے جن کے پہلوؤں پر تیروں کا مینہ برس رہا تھا اور دشمنوں کے گھوڑوں کے سُم اور ان کے سینے ان پر چڑھے جاتے تھے، اس وقت اگر اللہ اور اس کا رسول برحق نہ ہوتا تو تم پیٹھ دکھا کر بھاگتے نظر آتے۔

وَاللّٰهُ أَكْرَمَنَا وَأَظْهَرَ دِينَنَا ۔۔۔ وَأَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ
وَاللّٰهُ أَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ ۔۔۔ وَأَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ

اور اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو شرف بخشا۔ ہمارے دین برحق کو غالب کر دیا اور خدائے رحمٰن کی عبادت نے ہمیں معزز بنا دیا۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے

نے کفار کو ہلاک کر دیا، ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور شیطان کی پرستش کرنے کے باعث ذلیل و خوار ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض راویوں نے ان اشعار میں یہ شعر بھی نقل کیے ہیں۔

إِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَوَلِيُّهُ يَدْعُونَ، يَا لَكَتِيبَةِ الْإِيمَانِ

أَيْنَ الَّذِينَ هُمْ أَجَابُوا رَبَّهُمْ يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

جب تمہارے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے حامی و مددگار پکار رہے تھے کہ اے ایمان لانے والوں کے لشکر! کہاں ہیں وہ لوگ جو وادیٔ عریض[1] میں اور بیعت رضوان کے وقت اللہ کی آواز پر لبیک کہہ چکے ہیں۔

---

[1] مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی

باب ۱۵۳

غزوۂ حنین کے متعلق اشعار

(۱)

اشعار کا پہلا مجموعہ

ابن اسحاق نے کہا، اور جنگ حنین کے بارے میں عباس بن مرداس نے یہ اشعار کہے :

اِنِّیْ وَالسَّوَابِحَ یَوْمَ جَمْعٍ　　وَمَا یَتْلُو الرَّسُوْلُ مِنَ الْکِتَابِ

لَقَدْ اَحْبَبْتُ مَا لَقِیَتْ ثَقِیْفٌ　　بِجَنْبِ الشِّعْبِ اَمْسِ مِنَ الْعَذَابِ

گھاٹی کے پہلو میں معرکہ قائم ہونے کے وقت بنو ثقیف نے جو مقابلہ کیا میں نے سبک رو اور تیز رفتار گھوڑوں کو اور اس کتاب الٰہی کو لے کر، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ پڑھ کر ہمیں سناتے ہیں، عذاب کی سی کیفیت محسوس کرتے ہوئے، ان کے مقابلے کا سخت جواب دیا۔

هُمْ رَاْسُ الْعَدُوِّ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ　　فَقَتْلُهُمُ اَلَذُّ مِنَ الشَّرَابِ

اہل نجد میں بنو ثقیف ہمارے دشمنوں کے سرغنہ اور سردار ہیں، اس لیے انھیں قتل کرنا ہمارے لیے شراب سے زیادہ لذیذ تھا۔

هَزَمْنَا الْجَمْعَ جَمْعَ بَنِیْ قَسِیٍّ　　وَحَکَّتْ بَرْکَهَا بِبَنِیْ رِئَابِ

جس وقت جنگ نے بنو رئاب پر بھاری سینے کا بوجھ ڈال دیا، اس وقت ہم نے بنو قسی (بنو ثقیف) کی افواج کو مار مار کر شکست خوردہ کر دیا۔

وَصِرْمًا مِنْ هِلَالٍ غَادَرَتْهُمْ　　بِاَوْطَاسٍ تُعَفَّرُ بِالتُّرَابِ

اور بنو ہلال کے خاندان کو مقام اوطاس میں ہم نے مٹی میں لٹا دیا۔

وَلَوْ لَاقَیْنَ جَمْعَ بَنِیْ کِلَابٍ　　لَقَامَ نِسَاءُهُمْ وَالنَّقْعُ کَابِیْ

اگر ہمارے گھوڑے بنو کلاب کے قبیلے سے نبرد آزما ہوتے تو ان کی عورتیں جنگ کے اڑتے اور باہم ٹکراتے ہوئے غبار میں کھڑی نظر آتیں۔

رَكَضْنَا الْخَيْلَ فِيهِمْ بَيْنَ بُسٍّ ... إِلَى الْأَوْرَالِ تَنْحِطُ بِالنِّهَابِ

مقام بُسّ سے اور اَورال کے تین کالے پہاڑوں تک ہم نے ان کے اندر اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر خوب دوڑایا اور اب ان گھوڑوں کا حال یہ تھا اموال غنیمت سے لدے ہوئے ہانپ رہے تھے۔

بِذِي لَجَبٍ رَسُولُ اللهِ فِيهِمْ ... كَتِيبَتُهُ تَعَرَّضُ لِلضِّرَابِ

ہم ایسے عظیم لشکر کے ساتھ، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس موجود تھے، ان پر حملہ آور ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لشکر تلواریں چلانے کے لیے پوری طرح دشمنوں کے درپے تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تعَفَّرَ بالتراب کی روایت بھی ہے، مگر وہ ابن اسحٰق کی نہیں:

عطیہ ابن عُفیف کے اشعار جیسا کہ ہم سے ابن ہشام نے بیان کیا، عطیہ بن عفیف نے ابن مرداس کے ان اشعار کا جواب دیا ہے، وہ کہتا ہے:

أَفَاخِرَةٌ رِفَاعَةُ فِي حُنَيْنٍ ... وَعَبَّاسُ بْنُ رَاضِعَةِ اللِّجَابِ

فَإِنَّكَ وَالْفِجَارَ كَذَاتِ مِرْطٍ ... لِرَبَّتِهَا وَتَرْفُلُ فِي الْإِهَابِ

کیا رفاعہ، اور کم دودھ دینے والی بکریوں کا دودھ پینا بیٹا عباس جنگ حنین کی فتح پر بہت نازاں ہے؟ (مگر اے عباس!) تیرے فخر و مباہات کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عورت اپنی مالکہ کی چادر اور کپڑے پہنے ہوئے ہو اور وہ ان کپڑوں میں انتہائی فخر کے ساتھ ناز و انداز سے چل رہی ہو۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ عطیہ بن عُفیف نے یہ دونوں شعر اس وقت کہے تھے، جب عباس نے جنگِ حنین کے سلسلے میں ہوازن کے متعلق بہت سے اشعار کہے تھے اور رُفاعہ قبیلہ جُہینہ کے ایک فرد ہیں۔

دوسرا مجموعہ ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

يَا خَاتَمَ النُّبَاءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ ... بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيلِ هُدَاكَا

إِنَّ الْإِلٰهَ بَنَى عَلَيْكَ مَحَبَّةً ... فِي خَلْقِهِ وَمُحَمَّدًا اسْمَاكَا

اے خاتم النبیین! آپ بے شک رسول برحق ہیں، صحیح راستے کی ہر

ل بنو جشم کا مقام ہے تین سیاہ پہاڑ ہیں۔ ان کے پاس بنی عبداللہ بن دارم کا چشمہ ہے۔

ہدایت آپ ہی کی ہدایت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں محبت کی بنا آپ ہی پر ڈالی ہے اور اسی نے آپ کا نام (صحیح معنی میں) محمدؐ رکھا ہے (جو ہر طرح قابلِ تعریف ہے)۔

ثُمَّ الَّذِیْنَ وَفَوْا بِمَا عَاهَدَتْهُمْ　　جُنْدٌ بَعَثْتَ عَلَيْهِمُ الضَّحَّاكَا
رَجُلاً بِهِ ذَرَبُ السِّلَاحِ كَأَنَّهُ　　لِمَا تَكَنَّفَهُ الْعَدُوُّ يَرَاكَا

پھر وہ صحابۂ کرام جن سے آپ نے جو عہد لیا ہے اسے انھوں نے پورا کیا، ایک لشکر جس پر آپ نے ضحاک کو متعین کر کے بھیجا ہے، وہ ایسے آدمی ہیں جن کے ہتھیار بڑے تیز رہتے ہیں، انھیں دشمنوں نے نرغے میں لے لیا تو وہ گویا اس حالت میں آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

يَغْشَى ذَوِي النَّسَبِ الْقَرِيبِ وَإِنَّمَا　　يَبْغِي رِضَا الرَّحْمٰنِ ثُمَّ رِضَاكَا

وُہ قریبی رشتہ رکھنے والوں کی بھی پروا کیے بغیر حملے کر کے چھایا جاتا تھا، اور اس وقت وہ صرف خدائے رحمٰن اور آپ کی رضا و خوشنودی کا طالب ہو رہا تھا۔

أُنْبِئُكَ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ مَكَرَّهُ　　تَحْتَ الْعَجَاجَةِ يَدْمَغُ الْإِشْرَاكَا

میں آپ کو بتاتا ہوں، میں نے خود دیکھا ہے کہ اس نے اُڑتے ہوئے غبارِ جنگ میں پلٹ پلٹ کر حملے کیے اور شرک کے دماغ پر تلوار کی ضرب لگائی

طَوْرًا يُعَانِقُ بِالْيَدَيْنِ وَتَارَةً　　يَفْرِي الْجَمَاجِمَ صَارِمًا بَتَّاكَا

کبھی وہ دونوں ہاتھ گلے میں لاتا گویا ہاتھوں سے معانقہ کرتا اور کبھی مجسم تیز اور قاطع تلوار بن کر دشمنوں کے سروں کو چیر چیر دیتا تھا۔

يَغْشَى بِهِ هَامَ الْكُمَاةِ وَلَوْ تَرَى　　مِنْهُ الَّذِي عَايَنْتُ كَانَ شِفَاكَا

اور اپنی تلوار سے مسلح بہادروں کے سروں پر چھا رہا تھا اور اگر آپ بھی اس کی وہ چیز دیکھ لیتے، جو میں نے آنکھوں سے دیکھی ہے تو یہ چیز آپ کے اطمینان کا باعث ہوتی۔

وَبَنُو سُلَيْمٍ مُعْنِقُونَ إِمَامَهُ　　ضَرْبًا وَطَعْنًا فِي الْعَدُوِّ دِرَاكَا
يَمْشُونَ تَحْتَ لِوَائِهِ وَكَأَنَّهُمْ　　أُسْدُ الْعَرِينِ أَرَدْنَ ثَمَّ عِرَاكَا

مَا يَرْجُوْنَ مِنَ الْقَرِيْبِ قَرَابَةً   اِلَّا لِطَاعَةِ رَبِّهِمْ وَهَوَاكَا

اور بنو سلیم بھی ضحاک کے سامنے دشمنوں میں متواتر شمشیر زنی اور نیزہ بازی کر کے گھمسان کی لڑائی لڑ رہے تھے، یہ ضحاک کے جھنڈے کے نیچے، اس طرح چل رہے تھے گویا کچھار کے شیر ہیں، جن کا مطمح نگاہ بس صرف معرکہ کرنا تھا، وہ اپنے رشتہ داروں کی رشتہ داری سے کوئی توقع کیے بغیر صرف اپنے خدا کے فرمان کی تعمیل اور آپ کے منشاء کی تکمیل میں مصروف تھے۔

هٰذِیْ مَشَاهِدُنَا الَّتِیْ كَانَتْ لَنَا   مَعْرُوْفَةً وَوَلِيُّنَا مَوْلَاكَا

ہمارے یہ مشاہدے ہیں جو ہمارے لیے جانے پہچانے تھے اور ہمارا مددگار صرف ہمارا آقا تھا۔

تیسرا مجموعہ | عباس ابن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

اِمَّا تَرَیْ يَا اُمَّ فَرْوَةَ خَيْلَنَا   مِنْهَا مُعَطَّلَةٌ تُقَادُ وَظُلَّعُ
اَوْهَی مَقَارِعَةُ الْاَعَادِیْ دَمَّهَا   فِيْهَا نَوَافِذُ مِنْ جِرَاحٍ تَنْبَعُ
فَلَرُبَّ قَائِلَةٍ كَفَاهَا وَقْعُنَا   اَزْمُ الْحُرُوْبِ فَسِرْبُهَا لَا يُفْزَعُ

اے ام فروہ! ہمارے گھوڑوں میں سے کچھ معطل اور کچھ لنگڑے تک ہو گئے ہیں، کیونکہ انھیں برابر جنگوں میں لڑنے کے لیے کھینچا جاتا ہے۔ دشمنوں سے مقابلہ کرتے کرتے ان کے ہموار جسم بگڑ گئے ہیں، ان میں اب بڑے بڑے گھاؤ پڑ گئے ہیں، جن سے برابر خون بہتا رہتا ہے۔ اگر تو انھیں دیکھے تو تجھے معلوم ہو جائے، بہت سی چہ میگوئیاں کرنے والیوں کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ہم جنگوں کی سختیوں میں پڑے رہتے ہیں اور نفس جنگ ہمارے لیے کوئی ایسی چیز نہیں رہ گئی، جس سے خوفزدہ ہوا جائے۔

لَا وَفْدَ كَالْوَفْدِ الْاُلٰی عَقَدُوْا لَنَا   سَبَبًا بِحَبْلِ مُحَمَّدٍ لَا يُقْطَعُ
وَفْدُ اَبُوْ قَطَنٍ حُزَابَةُ مِنْهُمُ   وَاَبُو الْغُيُوْثِ وَوَاسِعٌ وَالْمُقْنِعُ
وَالْقَائِدُ الْمِائَةَ الَّتِیْ وَفَّی بِهَا   تِسْعَ الْمِئِيْنَ فَتَمَّ اَلْفٌ اَقْرَعُ
جَمَعَتْ بَنُوْ عَوْفٍ وَرَهْطُ مُخَاشِنٍ   سِتًّا وَاَجْلَبَ مِنْ خُفَافٍ اَرْبَعُ
فَهُنَاكَ اِذْ نُصِرَ النَّبِیُّ بِاَلْفِنَا   عَقَدَ النَّبِیُّ لَنَا لِوَاءً يَلْمَعُ

دنیا میں کوئی وفد اس وفد جیسا نہیں، جس نے ہمارا رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے سے باندھ دیا ہے، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ یہ وہ وفد ہے جس میں ابو قطن حزابہ، ابو الغیوث، واسع اور مقنع شامل ہیں۔ وہ ان میں بھی شامل ہے، جو ایک سو آدمیوں کا قائد ہے، جس نے ان ایک سو کے ذریعے سے نو سو میں اضافہ کر کے پورے ایک ہزار کی تعداد کر دی ہے بنو عوف اور مخاشن کے چہرے نے چھ سو آدمی اکٹھے کیے اور قبیلہ خفاف کے چار سو آدمیوں کی جمعیت تھی۔ اس طرح اس موقع پر جب ہمارے ان ایک ہزار کی جمعیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاون کیا گیا تو آپ نے ہمارے لیے وہ جھنڈا قائم کیا جو رشنی پھیلا رہا ہے۔

فُزْنَا بِرَايَتِهِ وَأَوْرَثَ عَقْدُهُ مَجْدَ الْحَيَاةِ وَسُوْدَدًا لَا يُنْزَعُ

ہم آپ کے جھنڈے کی برکتیں حاصل کر کے بامراد ہو گئے اور آپ کے ساتھ ہمارے عہد و پیمان نے ہمیں زندگی بھر کے شرف و مجد اور سیادت و سرداری کا وارث بنا دیا ہے جو ہم سے کسی حالت میں چھینی نہیں جا سکتی۔

وَغَدَاةَ نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ جَنَاحُهُ بِبِطَاحِ مَكَّةَ وَالْقَنَا يَتَهَزَّعُ

كَانَتْ إِجَابَتُنَا الدَّاعِيَ رَبَّنَا بِالْحَقِّ مِنَّا حَاسِرٌ وَمُقَنَّعُ

فِي كُلِّ سَابِغَةٍ تَخَيَّرَ سَرْدَهَا دَاوُدُ إِذْ نَسَجَ الْحَدِيدَ وَتُبَّعُ

جس روز بطحاء مکہ میں (جب نیزے خوب حرکت میں تھے) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے بازو بنے ہوئے تھے، ہم نے اپنے پروردگار عالم کی طرف بلانے والے اس داعی برحق کی آواز پر لبیک کہی تھی۔ ہم میں کچھ لوگ بغیر زرہ کے اور کچھ لوگ خود سروں پر رکھے ہوئے تھے۔ ہم ایسی مکمل زرہوں میں ملبوس تھے جنہیں حضرت داؤد اور تبع شاہ یمن نے خاص توجہ سے بنوایا تھا۔

وَلَنَا عَلَى بِئْرَيْ حُنَيْنٍ مَوْكِبٌ دَمَغَ النِّفَاقَ وَهَضْبَةٌ مَا تُقْلَعُ

اور حنین کے کنووں پر ہمارا لشکر ایک ایسی چٹان کی طرح موجود تھا جو اسی طرح ہلائی نہیں جا سکتی تھی، جس طرح کسی کے دماغ سے نفاق دور نہیں

کیا جا سکتا۔

نَصَرَ النَّبِیَّ بِنَا وَکُنَّا مَعْشَرًا ۔ فِی کُلِّ نَائِبَۃٍ نَصُرُّ وَنَنْفَعُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے ذریعے سے مدد و نصرت پہنچائی گئی اور ہم ایک ایسا گروہ تھے کہ ہر افتاد میں نفع و نقصان پہنچا رہے تھے۔

ذُدْنَا غَدَاۃَ اَتَیْنَ ہَوَازِنَ بِالْقَنَا ۔ وَالْخَیْلُ یَغْمُرُہَا عَجَاجٌ یَسْطَعُ

ہم نے اس روز قبیلہ ہوازن کو اپنے نیزوں کے ذریعے سے پیچھے دھکیل دیا، جب اُڑتا ہوا بلند غبار جنگ ہمارے گھوڑوں کو ڈھانکے ہوئے تھے۔

اِذْ خَافَ حَدَّہُمُ النَّبِیُّ وَاَسْنَدُوْا ۔ جَمْعًا تَکَادُ الشَّمْسُ مِنْہُ تَخْشَعُ

تُدْعٰی بَنُوْ جُشَمٍ وَتُدْعٰی وَسْطَہٗ ۔ اَفْنَاءُ نَصْرٍ وَالْاَسِنَّۃُ شُرَّعُ

اور جب ہوازن نے ایک ایسے عظیم لشکر کا سہارا لیا تھا جس سے سورج کی روشنی بھی مدھم ہو رہی تھی اور اس بحر ناپیدا کنار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندیشہ کر رہے تھے، اس وقت بنو جشم اور ان کے درمیان بنو نصر کی مختلف جماعتوں کے گروہ کو پکار پکار کر جمع کیا جا رہا تھا اور تیر و سنان زور دکھا رہے تھے۔

حَتّٰی اِذَا قَالَ الرَّسُوْلُ مُحَمَّدٌ ۔ اَبَنِیْ سُلَیْمٍ قَدْ وَفَیْتُمْ فَادْفَعُوْا

رُحْنَا وَلَوْلَا نَحْنُ اَجْحَفَ بَاْسُہُمْ ۔ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَحْرَزُوْا مَا جَمَّعُوْا

یہاں تک کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنو سلیم! تم نے وفاداری کا حق ادا کر دیا، اب ہاتھ روک لو، ہم شام کو واپس ہو گئے اگر ہم نہ ہوتے تو ہوازن کی لائی ہوئی مصیبت و دشواری مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچاتی اور ان کی افواج ان پر بری طرح حاوی ہو جاتی۔

چوتھا مجموعہ یوم حنین میں عباس بن مرداس کے یہ اشعار بھی کہے:

عَفَا مِجْدَلٌ[۱] مِنْ اَہْلِہٖ فَمُتَالِعُ ۔ فَمِطْلَا اَرِیْکٍ قَدْ خَلَا فَالْمَصَانِعُ

دِیَارٌ لَنَا یَا جُمْلُ اِذْ جُلُّ عَیْشِنَا ۔ رَخِیٌّ وَصَرْفُ الدَّارِ لِلْحَیِّ جَامِعُ

حُبَیِّبَۃٌ اَلْوَتْ بِہَا غُرْبَۃُ النَّوٰی ۔ لِبَیْنٍ فَہَلْ مَاضٍ مِنَ الْعَیْشِ رَاجِعُ

---

[۱] مجدل ایک مقام ہے، وہاں محل یا قلعہ تھا

مقام مجدل کا نام و نشان اس کے رہنے والوں کے نہ ہونے سے مٹ گیا، پھر مقام متالع[1] بھی مٹ گیا، مقام اریک[2] کی زمین خالی ہو گئی۔ پھر اس کی پانی بھرنے کی جگہیں بھی خالی ہو گئیں۔ اے جمل[3]! ہمارے تمام دیار مٹ گئے، وہ وقت یاد کر جب ہماری زندگی کا بیشتر حصہ ان مقامات پر عیش و تنعم سے گزرا اور آخر گھر میں حادثات رونما ہوئے اور انھوں نے سارا قبیلہ لپیٹ میں لے لیا۔ پیارے بنو حبیب کا حال بھی یہ ہوا کہ غریب الوطنی اور بُعد و فراق نے ان کا نام و نشان بھی لپیٹ کر رکھ دیا تباؤ۔ کیا گزرے ہوئے ایام پھر واپس آسکتے ہیں؟

فَإِنْ تَبْتَغِي الْكُفَّارَ غَيْرَ مَلُومَةٍ ۔۔۔ فَإِنِّي وَزِيرٌ لِلنَّبِيِّ وَتَابِعُ

پھر اگر تم کفار کو قابلِ ملامت نہیں سمجھتے اور ان کے طالب ہو تو ہوا کرو میں تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاون اور ان کا تابع ہوں۔

دَعَانَا إِلَيْهِمْ خَيْرُ وَفْدٍ عَلِمْتُهُمْ ۔۔۔ خُزَيْمَةُ وَالْمَرَّارُ مِنْهُمْ وَوَاسِعُ

فَجِئْنَا بِأَلْفٍ مِنْ سُلَيْمٍ عَلَيْهِمُ ۔۔۔ لَبُوسٌ لَهُمْ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ رَائِعُ

ہمیں مسلمانوں کی طرف ایک ایسی بہترین جماعت نے دعوت دی جسے میں خوب جانتا ہوں، اس میں خزیمہ اور مرار اور واسع شامل ہیں، چنانچہ ہم نے بنو سُلیم کے ایسے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کی دعوت قبول کی، جن کے جسموں پر ان کی دل پسند زرہیں ہیں جن کی بناوٹ گویا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ کی بناوٹ ہے۔

نُبَايِعُهُ بِالْأَخْشَبَيْنِ وَإِنَّمَا ۔۔۔ يَدُ اللَّهِ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ نُبَايِعُ

جب ہم مکہ کے دو پہاڑوں اخشبین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے تو در اصل ہم خود اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

فَجُسْنَا مَعَ الْمَهْدِيِّ مَكَّةَ عَنْوَةً ۔۔۔ بِأَسْيَافِنَا وَالنَّقْعُ كَابٍ وَسَاطِعُ

عَلَانِيَةً وَالْخَيْلُ يَغْشَى مُتُونَهَا ۔۔۔ حَمِيمٌ وَآنٍ مِنْ دَمِ الْجَوْفِ نَاقِعُ

پھر ہم نے ہدایت یافتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی عدنی

---

[1] متالع نجد کا ایک پہاڑ [2] اریک ایک مقام [3] ایک عورت کا نام

تلواروں سے ٹکرا کر بزور روند ڈالا جس وقت غبار جنگ خوب بلند ہو کر اڑ رہا تھا اور گھوڑوں کی پیٹھیں پسینے سے شرابور تھیں اور ان کے پیٹ گرم گرم خون سے بھرے ہوئے تھے۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ سَارَتْ هَوَازِنٌ — إِلَيْنَا وَضَاقَتْ بِالنُّفُوْسِ الْأَضَالِعُ
صَبَرْنَا مَعَ الضَّحَّاكِ لَا يَسْتَفِزُّنَا — قِرَاعُ الْأَعَادِيْ مِنْهُمُ وَالْوَقَائِعُ

جنگ حنین میں جس وقت ہوازن ہماری طرف بڑھ کر آئے اور جس وقت پسلیوں میں لوگوں کے سانس گھٹ رہے تھے، ہم نے صبر و استقلال سے کام لیا، دشمنوں کا مقابلہ اور ان کے لائے ہوئے حوادث نے ہمیں ہلکا اور متزلزل نہیں کیا۔

أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَخْفِقُ فَوْقَنَا — لِوَاءٌ كَخُذْرُوْفِ السَّحَابَةِ لَامِعُ

رسول اللہ کے سامنے ہمارے اوپر درخشاں جھنڈا اس طرح لہرا رہا تھا، جیسے اڑتے ہوئے بادلوں کے کنارے لہراتے ہیں۔

عَشِيَّةَ ضَحَّاكُ ابْنُ سُفْيَانَ مُعْتَصٍ — بِسَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْمَوْتُ كَانِعُ
نَذُوْدُ أَخَانَا عَنْ أَخِيْنَا وَلَوْ نَرٰى — مَصَالًا لَكُنَّا الْأَقْرَبِيْنَ نُتَابِعُ

جس روز شام کے وقت ضحاک بن سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ہاتھ میں لیے چلا رہے تھے اور موت قریب کھڑی تھی، ہم اپنے بھائیوں کی اپنے بھائیوں ہی سے مدافعت کر رہے تھے (بنو سلیم اور بنو ہوازن دونوں ایک دوسرے کے بھائی ہوتے ہیں کیونکہ بنو سلیم بھی قیس کی نسل سے ہیں اور بنو ہوازن بھی قیس کی نسل سے ہیں اور دونوں کا شجرہ نسب یہ ہے۔ (ابن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس) اور اگر ہم کوئی گنجائش دیکھتے تو اپنے قرابت داروں (ہوازن) کا ساتھ دیتے (مگر دینی اختلاف اور حق و باطل کی چونکہ جنگ تھی، اس لیے قرابت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا)۔

وَلٰكِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ دِيْنُ مُحَمَّدٍ — رَضِيْنَا بِهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالشَّرَائِعُ
أَقَامَ بِهِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ أَمْرَنَا — وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ دَافِعُ

لیکن اللہ کا دین محمد کا دین ہے، جسے ہم نے پسند کر لیا ہے، کیونکہ اسی

میں ہدایت و راستی اور اصول حیات و قوانین زندگی ہیں۔ اس دین سے گمراہی کے بعد ہمارا معاملہ سدھرا ہے، اور جس چیز کو اللہ نے مقدر کر دیا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔

پانچواں مجموعہ | عباس بن مرداس نے یوم حنین پر یہ اشعار بھی کہے ہیں:

تَقَطَّعَ بَاقِیْ وَصْلِ اُمِّ مُؤَمَّلٍ ۔۔۔ بِعَاقِبَةٍ وَاسْتَبْدَلَتْ نِیَّةً خُلْفَا
وَقَدْ حَلَفَتْ بِاللّٰہِ لَا تَقْطَعُ الْقُوٰی ۔۔۔ فَمَا صَدَقَتْ فِیْہِ وَلَا بَرَّتِ الْحَلْفَا

آخر کار ام مؤمّل کا رہا سہا تعلق بھی منقطع ہو گیا اور وعدہ خلافی کرتے ہوئے اس نے نیت بھی بدل ڈالی ہے، حالانکہ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا تھا کہ ہمارے عہد کی رسی کی مضبوط گرہوں کو کبھی نہ توڑا جائے گا، لیکن وہ اپنے اس عہد میں نہ سچی ثابت ہوئی اور نہ اس نے اپنی قسم پوری کی

خُفَافِیَّةٌ بَطْنُ الْعَقِیْقِ مَصِیْفُہَا ۔۔۔ وَتَحْتَلُّ فِی الْبَادِیْنَ وَجْرَةَ فَالْعُرْفَا

بنو سُلیم کی شاخ خاندان بنو خفاف کے لیے موسم گرما گزارنے کی جگہ حجاز کی وادی عقیق[1] کے نشیبی علاقے ہیں اور دیہات والوں میں وقت گزارنے کے لیے وہ مقام وجرۃ[2] اور مقام عرف[3] جا کر قیام کرتے ہیں۔

فَاِنْ تَتْبَعِ الْکُفَّارَ اُمُّ مُؤَمَّلٍ ۔۔۔ فَقَدْ زَوَّدَتْ قَلْبِیْ عَلٰی نَأْیِہَا شَغَفَا

پس اگر ام مؤمّل کفار کے تابع ہو گی تو وہ میرے قلب میں اپنے بُعد فراق کا جذبہ اور بڑھا دے گی۔

وَسَوْفَ یُنَبِّیْہَا الْخَبِیْرُ بِاَنَّنَا ۔۔۔ اَبَیْنَا وَلَمْ نَطْلُبْ سِوٰی رَبِّنَا حِلْفَا
وَاَنَّا مَعَ الْہَادِی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَفَیْنَا وَلَمْ یَسْتَوْفِہَا مَعْشَرٌ اَلْفَا

اور عنقریب اسے باخبر لوگ بتا دیں گے کہ ہر بات سے نفور ہو کر بجز اپنے پروردگار کے ہم کسی سے حلف وفاداری نہیں کرنا چاہیے اور یہ کہ ہم نے نبی ہادی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد وفاداری مستحکم کر لیا ہے اور کوئی گروہ ایسا نہیں جس نے ایک ہزار کی تعداد پوری کر لی ہے۔

بِفِتْیَانِ صِدْقٍ مِّنْ سُلَیْمٍ اَعِزَّةٍ ۔۔۔ اَطَاعُوْا فَمَا یَعْصُوْنَ مِنْ اَمْرِہٖ حَرْفَا

---

[1] حجاز کی ایک وادی [2] وجرہ ایک مقام [3] ایک مقام

خُفَافٌ وَذَكْوَانٌ وَعَوْفٌ تَخَالُهُمْ ... مَصَاعِبَ زَافَتْ فِي طُرُوقَتِهَا كُلُفَا

كَأَنَّ النَّسِيجَ الشُّهْبَ وَالْبِيضَ مُلْبَسٌ ... أُسُودًا تَلَاقَتْ فِي مَرَاصِدِهَا غُضُفَا

یہ ایک ہزار آدمی قبیلہ بنو سُلیم کے وہ صداقت پسند اور باعزت نوجوان ہیں جنہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کمر باندھی ہے، جو آپ کے حکم کے ایک لفظ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ یہ خاندان خفاف، خاندان ذکوان اور خاندان عوف کے لوگ ہیں، جنہیں اگر تم دیکھو گے تو یہ خیال کرو گے کہ وہ ان کالے کالے اونٹوں کی مانند ہیں جو اونٹنیوں پر پوری طرح حاوی رہتے ہیں۔

یہ لوگ سُرخ اور سفید زرہیں اور خود پہنے ہوئے ان لٹکے ہوئے کانوں والے شیروں کی مانند معلوم ہوتے ہیں، جو اپنے اڈوں پر باہم ملا کرتے ہیں۔

بِنَا عَزَّ دِينُ اللّٰهِ غَيْرَ تَنَحُّلٍ ... وَزِدْنَا عَلَى الْحَيِّ الَّذِي مَعَهُ ضِعْفَا

بلا خوف تکذیب و تردید اللہ کا دین ہمارے ذریعے سے غالب ہو گیا ہے اور ہم نے ان میں کوئی گنا اضافہ کر دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔

بِمَكَّةَ إِذْ جِئْنَا كَأَنَّ لِوَاءَنَا ... عُقَابٌ أَرَادَتْ بَعْدَ تَحْلِيقِهَا خَطْفَا

عَلَى شُخُصِ الْأَبْصَارِ تَحْسِبُ بَيْنَهَا ... إِذَا هِيَ جَالَتْ فِي مَرَاوِدِهَا عَزْفَا

جب ہم مکہ پہنچے تو ہمارا جھنڈا گویا اس باز کی طرح تھا جو حلقہ بنانے کے بعد چھاپا مارنے کے لیے پر تولے اور جب وہ اپنی جولان گاہ میں ایک شور کے ساتھ ٹوٹے تو آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے والے دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں کہ وہ تو ان کے اندر آ پہنچا۔

غَدَاةَ وَطِئْنَا الْمُشْرِكِينَ وَلَمْ نَجِدْ ... لِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ عَدْلًا وَلَا صَرْفَا

بِمُعْتَرَكٍ لَا يَسْمَعُ الْقَوْمُ وَسْطَهُ ... لَنَا زَجْمَةً إِلَّا التَّذَامُرَ وَالنَّقْفَا

بِبِيضٍ نُطِيرُ الْهَامَ عَنْ مُسْتَقَرِّهَا ... وَنَقْطِفُ أَعْنَاقَ الْكُمَاةِ بِهَا قَطْفَا

مکہ میں اس روز جب ہم مشرکین کو روند رہے تھے اور رسول اللہ صلعم کے حکم کے مقابلے میں کوئی فدیہ یا توبہ قبول نہ کر رہے تھے (اور ہر قیمت پر ان کے حکم کی تعمیل کر رہے تھے) اس معرکہ گاہ میں، جس میں لوگ اپنے اندر

ہماری "مارو، مارو" کی آواز اور سروں کے کٹنے کی آواز کے سوا اور کچھ نہ سُن رہے تھے، ہم اپنی تلواروں سے ان کی کھوپریاں کو ان کی جگہ سے کاٹ کاٹ کر اُڑا رہے تھے اور بہادر جنگجوؤں کی گردنیں اس طرح کاٹ رہے تھے جیسے پھل اور ترکاریاں کر آسانی سے کاٹی جاتی ہیں۔

فَكَائِنْ تَرَكْنَا مِنْ قَتِيْلٍ مُلَحَّبٍ　　وَأَرْمَلَةٍ تَدْعُوْا عَلَى بَعْلِهَا لَهْفَا

پھر کتنے ہی آدمی ہم نے قتل کر کے چھوڑ دیے، جن کی تکا بوٹی کر دی گئی اور کتنی ہی عورتوں کو بے شوہر بنا کر چھوڑ دیا جو اپنے شوہروں کے لیے کفِ افسوس مل مل کر نوحہ کر رہی ہیں۔

رِضَا اللّٰهِ نَنْوِيْ لَا رِضَا النَّاسِ نَبْتَغِيْ　　وَلِلّٰهِ مَا يَبْدُوْا جَمِيْعًا وَمَا يَخْفٰى

اللہ کی خوشنودی ہمارا مطمح نگاہ تھی، ہم لوگوں کی خوشنودی کے خواستگار نہ تھے، اور جو ظاہر ہو اور جو چھپا رہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم آجاتا ہے

چھٹا مجموعہ یہ اشعار بھی عباس بن مرداس نے کہے ہیں:

مَا بَالُ عَيْنِكَ فِيْهَا عَائِرٌ سَهِرٌ　　مِثْلُ الْحَمَاطَةِ أَغْضَى فَوْقَهَا الشُّفُرُ

تیری آنکھ کا کیا حال ہے، جس میں کوئی چیز بڑی جاگ رہی ہے، اور کھٹک رہی ہے، جیسے کوئی تنکا ہے، جسے اوپر پلکوں نے بند کر لیا ہے۔

عَيْنٌ تَأَوَّبَهَا مِنْ شَجْوِهَا أَرَقٌ　　فَالْمَاءُ يَغْمُرُهَا طَوْرًا وَيَنْحَدِرُ

كَأَنَّهُ نَظْمُ دُرٍّ عِنْدَ نَاظِمَةٍ　　تَقَطَّعَ السِّلْكُ مِنْهُ فَهُوَ مُنْتَثِرُ

حزن و ملال کے باعث آنکھ کو بیداری نے رات کے وقت آکر گھیر لیا، آنسوؤں کا پانی کبھی آنکھ کے اوپر بہنے لگتا اور کبھی نیچے گرنے لگتا ہے، گویا موتیوں کی ایک لڑی ہے، جس کا تاگا پرونے والی آنکھ سے ٹوٹ گیا ہے اور وہ بکھر کر رہ گئی ہے۔

يَا بُعْدَ مَنْزِلِ مَنْ تَرْجُوْ مَوَدَّتَهُ　　وَمَنْ أَتَى دُوْنَهُ الصَّمَّانُ فَالْحَفَرُ

دَعْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَهْدِ الشَّبَابِ فَقَدْ　　وَلَّى الشَّبَابُ وَزَارَ الشَّيْبُ وَالزَّعَرُ

وَاذْكُرْ بَلَاءَ سُلَيْمٍ فِيْ مَوَاطِنِهَا　　وَفِيْ سُلَيْمٍ لِأَهْلِ الْفَخْرِ مُفْتَخَرُ

اور فراقِ منزلِ جاناں! وہ جاناں، جس کی الفت و مودّت کی تو امید یں
کرتا ہے اور جس کے سامنے اب عثمان اور حفر کے مقام حائل ہو گئے ہیں،
جوانی کے اس دور کا ذکر چھوڑ، جو پہلے ہو چکا ہے، اب تو جوانی نے منہ موڑ لیا
ہے اور سر پر سفیدی نمودار ہو گئی ہے اور اپنے ہی وطنوں میں بنو سُلیم کی جو آزمائش
ہو رہی ہے اس کا ذکر کر اور واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ سُلیم میں وہ لوگ موجود ہیں، جن پر
فخر کرنے والے فخر کر سکتے ہیں۔

قَوْمٌ هُمْ نَصَرُوا الرَّحْمٰنَ وَاتَّبَعُوْا   دِيْنَ الرَّسُوْلِ وَاَمْرُ النَّاسِ مُشْتَجِرُ

بنو سُلیم وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے کاموں میں مدد کی ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا اتباع اس وقت کیا ہے، جب دوسرے لوگوں
کا معاملہ حجت بازی اور اختلاف میں پڑا ہوا تھا۔

لَا يَغْرِسُوْنَ فَسِيْلَ النَّخْلِ وَسْطَهُمْ   وَلَا تَخَاوَرُ فِيْ مَشْتَاهُمُ الْبَقَرُ
اِلَّا سَوَابِحَ كَالْعِقْبَانِ مُقْرَبَةً   فِيْ دَارَةٍ حَوْلَهَا الْاَخْطَاءُ وَالْعَكَرُ

بنو سُلیم اپنے قلعے میں کھجور کے درخت نہیں لگاتے، کہ ان کے
موسم سرما گزارنے کے مقام پر گائیں آوازیں نکالتی ہیں (یعنی یہ لوگ زراعت
یا جانور پالنے کا کام نہیں کرتے، بلکہ جنگجوئی اور سیاحت ان کا مشغلہ ہے)
ہاں، باز جیسے تیز رفتار اور سبک رفتار گھوڑوں کو ایک احاطے میں رکھتا،
جس کے ارد گرد اونٹوں کے گلّے ہوں، ان کا خاص مشغلہ ہے۔

تُدْعٰى خُفَافٌ وَعَوْفٌ فِيْ جَوَانِبِهَا   وَحَيُّ ذَكْوَانَ لَا مِيْلٌ وَلَا ضُجُرُ

اس کے چاروں گوشوں پر خاندان خفاف، خاندان عوف اور خاندان
ذکوان کے لوگوں کو بلایا جاتا ہے، جو نہ غیر مسلح ہیں اور نہ تنگ حال۔

اَلضَّارِبُوْنَ جُنُوْدَ الشِّرْكِ ضَاحِيَةً   بِبَطْنِ مَكَّةَ وَالْاَرْوَاحُ تَبْتَدِرُ

جو بطن مکہ میں کھلم کھلا اہل شرک وکفر کی افواج کو تلواروں سے مار
رہے تھے اور ان کی روحیں (ان کے جسموں سے نکل نکل کر) ایک دوسری
سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

حَتّٰى دَفَعْنَا وَقَتْلَاهُمْ كَاَنَّهُمْ   نَخْلٌ بِظَاهِرَةِ الْبَطْحَاءِ مُنْقَعِرُ

یہاں تک کہ ہم نے انہیں پیچھے ہٹا دیا اور ان کے مقتولین ایسے معلوم ہو رہے تھے، جیسے سرزمین بطحاء پر کھجور کے درخت جڑ سے اکھڑے پڑے ہیں۔

وَنَحْنُ یَوْمَ حُنَیْنٍ كَانَ مَشْهَدُنَا لِلدِّیْنِ عِزًّا وَعِنْدَ اللّٰهِ مُدَّخَرُ

اِذْ نَرْكَبُ الْمَوْتَ مُخْضَرًّا بَطَائِنُهٗ وَالْخَیْلُ یُنْجَابُ عَنْهَا سَاطِعٌ كَدِرُ

تَحْتَ اللِّوَاءِ مَعَ الضَّحَّاكِ یَقْدُمُنَا كَمَا مَشَى اللَّیْثُ فِیْ غَابَاتِهِ الْخَدِرُ

فِیْ مَاْزِقٍ مِنْ مَجَرِّ الْحَرْبِ كَلْكَلُهَا تَكَادُ تَاْفُلُ مِنْهُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

اور جنگ حنین میں ہماری شرکت دین کی عزت اور ذخیرہ آخرت کے لیے تھی، جب ہم اُس موت کے گھوڑے پر سوار تھے، جس کے اسرار اس وقت نمایاں ہو رہے تھے اور گھوڑوں کے سموں سے مکدر سا غبارِ جنگ اُڑ اُڑ کر نکل رہا تھا۔ ہم جھنڈے کے نیچے اس ضحاک کے ساتھ تھے جو ہمارے آگے آگے اسی طرح چل رہا تھا، جیسے کچھارے شیر نکل کر چلتا ہے، اس معرکہ جنگ کی تنگنائی میں جس نے اپنا سینہ اُبھار رکھا تھا، جنگ بڑی ہی شدت کی ہو رہی تھی، جس کے خوف سے سورج اور چاند بھی غروب ہوئے جا رہے تھے۔

وَقَدْ صَبَرْنَا بِاَوْطَاسٍ اَسِنَّتَنَا لِلّٰهِ نَنْصُرُ مَنْ شِئْنَا وَنَنْتَصِرُ

اور مقام اوطاس میں ہم اللہ کے لیے نیزوں کو نہایت صبر و استقلال سے استعمال کر رہے تھے۔ ہم اللہ کے لیے جسے چاہتے تھے مدد دیتے تھے اور کامیابی و کامرانی حاصل کر رہے تھے۔

حَتّٰى تَاَوَّبَ اَقْوَامٌ مَنَازِلَهُمْ لَوْلَا الْمَلِیْكُ وَلَوْلَا نَحْنُ مَا صَدَرُوْا

یہاں تک کہ تمام جماعتیں اپنی اپنی منزلوں پر واپس گئیں اگر مالک الملک کی قدرت اور ہماری نصرت نہ ہوتی تو یہ واپس نہیں جا سکتے تھے۔

فَمَا تَرٰى مَعْشَرًا قَلُّوْا وَلَا كَثُرُوْا اِلَّا قَدْ اَصْبَحَ مِنَّا فِیْهِمْ اَثَرُ

پس تم کوئی گروہ نہ دیکھو گے، خواہ قلیل التعداد، مگر یہ کہ اس میں ہمارے ڈالے ہوئے زخموں کے نشانات ضرور پائے جائیں گے۔

ساتواں مجموعہ عباس بن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الَّذِي تَهْوِي بِهِ ۔۔۔ وَجْنَاءُ مُجْمَرَةُ الْمَنَاسِمِ عِرْمِسُ
أَمَّا أَتَيْتَ عَلَى النَّبِيِّ فَقُلْ لَهُ ۔۔۔ حَقًّا عَلَيْكَ إِذَا اطْمَأَنَّ الْمَجْلِسُ
يَا خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطِيَّ وَمَنْ مَشَى ۔۔۔ فَوْقَ التُّرَابِ إِذَا تُعَدُّ الْأَنْفُسُ
إِنَّا وَفَيْنَا بِالَّذِي عَاهَدْتَنَا ۔۔۔ وَالْخَيْلُ تُقْدَعُ بِالْكُمَاةِ وَتُضْرَسُ

اے وہ شخص جسے نہایت مضبوط و فربہ، نہایت جمے ہوئے پاؤں والی اور گٹھے ہوئے جسم والی اونٹنی لیے جارہی ہے! اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچو تو اپنے آپ پر یہ بات ضروری قرار دے لو کہ تم اطمینان سے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (میری جانب سے) یوں مخاطب کر کے کہنا، اے وہ اعلیٰ وارفع انسان کے شمار کے وقت ان سب میں بہتر ثابت ہوا ہے جو آج تک (اس پوری دنیا میں) اونٹوں پر سوار ہوئے ہیں اور جو اس زمین پر (پیدا ہو کر آج تک) چلے ہیں! آپ نے ہم سے جو عہد لیا تھا اسے ہم نے ایسے وقت میں بھی پورا کر دکھایا، جب بڑے بڑے مسلم بہادر جنگجو ہمارے گھوڑوں کو روک کر زخمی کر رہے تھے۔

إِذْ سَالَ مِنْ أَفْنَاءِ بُهْثَةَ كُلِّهَا ۔۔۔ جَمْعٌ تَظَلُّ بِهِ الْمَخَارِمُ تَرْجُسُ
حَتَّى صَبَحْنَا أَهْلَ مَكَّةَ فَيْلَقًا ۔۔۔ شَهْبَاءَ يَقْدُمُهَا الْهُمَامُ الْأَشْوَسُ
مِنْ كُلِّ أَغْلَبَ مِنْ سُلَيْمٍ فَوْقَهُ ۔۔۔ بَيْضَاءُ مُحْكَمَةُ الدِّخَالِ وَقَوْنَسُ

جب قبیلہ بہثہ کے تمام گروہ ایک کثیر جمعیت بن کر ابھرے تو اس سے پہاڑ کے راستے ہل گئے، یہاں تک کہ ہم صبح صبح اہل مکہ پر ایک ایسے عظیم لشکر کو لے کر حملہ آور ہوئے جس کے اسلحہ سے ایک چمک پیدا ہو رہی تھی اور جس کی قیادت ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے والا اور تیور والا سردار کر رہا تھا اس میں بنو سُلیم کا ایک ایک مضبوط اور سخت جان آدمی شریک تھا جس کے جسم پر نہایت مضبوط بناوٹ کی چمکتی ہوئی زرہ اور جس کے سر پر بلند خود موجود تھا۔

يَرْوِي الْقَنَاةَ إِذَا تَجَسَّرَ فِي الْوَغَى ۔۔۔ وَتَخَالُهُ أَسَدًا إِذَا مَا يَعْبِسُ

يَغْشِي الْكَتِيْبَةَ مُعْلِمًا وَبِكَفِّهِ ... عَضْبٌ يَقُدُّ بِهِ وَلَدْنٌ مِدْعَسُ

جس وقت میدان جنگ میں یہ سلمی سپاہی جراًت مندی کا جوہر دکھاتا تو نیزوں کو دشمنوں کے خون سے خوب سیراب کرتا اور جس وقت ترش روئی دکھاتا تو گمان ہوتا کہ وہ بالکل شیر ہے نشانِ جنگ لگائے اور ہاتھ میں تلوار اور تیر و سنان لیے، جس سے وہ چیر پھاڑ کرتا تھا، دشمن کے لشکر پر چھایا جا رہا تھا۔

وَعَلَى حُنَيْنٍ قَدْ وَفَى مِنْ جَمْعِنَا ... أَلْفٌ أُمِدَّ بِهِ الرَّسُوْلُ عَرَنْدَسُ

اور جنگ حنین میں ہماری جمعیت میں سے پورے پورے ایک ہزار سخت جان آدمی ہو گئے، جن کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمک پہنچائی گئی۔

كَانُوْا أَمَامَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَرِيَّةً ... وَالشَّمْسُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهِمْ أَشْمُسُ

یہ ایک ہزار سخت جان لوگ مسلمانوں کی پوری مدافعت کر رہے تھے اور اس وقت ان پر ایک سورج نہیں، کئی سورج روشن ہو رہے تھے (یعنی سورج کی سی روشنی اس کی زرہ میں اس کی تلوار، اس کے خود میں اور اس کے سنان میں موجود تھی، گویا یہ سب کئی سورج تھے)۔

نَمْضِي وَيَحْرُسُنَا الْإِلٰهُ بِحِفْظِهِ ... وَاللّٰهُ لَيْسَ بِضَائِعٍ مَنْ يَحْرُسُ

ہم دشمن کی صفوں میں گھستے چلے جا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ — ہمیں اپنی امان میں لیے ہماری نگہبانی فرما رہا تھا اور اللہ جس کا نگہبان ہو وہ برباد نہیں ہو سکتا۔

وَلَقَدْ حُبِسْنَا بِالْمَنَاقِبِ مَحْبِسًا ... رَضِيَ الْإِلٰهُ بِهِ فَنِعْمَ الْمَحْبِسُ

ہمیں طائف کے راستے مناقب[1] پر روکا گیا اور اس روکنے سے ہمارا خدا راضی تھا، اس لیے یہ روکا جانا بھی کیا اچھا تھا۔

وَغَدَاةَ أَوْطَاسٍ شَدَدْنَا شَدَّةً ... كَفَتِ الْعَدُوَّ وَقِيْلَ مِنْهَا يَا احْبِسُوْا

اور اوطاس کی جنگ میں ہم نے ایک شدید حملہ کیا کہ وہی دشمن کے لیے کافی ہو گیا اور اس حملے کی وجہ سے آخر دشمن کی طرف سے یہ آواز آنے

[1] مناقب طائف کا راستہ ہے۔

لگی کہ اے لوگو! بس بند کرو، بند کرو۔

تَدْعُوْا هَوَازِنُ بِالْاَخَاوَةِ بَيْنَنَا ۔۔۔ ثَدْيٌ تَمُدُّ بِهٖ هَوَازِنُ اَيْبَسُ

ہوازن ہمیں بھائی بن کر بلاتے ہیں، حالانکہ ہمارے درمیان ماں کی وُہ چھاتی جس سے ہوازن دودھ پینا چاہتے ہیں، بالکل خشک ہے۔

حَتّٰى تَرَكْنَا جَمْعَهُمْ وَكَاَنَّهٗ ۔۔۔ عَيْرٌ تَعَاقَبَهُ السِّبَاعُ مُفَرَّسُ

یہاں تک کہ ہم نے ان کی جمعیت کو اس حالت میں کر دیا ہے گویا وہ جنگلی گدھے ہیں، جنھیں درندوں نے چیر پھاڑ ڈالا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ "وَقِيْلَ مِنْهَا، يَا اخْسِئُوْا" کے الفاظ مجھے خلف الاحمر نے سنائے ہیں:

آٹھواں مجموعہ ابن اسحٰق نے کہا: یہ اشعار بھی عباس بن مرداس نے کہے ہیں:

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ غَضَبٍ لَهٗ ۔۔۔ بِاَلْفِ كَمِيٍّ لَا تُعَدُّ حَوَاسِرُهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے معاملے میں دشمنوں پر ہمیں جو غصّہ آیا، اس کے سبب ہم نے آپ کی مدد و اعانت اُن ایک ہزار مسلح اور جنگجو بہادروں سے کی جن میں زرہ نہ پہننے والوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا تھا (ان میں ایک آدمی بھی بغیر زرہ کے نہ تھا)۔

حَمَلْنَا لَهٗ فِيْ عَامِلِ الرُّمْحِ رَايَةً ۔۔۔ يَذُوْدُ بِهَا فِيْ حَوْمَةِ الْمَوْتِ نَاصِرُهٗ

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا نیزے کی نوک میں لگا کر اُٹھا لیا، جس کے ذریعے سے آپ کے حامی موت کے منہ میں گھس کر دشمنوں سے مدافعت و مزاحمت کر رہے تھے۔

وَنَحْنُ خَضَبْنَاهَا دَمًا فَهُوَ لَوْنُهَا ۔۔۔ غَدَاةَ حُنَيْنٍ يَوْمَ صَفْوَانُ شَاجِرُهٗ

اور ہم نے اس جھنڈے کو دشمنوں کے خون سے رنگ دیا تھا، اس لیے اس کا رنگ بھی خونیں رنگ کا تھا، جب جنگ حنین میں صفوان اسی خون میں آلودہ ہو رہا تھا۔

وَكُنَّا عَلَى الْاِسْلَامِ مَيْمَنَةً لَهٗ ۔۔۔ وَكَانَ لَنَا عَقْدُ اللِّوَاءِ وَشَاهِرُهٗ

اور ہم اسلامی لشکر کے میمنے پر متعین تھے اور جھنڈا گاڑنا اور اسے

اٹھانا ہمارا کام تھا۔

وَكُنَّا لَهُ دُونَ الْجُنُودِ بِطَانَةً　　يُشَاوِرُنَا فِي أَمْرِهِ وَنُشَاوِرُهُ

اور ہم محافظ کے لشکر کی حیثیت سے ہر امر کے رازداں تھے وہ اپنے معاملے میں

ہم سے مشورہ کرے اور ہم ان سے مشورہ کرتے تھے۔

دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا　　وَكُنَّا لَهُ عَوْنًا عَلَى مَنْ يُنَاكِرُهُ

اسلام نے ہمیں دعوت دی، پھر ہمیں اپنے خواص میں سب سے پہلے رکھا اور

ہم اس شخص کے خلاف تھے، جو اس کا انکار کرتا تھا اور اسلام کے معاون تھے۔

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ نَبِيٍّ مُحَمَّدًا　　وَأَيَّدَهُ بِالنَّصْرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهُ

اللہ تعالیٰ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر دے اور آپ کو اپنی نصرت

اور اعانت سے تقویت پہنچائے اور اللہ ہی ان کا مددگار ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فن شعر کے جاننے والے بعض اہل علم نے مجھے یہ شعر پڑھ کر سنایا "وَكُنَّا عَلَى الْإِسْلَامِ" آخر تک، اور وہ شعر جس کا پہلا مصرعہ "حَمَلْنَا لَهُ فِي عَامِلِ الرُّمْحِ رَايَةً" ہے اس کے متعلق لاعلمی ظاہر کی اور "وَكَانَ لَهُ عَقْدُ اللِّوَاءِ وَشَاهِرُهُ" کے بعد "وَنَحْنُ خَضَبْنَاهُ وَمَا فُلُولُهُ" پڑھ کر سنایا:

نواں مجموعہ　ابن اسحاق نے کہا: یہ اشعار بھی عباس بن مرداس نے کہے ہیں:

مَنْ مُبْلِغُ الْأَقْوَامِ أَنَّ مُحَمَّدًا　　رَسُولُ الْإِلٰهِ رَاشِدٌ حَيْثُ يَمَّمَا

دنیا کی تمام اقوام کو یہ پیغام کون پہنچانے والا ہے کہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ

علیہ وسلم جہاں کا قصد کرتے ہیں، وہاں کا سیدھا راستہ پا لیتے ہیں۔

دَعَا رَبَّهُ وَاسْتَنْصَرَ اللّٰهَ وَحْدَهُ　　فَأَصْبَحَ قَدْ وَفَّى إِلَيْهِ وَأَنْعَمَا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی اور صرف خدائے واحد سے

نصرت و اعانت طلب کی اس لیے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا پوری کر کے آپ کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔

سَرَيْنَا وَوَاعَدْنَا قُدَيْدًا مُحَمَّدًا　　يَؤُمُّ بِنَا أَمْرًا مِنَ اللّٰهِ مُحْكَمَا

ہم رات کو نکلے، جب ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قدید کا وعدہ کیا تھا جو اللہ کی

جانب سے امر محکم کے لیے ہماری قیادت فرما رہے تھے۔

تَمَارَوْا بِنَا فِي الْفَجْرِ حَتَّى تَبَيَّنُوا　　مَعَ الْفَجْرِ فِتْيَانًا وَغَابًا مُقَوَّمَا

لوگوں نے فجر کے وقت پہنچنے کے بارے میں ہمارے متعلق شک کیا تھا، مگر انھوں نے فجر کے وقت ہی نوجوان اور سیدھے کیے ہوئے بہترین نیزے دیکھ لیے۔

عَلَى الْخَيْلِ مَشْدُوْدًا عَلَيْنَا دُرُوْعُنَا ۔۔۔ وَرَجْلًا كَدُفَّاعِ الْأَتِيِّ عَرَمْرَمَا

یہ نوجوان گھوڑوں پر سوار تھے اور ہماری زرہیں ہمارے اوپر کسی ہوئی تھیں اور ان پیادہ کو بھی دیکھ لیا، جو اسی چٹان کے مانند تھے جو آتے ہوئے سخت سیلاب کو روک دیتی ہے۔

فَإِنَّ سَرَاةَ الْحَيِّ إِنْ كُنْتَ سَائِلًا ۔۔۔ سُلَيْمٌ وَفِيْهِمْ مِنْهُمْ مَنْ تَسَلَّمَا

اگر تم دریافت کرو گے تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ در اصل قبیلے کے سردار بنو سلیم ہی ہیں اور ان سرداروں میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو سردار بننے کے لیے بنو سُلیم سے منسوب کیا ہے۔

وَجُنْدٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يَخْذُلُوْنَهٗ ۔۔۔ أَطَاعُوْا فَمَا يَعْصُوْنَهٗ مَا تَكَلَّمَا

اور انصاریوں کی فوج بھی رسول اللہ صلعم کو بے مدد نہیں چھوڑتی، انھوں نے آپکی اطاعت کی ہے، اس لیے آپ جو بھی فرماتے ہیں، اس کی ذرا نافرمانی نہیں کرتے۔

فَإِنْ تَكُ قَدْ أَمَّرْتَ فِي الْقَوْمِ خَالِدًا ۔۔۔ وَقَدَّمْتَهٗ فَإِنَّهٗ قَدْ تَقَدَّمَا

بِجُنْدٍ هَدَاهُ اللّٰهُ أَنْتَ أَمِيْرُهٗ ۔۔۔ تُصِيْبُ بِهٖ فِي الْحَقِّ مَنْ كَانَ أَظْلَمَا

پس اگر آپ نے قوم میں خالدؓ کو امیر بنایا اور انھیں آگے کر دیا تو کوئی بات نہیں اس لیے کہ خالدؓ ایک ایسے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے ہیں، جسے اللہ نے ہدایت کی اور جس کے آپ امیر ہیں۔ اس لشکر کے ذریعے سے آپ ان لوگوں کو گرفت میں لے لیں گے جو حق کے پہچاننے میں تاریک خیال ہیں۔

حَلَفْتُ يَمِيْنًا بَرَّةً لِمُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَأَكْمَلْتُهَا أَلْفًا مِنَ الْخَيْلِ مُلْجَمَا

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک پوری کرنے والی قسم کھائی، اس لیے میں نے ایک ہزار گھوڑے جنھیں لگام دے کر تیار کیا گیا تھا دے کر قسم پوری کر دی۔

وَقَالَ نَبِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقَدَّمُوْا ۔۔۔ وَحُبَّ إِلَيْنَا أَنْ نَكُوْنَ الْمُقَدَّمَا

اور مسلمانوں کے نبی کریم صلعم نے حکم دیا کہ آگے بڑھو تو اس وقت ہمارے لیے یہ بات بڑی مرغوب ہوگئی کہ ہم سب سے آگے بڑھ کر مقابلہ کریں۔

وَبِتْنَا بِنَهْيِ الْمُسْتَدِيْرِ وَلَمْ يَكُنْ ۔۔۔ بِنَا الْخَوْفُ إِلَّا رَغْبَةً وَتَحَزُّمَا

ہم چوڑی چوڑی زرہوں میں ملبوس ہو گئے اور ہمیں کوئی خوف نہ تھا، بس شوق عزم ہمیں مجبور کرنے لگا۔

اَطَعْنَاكَ حَتّٰى اَسْلَمَ النَّاسُ كُلُّهُمْ   وَحَتّٰى صَبَحْنَا الْجَمْعَ اَهْلَ يَلَمْلَمَا
يَضِلُّ الْحِصَانُ الْاَبْلَقُ الْوَرْدُ وَسْطَهُ   وَلَا يَطْمَئِنُّ الشَّيْخُ حَتّٰى يُسَوَّمَا

ہم نے آپ کی اطاعت کی، یہاں تک کہ تمام لوگ اسلام لے آئے، یہاں تک کہ ہم نے صبح صبح یلملم پہاڑ کے لوگوں کی جمعیت پر دھاوا بول دیا جن کے اندر ہمارا ابلق اور سرخ گھوڑا کھویا جا رہا تھا اور بوڑھے آدمی کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک اس کے نشان جنگ نہ لگا ہو۔

سَمَوْنَا لَهُمْ وِرْدَ الْقَطَا زَفَّهُ ضُحًى   وَكُلٌّ تَرَاهُ عَنْ اَخِيهِ قَدْ اَحْجَمَا
لَدُنْ غُدْوَةً حَتّٰى تَرَكْنَا عَشِيَّةً   حُنَيْنًا وَقَدْ سَالَتْ دَوَافِعُهُ دَمًا

ہم ان مشرکین اہل یلملم کے مقابلے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اتنی تیزی سے صبح صبح چلے، جیسے پرندہ قطا کو صبح کا وقت پانی پینے کے لیے تیزی سے دوڑاتا ہے اور تم دیکھتے ہو کہ ہر شخص اپنے بھائی سے بھی غافل ہو کر بھاگ کر جا رہا تھا، یہاں تک کہ شام کو ہم نے حنین کو صبح کے قریب اس حالت میں کر دیا کہ وہاں خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔

اِذَا شِئْتَ مِنْ كُلٍّ رَاَيْتَ طِمِرَّةً   وَفَارِسَهَا يَهْوِي وَرُمْحًا مُحَطَّمَا
وَقَدْ اَحْرَزَتْ مِنَّا هَوَازِنُ سَرْبَهَا   وَحُبَّ اِلَيْهَا اَنْ نَخِيبَ وَنُحْرَمَا

جب بھی تم چاہتے، ہم میں سے ہر شخص کو دیکھ لیتے کہ گھوڑا اور اس کے سوار تیزی سے چلا جا رہا تھا اور لڑتے لڑتے اس کا نیزہ ٹوٹ رہا تھا۔ اس وقت ہوازن ہم سے بچا کر اپنے جانور اپنے قابو میں کرنے لگے، کیونکہ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ان کے اموال سے، ہم خائب و خاسر ہی رہیں۔

باب ۱۵۴

غزوۂ حنین کے متعلق اشعار

(۲)

ضمضم کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: اور جنگ حنین پر ضمضم بن حارث بن الجشم بن عبداللہ بن حبیب بن مالک بن عوف بن یقظہ بن عصیۃ سلمی) نے یہ اشعار کہے ہیں اور بنو ثقیف نے کنانہ بن حکم بن خالد بن شرید کو قتل کر دیا تھا، اس لیے ان کے بدلے میں محجن اور اس کا چچیرا بھائی دونوں قتل کر دیے گئے، جو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔

نَحْنُ جَلَبْنَا الْخَيْلَ مِنْ غَيْرِ مَجْلَبٍ ۔۔۔ اِلٰى جُرَشٍ مِنْ اَهْلِ زَيَّانَ وَالْفَمِ

زبان پہاڑ اور مقام فم کے باشندوں کی بستی جرش کی طرف ہم گھوڑے دوڑا کر لے گئے۔

نُقَتِّلُ اَشْبَالَ الْاُسُوْدِ وَ نَبْتَغِيْ ۔۔۔ طَوَاغِيْ كَانَتْ قَبْلَنَا لَمْ تُهَدَّمِ

(وہاں) ہم شیروں کے بچوں کو قتل کر رہے تھے اور ان بت خانوں کی تلاش میں کوشش کر رہے تھے جو ہم سے پہلے منہدم نہیں کیے گئے تھے۔

فَاِنْ تَفْخَرُوْا بِابْنِ الشَّرِيْدِ فَاِنَّنِيْ ۔۔۔ تَرَكْتُ بِوَجٍّ مَاتِمًا بَعْدَ مَاتَمِ

پس اگر تم ابن شرید پر فخر کرتے ہو تو میں نے مقام وج میں ماتم کرنے والی عورتوں کے گروہ اس پر ماتم کرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

اَبَاتَهُمَا بِابْنِ الشَّرِيْدِ وَغَرَّهُ ۔۔۔ جِوَارُكُمْ وَكَانَ غَيْرَ مُذَمَّمِ

میں نے اہل زبان اور اہل فم کو ابن شرید کے برابر کر دیا (اور انھیں بھی ابن شرید کے ساتھ قتل کر دیا) ابن شرید کو تمھارے پڑوسی ہونے نے فریب دیا تھا اور وہ دراصل مذمت کے قابل نہ تھا۔

تُصِيْبُ رِجَالًا مِنْ ثَقِيْفٍ رِمَاحُنَا ۔۔۔ وَاَسْيَافُنَا يَكْلِمْنَهُمْ كُلَّ مَكْلَمِ

ہمارے نیزے بنو ثقیف کے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے اور ہماری تلواریں انھیں اچھی طرح زخمی کر رہی تھیں۔

ضمضم بن حارث مزید چند اشعار بھی منقول ہیں[1]:

ابو خراش کے اشعار

ابن ہشام نے کہا: ابو عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا، انھوں نے کہا: زہیر بن عجوہ ہُذلی کو جنگِ حنین میں گرفتار کر لیا گیا اور مشکیں باندھ دی گئیں۔ جمیل ابن معمر جمحی نے زہیر کو دیکھ کر کہا: "کیا تم ہمارا غیظ و غضب دُور کر سکتے ہو؟" تُک رُک کر ان کی گردن تلوار سے اڑا دی، چنانچہ زہیر کے مرثیے میں ابو خراش (زہیر کا چچیرا بھائی) نے یہ شعر کہے:

عَجَّفَ اَضْیَافِیْ جَمِیْلُ بْنُ مَعْمَرٍ ۔۔۔ بِذِیْ فَجَرٍ تَأْوِیْ اِلَیْهِ الْاَرَامِلُ
طَوِیْلِ نِجَادِ السَّیْفِ لَیْسَ بِجَیْدَرٍ ۔۔۔ اِذَا اهْتَزَّ وَاسْتَرْخَتْ عَلَیْهِ الْحَمَائِلُ

جمیل بن معمر نے ایک ایسے فیاض اور سخی مہمان نواز کو قتل کر کے مہمانوں کو کمزور اور دبلا بنا دیا ہے، جس کے یہاں تباہ شدہ اہل حاجت آکر پناہ لیتے تھے، جس کی تلوار کا پرتلا طویل تھا، کیونکہ وہ کوتاہ قامت نہ تھا اور اس کی تلوار لٹکانے کی پیٹی بھی لمبی تھی۔

تَكَادُ یَدَاهُ تُسْلِمَانِ اِزَارَهُ ۔۔۔ مِنَ الْجُوْدِ لَمَّا اَذْلَقَتْهُ الشَّمَائِلُ

اور اس وقت بھی جب شمال کی ٹھنڈی ہوائیں چل کر اسے تنگ حال بنا دیں، وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی چادر تک دوسروں کے حوالے کر کے سخاوت کر دیتا تھا۔

اِلٰی بَیْتِهٖ یَأْوِی الضَّرِیْكُ اِذَا شَتَا ۔۔۔ وَمُسْتَنْبِحٌ بَالِی الدَّرِیْسَیْنِ عَائِلُ
تَرَوَّحَ مَقْرُوْرًا وَهَبَّتْ عَشِیَّةً ۔۔۔ لَهَا حَدَبٌ تَحْتَثُّهُ فَیُوَائِلُ

جب موسم سرما آتا تو محتاج اس کے گھر ہی پناہ لیتے تھے اور رات کا بھٹکا ہوا مسافر جو بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس اور قلاش ہوتا سردی کھائے ہوئے آتا اور اس کے یہاں راحت پاتا تھا، جب موسم سرما میں شام کی سخت ہوائیں طوفان کو تیز چلائیں اور یہ مسافر کسی جائے پناہ کی تلاش میں ہوتا۔

فَمَا بَالُ اَهْلِ الدَّارِ لَمْ یَتَصَدَّعُوْا ۔۔۔ وَقَدْ بَانَ مِنْهَا اللَّوْذَعِیُّ الْحُلَاحِلُ

اس گھر کے لوگوں کا حال کیا ہے جو خود ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے

---

[1] یہ آٹھ شعر ہیں جو اصل کتاب کی جلد ۴ ص ۱۴۳ پر درج ہیں۔ مترجم نے ان کا اندراج نہیں کیا۔ مصحح ۱۰۔۱۔ کے ماتری

مگر ان کا فصیح اللسان سردار گھر سے دور ہو گیا۔

فَأُقْسِمُ لَوْلَاقَيْتَهُ غَيْرَ مُوثَقٍ لَآبَكَ بِالنَّعْفِ الضِّبَاعُ الْجَيَائِلُ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس کا مقابلہ کرتے اور اپنے آپ کو قیدی کی حیثیت سے بندھا ہوا نہ پاتے (تو دوسرا احتمال صرف یہ تھا کہ تمھیں قتل کر دیا جاتا اور) تمھارے پاس دامن کوہ میں بڑے بڑے بجوؤں کی آمد و رفت شروع ہو جاتی۔

وَإِنَّكَ لَوْ وَاجَهْتَهُ إِذْ لَقِيتَهُ فَنَازَلْتَهُ أَوْ كُنْتَ مِمَّنْ يُنَازِلُ

لَظَلَّ جَمِيلٌ أَفْحَشَ الْقَوْمِ صُرْعَةً وَلَكِنَّ قِرْنَ الظَّهْرِ لِلْمَرْءِ شَاغِلُ

اور دیکھ! تو اگر اس سے ملتا اور مبارزہ (مقابلہ) طلب کرتا یا مبارزہ طلب کرنے والوں میں شامل ہوتا، پھر اس کا سامنا کرتا تو جمیل! تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بری طرح قتل کر کے پچھاڑ دیا جاتا اور پیٹھ کے پیچھے سے حملہ کرنے والا تو دوسرے آدمی پر غالب آ ہی جاتا ہے۔

فَلَيْسَ كَعَهْدِ الدَّارِ يَا أُمَّ ثَابِتٍ وَلَكِنْ أَحَاطَتْ بِالرِّقَابِ السَّلَاسِلُ

اے ام ثابت! یہ گھر کا سا عہد نہیں، یہ اسلام کی زنجیریں ہیں جن میں ہماری گردنیں جکڑی گئی ہیں (ہم حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں اس لیے ہم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتے، بلکہ خدا اور رسول کی مرضی اور حکم کی تعمیل کرتے ہیں)۔

وَعَادَ الْفَتَى كَالشَّيْخِ لَيْسَ بِفَاعِلٍ سِوَى الْحَقِّ شَيْئًا وَاسْتَرَاحَ الْعَوَاذِلُ

اور نوجوان اب بوڑھوں کی طرح حق بات کے سوا اور کچھ نہیں کرتے اور ملامت گر عورتوں کو بھی آرام مل گیا ہے (کیونکہ اب حق و عدل کے سوا ظلم اور باطل نہیں، جس کے مقابلے کے لیے نوجوانوں کو اٹھنے اور ان کے نہ اٹھنے پر ملامت گر عورتوں کو ملامت کرنے کی ضرورت پیش آئے)۔

وَأَصْبَحَ إِخْوَانُ الصَّفَاءِ كَأَنَّمَا أَهَالَ عَلَيْهِمْ جَانِبَ التُّرْبِ هَائِلُ

اور ایسے مخلص بھائی بن گئے گویا ان پر کسی نے اتنی مٹی ڈال دی ہے کہ یہ اٹھ نہیں سکتے۔

فَلَا تَحْسَبِي أَنِّي نَسِيتُ لَيَالِيًا بِمَكَّةَ إِذْ لَمْ نَعْدُ عَمَّا نُحَاوِلُ

پس یہ گمان نہ کر کہ میں مکہ کی ان راتوں کو بھول گیا ہوں، جب ہم نے جس چیز کا قصد کیا تھا اس سے یوں ہی واپس نہیں آ گئے تھے۔

إِذَا النَّاسُ نَاسٌ وَالْبِلَادُ بِغِرَّةٍ وَإِذْ نَحْنُ لَا تُثْنِي عَلَيْنَا الْمَدَاخِلُ

جب انسان انسان تھے اور بلاد میں ایک قسم کی غفلت تھی اور جب ہم پر ..... دروازے بند نہیں کیے جاتے تھے۔

مالک بن عوف کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا، جنگ حُنین میں اپنے فرار پر اعتذار کرتے ہوئے مالک بن عوف نے یہ اشعار کہے:

مَنَعَ الرُّقَادَ فَمَا أُغَمِّضُ سَاعَةً نَعَمٌ بِأَجْزَاعِ الطَّرِيقِ مُخَضْرَمُ

راستے کے موڑوں پر چلتے ہوئے (علامت کے طور پر) کان کٹے ہوئے اونٹوں کے خیال نے میری نیند حرام کر دی، اس لیے رات بھر ایک لمحے کے لیے میں اپنی آنکھ نہ جھپکا سکا۔

سَائِلْ هَوَازِنَ هَلْ أَضُرُّ عَدُوَّهَا وَأُعِينُ غَارِمَهَا إِذَا مَا يَغْرَمُ

ہوازن سے پوچھو، آیا میں مقابلہ کر کے دشمنوں کو نقصان پہنچاتا ہوں یا نہیں اور ان کا کوئی آدمی جب قرض ادا کرتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں یا نہیں؟

وَكَتِيبَةٍ لَبَّسْتُهَا بِكَتِيبَةٍ فِئَتَيْنِ مِنْهَا حَاسِرٌ وَمُلَأَّمُ

اور کتنے ہی لشکر ہیں کہ انھیں میں نے دوسرے لشکر میں ملا دیا اور ان کی ایک جماعت بنا دی جن میں کچھ اگر بغیر زرہ کے تھے تو کچھ زرہ پوش بھی تھے۔

وَمُقَدَّمٍ تَعْيَا النُّفُوسُ لِضِيقِهِ قُدِّمْتُهُ وَشُهُودُ قَوْمِي أَعْلَمُ

اور بہت سے ایسے میدانِ کارزار ہیں، جن کی تنگی کی وجہ سے بڑے بڑے بہادر ان میں کودنے سے قاصر رہے ہیں، مجھے ان میں آگے کیا گیا اور میری قوم میں سے جو لوگ وہاں موجود تھے اور دیکھ رہے تھے، انھیں اچھی طرح معلوم ہے۔

فَوَرَدْتُهُ وَتَرَكْتُ إِخْوَانًا لَهُ يَرِدُونَ غَمْرَتَهُ وَغَمْرَتُهُ الدَّمُ

(مجھے آگے کیا گیا) میں اس کے گھاٹ پر پہنچ گیا اور وہاں میں نے جنگی بھائیوں کو اس کا پانی پلوا دیا اور اس کا پانی دراصل خون ہی خون تھا۔

فَإِذَا انْجَلَتْ غَمَرَاتُهُ أَوْرَثْنَنِي مَجْدَ الْحَيَاةِ وَمَجْدَ غُنْمٍ يُقْسَمُ

پھر جب دشمن خون کا پانی خوب پی چکے تو اس نے مجھے زندگی میں ایک مجد و شرف اور اس مال غنیمت کی عزت عطا کی جو تقسیم کیا جارہا تھا۔

کَلَّفْتُمُوْنِیْ ذَنْبَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ اَعَقُّ وَ اَظْلَمُ

تم نے مجھے آلِ محمد کے گناہ کے ارتکاب کی تکلیف دی اور خدا ہی زیادہ عالم ہے کہ کون زیادہ نافرمان اور زیادہ غیر منصف تھا۔

وَخَذَلْتُمُوْنِیْ اِذْ اُقَاتِلُ وَاحِدًا وَخَذَلْتُمُوْنِیْ اِذْ تُقَاتِلُ خَثْعَمُ

اور جب میں تن تنہا لڑ رہا تھا، تم نے مجھے بے مدد چھوڑ دیا تھا اور جب خثعم لڑ رہے تھے تو تم نے مجھے بے مدد چھوڑ دیا تھا۔

وَاِذَا بُنِیَتِ الْمَجْدُ یَهْدِمُ بَعْضُكُمْ لَا یَسْتَوِیْ بَانٍ وَ اٰخَرُ یَهْدِمُ

اور میں جب مجد کی بنیاد رکھتا تھا تو تمھارے کچھ لوگ اسے منہدم کر دیتے تھے۔ مجد کی بنیاد رکھنے والے اور اسے منہدم کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

وَاَقَبَّ مِخْمَاصِ الشِّتَاءِ مُسَارِعٍ فِی الْمَجْدِ یَنْمِیْ لِلْعُلٰی مُتَكَرِّمُ

اَكْرَهْتُ فِیْهِ اٰلَّةً یَزَنِیَّةً سَحْمَاءَ یَقْدُمُهَا سِنَانٌ سَلْجَمُ

وَتَرَكْتُ حَنَّتَهٗ تَرُدُّ وَلِیَّهٗ وَتَقُوْلُ لَیْسَ عَلٰی فُلَانَةَ مَقْدَمُ

موسم سرما کے بہت سے دبلی کمر اور دبلے پیٹ والے مجد و شرف کے حصول کے لیے سبقت کرنے والے، شریف و نجیب اور بلندیوں میں پرورش پانے والے لوگ ہیں کہ میں نے ان میں ذی یزن (حمیر کے ایک بادشاہ کا نام) والا سیاہ حربہ جس کے آگے لمبا سنان لگا ہوتا، بزور و بجبر داخل کر دیا اور اس کی بیوی کو ایسا کر دیا کہ وہ (میدانِ جنگ سے بھاگے ہوئے) اور اپنے شوہر کو واپس کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ میدان جنگ میں جا کر لڑنا فلانی کا کام نہیں۔

وَنَصَبْتُ نَفْسِیْ لِلرِّمَاحِ مُدَجَّجًا مِثْلَ الدَّرِیَّةِ تُسْتَحَلُّ وَتُشْرَمُ

اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر نیزوں کے لیے میں نے اپنے آپ کو نشانہ بنا لیا تھا، گویا میں نشانہ سیکھنے کا وہ حلقہ تھا، جو نیزہ بازی کی مشق کرنے کے لیے بالکل حلال سمجھ لیا اور پارہ پارہ کر دیا جاتا ہے۔

ایک ہوازنی کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: اور ہوازن کے ایک شاعر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں

جس میں وہ مالک بن عوف کے اپنے ساتھ ہوازن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے جانے کا ذکر کرتا ہے اور یہ اشعار مالک کے اسلام لانے کے بعد کہے:

أُذْكُرْ مَسِيرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوا ۔۔۔ وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّايَاتُ تَخْتَفِقُ
وَمَالِكٌ مَالِكٌ مَا فَوْقَهُ أَحَدٌ ۔۔۔ يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ التَّاجُ يَأْتَلِقُ

مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ہوازن کا روانہ ہونا یاد کرو، جب وہ اس مقصد کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے تھے اور مالک بن عوف پر جھنڈے ہی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ جنگ حنین میں مالک ہی مالک تھا جس کے اوپر کوئی اور امیر لشکر نہ تھا اور اس کے سر پر چمکتا دمکتا تاج رکھا ہوا تھا۔

حَتَّى لَقُوا النَّاسَ حِينَ الْبَأْسُ يَقْدُمُهُمْ ۔۔۔ عَلَيْهِمُ الْبِيضُ وَالْأَبْدَانُ وَالدَّرَقُ

یہاں تک کہ ہوازن کا یہ انبوہ کثیر جنگ کی سختیوں سے دوچار ہوا جس وقت جنگ سامنے آگئی تھی اور ان کے سروں پر خود، جسموں پر زرہیں اور ہاتھوں میں ڈھالیں تھیں۔

فَضَارَبُوا النَّاسَ حَتَّى لَمْ يَرَوْا أَحَدًا ۔۔۔ حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتَّى جَنَّهُ الْغَسَقُ

پھر ہوازن نے مسلمانوں سے خوب شمشیر زنی کی یہاں تک کہ انھوں نے دیکھا، نبی کے آس پاس ایک بھی آدمی نہیں رہا اور ان پر تاریکی چھا گئی۔

ثُمَّتَ نُزِّلَ جِبْرِيلٌ بِنَصْرِهِمُ ۔۔۔ مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُومٌ وَمُعْتَنِقُ
مِنَّا وَلَوْ غَيْرُ جِبْرِيلٍ يُقَاتِلُنَا ۔۔۔ لَمَنَعَتْنَا إِذَنْ أَسْيَافُنَا الْعُتُقُ

پھر مسلمانوں کی مدد و نصرت کے لیے آسمان سے جبریلؑ نازل کر دیے گئے، تو ہمارے آدمی شکست بھی کھا رہے تھے اور گرفتار بھی ہو رہے تھے اور اگر جبریل نہ ہوتے، ان کے سوا اور کوئی طاقت ہم سے لڑتی تو ہماری نفیس تلواریں ہمیں اچھی طرح محفوظ و مصئون رکھتیں۔

وَفَاتَنَا عُمَرُ الْفَارُوقُ إِذْ هُزِمُوا ۔۔۔ بِطَعْنَةٍ بَلَّ مِنْهَا سَرْجَهُ الْعَلَقُ

جس وقت مسلمانوں کو ہزیمت ہو رہی تھی، عمر فاروق ہمارے ہاتھ سے نیزے کا ایک زخم کھا کر بچ نکلے، جس کے خون سے ان کا زین آلودہ ہو گیا تھا۔

دو بھائیوں کا مرثیہ: اور بنو جشم کی ایک عورت نے یہ اشعار کہے ہیں، جو اس کے دو بھائیوں

کا مرثیہ ہے، یہ دونوں جنگ حنین میں مارے گئے تھے:

أَعَيْنَيَّ جُودًا عَلَى مَالِكٍ ... مَعًا وَالْعَلَاءِ وَلَا تَجْمُدَا

هُمَا الْقَاتِلَانِ أَبَا عَامِرٍ ... وَقَدْ كَانَ ذَا هَبَّةٍ أَرْبَدَا

هُمَا تَرَكَاهُ لَدَى مُجْسَدٍ ... يَنُوءُ نَزِيفًا وَمَا وُسِّدَا

اے میری دونوں آنکھو! مالک اور علاء دونوں پر ایک ساتھ خوب آنسو بہاؤ اور اس میں کسی قسم کا بخل نہ کرو، یہی دونوں ہیں جنھوں نے ابو عامر کو قتل کیا۔ وہ بڑا شمشیر زن اور ماہر فن تھا۔ ان دونوں نے ابو عامر کو زعفرانی رنگ کے خونیں مقتل میں ایسا کر دیا کہ (خون نکل جانے سے) ضعف و نقاہت کے عالم میں اُٹھتا تھا اور اسے کوئی سہارا دینے والا نہ تھا۔

ابو ثواب کے اشعار

اور یہ اشعار ابو ثواب زید بن صحار نے کہے ہیں جو قبیلہ بنو سعد بن بکر کا ایک فرد ہے:

أَلَا هَلْ أَتَاكَ أَنْ غَلَبَتْ قُرَيْشٌ ... هَوَازِنَ وَالْخُطُوبُ لَهَا شُرُوطُ

کیا تجھے نہیں معلوم ہوا کہ قریش ہوازن پر غالب آگئے ہیں اور حوادث وہ ہیں، جن کی شرطیں ہوتی ہیں۔

وَكُنَّا يَا قُرَيْشُ إِذَا غَضِبْنَا ... يَجِيءُ مِنَ الْغِضَابِ دَمٌ عَبِيطُ

اور اے قریش! ہم وہ ہیں کہ جب غضبناک ہوتے تھے تو غصے سے ہماری آنکھوں میں تر بتر خون اتر آتا تھا۔

فَأَصْبَحْنَا تَسُوقُنَا قُرَيْشٌ ... سِيَاقَ الْعِيرِ يَحْدُوهَا النَّبِيطُ

اور اے قریش! ہم وہ ہیں کہ جب غضب ناک ہوتے تھے تو گویا اس وقت ہماری ناکوں میں سعُوط (نسوار) ڈال دیا گیا ہو۔

وَكُنَّا يَا قُرَيْشُ إِذَا غَضِبْنَا ... يَجِيءُ مِنَ الْغِضَابِ دَمٌ عَبِيطُ

لیکن اب ہم ایسے ہو گئے ہیں کہ ہمیں قریش اسی طرح ہانکے لیے جا رہے ہیں، جیسے اونٹوں کو ہانکا جاتا ہے اور عام لوگ حدی پڑھتے جاتے ہیں۔

فَلَا أَنَا إِنْ سُئِلْتُ الْخَسْفَ آبٍ ... وَلَا أَنَا أَنْ أَلِينَ لَهُمْ نَشِيطُ

اب اگر مجھ سے ذلت اختیار کرنے کے لیے کہا جائے تو میں انکار نہ کروں گا

اور نہ اس بات سے خوش ہوں گا کہ ان کے لیے نرم پڑ جاؤں۔

سَيُنْقَلُ لَحْمُهَا بِكُلِّ فَجٍّ ۔۔۔ وَتُكْتَبُ فِي مَسَامِعِهَا الْقُطُوطُ

لیکن عنقریب قریش کا گوشت ہر گلی میں پھرا کرے گا اور ان کے کانوں میں (ذبح کرنے کے) علامتی پروانے لکھ کر لگائے جایا کریں گے۔

اور القطوط کی جگہ الخطوط (علامتی لکیریں) بھی مروی ہے اور یہ آخری شعر ابن سعد کی روایت میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ایک روایت میں "ابو ثواب بن ثواب بھی آیا ہے"، اور یہ شعر یَجِيءُ مِنَ الْغِضَابِ دَمٌ عَبِيطٌ، مجھے خلف الاحمر نے پڑھ کر سنایا تھا اور اس کے آخری شعر کی روایت ابن اسحٰق کی نہیں، بلکہ کسی اور کی ہے۔

ابن وہب کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: قبیلہ بنو تیم کی شاخ خاندان بنو اُسید کے ایک فرد عبد اللہ ابن وہب نے ابو ثواب کے اشعار کا جواب یوں دیا ہے:

بِشَرْطِ اللّٰهِ نَضْرِبُ مَنْ لَقِينَا ۔۔۔ كَأَفْضَلِ مَا رَأَيْتَ مِنَ الشُّرُوطِ

تم نے جتنی شرطیں دیکھی ہیں، ان میں سب سے افضل شرط یعنی اللہ کی شرط کے ساتھ ہم ان لوگوں سے لڑتے ہیں جو ہمارے مقابل آتے ہیں۔

وَكُنَّا يَا هَوَازِنُ حِينَ نَلْقَى ۔۔۔ نَبُلُّ الْهَامَ مِنْ عَلَقٍ عَبِيطِ

اے ہوازن! اور ہم وہ ہیں کہ جب لڑتے ہیں تو دشمنوں کی کھوپڑیوں کو خون سے تر بہ تر کر دیتے ہیں۔

بِجَمْعِكُمْ وَجَمْعِ بَنِي قَسِيٍّ ۔۔۔ نَحُكُّ الْبَرْكَ كَالْوَرَقِ الْخَبِيطِ

اے ہوازن! جو فوج تمھارے قبائل اور بنو ثقیف کے قبائل پر مشتمل تھی، ہم نے اپنی جنگ کا بھاری سینہ اس پر رکھ کر تمھیں کچل ڈالا ہے اور تم اس طرح کچلے گئے ہو جس طرح مویشیوں کے کھانے کا کٹا اور کچلا ہوا چارا۔

أَصَبْنَا مِنْ سَرَاتِكُمْ وَمِلْنَا ۔۔۔ بِقَتْلٍ فِي الْمَبَايِنِ وَالْخَلِيطِ

بِهِ الْمُلْتَاثُ مُفْتَرِشٌ يَدَيْهِ ۔۔۔ يَمُجُّ الْمَوْتَ كَالْبَكْرِ النَّحِيطِ

ہم نے تمھارے سرداروں کو مارا اور تمھارے شکست خوردہ اور مقابلہ کرنے

— والوں کے قتل کرنے میں دلچسپی لی، ان میں ملتاث بھی مارا گیا جو دونوں ہاتھ پھیلا کر لیٹ گیا تھا اور اسی طرح آخری سانس لے رہا تھا، جس طرح جوان اونٹ غرغراہٹ سے لمبے لمبے سانس لیتا ہے۔

فَاِنْ تَكُ قَيْسُ عَيْلاَنٍ غِضَابًا ۔۔۔ فَلاَ يَنْفَكُّ يُرْغِمُهُمْ سَعُوطِيْ

پس اگر قیس عیلان کے لوگ غصے میں گھٹ رہے ہیں تو انھیں ہماری ڈالی ہوئی نسوار ہمیشہ ذلیل کرتی رہے گی۔

خدیج کے اشعار خدیج بن عوجاء نے یہ اشعار کہے:

لَمَّا دَنَوْنَا مِنْ حُنَيْنٍ وَمَائِهِ ۔۔۔ رَاَيْنَا سَوَادًا مُنْكَرَ اللَّوْنِ اَخْصَفَا

بِمَلْمُوْمَةٍ شَهْبَاءَ لَوْقَذَفُوْا بِهَا ۔۔۔ شَمَارِيْخَ مِنْ عُزْوَى اِذَنْ عَادَ صَفْصَفَا

جب ہم حُنین اور اس کے چشمے کے قریب پہنچے تو ہم نے طرح طرح کے مسلم قبائل کے لوگوں کے سایے دیکھے جو جھلملاتے ہوئے اسلحہ والی ایک ایسی عظیم فوج کے ساتھ تھے کہ اگر وہ اس فوج کے ذریعے سے عزوی کے بلند پہاڑوں کو اُٹھا کر پھینکتے تو پہاڑ بھی دلپر کر، ہموار زمین بن جائے۔

وَلَوْ اَنَّ قَوْمِيْ طَاوَعَتْنِيْ سَرَاتُهُمْ ۔۔۔ اِذَنْ مَا لَقِيْنَا الْعَارِضَ الْمُتَكَشِّفَا

اِذَنْ مَا لَقِيْنَا جُنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ ثَمَانِيْنَ اَلْفًا وَاسْتَمَدُّوْا بِخِنْدِفَا

اور اگر میری قوم کے سردار میری بات مان لیتے تو ہم اس امنڈتے ہوئے بادل سے اور آل محمد کی اسی ہزار فوج سے مقابلہ نہ کرتے اور پہلے ہماری قوم خندف سے کمک حاصل کرتی۔

باب ۱۵۵

غزوۂ طائف

طائف میں اجتماع اور جب ثقیف کے ہزیمت خوردہ لوگ طائف واپس آئے تو انھوں نے اپنے شہر کی فصیل کے دروازے بند کر لیے اور جنگ کی تیاری کے لیے سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔

اور جنگ حنین میں اور طائف کے محاصرے میں عروہ ابن مسعود اور غیلان ابن سلمہ شریک نہیں ہوئے تھے، یہ دونوں جُرَش (یمن کی ایک نو آبادی) میں دبابہ، منجنیق اور ضبر[1] چلانے کا فن سیکھ رہے تھے۔

کعب کے اشعار رسول اللہ صلعم جنگ حنین سے فارغ ہو گئے تو طائف کی طرف روانہ ہوئے اور جس وقت آپ نے روانگی کا ارادہ کیا، کعب ابن مالک نے یہ اشعار کہے:۔

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ ۔۔۔ وَخَيْبَرَ ثُمَّ أَجْمَعْنَا السُّيُوفَا

نُخَيِّرُهَا وَلَوْ نَطَقَتْ لَقَالَتْ ۔۔۔ قَوَاطِعُهُنَّ، دَوْسًا أَوْ ثَقِيفَا

فَلَسْتُ لِحَاضِنٍ إِنْ لَمْ تَرَوْهَا ۔۔۔ بِسَاحَةِ دَارِكُمْ مِنَّا أُلُوفَا

خیبر اور تہامہ سے ہر شک کو دور کر کے ہم نے تلواروں کو جمع کر دیا۔ (تاکہ وہ آرام کریں) ساتھ ہی ہم نے انھیں اختیار دے دیا تھا کہ چاہیں آرام کریں اور چاہیں مقابلہ کریں) اور اگر انھیں قوت گویائی حاصل ہو جاتی تو ان میں دشمنوں کو کاٹ کاٹ کر رکھ دینے والی تلواریں بول اٹھتیں کہ اب دوس اور ثقیف کا رُخ کرو اے دوس و ثقیف! اگر تم نے انھیں اپنے دیار کے وسط میں ہزاروں کی تعداد میں نہیں دیکھا ہے تو میں انھیں چھپانے والا نہیں۔

---

[1] دبابہ آلات حرب میں سے ایک آلا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ لکڑی پر چمڑا منڈھ لیتے تھے اور آدمی اس میں بیٹھ کر بہ حفاظت قلعے کی دیواروں تک پہنچ جاتے تھے۔ منجنیق سے بڑے بڑے پتھر قلعوں کے اندر پھینکتے تھے۔ ضبور، واحد ضبر کے متعلق بعض نے لکھا ہے، کہ یہ صف بندی اور حفاظت کا ایک طریقہ تھا جس میں ڈھالیں جوڑ کر حفاظتی دیوار بن جاتے تھے بعض اسے بھی دبابہ جیسا ایک آلہ بتاتے ہیں۔

وَنَنْتَزِعُ الْعُرُوشَ بِبَطْنِ وَجٍّ ۔۔۔ وَتُصْبِحُ دُورُكُمْ مِنْكُمْ خُلُوفَا

اور ہم بطن وج میں مکانوں کی چھتیں اکھاڑ کر پھینک رہے تھے اور تمہارے
مکانات تم سے خلاف ہوگئے تھے (جبھی تم انہیں خالی کرکے بھاگ گئے)

وَيَأْتِيكُمْ لَنَا سَرَعَانُ خَيْلٍ ۔۔۔ يُغَادِرُ خَلْفَهُ جَمْعًا كَثِيفَا

اور ہمارے پیش رو سوار اپنے پیچھے ایک کثیر جمعیت چھوڑ کر تمہارے پاس
پہنچ گئے تھے۔

إِذَا نَزَلُوا بِسَاحَتِكُمْ سَمِعْتُمْ ۔۔۔ لَهَا مِمَّا أَنَاخَ بِهَا رَجِيفَا

جب یہ سوار تمہارے میدان میں اُترے تو تم نے ان اونٹوں کا شور و غل سُنا
ہوگا جو وہاں بٹھائے گئے تھے۔

بِأَيْدِيهِمْ قَوَاضِبُ مُرْهَفَاتٌ ۔۔۔ يُزِرْنَ الْمُصْطَلِينَ بِهَا الْحُتُوفَا

ان کے ہاتھوں میں وہ تیز تلواریں تھیں جو ان کی آنچ سے تاپنے والوں کو موتوں
سے زیارت کرا رہی تھیں۔

كَأَمْثَالِ الْعَقَائِقِ أَخْلَصَتْهَا ۔۔۔ قُيُونُ الْهِنْدِ لَمْ تُضْرَبْ كَتِيفَا

یہ تلواریں بجلی کی کرنوں کے مانند تھیں، جنہیں ہندوستان کے آہن گروں نے خالص
لوہے سے بنایا تھا۔ یہ دروازے کی چوکھٹوں کی طرح بھدی اور موٹی نہیں بنائی
گئی تھیں۔

تَخَالُ جَدِيَّةَ الْأَبْطَالِ فِيهَا ۔۔۔ غَدَاةَ الزَّحْفِ جَادِيًّا مَدُوفَا

معرکے کے دن بڑے بڑے بہادروں کے خون کی دھاریاں ان تلواروں میں
پڑ گئی ہیں، ان کے متعلق تمہیں گمان ہوگا کہ ان میں زعفران مخلوط کر دی گئی ہے۔
(تلواروں پر دشمنوں کے تازہ خون کی دھاریاں ہیں)

أَجَدَّهُمُ أَلَيْسَ لَهُمْ نَصِيحٌ ۔۔۔ مِنَ الْأَقْوَامِ كَانَ بِنَا عَرِيفَا

کیا ان کی طرف سے سعی و کوشش ہو رہی ہے؟ کیا ان جماعتوں میں انہیں کوئی
نصیحت کرنے والا نہیں جو ہم سے واقف ہو؟

يُخَبِّرُهُمْ بِأَنَّا قَدْ جَمَعْنَا ۔۔۔ عِتَاقَ الْخَيْلِ وَالنُّجُبَ الطُّرُوفَا

جو انہیں یہ خبر دے کہ ہم نے پرانے شریف النسل اور کریم الاصل گھوڑے

جمع کیے ہیں۔

وَاَنَا قَدْ اٰتَیْنَاهُمْ بِزَحْفٍ یُحِیْطُ بِسُوْرِ حِصْنِهِمْ صُفُوْفَا

اور انھیں یہ خبر دے کہ ہم ان کے اوپر ایک عظیم لشکر لائے ہیں جو ان کے قلعے کی چار دیواری کو چاروں طرف سے صف بہ صف ہو کر گھیرے گا۔

رَئِیْسُهُمُ النَّبِیُّ وَکَانَ صُلْبًا نَقِیَّ الْقَلْبِ مُصْطَبِرًا عَزُوْفَا

اس لشکر کے سردار اعلیٰ نبی کریم صلعم ہیں جو ریڑھ کی ہڈی ہیں جو پاکیزہ دل نہایت صابر اور نہایت زاہدانہ زندگی گزارنے والے ہیں۔

رَشِیْدَ الْاَمْرِ ذُوْحُکْمٍ وَعِلْمٍ وَحِلْمٍ لَمْ یَکُنْ نَزِقًا خَفِیْفَا

سیدھے سیدھے معاملے والے ہیں، قوت فیصلہ رکھنے والے، صاحب علم اور بردبار ہیں، ہلکی طبیعت کے یا جلد غصے میں آجانے والے نہیں۔

نُطِیْعُ نَبِیَّنَا وَنُطِیْعُ رَبًّا هُوَالرَّحْمٰنُ کَانَ بِنَا رَءُوْفَا

ہم اپنے نبیؐ کا اتباع کرتے والے ہیں اور اس رب عالم کے فرماں بردار ہیں جو بڑا مہربان اور ہم پر بڑی عنایت کرنے والا ہے۔

فَاِنْ تُلْقُوْا اِلَیْنَا السَّلَمَ نَقْبَلْ وَنَجْعَلْکُمْ لَنَا عَضُدًا وَرِیْفَا

پس اگر تم صلح کی سلسلہ جنبانی کروگے تو ہم اسے قبول کریں گے اور تمھیں اپنے لیے بازو اور شاداب مقام بنائیں گے (یعنی ہم تمھیں جنگ میں اپنا معاون و مددگار بنائیں گے۔ اور تمھاری زرخیز و شاداب زمینوں سے استفادہ کریں گے۔)

وَاِنْ تَاْبَوْا نُجَاهِدْکُمْ وَنَصْبِرْ وَلَا یَكُ اَمْرُنَا رَعِشًا ضَعِیْفَا

اور اگر تم انکار کرتے ہو تو ہم تم سے جہاد کریں گے اور اسے ہر طرح برداشت کریں گے اور ہمارا معاملہ کمزور اور متزلزل نہ ہوگا۔

نُجَالِدُ مَا بَقِیْنَا اَوْ تُنِیْبُوْا اِلَی الْاِسْلَامِ اِذْعَانًا مُضِیْفَا

اور جب تک زندہ ہیں، تمھارے خلاف تلواروں کے ذریعے سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم تائب ہو کر نہایت خضوع و انکسار سے اسلام میں آکر پناہ لو۔

نُجَاهِدُ لَا نُبَالِيْ مَنْ لَقِيْنَا　　　　أَأَهْلَكْنَا التِّلَادَ أَمِ الطَّرِيْفَا

ہم تم سے جہاد کرتے رہیں گے، ہم اس کی پروا نہیں کریں گے کہ
ہم کس سے لڑ رہے ہیں، ہم نے اپنا قدیم مال برباد کر دیا ہے یا نیا مال۔ اس کی
بھی کوئی پروا نہیں کریں گے۔

وَكَمْ مِنْ مَعْشَرٍ أَلَبُوْا عَلَيْنَا　　　　صَمِيْمِ الْجِذْمِ مِنْهُمْ وَالْحَلِيْفَا

اور کتنے ہی گروہ ہیں، جن میں خالص نسل کے حلیف ہمارے
پاس جمع ہو گئے ہیں۔

أَتَوْنَا لَا يَرَوْنَ لَهُمْ كِفَاءً　　　　فَجَدَّ عْنَا الْمَسَامِعَ وَالْأُنُوْفَا

اگر وہ ہمارے پاس یہ سمجھتے ہوئے آئیں گے کہ ہم ان کی برابری نہیں کر
سکتے تو ہم ان کے ناک کان کاٹ لیں گے۔

بِكُلِّ مُهَنَّدٍ لَيْنٍ صَقِيْلٍ　　　　نَسُوْقُهُمْ بِهَا سَوْقًا عَنِيْفَا
لِأَمْرِ اللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ حَتّٰى　　　　يَقُوْمَ الدِّيْنُ مُعْتَدِلًا حَنِيْفَا
وَتُنْسَى اللَّاتُ وَالْعُزّٰى وَوَدٌّ　　　　وَنَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوْفَا
فَأَمْسَوْا قَدْ أَقَرُّوْا وَاطْمَأَنُّوْا　　　　وَمَنْ لَا يَمْتَنِعْ يَقْبَلْ خُسُوْفَا

ہر ہندی نرم، چمکیلی اور صیقل شدہ تلوار سے جو انہیں مع ان کے
ناک اور کان کے رسی کے ساتھ اللہ اور اسلام کی طرف ہنکا کر لائے
گی، تاآنکہ دین اعتدال کے ساتھ سیدھا سیدھا قائم ہو جائے، اور
لات وعزّیٰ اور وَدّ کو بھلا دیا جائے اور ہم ان اصنام کے ہار اور بُندے
وغیرہ چھین لیں۔ پھر انھیں قرار اور طمانیت حاصل ہو جائے اور جو لوگ باز
نہ آئیں، وہ ذلت وخواری قبول کریں۔

کنانہ کے اشعار پس ان اشعار کا جواب کنانہ ابن عبد یالیل ابن عمرو بن عمیر نے دیا
وہ کہتا ہے:-

مَنْ كَانَ يَبْغِيْنَا يُرِيْدُ قِتَالَنَا　　　　فَإِنَّا بِدَارٍ مُعْلَمٍ لَا نَرِيْمُهَا

جو شخص ہماری بغاوت کرتا ہے وہ ہم سے لڑنے کا منصوبہ تیار کر لیتا
ہے۔ تو ہم اپنے نشان زدہ دیار سے کسی طرح ٹلنے والے نہیں۔

وَجَدْنَا بِهَا الْآبَاءَ مِنْ قَبْلِ مَا تَرَى　　وَكَانَتْ لَنَا أَطْوَاءُ هَا وَكُرُومُهَا

تمہارے دیکھنے سے بھی پہلے ہم نے یہاں اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے
اور یہاں کنوئیں اور انگوروں کے باغ سب ہمارے ہیں۔

وَقَدْ جَرَّبَتْنَا قَبْلُ عَمْرُو ابْنِ عَامِرٍ　　فَأَخْبَرَهَا ذُو رَأْيِهَا وَحَلِيمُهَا

اور اس سے قبل عمرو ابن عامر کا قبیلہ ہمارا تجربہ کر چکا ہے اور
اس قبیلے کے صاحب الرائے اور حلیم لوگوں نے خود ہمیں اس کی خبر دی ہے

وَقَدْ عَلِمَتْ إِنْ قَالَتِ الْحَقَّ أَنَّنَا　　إِذَا مَا أَبَتْ صُعْرُ الْخُدُودِ نُقِيمُهَا

اگر یہ حق بات کہیں تو انھیں معلوم ہے کہ ہم نے متکبرانہ انکار کرنے
والوں کے چہرے سیدھے کر دیے ہیں۔

نُقَوِّمُهَا حَتَّى يَلِينَ شَرِيسُهَا　　وَيُعْرَفُ لِلْحَقِّ الْمُبِينِ ظَلُومُهَا

ہم ٹیڑھے منہ رکھنے والوں کو ٹھیک کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ
ان کی سختی نرم پڑ جائے۔ اور ان کے غیر منصف لوگ حق ظاہر کو جان لیں۔

عَلَيْنَا دِلَاصٌ مِنْ تُرَاثِ مُحَرِّقٍ　　كَلَوْنِ السَّمَاءِ زَيَّنَتْهَا نُجُومُهَا

ہم پر جو زرہیں ہیں وہ ہمیں محرّق (عمرو ابن عامر جس نے سب
سے پہلے عرب کو آگ سے جلایا تھا) کی طرف سے وراثت میں ملی ہیں۔ یہ زرہیں
آسمان کے رنگ کی طرح ہیں، جسے ستاروں نے زینت دے رکھی ہے۔

نُرَفِّعُهَا عَنَّا بِبِيضٍ صَوَارِمٍ　　إِذَا جُرِّدَتْ فِي غَمْرَةٍ لَا نَشِيمُهَا

ہم ان زرہوں کو ان چمکیلی کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ اپنے
سے اٹھا کر رکھ دیتے ہیں، جو اگر گھمسان کی جنگ میں ننگی کی جاتی ہیں تو ہم
انھیں نیام میں داخل نہیں کرتے۔

شدّاد کے اشعار ابن اسحٰق نے کہا: اور شداد ابن عارض جشمی نے طائف کی طرف رسول اللہ صلعم کی روانگی کے بارے میں یہ شعر کہے ہیں:

لَا تَنْصُرُوا اللَّاتَ إِنَّ اللّٰهَ مُهْلِكُهَا　　وَكَيْفَ يُنْصَرُ مَنْ هُوَ لَيْسَ يَنْتَصِرُ

لوگو! لات کی مدد مت کرو۔ اللہ اسے ہلاک کرنے والا ہے اور جو
خود اپنی مدد نہیں کر سکتا، اس کی مدد دوسرے لوگ کس طرح کر سکتے ہیں۔

إِنَّ الَّتِي حُرِقَتْ بِالسَّدِّ فَاشْتَعَلَتْ وَلَمْ يُقَاتِلْ لَدَى أَحْجَارِهَا هَدَرُ

وہ لات ہے جسے وادی میں جلایا گیا اور اس کی آگ خوب مُشتعل

ہوئی، اور اس کے پتھروں کے پاس لا کر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے

کوئی مقاتلہ نہیں کیا گیا۔

إِنَّ الرَّسُولَ مَتَى يَنْزِلْ بِلَادَكُمْ يَظْعَنْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا بَشَرُ

رسول کریم صلعم جب تمہارے بلاد میں آکر نزول فرماتے ہیں، تو

تم سب کچھ چھوڑ کر کوچ کر جاتے ہو اور وہاں کے باشندوں میں کوئی

انسان نظر نہیں آتا۔

طائف کا راستہ

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر پہلے نخلہ یمانیہ، پھر قَرْن، بعد ازاں مُلیح ہوتے ہوئے لیّۃ کے مقام بُحْرَۃ الرُّغاء پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس میں نمازیں پڑھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عمرو ابن شعیب نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلعم نے بُحْرَۃُ الرُّغاء میں نزول اجلال فرمایا تو آپ نے ایک خون کے قصاص میں ایک قاتل کو قتل کرایا۔ اور یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا۔ بنو لیث کے ایک آدمی نے ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا تو اس مقتول کے بدلے میں اس قاتل کو قتل کر دیا گیا جس وقت آپ لِیَّۃ میں تھے تو آپؐ نے مالک ابن عوف کا قلعہ منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسے منہدم کر دیا گیا۔ پھر آپ اس راستے پر چلے جسے ضَیْقَہ کہا جاتا تھا۔ جب آپ ضَیْقَہ کا رُخ فرما رہے تھے تو راستے کا نام دریافت فرمایا، بتایا گیا: ضَیْقَہ (یعنی تنگ)، تو آپ نے فرمایا: بَلْ هِيَ الْيُسْرَىٰ" (ضیقہ نہیں، بلکہ یُسریٰ ہے، یعنی آسان) بہر حال اس راستے سے نکل کر آپ نخب کی جانب چلے، یہاں تک کہ آپ نے ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا جسے "صادرہ" کہا جاتا تھا۔ یہ درخت بنو ثقیف کے ایک آدمی کی مملوکہ زمین کے قریب تھا۔

رسول اللہ صلعم نے اسے کہلا بھیجا کہ یا تو نکل جا یا ہم تیرا باغ تیرے ہوتے ہوئے خراب کر دیں گے۔ اس نے نکل کر جانے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلعم نے اس باغ کو تباہ و خراب کر دینے کا حکم دے دیا۔

پھر یہاں سے چل کر طائف کے قریب نزول فرمایا۔ یہاں آپ کے لشکر پر حملہ کیا گیا، اور چند رُفقاء کو تیروں سے شہید کر ڈالا گیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ آپ کا لشکر طائف کی چار دیواری کے بالکل قریب ٹھہرا ہوا تھا اور دشمن کے تیروں کی زد میں تھا۔ مسلمانوں کو چار دیواری میں گھسنے کا موقع حاصل نہ تھا۔ اہل طائف نے دروازے بند کر رکھے تھے، پھر جب رسول اللہ صلعم کے یہ چند رفقاء شہید ہو گئے تو آپ نے اپنا لشکر اس مسجد کے قریب ٹھہرایا جو طائف میں آج بھی موجود ہے۔ یہاں آپ نے قریباً بیس رات تک محاصرہ جاری رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: ازواج مطہّرات میں دو بیویاں بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ ان میں سے ایک اُمّ سَلَمہ بنت ابو امیّہ تھیں۔ دونوں بیویوں کے لیے دو خیمے نصب کرائے گئے، آپؐ نے دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھی۔ پھر قیام فرمایا۔ اس کے بعد جب ثقیف اسلام لائے تو رسول اللہ صلعم کے نماز پڑھنے کی جگہ عمرو ابن امیّہ ابن وہب ابن مُعَتِّب بن مالک نے مسجد تعمیر کرائی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ اس سے آواز نہ سنائی دیتی ہو۔ بہر حال رسول اللہ صلعم نے اہل طائف کا محاصرہ کر کے سخت لڑائی لڑی اور باہم تیروں کی خوب بارش کی گئی۔

پہلا منجنیق

ابن ہشام نے کہا: اور رسول اللہ صلعم نے اہل طائف پر منجنیق سے سنگباری کی۔ قابل اعتماد اشخاص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم اسلام میں پہلے شخص ہیں، جنھوں نے منجنیق کے ذریعے سے سنگ باری کی۔ آپ نے اہل طائف پر پتھروں کی بارش کی۔

یوم شُدخہ

ابن اسحٰق نے کہا: یہ تیر اندازی اور سنگ باری ہوتی رہی، تا آنکہ جب شُدخہ کے مقام پر جو طائف کی چار دیواری کے پاس تھا، جنگ ہوئی تو رسول اللہ صلعم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ ایک دبّابہ میں داخل ہوئے اور اسے دھکیل کر طائف کی دیوار تک لے گئے تاکہ وہ اس میں شگاف کر کے راستہ بنا لیں۔ یہ دیکھ کر ثقیف نے آگ میں گرم کی ہوئی آہنی سلاخیں مارنا شروع کیں۔ بالآخر انھیں دبّابہ میں سے نکلنا پڑا۔ جب وہ باہر آئے تو ثقیف نے ان پر تیروں کا مینہ برسا دیا اور بہت سے شہید ہوئے۔ اب رسول اللہ صلعم نے ثقیف کے انگوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تو لوگ انگور کاٹنے لگے۔

ثقیف سے گفت و شنید

ابو سفیان ابن حرب اور مغیرہ ابن شعبہ دونوں طائف گئے۔

اور ثقیف کو آواز دے کر کہا کہ ہمیں امان دو تاکہ تم سے کچھ گفت وشنید کر سکیں، ثقیف نے انھیں امان دے دی اور کہا کہ تمھارے ساتھ قریش اور بنو کنانہ کی کچھ عورتوں کو بھی نکل کر آنا چاہیے۔ مگر انھیں عورتوں کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا اور خود عورتوں نے بھی جانے سے انکار کر دیا۔ جن میں آمنہ بنت ابوسفیان شامل تھیں، آمنہ بنت ابوسفیان، عروہ ابن مسعود کے حرم میں تھیں اور انھیں سے داؤد ابن عروہ پیدا ہوئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اور ایک روایت یہ ہے کہ داؤد کی ماں میمونہ بنت ابوسفیان تھیں، جو ابومُرّہ ابن عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں اور ان کے بطن سے داؤد بن ابومرہ پیدا ہوئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور فراسیہ بنت سُوید بن عمرو بن ثعلبہ (بھی جانے سے انکار کرنے والوں میں شامل تھیں) ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن قارب تھے اور فُقیمیّہ اُمیمہ بنت ناسی اُمیّہ بن قلع (بھی شامل تھیں)۔ جب ان خواتین نے ابوسفیان ومغیرہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا، تو ان سے ابن اسود بن مسعود نے کہا: اے ابوسفیان اور اے مغیرہ! جس چیز کے لیے تم آئے ہو، کیا اس میں سب سے بہتر چیز میں تمھیں نہ بتا دوں؟ اسود بن مسعود کے بیٹوں کی جائداد جہاں ہے، وہ تمھیں معلوم ہے" اور رسول اللہ صلعم اس جائداد اور طائف کے درمیان وادیٔ عقیق میں ٹھہرے ہوئے تھے۔" طائف میں کوئی جائداد ایسی نہیں جو اتنی پھلنے والی، کفالت کے لیے اتنی اہم اور آباد ہونے کے لحاظ سے اتنی اعلیٰ ہو جتنی اسود بن مسعود کے بیٹوں کی جائداد ہے۔ محمد صلعم اگر اسے کاٹ دیں تو کبھی آباد نہ ہو گی۔ آپ دونوں ان سے بات کریں۔ اگر وہ چاہیں تو اپنے لیے لے لیں اور چاہیں تو اللہ اور رشتہ داروں کے لیے چھوڑ دیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان جو قرابت داری ہے، وہ نامعلوم نہیں؟" لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہ جائداد اسود بن مسعود کے بیٹوں کے لیے چھوڑ دی۔

رسول اللہ صلعم کا خواب

اور مجھے یہ بات بھی پہنچی ہے، رسول اللہ صلعم ثقیف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ مکھن سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ مجھے ہدیے میں پیش کیا گیا: اس میں ایک مُرغ نے چونچ مار دی تو پیالے میں جو مکھن تھا، وہ سارا بہہ گیا۔" اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال یہ ہے کہ اس مرتبہ جنگ میں آپ ثقیف سے جو چاہتے ہیں، وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔"

مُسلمانوں کی روانگی اور اس کا سبب

پھر خُوَیلہ بنت حکیم (ابن امیہ بن حارثہ بن اوقص، سُلمی نے جو عثمان کی بیوی تھیں، کہا، یارسول اللہ! اگر اللہ تعالیٰ آپ کو طائف فتح کرادے تو بادیہ بنت غیلان (ابن مظعون بن سَلَمہ) یا فارعہ بنت عقیل کے زیورات مجھے عنایت فرما دیجیے گا۔" ثقیف کی عورتوں میں سے ان دونوں کے پاس سب سے زیادہ زیور تھے۔

پھر مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے خویلہ سے فرمایا، خویلہ! اور اگر ثقیف سے جنگ کرنے کے لیے مجھے اس وقت اجازت ہی نہ دی گئی؟ خویلہ نے اپنی اس گفتگو کا تذکرہ عمرؓ سے کیا۔ عمرؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! خویلہ نے مجھ سے کیا بات بیان کی ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔" رسول اللہ صلعم نے فرمایا: بے شک میں نے یہ بات کہی ہے۔" حضرت عمرؓ نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! کیا ثقیف سے جنگ کرنے کے سلسلے میں ابھی آپ کو اجازت نہیں دی گئی؟ فرمایا: نہیں۔" عمرؓ نے کہا: تو کیا میں لوگوں میں روانگی کا اعلان کر دوں؟" فرمایا: کیوں نہیں۔" چنانچہ عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

عُیینہ کا مخفی ارادہ

پھر جب لوگ سامان باندھ چکے تو سعید بن عُبَید (بن اُسید ابن ابو عمرو ابن علاج) نے صدا لگائی: کیا کوئی خاندان یہاں رُکنا چاہتا ہے؟" عُیینہ بن حِصن نے کہا، ہاں! خدا کی قسم! یہ لوگ بڑے صاحب مجد و شرف ہیں۔" اس پر ایک مُسلمان نے کہا: اے عیینہ! خدا تجھے غارت کرے، کیا تو رسول اللہ صلعم سے ہٹ کر ان مشرکین کی مدح کر رہا ہے۔ حالانکہ تو رسول اللہ صلعم کی مدد و نُصرت کے لیے آیا تھا؟" عیینہ نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں اس لیے نہیں آیا تھا کہ تمھارے ساتھ ہو کر ثقیف سے جنگ کروں، میرا منشا تو صرف یہ تھا کہ محمدؐ طائف کو فتح کر لیں۔ پھر میں ثقیف سے اپنی وہ باندی حاصل کر لوں۔ شاید اس کے بطن سے میرا کوئی بیٹا ہو۔ ثقیف ذہانت و فطانت کے لحاظ سے عجیب و غریب قوم ہے۔"

اس دوران قیام میں رسول اللہ صلعم طائف کے جن لوگوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ان میں سے کچھ آپ کے ہاتھ آئے، انھوں نے اسلام قبول کر لیا، آپ نے انھیں آزاد کر دیا۔

ثقیف کے آزاد شدہ غلام

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے غیر متہم لوگوں نے بہ واسطہ عبد اللہ بن مُکدم، چند ثقفیوں کی روایت بیان کی کہ جب اہل طائف مسلمان ہوئے، اور ان میں سے کچھ لوگوں نے ان غلاموں کے بارے میں گفتگو کی، تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ اللہ کی طرف سے آزاد کیے ہوئے لوگ ہیں
اور جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی، ان میں حارثہ ابن کَلَدہ بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اور ابن اسحٰق نے ان غلاموں کے ناموں کی فہرست بھی بیان کی۔

اُبَیّ بن مالک

ابن اسحٰق نے کہا: اور ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے کچھ لوگوں کو پکڑ لیا تھا۔ مروان اسلام لا چکے تھے اور ثقیف کے خلاف رسول اللہ صلعم کی حمایت کی تھی، ثقیف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مروان بن قیس سے کہا: مروان! اپنے آدمیوں کے بدلے میں قیس کا پہلا شخص جس سے تم ملو لے لو۔" چنانچہ پہلے ابی ابن مالک قُشیری مروان سے ملے۔ مروان نے انھیں پکڑ لیا، اب ثقیف نے مروان کو ان کے تمام آدمی واپس کر دیے، اس سلسلے میں ضحاک ابن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور ثقیف سے گفتگو کی۔ بالآخر ثقیف نے مروان کے آدمی بھیج دیے اور ان کے بدلے میں ابی ابن مالک کو رہا کر دیا گیا۔

ضحّاک کے اشعار

ضحاک ابن سفیان نے اس خلش کی وجہ سے، جو ان کے اور ابی ابن مالک کے درمیان تھی، یہ اشعار کہے:

أَتَنْسَىٰ بَلَائِيَ يَا أُبَيَّ ابْنِ مَالِكٍ ... غَدَاةَ الرَّسُولُ مُعْرِضٌ عَنْكَ أَشْوَسُ

يَقُودُكَ مَرْوَانُ ابْنُ قَيْسٍ بِحَبْلِهِ ... ذَلِيلًا كَمَا قِيدَ الذَّلُولُ الْمُخَيَّسُ

اے ابی ابن مالک: کیا تو میرا اس وقت کا احسان بھول رہا ہے،
جب رسول اللہ صلعم تجھ سے اعراض فرما رہے تھے اور مروان ابن قیس اپنی رسی میں باندھے ہوئے تجھے نہایت ذلت سے لیے جا رہا تھا، جیسے کسی نہایت ذلیل اور حقیر آدمی کو لے جایا جاتا ہے۔

فَعَادَتْ عَلَيْكَ مِنْ ثَقِيفٍ عِصَابَةٌ ... مَتَىٰ يَأْتِهِمْ مُسْتَقْبِسُ الشَّرِّ يُقْبِسُوا

فَكَانُوا هُمُ الْمَوْلَىٰ فَعَادَتْ حُلُومُهُمْ ... عَلَيْكَ وَقَدْ كَادَتْ بِكَ النَّفْسُ تَيْأَسُ

پھر جب ثقیف کی وہ جماعت تیرے پاس آئی، جس کے پاس جب بھی کوئی شر کی چنگاری سلگانے آتا ہے، تو یہ اس کے لیے انتظام کر دیتے ہیں، وہ تیرے آقا بن گئے، لیکن تیرے متعلق ان کی سمجھ میں کچھ آ گیا تو تجھے اس وقت رہا کرایا، جب، تیری روح مایوس ہو چکی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یُقْبِسُوا کی روایت ابن اسحٰق کی نہیں، کسی اور کی ہے۔

اجر شہدا

ابن اسحٰق نے کہا، جنگ طائف میں رسول اللہ صلعم کے زیر قیادت جن مسلمانوں کو شہادت حاصل ہوئی ان کے اسماء کی تفصیل یہ ہے :۔

قبیلہ قریش کی شاخ خاندان بنو اُمیہ ابن عبد شمس کے لوگوں میں سے سعید بن سعید (بن [عاص] بن امیہ) اور عُرفُطہ بن جَناب، جو ان کا حلیف اور خاندان اُسد بن غوث کا فرد تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور ایک روایت میں "ابن حُباب" ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: بنو تیم بن مُرّہ کے لوگوں میں سے عبد اللہؓ بن ابو بکر صدیقؓ۔ انھیں [ایک] تیر مارا گیا تھا، تیر کا زخم لے کر مدینہ آئے اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اسی زخم [سے] وفات پائی۔

قبیلہ بنو مخزوم میں سے عبد اللہؓ بن ابی امیہ بن مغیرہ، انھیں تیر لگا اور اسی سے شہید [ہو] گئے۔

قبیلہ بنو عدی بن کعب میں سے عبد اللہؓ بن عامر بن ربیعہ جو اس قبیلے کے حلیف تھے۔

قبیلہ بنو سہم بن عمرو میں سے سائب بن حارث (بن قیس بن عدی) اور ان کے بھائی عبد اللہ بن [حار]ث اور قبیلہ بنو سعد بن لیث میں سے جُلَیحہ بن عبد اللہ۔

[ان]صار شہدا

انصار مدینہ کے قبیلہ بنو سلمہ کے لوگوں میں سے ثابت بن جذع شہید ہوئے اور بنو مازن بن نجار میں سے حارث بن سہل بن ابو صعصعہ۔

اور بنو ساعدہ میں سے منذر بن عبد اللہ۔

اور اوس میں سے رُقیم بن ثابت (ابن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ)

پس طائف میں رسول اللہ صلعم کے جن اصحاب کو شہادت حاصل ہوئی وہ کل بارہ۱۲ آدمی تھے [ج]ن میں سات قریشی ہیں، چار انصاری اور ایک آدمی بنو لیث کا۔

[بُج]یر کے اشعار

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محاصرے اور مقابلے کے بعد طائف سے واپس ہوئے تو بُجیر ابن زُہیر بن ابو سُلمٰی نے یہ اشعار [کہے] جن میں وہ حنین اور طائف کا ذکر کرتے ہیں :۔

كَانَتْ عُلَالَةَ يَوْمَ بَطْنِ حُنَيْنٍ وَغَدَاةَ أَوْطَاسٍ وَيَوْمَ الْأَبْرَقِ

بطن حنین، اوطاس اور مقام ابرق کی جنگوں میں معرکوں پر معرکے کر [...] کے دلوں کی پیاس بجھائی جا رہی تھی۔

جَمَعَتْ بِأَغْوَاءٍ هَوَازِنُ جَمْعَهَا فَتَبَدَّدُوْا كَالطَّائِرِ الْمُتَمَزِّقِ

ہوازن نے اپنی غلط روی اور گمراہی کے باعث مقابلے کے لیے بڑی فوجیں تیار کیں، لیکن پاش پاش ہو جانے والے پرندوں کی طرح ان کی افواج تتر بتر اور منتشر ہو کر رہ گئیں۔

لَمْ يَمْنَعُوا مِنَّا مَقَامًا وَاحِدًا إِلَّا جِدَارَهُمْ وَبَطْنَ الْخَنْدَقِ

وہ ہم سے اپنی جگہ نہ بچا سکے، بجز اپنی چہار دیواری اور خندق کے۔

وَلَقَدْ تَعَرَّضْنَا لِكَيْمَا يَخْرُجُوا فَتَحَصَّنُوْا مِنَّا بِبَابٍ مُغْلَقِ

اور ہم نے ان سے صرف اس لیے تعرض کیا کہ وہ نکل کر بھاگ نہ سکیں۔ چنانچہ وہ اپنا دروازہ بند کر کے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔

تَرْتَدُّ حَسْرَانًا إِلَى رَجْرَاجَةٍ شَهْبَاءَ تَلْمَعُ بِالْمَنَايَا فَيْلَقِ

مگر چار و ناچار انھیں چمکیلے ہتھیاروں والے ایسے ہنگامہ خیز لشکر کی طرف لوٹ کر آنا پڑا، جس میں موتیں کوند رہی تھیں۔

مَلْمُوْمَةٍ خَضْرَاءَ لَوْ قَذَفُوا بِهَا حِضْنًا لَظَلَّ كَأَنَّهُ لَمْ يُخْلَقِ

جس میں بے شمار ہتھیاروں کو جمع کیا گیا تھا کہ بالکل سبز رنگ معلوم ہو رہا تھا، اگر اس لشکر کو اٹھا کر پہاڑ پر پھینکتے تو اس پہاڑ کا حال ایسا ہو جاتا گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

مَشْيَ الضِّرَاءِ عَلَى الْهَرَاسِ كَأَنَّنَا قُدُرٌ تَفَرَّقُ فِي الْقِيَادِ وَتَلْتَقِي

یہ عظیم لشکر اس طرح چل رہا تھا، جیسے ہراس گھاس پر (جس میں کانٹے ہوتے ہیں) شکاری شیر چلتے ہیں اور ہم گویا اس وقت ان کے گھوڑوں کی طرح تھے جو اپنے پچھلے پاؤں اپنے اگلے پاؤں کی جگہ ایک ساتھ ڈالتے ہیں، جو دوڑنے میں الگ الگ ہو جاتے ہیں، پھر مل جاتے ہیں۔

فِي كُلِّ سَابِغَةٍ إِذَا مَا اسْتُحْصِنَتْ كَالنِّهْيِ هَبَّتْ رِيحُهُ الْمُتَرَقْرِقِ

جُدُلٌ تَمَسُّ فُضُوْلُهُنَّ نِعَالَنَا مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ وَآلِ مُحَرِّقِ

لشکر کا ہر آدمی ایک ایسی بھرپور زرہ میں ملبوس تھا کہ جب وہ اسے پہن کر گھوڑے پر بیٹھا تو معلوم ہوتا تھا، گویا وہ تالاب ہے جو ہوا چلنے

کے باعث متموج اور متحرک ہوتا ہے، یہ زرہیں گویا حضرت داؤدؑ اور اشاو جمیر کے، آل محرّق کے ہاتھ کی بُنی ہوئی تھیں۔ جن کا فاضل حصہ ہمارے پاؤں سے لگ رہا تھا۔

ہوازن کے لیے رسول اللہ صلعم کی دُعا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوتے ہوئے (طائف کے ایک ضلع) حنا کی طرف نکلے اور مقام جعرانہ میں پہنچ گئے، تمام لوگ آپ کے ساتھ تھے اور وہ اسیرانِ جنگ بھی جو ہوازن سے گرفتار کیے گئے تھے، آپ نے جس وقت ثقیف سے کوچ فرمایا، تو آپ کے صحابہ میں سے ایک نے عرض کیا، یارسولؐ اللہ! آپ انھیں بددعا دیجیے"۔ تو آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اھدِ ثَقِیفًا وَ اٰتِ بِھِم" اے اللہ! تو ثقیف کو صحیح راستہ دکھا اور انھیں لے آ"۔

ہوازن پر احسان پھر جعرانہ میں ہوازن کا ایک وفد آکر رسول اللہ صلعم سے ملا۔ ان کے چھ ہزار بچے اور عورتیں رسول اللہ صلعم کے پاس قیدی کی حیثیت میں موجود تھے اور جو اونٹ اور بکریاں وغیرہ جانور پکڑے آئے تھے ان کا تو شمار ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عمرو ابن شعیب نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو کی روایت بیان کی کہ ہوازن کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور اسلام لے آیا۔ پھر کہا: یارسولؐ اللہ! ہم جڑ بھی ہیں اور شاخ بھی (یعنی قبائل کی اصل بھی ہم سے ہے اور جو شاخیں پھوٹ کر گروہ اور خاندان بنے ہیں، وہ بھی ہمیں سے ہیں) اور ہم پر جو مصیبت آئی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ آپ ہم پر احسان کیجیے، آپ پر اللہ احسان کرے گا۔" عبداللہ ابن عمرو نے بیان کیا، قبیلہ ہوازن کی شاخ بنو سعد ابن بکر کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام زُہیر اور کنیت ابو صُرد تھی۔ اس نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! ان باڑوں میں آپ کی پھوپھیاں ہیں، آپ کی خالائیں ہیں اور آپ کو دودھ پلانے والیاں ہیں، جنھوں نے آپ کی کفالت کی۔ اگر ہم حارث بن ابو شمِر کو (شام کے عرب بادشاہ حارث ابن ابو شمِر غسانی کو) یا نعمان بن منذر (عراق عرب کا بادشاہ) کو دودھ پلاتے، پھر ہم پر وہ مصیبت نازل ہوتی، جو اب نازل ہے تو ہم اس سے عنایت و مہربانی کی بجا امید رکھتے اور آپ تو سب سے بہتر کفالت کرنے والے ہیں"۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا

عبداللہ بن عمر کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔

تمھیں اپنے بچے اور عورتیں زیادہ پیارے ہیں یا اپنے اموال (اونٹ بکریاں وغیرہ)؟ ہوازن نے جواب دیا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں اموال اور عورتوں بچوں میں انتخاب کا اختیار دیا ہے (اموال ہمیں نہیں چاہئیں) آپ ہماری عورتیں اور بچے واپس فرما دیں، کیونکہ یہی ہمیں زیادہ پیارے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، دیکھو! میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں جو کچھ آئے گا۔ وہ تو تمھارا ہو گیا اور جب میں لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاؤں تو کھڑے ہو کر ان سے کہنا: ہم اپنے بچوں اور عورتوں کے سلسلے میں مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ صلعم سے سفارش کرانا چاہتے ہیں اور رسول اللہ صلعم کے سامنے مسلمانوں سے سفارش کرانے کے خواہاں ہیں۔ اس وقت میں تمھیں دے سکوں گا۔ اور تمھارے لیے درخواست کر سکوں گا"۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلعم ظہر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو ہوازن نے کھڑے ہو کر وہی کہا، جس کا مشورہ رسول اللہ صلعم نے دیا تھا، آپ نے فرمایا: میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں جو آئے، وہ (اے ہوازن!) تمھارا ہے"۔ اس پر مہاجرین نے کہا: جو ہمارے حصے میں آئے وہ رسول اللہ صلعم کا ہے"۔ انصار بولے: جو ہمارے حصے میں آئے، وہ بھی رسول اللہ صلعم کا ہے۔ پھر اقرع ابن حابس نے کہا: میرا اور بنو تمیم کا جو حصہ ہے وہ ہم دینے کے لیے تیار نہیں" اور عُیینہ ابن حصن نے کہا: میرا اور بنو فزارہ کا جو حصہ ہے وہ ہم دینے کے لیے تیار نہیں"۔ اور عباس ابن مرداس نے کہا، اور میرا اور بنو سُلیم کا جو حصہ ہے، وہ ہم دینے کے لیے تیار نہیں"۔ بنو سُلیم بول اٹھے: جو ہمارے حصے میں آئے، وہ رسول اللہ صلعم کا ہے"۔

راوی نے کہا کہ اس پر عباس ابن مرداس نے بنو سُلیم سے کہا: تم نے مجھے شرمسار بنا دیا، انھیں ہر انسان کے بدلے میں (یعنی ہر قیدی کو واپس کر دینے کے بدلے میں) چھ چھ حصے ملیں گے۔ ان قیدیوں کے چھ حصے جو پہلی گرفتاری میں ہاتھ آئے تھے۔ اس لیے تم ان کے بچے اور عورتیں انھیں واپس کر دو"۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جو مال غنیمت پہلے ہاتھ آئے، اس میں سے قیدی رہا کرنے والے ہر شخص کو فی کس چھ اونٹ ملیں گے"۔

کنیزوں کی واپسی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابو وَجزہ یزید ابن عبید السعدی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ ابن ابی طالب کو ایک باندی دی، جس کا نام ریطہ بنت ہلال (ابن حیّان بن عُمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قُصَیَّہ بن نصر بن سعد بن بکر) تھا، ایک

باندی عثمانؓ بن عفان کو عنایت فرمائی، جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا اور ایک باندی عمرؓ ابن خطاب کو دی جو انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہؓ بن عمرؓ کو دے دی۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے نافع مولی عبداللہؓ بن عمرؓ نے عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت بیان کی کہ میں نے اس باندی کو اپنے ماموؤں کے پاس بھیج دیا۔ جو بنو جمح میں سے تھے۔ میرا ارادہ یہ تھا، کہ جب میں طواف سے واپس آؤں گا تو باندی لے لوں گا۔ لیکن جب میں فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ دوڑ دھوپ میں لگے ہیں۔ میں نے دریافت کیا: کیا ہو گیا؟ جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں عورتیں اور بچے واپس کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس پر میں نے کہا: بنو جمح میں یہ باندی بھی ہے تم وہاں جا کر اسے بھی لے لو۔ چنانچہ یہ لوگ جا کر اسے لے آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور عُیینہ ابن حصن کا قصہ یہ ہوا کہ انھوں نے ہوازن کی ایک بوڑھی عورت لی تھی اور جب اسے لیا تو کہا: میں اسے بوڑھی عورت سمجھتا ہوں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ خاندان میں اس کا ایک نسب ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کا فدیہ زیادہ لگے گا۔ پھر جب رسول اللہ صلعم نے قیدی عورتوں کو واپس کرنے کا حکم دے دیا تو وہ بوڑھی عورت بھی واپس کر دی گئی۔

باب ۱۵۶

حُنین وطائف کے متعلّقات

مالک بن عوف کا اسلام

رسول اللہ صلعم نے ہوازن کے وفد سے بات کرتے ہوئے دریافت کیا کہ مالک بن عوف کا کیا رویہ ہے؟" وفد کے لوگوں نے جواب دیا: وہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے۔" رسول اللہ صلعم نے فرمایا: تم جاکر مالک کو خبر کر دینا کہ اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آئے گا تو میں اسے اہل و عیال اور اموال واپس کر دوں گا اور ایک سو اونٹ اور بھی دوں گا"۔

مالک کو یہ خبر پہنچا دی گئی، چنانچہ اس نے طائف سے چل کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ ساتھ ہی اسے اپنے متعلق یہ اندیشہ بھی تھا کہ اگر ثقیف کو معلوم ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے یہ پیغام بھیجا ہے تو اسے روک لیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنی اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا اور وہ تیار کر دی گئی۔ ساتھ ہی گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ گھوڑا طائف میں اس کے پاس پہنچا دیا گیا، پھر یہ رات میں نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی اونٹنی کے پاس اس جگہ پہنچا، جہاں اس نے تیار رکھنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ وہاں سے اونٹنی پر بیٹھ کر روانہ ہوا اور بالآخر جعرانہ یا مکہ میں رسول اللہ صلعم سے آملا۔ آپ نے اس کے اہل و عیال اور اموال واپس کر دیے اور ایک سو اونٹ بھی عطا کیے اور یہ اسلام لے آیا۔ پھر اس کا اسلام بہتر ہو گیا، جس وقت مالک بن عوف نے اسلام اختیار کیا، یہ اشعار کہے:

مَا اِنْ رَأَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ　　فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

دنیا کے تمام انسانوں میں محمدؐ جیسا آدمی نہ میں نے دیکھا، نہ سُنا۔

اَوْفٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتُدِیْ　　وَمَتٰی تَشَأْ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدِ

جب ان سے عطیے طلب کیے جائیں تو پوری طرح عنایت فرماتے ہیں اور جب بھی تم چاہو، وہ مستقبل میں ہونے والی بات بتا دیں گے۔

وَاِذَا الْکَتِیْبَةُ عَرَّدَتْ اَنْیَابُهَا　　بِالسَّمْهَرِیِّ وَضَرْبُ کُلِّ مُهَنَّدِ

فَكَأَنَّهُ لَيْثٌ عَلَى أَشْبَالِهِ   وَسْطَ الْهَبَاءَةِ خَادِرٌ فِي مَرْصَدِ

سمہری نیزوں اور ہندی تلواروں کی مار سے جب ان کے لشکر کے
دانت خوب مضبوط اور تیز ہو جاتے ہیں تو وہ غبار جنگ میں اس شیر کے
مانند معلوم ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کی نگرانی کے لیے دشمن کی گھات لگائے کچھار میں
بیٹھا ہو (ایسا شیر سب سے زیادہ غضب ناک ہوتا ہے)

مالک کا منصب

پھر رسول اللہ صلعم نے مالک بن عوف کو ان لوگوں پر، جو اُن کی قوم میں سے مسلمان ہو گئے تھے، نیز ثمالہ، سلمۃ اور فہم کے قبائل پر عامل مقرر فرما دیا تھا۔ مالک بن عوف ان کی جمعیت ساتھ لے کر ثقیف سے برابر لڑنے گئے۔ ثقیف کا جو قافلہ نکلتا، مالک اس پر غارت گرانہ حملے کرتے تھے، یہاں تک کہ ثقیف تنگ ہو گئے۔ اس پر ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر ثقفی نے یہ اشعار کہے:

هَابَتِ الْأَعْدَاءُ جَانِبَنَا   ثُمَّ تَغْزُونَا بَنُو سَلِمَهْ
وَأَتَانَا مَالِكٌ بِهِمُ   نَاقِضًا لِلْعَهْدِ وَالْحُرَمَهْ
وَأَتَوْنَا فِي مَنَازِلِنَا   وَلَقَدْ كُنَّا أُولِي نَقِمَهْ

ہماری طرف آنے سے دشمن ہیبت زدہ ہوتے ہیں۔ پھر بھی بنو سلمہ ہم
سے لڑنے کے لیے آتے ہیں اور عہد اور حُرمت کو توڑ کر بنو سلمہ کے ساتھ
مالک ہم پر آکر حملہ آور ہوتا ہے اور ہماری منازل میں بنو سلمہ آکر حملہ کرنے کی
جُرأت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم لوگ بڑے منتقم ہیں۔

مال غنیمت

ابن اسحٰق نے کہا: اور جب رسول اللہ صلعم حنین کے قیدیوں کو واپس کر کے فارغ ہوئے تو سوار ہو کر روانہ ہو گئے، آپ جا رہے تھے کہ پیچھے پیچھے لوگ چلتے ہوئے کہنے لگے "یا رسول اللہ! ہمارے فیئ (مال غنیمت) کے اونٹوں اور بکریوں کو ہم لوگوں میں تقسیم فرما دیجیے"۔ یہاں تک کہ آپ کو ایک درخت کی طرف مجبور کر کے لے گئے، اس درخت نے آپ سے آپ کی چادر اُچک لی۔ آپ نے فرمایا: میری چادر مجھے لا کر دو۔ لوگو! سنو! خدا کی قسم! حقیقت یہ ہے کہ اگر تہامہ کے درختوں کی تعداد میں بھی تمہارے اونٹ ہوتے تو میں انھیں بھی تم میں تقسیم کر دیتا، پھر نہ تم مجھے بخیل پاتے، نہ بزدل، نہ دروغ گو۔" یہ کہہ کر آپ اونٹ کے پہلو کی طرف کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے اس کے کوہان سے کچھ بال لیے، انھیں اپنی دو انگلیوں میں دبا کر

اوپر اٹھا کر فرمایا: لوگو! خدا کی قسم! تمھارے مالِ غنیمت میں سے اور ان بالوں میں میرا حصہ بجز خمس کے اور کچھ نہیں، اور یہ خمس بھی تمھیں کو واپس ہو جاتا ہے، اس لیے تم لوگ تاگا اور سوئی تک جمع کرا دو۔ کیونکہ مالِ غنیمت میں خیانت کرنا قیامت کے دن بڑی عار، نار اور شنار (شرم، جہنم کی آگ، اور ذلت) کی بات ہے۔"

راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد ایک انصاری بالوں کے تاگے کا ایک بنڈل لے کر آئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے یہ بنڈل لے لیا تھا، اس میں سے میں اپنے زخمی اونٹ کا نمدہ بنا رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں جو میرا حصہ ہے، وہ میں نے تمھیں دیا۔ انصاری نے کہا: لیکن جب یہ بنڈل یہاں تک آگیا تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔" یہ کہہ کر انصاری نے بنڈل پھینک دیا۔

ابن ہشام نے کہا: زید بن اسلم نے اپنے باپ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب جنگ حنین میں اپنی بیوی فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ کے پاس گئے، اس وقت ان کی تلوار خون سے آلودہ تھی۔ فاطمہ نے کہا: میں یہ تو سمجھ گئی کہ تم جنگ کر کے آئے ہو، لیکن مشرکین کے مالِ غنیمت میں سے تمھیں کیا ملا؟" عقیل نے جواب دیا: یہ سوئی لو، اس سے اپنے کپڑے سینا۔" یہ سوئی انھیں دے دی۔ پھر انھوں نے رسول اللہ صلعم کی طرف سے منادی کرنے والے کو یہ کہتے سُنا:

"جس شخص نے جو چیز لی ہو وہ واپس کر دے، سوئی اور تاگا تک واپس کر دے۔" عقیل پلٹ کر گھر آئے اور بیوی سے کہا: اب تو تمھاری سوئی گئی۔"

یہ سوئی بیوی سے لی اور جا کر اسے اموالِ غنیمت میں ڈال دیا۔

مؤلفۃ القلوب کے لیے عطایا

ابن اسحٰق نے کہا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب[1] (وہ جدید الاسلام مسلمان جن کی دلداری مقصود ہو) کو اموالِ غنیمت کا کچھ حصہ عنایت فرمایا اور یہ مؤلفۃ القلوب اشراف میں سے تھے۔

---

[1] مؤلفۃ القلوب ان جدید الاسلام لوگوں کو کہتے ہیں جن کی دلداری اور اعانت منظور ہو۔ جب کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہوتا تو اس کے حالات ایسے ہوتے کہ کچھ نہ کچھ مدد دیے بغیر اطمینان سے کاروبار نہ چلا سکتا، چنانچہ بسلسلۂ تالیفِ قلب اس کے لیے مدد کا انتظام کر دیا جاتا۔ ضروری نہیں کہ اسے صرف ابتدائے اسلام سے مخصوص سمجھا جائے، کسی بھی وقت اور کسی دور میں مسلمانوں کے کسی گروہ کو ایسے حالات سے سابقہ پڑ سکتا ہے، ان کی امداد ضرور ہونی چاہیے۔

رسول اللہ صلعم ان کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کی تالیف قلب (دلداری) فرماتے تھے۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ اور ان کے بیٹے معاویہ کو بھی ایک سو اونٹ عطا فرمائے، اسی طرح حکیم ابن حزام کو اور حارث بن حارث ابن کلدہ اخو بنو عبدالدار کو بھی ایک ایک سو اونٹ دیے۔

ابن اسحٰق نے کہا، حارث ابن ہشام، سُہیل ابن عمرو، حُوَیطب ابن عبدالعزّیٰ ابن ابو قیس، علاء ابن جاریۃ ثقفی، حلیف بنو زہرہ، عُیَینہ بن حِصن بن حذیفہ بن بدر، اقرع بن حابس تمیمی، مالک بن عوف نصری اور صفوان بن اُمیہ، ان سب کو ایک ایک سو اونٹ آپ نے عطا فرمائے، پس یہ "اصحاب المئین" ہیں (یعنی وہ لوگ جنھیں ایک ایک سو اونٹ دیے گئے)۔

اور قریش کے کچھ آدمیوں کو ایک سو سے کم اونٹ عطا فرمائے، ان میں مخرمہ بن نوفل زہری عُمیر بن وہب جُمحی، ہشام ابن عمرو اخو بنو عامر بن لُؤیّ ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو کتنے دیے مگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ ایک سو سے کم دیے تھے اور سعید بن یربوع (بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم) کو پچاس اونٹ عنایت فرمائے، اسی طرح سہمی کو بھی پچاس اونٹ۔

ابن ہشام نے کہا، اور سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

غنیمت حنین کی تقسیم

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے بعض ایسے اہل علم نے جن کا اسناد میرے نزدیک قابل اعتماد ہے، علی الترتیب ابن شہاب زہری اور عُبید بن عبداللہ بن عتبہ کے واسطے سے عبداللہ بن عباس کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلعم نے (اس موقع پر) قریش اور دیگر قبائل کے لوگوں سے بیعت لی اور بیعت کرنے والوں میں حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا۔

ان کی قبیلہ وار تفصیل یہ ہے:-

خاندان بنو اُمیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ، طُلَیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اُسید بن ابوالعیص بن اُمیہ۔

خاندان بنی عبدالدار بن قصی میں سے شَیبہ بن عثمان (بن ابوطلحہ بن عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدار) عکرمہ بن عامر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار)

خاندان بنو مخزوم بن یقظہ میں سے زہیر بن ابوامیہ بن مغیرہ، حارث بن ہشام بن مغیرہ، خالد بن ہشام بن مغیرہ، ہشام بن ولید بن مغیرہ، سفیان بن عبدالاسد (بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور سائب بن ابوالسائب (بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم)

خاندان بنو عدی بن کعب میں سے مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابو جہم بن حذیفہ بن غانم۔
خاندان بنو جمح بن عمرو میں سے صفوان بن اُمیہ ابن خلف، اُحیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔
خاندان بنو سہم میں سے عدی بن قیس بن حُذافہ۔
خاندان بنو عامر بن لوئیؓ میں سے حُویطب بن عبد العُزّیٰ بن ابو القیس بن عبد وُدّ اور ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حارث بن حُبَیب۔
قبیلہ بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یَعمر بن نُفاثۃ بن عدی بن الدّیل۔
قبیلہ بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں، جو قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کی شاخ ہے اور یہ (بنو عامر بن صعصعہ) بنو قیس کی شاخ ہے، علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لَبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔
قبیلہ بنو عامر بن ربیعہ میں خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، اور حَرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو
قبیلہ بنو نصر بن معاویہ میں مالک بن عوف بن سعید یربوع۔
قبیلہ بنو سُلَیم بن منصور میں عباس بن مرداس بن ابو عامر اخو بنو الحارث بن بُہثَۃ بن سُلیم۔
قبیلہ بنو غطفان کی شاخ بنو فزارہ میں عُیَینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔
قبیلہ بنو تمیم کی شاخ قبیلہ بنو حنظلہ میں سے اقرع بن حابس بن عقال جو بنو مجاشع بن دارم سے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ میں سے کسی نے آپ سے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے عُیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور جُعَیل بن سُراقہ ضمری کو چھوڑ دیا؛ آپ نے فرمایا: جُعیل بن سُراقہ دنیا بھر کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی عُیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس جیسا ہے، ان دونوں کی میں نے تالیف قلب (دلداری) کی ہے تاکہ وہ دونوں اسلام لے آئیں اور جُعیل بن سُراقہ کو ان کے اسلام کے حوالے کر دیا۔

ذوالخویصرہ تمیمی کا اعتراض

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مِقسم بن ابو القاسم مولی عبد اللہ بن حارث بن نوفل کی روایت بیان کی کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی دونوں نکل کر عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے پاس پہنچے وہ اپنا جوتا ہاتھ میں

لٹکائے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، ہم دونوں نے ان سے کہا: کیا آپ اس وقت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے جب جنگ حُنین کے موقع پر تیمی نے آپ سے گفتگو کی تھی؟ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے جواب دیا، ہاں! بنو تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور آ کر رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ اس وقت لوگوں کو مال غنیمت عطا فرما رہے تھے، اس نے کہا: اے محمدؐ! آج کے دن آپ نے جو کچھ کیا ہے، وہ میں نے دیکھا ہے۔" آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، پھر کیسا دیکھا؟ اس نے جواب دیا، لَمْ اَرَكَ عَدَلْتَ، میں نے آپ کو عدل کرتا ہوا نہیں پایا۔"

عبداللہ ابن عمرو ابن العاص نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا، آپؐ نے فرمایا: تیرا بُرا ہو، جب عدل میرے پاس نہیں ہوگا تو کس کے پاس ہوگا؟" اس پر عمرؓ بول اٹھے: یارسولؐ اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! اسے چھوڑ دو۔ عنقریب اس کی ایک جماعت ہوگی جو دین میں تعمّق کیا کرے گی (دین کے معاملات میں بال کی کھال نکالا کرے گی) اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ (تعمق فی الدین کرتے کرتے) دین سے اسی طرح نکل جایا کرے گی جیسے تیر کسی جسم میں لگ کر اور اس میں گھس کر نکل جاتا ہے۔ اس کے لوہے میں دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نہ ملے، پھر خود تیر میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نظر نہ آئے۔ پھر اس کے سوفار میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نہ پائی جائے۔ تیر لگا اور معدے کی غلاظت اور (جسم کے) خون سے صاف نکل گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے محمد بن علی بن حسین ابو جعفر نے بھی ابو عبیدہ کی سی روایت بیان کی اور اس شخص کا نام ذوالخویصرہ بتایا۔ عبداللہ بن ابو نجیح نے اپنے باپ سے بھی اسی قسم کی روایت سُنی۔

حسانؓ ابن ثابت کے اشعار

ابن ہشام نے کہا اور جب رسول اللہ صلعم نے قریش اور دیگر قبائل عرب کو اموال غنیمت عطا فرمائے اور انصار کو کچھ نہ دیا تو حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے:۔

زَادَتْ هُمُومٌ فَمَاءُ الْعَيْنِ مُنْحَدِرٌ ۔۔۔ سَحًّا اِذَا حَفَلَتْهُ عَبْرَةٌ دِرَرُ

ہموم و افکار بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لیے آنکھوں کا پانی موسلا دھار بہہ رہا ہے۔ جب یہ پانی بہتے ہوئے آنسوؤں نے جمع کیا ہے۔

وَجْدًا بِشَمَّاءَ إِذْ شَمَّاءُ بَهْكَنَةٌ ۔۔۔۔ هَيْفَاءُ لَا دَنَسٌ فِيهَا وَلَا خَوَرُ

یہ سب کچھ شماء کے غم میں ہوا، کیونکہ شماء پُر گوشت، پتلی کمر والی ہے۔

نہ اس میں میل کچیل ہے، نہ اس میں کوئی فتور ہے۔

دَعْ عَنْكَ شَمَّاءَ إِذْ كَانَتْ مَوَدَّتُهَا ۔۔۔۔ نَزْرًا وَشَرُّ وِصَالِ الْوَاصِلِ النَّزِرُ

(لیکن) شماء کو چھوڑ بھی، اس لیے کہ اس کی الفت حقیر و قلیل ہے اور کسی کے

وصال کی سب سے بُری چیز یہ ہے کہ اس کا وصال بہت تھوڑا ہو۔

وَأْتِ الرَّسُولَ فَقُلْ يَا خَيْرَ مُؤْتَمَنٍ ۔۔۔۔ لِلْمُؤْمِنِينَ إِذَا مَا عُدِّدَ الْبَشَرُ

اور رسول اللہ کے پاس چلو، آپ سے کہو: اے مومنین کی سب سے اعلیٰ

جائے پناہ! جب دنیا کے انسانوں کا شمار کیا جا رہا ہو۔

عَلَامَ تُدْعَى سُلَيْمٌ وَهِيَ نَازِحَةٌ ۔۔۔۔ قُدَّامَ قَوْمٍ هُمُ آوَوْا وَهُمْ نَصَرُوا

قبیلہ سُلیم کو کس بنا پر بلایا جاتا ہے، جب وہ اس قوم کے سامنے بالکل

خالی ہے جس نے پناہ دی اور جس نے اعانت کی۔

سَمَّاهُمُ اللّٰهُ أَنْصَارًا بِنَصْرِهِمْ ۔۔۔۔ دِينَ الْهُدَى وَعَوَانُ الْحَرْبِ تَسْتَعِرُ

اللہ نے ان کا نام انصار رکھا ہے، کیونکہ انھوں نے دین ہدایت

کے کاموں میں اس وقت نصرت و اعانت کی۔ جب خون ریز جنگ کی آگ

خوب بھڑک رہی تھی۔

وَسَارَعُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاعْتَرَفُوا ۔۔۔۔ لِلنَّائِبَاتِ وَمَا خَامُوا وَمَا ضَجِرُوا

اور انھوں نے راہ خدا میں تیزی سے آگے بڑھ کر مقابلے کیے اور نازل ہونے

والے شدائد و مصائب میں صبر و استقلال سے کام لیا۔ انھوں نے ضعف نہیں

دکھایا اور نہ یہ کسی طرح تنگ دل ہوئے۔

وَالنَّاسُ أَلْبٌ عَلَيْنَا فِيكَ لَيْسَ لَنَا ۔۔۔۔ إِلَّا السُّيُوفَ وَأَطْرَافَ الْقَنَا وَزَرُ

آپ کے سلسلے میں لوگ ہجوم کر کے ہم پر ٹوٹ پڑے، ہمارے لیے تلواروں

اور نیزوں کی نوکوں کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

نُجَالِدُ النَّاسَ لَا نُبْقِي عَلَى أَحَدٍ ۔۔۔۔ وَلَا نُضَيِّعُ مَا تُوحِي بِهِ السُّوَرُ

ہم بہادری سے لوگوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور کسی پر چھوڑ کر الگ نہیں ہو

جاتے اور قرآن کی سورتیں جن چیزوں کی وحی کرتی ہیں، ہم انھیں ضائع نہیں کرتے۔

وَلَا تَهِرُّ جُنَاةُ الْحَرْبِ نَادِيَنَا ۔۔۔ وَنَحْنُ حِينَ تَلَظَّى نَارُهَا سُعُرُ

اور جنگ کے مجرم (اور اسے بھڑکانے والے) ہماری مجلس کو اکتاتے نہیں۔

اور جس وقت جنگ کی آگ مشتعل ہوتی ہے تو ہمارے اندر بھی آگ لگ جاتی ہے

كَمَا رَدَدْنَا بِبَدْرٍ دُونَ مَا طَلَبُوا ۔۔۔ أَهْلَ النِّفَاقِ وَفِينَا يَنْزِلُ الظَّفَرُ

جیساکہ جنگ بدر میں منافق جو چاہتے تھے، اس سے ہم نے ان کا منہ

پھیر دیا۔ پھر فتح و کامرانی ہمارے حصے میں آئی تھی۔

وَنَحْنُ جُنْدُكَ يَوْمَ النَّعْفِ مِنْ أُحُدٍ ۔۔۔ إِذْ حَزَّبَتْ بَطَرًا أَحْزَابَهَا مُضَرُ

اور ہم اُحد پہاڑ کے دامن کی جنگ میں آپ کے لشکر تھے، جب قبیلہ مُضر

نے گھمنڈ سے مختلف جماعتوں کو اکٹھا کیا تھا۔

فَمَا وَنَيْنَا وَمَا خِمْنَا وَمَا خَبَرُوا ۔۔۔ مِنَّا عِثَارًا وَكُلُّ النَّاسِ قَدْ عَثَرُوا

پس نہ ہم نے کمزوری دکھائی، نہ ہم سے بزدلی سرزد ہوئی اور نہ لوگوں نے

ہم میں کوئی لغزش اس وقت پائی جب تمام لوگ ٹھوکریں کھا رہے تھے۔

انصار کا واقعہ

ابن ہشام کہتے ہیں: زیاد بن عبداللہ نے کہا: مجھ سے ابن اسحٰق نے بیان کیا۔ کہ انھیں عاصم بن عمر بن قتادہ سے بواسطہ محمود بن لبید ابو سعید خدری کی روایت پہنچی، جب رسول اللہ صلعم قریش اور دیگر قبائل عرب کو عطایا دے چکے اور انصار کا ان میں کوئی حصہ نہ تھا، تو انصار میں سے بعض کے دلوں میں خیال پیدا ہوا، یہاں تک کہ ان کی طرف سے باتیں ہونے لگیں اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کہنے والے نے کہا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلعم (یہاں آکر) اپنی قوم سے مل گئے۔" سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! آپ نے حاصل شدہ مال غنیمت کے متعلق جو کارروائی کی، اس کے متعلق انصار کا یہ گروہ اپنے دلوں میں آپ کی طرف سے کچھ خیال کر رہا ہے، آپ نے اپنی قوم میں اسے تقسیم کیا ہے اور بڑے بڑے عطایا قبائل عرب کو عنایت فرمائے ہیں، ان عطایا میں انصار کے اس گروہ کے لیے کوئی حصہ نہیں۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا: سعد! اس سلسلے میں تمھارا موقف کیا ہے؟" عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے ساتھ ہوں۔" فرمایا: اچھا تم اپنی قوم کو اس احاطے میں جمع کرو۔" ابو سعیدؓ خدری نے

بیان کیا کہ پھر سعد بن عبادہ نکل کر گئے اور انصار کو احاطے میں جمع کیا۔ یہاں کچھ مہاجرین بھی آگئے سعد نے انھیں آنے دیا، اس کے بعد کچھ اور لوگ بھی آئے، مگر سعد نے انھیں واپس کر دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو سعد ابن عبادہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: انصار کا یہ گروہ آپ کے ارشاد کے مطابق جمع ہو گیا ہے۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ جس حمد و ثنا کا مستحق ہے، وہ حمد و ثنا آپ نے کی، پھر فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِي مِنْكُمْ، وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوهَا عَلَيَّ فِي أَنْفُسِكُمْ؟ أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ، وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ۔

"اے گروہ انصار! یہ تمھاری چہ میگوئیاں کیسی ہیں، جو مجھ تک پہنچی ہیں اور تمھارے دلوں میں یہ غم و غصہ کیسا ہے جو تم نے مجھ پر کیا ہے؟ کیا میں تمھارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے، پھر اللہ نے تمھیں ہدایت پر لگا دیا، تم محتاج و قلاش تھے پھر اللہ نے تمھیں مستغنی اور مالدار کر دیا، باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا؟"

انصار بولے:۔

بَلَى، اَللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ۔"

"بے شک اللہ اور رسول کا احسان اور فضل و کرم سب سے بڑھ کر ہے۔"

آپ نے فرمایا:۔

أَلَا تُجِيبُونَنِي يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ؟

"گروہ انصار! کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟"

انصار نے کہا:۔

بِمَاذَا نُجِيبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ۔"

"یا رسول اللہ! ہم آپ کو کیا جواب دیں گے؟ اللہ اور اس کے رسول ہی کا احسان و فضل و کرم ہے۔"

آپ نے فرمایا:۔

أَمَا وَاللهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَلَصُدِّقْتُمْ، أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلًا فَآسَيْنَاكَ،

"نہیں، خدا کی قسم! تم چاہتے تو جواب دیتے، پھر تم اپنی بات میں بالکل سچے ہوتے اور تمھاری سچائی کو مانا بھی جاتا کہ تم ہمارے پاس اس حالت میں آیا کہ لوگوں نے تجھے جھٹلایا تھا ہم نے تیری تصدیق کی، تجھے لوگوں

اوجدتم یا معشر الانصار فی انفسکم فی لعاعۃ من الدنیا تألّفتُ بھا قومًا لیُسلِمُوا ووَکَلْتُم الی اسلامکم، الا ترضون یا معشر الانصار، ان یذھب الناس بالشاۃ والبعیر و ترجعوا برسول اللہ الی رحالکم؟ فوالذی نفس محمد بیدہ، لولا الھجرۃ لکنت امرءً من الانصار، ولو سلک الناس شعبا و سلکت الانصار شعبا لسلکتُ شعب الانصار، اللھم ارحم الانصار وابناء الانصار وابناء ابناء الانصار!

نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، ہم نے تیری مدد کی، تجھے نکال باہر کر دیا تھا، ہم نے تجھے پناہ دی، مفلس و قلاش تھا، ہم نے تجھے آسودگی دی۔ گروہ انصار! کیا تم دنیا کی حقیر شے کے لیے غمگین و رنجیدہ ہو گئے۔ اس سے میں نے کچھ لوگوں کی دلداری کرنی چاہی تاکہ وہ اسلام لے آئیں، جب تمھیں میں نے تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا، گروہ انصار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم اپنے کجاووں میں اللہ کے رسول کو لوٹا کر لے جاؤ؟ پھر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا اور اگر اور لوگ ایک گھاٹی میں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلتے، تو میں انصار کی گھاٹی میں چلتا، اے خدا! انصار پر، ان کی اولاد پر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنا رحم فرما۔"

ابو سعید خدری نے بیان کیا، رسول اللہ صلعم کی یہ تقریر سُن کر انصار اتنا روئے کہ انھوں نے ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر کر لیں اور بولے: اس تقسیم اور حصہ رسدی میں ہم اپنے رسولؐ اللہ پر راضی ہیں۔"

اس کے بعد رسولؐ اللہ واپس تشریف لے گئے اور مجمع منتشر ہو گیا۔

رسولُ اللہ صلعم کا عُمرہ

ابن اسحٰق نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے نکل کر عمرہ کے لیے تشریف لے گئے اور بقیہ مال غنیمت کے متعلق حکم دیا کہ مَرّ الظہران کے کنارے مقام مَجَنّۃ میں اسے محفوظ کیا جائے، جب آپ عمرہ سے فارغ ہوئے تو مدینہ کی واپسی کا ارادہ کیا، اس وقت آپ نے مکہ میں عَتّاب بن اُسید کو، جن کی عمر اس وقت صرف بیس سال تھی، جانشین مقرر فرمایا، اور ان کے ساتھ مُعاذ بن جبل کو پیچھے چھوڑا تاکہ وہ لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں، قرآن کی تعلیم دیں اور باقی مال غنیمت رسول اللہ صلعم کے ساتھ کر دیا گیا۔

ابن ہشام نے کہا اور زید ابن اسلم سے مجھے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے عتاب بن اُسید کو مکہ میں جانشین مقرر فرمایا تو ان کی معاش کے لیے ایک درہم روزانہ مقرر فرما دیا، عتاب نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا: لوگو! جسے ایک درہم کی بھوک تھی، اس کے کلیجے کی بھوک اللہ نے دور کر دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے میری معاش کے لیے ہر روز کا ایک درہم مقرر فرما دیا ہے، اس لیے اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔"

عمرہ کی تاریخ

ابن اسحٰق نے کہا، اور آپ کا عمرہ ذیقعدہ میں ہوا تھا اس لیے آپ ذی قعدہ کے آخر میں یا ذی الحجہ کے اوائل میں مدینہ واپس پہنچے۔

ابن ہشام نے کہا: جیسا کہ ابو عمرو مدنی نے کہا ہے، ۲۴ ذی قعدہ کو رسول اللہ صلعم مدینہ واپس پہنچے تھے[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور اس سال لوگوں نے اسی طرح حج کیا جیسے عرب کرتے تھے، اور مسلمانوں کے ساتھ عتاب ابن اُسید نے بھی اسی سال (یعنی ۸ھ) حج کیا۔ اہل طائف اپنے شرک پر قائم رہے اور وہ ذی قعدہ ۸ھ سے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے تھے، رمضان ۹ھ تک طائف ہی میں رُکے رہے۔

---

[1] ۔ ۱۵ مارچ ۶۳۰ء؎

باب ۱۷۵

کعب بن زہیر اور بانت سعاد

کعب بن زہیر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہو کر مدینہ آئے تو بجیر بن زہیر بن سلمی نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا:

"جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے اور انھیں ایذا پہنچاتے تھے، ان میں سے کچھ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قتل کرا دیا اور قریش کے اور شعراء، مثلاً ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب وغیرہ بچ گئے، وہ اپنی اپنی طرف بھاگ گئے ہیں، پس اگر تم اپنے دل میں ضرورت محسوس کرتے ہو تو فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچو، جو بھی ان کے پاس توبہ کر کے آتا ہے، اسے وہ قتل نہیں کراتے اور اگر تم اس کے لیے تیار نہیں تو اپنی نجات کے لیے کوئی جگہ تلاش کر لو"۔

بجیر کو پیغام

کعب نے (اس کے جواب میں) یہ اشعار کہے:

اَلَا اَبْلِغَا عَنِّیْ بُجَیْرًا رِسَالَۃً ۔۔۔ فَھَلْ لَکَ فِیْمَا قُلْتَ وَیْحَکَ ھَلْ لَکَا؟

میری طرف سے بجیر کو میرا پیغام پہنچا دو (اور پوچھو کہ) تیرا برا ہو، جو کچھ تو نے کہا ہے کیا وہ تیری بات ہے؟

فَبَیِّنْ لَنَا اِنْ کُنْتَ لَسْتَ بِفَاعِلٍ ۔۔۔ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ غَیْرَ ذٰلِکَ دَلَّکَا

صاف صاف بتا کہ تو اپنے دین پر رہنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں رہنا چاہتا تو اس کے سوا دوسرے وتیرہ دین کی طرف تجھے کس نے ہدایت کی؟

عَلٰی خُلُقٍ لَمْ اُلْفِ یَوْمًا اَبًا لَہٗ ۔۔۔ عَلَیْہِ وَمَا تُلْفِیْ عَلَیْہِ اَبًا لَکَا

ایسے وتیرے کی طرف جس پر میں نے اس کے باپ کو پایا اور نہ جس پر تو اپنے باپ کو پائے گا۔

فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَلَسْتَ بِاٰسِفٍ   وَلَا قَائِلٍ اِمَّا عَثَرْتَ، لَعًا لَكَا

پس اگر تُو (اپنے قدیم دین پر) رہنا نہیں چاہتا تو مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں اور نہ میں اب کچھ کہوں گا۔ اگر تُو ٹھوکر کھائے تو اللہ تیری ٹھوکر کو معاف کرے۔

سَقَاکَ بِھَا الْمَاْمُوْنُ کَاْسًا رَوِیَّةً   فَاَنْھَلَکَ الْمَاْمُوْنُ مِنْھَا وَ عَلَّکَا

محمد امین نے تجھے اس کا پیالہ خوب سیراب کرکے پلایا ہے، پھر انھوں نے اس جام سے بار بار پلایا ہے۔

ابن ہشام نے کہا المامون کی جگہ "المامور" کی بھی روایت ہے (جس کے معنی ہیں وہ محمد جو اللہ کی طرف سے مامور ہیں اور "فَبَیِّنْ لَنَا" کے الفاظ ابن اسحٰق کے سوا کسی دوسرے راوی کے ہیں۔

ایک اور روایت مجھے شعر اور روایت بالشعر کے بعض اہلِ علم نے یہ اشعار اس طرح سنائے ہیں:

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ بُجَیْرًا رِسَالَةً   فَھَلْ لَکَ فِیْمَا قُلْتَ بِالْخَیْفِ ھَلْ لَکَا
شَرِبْتَ مَعَ الْمَاْمُوْنِ کَاْسًا رَوِیَّةً   فَاَنْھَلَکَ الْمَاْمُوْنُ مِنْھَا وَ عَلَّکَا
وَخَالَفْتَ اَسْبَابَ الْھُدٰی وَاتَّبَعْتَهٗ   عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ وَیْبَ غَیْرِکَ دَلَّکَا
عَلٰی خُلُقٍ لَمْ تُلْفِ اُمًّا وَلَا اَبًا   عَلَیْهِ وَلَمْ تُدْرِکْ عَلَیْهِ اَخًا لَکَا
فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَلَسْتُ بِاٰسِفٍ   وَلَا قَائِلٍ اِمَّا عَثَرْتَ، لَعًا لَکَا

میری طرف سے بُجَیر کو میرا پیغام پہنچانے والا کون ہے؟ (وہ اس سے جاکر پوچھے کہ) تُو نے خیف منیٰ میں جو کچھ کہا ہے، کیا وہ تیری بات ہے؟ تُو نے محمد امین کے ساتھ (ان کے دین کا) پیالہ خوب سیراب ہو کر پیا ہے، پھر انھوں نے اس جام سے بار بار تجھے پلایا ہے، تُو نے ہدایت کے تمام ذرائع کی مخالفت کرکے ان کا اتباع کرلیا ہے، کس چیز کی بنا پر تو دوسروں کے بتانے پر ہلاک ہو گیا ہے؟ ایسے وتیرے پر جس پر تُو نے اپنے ماں باپ کو پایا ہے اور نہ جس پر تُو نے اپنے بھائی کو پایا۔ پس اگر تو (اپنے قدیم دین پر) رہنا نہیں چاہتا تو مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں اور نہ میں اب کچھ کہوں گا۔ اگر تُو ٹھوکر کھائے تو اللہ تیری لغزش معاف فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

راوی نے بیان کیا کہ کعب نے یہ اشعار لکھ کر بجیر کو بھیج دیے، اس نے پسند نہ کیا کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپائیں، لہٰذا یہ پڑھ کر سنا دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فقرہ سَقَاکَ بِھَا المَأمُونَ، سنا تو فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی ہے حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے، میں واقعی مامون (امین) ہوں اور جب یہ فقرہ "عَلیٰ خُلُقٍ لَمْ تُلْفِ اُمًّا وَلَا اَبًا عَلَیْہِ" سنا تو فرمایا: واقعی اس پر اس نے اپنے باپ اور اپنی ماں کو نہیں پایا:

بجیر کے اشعار پھر بجیر نے کعب کو ان اشعار میں خطاب کیا:

مَنْ مُبْلِغٌ کَعْبًا فَھَلْ لَکَ فِی الَّتِیْ — تَلُوْمُ عَلَیْھَا بَاطِلًا وَھِیَ اَحْزَمُ

اِلَی اللّٰہِ لَا الْعُزّٰی وَلَا اللّٰاتَ وَحْدَہٗ — فَتَنْجُوْ اِذَا کَانَ النَّجَاءُ وَتَسْلَمُ

لَدٰی یَوْمٍ لَا یَنْجُوْ وَلَیْسَ بِمُفْلِتٍ — مِنَ النَّاسِ اِلَّا طَاھِرُ الْقَلْبِ مُسْلِمُ

فَدِیْنُ زُھَیْرٍ وَھُوَ لَا شَیْءَ دِیْنُہٗ — وَدِیْنُ اَبِیْ سُلْمٰی عَلَیَّ مُحَرَّمُ

کیا کعب کے پاس جا کر کوئی یہ پوچھنے والا ہے کہ جس طریقے پر تو ملامت کر رہا ہے اس میں کوئی غلط چیز ہے؟

جب در اصل وہ تنہا اللہ کی طرف نہ کہ عزّیٰ اور لات کی طرف جانے کا سب سے زیادہ پختہ راستہ ہے۔ پس تجھے نجات حاصل کرنا ہو تو اسی راستے پر چل کر نجات اور سلامتی ملے گی۔

اس دن جب لوگوں میں نجات حاصل کرنے اور بچ کر نکل جانے والا صرف پاکیزہ دل مسلم ہی ہوگا۔ پس (میرے اور تیرے باپ) زہیر کا دین کوئی دین ہے اور (دونوں کے دادا) ابوسلمی کا دین مجھ سے حرام ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: کعب جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) المامون (یعنی امین) کہتا اور بروایت ابن ہشام مامور کہتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی خطاب سے پکارتے تھے:

بارگاہ رسالت میں کعب کی حاضری

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب بجیر کا یہ مکتوب کعب کے پاس پہنچا تو اس پر زمین تنگ ہو گئی۔ اپنے متعلق ڈر معلوم ہوا۔ جو اس کے دشمن وہاں موجود تھے، اسے دیکھ کر کانپنے لگے اور کہنے لگے، یہ تو مر گیا، کعب

کے لیے جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو انھوں نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی اور اپنے خوف اور اپنے چغلخور دشمنوں کے کا نپنے کا ذکر بھی کیا۔ بہرحال کعب مدینہ پہنچے اور جیسا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ہے، یہ قبیلہ جُہینہ کے ایک آدمی کے یہاں جا کر ٹھہرے، جس سے جان پہچان تھی یہ جُہینی کعب کو صبح کی نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ جُہینی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پھر کعب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ رسول اللہ ہیں، ان کے سامنے کھڑے ہو کر امان مانگ لو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے، پھر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ آپ انھیں پہچانتے نہ تھے، کعب نے کہا، یا رسول اللہ! کعب ابن زُہیر تائب اور مسلم ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور امان کا طالب ہے، کیا آپ اسے قبول فرمائیں گے، اگر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اب کعب نے بتایا کہ یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن زُہیر ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ یہ سُن کر ایک انصاری اچھل کر کعب پر آئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا، "یا رسول اللہ! مجھے اور اس دشمن خدا کو چھوڑ دیجیے، میں اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسے جانے دو، یہ تائب ہو کر آیا ہے اسے اپنی پچھلی زندگی سے کوئی تعلق نہیں"۔ راوی نے بیان کیا کہ کعب کو انصار کے اس قبیلے پر غصہ آیا کیونکہ ان کے ایک فرد نے کعب کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا، حالانکہ مہاجرین میں ہر آدمی اس کے لیے کلمۂ خیر کہہ رہا تھا۔

قصیدہ بانت سعاد

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو قصیدہ پڑھا اس میں کہا:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُولُ — مُتَيَّمٌ إِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُولُ

میری سُعاد مجھ سے جُدا ہو گئی ہے، اس لیے (اس صبر آزما اور جان گسل فراق کے باعث) آج کل میرا قلب بیمارِ محبت اور لاغر و ناقابلِ رہائی، اسیرِ الفت، محبوبہ کے نقشِ پا کی تلاش میں جگہ جگہ کی خاک چھاننے میں ذلیل و رسوا ہو کر رہ گیا ہے۔

وَمَا سُعَادُ غَدَاةَ الْبَيْنِ إِذْ رَحَلُوا — إِلَّا أَغَنُّ غَضِيضُ الطَّرْفِ مَكْحُولُ

مترنم آواز اور بیمار چشم سُعاد جدائی کے وقت، جب اس کے گھر کے لوگ اسے لے کر کوچ کر رہے تھے، اس کم سن ہرنی کے سوا کچھ نہیں معلوم ہو رہی تھی جو غنہ کے ساتھ آواز نکالتی ہے اور جس کی آنکھیں بیمار سی اور شرمیلی ہوتی ہیں۔

هَيْفَاءُ مُقْبِلَةً عَجْزَاءُ مُدْبِرَةً ۔۔۔ لَا يُشْتَكَى قِصَرٌ مِنْهَا وَلَا طُولُ

جب سامنے آتا ہوا دیکھو تو اس کا پیٹ اور کوکھیں دُبلی نظر آئیں گی اور جاتے ہوئے پشت کی طرف دیکھو تو بڑے بڑے سرین نظر آئیں گے اور دیکھنے والا نہ اس کی کوتہ قامتی کا شاکی ہوگا اور نہ بے ڈول دراز قامتی کا کیونکہ جو متناسب میانہ قد ہے۔

تَجْلُو عَوَارِضَ ذِي ظَلْمٍ إِذَا ابْتَسَمَتْ ۔۔۔ كَأَنَّهُ مُنْهَلٌ بِالرَّاحِ مَعْلُولُ

شُجَّتْ بِذِي شَبَمٍ مِنْ مَاءِ مَحْنِيَةٍ ۔۔۔ صَافٍ بِأَبْطَحَ أَضْحَى وَهُوَ مَشْمُولُ

تَنْفِي الرِّيَاحُ الْقَذَى عَنْهُ وَأَفْرَطَهُ ۔۔۔ مِنْ صَوْبِ سَارِيَةٍ بِيضٌ يَعَالِيلُ

سُعاد جب تبسم کرتی تھی تو آبدار اور چمکیلے سفید سفید دانت نمایاں کر دیتی تھی، جن سے بھینی بھینی مہک آتی تھی، گویا انھیں بار بار وہ خوشبودار شراب پلائی گئی ہے، جس کی تیزی سرد پانی سے توڑ دی گئی ہو۔ پتھریلی وادی کے صاف و شفاف پانی کی طرح جس پر شمالی ہوائیں چل چکی ہوں اور جو صبح صبح سورج کی تمازت سے پہلے لے لیا گیا ہو اور اس وادی کے پانی سے ہواؤں نے تنکے وغیرہ اُڑا کر اسے آئینہ کر دیا ہو اور اس سے پہلے صبح کی بارش سے اس پر بلبلے پڑ چکے ہوں۔

فَيَا لَهَا خُلَّةً لَوْ أَنَّهَا صَدَقَتْ ۔۔۔ بِوَعْدِهَا أَوْ لَوَ انَّ النُّصْحَ مَقْبُولُ

پس کتنا افسوس ہے اس محبت و صداقت والی سعاد کا، کاش وُہ اپنے وعدے کی سچی ہوتی اور کاش! وُہ میری نصیحت قبول کر لیتی (تو اس کی محبت اور صداقت مکمل ہو جاتی)۔

لَكِنَّهَا خُلَّةٌ قَدْ سِيطَ مِنْ دَمِهَا ۔۔۔ فَجْعٌ وَوَلْعٌ وَإِخْلَافٌ وَتَبْدِيلُ

مگر وہ ایسی الفت و صداقت والی ہے کہ ستم ظریفی، عیاری، وعدے کے ایفا سے گریز اور تلوّن اس کے خون اور سرشت میں ڈالا گیا ہے۔

فَمَا تَدُومُ عَلَى حَالٍ تَكُونُ بِهَا كَمَا تَلَوَّنُ فِي أَثْوَابِهَا الْغُولُ

پھر جس حال میں وہ ہوتی ہے، اس پر ہمیشہ قائم نہیں رہتی اور اس طرح رنگ بدلتی ہے گویا اس کے کپڑوں میں غول بیابانی موجود ہیں (جو کبھی ایک رنگ کے کپڑوں میں ظاہر ہو کر راہ گیروں کو ڈراتے ہیں اور کبھی دوسرے رنگ کے کپڑوں میں ظاہر ہو کر ڈراتے ہیں)۔

وَمَا تَمَسَّكُ بِالْعَهْدِ الَّذِي زَعَمَتْ إِلَّا كَمَا يُمْسِكُ الْمَاءَ الْغَرَابِيلُ

اور جو عہد وہ کرتی ہے، اس پکڑ کی وہی کیفیت ہوتی ہے جو چھلنی میں پانی کی (جس طرح پانی چھلنی سے فی الفور باہر نکل جاتا ہے اور ذرا دیر قائم نہیں رہتا اسی طرح اس کے وعدے بھی ذرا دیر قائم نہیں رہتے)۔

فَلَا يَغُرَّنْكَ مَا مَنَّتْ وَمَا وَعَدَتْ إِنَّ الْأَمَانِيَّ وَالْأَحْلَامَ تَضْلِيلُ

پس اس نے تجھے جس چیز کی تمنائیں دلائیں اور جو وعدے کیے ان کے فریب میں نہ آجانا، واقعہ یہ ہے کہ انسان کی آرزوئیں اور تمنائیں جو وہ کرتا ہے اور اس کے خواب، جو وہ دیکھتا ہے، گمراہی اور تضیع اوقات کا سبب بن جاتے ہیں۔

كَانَتْ مَوَاعِيدُ عُرْقُوبٍ لَهَا مَثَلًا وَمَا مَوَاعِيدُهَا إِلَّا الْأَبَاطِيلُ

اس کے وعدوں کی مثال عرقوب[1] کے وعدوں کی سی ہے، در اصل اس کے وعدے بجز غلط اور باطل ہونے کے اور کچھ نہیں۔

أَرْجُو وَآمُلُ أَنْ تَدْنُو مَوَدَّتُهَا وَمَا إِخَالُ لَدَيْنَا مِنْكِ تَنْوِيلُ

اگرچہ میں تیری جانب سے عنایات کا خیال بھی نہیں کرتا پھر بھی امید و توقع لگائے بیٹھا ہوں کہ تیری محبت تجھے مجھ سے قریب کر دے گی۔

أَمْسَتْ سُعَادُ بِأَرْضٍ لَا يُبَلِّغُهَا إِلَّا الْعِتَاقُ النَّجِيبَاتُ الْمَرَاسِيلُ

سعاد اتنی دور افتادہ سرزمین میں پہنچ گئی کہ اس تک بجز صحیح نسل کے قوی مضبوط اور تیز رو و تیز رفتار اونٹوں کے اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

وَلَنْ يُبَلِّغَهَا إِلَّا عُذَافِرَةٌ لَهَا عَلَى الْأَيْنِ إِرْقَالٌ وَتَبْغِيلُ

---

[1] عرقوب کو وعدہ خلافی میں عرب کے اندر ضرب المثل کی سی حیثیت حاصل ہے۔

اور سعاد تک اب بجز اس مضبوط بڑی اونٹنی کے اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

جو تھک جانے کے باوجود تیز روی نہ چھوڑے اور اس کی چال میں کوئی فرق نہ آئے۔

مِنْ كُلِّ نَضَّاخَةِ الذِّفْرِى اِذَا عَرِقَتْ عُرْضَتُهَا طَامِسُ الْاَعْلَامِ مَجْهُوْلُ

ایسی اونٹنی، جو نہایت تیزی سے اور جان کھپا کر چلنے کے باعث پسینا ہی پسینا ہو جانے والی ہو، جب اسے پسینہ آئے تو کانوں کا پچھلا حصہ شرابور ہو جائے۔ بہ کثرت سفر کرنے کے باعث مٹے ہوئے نامعلوم راستوں کو بھی خوب جانتی ہو۔

تَرْمِى الْنِّجَادَ بِعَيْنَىْ مُفْرَدٍ لَهَقٍ اِذَا تَوَقَّدَتِ الْحِزَّانُ وَالْمِيْلُ

وہ اونٹنی سفید جنگلی بیل (جو جنگل کے راستوں کو بڑی تیز نگاہ سے دیکھ لیتا ہے) جیسی آنکھوں کے تیر جنگل اور بیابان کے ان راستوں کے نشانات پر مارتی ہے، جو مٹ چکے ہیں، اس وقت جب پتھریلی اور کنکریلی زمین اور ریت کے اونچے اونچے تودے سورج کی حدت کے باعث آگ کی طرح جلتے ہیں۔

ضَخْمٌ مُقَلَّدُهَا فَعْمٌ مُقَيَّدُهَا فِى خَلْقِهَا عَنْ بَنَاتِ الْفَحْلِ تَفْضِيْلُ

اس کی گردن، جس میں قلادہ ڈالا جاتا ہے، خوب بھری ہوئی ہو۔ اس کے چاروں پاؤں جن میں رسیاں باندھی جاتی ہیں، خوب پر گوشت اور بھرپور ہوں اسے تخلیق میں بڑی مضبوط اونٹنیوں پر فضیلت حاصل ہو۔

غَلْبَاءُ وَجْنَاءُ عُلْكُوْمٌ مُذَكَّرَةٌ فِى دَفِّهَا سَعَةٌ قُدَّامَهَا مِيْلُ

موٹی گردن والی، بڑے بڑے جبڑوں والی، نہایت مضبوط اور نر اونٹ کی طرح بڑے جسم والی، اس کے پیٹ میں بڑے سے بچے کی گنجائش ہو اور لمبے لمبے قدم رکھنے والی ہو۔

وَجِلْدُهَا مِنْ اُطُوْمٍ مَا يُؤَيِّسُهُ طِلْحٌ بِضَاحِيَةِ الْمَتْنَيْنِ مَهْزُوْلُ

اس کی کھال کچھوے کی کھال جیسی ہو اسے دھوپ میں کھلی ہوئی پشت کے دائیں بائیں حصے پر بھوک سے دبلی چچڑیاں بھی نہ کاٹ سکیں (دھوپ میں پشت کے دائیں بائیں چچڑیاں اور وہ بھی بھوکی چچڑیاں بہت بری طرح

کاٹتی ہیں)۔

حَرْفٌ أَخُوهَا أَبُوهَا مِنْ مُهَجَّنَةٍ ۔۔۔ وَعَمُّهَا خَالُهَا قَوْدَاءُ شِمْلِيلُ

وہ پہاڑ کی ایک چٹان کی طرح ہو۔ اس کا بھائی اس کا اصیل باپ ہو، اسی طرح اس کی ماں بھی اصیل ہو اور اس کے باپ کا بھائی، اس کی ماں کا بھائی ہو (مطلب یہ ہے کہ اس کی نسل حد درجہ محفوظ ہو اور کسی دوسری نسل کا خون اس میں شامل نہ ہوا ہو) لمبی پشت اور لمبی گردن والی سبک رفتار۔

يَمْشِي الْقُرَادُ عَلَيْهَا ثُمَّ يُزْلِقُهُ ۔۔۔ مِنْهَا لَبَانٌ وَأَقْرَابٌ زَهَالِيلُ

چچڑیاں اس کے اوپر چلتی ہوں، مگر اس کا سینہ اور اس کی چکنی چکنی کوکھیں ان چچڑیوں کو پھسلا پھسلا کر گرا دیتی ہوں۔

عَيْرَانَةٌ قُذِفَتْ بِالنَّحْضِ عَنْ عُرُضٍ ۔۔۔ مِرْفَقُهَا عَنْ بَنَاتِ الزَّوْرِ مَفْتُولُ

(تیز رفتاری، نشاط اور مضبوطی میں) یہ حمار وحشی کی طرح ہو، اس کے ہر پہلو سے گوشت اڑا دیا گیا اور اس کی کہنیاں اس کے سینے کی پسلیوں وغیرہ سے الگ ہٹی رہتی ہوں (جس کے باعث اس کی رفتار میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی)۔

كَأَنَّمَا فَاتَ عَيْنَيْهَا وَمَذْبَحَهَا ۔۔۔ مِنْ خَطْمِهَا وَمِنَ اللَّحْيَيْنِ بِرْطِيلُ

اس کی ناک اور جبڑوں سے اس کی آنکھوں اور حلق تک ایک مستطیل سا پتھر معلوم ہوتا ہے۔

تُمِرُّ مِثْلَ عَسِيبِ النَّخْلِ ذَا خُصَلٍ ۔۔۔ فِي غَارِزٍ لَمْ تُخَوِّنْهُ الْأَحَالِيلُ

یہ اونٹنی (لمبائی اور موٹائی میں) کھجور کے شاخوں والے تنے کے مانند (بہت سے بالوں والی) دُم کو اپنے ان تھنوں پر چلاتی ہو، جنھیں دودھ کے دوہنے نے گھٹایا نہیں (کیونکہ اسے دوہا نہیں جاتا) اس لیے چلنے میں بڑی قوی ہے۔

قَنْوَاءُ فِي حُرَّتَيْهَا لِلْبَصِيرِ بِهَا ۔۔۔ عِتْقٌ مُبِينٌ وَفِي الْخَدَّيْنِ تَسْهِيلُ

یہ اونٹنی خم دار ناک والی ہے، اچھی نسل اور اچھی اصل کے اونٹوں کی پہچان رکھنے والے کے لیے اس کے دونوں کانوں میں (ان کے حسین و طویل ہونے کے باعث) کھلی ہوئی اصلیت اور اس کے دونوں رخساروں میں (نرم اور چکنے ہونے کے باعث) کھرا پن موجود ہو۔

تَخْدِي عَلَى يَسَرَاتٍ وَهِيَ لَاحِقَةٌ ذَوَابِلٍ مَسُّهُنَّ الْأَرْضَ تَحْلِيلُ

یہ اونٹنی تیروں جیسے ہلکے پھلکے پاؤں سے بہت تیز بھاگتی ہو، زمین پر اس کے پاؤں بس برائے نام ہی لگتے ہوں اور آگے نکل جانے والے اونٹوں کو فوراً پکڑ لیتی ہو۔

سُمْرِ الْعُجَايَاتِ يَتْرُكْنَ الْحَصَى زِيَمًا لَمْ يَقِهِنَّ رُؤُسَ الْأُكْمِ تَنْعِيلُ

اس اونٹنی کے پاؤں کے اعصاب گندم گوں نیزوں کے مانند ہوں، جو کنکریوں کو بکھیر کر رکھ دیتے ہیں اور اپنے پاؤں کی سختی کے باعث اسے نعل کی ضرورت نہ پڑے، جو اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ سنگلاخ زمینوں پر چلتے وقت اونٹوں کے پاؤں محفوظ رہیں۔

كَأَنَّ أَوْبَ ذِرَاعَيْهَا وَقَدْ عَرِقَتْ وَقَدْ تَلَفَّعَ بِالْقُورِ الْعَسَاقِيلُ

يَوْمًا يَظَلُّ بِهِ الْحِرْبَاءُ مُصْطَخِدًا كَأَنَّ ضَاحِيَهُ بِالشَّمْسِ مَمْلُولُ

وَقَالَ لِلْقَوْمِ حَادِيهِمْ وَقَدْ جَعَلَتْ وُرْقُ الْجَنَادِبِ يَرْكُضْنَ الْحَصَى قِيلُوا

شَدَّ النَّهَارِ ذِرَاعَا عَيْطَلٍ نَصَفٍ قَامَتْ فَجَاوَبَهَا نُكْدٌ مَثَاكِيلُ

جب گرمی کی شدت کا یہ عالم ہو کہ سراب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو اپنے اندر لپیٹے ہوئے معلوم ہو رہی ہو، اس دن، جس میں گرگٹ بھی (جو دھوپ اور سورج ہی کا پروردہ ہوتا ہے) گرمی میں بھنا جا رہا ہو اور سورج کے سامنے اس کے بدن کا ظاہری حصہ گرم گرم ریت میں جل کر گویا روٹی بن گیا ہو، جب قافلے کا حدی خواں بھی (مضمحل ہو کر) لوگوں سے آرام کرنے اور دوپہر کے وقت سو جانے کے لیے کہہ رہا ہو اور سبز سبز ٹڈیاں بھی نیچے اتر کر پتھروں میں پنجے گڑو گڑو کر ٹھہر رہی ہوں تو اس عالم میں عین دوپہر کے وقت گرمی سے پسینا پسینا ہو کر اس اونٹنی کے اگلے دونوں ہاتھوں کا تیز چلنے کے لیے جلد جلد اور بار بار پلٹنا گویا اس دراز قامت اور ادھیڑ عمر عورت کے دونوں ہاتھوں کے بار بار مارنے کے مانند ہو، جو کھڑی ہو کر ہاتھوں سے سینہ پیٹ پیٹ کر نوحہ کر رہی ہو اور (اس کا جوش بڑھانے کے لیے) وہ عورتیں نوحہ کرنے میں جواب لڑا رہی ہوں جو فاقد الولد ہوں اور ان کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو۔

نَوَّاحَةٍ رِخْوَةِ الضَّبْعَيْنِ لَيْسَ لَهَا ۔۔۔ لَمَّا نَعَى بِكْرَهَا النَّاعُونَ مَعْقُولُ

یہ عورت بہت ماتم کرنے والی ڈھیلے ڈھیلے بازوؤں والی ہو، جس کے ہاتھ

ہاتھ منہ پیٹنے میں اچھی طرح چلتے ہیں، جب اسے خبر دینے والوں نے اس کے پہلے

بچے کے مرنے کی اطلاع دی ہو تو اس کی عقل زائل ہو گئی ہو (اس لیے وہ تھکاوٹ

کا احساس بھی نہ کرتی ہو۔ جیسے میں اس اونٹنی کا بھی یہی حال ہو گویا بے عقل ہو کر

تھکنے کا نام نہ لے)۔

تَفْرِي اللَّبَانَ بِكَفَّيْهَا وَمِدْرَعُهَا ۔۔۔ مُشَقَّقٌ عَنْ تَرَاقِيهَا رَعَابِيلُ

وہ عورت اپنے دونوں ہاتھوں سے سینہ کوٹ رہی ہو اور گریبان اس کے

سینے تک چاک چاک ہو گیا ہو۔

تَسْعَى الْغُوَاةُ جَنَابَيْهَا وَقَوْلُهُمُ ۔۔۔ إِنَّكَ يَا ابْنَ أَبِي سُلْمَى لَمَقْتُولُ

اور فتنہ پرور لوگ اس کے چاروں طرف چغلخوری کر رہے ہوں اور کہہ

رہے ہوں کہ اے ابن ابو سلمیٰ تو تو قتل کیا جانے والا ہے! (اس لیے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کو جائز قرار دے دیا تھا)۔

وَقَالَ كُلُّ صَدِيقٍ كُنْتُ آمُلُهُ ۔۔۔ لَا أُلْهِيَنَّكَ إِنِّي عَنْكَ مَشْغُولُ

اور ہر دوست نے جس سے میں کچھ امید رکھتا تھا، یہی بات کہی کہ میں تمہیں غافل رکھ

کر کسی طرح مغالطہ دینا نہیں چاہتا۔ میں تم سے بالکل الگ ہوں (اس لیے مجھ سے

کسی قسم کی مدد کی امید نہ رکھو)۔

فَقُلْتُ خَلُّوا سَبِيلِي لَا أَبَا لَكُمُ ۔۔۔ فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمٰنُ مَفْعُولُ

میں نے کہا، تمہارا باپ نہ رہے! میرا راستہ چھوڑ دو، پھر خدا مہربان کی

طرف سے جو مقدر ہو گا، وہ ہو جائے گا۔

كُلُّ ابْنِ أُنْثَى وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ ۔۔۔ يَوْمًا عَلَى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُولُ

ہر ماں کا بیٹا (ہر انسان) خواہ اس کی زندگی طویل ہو یا قلیل، ایک نہ ایک دن

اس پلنگ پر ضرور اٹھایا جائے گا جس پر میت لے جاتے ہیں (پھر موت کا کیا ڈر

میری ہلاکت پر دشمنوں کو خوش نہ ہونا چاہیے)۔

نُبِّئْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَوْعَدَنِي ۔۔۔ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ مَأْمُولُ

مجھے یہ خبر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تنبیہ فرمائی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر عفو و درگزر کی امید لگی ہوئی تھی۔

مَهلاً هَدَاكَ الَّذِي أَعطَاكَ نَافِلَةَ الـ ـ قُرآنِ فِيهَا مَوَاعِيظٌ وَ تَفصِيلُ
لَا تَأخُذَنِّي بِأَقوَالِ الوُشَاةِ وَلَمْ أُذنِبْ وَلَو كَثُرَتْ فِيَّ الأَقَاوِيلُ

یا رسول اللہ! سہولت سے سوچیے! آپ کو اس ذات نے ہدایت دی ہے جس نے آپ کو نبوت کے ساتھ قرآن عنایت فرمایا۔ قرآن میں ہر قسم کی نصیحتیں اور ہدایتیں ہیں اور پوری پوری تفصیل ہے۔ آپ چغلخوروں کی باتوں پر نہ جائیے میرے بارے میں وہ کتنی ہی طرح طرح کی باتیں کریں مگر میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

لَقَدْ أَقُومُ مَقَامًا لَو يَقُومُ بِهِ أَرَى وَأَسمَعُ مَا لَو يَسمَعُ الفِيلُ
لَظَلَّ يَرعَدُ إِلَّا أَن يَكُونَ لَهُ مِنَ الرَّسُولِ بِإِذنِ اللهِ تَنوِيلُ

خدا کی قسم! میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اور سب دیکھ سن رہا ہوں۔ اگر ہاتھی بھی اس مجلس میں حاضر ہو کر یہ سب باتیں سنتا تو وہ بھی کانپنے لگتا، سوا اس صورت کے کہ اس کے لیے بہ حکم باری تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عفو و درگزر کی بخشش ہو جاتی۔

حَتَّى وَضَعتُ يَمِينِي مَا أُنَازِعُهُ فِي كَفِّ ذِي نَقِمَاتٍ قِيلُهُ القِيلُ
فَلَهُوَ أَخوَفُ عِندِي إِذ أُكَلِّمُهُ وَقِيلَ إِنَّكَ مَنسُوبٌ وَمَسؤُولُ
مِن ضَيغَمٍ بِضَرَاءِ الأَرضِ مُخدَرُهُ فِي بَطنِ عَثَّرَ غِيلٌ دُونَهُ غِيلُ

پس میں نے اپنا داہنا ہاتھ صاحب نقمات (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو کفار سے سخت انتقام لینے والے تھے) کے ہاتھ میں دے دیا آپ ہی کا قول اصل میں قول ہے (کیونکہ آپ کا قول نافذ ہونے والا قول تھا) لیکن جب میں رسول اللہ صلعم سے بات کر رہا تھا اور مجھ سے کہا جا رہا تھا کہ تمہاری طرف یہ یہ اقوال منسوب ہیں، لہٰذا تم ان کے لیے جواب دہ ہو تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے گھنے جنگل والے اس شیر سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھے جس کا کچھار بطن عشر میں ہو اجہاں کے درندے مشہور

ہیں (جس میں درختوں کی جھاڑیاں ایک دوسری سے بالکل قریب اور متصل تھیں۔

یَغْدُو فَیُلْحِمُ ضِرْغَامَیْنِ عَیْشُهُمَا ۔۔۔ لَحْمٌ مِنَ النَّاسِ مَعْفُورٌ خَرَادِیلُ

جو صبح صبح حملہ کر کے اپنے دونوں بچوں کے لیے گوشت مہیا کرے جن کی روزی ہی زمین پر شکار کیے ہوئے انسانوں کے گوشت کے پارچے ہیں۔

إِذَا یُسَاوِرُ قِرْنًا لَا یَحِلُّ لَهُ ۔۔۔ أَنْ یَتْرُكَ الْقِرْنَ إِلَّا وَهُوَ مَغْلُولُ

جب وہ اپنے مقابل شیر پر اچھل کر حملہ کرے تو اس کے لیے یہ بات جائز نہ ہو کہ وہ اسے بغیر شکست دیے چھوڑ دے۔

مِنْهُ تَظَلُّ سِبَاعُ الْجَوِّ نَافِرَةً ۔۔۔ وَلَا تَمَشَّى بِوَادِیهِ الْأَرَاجِیلُ

اس سے مقامِ جوّ کے درندے بھی گھبراتے ہوں اور اس کے جنگلوں سے پیادہ پا راہ گیروں کی جماعتیں بھی چلتے ہوئے خائف ہوں (غرض اس سے انسان اور درندے سب خوف زدہ ہوں)۔

وَلَا یَزَالُ بِوَادِیهِ أَخُو ثِقَةٍ ۔۔۔ مُضَرَّجُ الْبَزِّ وَالدِّرْسَانِ مَأْكُولُ

اور اس کی وادی میں جو بھی بہادر سے بہادر آدمی گزرے وہ وہیں کا ہو کر رہ جائے، اسے کھا لیا جائے اور اس کے ہتھیار اور کپڑے خون میں آلودہ ہو کر وہیں کے وہیں پڑے رہ جائیں۔

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ یُسْتَضَاءُ بِهِ ۔۔۔ مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ اللّٰهِ مَسْلُولُ

اس میں کیا شک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک نیام سے نکلی ہوئی برہنہ ہندی تلوار ہے۔

فِی عُصْبَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ ۔۔۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا أَسْلَمُوا زُولُوا

قریش کی ایک جماعت کے ساتھ جس کے کہنے والے نے اس وقت جب یہ مسلمان ہو گئے، بطن مکہ میں کہا کہ بس یہاں سے ہجرت کر چلو (مکہ سے مدینہ ہجرت کر چلو)۔

زَالُوا فَمَا زَالَ أَنْكَاسٌ وَلَا كُشُفٌ ۔۔۔ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِیلٌ مَعَازِیلُ

ہجرت کر کے گئے تو یہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جنگ کے موقع پر کمزور و بے ڈھال

بے تلوار اور بے ہتھیار قسم کے لوگ ہوں (بلکہ مضبوط اور ماہر جنگ تھے)۔

شُمُّ العَرَانِينِ أَبْطَالٌ لَبُوسُهُمُ ‌ ‌ ‌ ‌ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ فِي الْهَيْجَا سَرَابِيلُ

یہ مہاجرین اونچی اونچی ناک والے بہادر ہیں، جنگ کے وقت حضرت داؤد کے ہاتھ کی بنی ہوئی مضبوط زرہیں پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔

بِيضٌ سَوَابِغُ قَدْ شُكَّتْ لَهَا حَلَقٌ ‌ ‌ ‌ ‌ كَأَنَّهَا حَلَقُ الْقَفْعَاءِ مَجْدُولُ

یہ زرہیں (کثرتِ استعمال سے) بڑی چمکیلی اور (پہننے والوں کی دراز قامتی کی وجہ سے) لمبی لمبی، ان کے حلقے ایک دوسرے میں بالکل پیوست، گویا کوکھرو کے حلقے ہیں، جو نہایت مضبوط اور پائدار بنائے گئے۔

لَيْسُوا مَفَارِيحَ إِنْ نَالَتْ رِمَاحُهُمُ ‌ ‌ ‌ ‌ قَوْمًا وَلَيْسُوا مَجَازِيعًا إِذَا نِيلُوا

یہ مہاجرین ایسے نہیں کہ اگر ان کے نیزے کسی قوم پر غالب آئیں تو اترانے لگیں اور اگر یہ مغلوب ہوں تو واویلا کرنے لگیں۔

يَمْشُونَ مَشْيَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ يَعْصِمُهُمْ ‌ ‌ ‌ ‌ ضَرْبٌ إِذَا عَرَّدَ السُّودُ التَّنَابِيلُ

یہ سفید خوب صورت اونٹوں کی طرح باوقار چال چلتے ہیں۔ جب سیاہ رنگ کے کوتاہ قامت لوگ بھاگتے ہیں تو ان کی تلواریں ان کی حفاظت وصیانت کرتی ہیں۔

لَا يَقَعُ الطَّعْنُ إِلَّا فِي نُحُورِهِمُ ‌ ‌ ‌ ‌ وَمَا لَهُمْ عَنْ حِيَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيلُ

نیزوں کی ضرب ان کی پیٹھوں پر نہیں، بلکہ ان کے سینوں پر پڑتی ہے (سامنا کرتے ہوئے چوٹیں لیتے ہیں، بھاگتے ہوئے پیٹھ پر چوٹ نہیں کھاتے) اور نہ موت کے حوض میں غوطہ لینے میں تامّل کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: کعب نے یہ قصیدہ بہ مقام مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد کہا تھا اور ان اشعار کی روایت ابن اسحاق نے نہیں کی، بلکہ دوسروں نے کی۔

انصار کی مدح

ابن اسحٰق کہتے ہیں: عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ جب کعب نے یہ شعر پڑھا: "اذا عرد السود التنابیل" (جب سیاہ رنگ کے کوتاہ قامت لوگ بھاگتے ہیں) اور اس سے کعب کی مراد گروہ انصار سے تھی، کیونکہ ہم میں سے ایک آدمی نے اس کے ساتھ کچھ بدسلوکی کی تھی اور انھوں نے اپنی مدح کو رسول اللہ صلی اللہ

کے قریشی صحابہ میں سے صرف مہاجرین کے ساتھ مخصوص کیا تھا تو انصار ناراض ہو گئے، پھر اسلام لانے کے بعد انصار کی مدح میں یہ اشعار کہے، جن میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ابتلاء و آزمائش میں پڑنے کا اور خیر و برکت کے لحاظ سے ان کے مقام کا ذکر کرتے ہیں۔

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِي مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ

جو شخص زندگی کی شرافت سے محظوظ ہونا چاہے۔ اسے انصار کے صالح مجاہد سواروں کے ساتھ رہنا چاہیے۔

وَرِثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ إِنَّ الْخِيَارَ هُمْ بَنُو الْأَخْيَارِ

یہ انصار نسلاً بعد نسلٍ مجد و شرف کے وارث ہوتے چلے آئے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ بہترین لوگ صرف انصار کی نسل کے لوگ ہیں۔

الْمُكْرِهِينَ السَّمْهَرِيَّ بِأَذْرُعٍ كَسَوَالِفِ الْهِنْدِيِّ غَيْرِ قِصَارِ

جو اپنے ہاتھوں سے سمہری نیزوں کو، جو لمبی ہندی تلواروں کے کناروں کی طرح ہوں، خوب چلاتے ہیں۔

وَالْبَائِعِينَ نُفُوسَهُمْ لِنَبِيِّهِمْ لِلْمَوْتِ يَوْمَ تَعَانُقٍ وَكِرَارِ

اور اپنے نبی کے لیے یہ انصار سخت گھمسان کی لڑائی میں جانوں کو موت کے عوض بیچنے والے ہیں۔

وَالْقَائِدِينَ النَّاسَ عَنْ أَدْيَانِهِمْ بِالْمَشْرَفِيِّ وَبِالْقَنَا الْخَطَّارِ

اور اپنی مشرقی تلوار اور اپنے متحرک نیزوں کے ذریعے سے لوگوں کو ان کے ادیان سے ہٹانے والے ہیں۔

يَتَطَهَّرُونَ يَرَوْنَهُ نُسُكًا لَهُمْ بِدِمَاءِ مَنْ عَلِقُوا مِنَ الْكُفَّارِ

یہ لوگ ان کفار کے خون سے طہارت حاصل کرتے ہیں جو لٹکے ہوئے ہیں اور اسے وہ اپنے لیے عبادت سمجھتے ہیں۔

دَرِبُوا كَمَا دَرِبَتْ بِبَطْنِ خَفِيَّةٍ غُلْبُ الرِّقَابِ مِنَ الْأُسُودِ ضَوَارِي

یہ دشمنوں کا شکار کرنے کے اسی طرح عادی ہو گئے ہیں جس طرح اڈے میں موٹی اور بھری ہوئی گردن والے اور چیر پھاڑ کرنے والے شکاری شیر عادی ہیں۔

وَإِذَا حَلَلْتَ لِيَمْنَعُوكَ إِلَيْهِمُ أَصْبَحْتَ عِنْدَ مَعَاقِلِ الْأَعْفَارِ

اور جب تم ان کے پاس جا کر اترو اور اُن کی پناہ لو کہ وہ تمہاری حفاظت
کریں تو گویا تم پہاڑی بکروں کے بچوں کی حفاظت گاہ میں پہنچ گئے (جہاں تمہاری
مکمل حمایت و حفاظت ہوگی)

ضَرَبُوْا عَلِیًّا یَوْمَ بَدْرٍ ضَرْبَۃً　　دَانَتْ لِوَقْعَتِہَا جَمِیْعُ نِزَارِ

انھوں نے جنگ بدر میں علی بن مسعود بن مازن غسانی پر تلوار کا ایک ایسا
وار کیا کہ اس کی وجہ سے تمام بنو نزار نے اپنا رویہ ٹھیک کر لیا۔

لَوْ یَعْلَمُ الْاَقْوَامُ عِلْمِیْ کُلَّہٗ　　فِیْہِمْ لَصَدَّقَنِیْ الَّذِیْنَ اُمَارِیْ

ان کے بارے میں میری طرح لوگوں کو اچھی طرح علم ہو جائے تو جو لوگ مجھ سے
(ان کے بارے میں) حجت کرتے ہیں میری تصدیق کریں گے۔

قَوْمٌ اِذَا خَوَتِ النُّجُوْمُ فَاِنَّہُمْ　　لِلطَّارِقِیْنَ النَّازِلِیْنَ مَقَارِیْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تک کہ ستارے ٹوٹتے ہیں (پھر بارش نہ ہونے سے
قحط پڑتا ہے) تو یہ رات کے وقت پریشانی کے عالم میں آکر اترنے والے مہمانوں کی
مکمل ضیافت کے لیے ان کے ناشتہ دانوں کو خوب بھر دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، ایک روایت یہ ہے کہ جس وقت کعب نے رسول اللہ صلعم کو " بانت سعاد فقلبی الیوم متبول "، والا قصیدہ سنایا تو آپ نے فرمایا! کاش تم اس میں انصار کا ذکر خیر بھی کرتے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ اس وقت کعب نے یہ شعر کہے، جو ان کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے علی ابن زید ابن جدعان کی روایت کا ذکر کیا گیا کہ انھوں نے کہا، کعب ابن زہیر نے " بانت سعاد فقلبی الیوم متبول " والا قصیدہ رسول اللہ صلعم کو مسجد میں پڑھ کر سنایا۔

باب ۱۵۸

غزوۂ تبوک

(رجب ۹ھ)

تبوک کے لیے تیاری کا حکم

ہم سے ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے کہا کہ زیاد ابن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق مُطلبی کی یہ روایت بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ ۸ھ سے رجب ۹ھ تک قریباً سات مہینے مدینہ میں قیام فرمایا، پھر لوگوں کو روم سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ ہمارے علماء میں سے زہری، یزید ابن رومان، عبداللہ بن ابی بکرؓ اور عاصم بن عمرؓ بن قتادہ وغیرہ میں سے ہر ایک نے غزوہ تبوک کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا بیان کر دیا اور ایک صاحب جو روایت کرتے ہیں وہ دوسرے صاحب بیان نہیں کرتے۔ ہم سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام کو غزوۂ روم کے لیے تیاری کا حکم دیا تو یہ تنگی و عُسرت، گرمی کی تیزی و شدت اور شہروں میں قحط و فلاکت کا زمانہ تھا ادھر پھل پک کر تیار ہو چکے تھے۔ اور لوگ اپنے پھل والے درختوں کے سایے ہی میں رہنا پسند کر رہے تھے۔ یعنی جس حالت میں وہ اس وقت تھے، انہیں یہ پسند نہ تھا کہ اس موسم میں ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوے اور جنگ کے لیے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے متعلق اشارہ و کنایہ ہی سے کام لیتے اور جہاں کا قصد فرماتے تو اس کے خلاف دوسرا رُخ بتاتے تھے، بجز غزوہ تبوک کے کہ آپ نے اس کے بارے میں لمبی مسافت، زمانے کی شدت اور دشمنوں کی کثرت کا ذکر صراحت سے فرما دیا تھا۔ تاکہ اس کے لیے اچھی طرح تیاری کر لی جائے۔ بہرحال آپ نے تیاری کا حکم دیا اور بتا دیا کہ روم کا قصد ہے۔

جَدّ ابن قیس کا تخلّف

آپ تیاری میں مصروف تھے کہ اسی دوران میں آپ نے خاندان بنی سلمہ کے ایک شخص جَدّ ابن قیس سے کہا وہ انے جد ا کیا

ا؎ ذی الحجہ ۸ھ ۲۰، مارچ ۶۳۰ء سے شروع ہوا اور رجب ۹ھ کی ابتدا ۱۸، اکتوبر ۶۳۰ء سے ہوئی۔

بنو الاصفر[1] (زرد فام لوگوں) سے جنگ اور مقابلے کی غرض سے تمہارے لیے یہ سال مناسب ہے:

اس نے کہا:

"یا رسول اللہ: کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ مجھے اجازت دیں اور آزمائش میں نہ ڈالیں؟ کیونکہ خدا کی قسم! میری قوم کو معلوم ہے، مجھ سے زیادہ عورتوں پر فریفتہ ہونے والا کوئی آدمی نہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں بنو الاصفر (زرد فام لوگوں) کی عورتوں کو دیکھوں گا تو برداشت نہ کر سکوں گا"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا: میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔" پھر جدّ ابن قیس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ (۹ : ۴۹)	اور ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجیے اور آزمائش میں نہ ڈالیے، کیوں نہ وہ آزمائش میں پڑے۔ اور جہنم کافروں کو قطعی طور پر چاروں طرف سے گھیرنے والا ہے۔

یعنی اگر اسے بنو الاصفر کی عورتوں کی آزمائش میں پڑنے کا اندیشہ تھا، اصل وجہ یہ نہ تھی تو رسول اللہ صلعم سے تخلف کر کے رغبت نفس کی وجہ سے جس آزمائش میں پڑا وہ تو اس سے بھی بڑی آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمِنْ وَّرَائِهِ ۔ اور جہنم اس کے پیچھے تاک میں لگا ہوا ہے۔

شدت گرما کا عذر بارد

اور منافقین کی ایک جماعت کے لوگ کہتے تھے، شدت کی اس گرمی میں نہ نکلو۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ جہاد سے بے رغبتی پیدا کریں، حق میں شکوک و شبہات اٹھائیں اور رسول اللہ صلعم کو کمزور کرنے کا سر و سامان بہم پہنچائیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل فرمایا:

قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۹ : ۸۲)	اور انھوں نے کہا گرمی میں جنگ کے لیے نہ نکلو۔ آپ کہہ دیجیے، جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے۔ اگر وہ سمجھیں تو کم ہنسیں اور زیادہ روئیں، ان کرتوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں۔

[1] بنو الاصفر سے مراد رومی ہیں۔

سازش گاہ کو جلانے کا حکم

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ثقہ لوگوں نے، محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن اسحٰق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ، ان کے باپ ابراہیم بن عبداللہ کے واسطے سے، ان کے دادا عبداللہ بن حارثہ کی روایت بیان کی:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں۔ مقام جاسوم کے قریب تھا۔ یہ لوگ غزوۂ تبوک کے سلسلے میں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ورغلا رہے ہیں۔ آپ نے طلحہ بن عبید اللہ کو چند صحابہؓ کے ساتھ اُن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ سُوَیلم کا گھر مع ان لوگوں کے جلا دیں۔ طلحہ نے ایسا ہی جا کر کیا۔"

ضحاک ابن خلیفہ گھر کی چھت پر سے کود پڑا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، اسی طرح اس کے اور ساتھی بھی کود دے اور یہ سب بچ نکلے، پھر ضحاک نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے:

كَادَتْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نَارُ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ يَشِيطُ بِهَا الضَّحَّاكُ وَابْنُ اُبَيْرِقِ

وَظَلْتُ وَقَدْ طَبَّقْتُ كِبْسَ سُوَيْلِمٍ ۔۔۔ اَنُوءُ عَلٰى رِجْلِي كَسِيرًا وَمِرْفَقِي

بیت اللہ کی قسم! محمدؐ کی لگائی ہوئی آگ سے قریب تھا کہ ضحاک اور ابن اُبیرق جل کر خاک ہو جاتے، میں سویلم کے چھوٹے سے گھر کے اوپر چڑھا اور میں ایسا ہو گیا کہ اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی پر اٹھتا ہوں۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا اَعُوْدُ لِمِثْلِهَا ۔۔۔ اَخَافُ وَمَنْ تَشْتَمِلْ بِهِ النَّارُ يُحْرَقِ

تم لوگوں کو سلام، میں اب لوٹ کر نہیں آؤں گا، اس جیسی آگ سے میں ڈرتا ہوں، اور جسے یہ آگ لگ جائے گی وہ جل کر خاک ہو جائے گا۔

دعوت انفاق مال

ابن اسحٰق نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ تیار ہو جائیں اور سمٹ کر اکٹھے ہو جائیں۔ دولتمندوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور سواری کا انتظام کر دینے کی دعوت دی۔ چنانچہ کچھ دولت مندوں نے حسبۃً للہ سواری کے اونٹوں کا انتظام کیا۔ عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر جتنا خرچ کیا، اتنا کسی نے نہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے قابل اعتماد اور ثقہ لوگوں نے بیان کیا کہ عثمان بن عفان نے غزوۂ تبوک کے لیے جیش عسرۃ میں ایک ہزار دینار خرچ کیے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے خدا! عثمانؓ سے خوش ہو جا، کیونکہ میں اس سے خوش ہوں۔

"رونے والوں" کا حال

ابن اسحٰق نے کہا، پھر کچھ مسلمان رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے یہ رونے والے (بکائین) تھے۔ یعنی بنو عمرو بن عوف میں سے سات آدمی تھے۔ سالمؓ بن عمیر۔ علبہؓ بن زید اخو بن حارثہ۔ ابو لیلیٰ عبدؓ الرحمن بن کعب اخو بن مازن ابن نجار، عمرو بن حمامؓ بن جموح اخو بن سلمہ۔ عبداللہؓ بن مغفل مزنی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمرو مزنی تھے۔ اور ہرمیؓ بن عبداللہ اخو بن واقف اور عرؓباض بن ساریہ فزاری۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کی درخواست کی اور یہ سب اہل حاجت تھے۔ آپ نے فرمایا "میں سواری نہیں پاتا، جو تمہیں دے دوں" بس یہ لوگ واپس ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے غم میں آنسو بہ رہے تھے غم یہ تھا کہ ان کے پاس اتنا کیوں نہ ہوا کہ وہ بھی اس موقع پر خرچ کر سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھے یہ روایت ملی ہے کہ یامین ابن عمیرؓ بن کعب نضری ابو لیلیٰ عبدالرحمن بن کعب سے اور عبداللہ بن مغفل سے ملے تو وہ دونوں رو رہے تھے۔ یامین نے دریافت کیا "آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں"؟ جواب ملا "ہم رسول اللہ صلعم کے پاس گئے تھے کہ ہمارے لیے سواری کا انتظام کر دیا جائے، مگر ہم نے ان کے پاس ایسی سواری نہ پائی، جو دے دیتے اور ہمارے پاس اتنا ہے نہیں۔ جس سے ہم بہ طور خود انتظام کر کے رسول اللہ کے ساتھ جا سکیں یامین نے انہیں اپنی ایک پانی لانے والی اونٹنی دے دی، چنانچہ یہ دونوں اس پر بیٹھ کر روانہ ہوئے، نیز یامین نے ان کے زادِ راہ کے لیے کچھ کھجوروں کا انتظام کر دیا۔ بہ ہر حال یہ دونوں رسول اللہ صلعم کے ساتھ نکلے۔

رسول اللہ صلعم کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا اور کچھ اَعراب (دیہاتی) آئے اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عذر پیش کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ عذر قبول نہ کیا، مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ قبیلہ غفار کے تھے۔

چند مخلصین کا تخلف

پھر رسول اللہ صلعم کا سفر شروع ہوا۔ اس وقت کچھ مسلمانوں نے روانگی کا فیصلہ کرنے میں تاخیر کی اور وہ پیچھے رہ گئے مگر ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ تھا، ان میں کعب بن مالک بن ابو کعب اخو بن سلمہ، مرارہ بن ربیع اخو بنو عمرو بن عوف، ہلال بن اُمیہ اخو بن واقف اور ابو خیثمہ اخو بنو سالم بن عوف بھی تھے۔ یہ سب کے سب سچے اور مخلص لوگ تھے، ان کا اسلام ہر شائبہ تہمت سے پاک تھا۔

پھر رسول اللہ صلعم نکلے اور اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا۔

ابن ہشام نے کہا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو عامل مقرر فرمایا اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے اپنے باپ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے تبوک کی روانگی کے وقت مدینہ پر سباع بن عرفطہ کو عامل مقرر فرمایا۔

منافقین کا تخلف

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر الگ رسول اللہ صلعم سے نیچے ذباب پہاڑ کی طرف ٹھہرایا اور جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے۔ یہ لشکر دوسرے لشکر سے کم نہ تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلعم کا لشکر روانہ ہو گیا تو عبداللہ بن ابی ان منافقین اور اہل ریب کو لے کر جو اس کے ساتھ ہو سکے، پیچھے لوٹ آیا۔

علی بن ابی طالب

اور رسول اللہ صلعم نے علی بن ابی طالب کو اپنے اہل وعیال کے پاس چھوڑا اور ان کے ساتھ قیام کی ہدایت فرمائی۔ منافقین یہ بات لے اڑے اور بولے: "علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ انہیں (علیؓ کو) اپنے آپ پر ایک بوجھ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ بوجھ ہلکا ہو جائے۔ منافقین نے جب یہ کہا تو علیؓ نے اسلحہ لیے اور نکل کر رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچ گئے۔ آپ اس وقت مقام جُرف[1] میں تھے۔ علیؑ نے کہا: یا رسول اللہ! منافقین کہہ رہے ہیں، آپ نے مجھے اس لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ ایک بوجھ سمجھا اور آپ اس بوجھ سے ہلکے ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "وہ جھوٹ کہتے ہیں، میں نے تمہیں اس لیے پیچھے چھوڑا کہ جو کچھ اپنے پیچھے چھوڑا (یعنی اہل وعیال) ان کی نگرانی کرو۔ پس واپس جاؤ۔ میرے اور اپنے اہل وعیال میں میری قائم مقامی کرو، علیؓ! کیا اس بات سے خوش نہیں کہ تم میرے لیے اس مقام پر رہو، جس مقام پر ہارونؑ موسیٰؑ کے لیے تھے، مگر یہ بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔" یہ سن کر علیؓ مدینہ واپس آ گئے اور رسول اللہ صلعم سفر پر روانہ ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعدؓ (ابن ابی وقاص) کے واسطے سے سعدؓ کی روایت بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو علی سے یہ فرماتے ہوئے سُنا:

ابو خیثمہ کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا: علیؑ مدینہ واپس آ گئے اور رسول اللہ صلعم اپنے سفر پر چلے گئے۔ پھر ایک یہ چیز ہوئی کہ رسول اللہ صلعم کے چلے جانے کے بعد ابو خیثمہ

[1] مدینہ کے شمال میں تین میل پر ایک مقام ہے۔

بھی سخت گرمی پڑ جانے سے دو چار دن کے لیے اپنے اہل خانہ میں واپس آ گئے۔ یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے باغ میں دو سائبان بنا رکھے ہیں۔ ہر بیوی نے اپنے سائبان میں چھڑکاؤ کر رکھا ہے اور ابو خیثمہ کے لیے پانی ٹھنڈا کر کے رکھ چھوڑا ہے، نیز کھانا تیار کر رکھا ہے۔ ابو خیثمہ عریش کے دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو دونوں بیویوں اور ان کی تیاری کو دیکھ کر بولے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ، گرمی اور ہواؤں میں ہوں اور ابو خیثمہ ٹھنڈے سایے میں تیار شدہ کھانا کھاتے ہوئے اپنی خوبصورت بیوی اور اپنے مال و متاع کے ساتھ یہاں مقیم ہو، یہ انصاف کی بات نہیں۔" اس کے بعد کہنے لگے: خدا کی قسم! میں تم دونوں میں سے کسی کے سائبان میں داخل نہیں ہوتا، بلکہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ جاتا ہوں۔ اس لیے تم دونوں زادِ راہ تیار کر دو۔"

چنانچہ دونوں بیویوں نے زادِ راہ تیار کر دیا۔ ابو خیثمہ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور اس پر کجاوہ کسا پھر رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچ جانے کے لیے نکل پڑے اور تبوک پہنچ کر آپ سے جا ملے۔ ادھر یہ ہوا کہ عمیر بن وہب جمحی نے ابو خیثمہ کو راستے میں آ کر پکڑ لیا اور دونوں رسول اللہ کے پاس پہنچنے کے لیے ایک دوسرے کے رفیق سفر ہو گئے۔ دونوں جب تبوک کے قریب ہوئے تو ابو خیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا: میرا ایک گناہ ہے اور تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ مجھ سے اس وقت تک پیچھے رہو، جب تک میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں۔" عمیر بن وہب نے اس پر عمل کیا، یہاں تک کہ جب ابو خیثمہ تبوک میں رسول اللہ صلعم کے قریب پہنچ رہے تھے۔ تو لوگوں نے کہا، راستے پر یہ جو شتر سوار ہے۔ ادھر آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کُن ابو خیثمہ" (ابو خیثمہ تو ہو جا)۔ پھر لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم! وہ تو ابو خیثمہ ہی ہیں۔ جب ابو خیثمہ نے اونٹ بٹھایا تو آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"اَوْلٰی لَکَ یَا اَبَا خَیْثَمَۃَ" ابو خیثمہ! تم تو ہلاکت کے قریب ہو گئے۔

اس کے بعد ابو خیثمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ بتایا تو آپ نے ان سے کلمۂ خیر کہہ کر ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ابن ہشام نے کہا اور ابو خیثمہ نے اسی سلسلے میں یہ اشعار کہے، ان کا نام مالک بن قیس تھا۔

لَمَّا رَاَیْتُ النَّاسَ فِی الدِّیْنِ نَافَقُوْا   اَتَیْتُ الَّتِیْ کَانَتْ اَعَفَّ وَاَکْرَمَا

وَبَایَعْتُ بِالْیُمْنٰی یَدِیْ لِمُحَمَّدٍ   فَلَمْ اَکْتَسِبْ اِثْمًا وَلَمْ اَغْشَ مُحَرَّمَا

جب میں نے لوگوں کو دین میں نفاق کرتے دیکھا تو میں اس خصلت پر آگیا، جو زیادہ محتاط اور شریفانہ تھی اور میں نے اپنا داہنا ہاتھ دے کر محمد (صلعم) سے بیعت کر لی۔ پھر میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کسی حرام چیز پر ٹوٹا۔

تَرَكْتُ خَضِيْبًا فِي الْعَرِيْشِ وَصِرْمَةً ۔۔۔ صَفَايَا كِرَامًا بُسْرُهَا قَدْ تَحَمَّمَا

میں نے سائبان میں خوبصورت بیوی کو چھوڑا اور کھجوروں سے لدے ہوئے بہترین درخت چھوڑے، جن کے پھل پک کر سیاہ ہو رہے تھے۔

وَكُنْتُ إِذَا شَكَّ الْمُنَافِقُ أَسْمَحَتْ ۔۔۔ إِلَى الدِّيْنِ نَفْسِي شَطْرَهُ حَيْثُ يَمَّمَا

اور جب منافق شک کر رہے تھے، میں وہ شخص تھا کہ میرا دل دین کی طرف جھک کر اس کا مطیع و منقاد ہو گیا اور جس طرف دین چلنے کا قصد کرتا، میرا دل بھی اسی طرف چلتا۔

مسلمان مقام حجر میں

ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلعم مقام حجر[ا] سے گزرتے تو وہیں نازل فرما دیا۔ لوگوں نے وہاں کے کنویں کا پانی پی لیا پھر جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "تم لوگ اس کے کنویں کا پانی بالکل نہ پیو۔ اس سے نماز کے لیے وضو بھی نہ کرو اور جو آٹا اس کے پانی سے گوندھا ہو، وہ اونٹوں کو کھلا دو، خود نہ کھاؤ اور رات کے وقت جو بھی نکلے وہ بغیر اس کے نہ نکلے کہ ہمراہ اس کا کوئی ساتھی نہ ہو۔

لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کی تعمیل کی بجز بنو ساعدہ کے دو آدمیوں کے کہ ان میں سے ایک آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا۔ پس جو آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلا تھا۔ اُسے راستے میں خُناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ اسے ہوا نے اُٹھا کر طی کے دو پہاڑوں پر پھینک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا: "کیا میں نے تم لوگوں کو اس سے روکا نہ تھا کہ کوئی آدمی کسی کو

[ا] قوم ثمود کا مرکز حکومت جس کی ہدایت کے لیے حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اس مقام کو "مدائن صالح" بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام حجاز ریلوے کا ایک سٹیشن ہے۔ مدینہ منورہ اور تبوک کے قریباً وسط میں ہے۔

ہمراہ لیے بغیر نہ نکلے"۔ پھر رسول اللہ صلعم نے اس شخص کے لیے، جو خناق میں مبتلا ہوا تھا، دعا کی اور وہ شفایاب ہو گیا۔ جو شخص طی کے پہاڑوں پر پڑا ہوا تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد طی کے ایک آدمی نے لا کر پیش کر دیا۔

اور ان دونوں آدمیوں کی روایت عباس بن سہل بن سعد ساعدی کی ہے۔ جو عبداللہ رضؓ بن ابی بکر رضؓ کے واسطے سے مروی ہے۔ مجھ سے عبداللہؓ بن ابی بکر رضؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ عباس نے ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے، لیکن امانت کے طور پر بتائے تھے۔ اس لیے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے وہ نام بتانے سے انکار کر دیا۔

زہری کی روایت

ابن ہشام نے کہا، زہری سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مقام حجر سے گزرے تو آپ نے چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانپ لیا اور اپنی اونٹنی کو تیز کر دیا، پھر فرمایا: "ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیے ہیں، داخل نہ ہونا۔ مگر یہ کہ تم روتے ہوئے داخل ہو، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ جو مصیبت ان ظالموں پر آئی۔ کہیں وہ تم پر بھی نہ آ جائے۔

ابن اسحٰق نے کہا، جب صبح ہوئی اور پانی موجود نہ تھا۔ تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کے لیے شکایت کی۔ آپ نے دعا کی تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا۔ اس سے خوب بارش ہوئی۔ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی ضرورت کے لیے پانی محفوظ بھی کر لیا۔

اہل نفاق

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید کے واسطے سے بنو عبدالاشہل کے کچھ آدمیوں کی روایت بیان کی۔ عاصم نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ کیا لوگ منافقین کے نفاق کو جانتے تھے؟ محمود بن لبید نے جواب دیا، ہاں خدا کی قسم! آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ، اپنے چچا اور اپنے خاندان کے لوگوں میں نفاق دیکھتا تھا۔ مگر یہ لوگ ایک دوسرے سے بیان کرنے میں اشتباہ پیدا کر دیتے تھے۔ اس کے بعد محمود نے بیان کیا کہ مجھے میری قوم کے کچھ آدمیوں نے ایک منافق کا حال سنایا، جس کا نفاق معلوم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم جہاں جاتے، یہ آپ کے ساتھ جایا کرتا۔ پھر جب مقام حجر میں پانی کی ضرورت پیش آئی۔ رسول اللہ صلعم کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا۔ اس سے بارش ہوئی اور لوگ پانی پی پی کر خوب سیراب ہو گئے تو ہم اس منافق کی طرف متوجہ ہوئے اور ہم نے اس سے کہا: تیرا برا ہو کیا اس کے بعد بھی کوئی چیز باقی رہ گئی؟ اس منافق نے کہا کہ یہ بادل تو گزر ہی رہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم جا رہے تھے۔ راستے میں کسی جگہ آپ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ کے ساتھی اس کی تلاش میں نکلے، ادھر رسول اللہ صلعم کے ایک صحابی تھے، جنہیں عمارہ بن حزم کہا جاتا تھا اور جو عقبی و بدری اور بنو عمرو بن حزم کے چچا تھے۔ ان کے کجاوے میں زید بن لُصیت قینقاعی بھی تھا جو منافق تھا۔

ابن لصیت کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بواسطہ محمود بن لبید بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگوں کی روایت بیان کی، کہ زید بن لصیت عمارہ کے کجاوے میں تھا اور عمارہ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ابن لصیت نے عمارہ سے کہا:

"کیا محمدؐ کا زعم یہ نہیں کہ وہ نبی ہیں اور تم لوگوں کو آسمان کی خبریں بتاتے ہیں۔ پھر بھی انہیں یہ معلوم نہیں کہ ان کا ناقہ کہاں ہے"۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا (اور عمارہ آپ کے پاس تھے) "ایک آدمی نے کہا ہے:

"یہ محمدؐ ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تمہیں آسمان کی خبریں بتلاتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے"۔ میرا حال یہ ہے کہ خدا کی قسم اللہ نے جو مجھے علم دیا ہے، اس کے سوا مجھے کسی چیز کا علم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اونٹنی کہاں ہے وہ اس وادی میں ہے، فلاں گھاٹی میں مہار الجھنے کی وجہ سے ایک درخت نے اسے روک لیا ہے۔ اس لیے تم لوگ جاؤ اور اسے لے کر آؤ"۔

چنانچہ لوگ گئے اور اسے پکڑ لائے، پھر..... عمارہ اپنے کجاوے میں واپس آ گئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ایک چیز بڑی تعجب انگیز ہے، جو ابھی ابھی رسول اللہ صلعم نے ہم لوگوں کے سامنے بیان کی ہے اور وہ کسی ایک شخص کی یہ گفتگو ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو باخبر کر دیا ہے، یہ سُن عمارہ کے کجاوے پر جو لوگ موجود تھے۔ ان میں سے ایک جو اس وقت رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر نہ تھا، کہنا شروع کیا، خدا کی قسم! یہ تو وہی گفتگو ہے، جو زید بن لُصیت نے تمہارے آنے سے پہلے کی تھی۔"

پھر عمارہ زید بن لُصیت پر پِل پڑے اور کہا: لوگو! دوڑو، میرے کجاوے میں ایک بڑی مصیبت ہے جسے میں جانتا نہ تھا۔ او دشمنِ خدا! میرے کجاوے سے نکل اور میرے ساتھ نہ بیٹھ۔

ابن اسحٰق نے کہا، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ زید بن لُصیت نے اس کے بعد توبہ کر لی اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ مرتے دم تک اس نفاق کے شر میں مبتلا رہا۔

ابو ذر غفاریؓ

رسول اللہ صلعم چل پڑے۔ ایک شخص پیچھے رہنے لگا تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آدمی پیچھے ہٹ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اگر اس میں کوئی بھلائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے عنقریب تم لوگوں سے ملا دے گا۔ اور اگر اس کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے نجات دلا دی، یہاں تک کہ کہا گیا: یا رسول اللہ! ابو ذرؓ پیچھے ہٹ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اونٹ کی رفتار دھیمی کر دی ہے، آپ نے فرمایا: اسے جانے دو، اگر اس کے اندر خیر کا کوئی جذبہ ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عنقریب لوگوں سے ملا دے گا۔ اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے نجات دے دی ہے۔ اب ابو ذر اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر کے لیے رک گئے اور اونٹ تاخیر کرنے لگا۔ تو انہوں نے اپنا سامان لیا اور اپنی پشت پر لاد کر رسول اللہ کے نشان قدم پر پیدل چلنے لگے۔ آپ نے ایک منزل پر قیام کیا تو کسی دیکھنے والے مسلمان نے دیکھ کر کہا: یا رسول اللہ! یہ شخص تو اس راستے پر بالکل تنہا چل رہا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ابو ذرؓ نہ ہو، پھر جب لوگوں نے ذرا غور سے دیکھا تو کہنے لگے: یا رسول اللہ! خدا کی قسم وہ تو ابو ذرؓ ہی ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ابو ذرؓ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے: ابو ذرؓ تنہا چلے گا، تنہا مرے گا اور تنہا حشر کے دن اٹھایا جائے گا۔

ابو ذرؓ کی وفات

ابن اسحٰق نے کہا، پھر مجھ سے بریدہ ابن سفیان اسلمی نے بواسطہ محمد بن کعب قرظی، عبد اللہ بن مسعود کی روایت بیان کی کہ جب حضرت عثمانؓ نے ابو ذرؓ کو مقام ربذہ میں جلاوطن کیا اور وہیں ان کی موت واقع ہوئی تو ان کے پاس بیوی اور غلام کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ انہوں نے بیوی اور غلام دونوں کو وصیت کی کہ "تم مجھے غسل دینا اور کفنانا اور عام راستے پر رکھ دینا۔ پھر پہلی جماعت جو تمہارے پاس سے گزرے، اس سے کہنا کہ "یہ رسول اللہ صلعم کے صحابی ابو ذر ہیں، آپ لوگ ان کے دفن میں ہماری مدد کریں"۔ چنانچہ جب ان کی وفات ہو گئی تو بیوی اور غلام نے ان کی وصیت کی تعمیل کی اور بر سر راہ انہیں رکھ دیا۔ اسی دوران میں عبد اللہ بن مسعود کا اہل عراق کے ایک گروہ کے ساتھ گزر ہوا۔ بر سر راہ جنازہ دیکھا تو یہ لوگ جھجک کر رہ گئے، قریب تھا کہ اونٹ جنازے کو روند ڈالتے۔ اس وقت وہ غلام کھڑا ہوا اور کہا۔ یہ رسول اللہ صلعم کے صحابی ابو ذر ہیں۔ اس لیے آپ لوگ ان کے دفن میں ہماری مدد کریں"۔ راوی نے بیان کیا: یہ سن کر عبد اللہ بن مسعود پھوٹ کر رونے لگے اور بولے رسول اللہ صلعم نے سچ فرمایا تھا کہ تم تنہا چلو گے، تنہا مرو گے اور حشر میں تنہا اٹھائے جاؤ گے۔ پھر وہ اور ان کے رفقا اترے، ابو ذرؓ کو دفن

کیا، بعدازاں عبداللہ بن مسعود نے اپنا یہ قصہ ان لوگوں کو بتایا، نیز بتایا کہ رسول اللہ صلعم نے ان سے تبوک کی طرف جاتے ہوئے فرمایا تھا۔

منافقین کی حرکتیں

ابن اسحٰق نے کہا: منافقین کے ایک گروہ میں ودیعہ بن ثابت اخو بنو عمرو بن عوف، بنو اشجع کا ایک آدمی جو بنو سلمہ کا حلیف تھا اور اس کا نام مُخَشِّن بن حُمَیِّر، یا بقول ابن ہشام مُخَشِّی بن حُمَیِّر تھا، بھی شامل تھے۔ رسول اللہ صلعم تبوک تشریف لیے جا رہے تھے تو وہ (منافقین) آپ کی طرف اشارے کرتے اور ایک دوسرے سے کہتے جاتے تھے۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ بنو الاصفر سے جنگ عربوں کی باہمی جنگ کی طرح ہو گی؛ خدا کی قسم! کل ہم سب کو رسیوں میں اکٹھے باندھ کر ڈال دیا جائے گا۔" یہ گروہ اس قسم کی باتیں مسلمانوں میں کمزوری اور خوف پیدا کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اس پر مخشن بن حمیر نے کہا، خدا کی قسم! میں اس پر مصالحت کر لینا پسند کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص کو ایک ایک سو درے مارے جائیں اور کسی طرح اس بات سے بچ جائیں کہ تمہاری اس قسم کی بات چیت کے متعلق ہم لوگوں کے بارے میں وحی نازل ہو جائے۔

"جیسا کہ مجھے معلوم ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے کہا: ان لوگوں سے جا کر ملو، یہ تو قطعی طور پر ہلاک ہو گئے۔ یہ جو باتیں کر رہے ہیں، ان کے متعلق پوچھو، اگر یہ ان باتوں کا انکار کریں تو ان سے کہو، یہ غلط کہتے ہو۔ تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔" چنانچہ حضرت عمار بن یاسر ان کے پاس گئے اور ان سے یہی سب کچھ کہا۔ پھر تو منافقین رسول اللہ صلعم کی خدمت میں معذرت کرتے ہوئے حاضر ہوئے رسول اللہ صلعم اپنی اونٹنی کے پاس تشریف فرما تھے، ودیعہ بن ثابت نے اونٹنی کی رسی (جو اونٹنی کے پیٹ پر باندھی جاتی ہے) پکڑتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! ہم لوگ صرف ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۔	اور اگر ان سے دریافت کرو گے تو کہیں گے کہ ہم صرف نکتہ سنجی کر کے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے۔

اس موقع پر مخشن بن حمیر نے کہا، یا رسول اللہ! میرا اور میرے باپ کا نام تو مٹ گیا اور جو نام اس آیت میں مٹا دیا گیا ہے مخشن بن حمیر ہے۔ اس لیے آپ میرا نام عبد الرحمٰن رکھ دیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ...... ایسی جگہ شہادت کی موت نصیب کرے جو کسی کو معلوم نہ ہو۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں انہیں شہید کیا گیا۔ پھر ان کا کوئی نشان پتا معلوم نہ ہوا۔

حاکمِ ایلہ سے صلح

اور جب رسول اللہؐ تبوک پہنچ گئے تو یُحنّہ بن رُوبہ حاکم ایلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، صلح کر لی اور جزیہ دیا۔ اہل جرباء اور اہل اذرح بھی حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی جزیہ دیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی، جو ان کے پاس موجود ہے۔[1]

رسول اللہ صلعم کی تحریر

چنانچہ آپ نے یُحنّہ بن رُوبہ کو یہ لکھ کر دیا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هذه امنة من الله، محمد النبي رسول الله ليحنة بن رؤبة و اهل ايله، سفنهم وسيادتهم في البر والبحر لهم ذمة الله وذمة محمد النبي ومن كان معهم من اهل الشام واهل اليمن واهل البحر فمن احدث منهم حدثا فانه لا يحوله ماله دون نفسه و انه طيب لمن اخذه من الناس وانه لا يحل ان يمنعوا ماء يردونه و لا طريقا يريدونه من بر او بحر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ تحریر امان کی ضامن ہے جو اللہ اور محمد النبی رسول اللہ کی طرف سے یحنّہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لیے ان کے بری قافلوں اور بحری تجارتی جہازوں کی حفاظت کی غرض سے مرتب ہوئی۔ ان کے لیے اللہ اور محمد النبیؐ کی حفاظت کا ذمہ ہے اور ان اہل یمن اور اہل بحر کے لیے جو ان کے ساتھ ہوں۔ لیکن ان میں جو بھی شخص معاہدے کے خلاف کوئی نئی بات پیدا کرے گا، اس کا مال اس کی جان بچانے میں حائل نہ ہوگا اور وہ ہر اس شخص کے لیے حلال ہوگا جو اسے پکڑ لے گا۔ یہ جائز نہ ہوگا کہ ہمارے آدمیوں کو کسی بھی چشمے سے جس پر جا کر وہ پانی حاصل کرنا چاہیں یا کسی بھی بری یا بحری راستے سے جس پر وہ چلنا چاہیں، روکا جائے۔

حاکمِ دومہ کی اطاعت

پھر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بلایا اور انہیں دومہ کے اکیدر کی طرف بھیجا اور وہ اکیدر بن عبدالملک

[1] ایلہ وہی مقام ہے جسے آج کل ایلات کہتے ہیں۔ یہ خلیج عقبہ کے سر پر ہے۔ اس کی جگہ عقبہ نے شہرت حاصل کر لی جرباء اور اذرح بھی آس پاس کے مقامات تھے۔ یہ لوگ مسیحی تھے۔ یحنّہ کو آج کل یوحنا لکھا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے جان کہتے ہیں۔

کندہ کا ایک شخص تھا، جو دومہ کا حاکم اور مذہباً نصرانی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید سے کہا: دیکھو تم اسے گائے بیل کا شکار کھیلتا ہوا پاؤ گے، خالد روانہ ہو گئے اور جب وہاں پہنچے، اُکیدر کا قلعہ نگاہوں کے سامنے آیا تو گرمی کی چاندنی رات تھی۔ اکیدر قلعے کی سطح پہ موجود تھا اور اس کی بیوی بھی ساتھ تھی، دیکھتے کیا ہیں کہ بیل اپنے سینگوں سے اس کے محل کا دروازہ رگڑ رہا تھا۔ بیوی نے اس سے کہا کیا پہلے بھی ایسا معاملہ تم نے دیکھا ہے؟ اکیدر نے جواب دیا: "خدا کی قسم! نہیں"۔ پھر اس کی بیوی نے پوچھا: آخر اسے کس نے چھوڑا؟ اکیدر نے جواب دیا، کسی نے نہیں"۔ اس کے بعد وہ اترا اور گھوڑے کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ گھوڑے پر زین کس دیا گیا اور اس کے ساتھ کچھ اہل خاندان بھی سوار ہو کر نکلے۔ ان میں سے ایک اس کا بھائی تھا جسے حسان کہا جاتا تھا، وہ بھی سوار ہوا۔ اور یہ سب اکیدر کے ساتھ اپنی شکار گاہوں کے لیے نکلے۔ جوں ہی نکلے، رسول اللہ صلعم کے سواروں سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ چنانچہ اکیدر کو گرفتار کر لیا اور اس کا بھائی قتل ہو گیا۔ اس مقتول بھائی پہ زربفت کی ایک قبا تھی۔ اسے خالد نے اتار لیا اور خود رسولؐ اللہ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی آپ کے پاس بھیج دی۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے انس بن مالک کی روایت بیان کی، جس وقت یہ قبا، رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائی گئی تو میں نے اسے دیکھا، مسلمان اسے چھو چھو کر دیکھ رہے تھے۔ اور اس پر تعجب کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، دیکھو جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے کہیں زیادہ بہتر ہیں"۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر خالد بن ولید اُکیدر کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا خون اس لیے محفوظ رہا کہ اس نے جزیہ دینے پر مصالحت کر لی۔ اس بنا پہ رسول اللہ صلعم نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے مقام پہ واپس چلا گیا۔ طی کے ایک آدمی نے جسے بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا، یہ اشعار کہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا ذکر کیا، جو انہوں نے خالد سے کہا تھا یعنی یہ کہ تم اسے گائے بیل کا شکار کھیلتا ہوا پاؤ گے۔ نیز اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس رات بیل نے ایک کاروائی کر کے اُکیدر کو قلعے سے نکالا، جس سے رسول اللہ صلعم کے قول کی تصدیق ہوئی۔

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ إِنِّي ... رَأَيْتُ اللهَ يَهْدِي كُلَّ هَادِي

فَمَنْ يَكُ حَائِدًا عَنْ ذِي تَبُوكٍ ... فَإِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

گایوں کو ہنکانے والا بابرکت ہوگیا، میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہر ہادی کو ہدایت کرتا ہے۔ پس وہ شخص جو تبوک والے سے پھرنے والا ہو
(تو پھرا کرے) ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

واپسی کا سفر

تبوک میں رسول اللہ صلعم نے قریباً دس رات قیام فرمایا، اس سے زیادہ نہیں، پھر مدینہ کی طرف واپسی کے لیے چل پڑے۔ راستے میں ایک چشمہ پڑا، جس کا پانی پہاڑ سے تھوڑا نکل رہا تھا، صرف اتنا جو ایک یا دو یا تین سواروں کو سیراب کر سکتا تھا۔ یہ چشمہ ایک وادی میں تھا، جس کا نام مشقق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اس وادی میں ہم سے پہلے پہنچ جائیں، وہ ہمارے آنے تک اس کا پانی بالکل نہ پئیں۔ راوی کا بیان ہے، چند منافق رسول اللہ صلعم سے پہلے وادی میں پہنچے اور چشمے کا جتنا پانی تھا پی گئے۔ پھر رسول اللہ صلعم وہاں پہنچے تو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پایا، آپ نے دریافت فرمایا، اس چشمے پر ہم سے پہلے کون لوگ پہنچے؟ بتایا گیا، یا رسول اللہ! فلاں فلاں! آپ نے فرمایا، کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے آنے تک اس کا پانی بالکل نہ پیئیں! آپ نے ان پر لعنت بھیجی اور بد دعا کی۔ پھر آپ اترے اور اس پتھر کے نیچے رکھا، جس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکل رہا تھا۔ خدا کی مشیت کے مطابق آپ کے ہاتھ پر پانی بہنے لگا، آپ نے اسے چٹان پر چھڑک دیا اور جو دعا کرنی تھی، کی۔ پھر جیسا کہ سننے والوں کا بیان ہے۔ چشمے سے پانی پھوٹ نکلا۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ رعد جیسی آواز تھی۔ لوگوں نے خوب پانی پیا اور جتنا سیراب ہونا تھا ہوئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اگر تم لوگوں میں کچھ لوگ اور باقی رہ جاتے تو وہ بھی اس وادی سے یہی آواز سنتے۔"

ذوالبجادین کی وفات

مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے تھے۔ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا، میں نصف شب میں جاگا تو لشکر کے ایک کنارے پر آگ کا شعلہ دیکھا میں اس آگ کی طرف چلا گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکرؓ اور عمرؓ موجود ہیں اور ذوالبجادین مزنی وفات پا گئے ہیں۔

ان لوگوں نے قبر کھودی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اترے ابو بکرؓ اور عمرؓ نے میت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گڑھے میں اتاری آپ فرماتے جاتے تھے "اپنے بھائی کو میری طرف اتارو" اور ان دونوں نے ذوالبجادین کو ان کی طرف اتار دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلو پر لٹایا تو دعا فرمائی "اے اللہ! میں اس سے خوش ہو گیا ہوں، تو بھی اس سے خوش ہو جا" محمد بن

ابراہیم نے کہا، ہم اور عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے:

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ صَاحِبَ الْحُفْرَةِ کاش میں اس قبر میں دفن ہوتا۔

ذوالبجادین کی وجہ تسمیہ

ابن ہشام نے کہا: ان کا نام ذوالبجادین اس لیے رکھا گیا کہ یہ اپنی قوم کے لوگوں سے اسلام کے لیے جھگڑا کرتے رہتے تھے اور اس لیے انہوں نے ان کی زندگی تنگ کر رکھی تھی، یہاں تک کہ ان کی یہ حالت ہو گئی تھی، جسم پر صرف ایک بجاد (موٹی اور کھردری چادر) رہ گئی تھی۔ آخر اپنی قوم سے بھاگ کر رسول اللہ صلعم کے پاس آگئے جب یہ قریب ہوئے تو انہوں نے اپنی چادر پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لیے۔ ایک ٹکڑے کو تہ بند اور دوسرے کو چادر بنا لیا۔ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ اسی بنا پر انہیں ذوالبجادین (دو چادروں والے) کہا گیا۔

پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق سوال!!

ابن اسحٰق نے کہا: ابن شہاب زہری نے ابن اکیمہ لیثی کے واسطے سے ابورہم غفاری کے برادر زادہ کی روایت بیان کی کہ انہوں نے ابورہم کلثوم ابن حصین کو، جو رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے، جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی، یہ کہتے ہوئے سنا، میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جنگ کے لیے گیا تھا، ہم اخضر میں تھے، ایک رات میں آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھے نیند آگئی، جاگا تو میری اونٹنی رسول اللہ صلعم کی اونٹنی سے بالکل قریب چل رہی تھی، میں اس خیال سے گھبرا گیا کہ کہیں قریب ہونے میں میرا پاؤں آپ کی رکاب میں نہ چلا جائے۔ میں اپنی اونٹنی کو دور کرنے لگا۔ ابھی رات ہی تھی کہ میری آنکھ پھر لگ گئی، اس مرتبہ میری اونٹنی رسول اللہ صلعم کی اونٹنی سے ٹکرا گئی اور میرا پاؤں آپ کی رکاب میں چلا گیا۔ آپ نے تکلیف محسوس کرتے ہوئے "اوہ" کہا اور آپ کے "اوہ" کہتے ہی سے میں جاگا تو عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے معاف فرمائیے گا۔" آپ نے فرمایا: چلے چلو۔ پھر (چلتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بنو غفار کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگے اور میں جواب دیتا رہا، چنانچہ آپ نے دریافت فرمایا: سرخ بالوں کی ہلکی لمبی داڑھی والوں نے کیا رویہ اختیار کیا؟ میں نے بتایا کہ وہ پیچھے رہ گئے۔

پھر آپ نے دریافت فرمایا: "سیاہ فام، گھونگریالے بال والے لوگوں نے کیا رویہ اختیار کیا؟" میں نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں ان لوگوں کو اپنے میں سے نہیں سمجھتا۔" اس پر آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے اونٹ مقام شبکہ شدخ میں ہیں۔ میں انہیں بنو غفار میں سے سمجھتا تھا

اور مجھے یہ لوگ یاد نہ آتے تھے۔ پھر یاد آ گیا کہ یہ لوگ بنو اسلم کا ایک گروہ ہیں، جو ہمارے حلفاء میں شامل ہیں۔"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! یہ لوگ بنو اسلم کا گروہ ہیں جو ہمارے حلفاء میں شامل ہیں۔" پھر آپ نے فرمایا: "ان لوگوں میں جو پیچھے رہ گیا تھا، اسے اس بات سے کس نے روکا تھا کہ وہ اپنے اونٹ پر کسی دوسرے آدمی کو سوار کر کے بھیج دیتا جو راہ خدا میں خوشی خوشی آتا، میرے لیے اپنے آدمیوں کی جو سب سے زیادہ سخت بات معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ قریش مہاجرین، انصار، بنو غفار اور بنو اسلم تخلف کریں۔

بانیان مسجد ضرار

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر مقام ذی اُوان میں آ کر اترے۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ صرف ایک گھڑی کا تھا، رسول اللہ صلعم جس وقت تبوک جانے کی تیاری میں مصروف تھے، اس وقت اصحاب مسجدِ ضرار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا: "یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے بیماروں، محتاجوں کے لیے نیز بارش اور سردی کی راتوں کے لیے ایک مسجد بنائی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اس مسجد میں تشریف لائیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔"

آپ نے فرمایا: "میں اس وقت سفر پر جا رہا ہوں اور مصروفیت کے عالم میں ہوں۔ یا جیسا کہ فرمایا۔ اللہ نے چاہا، جب ہم واپس آئے تو تمہارے پاس آئیں گے اور تمہیں نماز پڑھائیں گے۔"

انہدام کا حکم

جب آپ مقام ذو اُوان میں آ کر اترے تو مسجد کی خبر آپ کو ملی۔ آپ نے مالک بن دخشم اخو بن سالم بن عوف اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی اخو بنو العجلان کو بلا کر فرمایا: "تم دونوں اس مسجد میں جاؤ، جس کے لوگ ظالم ہیں اسے منہدم کر دو اور جلا دو۔"

یہ دونوں بڑی تیزی سے نکل کر گئے اور بنو سالم بن عوف کے پاس پہنچے، جو بنو مالک بن دخشم کا خاندان تھا۔ مالک بن دخشم نے معن بن عدی سے کہا: "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں گھر سے آگ لے کر آ جاؤں۔" چنانچہ یہ اپنے گھر گئے اور کھجور کے درخت کی ایک شاخ لے کر اس میں آگ لگائی۔ پھر یہ دونوں دوڑتے ہوئے مسجد ضرار میں پہنچے (اصحاب مسجد ضرار وہیں موجود تھے) انہوں نے اس میں آگ لگائی اسے منہدم کر دیا اور اصحاب مسجد ضرار مسجد چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ...	اور وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے
...... الی آخرہ	...... آخر تک۔

بانیانِ مسجد ضرار کے نام

اور جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی، وہ بارہ آدمی تھے، جن کے نام یہ ہیں خذام بن خالد۔ یہ بنو عبید بن زید کی شاخ بنو عمرو بن عوف کا ایک فرد تھا۔ اس کے گھر کے ایک حصے میں یہ مسجد ضرار نکال کر بنائی گئی تھی۔ ثعلبہ بن حاطب۔ یہ بنو امیہ بن زید کا آدمی تھا۔ معتب بن قشیر، جو بنو ضبیعہ بن زید سے تھا۔ ابو حبیبہ بن ازعر۔ یہ بھی بنو ضبیعہ بن زید سے تھا۔ عباد بن حنیف۔ اخو سہل بن حنیف بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ جاریہ بن عامر اور اس کے دو بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ۔ نبتل بن حارث، جو بنو ضبیعہ سے تھا۔ بحزج۔ بنو ضبیعہ سے تھا۔ بجاد بن عثمان، بنو ضبیعہ میں سے تھا۔ اور ودیعہ بن ثابت، جو بنو امیہ بن زید میں سے تھا۔ اور یہ ابو لبابہ ابن عبد المنذر کا ایک خاندان تھا۔

مدینہ سے تبوک تک مساجد

مدینہ سے تبوک تک رسول اللہ صلعم کی جو مساجد تھیں، ان کا نام بنام علم تھا اور وہ یہ تھیں۔ تبوک کی مسجد ثنیۃ مدران کی مسجد۔ ذات الزراب کی مسجد، اخضر کی مسجد۔ ذات الخطمی کی مسجد۔ آلار کی مسجد۔ طرف البتراء کی مسجد۔ شق تارا کی مسجد، ذو الجیفہ کی مسجد، صدر حوضی کی مسجد۔ حجر کی مسجد، صعید کی مسجد۔ وادی (آج کل وادی القری کے نام سے مشہور ہے) کی مسجد۔ رقعہ کی مسجد، جو شقہ بن عذرہ کا ایک حصہ ہے۔ ذو المردہ کی مسجد، فیضاء کی مسجد، ذو خشب کی مسجد۔

باب ۱۵۹

کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن اُمیہؓ

پیچھے رہ جانے والے تین شخص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ منافقین کا ایک گروہ آپ کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا اور پیچھے رہ گیا تھا۔ اسی طرح تین مسلمان یعنی کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ بھی پیچھے رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ مگر ان کے اسلام میں کوئی شک نہ تھا، نہ ان میں نفاق کا کوئی شائبہ تھا۔ (مدینہ آکر) رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:

لَا تُكَلِّمَنَّ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ۔

ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی تم لوگ کلام نہ کرنا۔

اب وہ منافقین جنہوں نے تخلف کیا تھا، رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قسمیں کھا کھا کر معذرت کرنے لگے، رسول اللہ صلعم نے اسے درگزر فرمایا، مگر وہ معذور نہ تھے اور (دوسری طرف) ان تینوں مسلمانوں نے یکسوئی اختیار کر لی۔

کعب کا تخلف

ابن اسحٰق نے کہا: پھر زہری محمد بن مسلم بن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد عبداللہ نے، جو اپنے والد کعب بن مالک کو لے کر (جب ان کی بصارت زائل ہو گئی) چلا کرتے تھے کہا: میں نے اپنے والد (کعب بن مالک) کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک نہ ہونے کے سلسلے میں خود اپنا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی غزوہ کیا میں نے اس میں کبھی تخلف نہیں کیا (اور برابر آپ کے ساتھ شریک رہا)۔ ہاں غزوۂ بدر میں ضرور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہو سکا اور غزوہ بدر میں جو لوگ شریک نہیں ہوئے اور انہوں نے تخلف کیا، ان پر اللہ اور رسولؐ کا کوئی عتاب نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ (غزوۂ بدر میں) رسول اللہ صلعم صرف قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے دشمنوں کو بغیر کسی وقت اور جگہ کے تعین کے جمع کر دیا (اس طرح ان میں جنگ واقع

ہو گئی) اور میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوا، جب اسلام پر ہم سب نے عہد کیا تھا۔ جنگ بدر کو عقبہ پر ترجیح نہیں دیتا تھا۔ اگرچہ غزوۂ بدر نے زیادہ شہرت پائی۔

کوئی عذر نہ تھا

"جس وقت میں جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوا اس وقت مجھے یہ علم تھا کہ میں اتنا مضبوط اور اتنا فارغ البال کبھی نہیں تھا، جتنا اس وقت تھا۔ جب اس غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے تخلّف کیا۔ خدا کی قسم! میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں نہیں ہوئیں مگر اس جنگ کے وقت میرے پاس ایک ساتھ دو اونٹنیاں ہیں اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو اسے مخفی رکھ کر دوسرے رخ کا اظہار فرماتے تھے۔ مگر اس غزوے میں آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ غزوہ آپ نے سخت گرمی میں کرنا چاہا اور ایک طویل سفر سامنے تھا، دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ تھا، اس لیے آپ نے لوگوں کے سامنے یہ معاملہ کھول کر بیان فرما دیا۔ تاکہ اس کے لیے وہ اچھی طرح تیاری کر لیں۔ اور آپ کو جس رخ پر چلنا تھا اسے بھی صاف صاف بتا دیا اور جو مسلمان رسول اللہ صلعم کے ساتھ جا رہے تھے وہ بے شمار تھے، جن کی فہرست تیار نہیں کی جا سکتی تھی۔

جس آدمی نے بھی اس جنگ سے غائب ہو جانے کا ارادہ کیا، وہ یہی سمجھتا تھا کہ اس کا غائب ہو جانا ایک امر مخفی ہو گا، بجز اس کے کہ اس سلسلے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو جائے (اور یہ راز فاش ہو جائے) پھر رسول اللہ صلعم نے اس غزوے کا ارادہ اس وقت فرمایا، جب پھل درختوں پر پک چکے تھے، اور لوگوں کو ان کے سایے میں وقت گزارنا مرغوب تھا۔

محض تساہل و تغافل

بہر حال رسول اللہ صلعم نے تیاری شروع کی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی تیاری شروع کر دی اور میں روزانہ صبح کو فیصلہ کرتا کہ اب تیاری کر لینی چاہیئے، لیکن پھر کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو میں دل میں کہتا کہ جب چاہوں گا، تیاری کر لوں گا۔ اس طرح مجھ سے تساہل ہوتا رہا، یہاں تک کہ لوگوں نے جد و جہد کر کے تیاریاں کر لیں۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روانہ ہونے والے تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی، مگر میں نے اس وقت تک کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ پھر میں نے سوچا کہ میں آپ کے بعد دو ایک دن میں

تیاری کر کے ساتھ جا ملوں گا۔ سب جا چکے تھے، صبح کو میں نکلا کہ سامان ٹھیک کروں، لیکن پھر میں لوٹ کر آ گیا اور کوئی ضرورت پیش آ گئی۔ اگلے دن پھر میں اسی مقصد سے نکلا، مگر پھر لوٹ کر آ گیا اور کچھ نہ کیا۔ اسی طرح برابر ڈھیل ہوتی رہی، یہاں تک کہ مسلمان بڑی عجلت سے پہنچ گئے اور اب جنگ میں شریک ہونے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ پھر بھی میں نے ارادہ کیا کہ کوچ کر کے انہیں جا پکڑوں شاید مجھے موقع مل جائے، مگر میں نے کچھ نہ کیا۔ رسول اللہ صلعم کے تشریف لے جانے کے بعد میں باہر نکلتا اور لوگوں میں گھومتا تو مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوتا کہ میں یہاں یا تو وہ لوگ دیکھتا ہوں، جو نفاق کے لیے مطعون و متہم ہیں، یا وہ آدمی دیکھتا ہوں، جنہیں معذور سمجھا گیا ہے اور ضعفا میں سے ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اس وقت یاد نہ فرمایا، جب تک تبوک نہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا:

"یا رسول اللہ! انہیں ان کی دھاری والی چادروں اور خود بینی نے روک لیا۔"

اس پر معاذ بن جبل بولے:

"تم نے بہت بُری بات کہی، خدا کی قسم! یا رسول اللہ! ہم نے ان سے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔"

آپ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔

صاف گوئی اور راست بازی

پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپسی کا رُخ فرما چکے ہیں تو مجھ پر حزن و ملال طاری ہونے لگا۔ اب میں اس فکر میں لگ گیا کہ کونسا غلط عذر پیش کر کے رسول اللہ صلعم کی خفگی سے کس طرح بچ سکوں گا اور اس سلسلے میں اپنے گھر کے ذی رائے لوگوں سے بھی مدد لی۔ پھر جب یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلعم اب بالکل قریب تشریف لے آئے ہیں تو مجھ سے باطل زائل ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ سچائی کے سوا بچ نہیں سکتا۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ میں سچ سچ کہہ دوں گا۔ آخر رسول اللہ صلعم صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہو گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے ملنے کے لیے وہیں نشست فرماتے تھے چنانچہ اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی نشست جاری ہوئی تو جنگ میں تخلف کرنے والے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر معذرت کرنے لگے، ان آدمیوں کی تعداد

اسی اور نوّے کے درمیان تھی۔ رسول اللہ صلعم ان کے اظہار و ایمان کو قبول فرماتے، ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے، دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کرتے جاتے۔ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے ناراضی کے ساتھ تبسم فرمایا اور مجھ سے ارشاد کیا: "ادھر آؤ۔" میں آگے بڑھ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو فرمایا:

"تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا، کیا تم نے سواری کا اونٹ نہیں خریدا تھا"؟

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اگر میں دنیا والوں میں آپ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ مناسب سمجھتا کہ اس کے غصّے سے کسی عذر کے ذریعے سے نکل جاؤں اور مجھے خصومت کرنا بھی خوب آتی ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر میں آج آپ سے کوئی جھوٹ بات عرض کروں تاکہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں، تو فوراً اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر غصّہ دلا دے گا۔ اور اگر میں آپ سے سچ سچ بتاؤں تو اس کے باعث آپ مجھ سے رنجیدہ ہو جائیں گے۔ میں اسی میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا، خدا کی قسم! میں اتنا مضبوط اور اتنا فارغ البال کبھی نہ تھا، جتنا اس وقت تھا۔ جب میں نے آپ سے تخلّف کیا۔"

میری گفتگو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے، تم نے سچ کہا ہے، بہرحال اب تم جاؤ اور دیکھو، اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔"

قطع تعلق

پھر میں اٹھ کر چلنے لگا۔ میرے ساتھ بنو سلمہ کے کچھ آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے پیچھے پیچھے چلے۔ انہوں نے مجھ سے کہا:

"خدا کی قسم! ہمیں نہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم اس بات سے قاصر رہے کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے عذر کر دیتے، جیسا کہ اور تخلّف کرنے والوں نے عذر پیش کیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے رسول اللہ صلعم کا استغفار کافی ہو جاتا۔"

بنو سلمہ کے یہ لوگ برابر میرے ساتھ لگے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے چاہا، لوٹ کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں، پھر اپنے آپ کو جھٹلا دوں، لیکن میں نے ان لوگوں سے پوچھا:

"کیا میرے علاوہ بھی کوئی آدمی اس چیز سے دوچار ہوا؟"

انہوں نے کہا:

"وہاں دو آدمی تھے، جنہوں نے تمہاری طرح گفتگو کی ہو اور ان سے بھی وہی کہا گیا، جو تم سے کہا گیا۔

میں نے پوچھا:

"وہ دو آدمی کون ہیں؟"

انہوں نے بتایا:

"قبیلہ بنو عمرو ابن عوف کے مرارہ بن ربیع اور ہلال بن ابو امیۃ واقفی"

بہرحال انہوں نے مجھ سے ان دو صالح آدمیوں کا ذکر کیا، جن کا عمل نمونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان دونوں کا ذکر کیا تو میں خاموش ہو گیا اور رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بچنا شروع کر دیا اور سب ہمارے لیے بدل گئے۔ یہاں تک کہ میرے لیے یہ سرزمین بالکل اجنبی ہو گئی اور میں خود اپنے لیے اجنبی ہو گیا۔ وہ زمین ہی نہ تھی جسے میں جانتا پہچانتا تھا۔ ہم پر پچاس راتیں اسی طرح گذر گئیں۔

ایک عبرت ناک واقعہ

رہ گئے میرے دو اور ساتھی تو وہ اپنے اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور میرا معاملہ یہ تھا کہ میں نسبتاً نو عمر اور جری تھا، اس لیے میں باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا، مگر ہم سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ اور میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا۔ جس وقت آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تھے اور سلام کرتا۔ دل میں سوچتا اور دیکھتا کہ آیا میرے سلام کا جواب دینے کے لیے اپنے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں۔ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور آپ کی طرف چور نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ جب میں نماز میں مصروف ہو جاتا تو آپ میری طرف نگاہ ڈالتے تھے۔ اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو اعراض فرما لیتے، یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی یہ سرد مہری میرے لیے بہت طویل ہو گئی تو میں گیا اور ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ ابو قتادہ میرے عم زاد اور سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مگر واللہ انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا:

"ابو قتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں؟

مگر ابو قتادہ خاموش ہی رہے۔ میں نے دوبارہ انہیں قسم دے کر پوچھا مگر انہوں نے اب بھی سکوت

اختیار کیا۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو بولے:

"اللہ اور اس کے رسول ؐ کو زیادہ علم ہے۔"

یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں کود کر باغ پر چڑھ گیا۔

غسّانی حاکم کا خط

پھر میں صبح کے وقت بازار آیا۔ بازار میں چلا جا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نبطی، جو شام کے علاقے کا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا، جو مدینہ آکر گندم بیچتے تھے، میرے متعلق پوچھ رہا ہے، کہ رہا ہے:

"کعب ابن مالک کا پتا بتانے والا کوئی ہے"؟

تو لوگ میری طرف اشارہ کر کے اسے بتانے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور شاہ غسان کا ایک خط دیا، جو ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھا گیا تھا۔ اسے پڑھا تو مضمون یہ تھا:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مُضَيْعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ اَمَّا بَعْدُ۔	اما بعد ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی کریم صلعم) نے سرد مہری کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت و تباہی کی جگہ نہیں رکھا، اس لیے تم یہاں آکر مجھ سے ملو، میں تمہارے لیے معاش اور روزی میں حصہ رسدی کا انتظام کروں گا۔

٭ ٭ ٭

کعب ابن مالک نے آگے بیان کیا۔ "جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا، یہ بھی ایک مصیبت اور آزمائش ہے۔ میں جس گردش میں پڑا ہوں، اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا کہ اہل شرک میں سے ایک شخص مجھے اپنا بنا لینے کے درپے ہے۔

بیوی سے علیحدگی کا حکم

کعب ابن مالک نے مزید بیان کیا: "میں نے اس خط کو تنور کے حوالے کیا اور اس سے تنور کی آگ بھڑکا دی۔ بہر حال اسی حالت پر قائم رہا، تا آنکہ جب پچاس راتوں میں سے چالیس گزر گئیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم کا قاصد میرے پاس آ رہا ہے۔ اس نے آکر کہا: "رسول اللہ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو۔" میں نے پوچھا: "بیوی کو طلاق دے دوں؟" کہا: "نہیں، بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب مت جاؤ۔"

رسول اللہ صلعم کے قاصد نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام پہنچایا، پھر میں نے اپنی

بیوی سے جاکر کہا: "تم اپنے گھر والوں میں چلی جاؤ اور انہیں کے پاس اس وقت تک رہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ کر دے، جو اس معاملے میں کرنے والا ہے۔" اور ہلال ابن اُمیّہ کی بیوی رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچیں اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہلال بالکل بوڑھے آدمی ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں۔ کیا آپ یہ ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کر دیا کروں؟"۔ آپ نے فرمایا: نہیں نہیں، لیکن وہ تم سے قریب نہ ہوں۔" (خدمت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں) بیوی بولیں: "خدا کی قسم! جب سے ان کا یہ معاملہ ہوا ہے، برابر روتے ہی رہتے ہیں اور آج تک رو رہے ہیں اور مجھے تو ان کی بصارت زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔" کعب ابن مالک نے آگے بیان کیا: "پھر مجھ سے میرے بعض اہل خانہ نے کہا، رسول اللہ صلعم سے تم بھی اپنی بیوی کے لیے اجازت حاصل کر لیتے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال ابن اُمیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کے لیے اجازت دے ہی دی۔ میں نے ان سے کہا، میں آپ سے اپنی بیوی کے لیے اجازت نہیں مانگوں گا، نہیں معلوم آپ مجھ سے اس کے بارے میں کیا فرمادیں، پھر میں جوان آدمی ہوں۔

عفو کی بشارت

اس کے بعد ہم لوگ دس روز تک اسی حالت پر رہے، پچاس دن مکمل ہو گئے اس وقت سے جب سے رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے اپنے گھر کی چھت پر پچاس ویں رات کی صبح کو نماز اس حالت پر پڑھی جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی۔ زمین باوجود وسیع ہونے کے ہم پر تنگ ہو گئی تھی اور میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں نے ایلو سے کے ایک درخت کی پشت پر ایک خیمہ بنا لیا تھا اور اسی میں موجود تھا کہ درخت کی پشت پر سے آواز لگانے والے کی بھرپور آواز سُنی، وہ کہہ رہا تھا:

یَا کَعْب ابن مالك البشر ؛ کعب ابن مالک! تیرے لیے خوش خبری ہے۔

یہ آواز سُن کر میں سجدے میں گر گیا۔ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ کشادگی آگئی۔

صحابہ کی شادمانی

کعب ابن مالک نے بیان کیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی اس وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ کی طرف سے ہم تینوں آدمیوں کی بخشش اور معافی ہو گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے دوڑ پڑے اسی طرح بشارت دینے والے دوڑ کر ہمارے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی۔ بنو اسلم کے ایک آدمی نے میرے پاس آنے کے لیے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دوڑتے دوڑتے پہاڑ پر چڑھ گیا (اور وہاں سے آواز دی کہ بخشش ہو گئی ہے) اس لیے اس کی آواز اس کے گھوڑے سے پہلے میرے پاس

پہنچ گئی۔ پھر جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی، بشارت دیتا ہوا میرے پاس پہنچا تو میں نے خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اسے پہنا دیئے۔ خدا کی قسم! اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میری ملکیت میں نہ تھا، اس لیے میں نے خود اپنے لیے دو کپڑے مستعار لیے اور پہن لیے اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے چل دیا۔ اس وقت لوگ مجھے معافی کی خوشخبری دے رہے تھے، کہتے تھے: "اللہ کی طرف سے معافی مبارک ہو۔"

کعب بارگاہ رسالت میں

بہر حال میں جا کر مسجد میں داخل ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے ارد گرد لوگ حاضر تھے۔ مجھے دیکھ کر طلحہ ابن عبید اللہ کھڑے ہو گئے، سلام کیا، مبارکباد دی اور خدا کی قسم! مہاجرین میں ان کے سوا اور کوئی بھی میرے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ میں طلحہ کی یہ بات نہیں بھولتا۔

"جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو مجھ سے فرمایا (اور اس وقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا) جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا۔ اس وقت سے جتنے دن گزرے ہیں، ان میں سب سے بہتر دن کی خوش خبری تمہیں دیتا ہوں۔"

میں نے پوچھا:

"یا رسول اللہ! آیا اپنی جانب سے یا اللہ کی جانب سے؟"

فرمایا: "اللہ کی جانب سے۔"

جس وقت رسول اللہ صلعم بشارت دے رہے تھے۔ اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا اور ہم آپ کی یہ چیز پہچانتے تھے، جب میں سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! اللہ سے میری توبہ اور میری معافی کا ایک حصہ یہ ہے کہ میں اللہ اور رسول کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال و جائداد سے چھٹکارا حاصل کر لوں گا۔"

فرمایا: "اپنی کچھ جائداد اپنے لیے روک لو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا: "خیبر میں جو میرا حصہ ہے، اسے میں روک لیتا ہوں۔" یا رسولؐ اللہ! سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، اللہ سے میری توبہ کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ جب تک میں زندہ رہوں، سچ ہی بولتا رہوں۔"

جب سے میں نے رسول اللہ صلعم سے اس چیز کا ذکر کیا۔ اس وقت سے خدا کی قسم! کسی بھی ایسے آدمی کو جسے سچائی کی وجہ سے اللہ نے آزمائش میں ڈالا ہو، میں نے اپنے سے افضل نہیں پایا۔ خدا کی قسم!

جب سے میں نے رسول اللہ صلعم سے اس کا ذکر کیا اس وقت سے آج کے دن تک ایک بھی مرتبہ جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا الی قولہ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (۹ : ۱۸ - ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلعم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی، جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی، جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا...... اس قول تک اور سچوں کے ساتھ ہو۔"

راست گوئی کی بدولت سرفرازی!

کعب نے کہا: "خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کے سیدھے راستے پر لگایا، ایسی نعمت سے کبھی سرفراز نہیں فرمایا، جو میرے نزدیک رسول اللہ کے سامنے سچ بولنے کی نعمت سے بڑی ہو۔ میں اس وقت بالکل جھوٹ نہیں بولا، ورنہ اسی طرح ہلاک ہو جاتا، جس طرح وہ لوگ ہو گئے، جو جھوٹ بولتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سلسلہ میں جو وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کے لیے اتنے سخت الفاظ فرمائے کہ اس سے زیادہ سخت الفاظ کسی کے لیے نہیں فرمائے: فرمایا:

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (۹ : ۹۶)

یہ سب تمہارے سامنے آ کر اللہ کی قسمیں کھائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ یہ لوگ بالکل گندے ہیں (انہوں نے نفاق و خلاف کر کے) جو کرتوت کیے ہیں ان کے بدلے میں ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، یہ تمہارے سامنے اس لیے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ اس

سرکش قوم سے راضی نہ ہوگا۔"

٭ ٭

کعب نے کہا: "وہ اور ہم تینوں میں سے کوئی بھی ہو، ہمارا معاملہ ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر رکھا گیا، جن کے عذر رسول اللہ صلعم نے قبول فرما لیے تھے، جب انہوں نے آ کر آپ کے سامنے قسمیں کھائیں اور آپ نے انہیں معذور قرار دے کر ان کے لیے استغفار کی۔ ہمارے معاملے کو اس وقت تک اٹھا رکھا، جب تک اللہ کا فیصلہ نہ آ گیا، اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا

اللہ تعالیٰ نے ہمارا معاملہ مؤخر کرنے کا جو ذکر کیا ہے تو اس لیے نہیں کہ ہم تینوں غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے، اس لیے کہ حضور اکرم صلعم نے ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے الگ کر لیا تھا جنہوں نے آپ کے سامنے آ کر قسمیں کھائیں اور آپ نے معذور قرار دے کر ان کے عذر قبول فرما لیے۔

باب ۱۶۰

وفد ثقیف

(رمضان سنہ ۹ھ)

عروہ ابن مسعود کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان ۹ھ[1] میں تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ان کا واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلعم جب ثقیف کے پاس سے واپس آ رہے تھے تو عروہ ابن مسعود ثقفی آپ کے پیچھے تلاش میں نکلے۔ قبل اس کے کہ آپ مدینہ پہنچیں، عروہ نے آپ کو راستے ہی میں پا لیا، اسلام لے آیا۔ ساتھ ہی مسلمان ہونے کی حالت میں اپنی قوم میں واپس جانے کی درخواست کی، رسول اللہ صلعم نے ان سے فرمایا۔ جیسا کہ عروہ کی قوم بیان کرتی ہے۔ تمہیں ثقیف قتل کر ڈالیں گے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ان کی نخوت انہیں باز آنے سے روک رہی ہے، عروہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں ان کے نزدیک باکرہ عورتوں سے زیادہ ان کے لیے محبوب ہوں۔"

ابن ہشام نے بیان کیا کہ ایک روایت میں "من ابکارھم" کی جگہ من ابصارھم ہے، جس کے معنی ہیں ان کی آنکھوں سے زیادہ محبوب ہوں۔

عروہ کی شہادت

ابن اسحٰق نے کہا، عروہ واقعی ثقیف میں بڑے محبوب تھے اور ان کی ہر بات چلتی تھی، اس بنا پر وہ یہ امید لے کر اپنے گھر واپس گئے کہ قوم مخالفت نہیں کرے گی اور اسے اسلام کی دعوت دیں گے۔ جب وہ اپنے مکان کے شہ نشین پر نمودار ہوئے، قوم کو اسلام کی طرف بلایا اور ان پر اپنا دین ظاہر کیا تو انہوں نے ہر طرف سے تیروں کا مینہ برسا دیا۔ چنانچہ ایک تیر عروہ کے لگا اور اپنا کام کر گیا۔ بنو مالک کہتے ہیں کہ ہمارے ایک آدمی نے انہیں قتل کیا تھا، جسے اوس ابن عوف

---

[1] رمضان سنہ ۹ھ ۔ ۱۲ دسمبر ۶۳۰ء سے شروع ہوا۔

کہا جاتا تھا یہ بنو سالم ابن مالک سے مواخات رکھتا تھا۔ احلاف کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے ایک آدمی نے قتل کیا تھا۔ وہ بنو عتاب ابن مالک میں سے تھا اور اسے وہب بن جابر کہا جاتا تھا عروہ سے پوچھا گیا:

مَا تَرٰى فِيْ دَمِكَ ؟ — اپنے خون کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔؟

جواب دیا: "یہ وہ فضل و کرم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا اور یہ شہادت ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ مجھے کھینچ کر لایا، اس لیے میرے بارے میں صرف وہی رائے ہونا چاہیئے جو اُن شہداء کے بارے میں ہے جو رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے اور یہاں سے آپ کے واپس جانے سے قبل جو قتل کیے گئے تھے، مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا۔"

چنانچہ انہوں نے عروہ کو ان شہداء کے ساتھ ہی دفن کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

"ان کی مثال اپنی قوم میں وہی ہوئی جو صاحب یٰسین کی اپنی قوم میں ہے۔"

ثقیف کا باہم مشورہ

عروہ کے قتل کے بعد ثقیف چند ماہ ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے باہم مشورہ کیا اور رائے یہ قرار پائی کہ آس پاس کے عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں، چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی اور اسلام لے آئے۔

مجھ سے یعقوب ابن عتبہ ابن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا کہ عمرو بن امیہ۔ اخو بنو علاج۔ عبد یالیل بن عمرو کو چھوڑے ہوئے تھا۔ کیونکہ ان کے درمیان کچھ مناقشہ تھا اور عمرو بن اُمیہ عرب کے بڑے بڑے شاطر لوگوں میں سے تھا۔ بہر حال عمرو بن امیہ عبد یالیل کے گھر پہنچا، کہلوا بھیجا کہ عمرو بن اُمیہ کہتا ہے۔ باہر نکل کر آؤ۔ راوی نے بیان کیا، اس پر اندر پیغام لے جانے والے سے عبدُ یالیل نے کہا: "تیرا بُرا ہو، کیا عمرو نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے؟" پیغام لے جانے والے نے کہا: "ہاں وہ تو یہیں ہے اور تمہارے مکان پر کھڑا ہے۔" عبد یالیل نے کہا: "یہ چیز تو وہ ہے جس کے لیے میں عمرو سے گمان بھی نہیں کر سکتا تھا، عمرو تو اس چیز سے بہت دور تھا۔ پھر خود نکل کر آیا اور جب عمرو کو دیکھا تو اسے مرحبا اور خوش آمدید کہا:

عمرو ابن امیہ اور عبد یالیل!

عمرو نے اس سے کہنا شروع کیا:

"دراصل کچھ ایسی صورت حال پیش آگئی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہمارے درمیان اب علیحدگی نہیں رہ سکتی، اس شخص (عروہ بن مسعودؓ) کے معاملے میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ ادھر سارا عرب اسلام لا چکا ہے اور تمہارے اندر ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں، اس لیے اپنے معاملے غور و خوض کرو۔ ثقیف نے تو

باہم بیٹھ کر مشورہ کر لیا ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ تمہاری جان و مال مامون و محفوظ نہیں اور تمہارا جو بھی آدمی نکلتا ہے اس کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ بہر حال انہوں نے بیٹھ کر باہم مشورہ کر لیا ہے اور وہ یہ تجویز ٹھہری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو بھیجیں، جیسے انہوں نے عروہ کو بھیجا تھا۔"

بہر حال (عمرو بن اُمیّہ کے بعد) ثقیف کے اور لوگوں نے بھی عبد یالیل سے گفتگو کی اور یہ عروہ بن مسعود ہی کی عمر کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے ان سے درخواست کی، مگر عبد یالیل نے انکار کر دیا، کیونکہ اسے اندیشہ تھا، جب لوٹ کر آئے گا تو اس سے بھی وہی رویہ اختیار کیا جائے گا۔ جو عروہ سے اختیار کیا گیا۔ اس لیے اس نے کہا:

"میں اس وقت تک جانے کے لیے تیار نہیں، جب تک میرے ساتھ کچھ اور بھی آدمی نہ بھیجو۔"

بارگاہِ رسالت میں وفد

اس لیے بنو ثقیف نے طے کیا کہ عبد یالیل کے ساتھ احلاف کے دو آدمی اور بنو مالک کے تین آدمی، کل چھ آدمی بھیجے جائیں۔ چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ حکم ابن عمرو بن وہب بن معتّب اور شرجیل بن غیلان بن سلمہ بن معتّب کو اور بنو مالک میں سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دھمان، اخو بن یسار۔ اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ اخو بنو الحارث کو بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ عبد یالیل انہیں لے کر نکلا، وہی اس جماعت کا سردار اور امیر تھا۔ اور ان (پانچوں آدمیوں) کو عبد یالیل نے اپنے ساتھ صرف اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے اندیشہ تھا، لوٹنے کے بعد عروہ بن مسعود جیسا سلوک اس سے بھی نہ کیا جائے۔ اب خیال تھا کہ طائف لوٹ کر آئیں گے تو ہر نمائندہ اپنے اپنے قبیلے کو اپنا معاون پائے گا۔

مدینہ میں حاضری

بہر حال یہ چھ ثقفی چل کر مدینہ کے قریب پہنچے اور قناۃ میں ٹھہرے تو وہاں مغیرہ بن شعبہ کو پایا، جو اپنی باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرا رہے تھے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرانے کے لیے صحابہ کی باریاں مقرر تھیں۔ مغیرہ نے انہیں دیکھ کر اونٹ تو ان ثقفیوں کے پاس چھوڑے اور بھاگتے ہوئے گئے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچیں، ابوبکرؓ مل گئے۔ مغیرہ نے انہیں بتایا کہ ثقفیوں کی ایک جماعت آئی ہے جو بیعت اور اسلام کا ارادہ رکھتی ہے۔ بہ شرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم، بلاد اور مال و جائداد کے بارے میں تحریر لکھ دیں، ابوبکرؓ نے مغیرہ سے کہا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، مجھ سے

پہلے تم رسول اللہ صلعم کے پاس مت پہنچو اور مجھے موقع دو کر جا کر آپ سے یہ واقعہ بیان کرو۔" مغیرہ نے مان لیا۔ چنانچہ ابو بکرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور بتایا کہ بنو ثقیف آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آئے ہیں، دوسری طرف مغیرہ نکل کر ثقیفوں کے پاس چلے گئے۔ ان کے ساتھ ظہر کا وقت کاٹ کر شام کی اور سکھایا کہ رسول اللہ صلعم کو کس طرح سلام کرنا چاہیئے، لیکن انہوں نے جاہلیت ہی کے قاعدے سے سلام کیا۔

گفت و شنید جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسجد کے ایک گوشے میں ان کے لیے ایک خیمہ لگوا دیا گیا۔ جیسا کہ لوگوں نے بیان کیا ہے اور خالد بن سعید بن العاص ان ثقیفوں اور رسول اللہ صلعم کے درمیان (گفتگو کا واسطہ بنے ہوئے) آمد و رفت کر رہے تھے اور یہ سلسلہ اس وقت تک رہا جب تک بنو ثقیف کے لیے تحریر نہ لکھ دی گئی اور خالد بن سعید ہی وہ شخص تھے، جنہوں نے یہ تحریر لکھی۔ اس دوران میں ثقیف کا رویہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلعم کے پاس سے جو کھانا آتا، اس میں اس وقت تک ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک خالد بن سعید کچھ کھا نہ لیتے تھے اور ان کا یہ اصول اس وقت تک جاری رہا جب تک یہ اسلام نہیں لے آئے اور ان کے لیے تحریر نہیں لکھ دی گئی۔

ثقیف کے مطالبے ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مطالبات کیے تھے ان میں ایک مطالبہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "طاغیۃ" یعنی لات کو ان کے لیے چھوڑ دیں اور اسے تین سال تک منہدم نہ کریں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا، پھر انہوں نے دو سال..... پھر ایک سال تک منہدم نہ کرنے کا مطالبہ کیا مگر آپ انکار ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے مطالبہ، ہماری واپسی کے بعد سے ایک ہی مہینے تک اسے منہدم نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب بھی انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ نام کو بھی اسے نہ چھوڑا جائے گا اور جیسا کہ وہ ظاہر کرتے تھے۔ بجز اس کے ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ فوراً اسے منہدم نہ کر کے اپنی قوم کے بیوقوف لوگوں، عورتوں اور بچوں سے مامون رہیں اور نہیں چاہتے تھے کہ اسے منہدم کر کے قوم میں گھبراہٹ پیدا ہو جائے، جب تک ان میں اسلام نہ آ جائے۔ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ مانا، البتہ یہ منظور کر لیا کہ ان کے ساتھ آپ ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیج دیں اور یہ دونوں منہدم کر دیں (خود ثقیف منہدم نہ کریں)۔ لات (کے بت کدے) کو منہدم نہ کرنے کے مطالبے کے ساتھ ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ

آپ انہیں نماز معاف فرمادیں اور یہ کہ لوگ اپنے اوثان (بتوں) کو اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے، اس کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا۔

"جہاں تک بتوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑنے کا تعلق ہے۔ میں تمہیں معاف کر دوں گا، رہ گئی نماز تو دراصل اس دین میں کوئی بھلائی نہیں، جس میں نماز نہیں"

اس پر انہوں نے کہا:

"اے محمدؐ! ہم نماز ادا کریں گے۔ اگرچہ ذلت ہو"

عثمان بن ابی العاص کی امارت

پھر جب ثقیف اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر لکھ دی تو ان پر عثمان بن ابی العاص کو آپ نے امیر مقرر فرمایا اور عثمان بن ابی العاص ان میں سب سے نوعمر تھے انہیں امیر مقرر کیے جانے کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں میں انہیں اسلام کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا:

"یا رسول اللہ! درحقیقت میں نے اس لڑکے کو ان لوگوں میں تفقہ فی الاسلام اور تعلیم قرآن کا سب سے زیادہ حریص پایا"

رمضان اور وفد ثقیف

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے عیسیٰ ابن عبداللہ بن عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی نے ثقیف کے وفد کے ایک آدمی کی روایت بیان کی کہ جب ہم اسلام لے آئے اور جب تک رمضان کے دن رہے، ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ روزے رکھے، بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہمارے لیے افطاری اور سحری لاتے تھے۔ جب سحری لاتے تو ہم کہتے، ہمارا خیال ہے کہ صبح صادق طلوع ہو گئی۔ بلالؓ فرماتے: میں نے رسول اللہ صلعم کو سحری کھاتے ہوئے چھوڑا ہے، کیونکہ آپ سحری کھانے میں تاخیر فرماتے تھے اور جب افطاری لاتے تو ہم کہتے، ہمارا خیال ہے کہ ابھی پورا سورج غروب نہیں ہوا" بلالؓ فرماتے: میں تمہارے پاس اس وقت آیا ہوں جب رسول اللہ صلعم نے افطار کر لیا ہے۔ یہ فرما کر بلالؓ اپنا ہاتھ پیالے میں لاتے اور اس سے ایک لقمہ لے کر کھا لیتے۔

امیر ثقیف سے عہد

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے سعید بن ابو ہند نے بواسطہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر عثمان بن ابی العاص کی روایت بیان کی کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ثقیف پر (امیر بنا کر) بھیجا، اس وقت آپ نے مجھ سے جو آخری عہد لیا،

وہ یہ تھا:

"اے عثمان! نماز ہلکی رکھنا اور لوگوں میں ان کے سب سے زیادہ ضعیف آدمی کو معیار بنانا، کیونکہ (نماز پڑھنے والے) لوگوں میں کبیر بھی ہوتے ہیں اور صغیر بھی، ضعیف بھی ہوتے ہیں اور صاحب ضرورت بھی۔"

طاغیہ کا انہدام

ابن اسحٰق نے کہا: پھر جب ثقیف اپنے معاملات سے فارغ ہو گئے اور اپنے بلاد کی طرف واپس جانے کے لیے متوجہ ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو طاغیۃ (لات کے بت کدے) کے انہدام کے لیے بھیجا، بہرحال یہ دونوں بھی ثقیف کی اس جماعت کے ساتھ نکل کر گئے۔ جب طائف پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے چاہا، ابوسفیان کو آگے کر دیں، لیکن ابوسفیان نے ان کی یہ بات نہ مانی اور کہا، تم اپنی قوم میں داخل ہو، اور ابوسفیان انہدام کا سامان لے کر کھڑے ہو گئے۔ پھر مغیرہ اس کے اندر داخل ہوئے تو اوپر چڑھ کر پھاوڑے سے اسے مارنے لگے اور ان کی قوم۔ بنو معتب۔ ان کے سامنے کھڑی ہو گئی کہ ان کے تیر نہ مار دیا جائے یا عروہ کو جس طرح مارا گیا، انہیں بھی نہ مار دیا جائے۔ ادھر ثقیف کی عورتیں برہنہ سر روتی ہوئی نکل پڑیں، وہ کہہ رہی تھیں:

لَتُبْكَيَنَّ دُفَّاعْ ... أَسْلَمَهَا الرُّضَّاعْ

لَمْ يُحْسِنُوا الْمِصَاعْ

"دفاع (بچاؤ کرنے والا) پر خوب رونا چاہیے، لئیم اور کمین لوگوں نے اسے دشمنوں کے حوالے کر دیا، ان کا مقابلہ تلوار دل سے نہ ہو سکا۔"

ابن اسحٰق نے کہا: جس وقت مغیرہ بت کدے پھاوڑے سے توڑ رہے تھے تو ابوسفیان "وا افسوس صد افسوس" کہتے جاتے تھے۔ پھر جب مغیرہ نے اسے منہدم کر دیا مال اسباب اور زیورات لے لیے۔ ابوسفیان کو بلا کر سب چیزیں جمع کی گئیں اور اس وقت ان زیورات میں سونا اور پوتھ کے موتی نہ تھے۔

ابوملیح اور قارب کا اسلام

جب عروہ کو قتل کیا گیا تو ابوملیح ابن عروۃ اور قارب بن اسود ثقیف سے علیحدگی اختیار کرنے اور ان سے کبھی نہ ملنے کا ارادہ

لہ دفاع کے لفظی معنی دفع کرنے والا یعنی بچاؤ کرنے والا۔ لات دیوی کو چونکہ مصیبتوں سے محافظ مانا جاتا تھا۔ اس لیے اس کا لقب دفاع پڑ گیا۔

کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ وفد ثقیف سے پہلے ہی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے تھے۔

اسی موقع پر رسول اللہ صلعم نے ان دونوں سے کہا:

"جسے چاہو اپنا دوست اور بھائی بنا لو"

ان دونوں نے جواب دیا: ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے ماموں ابوسفیان بن حرب کو دوست بنا لو"

انہوں نے کہا اور ہم نے اپنے ماموں ابوسفیان بن حرب کو اپنا دوست بنا لیا"

اموال طاغیہ سے ادائے قرض

پھر جب اہل طائف مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو طاغیہ (لات کے بت کدے) کو انہدام کے لیے بھیجا تو ابو ملیح بن عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ طاغیہ کے اموال سے ان کے باپ عروہ کا وہ قرض ادا کر دیا جائے، جو ان پر واجب تھا" رسول اللہ صلعم نے یہ درخواست منظور فرمائی، اس کے بعد قارب بن اسود نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اسود کا قرض بھی ادا کر دیجئے" اور عروہ اور اسود ماں باپ دونوں کی طرف سے حقیقی بھائی تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اسود حالت کفر میں مرے ہیں۔ اس پر قارب نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا: "یا رسولؐ اللہ! لیکن آپ ایک مسلمان سے جو قرابت (رشتہ داری) والا ہے، صلہ رحمی فرماتے ہیں، یعنی خود مجھ سے اور قرض مجھی پر ہے اور میں ہی وہ شخص ہوں، جس سے اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا کہ طاغیہ کے مال سے عروہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دیا جائے، چنانچہ جب مغیرہ نے طاغیہ کا مال جمع کیا تو ابوسفیان سے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ تم عروہ اور اسود کی طرف سے ان کا قرض ادا کر دینا" یہ سن کر ابوسفیان نے دونوں کا قرضہ چکا دیا۔

رسول اللہ صلعم کی تحریر

اور رسول اللہ صلعم نے ثقیف کے لیے یہ تحریر لکھی تھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے رسول محمد النبی
من محمد النبی، رسول اللہ الی المومنین	کی جانب سے مومنین کی طرف، وج کے درخت
ان عضاہ وج وصیدہ لا یعضد، من	نہیں کاٹے جائیں گے اور نہ اس میں شکار کیا
وجد یفعل شیئا من ذلک فانہ یجلد	جائے گا۔ جو شخص اس میں سے کچھ بھی کرتا پایا

وتنزع ثيابه فان تعدى	جائے گا اسے دروں کی سزا دی جائے گی۔ اور اس
ذالك فانه يؤخذ فيبلغ به	کے کپڑے اتار لیے جائیں گے، پھر اگر اس سے بھی
النبي محمد وان هذا امر النبي	زیادہ تجاوز کرے گا تو اسے پکڑ کر محمد النبی کے پاس
محمد رسول الله۔	لایا جائے گا۔ اور یہ محمد نبی رسول اللہ کا حکم ہے۔

اور خالد بن سعید نے لکھا:

بأمر رسول محمد ابن عبد الله، فلا يتعدّه احد فيظلم نفسه فيما امر به محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

محمد بن عبد اللہ، رسول اللہ کے حکم سے کوئی تعدی نہ کرے کہ وہ خود اپنے حق میں ناانصافی کرے گا اس اصول کے رو سے جس کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

باب ۶۱

پہلا اسلامی حج اور اعلانِ براءت

امیرِ حج

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلعم بقیۂ رمضان، شوال و ذی قعدہ کے پورے دو ماہ مقیم رہے۔ پھر ۹ھ کے حج کے لیے ابوبکرؓ کو امیر بنا کر بھیجا۔ کہ وہ جاکر مسلمانوں کے حج کا انتظام کریں۔ ادھر مشرکین اپنی اپنی جگہ اپنے حج کا انتظام کر رہے تھے۔ بہرحال ابوبکرؓ اور وہ مسلمان جو ان کے ساتھ جانے والے تھے، مکہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

سورۂ براءت کا نزول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے مابین ہونے والا یہ معاہدہ، کہ بیت اللہ میں جو بھی آئے گا اسے روکا نہ جائے گا اور نہ شہر حرام میں کسی کو خوفزدہ کیا جائے گا۔ جس پر یہ لوگ، جیسا کہ فریقین میں طے ہوا تھا، قائم تھے، اسے توڑنے کے بارے میں براءت نازل ہوئی۔ اور یہ معاہدہ رسول اللہ صلعم اور مشرکین کے درمیان عام تھا اس میں وقت و مدت کی تعیین نہ تھی، ساتھ ہی عرب کے قبائل سے خصوصی معاہدے تھے جن میں مدت و میعاد کی تعیین تھی۔ بہرحال اس سلسلے میں اور ان منافقین کے بارے میں جنھوں نے جنگ تبوک میں رسول اللہ صلعم سے تخلّف کیا تھا اور شریک جنگ نہ ہوئے تھے، اور اس قول کے بارے میں جو ان میں سے کچھ لوگوں نے اپنے منہ سے نکالا تھا، یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کے رموز و اسرار کا افشا کیا ہے، جنھوں نے دلوں میں کچھ چھپا رکھا تھا اور زبان سے اس کے برعکس ظاہر کچھ کرتے تھے، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کی ہمارے لیے تعیین کی گئی ہے اور کچھ وہ ہیں جن کی تعیین نہیں کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (۹ : ۱)

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے، جن سے تم نے (بلا تعیین مدت) عہد کر رکھا تھا۔

یعنی مشرکین کے عام عہد سے دست برداری ہے۔

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

سو تم (اے مشرکین!) اس سرزمین میں چار ماہ گھوم پھر لو

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَ
اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ
الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ط (۹ ، ۲ تا ۳)

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى
اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ
لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّ لَمْ
يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا
اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ط
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا
انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا
لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ
حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ
مَاْمَنَهٗ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

(۹ : ۴ تا ۶)

اور جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے والے ہیں اور اللہ اور رسولؐ کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں دست بردار ہوتے ہیں، ان مشرکین کو امن دینے سے۔

پس اگر تم کفر سے توبہ کر لو تو تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے۔ اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے۔ ہاں وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا (یعنی وہ خاص عہد جس کی میعاد متعین کی گئی تھی) پھر انھوں نے تمھارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمھارے مقابلے میں کسی کی پشت پناہی کی۔ سو اس کے معاہدے کو اس کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو۔ در اصل اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے سو جب اشہر حُرم (یعنی وہ چار ماہ کی مدت جس کی تعیین کی گئی تھی) گزر جائیں تو (اس وقت) ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو اور انھیں پکڑو اور باندھ دو اور داؤں گھات کے موقعوں پر ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر (کفر سے) توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، درحقیقت اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور بڑے رحم والا ہے اور اگر مشرکین میں سے (جن کے قتل کا ہم نے تمھیں حکم دیا ہے) کوئی شخص آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دے دیجیے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجیے، یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ (اسلام کا) پورا علم نہیں رکھتے۔

پھر فرمایا:۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ٥

(۹ : ۷)

ان مشرکین کا عہد (جن سے باہمی عام معاہدہ تھا کہ نہ وہ تمھیں شہر حرام میں خوفزدہ کریں گے، نہ تم انھیں خوفزدہ کرو گے) اللہ کے نزدیک اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کیسے (قابل رعایت) رہے گا، مگر جن لوگوں نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے۔ (اور یہ لوگ بنو بکر کے وہ قبائل ہیں جو یوم حدیبیہ کے موقع پر قریش کے عقدۂ عہد میں اس مدت تک کے لیے داخل ہوئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان طے ہوئی تھی۔ انھوں نے عہد نہیں توڑا تھا، سوا قریش کی شاخ بنو بکر بن وائل میں سے خاندان بنو الدیل کے کہ (انھوں نے عہد توڑ دیا تھا حالانکہ یہ بھی قریش کے عقد و عہد میں داخل تھے، اس لیے حکم دیا گیا کہ ان (بنو بکر) کا عہد اس کی مدت تک پورا کیا جائے (جنھوں نے عہد نہیں توڑا تھا) سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں، تم بھی ان سے سیدھی طرح رہو، بے شک اللہ تعالیٰ (عہد شکنی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے؛

پھر فرمایا:۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ

(۹ : ۸)

کیسے (ان کا عہد قابل رعایت رہے گا، حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پا جائیں تو تمھارے مقابلے میں نہ اپنی قسم و حلف کا پاس کریں نہ اپنے قول و قرار کا (یہاں وہ عام مشرکین مراد ہیں جن کے عہد کے لیے کوئی مدت مقرر نہ تھی۔)

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ٥ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ٥ فَاِنْ تَابُوْا وَ

یہ لوگ تمھیں اپنی زبانی باتوں سے خوش کر رہے ہیں، اور ان کے دل (ان باتوں کو) نہیں مانتے اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں، انھوں نے احکام الٰہی کے عوض متاع قلیل کو خرید لیا ہے، سو یہ لوگ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں درحقیقت ان کے لیے بہت ہی برا ہے یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں بھی نہ قسم و حلف کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ مسلمانوں کے حق میں، حد سے بہت

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ (۹ : ۸ تا ۱۱)

تجاوز کرتے ہیں لیکن اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہو جائیں گے اور ہم ان لوگوں کے لیے اپنے احکام کی اچھی طرح تفصیل کرتے ہیں جو علم اور سمجھ رکھتے ہیں۔

اعلان براءت

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابو جعفر محمد بن علی رضوان اللہ علیہما کی روایت بیان کی کہ جب رسول اللہ صلعم پر سورت براءت نازل ہوئی اور اس وقت آپ ابوبکرؓ کو حج کا انتظام کرنے کے لیے روانہ کر چکے تھے تو آپ سے کہا گیا یا رسولؐ اللہ! کیا اچھا ہو کہ آپ ابوبکرؓ کے پاس کسی کو براءت کے لیے روانہ فرمائیں؟" اس پر آپؐ نے فرمایا: میری طرف سے یہ فرض کوئی انجام نہیں دے سکتا، بجز میرے اہل خانہ میں سے ایک شخص کے۔ اس کے بعد علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا:۔

اُخْرُجْ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةٍ، وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ اِذَا اجْتَمَعُوْا بِمِنًى اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَ لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. وَ مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهٗ اِلٰى مُدَّتِهٖ"

بَرَاءَة (دست برداری) کے ابتدائی حصے میں سے اس قصے کو لے کر جاؤ اور یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) کو جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں، عام اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس کا رسول اللہ صلعم سے معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ اس کے لیے اسی مدت تک رہے گا۔ (اس کے بعد کوئی معاہدہ نہ ہوگا۔)

چنانچہ علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے اور ابوبکرؓ کو راستے ہی میں پا لیا، ابوبکرؓ نے انھیں دیکھتے ہی پوچھا، امیر ہو کر آئے ہو یا ماتحت ہو کر؟ علیؓ نے جواب دیا: ماتحت ہو کر۔" اس کے بعد دونوں آگے بڑھ گئے اور مکہ پہنچ کر ابوبکرؓ نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام شروع کر دیا، اس سال بھی عرب اپنی اپنی جگہ جاہلیت کے دستور کے مطابق حج کا انتظام کر رہے تھے، پھر جب یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کا دن) آیا، علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے وہی اعلان فرما دیا، جس کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ چنانچہ انھوں نے کہا:۔

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ:

لوگو سن لو! کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اور جس کا رسول اللہ صلعم سے معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ اس کے لیے اسی مدت تک کے لیے ہے۔

لوگوں کے سامنے جس دن سے یہ اعلان ہوا، اس دن سے چار ماہ تک کی مدت کو پورا کیا، تاکہ ہر قوم اپنے اپنے امن کے مقام پر یا اپنے اپنے شہروں میں واپس چلی جائے۔ پھر کسی مشرک سے عہد و معاہدہ نہ رہا، بجز ایسے شخص کے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدت معینہ تک کا عہد تھا اور وہ بھی اس مدت تک رہا۔ چنانچہ اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہ کیا اور نہ کسی نے برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔

ابوبکرؓ اور علیؓ رسول اللہ صلعم کے پاس واپس آگئے۔

ابن اسحٰق نے کہا، براءۃ (دست برداری) کا یہ اعلان ان اہل شرک کے بارے میں تھا، جن سے مدت مقررہ تک کے لیے خاص معاہدہ نہ تھا۔

مشرکین سے جہاد کا حکم

ابن اسحٰق نے کہا، چار ماہ کی مدت کے بعد، جو اللہ تعالیٰ نے ان اہل شرک کے لیے مقرر کر دی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین سے، جنھوں نے معاہدۂ خاص توڑا تھا اور ان مشرکین سے، جنھوں نے معاہدۂ عام توڑا تھا، جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ اگر مشرکین کا کوئی آدمی اس چار ماہ کی مدت کے اندر ہی تجاوز کرے تو اسے اس مدت میں بھی تجاوز کی وجہ سے قتل کر دیا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ، وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ

کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دی ہیں اور رسول کو جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے ہیں اور انھوں نے تم سے خود چھیڑ کرنے میں پہل کی ہے؟ کیا ان سے (لڑنے میں) ڈرتے ہو؟ سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو، ان سے لڑو، اللہ تعالیٰ (کا وعدہ ہے کہ) انھیں تمھارے ہاتھوں سزا دیگا اور انھیں ذلیل و رسوا کرے گا۔

مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(۹ : ۱۴ تا ۱۶)

اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور ان لوگوں کے دلوں کو تسکین دیگا جو ایمان والے ہیں اور ان کے دلوں سے غیظ و غضب دور کریگا اور جس پر چاہے گا اللہ تعالیٰ توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم و حکمت والے ہیں، کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے، حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہر طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں، جنھوں نے تم میں سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا ہو، اور اللہ اور رسولؐ اور مومنین کے سوا کسی کو رازداں اور دخیل دوست نہ بنایا ہو، اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو، سب سے واقف ہے۔

آبادیٔ مساجد کے حقدار

ابن اسحٰق نے کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کا رد کیا کہ ہم حرم والے ہیں اور حُجّاج کو پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے ہیں اور اس بیت اللہ کو آباد کرنے والے ہیں، اس لیے ہم سے زیادہ افضل کوئی نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ، فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ (۹ : ۱۸)

ہاں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے، جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کے متعلق یقین ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

اس کے بعد فرمایا:-

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ (۹ : ۱۹)

کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے کی خدمت کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے؟ یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔"

مشرک کعبے کے نزدیک نہ آئیں

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کا قصہ بیان کیا ہے، پھر یہ قصہ حُنین اور حنین کے واقعات پر، مسلمانوں کے دشمنوں پر غالب آنے اور ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگنے کے بعد انھیں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پہنچنے کے ذکر پر ختم ہوا ہے، اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

(۹ : ۲۸ تا ۲۹)

یہ مشرک بڑے ناپاک ہیں، اس لیے اس سال کے بعد یہ لوگ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تم کو مفلسی (اور کساد بازاری) کا اندیشہ ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب اسے فضل سے بے نیاز و مستغنی (اور صاحب غنا و دولت مند) کر دیگا (وان خفتم عیلۃ، (یعنی اگر تمھیں مفلسی کا اندیشہ ہے اس لیے کہا گیا ہے کہ لوگوں نے کہا تھا، ہمارے بازار تم ختم ہو کر رہ جائیں گے اس لیے ہماری تجارت بھی برباد ہو کر رہ جائیگی اور جو منافع ان بازاروں سے ہم حاصل کرتے ہیں، وہ سب چلے جائینگے) بلا ریب اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور وہ لوگ جو نہ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنھیں خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتایا ہے اور نہ سچا دین قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک جنگ کرو کہ وہ ماتحت اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کر لیں۔

اہل کتاب کے متعلق

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور ان کے اس شر و فساد اور افترا پردازی کا ذکر کیا ہے جس میں وہ پڑے ہوئے تھے، یہاں تک کہ اس کے آگے فرمایا:۔

إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

(۹ : ۳۴)

ان کے بہت سے علماء اور درویش صفت لوگ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھا جاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے ہٹے رہتے ہیں اور جو سونے اور چاندی کے خزانے جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستے میں (یعنی نیک کاموں میں) خرچ نہیں کرتے تو انھیں ایک دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو۔

نسئی کا رد

پھر اللہ تعالیٰ نے نسئی کا اور عربوں نے اس میں جو نئے نئے طریقے نکالے تھے، ان کا ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے تھے، انھیں حلال کر لینا اور جو حلال کیے تھے، انھیں حرام کر لینا "نسئی" کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ

یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک

اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ
اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ
ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا
فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ ۚ

(۹ : ۳۶)

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي
الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ
كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَ
يُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا
عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَيُحِلُّوا مَا
حَرَّمَ اللهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ
أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

(۹ : ۳۷)

معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اسی روز سے) ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں، یہی دین مستقیم ہے اس لیے تم ان مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے) اپنا نقصان مت کرنا (یعنی ان مہینوں میں حرام مہینوں کو حلال اور حلال مہینوں کو حرام نہ کرنا، جیسا کہ اہل شرک نے کیا ہے)

یہ آگے پیچھے کرنا (نسیٔ) تو کفر میں اور زیادتی ہے، کفر والے لوگ اس سے اور گمراہ کیے جاتے ہیں کہ ایک حرام مہینے کو کسی سال (کسی نفسانی غرض کے لیے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) حلال مہینے کو حرام کر لیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں (صرف) ان کی گنتی پوری کر لیں، پھر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں، ان کی بداعمالیاں انھیں آراستہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ضد و کفر کرنے والوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔"

باب ۱۶۲

سورۂ برأت کی تفسیر

تبوک کے بارے میں آیات پھر اللہ تعالیٰ نے تبوک کا ذکر کیا ہے اور تبوک کی جنگ کے موقع پر اس سے مسلمانوں کے ٹھس ہو جانے کا اور اہل روم سے جنگ کرنے کے لیے جب رسول اللہ صلعم نے انھیں دعوت دی تو اس وقت اس چیز کو امر عظیم سمجھنے کا اور جب منافقین کو جہاد کے لیے بلایا تو اس وقت ان کے نفاق کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ پھر اسلام میں منافقین کے نئی باتیں پیدا کرنے پر جو ان کی ملامت کی گئی، اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ط (۹: ۳۸)

اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے: اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو، تو تم ٹھس ہو کر زمین سے لگے جا رہے ہو۔

پھر یہ قصہ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک چلتا ہے، کہ

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (۹: ۳۹)

تو اللہ تعالیٰ تمھیں سخت سزا دیگا (یعنی تمھیں ہلاک کر دیگا) اور تمھارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دیگا۔

اور آگے اس قول تک:۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔

(۹: ۴۰)

اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی اس وقت مدد کر چکا ہے، جب آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا، جب دو آدمیوں میں ایک آپ تھے، جس وقت دونوں غار میں تھے۔

اہل نفاق پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلعم سے اہل نفاق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ

اگر مال اسباب جلدی سے ملنے والا (اور اوسط درجے کا سفر ہوتا تو یہ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے لگ لیتے۔ لیکن انھیں

بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

(۹ : ۴۳)

تو دشوار گزار مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی، اور عنقریب خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے، یہ لوگ (جھوٹ بول بول کر) اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف تو کر دیا (لیکن) آپ نے انھیں اس قدر جلد اجازت کیوں دیدی تھی جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔

اپنے اس قول تک:-

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ

(۹ : ۴۷)

اگر یہ لوگ تمہارے اندر شامل ہو کر نکلتے تو سوا اس کے کہ فتنہ پروری اور خیانت میں اضافہ کرتے اور تمہارے درمیان دوڑے دوڑے پھرتے کہ تمہارے لیے فتنے پیدا کریں۔ تمہارے اندر ان کے کچھ کان لگانے والے جاسوس موجود ہیں۔

آیات قرآنی

ابن اسحٰق نے کہا اور جن صاحب اثر اور باعزت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تھی، جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ ان میں عبد اللہ بن اُبَی اور جَدّ ابن قیس بھی تھے، یہ سب اپنی قوم میں باعزت لوگ تھے۔ ان کے حالات کا علم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس سے روک دیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ جنگ کے لیے جائیں، اور وہاں آپ کے لشکر میں آپ کے خلاف انتشار پیدا کریں، کیونکہ رسول اللہ صلعم کے لشکر میں ایسے لوگ بھی تھے، جو ان (عبد اللہ بن ابی وغیرہ جیسے) لوگوں سے محبت بھی رکھتے تھے اور جس طرف یہ لوگ دعوت دیتے اس کی اطاعت کے لیے بھی تیار رہتے تھے، کیونکہ ان لوگوں کو اپنی قوم میں وقار حاصل تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ

اور تمہارے اندر ان کے کچھ کان لگانے والے جاسوس موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان بے راہرو لوگوں کو خوب سمجھ لے گا۔ انھوں نے تو اس سے پہلے بھی (یعنی اس سے قبل کہ آپ کے وہ

تَبَلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۔

(۹ : ۴۷ تا ۴۹)

اجازت مانگیں، فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کے معاملات کو الٹنے پلٹنے کی کوشش کی تھی (یعنی تاکہ آپکے رفقاء آپ کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں اور آپ کا معاملہ آپ ہی پر ڈالدیں) یہاں تک کہ حقیقی بات سامنے آگئی اور اللہ کا حکم ظاہر ہوگیا اور انھیں ناگوار ہی ہوتا رہا اور ان (تخلف کرنے والے منافقین) میں بعض وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دے دیجیے اور مجھے خرابی میں نہ ڈالیے، خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے (جس شخص نے یہ اجازت مانگی تھی جیساکہ ہمیں نام کی تعیین کے ساتھ بتایا گیا ہے وہ جدّ ابن قیس اخو بنوسلمہ تھا۔ جب اسے رسول اللہ صلعم نے روم سے جہاد کرنے کے لیے بلایا تھا۔)

ؒ

ؒ

ؒ

پھر یہ قصہ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک چلتا ہے :۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝

(۹ : ۵۷ تا ۵۸)

ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا کوئی غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں، پھر اگر ان صدقات میں سے (ان کی خواہش کے موافق) انھیں مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انھیں نہیں ملتا تو اچانک وہ ناراضی کا اظہار کرنے لگتے ہیں (یعنی ان کی نیت اور ان کی رضامندی اور ناراضی سب اپنی دنیا کے لیے ہے۔

مصارف صدقات کا بیان

پھر یہ بیان کیا کہ صدقات کن لوگوں کے لیے ہیں، اور اس کے مستحقین کی تعیین فرمائی چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ

صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا، اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی اور دلداری کرنا منظور ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں

وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (۹ : ٦٠)

کے قرضے میں اور جہاد میں اور مسافروں میں، یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور دانائی والے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کو ایذا دینے والے

پھر اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا رسول اللہ صلعم کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کا ذکر کیا ہے، وہ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ، وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(۹ : ٦١)

ان منافقین میں بعض ایسے ہیں جو نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کانوں کے کچے ہیں، آپ فرما دیجیے نبی کان دے کر وہی بات سنتے ہیں جو تمھارے حق میں خیر ہی خیر ہے کہ وہ اللہ پر یقین رکھتے اور مومنین کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ ان لوگوں کے حال پر مہربان ہیں۔ جو تم میں سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ صلعم کو اذیتیں پہنچاتے ہیں ان لوگوں کے لیے دردناک سزا ہے۔

اور جو یہ قول اپنی زبان سے نکالتا تھا، جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، وہ نَبْتَل بن حارث اخو بنو عمرو بن عوف ہے، اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ نبتل بن حارث کہا کرتا تھا: "محمدؐ تو کچے کانوں کے ہیں، جو بھی ان سے کوئی کچھ بیان کر دیتا ہے، اسی کو مان لیتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ۔ یعنی وہ بھلائی کی باتیں سنتے اور انھیں مانتے ہیں:۔

پھر فرمایا:۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ج وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

(۹ : ٦٢)

یہ لوگ تمھارے سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمھیں راضی کر لیں (جس میں مال و جان محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ حق رکھتے ہیں، کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو انھیں راضی کریں۔

آیات سے ہنسی مذاق

پھر فرمایا:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو محض نکتہ سنجی

إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ (۹ : ۶۵)	اور کھیل کی باتیں کر رہے تھے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو؟"

اس قول تک:۔
إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً (۹ : ۶۶) اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں، تاہم بعض کو تو (ضرور ہی) سزا دیں گے"۔ اور یہ قول جس نے کہا تھا، وہ وُدَیعہ بن ثابت اخو بنو اُمیہ بن زید ہے، جو بنو عمرو بن عوف کے قبیلے کا ایک شخص ہے اور جسے معاف کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، وہ مخشّن بن حمیّر الاشجعی ہے۔ جو بنو سلمہ کا حلیف ہے اور اس کی معافی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے جو باتیں ان منافقین سے سُنیں، ان میں سے کچھ باتوں کو بُرا کہا۔

کُفّار و مُنافقین کے خلاف جہاد

پھر ان منافقین کے حالات کا قصہ بیان کیا جس کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ختم ہُوا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ (الیٰ قولہ) مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ (۹ : ۷۴)	اے نبی! کفار سے اور منافقین سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ لوٹ کر جانے کی بُری جگہ ہے، وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی، حالانکہ انھوں نے یقیناً کفر کی بات کہی تھی اور اپنے اسلام کے بعد بھی کافر ہو گئے اور انھوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور نہ انھو نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ انھیں اللہ نے اور اس کے رسول نے رزقِ خداوندی سے مالدار کر دیا، (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) کہ "من ولی ولا نصیر" یعنی ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار"۔

اور یہ قول جس نے کہا تھا وہ جُلاس بن سوید بن صامت تھا، ایک شخص جو جُلاس ہی کے زیرِ نگرانی تھا اور جسے عمیر بن سعد کہا جاتا تھا، اس نے یہی کلمہ جُلاس کے اوپر الٹ دیا، تو اس نے اسے برا سمجھا اور قسم کھانے لگا کہ اس نے یہ کلمہ نہیں کہا، پھر جب ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا تو جُلاس نے توبہ کی اور اپنا کلمہ واپس لیا، توبہ کے بعد اس کا حال بہتر ہو گیا تھا، جیسا کہ

مجھے معلوم ہوا ہے۔

نفلی صدقات

اس کے بعد فرمایا:

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِن فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ (۹: ۷۵)

اور ان منافقین میں بعض آدمی ایسے ہیں جو خدائے تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرمائے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم (اس کے ذریعے سے) خوب نیک کام کیا کریں

ان میں جس نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا وہ ثعلبہ بن حاطب اور مُعتّب بن قُشَیر تھے، اور یہ دونوں قبیلہ بنو عمرو بن عوف سے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(۹: ۷۹)

یہ منافقین ایسے ہیں کہ نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (بالخصوص) ان لوگوں پر (اور زیادہ) جنھیں بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں آتا تو ان سے تمسخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے تمسخر کرتا ہے اور ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

اور جو مومنین نفلی صدقات دیتے تھے، وہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی اخو بنو العجلان ہیں اور اس کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم صدقے کی ترغیب فرماتے اور اس پر لوگوں کو اُکسا رہے تھے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہوئے اور انھوں نے چار ہزار درہم صدقے میں دے دیے اور عاصم بن عدی کھڑے ہوئے تو انھوں نے ایک سو وسق کھجوریں صدقے میں دے دیں، اس پر منافقین نے ان دونوں کو طعن دیا اور کہا: یہ سب ریاکاری کے لیے کیا گیا ہے۔ اور جنھوں نے اپنی مزدوری کی اجرت ہی صدقے میں دے دی تھی، وہ ابو عُقیل اخو بنو اُنَیف تھے، جو ایک صاع تمر لائے تھے اور وہی انھوں نے صدقے میں آکر انڈیل دیے، اس پر منافقین نے خوب ٹھٹھا کیا اور کہا: اللہ ابو عقیل کے ایک صاع تمر سے بے نیاز ہے۔"

باطل عذر

پھر اللہ تعالےٰ نے ان منافقین کی باہمی گفتگو کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے اس وقت کی تھی، جب آپ نے جہاد کی دعوت دی تھی اور سخت قحط اور گرمی کے

عالم میں انھیں تبوک چلنے کا حکم دیا تھا، فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ۚ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۚ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ (الى قوله) وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۚ (۹: ۸۱ تا ۸۵)	اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو۔ آپ کہہ دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے۔ تو تھوڑے دن ہنس لیں اور بہت دنوں تک روتے رہیں ان کرتوتوں کے بدلے میں، جو (کفر و نفاق کی وجہ سے) کیا کرتے تھے (اس قول تک) اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔

ابن اُبَیّ کی نماز جنازہ

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے واسطے سے عبد اللہ بن عباس کی روایت بیان کی، عبد اللہ بن عباس نے فرمایا: میں نے عمرؓ بن خطّاب کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عبد اللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلعم کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا، آپ آکر کھڑے ہوگئے۔ لیکن جب آپؐ نے جنازے پر کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو میں پھر کر گیا اور جنازے کے سینے کے بالمقابل کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپ دشمن خدا عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں، جس نے فلاں موقع پر یہ بات کہی تھی اور فلاں موقع پر یہ بات کہی تھی؟ میں عبد اللہ بن ابی کے ایک دن کی ایک ایک حرکت شمار کر رہا تھا اور رسولؐ اللہ تبسم فرما رہے تھے، تا آنکہ جب میں نے بہت اصرار کیا، تو فرمایا:

"یَا عُمَرُ! اَخِّرْ عَنِّىْ اِنِّىْ قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ	عمرؓ! میرے پاس سے ہٹ کر پیچھے ہو جاؤ۔ مجھے نماز پڑھانے اور نہ پڑھانے، دونوں کا اختیار دیا گیا ہے میں نے نماز پڑھانے کو پسند کیا: مجھ سے کہا گیا ہے:۔
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ (۹: ۸۰)	چاہیں تو ان کے لیے معافی کی درخواست کریں اور چاہیں نہ کریں، اگر ان کے لیے ستر بار بھی معافی کی درخواست کی تو اللہ کسی طرح انھیں معاف کرنے والا نہیں۔

اگر میں جانتا کہ ستّر سے زیادہ مرتبہ دعاء مغفرت کروں تو اسے معاف کر دیا جائے گا تو میں ستّر سے زیادہ مرتبہ بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا۔"

باری تعالیٰ کا ارشاد

عمرؓ نے فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا دی اور جنازے کے ساتھ تشریف بھی لے گئے اور قبر پر اس وقت تک کھڑے رہے، جب تک فراغت نہ ہو گئی۔ عمرؓ آگے فرماتے ہیں: پھر میں نے رسول اللہؐ کے سامنے اپنی اس جسارت پر بڑا تعجب کیا، اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ علم رکھتے تھے، مجھے تو خدا کی قسم! بہت کم علم تھا، یہاں تک کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:-

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (۹ : ۸۴)

اور ان میں سے جو بھی وفات پائے، اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور یہ اس حالت میں مرے ہیں کہ یہ کافر و فاسق تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے کسی بھی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

اجازت مانگنے والے اصحابِ قوّت

ابن اسحٰق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ (۹ : ۸۵)

اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ تم (خلوص دل سے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے طاقت و قدرت رکھنے والے بھی آپ سے رُخصت مانگتے ہیں۔

اور طاقت و قدرت رکھنے والوں میں عبداللہ بن اُبی بھی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ملامت کی ہے، اور اس کا بھی ذکر کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ

لیکن رسولؐ اور ان کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں، انھوں نے (اس حکم کو مانا اور) مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انھیں کے لیے تمام خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

الْعَظِيْمُ ۝ (۹ : ۸۸ تا ۸۹) | اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(اِلٰی اٰخِرِ الْقِصَّۃِ) | (آخر قصہ تک)

مخلص معذورین معذرت اور رخصت کی درخواست کرنے والے ، جیساکہ مجھے معلوم ہوا ہے بنو غفار کے کچھ آدمی تھے ، جن میں خُفاف بن ایماء بن رُحضہ ہیں ، پھر اہلِ عذر کا قصہ چلتا ہے اور یہ قصہ اس قول پر ختم ہوتا ہے :۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ (۹ : ۹۲)

اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ و الزام ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ انھیں کوئی سواری دے دیں ، اور آپ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ، جس پر میں تمھیں سوار کردوں تو وہ اس طور پر آپ کے پاس سے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں کیونکہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۹ : ۹۳)

پھر الزام اور مواخذہ تو صرف ان لوگوں پر ہے ، جو باوجود اس کے کہ وہ دولتمند اور مستغنی لوگ ہیں ، گھر میں رہنے کی اجازت مانگتے ہیں ، وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر خوش ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی جس سے وہ گناہ و ثواب کو جانتے بھی نہیں

اس کے بعد مسلمانوں سے قسمیں کھانے اور ان سے عذر کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ ارشاد فرمایا : "فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ..... الٰی قولہ ..... فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ" (اس لیے آپ ان سے اعراض کرلیجیے ..... اس قول تک ..... پس اگر تم ان سے راضی ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کافر قوم سے کسی طرح بھی راضی ہونے والا نہیں ۔)

منافق اعراب پھر اللہ تعالیٰ نے اعراب کا (دیہاتیوں) اور ان میں سے جو منافق تھے ، ان کا ذکر کیا اور اس بات کا ذکر کیا کہ ان اعراب نے کس طرح رسول اللہ اور

مومنین کے چلے جانے کے لیے انتظار کیا تھا، فرمایا،

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (۹ : ۹۸)

اور ان دیہاتیوں میں بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ وہ (اللہ کے راستے میں صدقہ وغیرہ دے کر) خرچ کرتے ہیں اسے جرمانہ سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے واسطے (زمانے کی) گردشوں کے منتظر رہتے ہیں، بُرا وقت انھیں (منافق دیہاتیوں) پر پڑنے والا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پھر اعراب میں جو اخلاص و ایمان والے تھے، ان کا ذکر کیا ہے:۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ (۹ : ۹۹)

اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اسے عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لیے موجب قربت ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار میں سابقون الاوّلون کا ذکر کیا ہے، اور ان کی فضیلت بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو بہترین اجر دینے کا وعدہ کیا ہے، اس کا ذکر کیا ہے، پھر ساتھ ہی ان کے بعد میں آنے والے مسلمانوں کے ذکر سے ملحق کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ" اللہ ان سے خوش ہوگیا اور یہ اللہ سے خوش ہو گئے"

دُہرے عذاب کے سزاوار

پھر فرمایا:۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ - (۹ : ۱۰۱)

اور تمہارے گرد و پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حدِ کمال کو پہنچ گئے ہیں کہ آپ بھی انھیں نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں)، انھیں ہمیں جانتے ہیں، انھیں ہم دُہری سزا دیں گے۔

وہ عذاب جسے دو مرتبہ دینے کی وعید اللہ تعالیٰ نے فرمائی، یہ ہے کہ اسلام کے جن معاملات میں یہ اُلجھے ہوئے تھے اور جس کا غصہ ان کے دلوں میں بغیر کسی للّٰہیت کے موجزن تھا، اس سے ان کا مغموم رہنا ایک عذاب تھا، پھر ان کے لیے قبروں کا عذاب ہے۔ جب یہ ان میں جائیں گے، اور وہ عذاب عظیم ہے، جس کی طرف انھیں لوٹ کر جانا ہے، یعنی عذاب جہنم، جس میں یہ ہمیشہ کے لیے مبتلا رہیں گے۔

معترفین گناہ

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۹ : ۱۰۲)	اور کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اپنی خطا اور گناہ کا اعتراف کر لیا ہے، جنھوں نے نیک اور بد اعمال کو مخلوط کر دیا ہے، اللہ سے امید ہے کہ وہ ان پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا، یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا . . . (الی اخر القصہ)	آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (جسے یہ لائے ہیں) لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ انھیں (گناہ کے آثار سے) پاک و صاف کر دیں گے .... آخر قصہ تک

نیز فرمایا:۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ	اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کا حکم آنے تک ملتوی ہے کہ انھیں سزا دیگا یا ان کی توبہ قبول کرے گا۔

اصحاب ثلاثہ

یہ وہ اصحاب ثلاثہ (تین اشخاص) ہیں، جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا اور رسول اللہ صلعم نے یہ معاملہ اس وقت تک ملتوی رکھا تھا، جب تک اللہ کی طرف سے ان کی توبہ کی قبولیت نہ آگئی۔

پھر فرمایا:۔

اصحاب مسجد ضرار

"وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا" اور وہ لوگ جنھوں نے نقصان پہنچانے کے لیے مسجد بنائی، آخر قصہ تک۔

پھر فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے بدلے خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے"۔

پھر تبوک اور تبوک کے واقعات کی پوری تفصیل آخر سورت تک چلی گئی ہے۔

اس سورۃ کا نام بَرَاءَۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک رہا۔ پھر اس کا نام مُبعثرہ ہو گیا۔ یعنی الٹ پلٹ کر دینے والی، برانگیختہ کرنے والی۔ کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے اسرار سربستہ کا افشاء کر دیا تھا۔

اور تبوک آخری غزوہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

باب ۱۶۳

غزوات کے متعلق اشعار

حسان کے اشعار

حسانؓ بن ثابت نے یہ اشعار کہے ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں انصار مدینہ کی جنگیں شمار کراتے ہیں اور ان کے معرکوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ اشعار حسانؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ بن حسانؓ کے ہیں:۔

أَلَسْتُ خَيْرَ مَعَدٍّ كُلِّهَا نَفَرًا ۔۔۔ وَمَعْشَرًا إِنْ هُمُ عُمُّوا وَإِنْ حُصِلُوا

اگر قبیلہ معد کا عام اجتماع کیا جائے تو کیا میں بحیثیت انسان اور بحیثیت گروہ کے سارے قبیلہ معد سے بہتر ثابت نہ رہوں گا؟

قَوْمٌ هُمُ شَهِدُوا بَدْرًا بِأَجْمَعِهِمْ ۔۔۔ مَعَ الرَّسُولِ فَمَا أَلَوْا وَمَا خَذَلُوا

اور یہ وہ لوگ ہیں جو تمام کے تمام میدانِ بدر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک جنگ ہوئے۔ پھر اس میں نہ کوئی کوتاہی کی اور نہ ان کی مدد چھوڑی۔

وَبَايَعُوهُ فَلَمْ يَنْكُثْ بِهِ أَحَدٌ ۔۔۔ مِنْهُمْ وَلَمْ يَكُ فِي إِيمَانِهِمْ دَخَلُ

انھوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر ان کے ایک بھی آدمی نے یہ بیعت نہیں توڑی اور نہ ان کے ایمان میں کوئی فساد پیدا ہوا۔

وَيَوْمَ صَبَّحَهُمْ فِي الشِّعْبِ مِنْ أُحُدٍ ۔۔۔ ضَرْبٌ رَصِينٌ كَحَرِّ النَّارِ مُشْتَعِلُ

اور یہ اس دن بھی حاضر تھے جب صبح کے وقت اُحد کی گھاٹی میں آگ کے شعلوں کے مانند فنکارانہ شمشیر زنی کے باعث تلواروں سے شعلے برس رہے تھے۔

وَيَوْمَ ذِي قَرَدٍ يَوْمَ اسْتَثَارَ بِهِمْ ۔۔۔ عَلَى الْجِيَادِ، فَمَا خَامُوا وَمَا نَكَلُوا

اور غزوہ ذی قرد کے موقع پر جب انھیں جنگ جوش دلا رہی تھی، اور

یہ گھوڑوں پر سوار تھے، پھر نہ انھوں نے بزدلی دکھائی اور نہ گھبراہٹ کا اظہار کیا۔

وَذَا الْعُشَيْرَةِ جَاسُوهَا بِخَيْلِهِمْ ۔۔۔ مَعَ الرَّسُولِ عَلَيْهَا الْبِيضُ وَالْأَسَلُ

اور (غزوہ ذوالعشیرہ میں) انھوں نے رسول اللہ صلعم کی معیت میں اپنے ان گھوڑوں سے ذوالعشیرہ کو روند کر رکھ دیا، جن پر چمکتی ہوئی تلواریں اور لمبے لمبے نیزے رکھے نظر آرہے تھے۔

وَيَوْمَ وَدَّانَ أَجْلَوْا أَهْلَهُ رَقَصًا ۔۔۔ بِالْخَيْلِ حَتَّى نَهَانَا الْحَزْنُ وَالْجَبَلُ

اور انھوں نے غزوہ ودان میں اپنے گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے لپک لپک کر ودان کے باشندوں کو شہر بدر کر دیا (اور ہمارا قدم اس وقت تک نہ رکا، جب تک ہمیں مرتفع زمینوں اور پہاڑوں نے روک نہیں دیا کہ اس کے بعد شہر کی حد ہی ختم ہو گئی تھی)

وَلَيْلَةً طَلَبُوا فِيهَا عَدُوَّهُمْ ۔۔۔ لِلَّهِ وَاللَّهُ يَجْزِيهِمْ بِمَا عَمِلُوا

اور یہ انصار اس رات میں بھی حاضر تھے، جس میں یہ اپنے دشمنوں کو اللہ کے راستے میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار رہے تھے، پھر جیسے انھوں نے وہاں کارنامے دکھائے، ویسا اللہ تعالیٰ انھیں اس کا بہتر معاوضہ دے رہا ہے۔

وَغَزْوَةَ يَوْمِ نَجْدٍ ثُمَّ كَانَ لَهُمْ ۔۔۔ مَعَ الرَّسُولِ بِهَا الْأَسْلَابُ وَالنَّفَلُ[1]

اور نجد کی جنگ میں بھی یہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک تھے پھر وہاں ان کے لیے وہ مال بھی تھا جو مقتولین سے حاصل ہوا اور مالِ غنیمت بھی۔

وَغَزْوَةَ الْقَاعِ فَرَّقْنَا الْعَدُوَّ بِهِ ۔۔۔ كَمَا تُفَرَّقُ دُونَ الْمَشْرَبِ الرَّسَلُ

اور غزوہ القاع میں ہم نے دشمنوں کو اسی طرح تتر بتر کر دیا تھا، جس طرح پانی کے گھاٹ کے سامنے اونٹ بکھیر دیے جاتے ہیں۔

---

[1] وَلَيْلَةً بِحُنَيْنٍ جَالَدُوا مَعَهُ ۔۔۔ فِيهَا يَعُلُّهُمُ بِالْحَرْبِ إِذْ نَهِلُوا

اصل میں یہ بھی شعر موجود ہے مگر مترجم نے اس کا اندراج نہیں کیا (جلد ۲ صفحہ ۔۔۔) (اے۔ کے)

وَيَوْمَ بُوْيِعَ كَانُوْا اَهْلَ بَيْعَتِهٖ عَلَى الْجِلَادِ فَاٰسَوْهُ وَمَا عَدَلُوْا

اور جس دن رسول اللہ صلعم سے لوگ بیعت کر رہے تھے اور یہ انصار بہادری اور مقابلے کے اوپر رسول اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ پھر انھوں نے رسول اللہ صلعم کو اپنا ایک فرد بنا لیا اور اس سے کسی طرح نہیں پھرے۔

وَغَزْوَةَ الْفَتْحِ كَانُوْا فِيْ سَرِيَّتِهٖ مُرَابِطِيْنَ فَمَا طَاشُوْا وَمَا عَجِلُوْا

اور غزوہ فتح مکہ میں بھی یہ انصار آپ کی جماعت میں جنگی گھوڑوں کی نگرانی کرتے ہوئے شامل تھے، پھر نہ انھوں نے ہلکا پن دکھایا اور نہ جلدبازی سے کام لیا۔

وَيَوْمَ خَيْبَرَ كَانُوْا فِيْ كَتِيْبَتِهٖ يَمْشُوْنَ كُلُّهُمْ مُسْتَبْسِلٌ بَطَلُ

اور جنگ خیبر میں رسول اللہ صلعم کے لشکر میں چل رہے تھے اور ان کا ہر آدمی بہادر اور داد شجاعت لینے والا تھا۔

بِالْبِيْضِ تُرْعَشُ فِي الْاَيْمَانِ عَارِيَةً تَعْوَجُّ فِي الضَّرْبِ اَحْيَانًا وَتَعْتَدِلُ

ایسی برہنہ تلواروں کو لے کر چل رہے تھے جو ان کے داہنے ہاتھوں میں کپکپا رہی تھیں، جو مارنے کے لیے کبھی جھک جاتیں اور کبھی سیدھی ہو جاتی تھیں۔

وَيَوْمَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْتَسِبًا اِلٰى تَبُوْكَ وَهُمْ رَايَاتُهُ الْاُوَلُ

اور اس دن جب رسول اللہ صلعم حصولِ ثواب کے لیے تبوک کو روانہ ہوئے تھے، یہ انصار گویا آپ کے آگے آگے چلنے والے جھنڈے تھے۔

وَسَاسَةُ الْحَرْبِ اِنْ حَرْبٌ بَدَتْ لَهُمْ حَتّٰى بَدَا لَهُمُ الْاِقْبَالُ وَالْقَفَلُ

اور اگر جنگ ان کے سامنے رونما ہوتی ہے، تو یہ جنگ کو اس وقت تک سزا دیتے رہتے ہیں، جب تک آگے بڑھنا اور واپس آنا (یعنی فتح) ان کے حق میں نہ ہو جائے۔

اُولٰئِكَ الْقَوْمُ اَنْصَارُ النَّبِيِّ وَهُمْ قَوْمِيْ اَصِيْرُ اِلَيْهِمْ حِيْنَ اَتَّصِلُ

یہی وہ لوگ ہیں، جو نبی کریم صلعم کے انصار ہیں اور یہی لوگ میری قوم ہیں کہ جب میں خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہوں تو انھیں کی طرف میرا نسب

وَقَتْلُهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِذْ قُتِلُوْا ‏ مَاتُوْا اَكْرَامًا وَلَمْ تُنْكَثْ عُهُوْدُهُمْ

انھوں نے باعزت موت حاصل کی اور اس وقت ان کے عہد نہیں
توڑے گئے تھے اور جب وہ قتل کیے گئے تو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے آخری شعر کا دوسرا مصرعہ ابن اسحٰق نے روایت نہیں کیا،
کسی اور کی روایت سے ثابت ہے۔

اشعار کا دوسرا مجموعہ

ابن اسحٰق نے کہا، اور یہ اشعار بھی حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت نے کہے:۔

كُنَّا مُلُوْكَ النَّاسِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ ‏ فَلَمَّا اَتَى الْاِسْلَامُ كَانَ لَنَا الْفَضْلُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہم لوگوں کے بادشاہ تھے اسی لیے جب
(ہمارے اندر) اسلام آیا تو فضیلت ہمیں کو حاصل تھی۔

وَاَكْرَمَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ لَيْسَ غَيْرَهٗ ‏ اِلٰهٌ بِاَيَّامٍ مَضَتْ مَالَهَا شَكْلُ

اس اللہ نے، جس کے سوا کوئی اللہ نہیں، ہمیں ایسے دور میں شرف
بخشا، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

بِنَصْرِ الْاِلٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَدِيْنِهٖ ‏ وَاَلْبَسَنَاهُ اِسْمًا مَضٰى مَالَهٗ مِثْلُ

ایک ایسے دور میں جس کی کوئی مثال نہیں گزری، خدا و رسول اور اس
کے دین کی مدد و نصرت کرنے کی وجہ سے اس معبود حقیقی نے ہمیں شرف بخشا
ہے، جس کے سوا اور کوئی ہستی قابل پرستش نہیں، اور اس دین کو ایسے نام
کا جامہ پہنایا، جس کی نظیر نہیں گزری۔

اُولٰئِكَ قَوْمِيْ خَيْرُ قَوْمٍ بِاَسْرِهِمْ ‏ فَمَا عُدَّ مِنْ خَيْرٍ فَقَوْمِيْ لَهٗ اَهْلُ

یہ لوگ ہماری قوم ہیں، جو تمام اقوام سے بہتر ہیں، کیونکہ جس بھلائی کا بھی
نام لیا جائے، میری قوم میں اس کی اہلیت پائی جائے گی۔

يَرُبُّوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ مَعْرُوْفَ مَنْ مَضٰى ‏ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ دُوْنَ مَعْرُوْفِهِمْ قُفْلُ

یہ لوگ اپنی بھلائیوں سے گزرے ہوئے لوگوں کی بھلائیوں کی تربیت
کرتے ہیں، اور ان کی بھلائیوں کے سامنے ان پر کوئی قفل نہیں لگا (کوئی
رکاوٹ نہیں)

إِذَا اُخْتُبِطُوا لَمْ يُفْحِشُوا فِي نَدِيِّهِمْ ۔۔۔ وَلَيْسَ عَلَى سُؤَالٍ لَهُمْ عِنْدَهُمْ بُخْلُ

جب ان کے حالات پراگندہ ہوتے ہیں تو اپنی مجلسوں میں لغو و فحش باتیں نہیں کرنے لگتے اور ان سے سوال کیا جاتا ہے تو بخل کا نام بھی ان کے پاس نہیں ہوتا۔

وَإِنْ حَارَبُوا أَوْ سَالَمُوا لَمْ يُشْتَبَهُوا ۔۔۔ فَحَرْبُهُمْ حَتْفٌ وَسِلْمُهُمْ سَهْلُ

یہ جنگ کریں یا صلح کریں تو اشتباہ میں نہیں پڑ جاتے، کیونکہ ان کی جنگ کا کھلا ہوا نتیجہ (دشمن کی) موت ہے، اور ان سے صلح کرنا (انکی اطاعت قبول کرکے) بڑا آسان ہے۔

وَجَارُهُمْ مُوفٍ بِعَلْيَاءَ بَيْتُهُ ۔۔۔ لَهُ مَا ثَوَى فِينَا الْكَرَامَةُ وَالْبَذْلُ

ان کا پڑوسی ایفائے عہد کرنے والا ہوتا ہے، اس کا مکان بلند مقام پر ہوتا ہے، اس کے لیے ہمارے اندر جو چیز ٹھہری ہے وہ (ہماری طرف سے) شرافت و سخاوت (کا سلوک) ہے۔

وَحَامِلُهُمْ مُوفٍ بِكُلِّ حَمَالَةٍ ۔۔۔ تَحَمَّلَ لَا غُرْمٌ عَلَيْهَا وَلَا خَذْلُ

اور ان کا جو آدمی حملہ کرکے کسی کو قتل کر دیتا ہے، وہ ہر دیت کا تاوان ادا کرنے والا ہوتا ہے، جو اس کے اوپر آتا ہے۔ نہ اس پر کوئی تاوان باقی رہتا ہے، نہ اسے بے مدد چھوڑ دیا جاتا ہے۔

وَقَائِلُهُمْ بِالْحَقِّ إِنْ قَالَ قَائِلٌ ۔۔۔ وَحِلْمُهُمْ عَوْدٌ وَحُكْمُهُمْ عَدْلُ

ان کا کوئی آدمی جو بھی بات کہتا ہے حق بات کرتا ہے اور ان کی طرف سے بردباری بار بار ہوتی رہتی ہے اور ان کے فیصلے عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہیں۔

وَمِنَّا أَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ حَيَاتَهُ ۔۔۔ وَمَنْ غَسَّلَتْهُ مِنْ جَنَابَتِهِ الرُّسُلُ

اور ہمیں میں سے وہ (سعد بن معاذ) تھے، جو زندگی بھر مسلمانوں کے امیر رہے اور ہمیں میں سے وہ (حنظلہ) تھے، جنہیں (شہید ہونے کے بعد) جنابت کا غسل ملائکہ نے دیا تھا (اور جو غسیل الملائکہ کہلاتے ہیں)

ابن ہشام نے کہا: وَالْبِنَاءُ اسماء کا قول ابن اسحٰق سے نہیں، بلکہ کسی اور سے مروی ہے۔

تیسرا مجموعہ | ابن اسحٰق نے کہا: اور یہ اشعار بھی حسانؓ ابن ثابت نے کہے ہیں:۔

قَومِی اُولٰئِكَ اِنْ تَسْأَلِی كِرَامٌ اِذَا الضَّيْفُ يَوْمًا اَلَمْ

اگر تو پوچھے گی تو تجھے معلوم ہو جائے گا، میری قوم وہ ہے کہ جب
کوئی مہمان اس کے پاس آکر اُترتا ہے تو یہ بڑی سخی نظر آتی ہے۔

عِظَامُ الْقُدُورِ لِاَيْسَارِهِمْ يَكُبُّوْنَ فِيْهَا الْمُسِنَّ السَّنِمْ

ان کے کھلاڑیوں کے یہاں بڑی بڑی ہانڈیاں ہوتی ہیں، جن میں وہ بڑے
بڑے کوہانوں والے اونٹوں کو اوندھا کر کے مسلّم پکاتے ہیں۔

يُوَاسُوْنَ جَارَهُمْ فِي الْغِنٰى وَيَحْمُوْنَ مَوْلَاهُمْ اِنْ ظُلِمْ

یہ لوگ اپنی دولت و ثروت میں اپنے پڑوسیوں کو برابر کا حصہ دار
بنا لیتے ہیں۔ اور اگر ان کے غلام پر بھی ظلم کیا جاتا ہے تو اس کی پوری
حمایت کرتے ہیں۔

فَكَانُوْا مُلُوْكًا بِاَرْضِيْهِمْ يُنَادُوْنَ عُضْبًا بِاَمْرٍ غَشَمْ

پس یہ لوگ بادشاہ ہیں، جو اپنی حدود میں ایسی تلواروں کو صدا دیتے
رہتے ہیں، جن کی نسل میں سخت قسم کی خون ریزی چلی آتی ہے۔

مُلُوْكًا عَلَى النَّاسِ، لَمْ يُمْلَكُوْا مِنَ الدَّهْرِ يَوْمًا كَحِلِّ الْقَسَمْ

یہ ہمیشہ لوگوں کے بادشاہ رہے ہیں، پورے زمانے میں ایک دن
کے لیے بھی قسم کھانے کو بھی کسی کے مملوک و رعیت نہیں رہے۔

فَاَنْبُوْا بِعَادٍ وَّاَشْيَاعِهَا ثَمُوْدَ وَبَعْضِ بَقَايَا اِرَمْ

اس لیے عاد اور عاد کی نسلوں کو، ثمود اور عاد اولیٰ کی بقایا نسل کو برابر
ڈراتے دھمکاتے رہے ہیں۔

بِيَثْرِبَ قَدْ شَيَّدُوْا فِي النَّخِيْلِ حُصُوْنًا وَّدُجِّنَ فِيْهَا النَّعَمْ

عاد و ثمود کی ان نسلوں نے یثرب کے نخلستانوں میں نہایت مضبوطی سے بڑے
بڑے قلعے بنوائے اور ان میں شاندار اونٹ پالے گئے۔

نَوَاضِحَ قَدْ عَلَّمَتْهَا الْيَهُوْ دُ (عَلْ) اِلَيْكَ وَتَوْلَا هَلُمْ

جو ایسے پانی والے اونٹ تھے، جنھیں یہودیوں نے "عل، الیک،

اور "حلم" جیسے الفاظ سکھا رہے تھے۔ (عل، اونٹ کو ڈانٹنے کا لفظ ہے
الیک، پیچھے ہٹ۔ حلم، آگے بڑھ)

وَفِيمَا اشْتَهَوْا مِنْ عَصِيرٍ لِقَطَا ـــــ فٍ وَالْعَيْشِ رَخْوًا عَلَى غَمِيرِهِمْ

اور یہ لوگ اپنی مرضی و خواہش کے مطابق پھل توڑ کر ان کے
رس پیتے اور بغیر کسی فکر و اندیشہ کے خوش حالی سے زندگی بسر کرنے کی
فضا میں رہتے ہیں۔

نَسِيرُ إِلَيْهِمْ بِأَثْقَالِنَا ... عَلَى كُلِّ نَجْدٍ هِجَانٍ قَطِمْ
جَنَبْنَا بِهِنَّ جِيَادَ الْخُيُو ـــــ لِ قَدْ جَلَّلُوهَا جِلَالَ الْأَدَمْ

پھر ہم ان یہودیوں کی طرف اپنے وزنی ہتھیار لیے بڑے بڑے
سفید رنگ کے جوشیلے اونٹوں پر بیٹھ کر بڑھے، ان کے ساتھ ساتھ ہم
نے ان گھوڑوں کو بھی لگا رکھا تھا جنھیں ہم نے چمڑے کی جھولوں سے
ڈھانک رکھا تھا۔

فَلَمَّا أَنَاخُوا بِجَنْبَيْ صِرَارٍ ... وَشَدُّوا السُّرُوجَ بِلَى الْحُزُمْ
فَمَا رَاعَهُمْ غَيْرُ مَعْجِ الْخُيُو ـــــ لِ وَالزَّحْفُ مِنْ خَلْفِهِمْ قَدْ دَهِمْ
فَطَارُوا سِرَاعًا وَقَدْ أُفْزِعُوا ... وَجِئْنَا إِلَيْهِمْ كَأُسْدِ الْأَجَمْ

پھر جب ان یہودیوں نے صرار کے دونوں جانب جا کر اونٹوں کو
بٹھایا اور بوسیدہ رسیوں سے ان پر کجاوے کسے، پھر ہمارے گھوڑوں کے
یک بیک پہنچ جانے نے انھیں بوکھلا دیا۔ درآں حالیکہ جنگ ان کے
پیچھے سے اچانک آگئی اس وقت یہ سرپٹ بھاگتے ہی نظر آ رہے تھے اور
ہم ان پر جھاڑوں کے شیروں کی طرح ٹوٹ رہے تھے۔

عَلَى كُلِّ سَلْهَبَةٍ فِي الصِّيَا ـــــ نِ لَا يَشْتَكِينَ نُحُولَ السَّأَمْ
وَكُلِّ كُمَيْتٍ مُطَارِ الْفُؤَا ... دِ أَمِينِ الْفُصُوصِ كَمِثْلِ الزُّلَمْ
عَلَيْهَا فَوَارِسُ قَدْ عُوِّدُوا ... قِرَاعَ الْكُمَاةِ وَضَرْبَ الْبُهَمْ

زمین سے نکلے ہوئے لمبے لمبے گھوڑوں پر، جو تھکاوٹ اور اکتاہٹ
کا نام نہیں لیتے تھے اور تیروں کی طرح مضبوط جوڑوں اور ٹانگوں والے بیدار

مغز کیت گھوڑوں پر وہ شہسوار سوار تھے، جو بڑے بڑے ہتھیار بندوں سے مزاحمت کرنے اور تلواروں سے بڑے بڑے سورماؤں کو مارنے کے عادی تھے۔

مُلُوكٌ إِذَا غَشِمُوا فِي الْبِلَا ـــــ دِ لَا يَنْكُلُونَ وَلَكِنْ قُدُم

یہ لوگ ایسے بادشاہ تھے کہ جب بلاد میں بڑھ کر حملہ آور ہوتے تو پیچھے لوٹنے کا نام نہ لیتے اور آگے ہی بڑھتے چلے جاتے تھے۔

فَأُبْنَا بِسَادَاتِهِمْ وَالنِّسَاءِ ـــــ وَأَوْلَادُهُمْ فِيهِمُ تُقْتَسَمْ

وَرِثْنَا مَسَاكِنَهُمْ بَعْدَهُمْ ـــــ وَكُنَّا مُلُوكًا بِهَا لَمْ نَرِمْ

پھر ہم ان کے سرداروں اور عورتوں (ان کی) کو لے کر (اور گرفتار کرکے) واپس آئے۔ اور اس وقت ان کی اولاد ان میں تقسیم کی جا رہی تھی۔ ان کے بعد ان کے دیار کے وارث بن کر ہم وہاں کے بادشاہ تھے، کہ اب ہمیں کوئی ہٹا نہیں سکتا تھا۔

فَلَمَّا أَتَانَا الرَّسُولُ الرَّشِيـ ـــــ دُ بِالْحَقِّ وَالنُّورِ بَعْدَ الظُّلَمْ

قُلْنَا صَدَقْتَ رَسُولَ الْمَلِيكِ ـــــ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَفِينَا أَقِمْ

پھر جب ہمارے پاس وہ رسول اللہ صلعم آئے، جنھوں نے تاریکیوں کے بعد حق اور نور کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی، تو ہم نے عرض کیا، اے مالک الملک کے پیغامبر! ہماری طرف آئیے اور ہمارے اندر اقامت گزین ہو جائیے!

فَنَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُ الْإِلَـ ـــــ ـهِ أُرْسِلْتَ نُورًا بِدِينٍ قِيَمْ

ہم اس بات کا اقرار کرتے اور شہادت دیتے ہیں کہ آپ معبود حقیقی کے بندے ہیں، آپ کو دین قیم کی روشنی دے کر رسول بنایا گیا ہے۔

فَإِنَّا وَأَوْلَادُنَا جُنَّةٌ ـــــ نَقِيكَ وَفِي مَالِنَا فَاحْتَكِمْ

پس ہم اور ہماری اولاد آپ کے لیے ایک ایسی ڈھال ہیں، کہ ہم اس سے آپ کی پوری حفاظت کریں گے، اور ہمارے اموال و جائداد میں آپ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

فَنَحْنُ اُولٰئِكَ اِنْ كُذِّبُوْكَ — فَنَادِ نِدَاءً وَ لَا تَحْتَشِمْ
وَ نَادِ بِمَا كُنْتَ اَخْفَيْتَهُ — نِدَاءً جِهَارًا وَ لَا تَكْتَتِمْ

پس اگر ان لوگوں نے (قریش وغیرہ نے) آپ کی تکذیب کی ہے (اور آپ کی رسالت تسلیم نہیں کی)، تو ہم وہ لوگ ہیں کہ آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کی ہر مدد کے لیے تیار ہیں، اس لیے آپ پکار پکار کر (اپنا پیغام پہنچائیے) اور ذرا نہ جھجکیے اور جس پیغام کو (آپ برملا پیش نہیں کرسکے اور اسے) چھپاتے رہے، اب کھلے بندوں پکار پکار کر اس کا اعلان کیجیے اور ذرا نہ چھپائیے۔

فَسَارَ الْغُوَاةُ بِاَسْيَافِهِمْ — اِلَيْهِ يَظُنُّوْنَ اَنْ يُخْتَرَمْ
فَقُمْنَا اِلَيْهِمْ بِاَسْيَافِنَا — نُجَالِدُ عَنْهُ بُغَاةَ الْاُمَمْ

پھر مفسد اور گمراہ لوگ اپنی تلواریں لے کر آپ کی طرف یہ زعم باطل لیے بڑھے کہ آپ کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ مگر ہم اپنی تلواریں لے کر ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہوگئے اور ان گمراہ اور باغی اقوام سے ہم نے پوری بہادری سے آپ کی مدافعت کی۔

بِكُلِّ صَقِيْلٍ لَهُ مَيْعَةٌ — رَقِيْقِ الذُّبَابِ عَضُوْضٍ خَذِمْ
اِذَا مَا يُصَادِفُ صُمَّ الْعِظَا — مِ لَمْ يَنْبُ عَنْهَا وَ لَمْ يَنْثَلِمْ

ہر تلوار چمکیلی اور آبدار تھی، جو تیز دھار والی اور کاٹ کھانے کو دوڑنے والی اور دشمنوں کے پرخچے اڑانے والی تھی۔ جب سخت سخت ہڈیوں کو کاٹتی تھی، تو نہ ان پر اچھلتی تھی اور نہ اس میں دندانے ہی پڑتے تھے۔

فَذٰلِكَ مَا وَرَّثَتْنَا الْقُدُوْ — مُ مَجْدًا تَلِيْدًا وَ عِزًّا اَشَمْ
اِذَا مَرَّ نَسْلٌ كَفٰى نَسْلُهُ — وَ غَادَرَ نَسْلًا اِذَا مَا انْفَصَمْ

پس یہ وہ قدیم شرافت اور بلند مقام والی عزت ہے، جو ہمیں اپنے سرداروں سے وراثت میں ملی ہے۔ جب ایک نسل گزر جاتی ہے تو آنے والی اس کی نسل اس شرف و مجد اور وہ عزت و وقار باقی رکھتی ہے۔ اور وہ نسل چھوڑ دیتی ہے، جو ٹوٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔

فَمَا إِنْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا لَنَا عَلَيْهِ وَإِنْ خَاسَ فَضْلُ النِّعَمْ

کوئی آدمی ایسا نہیں، جس پر ہمارے بہترین اونٹ (مہمانی کے سلسلے میں) واجب نہ ہوں، یہ الگ بات ہے کہ کوئی اسے نہ مان کر غداری کی بات کرے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے ابوزید انصاری نے اپنا یہ شعر سنایا۔

فَكَانُوا مُلُوكًا بِأَرْضِيهِمُ يُنَادُونَ غُضْبًا بِأَمْرٍ غُشُمْ

یہ اپنے بلاد میں بادشاہ تھے، جو نہایت غضب ناک ہو کر حملہ کرنے کے لیے پکار لگاتے ہیں۔

یہ شعر بھی سُنایا:

بِيَثْرِبَ قَدْ شَيَّدُوا فِي النَّخِيلِ حُصُونًا وَدُجِّنَ فِيهَا النَّعَمْ

اور یہ شعر بھی "وَكُلَّ كُمَيْتٍ مَطَارِ الْفُؤَادِ" ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

باب ۱۶۴

وفد بنی تمیم

عربوں کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرلیا، تبوک سے بھی فارغ ہوگئے اور ثقیف نے بھی آکر بیعت کرکے اسلام قبول کرلیا۔ تو عرب کے وفود چاروں طرف سے آپ کے پاس پہنچنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ یہ ۹ھ کا واقعہ[1] ہے۔ اور اس سال کا نام سَنَۃُ الوُفُود (وفود کی آمد کا سال) رکھا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: عام عرب اسلام کے بارے میں اس چیز کے منتظر تھے کہ قبیلہ قریش اور رسول اللہ صلعم کے مابین معاملات کیا رخ اختیار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ قریش سارے عرب کے امام وہادی (پیشوا اور رہنما) تھے، بیت اللہ کے نگران اور ذمہ دار تھے اور بلا ریب وحجت حضرت اسمٰعیل ابن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد تھے۔ ساتھ ہی عرب کے قائدین قریش کی برتری کے معترف تھے، پھر یہ کہ یہ قریش ہی تھے۔ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور ان سے جنگ کا بیڑا اٹھایا تھا، لیکن جب مکہ فتح کرلیا گیا، قریش ہی رسول اللہ صلعم کے قریب آگئے، اسلام نے انھیں زیر کرلیا اور عرب نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ اب ان میں رسول اللہ صلعم سے عداوت اور جنگ کی سکت باقی نہیں رہی، تب یہ تمام عرب چاروں طرف سے چل چل کر آنے اور اللہ کے دین میں، اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق فوج در فوج "افواجًا" داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جب خدا کی امداد اور (مکہ کی) فتح
وَالْفَتْحُ ۞ وَرَأَيْتَ النَّاسَ	(مع اپنے آثار کے) آپہنچے اور (جو آثار اس پر متفرع
يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ	ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین
أَفْوَاجًا ۞ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ	(یعنی اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو

---

[1] ۹ھ، ۲۰ اپریل ۶۳۰ء سے شروع ہوکر ۸ اپریل ۶۳۱ء کو ختم ہوا۔

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝	اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے (یعنی اپنے اس دین پر اللہ کی حمد و ثنا کیجیے جس نے اسے غالب کیا ہے)۔

(۱۱۰ : ۱ تا ۳)

وفد بنی تمیم

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرب کے وفود آنے لگے۔ چنانچہ عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی، بنو تمیم کے اشراف کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں یہ لوگ شامل تھے، اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر تمیمی، بنو سعد کا فرد تھا۔ عمرو بن اہتم اور حبحاب بن یزید

ابن ہشام نے کہا: حبحات نہیں بلکہ حتات، یہ وہ شخص ہے کہ اس کے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتۂ مواخاۃ (بھائی چارے کا رشتہ) قائم کرایا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان چند مہاجر صحابہؓ میں رشتہ مواخاۃ قائم کرایا تھا، ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان، عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان، طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن عوام کے درمیان، ابو ذرؓ غفاری اور مقداد بن عمرو بہرانی کے درمیان اور معاویہ بن ابو سفیان اور حتات بن یزید مجاشعی کے درمیان، پھر حتات نے معاویہ کے پاس ان کے دور خلافت میں انتقال کیا اور جو کچھ وراثت میں چھوڑا، وہ سب حضرت معاویہؓ نے اسی رشتۂ اخوت کی بنا پر لے لیا تھا، اسی لیے فرزدق نے معاویہؓ سے یوں خطاب کیا ہے

أَبُوكَ وَعَمِّي يَا مُعَاوِيَ أَوْرَثَا	تُرَاثًا فَيَحْتَازُ التُّرَاثَ أَقَارِبُهْ
فَمَا بَالُ مِيرَاثِ الْحُتَاتِ أَكَلْتَهُ	وَمِيرَاثُ حَرْبٍ جَامِدٌ لَكَ ذَائِبُهْ

اے معاویہؓ! تیرے باپ اور میرے چچا نے جو میراث چھوڑی تھی، ان کے اقربا نے لے لی تھی، مگر یہ حتات کی میراث کا کیا ہوا کہ تو کھا گیا اور (تیرے دادا) حرب کی میراث کا جو پگھلنے والا حصہ تھا وہ بھی تیرے لیے منجمد ہو گیا۔

ارکان وفد

ابن اسحٰق نے کہا: وفد بنی تمیم میں یہ لوگ بھی شامل تھے، نعیم بن یزید قیس بن حارث، قیس بن عاصم، اخو بنو سعد۔

ابن ہشام نے کہا (اور یہ لوگ تھے)، عطارد بن حاجب، بنو دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کے ایک فرد تھے، اقرع بن حابس، بنو دارم بن مالک کا ایک فرد

حُتات بن یزید، بنو دارم بن مالک کے ایک فرد۔ زبرقان بن بدر، بنو بہدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا ایک فرد، عمرو بن اہتم، بنو منقر بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا ایک فرد، قیس بن عاصم، بنو منقر بن عبید بن حارث کا ایک فرد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے ساتھ عُیَینہ بن حصن (بن حذیفہ بن بدر فزاری) بھی تھے اور اقرع بن حابس اور عُیَینہ بن حصن دونوں رسول اللہ صلعم کے ساتھ فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ طائف میں شریک تھے، جب بنو تمیم کا یہ وفد آیا تو یہ دونوں بھی ساتھ تھے۔

عطارد کی تقریر

جب بنو تمیم کا یہ وفد مسجد میں داخل ہوا تو اس کے ارکان نے رسول اللہ صلعم کو آپ کے حجروں (کمروں) کے پیچھے سے آواز دی "محمدؐ! باہر نکل کر ہمارے پاس آؤ" ان کی اس چیخ پکار سے آپ کو اذیت پہنچی، بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر تشریف لائے تو انھوں نے کہا: اے محمدؐ! ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم تم سے فخر میں غلبہ حاصل کرنے کا مقابلہ کریں، اس لیے ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دو" رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میں نے تمھارے خطیب کو اجازت دے دی، اب عطارد بن حاجب کھڑا ہو کر یوں مخاطب ہوا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ عَلَیْنَا الْفَضْلُ وَ الْمَنُّ وَ هُوَ اَهْلُهٗ الَّذِیْ جَعَلَنَا مُلُوْكًا، وَهَبَ لَنَا اَمْوَالًا عِظَامًا، نَفْضِلُ فِیْهَا الْمَعْرُوْفَ وَجَعَلَنَا اَعَزَّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ وَ اَكْثَرَهٗ عَدَدًا، وَ اَیْسَرَهٗ عُدَّةً، فَمَنْ مِثْلُنَا فِی النَّاسِ؟ اَلَسْنَا بِرُءُوْسِ النَّاسِ وَ اُولِیْ فَضْلِهِمْ؟ فَمَنْ فَاخَرَنَا فَلْیَعُدَّ مِثْلَ مَا عَدَدْنَا، وَاِنَّا لَوْ نَشَآءُ لَاَكْثَرْنَا الْكَلَامَ، وَلٰكِنَّا نَحْیَا مِنَ الْاِكْثَارِ فِیْمَا اَعْطَانَا، وَ لَنَا

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس کا ہم پر فضل و کرم ہے اور اس حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور بڑے بڑے اموال دیے، جن کے ذریعے سے ہم بھلائی کرتے ہیں، جس نے ہمیں تمام اہل مشرق میں غالب اور باعزت بنایا، عددی اکثریت دی اور ان سب سے زیادہ ساز و سامان دیا آج لوگوں میں ہم ایسا کون ہو سکتا ہے؟ کیا ہم سب کے سردار اور ان میں سب سے زیادہ فضیلت والے نہیں؟ پس ہم سے فخر میں جو شخص مقابلہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ جو چیزیں ہم نے شمار کرائی ہیں انھیں جیسی چیزیں شمار کرائے اور اگر ہم چاہتے تو بات اور بڑھاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اس کی فراوانی

نُعْرَفُ بِذَالِكَ اَقُوْلُ هٰذَا الْاٰنَ تَاْتُوْا بِمِثْلِ قَوْلِنَا وَ اَمْرٍ اَفْضَلَ مِنْ اَمْرِنَا۔

کے بیان سے ہم حیا محسوس کرتے ہیں اور اسی حیا سے ہم پہچانے جاتے ہیں، میں یہ جو کہہ رہا ہوں تو اس مقصد سے کہہ رہا ہوں کہ تم ہم جیسا قول لاؤ اور ایسا امر لاؤ جو ہمارے امر سے افضل ہو۔

یہ تقریر کر کے عطارد بیٹھ گیا۔

ثابت بن قیس کا جواب

پھر رسول اللہ صلعم نے ثابت بن قیس بن شماس اخو بو حارث بن خزرج کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔

چنانچہ ثابت بن قیس کھڑے ہوئے اور یہ تقریر کی:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ خَلْقُهٗ، قَضٰى فِيْهِنَّ اَمْرَهٗ، وَوَسِعَ كُرْسِيُّهٗ عِلْمَهٗ. وَلَمْ يَكُ شَيْءٌ قَطُّ اِلَّا مِنْ فَضْلِهٖ ثُمَّ كَانَ مِنْ قُدْرَتِهٖ اَنْ جَعَلَنَا مُلُوْكًا وَاصْطَفٰى مِنْ خَيْرِ خَلْقِهٖ رَسُوْلًا، اَكْرَمَهٗ نَسَبًا وَاَصْدَقَهٗ حَدِيْثًا، وَاَفْضَلَهٗ حَسَبًا، فَاَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابَهٗ وَائْتَمَنَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ فَكَانَ خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنَ الْعَالَمِيْنَ، ثُمَّ دَعَا النَّاسَ اِلَى الْاِيْمَانِ بِهٖ، فَاٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ قَوْمِهٖ وَذَوِي رَحِمِهٖ، اَكْرَمُ النَّاسِ حَسَبًا وَاَحْسَنَ النَّاسِ وُجُوْهًا وَخَيْرَ النَّاسِ فَعَالًا، ثُمَّ كَانَ اَوَّلَ الْخَلْقِ اِجَابَةً وَاسْتَجَابَ اللّٰهَ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی مخلوق یہ آسمان اور زمین ہیں، جن کے اندر اس کا حکم چلا اور اس کرسی نے علم کو اپنے اندر لے لیا ہے اور کوئی چیز بغیر اس کے فضل کے نہیں ہوئی، پھر اس کی قدرت سے یہ بات ہوئی کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے رسولؐ کا انتخاب کیا، جو نسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ شریف، بات کے لحاظ سے سب سے زیادہ سچے اور اخلاق کی حیثیت سے سب سے زیادہ افضل ہیں، پھر اس نے اس رسولؐ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور انھیں اپنی ساری مخلوق پر امین بنایا اس لیے وہ رسولؐ تمام عالم میں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں، پھر انھوں نے اللہ پر ایمان لانے کے لیے تمام انسانوں کو دعوت دی چنانچہ رسول اللہ پر ان کی قوم اور ان کے اقربا میں سے مہاجرین ایمان لائے جو اخلاق میں سب سے زیادہ افضل ہیں اور جو چہروں کے لحاظ سے تمام لوگوں میں اچھے ہیں اور عمل و کردار کے اعتبار سے بھی تمام لوگوں سے اعلیٰ ہیں اور رسول اللہ کی دعوت جس پر لبیک کہنے میں انھیں ساری مخلوق پر

حِينَ دَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ، فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ وَوُزَرَاءُ رَسُولِهِ، نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يُؤْمِنُوا بِاللهِ، فَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ مَنَعَ مِنَّا مَالَهُ وَدَمَهُ، وَمَنْ كَفَرَ جَاهَدْنَاهُ فِي اللهِ أَبَدًا، وَكَانَ قَتْلُهُ عَلَيْنَا يَسِيرًا. أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

اولیت حاصل ہے، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دی تو اللہ کی آواز پر ہم نے بھی لبیک کہی پس ہم اللہ کے انصار (مددگار) اور اس کے رسول کے وزیر (معین) ہیں، ہم لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتے ہیں جب تک وہ اللہ پر ایمان نہ لے آئیں پھر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آتا ہے وہ اپنی جان و مال کو ہم سے محفوظ کر لیتا ہے اور جو کفر کرتا ہے ہم اس سے ہمیشہ جہاد کرتے ہیں اور اس کا قتل ہمارے لیے آسان ہوتا ہے، میں یہ کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے لیے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں، والسلام علیکم۔

زبرقان کے فخریہ اشعار پھر زبرقان ابن بدر کھڑا ہوا اور یہ اشعار پڑھے۔

نَحْنُ الْكِرَامُ فَلَا حَيٌّ يُعَادِلُنَا — مِنَّا الْمُلُوكُ وَفِينَا تُنْصَبُ الْبِيَعُ

ہمیں اشراف ہیں، کوئی انسان ہماری برابری نہیں کر سکتا۔ بادشاہ ہمارے ہی اندر سے ہوتے ہیں اور عبادت گاہیں ہمارے ہی اندر قائم کی جاتی ہیں۔

وَكَمْ قَسَرْنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ كُلِّهِمُ — عِنْدَ النِّهَابِ وَفَضْلُ الْعِزِّ يُتَّبَعُ

جنگ اور غارت گری کے وقت ہم نے تمام انسانوں کو مقہور و مغلوب کر دیا ہے اور ہم وہ ہیں، جن کی فضیلت مآب عزت کا اتباع کیا جاتا ہے۔

وَنَحْنُ يُطْعِمُ عِنْدَ الْقَحْطِ مُطْعِمُنَا — مِنَ الشِّوَاءِ إِذَا لَمْ يُؤْنَسِ الْقَزَعُ

اور ہم وہ ہیں کہ ہمارا کھلانے والا شخص قحط کے وقت بھون بھون کر گوشت خوب کھلاتا ہے، جب بادل دیکھنے میں نہ آتے ہوں اور بارش نہ ہونے سے قحط پھیل گیا ہو۔

بِمَا تَرَى النَّاسَ تَأْتِينَا سَرَاتُهُمُ — مِنْ كُلِّ أَرْضٍ هُوِيًّا ثُمَّ نَصْطَنِعُ

جیسا کہ تم دیکھتے ہو، بڑے بڑے منتخب لوگ ہر طرف سے ہماری

طرف دوڑ کر آتے ہیں، پھر ہم ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتے ہیں۔

لِلنَّازِلِينَ إِذَا مَا أُنْزِلُوا شَبِعُوا ۔۔۔ فَنَنْحَرُ الْكُومَ عُبْطاً فِي أَرُومَتِنَا

ہم آنے والے مہمانوں کے لیے اپنی فطرت اور اصلیت کی بنا پر بڑے بڑے کوہانوں والے تندرست اونٹ ذبح کر دیتے ہیں، جب وہ ہمارے یہاں آکر ٹھہرائے جاتے ہیں تو خوب پیٹ بھر بھر کر کھاتے ہیں۔

إِلَّا اسْتَفَادُوا فَكَانُوا الرَّأْسَ يُقْتَطَعُ ۔۔۔ فَلَا تَرَانَا إِلَى حَيٍّ نُفَاخِرُهُمْ

چنانچہ تم ہمیں کسی ایسے قبیلے کے پاس نہ دیکھو گے، جس پر ہم اپنی فوقیت کا اظہار کرکے فخر کر رہے ہوں، مگر یہ کہ اس نے ہم سے استفادہ کیا ہوگا۔ اس لیے ان کا سر ہمارے سامنے نیچا ہی ہوگا۔

فَيَرْجِعُ الْقَوْمُ وَالْأَخْبَارُ تُسْتَمَعُ ۔۔۔ فَمَنْ يُفَاخِرُنَا فِي ذَاكَ نَعْرِفُهُ

پس جو شخص اپنی فوقیت کا اظہار کرکے ہم سے اس معاملے میں فخر کر رہا ہے، ہم اسے خوب جانتے ہیں، کیونکہ لوگ واپس جاتے ہیں، اور خبریں سننے میں آجاتی ہیں۔

إِنَّا كَذَلِكَ عِنْدَ الْفَخْرِ نَرْتَفِعُ ۔۔۔ إِنَّا أَبَيْنَا وَلَا يَأْبَى لَنَا أَحَدٌ

ہم نے لوگوں کی بات کا انکار کر دیا ہے اور کسی کی یہ مجال نہیں کہ ہماری بات کا انکار کر دے، ہم اسی طرح اظہار فخر کے موقع پر بلند ہوتے ہیں

ابن ہشام نے کہا: اور یہ بھی روایت کیا جاتا ہے:۔

مِنْ كُلِّ أَرْضٍ هَوَانًا ثُمَّ نُتَّبَعُ ۔۔۔ مِنَّا الْمُلُوكُ وَفِينَا تُقْسَمُ الرُّبُعُ

یعنی ہمیں میں سے بادشاہ اور سردار ہوتے ہیں اور ہمارے اندر ہی مالِ غنیمت کا چوتھائی حصہ (ربع) تقسیم کیا جاتا ہے (ایام جاہلیت میں مال غنیمت کا چوتھائی حصہ جو ربع کہلاتا تھا، سردار قبیلہ لے لیتا تھا، پھر وہ اپنے اندر تقسیم کر لیتا تھا)

دوسرے مصرعہ کے معنی یعنی (بڑے منتخب لوگ ہمارے پاس) ہر سرزمین سے ذلیل ہو ہو کر آتے ہیں، پھر وہ ہمارا اتباع (پیروی) کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

یہ مجھے بنو تمیم کے ایک آدمی نے سنایا ہے اور فن شعر کے اکثر اہل علم اس بات کے منکر ہیں کہ یہ

اشعار زبرقان کے ہیں۔

حسانؓ بن ثابت کا جواب

ابن اسحٰق نے کہا، حسانؓ اس موقع پر موجود نہ تھے، رسول اللہ صلعم نے بلوا بھیجا، حسانؓ نے بیان کیا کہ میرے پاس رسول اللہ صلعم کا قاصد آیا اور مجھے بتایا گیا، آپؐ نے مجھے بلایا ہے کہ میں بنو تمیم کے شاعر کا جواب دوں، چنانچہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس گیا اور یہ اشعار کہے:۔

مَنَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذْ حَلَّ وَسْطَنَا ... عَلَى أَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَرَاغِمٍ

جب رسول اللہ صلعم ہمارے درمیان آکر اقامت پذیر ہوئے تو ہم نے معد کے علی الرغم ان کی حفاظت و حمایت کی ہے۔

مَنَعْنَاهُ لَمَّا حَلَّ بَيْنَ بُيُوتِنَا ... بِأَسْيَافِنَا مِنْ كُلِّ بَاغٍ وَظَالِمِ

جب رسول اللہ صلعم ... ے گھروں میں آکر اترے تو ہم نے تلواریں لے کر ہر باغی اور ہر ظالم سے ان کی حفاظت و حمایت کی۔

بِبَيْتٍ حَرِيْدٍ عِزُّهُ وَثَرَاؤُهُ ... بِجَابِيَةِ الْجَوْلَانِ وَسْطَ الْأَعَاجِمِ

هَلِ الْمَجْدُ إِلَّا السُّؤْدَدُ الْعَوْدُ وَالنَّدَى ... وَجَاهُ الْمُلُوْكِ وَاحْتِمَالُ الْعَظَائِمِ

ایسے یکتا گھر میں جس کا وقار و اعزاز وہی ہے جو جابیۃ الجولان کا، غیر عربوں میں ہے اور دولت و حکومت کے لحاظ سے یکتا ہے (انصار کی وجاہت و حکومت کا قدیم ہے (کیونکہ ان کا خاندانی تعلق شام کے غسانی بادشاہوں سے تھا) مجد و شرف صرف وراثت میں منتقل ہونے والی قدیم سرداری اور سخاوت و فیاضی میں ہے اور بادشاہوں کے دبدبے اور بڑی بڑی ذمہ داریوں کو اٹھانے میں ہے۔

حسانؓ بن ثابت نے بیان کیا کہ پھر جب میں رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا اور اس وقت بنو تمیم کا شاعر کھڑا ہوا جو کہہ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا، میں نے اس کے اشعار پر تعریض کی اور اسی زمین شعر کہے، جس میں اس نے کہے تھے۔

غرض جب زبرقان شعر پڑھ چکا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا، حسانؓ! کھڑے ہو کر اس شخص کے جواب میں ویسے ہی اشعار کہو جیسے اس نے کہے ہیں، چنانچہ حسانؓ کھڑے ہوئے اور یہ شعر کہے:۔

إِنَّ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرٍ وَإِخْوَتِهِمْ ... قَدْ بَيَّنُوْا سُنَّةً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

فہر اور فہر کے معاصر قبیلوں کے چوٹی کے سرداروں نے لوگوں کو وہ

طرزِ حیات دکھایا، جس کی پیروی کی جاتی ہے۔

یُرضِی بِہِم کُلُّ مَن کانَت سَرِیرَتُہٗ ـــ تَقوَی الإِلٰہِ وَکُلَّ الخَیرِ یَصطَنِعُ

ہر وہ شخص جس کے دل میں خدا کا خوف ہے، ان سرداروں سے خوش ہو کر ہر بھلائی کرنے کو تیار رہتا ہے۔

قَومٌ إِذَا حَارَبُوا ضَرُّوا عَدُوَّہُم ـــ أَو حَاوَلُوا النَّفعَ فِی أَشیَاعِہِم نَفَعُوا

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب جنگ کرتے ہیں تو دشمنوں کو زک پہنچا کر رہتے ہیں، یا جب اپنے متبعین کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں تو نفع پہنچانے سے نہیں رکتے۔

سَجِیَّۃٌ تِلکَ مِنہُم غَیرُ مُحدَثَۃٍ ـــ إِنَّ الخَلَائِقَ فَاعلَم شَرُّہَا البِدَعُ

ان کی فطرت یہ ہے کہ وہ نئی نئی چیزیں پیدا نہیں کرتے۔ خوب سمجھ لو اور ساری مخلوق کا سب سے بڑا شر یہ ہے کہ وہ بدعات (مسلمہ قوانین میں اپنی اختراع کی ہوئی نئی نئی چیزیں داخل کر دیتا ہے) پیدا کرتے ہیں۔

إِن کَانَ فِی النَّاسِ سَبَّاقُونَ بَعدَہُم ـــ فَکُلُّ سَبقٍ لِأَدنَی سَبقِہِم تَبَعُ

ان لوگوں کے بعد جو ترقی پسند اور آگے بڑھنے والے ہوں گے ان کی ہر ترقی و سبقت ان کی ادنیٰ ترقی و سبقت کے تابع ہوگی۔

لَا یَرقَعُ النَّاسُ مَا أَوہَت أَکُفُّہُم ـــ عِندَ الدِّفَاعِ وَلَا یُوہُونَ مَا رَقَعُوا

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے ہاتھوں نے جنگ اور مقابلے میں جس چیز کو منہدم کر دیا ہے، تمام لوگ مل کر بھی اس کی تلافی یا مرمت نہیں کر سکتے۔ اور جس چیز کو انھوں نے مرمت کر کے ٹھیک کیا ہے، اسے یہ لوگ بگاڑ نہیں سکتے۔

إِن سَابَقُوا النَّاسَ یَومًا فَازَ سَبقُہُم ـــ أَو وَازَنُوا أَہلَ مَجدٍ بِالنَّدَی مَتَعُوا

اگر جنگ میں یہ لوگوں سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے ہیں تو ان کی سبقت کامیاب ہوتی ہے اور اگر عطا و بخشش میں اہل شرف و مجد سے ان کا موازنہ ہوتا ہے تو یہ زیادہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

أَعِفَّۃٌ ذُکِرَت فِی الوَحیِ عِفَّتُہُم ـــ لَا یَطبَعُونَ وَلَا یُردِیہِم طَمَعُ

یہ عفیف لوگ ہیں، ان کی عفت کا حال وحی (قرآن) میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ

گندگیوں سے آلودہ نہیں ہوتے اور نہ انھیں لالچ ہلاک کرتا ہے۔

لَا يَبْخَلُونَ عَلَى جَارِهِمْ بِفَضْلِهِمْ ۔۔۔ وَلَا يُدَنِّسُهُمْ مِنْ مَطْمَعٍ طَبَعُ

یہ لوگ اپنی روزی سے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بخل نہیں کرتے اور نہ انھیں طمع کی نجاست آلودہ کرتی ہے۔

إِذَا نَصَبْنَا لِحَيٍّ لَمْ نَدِبَّ لَهُمْ ۔۔۔ كَمَا يَدِبُّ إِلَى الْوَحْشِيَّةِ الذَّرَعُ

جب بھی ہم کسی قوم سے جنگ کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کی طرف (سست رفتاری سے) کھسک کھسک کر نہیں گئے۔ جیسا کہ بقر وحشی کا بچہ کھسک کھسک کر اپنی ماں بقر وحشی کی طرف جاتا ہے (حالانکہ ہمارے دشمن خوف کی وجہ سے اسی طرح ہماری طرف بڑھتے ہیں)

نَسْمُوا إِذَا الْحَرْبُ نَالَتْنَا مَخَالِبُهَا ۔۔۔ إِذَا الزَّعَانِفُ مِنْ أَظْفَارِهَا خَشَعُوا

جب جنگ کے تیز پنجے ہمیں پیٹ میں لیتے ہیں، تو ہم (بڑی مستعدی سے) اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور اسی وقت عام حاشیہ بردار لوگ اس جنگ کے ناخنوں سے بھی تھرتھرا جاتے اور پست ہو جاتے ہیں۔

لَا يَفْخَرُونَ إِذَا نَالُوا عَدُوَّهُمْ ۔۔۔ وَإِنْ أُصِيبُوا فَلَا خُورٌ وَلَا هُلُعُ

یہ لوگ جب دشمنوں پر قابو پا لیتے ہیں تو اکڑتے نہیں پھرتے، اور اگر مارے جاتے ہیں تو نہ بزدلی و کمزوری کا اظہار کرتے ہیں اور نہ جزع و فزع (واویلا) میں مشغول ہوتے ہیں۔

كَأَنَّهُمْ فِي الْوَغَى وَالْمَوْتُ مُكْتَنِعٌ ۔۔۔ أُسْدٌ بِحَلْيَةَ فِي أَرْسَاغِهَا فَدَعُ

میدان جنگ میں جب موت سر پر کھڑی ہوتی ہے، تو یہ لوگ گویا حَلْیَۃ (یمن کی ایک جگہ جہاں شیر بہت ہوتے ہیں) کے شیر ہوتے ہیں، جن کے پنجوں میں کنارے کنارے کجی ہوتی ہے۔

خُذْ مِنْهُمْ مَا أَتَى عَفْوًا إِذَا غَضِبُوا ۔۔۔ وَلَا يَكُنْ هَمَّكَ الْأَمْرُ الَّذِي مَنَعُوا

جو چیزیں ان کے پاس بغیر کسی وقت کے اس وقت آجاتی ہیں، جب یہ غضب ناک ہوتے ہیں، ان سے جتنی چاہو، لے لو، مگر تمھارا ارادہ کسی ایسی چیز کے لینے کا نہ ہونا چاہیے، جس سے وہ منع کرتے ہوں۔

فَاِنَّ فِی حَرْبِھِمْ فَاتْرُکْ عَدَاوَتَھُمْ ۔۔۔ شَرًّا یُخَاضُ عَلَیْہِ السُّمُّ وَالسَّلَعُ

دیکھو، ان سے عداوت رکھنا چھوڑدو، ورنہ سمجھ لوکہ ان کی جنگ میں وہ برائی ہوتی ہے، جس میں زہر اور زہریلی سلع ملائی جاتی ہے (سلع ایک زہریلی بوٹی ہے۔)

اَکْرِمْ بِقَوْمٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ شِیْعَتُھُمْ ۔۔۔ اِذَا تَفَاوَتَتِ الْاَھْوَاءُ وَالشِّیَعُ

وہ قوم جس کی جماعت رسول اللہ صلعم کی جماعت ہے، اس وقت کتنی صاحب مجد و شرف معلوم ہوتی ہے، جب جماعتوں اوران کی خواہشات و خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اَھْدٰی لَھُمْ مِدْحَتِیْ قَلْبٌ یُؤَازِرُہٗ ۔۔۔ فِیْمَا اُحِبُّ لِسَانٌ حَائِکٌ صَنَعُ

رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں کو میری حمد و ثنا کا یہ تحفہ پیش کیا ہے۔ اس مدح و ثنا میں (اس قصیدہ مدحیہ میں) میں جیسا پسند کرتا ہوں، میرے قلب کی وہ زبان پوری پوری موافق ہے جو اس دل کی بہترین اور فصیح ترجمانی کر رہی ہے۔

فَاِنَّھُمْ اَفْضَلُ الْاَحْیَاءِ کُلِّھِمْ ۔۔۔ اِنْ جَدَّ بِالنَّاسِ جِدُّ الْقَوْلِ اَوْ شَمَعُوْا

دنیا کے انسانوں میں خواہ حقیقی بات چل رہی ہو، یا مذاق، اس قوم کو (ہر دو صورت میں)، تمام انسانوں سے افضل کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ شعر مجھے ابوزید نے سنایا:۔

یَرْضٰی بِھَا کُلُّ مَنْ کَانَتْ سَرِیْرَتُہٗ ۔۔۔ تَقْوَی الْاِلٰہِ وَبِالْاَمْرِ الَّذِیْ شَرَعُوْا

یعنی ہر وہ شخص جس کے دل میں خدا کا خوف ہے، ان لوگوں سے اور ان کی اس شریعت سے خوش ہوگا، جو انھوں نے جاری کی ہے۔

زبرقان کے دوسرے اشعار

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے فن شعر کے بعض تمیمی اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبرقان جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بنو تمیم کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا تو کھڑے ہوکر یہ شعر پڑھے:۔

اَتَیْنَاکَ کَیْمَا یَعْلَمَ النَّاسُ فَضْلَنَا ۔۔۔ اِذَا احْتَلَفُوْا عِنْدَ احْتِضَارِ الْمَوَاسِمِ

بِاَنَّا فُرُوْعُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ ۔۔۔ وَاَنْ لَیْسَ فِیْ اَرْضِ الْحِجَازِ کَدَارِمِ

وَاَنَّا نَذُوْدُ الْمُعْلِمِیْنَ اِذَا انْتَخَوْا ۔۔۔ وَنَضْرِبُ رَاْسَ الْاَصْیَدِ الْمُتَفَاقِمِ

وَاِنَّ لَنَا الْمِرْبَاعَ فِي كُلِّ غَارَةٍ ۔۔۔ نُغِيرُ بِنَجْدٍ اَوْ بِاَرْضِ الْاَعَاجِمِ

ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ لوگوں کو ہماری یہ فضیلت معلوم ہو جائے، جب مختلف تقریبات کے اجتماعات میں (جیسے حج کے سالانہ اجتماعات میں، سوق عکاظ کے سالانہ اجتماعات میں اور سوق ذوالمجاز کے سالانہ اجتماعات میں) لوگ جمع ہوتے ہیں تو ہم ہر موقع پر تمام لوگوں میں چوٹی کے انسان ثابت ہوتے ہیں اور یہ کہ حجاز کی سرزمین میں بنودارم (بنوتمیم کی شاخ) جیسا کوئی نہیں اور یہ کہ جب لوگ نخوت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ تو ہم نشان جنگ لگا کر لڑنے والے لوگ ان کا منہ پھیر دیتے ہیں اور تکبر و عظمت کے احساس کے ساتھ ٹیڑھی گردن کر کے چلنے والوں کے سر تلوار سے قلم کر دیتے ہیں اور یہ کہ ہر لوٹ میں رُبع (مالِ غنیمت کا چوتھائی حصہ جو قبیلے کے سردار کا حق ہوتا تھا اور چونکہ ہم بھی سردار ہیں اس لیے) ہمارا حصہ ہوتا ہے خواہ ہم بلادِ عرب میں غارت ڈالیں، خواہ بلادِ عجم میں۔

حسانؓ بن ثابت کا جواب

ان اشعار کا بھی حسانؓ ابن ثابت نے کھڑے ہو کر جواب دیا وہ کہتے ہیں:

هَلِ الْمَجْدُ اِلَّا السُّوْدَدُ الْعَوْدُ وَالنَّدٰى ۔۔۔ وَجَاهُ الْمُلُوْكِ وَاحْتِمَالُ الْعَظَائِمِ

مجد و شرف صرف وراثت میں منتقل ہونے والی قدیم سیادت و قیادت (سرداری) اور فیاضی و سخاوت میں ہے اور بادشاہوں کے دبدبے اور بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھا لینے میں ہے۔

نَصَرْنَا وَاٰوَيْنَا النَّبِيَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ عَلٰى اَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَرَاغِمِ

ہم نے قبیلہ معد کے علی الرغم، محمد النبی کی مدد کی ہے اور انھیں اپنے یہاں ٹھکانا دیا ہے۔

بِحَيٍّ حَرِيْدٍ اَصْلُهٗ وَثَرَاؤُهٗ ۔۔۔ بِجَابِيَةِ الْجَوْلَانِ وَسْطَ الْاَعَاجِمِ

(انصاریوں کے) ایسے قبیلے میں جو جابیۃ الجولان میں (جو شام کا ایک شہر ہے) عجمیوں (غیر عربوں) کے درمیان اپنی ذات و اصل اور دولت و حکومت کے لحاظ سے منفرد (یکتا) تھے۔ (انصاریوں کی وجاہت و حکومت قدیم ہے، کیونکہ ان کا خاندانی تعلق شام کے غسانی خاندان کے بادشاہوں سے تھا)

نَصَرْنَاهُ لَمَّا حَلَّ وَسْطَ دِیَارِنَا   بِأَسْیَافِنَا مِنْ کُلِّ بَاغٍ وَظَالِمِ

جب نبی کریم صلعم ہمارے دیار میں آکر اترے (اور قیام فرمایا) تو ہم نے اپنی تلواروں سے ہر ظالم و باغی آدمی کے برخلاف ان کی مدد کی۔

جَعَلْنَا بَنِیْنَا دُوْنَهٗ وَبَنَاتِنَا   وَطِبْنَا لَهٗ نَفْسًا بِفَیْءِ الْمَغَانِمِ

ہم نے اپنے بیٹوں اور اپنی بیٹیوں کو آپ کے سامنے محافظ بنا کر کھڑا کر دیا اور جو مال غنیمت ہمیں ملا، ہم آپ کی وجہ سے اس پر دل سے خوش رہے۔

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا النَّاسَ حَتّٰی تَتَابَعُوْا   عَلٰی دِیْنِهٖ بِالْمُرْهَفَاتِ الصَّوَارِمِ

اور ہم نے تیز تیز تلواروں سے لوگوں کو اتنا مارا کہ اب وہ آپ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے کے لیے چلے آرہے ہیں۔

وَنَحْنُ وَلَدْنَا مِنْ قُرَیْشٍ عَظِیْمَهَا   وَلَدْنَا نَبِیَّ الْخَیْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمِ

اور ہم وہ ہیں کہ ہمارے اندر قریش کا عظیم ترین انسان پیدا ہوا (یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کی ماں انصار میں سے ایک لڑکی تھیں، اس طرح رسول اللہ صلعم کی پردادی انصاری ہوئیں) پھر ہمارے اندر آل ہاشم سے نبی خیر (بھلائیوں کے نبی) پیدا ہوئے۔

بَنِیْ دَارِمٍ! لَا تَفْخَرُوْا إِنَّ فَخْرَکُمْ   یَعُوْدُ وَبَالًا عِنْدَ ذِکْرِ الْمَکَارِمِ

او بنودارم! فخر مت کرو، کیونکہ مکارم (اخلاق کریمانہ) کے بیان کے وقت تمھارا یہ فخر ایک وبال اور بوجھ ہو جاتا ہے۔

هَبِلْتُمْ عَلَیْنَا تَفْخَرُوْنَ وَاَنْتُمْ   لَنَا خَوَلٌ مَا بَیْنَ ظِئْرٍ وَخَادِمِ؟

تمھیں تمھاری ماں کھو بیٹھے: تم ہم پر فخر کرتے ہو، حالانکہ تم ہمارے سامنے غلاموں اور باندیوں کی حیثیت رکھتے ہو کہ تمھارے اندر کی باندیاں تو اجرت پہ دودھ پلاتی پھرتی ہوں اور غلام دوسروں کی خدمت کرتے پھرتے ہوں۔

فَإِنْ کُنْتُمْ جِئْتُمْ لِحَقْنِ دِمَائِکُمْ   وَاَمْوَالِکُمْ اَنْ تُقْسَمُوْا فِی الْمَقَاسِمِ

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ نِدًّا وَاَسْلِمُوْا   وَلَا تَلْبَسُوْا زِیًّا کَزِیِّ الْاَعَاجِمِ

پس اگر تم اس لیے آئے ہو کہ اپنا خون بہنے سے بچا لو، اور اپنے اموال اس سے بچا لو کہ انھیں تم ہمارے اندر (جب وہ مال غنیمت کی حیثیت میں آئیں)، تقسیم کرو، تو

اللہ کا شریک و سہیم کسی کو مت بناؤ اور اسلام لے آؤ اور وہ لباس مت پہنو، جو عجمی پہنتے ہیں۔

وفد کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، جب حسانؓ بن ثابت اپنے اشعار سنا کر فارغ ہو گئے، تو اقرع بن حابس نے کہا:

"باپ کی قسم! یہ آدمی (نبی کریم صلعم) وہ ہیں جنھیں توفیق الٰہی حاصل ہے، ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر، ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر اور ان کے الفاظ ہمارے الفاظ سے شیریں ہیں۔"

جب لوگ اس سے فارغ ہوئے تو بنو تمیم کے وفد کے لوگ اسلام لے آئے اور رسولؐ اللہ نے انھیں بہترین انعامات عطا کیے۔

رسول اللہ صلعم کا بحرِ کرم

عمرو بن الدہم کو اس کی قوم نے اپنے پیچھے کے اونٹوں میں رکھا تھا کیونکہ وہ نوعمر تھا، اس لیے قیس بن عاصم نے جو عمرو بن الدہم سے بغض رکھتے تھے، عرض کیا، یا رسولؐ اللہ! عمرو بن الدہم ہمارے اونٹوں کے کجاووں میں ایک نوعمر لڑکا ہے، ساتھ ہی اس کی تحقیر کی۔ مگر رسول اللہ صلعم نے اسے بھی اتنا ہی دیا، جتنا دوسروں کو دیا تھا۔ جب عمرو بن الدہم کو معلوم ہوا کہ قیس نے رسول اللہ صلعم سے یہ یہ کہا ہے تو اس نے شعروں میں قیس کی ہجو کی۔

ابن اسحٰق نے کہا: انھیں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ": وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے پیچھے سے (بیہودگی کے ساتھ) پکارتے ہیں، ان میں اکثر نامعقول لوگ ہیں۔"

باب ۱۶۵

بنی عامر اور سعد بن بکر کے وفد

وفد بنی عامر کے ارکان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو عامر کا وفد بھی آیا، جو تین آدمیوں پر مشتمل تھا۔

عامرؔ بن طفیل، اربدؔ بن قیس بن جزءؔ بن خالد بن جعفر، اور جبّارؔ بن سلمہ بن مالک بن جعفر، یہ تینوں اپنی قوم کے رئیس و سردار تھے اور سب شیطان تھے۔

دشمن خدا عامر بن طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ارادہ یہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلعم سے غداری کرے اور (اس سے پہلے، قوم نے اس سے کہا تھا "عامر! تمام لوگ اسلام لے آئے ہیں، تم بھی اسلام لے آؤ" جواب میں اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا، جب تک سارا عرب میری پیروی نہ کرلے، تو کیا میں قریش کے اس نوجوان کی پیروی کروں گا"؟

عامر بن طفیل کا ارادۂ بد

پھر اس نے اربد سے کہا کہ جب ہم لوگ اس شخص (رسول اللہ صلعم) کے پاس پہنچیں گے تو میں تو ان کی توجہ تمھاری طرف سے ہٹا دوں گا۔ پھر جب میں توجہ ہٹا دوں تو تم تلوار سے قتل کر دینا" بہر حال جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو عامر بن طفیل نے کہا: محمدؐ! مجھے تخلیے کا موقع دیجیے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا، تا وقتیکہ تو خدائے واحد و یکتا پر ایمان نہ لے آئے" اور عامر یوں ہی رسول اللہ صلعم سے بات کرتا رہا اور منتظر رہا کہ اربد وہ کر گزرے، جو اس سے کہا گیا تھا۔ لیکن اربد تھا کہ وہ کام کر ہی نہیں رہا تھا، جب عامر نے یہ صورت حال دیکھی تو پھر کہا: محمدؐ! مجھے تخلیے کا موقع دیجیے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا: واللہ! میں یہ نہیں کروں گا۔ تا وقتیکہ تو اس خدائے واحد پر ایمان نہ لے آئے، جس کا کوئی شریک نہیں" رسولؐ اللہ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا، اور کہا: خدا کی قسم! میں تم پر اتنے گھوڑے اور سپاہی لاؤں گا کہ یہ سرزمین لبریز ہو جائے گی" پھر جب عامر پیٹھ پھیر کر چلا تو آنحضور صلعم نے فرمایا: اللّٰھمّ اکفنی عامر ابن طفیل" یا اللہ! تو میرے لیے

عامر ابن طفیل کو کافی ہو جا۔" وفد عامر کے یہ تینوں آدمی رسول اللہ صلعم کے پاس سے نکل کر باہر گئے۔ تو عامر نے اربد سے کہا: تیرا بُرا ہو، اربد! اس کا کیا ہوا جو میں نے تجھ سے کہا تھا؟ اربد نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں اپنے خیال میں روئے زمین پر کسی بھی آدمی کو تم سے زیادہ ہیبت ناک نہیں پاتا تھا اور خدا کی قسم! آج کے بعد میں تم سے خوف نہیں کھاؤں گا، تیرا باپ نہ رہے، جلد بازی سے کام نہ لے، خدا کی قسم! ان کے معاملے میں تم نے جو مجھے حکم دیا تھا، میں اس کی تعمیل کا ارادہ کرتا تھا اور تم خود میرے اور اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان حائل ہو جاتے تھے، مجھے تمہارے سوا کوئی اور نظر ہی نہیں آ رہا تھا، تو کیا میں تمہیں تلوار مار دیتا؟"

عامر کی موت

یہ لوگ اپنے وطن جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں طاعون پیدا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں اسے موت دے دی۔ اس وقت وہ کہہ رہا تھا: اے بنو عامر! میں (طاعون کے) غدود سے بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں اس طرح مر رہا ہوں جس طرح کہ عمر کا اونٹ (طاعون کے) غدود سے (مر جاتا ہے اور بہادروں کی طرح میدانِ جنگ میں نہ مارا گیا)

ابن ہشام نے کہا: اور ایک روایت میں (عامر بن طفیل کے) یہ الفاظ ہیں:۔ یعنی کیا میں اونٹ کے غدود کی طرح (طاعون کا) غدود دیکھتا ہوں۔ اور ایک سلولی عورت کے گھر میں مر رہا ہوں ''؟

اَرْبَدْ کی موت

ابن اسحق نے کہا: عامر کو دفن کر کے اس کے دونوں ساتھی آگے بڑھے اور بنو عامر کی زمین میں پہنچ گئے تو قوم نے پوچھا: کیا کر کے آئے ہو؟

اربد نے کہا: کچھ نہیں، خدا کی قسم! اس نے (رسول اللہ صلعم نے) ایسی چیز کی عبادت کی دعوت دی کہ کاش وہ اس وقت یہاں میرے پاس ہوتا تو تیر مار مار کر اسے قتل کر ڈالتا"

اس قول کے دو یا ایک روز کے بعد اربد نکل کر جا رہا تھا، ایک اونٹ ساتھ تھا۔ جو پیچھے پیچھے چل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اونٹ پر بجلی گرا دی۔ اور وہ دونوں جل کر خاکستر ہو گئے، اربد بن قیس ماں کی طرف سے لبید بن ربیعہ کا بھائی تھا۔

ابن ہشام نے کہا: زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی کہ عامر اور اربد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ — اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے، جو کچھ کسی عورت

أُنثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ط (الى قوله) وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَّالٍ۔ (۱۳: ۸ تا ۱۱)

کو حمل رہتا ہے، اور جو کچھ رحم میں کمی، بیشی ہوتی ہے ..... (اس قول تک) اور خدا کے سوا کوئی ان کا مددگار نہیں رہتا۔"

ابن ہشام نے کہا: مُعَقِّبَات (پیچھے رہنے والی چیزیں) سے مراد وہ چیزیں ہیں جو رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتی ہیں، پھر اربد کا اور جس ذریعے سے اللہ تعالےٰ نے اسے ہلاک کیا، اس کا ذکر کیا ہے، فرماتا ہے:۔

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ ..... (الى قوله) شَدِيدُ الْمِحَالِ ٥ (۱۳: ۱۳)

اور وہ بجلیاں گراتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے اس کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے ..... شدید المحال، تک۔

لبید کا پہلا مرثیہ:۔

مَا إِنْ تُعَدِّي الْمَنُونُ مِنْ أَحَدٍ لَا وَالِدٍ مُشْفِقٍ وَلَا وَلَدِ

دراصل موت کسی کو بھی نہیں چھوڑتی، نہ باپ کو چھوڑتی ہے جو اپنے بچوں کے لیے متفکر ہوتا ہے اور نہ بچے کو چھوڑتی ہے۔

أَخْشَى عَلَى أَرْبَدَ الْحُتُوفَ وَلَا أَرْهَبُ نَوْءَ السِّمَاكِ وَالْأَسَدِ

مجھے یہ ڈر نہ تھا کہ اربد مر جائے گا اور نہ مجھے سماک اور اسد کے برجوں کے نچھتر کا اندیشہ تھا۔

فَعَيْنِ هَلَّا بَكَيْتِ أَرْبَدَ إِذْ قُمْنَا وَقَامَ النِّسَاءُ فِي كَبَدِ

پس اے میری آنکھ! کیا جب ہم اور عورتیں پوری مشقت سے کھڑے ہو کر ماتم کر رہے تھے، تو نے آنسو نہیں بہائے۔

إِنْ يَشْغَبُوا لَا يُبَالِ شَغْبَهُمُ أَوْ يَقْصِدُوا فِي الْحُكُومِ يَقْتَصِدِ

اگر لوگ شر و فساد پھیلاتے تھے تو اربد ان کے شر و فساد کی پروا نہ کرتا تھا اور اگر لوگ فیصلے کرنے میں میانہ روی اختیار کرتے تھے تو اربد بھی میانہ روی کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔

حُلْوٌ أَرِيبٌ وَفِي حَلَاوَتِهِ مُرٌّ لَطِيفُ الْأَحْشَاءِ وَالْكَبِدِ

اربد بڑا شیریں اور دانا و شاطر، اور اس کی شیریں کلامی میں ایک ایسی

تخی ہوتی تھی جو معنوی اعتبار سے بڑی لطیف ہوتی تھی۔

وَعَیْنِ ہَلّا بَکَیْتِ اَرْبَدَ اِذْ ... اَلْوَتْ رِیَاحُ الشِّتَاءِ بِالْعَضَدِ
وَاَصْبَحَتْ لَاقِحًا مُصَرَّمَۃً ... حَتّٰی تَجَلَّتْ غَوَابِرُ الْمُدَدِ

اور اے میری آنکھ! کیا تو نے اربد پر اس وقت آنسو نہیں بہائے،
جب موسم سرما کی (قحط آور) ہواؤں نے تمام درختوں کو لپیٹ میں لے کر پت جھڑ کر رکھا تھا اور یہ ہوائیں بالکل خشک اور بے دودھ والی اونٹنیوں کی طرح ہو گئی تھیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک رہا، جب تک گزرے ہوئے (خوشحالی کے) اوقات واپس نہیں آ گئے (اس قحط کے زمانے میں اربد کیسی فیاضی و سخاوت کرتا تھا)

اَشْجَعُ مِنْ لَیْثِ غَابَۃٍ لَحِمٍ ... ذُوْ نَھْمَۃٍ فِی الْعُلَا وَ مُنْتَقَدِ

اربد کچھار کے شکار کے بہت زیادہ گوشت کھانے والے شیر سے بھی زیادہ بہادر اور شجیع تھا۔ بلندیوں کے منتہی کو دیکھنے والا اور بڑا صاحب نظر و نقد تھا۔

لَا تَبْلُغُ الْعَیْنُ کُلَّ نَھْمَتِھَا ... لَیْلَۃَ تُمْسِی الْجِیَادُ کَالْقِدَدِ

ایسے زمانے میں جب گھوڑے چمڑے کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کی طرح ہو رہے تھے، کوئی آنکھ اپنا منتہی نہیں دیکھ سکتی۔

اَلْبَاعِثُ النَّوْحَ فِیْ مَآتِمِہٖ ... مِثْلَ الظِّبَاءِ الْاَبْکَارِ بِالْجَرَدِ

اربد نوحہ کرنے والی عورتوں کو ان ماتم کناں عورتوں کے اجتماعات میں ابھارنے والا ہے جو چٹیل میدان کے نوخیز ہرنوں کی طرح ہیں۔

فَجَّعَنِی الْبَرْقُ وَالصَّوَاعِقُ بِالْـ ... ـفَارِسِ یَوْمَ الْکَرِیْھَۃِ النَّجُدِ

وہ شہسوار جو میدان جنگ میں نہایت بہادر ثابت ہوتا تھا، اس پر بجلی اور صاعقہ (کڑک) کے گرنے نے مجھے بہت دردمند کر دیا ہے۔

وَالْحَارِبِ الْجَابِرِ الْحَرِیْبَ اِذَا ... جَاءَ نَکِیْبًا وَاِنْ یَعُدْ یَعُدِ

اور وہ بڑا جنگجو تھا اور بڑے جنگجوؤں پر مسلط ہو جانے والا تھا، جب یہ جنگجو اس کے سامنے اوندھے ہو کر آتے تھے۔ اگر وہ پلٹ کر حملہ کرتا تھا تو یہ بھی پلٹ کر حملہ کرتا تھا۔

یَعْفُوْا عَلَی الْجُھْدِ وَالسُّؤَالِ کَمَا ... یُنْبِتُ غَیْثُ الرَّبِیْعِ ذُو الرَّصَدِ

دشواریوں کے وقت اس سے سوال کیا جاتا تھا تو ان کی عطائیں بے شمار ہوتی

تھیں، جیسے کم پودوں والی ربیع کے زمانے کی بارش (جو موسم ربیع میں) بیحد و حساب برس کر ربیع کو زرخیز بنا دیتی ہے)

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمُ ۔۔۔ قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

تمام آزاد ماؤں کے بیٹے (اس کے پاس پہنچتے تھے، اور ان کا لوٹنا ہوتا ہی نہ تھا، اگرچہ ان کی تعداد بہت کثیر ہو۔

إِنْ يَغْبِطُوا يُهْبَطُوا وَإِنْ أُمِرُوا ۔۔۔ يَوْمًا فَهُمْ لِلْهَلَاكِ وَالنَّقَدِ

اگر یہ لوگ قابلِ رشک ہوتے ہیں تو وہ منکسر المزاج ہو جاتے ہیں، اور اگر کسی موقع پر ان پر کوئی حکومت قائم ہو جاتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ختم کر لینے اور ہلاک کر لینے کو بہتر سمجھتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، یہ بیت "وَالْحَارِبُ الْجَابِرُ الْحَرِيبُ" ابو عبیدہ سے مروی ہے، اور یہ بیت "يَعْفُوا عَلَى الْجَهْدِ" ابن اسحٰق کی روایت نہیں۔

لبید کا دوسرا مرثیہ

ابن اسحٰق نے کہا: اور لبید نے یہ اشعار بھی کہے ہیں، جن میں وہ اربد کا ماتم کرتا ہے:۔

أَلَا ذَهَبَ الْمُحَافِظُ وَالْمُحَامِي ۔۔۔ وَمَانِعُ ضَيْمِهَا يَوْمَ الْخِصَامِ

افسوس! زبردست حفاظت و حمایت کرنے والا چلا گیا اور وہ چلا گیا جو جنگ کے موقع پر جنگ کی ذلتوں سے بچانے والا تھا۔

وَأَيْقَنْتُ التَّفَرُّقَ يَوْمَ قَالُوا ۔۔۔ تُقَسَّمُ مَالُ أَرْبَدَ بِالسِّهَامِ

اور میں نے اسی روز جدائی کا یقین کر لیا تھا، جب لوگوں نے کہا تھا کہ اربد کے اموال کے حصے لگا کر انھیں تقسیم کر لیا جائے گا۔

تُطِيرُ عَدَائِدَ الْأَشْرَاكِ شَفْعًا ۔۔۔ وَوِتْرًا وَالزَّعَامَةَ لِلْغُلَامِ

یہ حصص جفت اور طاق صورتوں میں شرکاء کی رغبت و میلان کو خوب نشہ دے رہے تھے اور ریاست غلام کے حصے میں آ رہی تھی۔

فَوَدِّعْ بِالسَّلَامِ أَبَا حُرَيْزٍ ۔۔۔ وَقَلَّ وَدَاعُ أَرْبَدَ بِالسَّلَامِ

پس ابو حریز کو سلامتی کی دعا کے ساتھ رخصت کرو، کیونکہ سلامتی کی دعا کے ساتھ اربد کو رخصت کرنے والے کم ہیں۔

وَكُنْتَ إِمَامَنَا كُنَّا نِظَامًا ... وَكَانَ الْجَزْعُ يُحْفَظُ بِالنِّظَامِ

تو ہمارا امام (پیشوا اور مقتدی) تھا اور ہمارے لیے ایک لڑی کی طرح
اور موتیوں کو صرف لڑی ہی سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

وَأَرْبَدُ فَارِسُ الْهَيْجَاءِ إِذَا مَا ... تَقَعَّرَتِ الْمَشَاجِرُ بِالْفِئَامِ

اور اربد میدان جنگ کا شہسوار تھا، جب ہودج گھرے گھرے ہوتے
اور بندہ وغیرہ بچھایا جاتا تھا۔

إِذَا بَكَرَ النِّسَاءُ مُرَدَّفَاتٍ ... حَوَاسِرَ لَا يُجِئْنَ عَلَى الْخِدَامِ

جب ایک کے پیچھے ایک ننگے سر صبح کے وقت بھاگتی تھیں، اور اپنی
(بدحواسی میں) پنڈلیوں کو بھی نہیں ڈھانکتی تھیں۔

فَوَأَلَ يَوْمَ ذَلِكَ مَنْ أَتَاهُ ... كَمَا وَأَلَ الْمُحِلُّ إِلَى الْحَرَامِ

اس نازک وقت میں جو بھی اس کے پاس آتا وہ اسے جائے پناہ دیتا تھا،
جس طرح حل میں رہنے والے کو بیت الحرام میں پناہ دی جاتی ہے۔

وَيَحْمَدُ قِدْرَ أَرْبَدَ مَنْ عَرَاهَا ... إِذَا مَا ذُمَّ أَرْبَابُ اللِّحَامِ

اربد کی ہانڈی کا ہر وہ شخص مداح تھا جو اسے کھول کر (اس سے کھانا کھاتا تھا)
اس وقت بہت سا گوشت پکانے والوں کی مذمت کی جاتی تھی۔

وَجَارَتُهُ إِذَا حَلَّتْ لَدَيْهِ ... لَهَا نَفَلٌ وَحَظٌّ مِنْ سَنَامِ

اور اس کی پڑوسن جب اس کے پاس آکر اترتی تھی۔ تو اس پڑوسن کے
لیے عطایا اور اونٹ کے کوہان کا وافر حصہ ہوتا تھا۔

فَإِنْ تَقْعُدْ فَمُكْرَمَةٌ حَصَانٌ ... وَإِنْ تَظْعَنْ فَمُحْسِنَةُ الْكَلَامِ

پھر اگر اس کی پڑوسن وہاں بیٹھتی تو باعزت اور عفیفہ ہو کر ٹھہرتی اور اگر
کوچ کرتی تو (خوش ہو کر) اچھی اچھی باتیں کر کے جاتی۔

وَهَلْ حُدِّثْتَ عَنْ أَخَوَيْنِ دَامَا ... عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا ابْنَيْ شَمَامِ

وَإِلَّا الْفَرْقَدَيْنِ وَآلَ نَعْشٍ ... خَوَالِدَ مَا تُحَدَّثُ بِانْهِدَامِ

اور کیا تمھیں کبھی ایسے دو بھائیوں کی خبر معلوم ہوئی، جو مرور ایام کے
باوجود ہمیشہ ساتھ رہے، بجز ابنا شمام کے دو پہاڑوں کے، اور بجز

فرقدین اور بنات نعش کے جو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والے ہیں، ان کے منہدم ہونے کی خبر ہمیں کبھی نہ سنائی جائے گی۔

ابن ہشام نے کہا: اور یہ اشعار لبید کے ایک قصیدے سے لیے گئے ہیں۔

لبید کا تیسرا مرثیہ

ابن اسحٰق نے کہا: اور لبید نے یہ اشعار بھی اربد کے ماتم میں کہے ہیں:۔

اِنْعَ الْکَرِیْمَ لِلْکَرِیْمِ اَرْبَدَا ۔ اِنْعَ الرَّئِیْسَ وَاللَّطِیْفَ کَبِدَا

صاحب شرف و مجد اربد کی خبر مرگ، صاحب شرف و مجد لوگوں کو سنا دو، سردار اور دل و دماغ کے اعتبار سے لطیف مزاج کی خبر مرگ سنا دو۔

یُحْذِیْ وَیُعْطِیْ مَالَہٗ لِیُحْمَدَا ۔ اُدْمًا یُشَبَّہْنَ صِوَارًا اُبَّدَا

اربد، وہ سفید سفید اونٹ جیسی اپنی دولت لوگوں کو بخش دیتا تھا اور دے دیتا تھا جنھیں بدکنے والے بقر وحشی سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے۔

اَلسَّابِلَ الْفَضْلِ اِذَا مَا عُدِّدَا ۔ وَیَمْلَاُ الْجَفْنَةَ مَلْئًا مَدَدَا

جب شمار کیا جائے تو یہ مکمل فضل و کرم والا ثابت ہوتا تھا اور لوگوں کے پیالوں کو خوب لبالب بھر دیتا تھا۔

رِفْھًا اِذَا یَاْتِیْ ضَرِیْکٌ وَرَدَا ۔ مِثْلُ الَّذِیْ فِی الْغِیْلِ یَقْرُوْ اَجُمُدَا

جب فقراء اس کے پاس آتے تو اس کی طرف سے رفاہ عام کے لیے بخششیں ہوتی تھیں اور وہ شیر کے مانند تھا جو جُمُدُ پہاڑ کے بھی پیچھے پڑ جاتا تھا۔

غِبًّا وَمَالًا طَارِفًا وَوَلَدَا ۔ شَرْخًا صُقُوْرًا یَافِعًا وَاَمْرَدَا

باری باری سے دینے والا اور نیا نیا مال دینے والا تھا اور وہ ایک نوخیز جوان تھا جو شکرے کی مانند تھا، مراہق اور بے ریش تھا۔

اور یہ اشعار بھی لبید نے کہے:۔

لَنْ تُفْنِیَا خَیْرَاتِ اَرْبَدَ فَابْکِیَا حَتّٰی یَعُوْدَا

دونوں دوستو! اربد کی بھلائیوں کو تم کبھی فنا نہیں کر سکتے۔ اس لیے تم دونوں اس پر اس وقت تک آنسو بہاؤ، جب تک وہ لوٹ کر نہ آجائے۔

تَوَلِّ هُوَ الْبَطَلُ الْمُحَامِي حِيْنَ يَكْسُوْنَ الْحَدِيْدَا

تم دونوں کہو کہ وہ بہادر اور مکمل حمایت کرنے والا تھا، اس وقت جب لوگ زرہیں پہن کر چلتے ہیں۔

وَيَصُدُّ عَنَّا الظَّالِمِيْنَ إِذَا لَقِيْنَا الْقَوْمَ صِيْدَا

اور وہ ہم لوگوں کی طرف سے ظالموں کو اس وقت دفع کر دیتا تھا، جب ہم (جنگ میں) ایسی قوم سے دوچار ہوتے تھے جو تکبر کی وجہ سے ٹیڑھی گردن کرکے چلنے والے تھے۔

فَاعْتَاقَهُ رَبُّ الْبَرِيَّةِ إِذْ رَأَى أَنْ لَا خُلُوْدَا

لیکن اس مخلوق کے پروردگار نے اسے امیدوں تک پہنچنے سے روک دیا اس لیے کہ اس نے دیکھا، یہاں ہمیشہ کسی کو نہیں رہنا۔

فَثَوَى وَلَمْ يُوْجَعْ وَلَمْ يُوْصَبْ وَكَانَ هُوَ الْفَقِيْدَا

پس وہ ٹھکانے لگ گیا اور اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ اسے کوئی الم اٹھانا پڑا، جس وقت وہ ہم سے گم ہوا۔

لبید کا چوتھا اور پانچواں مرثیہ لبید نے یہ اشعار بھی کہے:۔

يُذَكِّرُنِيْ بِأَرْبَدَ كُلُّ خَصْمٍ أَلَدَّ تَخَالُ خُطَّتَهُ ضِرَارَا

اربد کی یاد مجھے ہر اس جھگڑنے والے دشمن کی یاد آجاتی ہے، جس کی فطرت ہی کو نقصان رساں خیال کرو گے۔

إِذَا اقْتَصَدُوْا فَمُقْتَصِدٌ كَرِيْمٌ وَإِنْ جَارُوْا سَوَاءَ الْحَقِّ جَارَا

جب لوگ اعتدال و میانہ روی اختیار کرتے تھے، تو وہ ایک نہایت شریف اعتدال پسند آدمی ثابت ہوتا اور اگر لوگ جبر و ظلم پر اتر آتے اور حق کا سیدھا راستہ چھوڑ دیتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتا۔

وَيَهْدِي الْقَوْمَ مُطَّلِعًا إِذَا مَا دَلِيْلُ الْقَوْمِ بِالْمَوْمَاةِ حَارَا

اور جس وقت جنگل میں لوگوں کو راستہ بتانے والا حیران ہو رہا ہو اس وقت اربد ان لوگوں کی رہنمائی بہت باخبر ہو کر کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا آخری شعر ابن اسحٰق نے روایت نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور لبید نے یہ شعر بھی کہے:۔

اَصْبَحْتُ اَمْشِیْ بَعْدَ سَلْمٰی ابْنِ مَالِکٍ وَبَعْدَ اَبِیْ قَیْسٍ وَعُرْوَۃَ کَالْاَجَبِّ

اِذَا مَا رَأٰی ظِلَّ الْغُرَابِ اَضَجَّۃُ حِذَارًا عَلٰی بَاقِی السَّنَاسِیْنَ وَالْعَصَبِ

میں سلمٰی ابن مالک اور ابو قیس اور عروہ کے بعد اس طرح چلتا ہوں،
جیسے وہ اونٹ جس کا کوہان کٹا ہوا ہو، جب اس نے کوّے کا سایہ دیکھا تو وہ
چیخ اٹھا تھا، کیونکہ اپنی پیٹھ کی ہڈیوں اور اعصاب کا ڈر ہو گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں شعر اس کے اور اشعار میں سے لیے گئے ہیں۔

سعد بن بکر کا وفد

ابن اسحٰق نے کہا: اور بنو سعد بن بکر نے اپنا ایک آدمی جسے ضمام ابن ثعلبہ کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلعم کی خدمت میں (بحیثیت نمائندہ) بھیجا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن ولید بن نُوَیفع نے کُریب مولی عبد اللہ ابن عباس کے واسطے سے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی، بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں نمائندے کی حیثیت سے بھیجا۔ ضمام رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا، تو اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھا کر باندھا، پھر مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلعم اس وقت صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے، ضمام بڑا جری تھا، اس کے جسم پر بال بہت تھے اور اس کے بڑے بڑے پٹھے لٹک رہے تھے۔ یہ آگے بڑھا اور رسول اللہ صلعم کے صحابہ میں آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے پوچھا: ایکم ابن عبد المطلب؟ تم میں عبد المطلب کا بیٹا (پوتا) کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: انا ابن عبد المطلب"! میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا (پوتا)۔

ضمام بن ثعلبہ کے سوال اور جواب

ضمام بولا: کیا آپ محمدؐ ہیں"؟ آپ نے فرمایا، نعم: ہاں"! اب ضمام بولا، اے عبد المطلب کے بیٹے! میں تم سے کچھ سوال کرنے والا ہوں اور میرے سوال تمہارے لیے کچھ سخت و درشت ہوں گے، اپنے دل میں ان کا رنج بالکل نہ کرنا"۔

آپ نے فرمایا: میں دل میں رنجیدہ نہیں ہوتا، تم جو سوال کرنا چاہتے ہو، کرو"۔

ضمام نے پوچھا، میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جو تمہارا بھی معبود ہے، تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان کا بھی معبود ہے، اور جو لوگ تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کا بھی معبود ہے، کیا اللہ

نے تمھیں ہماری طرف اپنا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے؟"

آپ نے جواب دیا، اے بندۂ خدا! ہاں!"

پھر پوچھا: "میں تمھیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جو تمھارا بھی معبود ہے، تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان کا بھی معبود ہے اور جو لوگ تمھارے بعد آنے والے ہیں، ان کا بھی معبود ہے، کیا خدا نے تمھیں حکم دیا ہے کہ تم ہم لوگوں کو حکم دو کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اس میں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور یہ کہ ہم ان معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں، جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد خدائے واحد کے ساتھ ساتھ کیا کرتے تھے؟"

آپ نے جواب دیا، اللّٰھم نعم"، اے خدا! ہاں!

پھر پوچھا: میں تمھیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جو تمھارا بھی معبود ہے، تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان کا بھی معبود ہے اور جو تمھارے بعد آنے والے ہیں، ان کا بھی معبود ہے، کیا اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ہم پانچوں نمازیں پڑھا کریں"؟

آپ نے جواب دیا: اللّٰھم نعم" اے خدا! ہاں!

پھر ضمام اسلام کے فرائض کا ایک ایک کر کے ذکر کرتا گیا، یعنی زکوٰۃ، روزہ، حج، اور تمام اسلامی شرائع کا اور ہر فریضے پر رسول اللہ صلعم کو قسم دیتا تھا۔ یہاں تک کہ جب ان سوالات سے فارغ ہوا تو اس نے کہا:

فَاِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَسَاُؤَدِّیْ ھٰذِہِ الْفَرَائِضَ وَ اَجْتَنِبُ مَا نَھَیْتَنِیْ عَنْہُ . ثُمَّ لَا اَزِیْدُ وَلَآ اَنْقُصُ ،	میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اور یہ فرائض ادا کرتا رہوں گا اور جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کروں گا، پھر میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا"

اس کے بعد وہ اپنے اونٹ کی طرف لوٹا اور واپس چلا گیا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا:

"اِنْ صَدَقَ ذُوالْعَقِیْصَتَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ" اگر دو چوٹیوں والے نے صدق دل سے یہ بات کہی ہے تو جنت میں داخل ہو گیا!

قوم کو اسلام کی دعوت یہ اپنے اونٹ کے پاس آیا، رسی کھولی اور چل کر قوم کے پاس پہنچ گیا قوم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو ضمام نے جو پہلی بات کی،

وہ یہ تھی: ہیئت اللات والعزیٰ"۔ لات وعزیٰ کتنے برُے ہیں!"

اس پر قوم کے لوگ بولے، ضمام! ٹھہرو، ٹھہرو! برص ہونے سے ڈرو، جذام سے ڈرو، جنون سے ڈرو۔"

ضمام نے جواب دیا: تمھارا بُرا ہو، خدا کی قسم! یہ دونوں (لات وعزیٰ) نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں، بے شک اللہ نے ایک رسولؐ بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے، جس کے ذریعے سے رسولؐ نے تمھیں اس (گمراہی) سے نکالا ہے، جس میں تم پڑے ہوئے ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور میں تمھارے لیے ان کے پاس سے وہ لایا ہوں جس کا انھوں نے تمھیں حکم دیا ہے اور وہ لایا ہوں، جس سے انھوں نے تمھیں منع کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس دن ان کے قبیلے کے مردوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو شام ہوتے ہوتے مسلمان نہ ہو گیا ہو۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قوم کے وفد کو ایسا نہیں پایا، جو ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

باب ۱۶۶

مختلف وفود

(۱)

وفد عبدالقیس

ابن اسحٰق نے کہا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش، اخو عبدالقیس بھی آیا۔

ابن ہشام نے کہا: عبدالقیس کے وفد کی حیثیت میں جارود بن بشر بن مُعلّٰی آیا تھا، اور وہ نصرانی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے غیر متہم اشخاص نے حسن کی روایت بیان کی۔ جب جارود بن عمرو رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے تو آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے اسلام پیش کیا اور اس کی رغبت دلائی۔

جارود کا اسلام

اس پر جارود نے کہا: اے محمدؐ! میں ایک دین پر ہوں اور میں اب آپ کے دین کے لیے اپنا دین چھوڑ رہا ہوں۔ تو کیا آپ میرے قرض کی ضمانت لیں گے''؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں! میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس چیز کی طرف ہدایت دی ہے جو پہلے دین سے بہتر ہے۔ پھر جارود اسلام لے آئے اور ان کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔ جارود نے رسول اللہ صلعم سے سواریوں کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے پاس کوئی ایسا جانور نہیں، جس پر میں تمھیں سوار کرا دوں۔ جارود نے کہا: یا رسولُ اللہ! ہمارے اور مدینہ منورہ کے درمیان گمراہ لوگ ہیں، کیا ہم ان لوگوں کے پاس سے گزر کر اپنے بلاد میں پہنچ جائیں؟'' آپ نے فرمایا: نہیں! تمھیں ان سے بچنا چاہیے، یہ تو آگ میں جلنا ہے۔''

فتنۂ ارتداد میں جارُود کا مُوقف

جارود رسول اللہ صلعم کے پاس سے اپنی قوم میں واپس گئے، مرتے دم تک ان کا اسلام پختہ اور دین مستحکم رہا۔ حالانکہ انھوں نے لوگوں کے مرتد ہونے کا وقت بھی دیکھا تھا، چنانچہ ان کی قوم کے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے، جب وہ غرور بن مُنذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ پہلے دین کی طرف لوٹ گئے تو جارود

کھڑے ہوئے، ان سے گفتگو کی۔ حق کی شہادت دی، اور انھیں اسلام کی طرف بلاتے ہوئے یوں مخاطب ہوئے:۔

"لوگو! میں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی ہستی قابل عبادت نہیں، اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ جو اس کا اقرار نہ کرے، میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔"

ابن ہشام نے کہا، اور ایک روایت میں یہ ہے، جو اس کا اقرار نہ کرے، میں اس شخص کے لیے کافی ہوں۔"

ابن ساوی کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے قبل علاء بن حضرمی کو بھیج کر منذر بن ساوی عبدی کو اسلام کی دعوت دی تھی اور وہ اسلام لے آئے اور اس میں پختہ ہو گئے۔ پھر ان کی وفات رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پیشتر ہی ہو گئی، اس وقت علاء ان کے پاس تھے اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے بحرین پر امیر مقرر تھے۔

وفد بنو حنیفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو حنیفہ کا وفد بھی حاضر ہوا، جن میں مسیلمہ بن حبیب الحنفی الکذاب بھی شامل تھا۔

ابن ہشام نے کہا، وہ مُسیلمہ بن ثمامہ تھا اور اس کی کنیت ابو ثمامہ تھی۔

مسیلمہ کی گفتگو

ابن اسحٰق نے کہا: بنو حنیفہ کا یہ وفد انصار کے قبیلہ بنو نجار کی ایک خاتون بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرا۔ مجھ سے مدینہ کے بعض علماء نے بیان کیا کہ بنو حنیفہ اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے (مسیلمہ کذاب کو) بھی لائے، یہ لوگ اسے کپڑوں سے چھپائے ہوئے تھے، اس وقت رسولؐ اللہ صلعم اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس کھجور کے درخت کی چھڑی تھی، جس کے پتے توڑ دیے گئے تھے۔ اور صرف اس کے سرے پر کچھ پتیاں لگی ہوئی تھیں، پھر جب مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے آپ سے بات چیت کی اور مطالبے کیے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، اگر تو اس چھڑی کا بھی مجھ سے مطالبہ کرتا تو وہ بھی میں تجھے نہ دیتا۔"

ابن اسحٰق نے کہا: اور یمامہ کے لوگوں میں سے بنو حنیفہ کے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیلمہ بن کذاب کے واقعے کی صورت دوسری تھی، جب وفد بنو حنیفہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا،

تو مسیلمہ کذاب کو اپنے کجاووں کے پاس چھوڑ دیا۔ جب وہ لوگ اسلام لے آئے تو انھیں یاد آیا، کہ مسیلمہ کہاں ہے؟ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلعم کو بتایا کہ ہم اپنا ایک ساتھی کجاووں کے پاس چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے سامان کی نگہداشت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بھی وہ امر فرمایا جو دوسروں کے لیے فرما چکے تھے اور یہ بھی فرمایا، اس کی جگہ بری نہیں، رسول اللہ صلعم کا مقصد یہ تھا کہ وہ ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔

مسیلمہ کا ارتداد

راوی نے بیان کیا، پھر بنو حنیفہ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہو کر مسیلمہ کذاب کے پاس آیا اور اسے حضور صلعم کا پیغام دے دیا۔ (اور بظاہر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا) جب یہ لوگ یمامہ پہنچے تو دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اور نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ اور ارکان وفد کے بارے میں جھوٹ بولنے لگا۔ اس نے کہا: اِنِّیْ قَدْ اُشْرِکْتُ فِی الْاَمْرِ مَعَهٗ، میں بھی اس امر (نبوت) میں ان کے (رسول اللہ صلعم کے) ساتھ شریک کر دیا گیا ہوں۔"

وفد کے ارکان سے اس نے کہا، جس وقت تم لوگوں نے مجھ سے رسول اللہ (صلعم) کا قول (اما انه لیس بشرکم مکانا) بیان کیا تھا تو کیا اس وقت میں نے تم لوگوں سے نہیں کہا تھا: یہ صرف اس لیے کہا گیا کہ انھیں (رسول اللہ صلعم کو) معلوم ہو گیا تھا، میں ان کے معاملہ نبوت میں ساتھ شریک کر دیا گیا ہوں؟" پھر مسیلمہ ان لوگوں کے سامنے مقفیٰ و مسجع عبارت بولنے لگا اور قرآن کے مشابہ کلام پیش کرنے لگا۔ اس نے کہا:

لَقَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى الْحُبْلٰى اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰى مِنْ بَيْنِ صَفَاقٍ وَحَشًى وَاَحَلَّ لَهُمُ الْخَمْرَ وَالزِّنَا وَوَضَعَ عَنْهُمُ الصَّلٰوةَ۔	اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورتوں پر انعام فرمایا، ان سے وہ جان نکالی ہے جو دوڑتی پھرتی ہے، جو ایک جھلی اور رحم مادر کے درمیان میں ہوتی ہے اور شراب و زنا کو لوگوں کے لیے حلال کر دیا ہے اور ان کے لیے نماز کو معاف کر دیا ہے۔

ساتھ ساتھ وہ اس بات کا بھی اقرار کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں۔ اس پر بنو حنیفہ نے اس سے اتفاق کر لیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا۔

وفد طئی اور زید الخیل

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلعم کے پاس طئی کا وفد بھی حاضر ہوا جس میں زید الخیل بھی تھے۔ جو ان کے سردار تھے، پھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ارکان وفد نے گفتگو کی، اور آپ نے انھیں اسلام پیش کیا۔ یہ اسلام لے آئے، اور اس میں پختہ ہو گئے۔ اور جیسا کہ مجھ سے طئی کے کچھ غیر متہم لوگوں نے بیان کیا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔

> عرب کے جس آدمی کے فضل و کمال کا مجھ سے ذکر کیا گیا اور وہ مجھ سے ملا تو میں نے اسے اس سے کم ہی پایا، جتنا اس کے بارے میں کہا گیا تھا۔ لیکن زید الخیل اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان میں جو خصوصیات موجود تھیں وہ سب مجھے نہیں بتائی گئیں تھیں۔

رسول اللہ صلعم نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔ اور انھیں فید[1] اور اس کے ساتھ اراضی عنایت فرمائی اور اس کی تحریر لکھ دی۔

زیدؓ کی وفات

زیدؓ رسول اللہ صلعم کے پاس سے واپس ہو کر اپنی قوم میں گئے تو آپ نے فرمایا:۔

"ان ینج زید من حمی المدینۃ فانہ" اگر زید اس شہر کے بخار سے بچ گئے تو وہ[2]......

چنانچہ جب زید نجد کے ایک چشمے پر پہنچے، جسے فردہ کہا جاتا تھا تو انھیں بخار آ گیا اور اسی میں ان کا انتقال ہوا۔ جب زید نے موت کا احساس کیا تو یہ شعر کہے:۔

أَمُرْتَحِلٌ قَوْمِي الْمَشَارِقَ غُدْوَةً ۔۔۔ وَأُتْرَكُ فِي بَيْتٍ بِفَرْدَةَ مُنْجِدِ

کیا صبح کے وقت میری قوم مشرق کی طرف کوچ کرنے والی ہے۔ اور میں نجد کے چشمہ فردہ کے ایک گھر میں یوں ہی چھوڑ دیا جاؤں گا؟

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ لَوْ مَرِضْتُ لَعَادَنِي ۔۔۔ عَوَائِدُ مَنْ لَمْ يُبْرَ مِنْهُنَّ يَجْهَدِ

کیا بارہا ایسا نہیں ہوا۔ کہ میں بیمار پڑتا تو میرے پاس عیادت کے لیے وہ عورتیں آتیں، جو اگر سفر کی تکان سے چُور ہو چکی ہوتیں تو کم از کم بہ مشکل چل سکتیں

(مراد یہ ہے کہ دور دور سے سفر کر کے آتیں)

زید الخیر کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی نے تمام تحریریں جلا دیں۔

عدی بن حاتم

جیسا کہ مجھے معلوم ہوا، عدی بن حاتم کہا کرتا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سلمیٰ نام طے کا ایک پہاڑ، فید اس کے مشرق میں ہے، عرب کا کوئی مفصل نقشہ اٹھا لیجیے، یہ مقام اس میں مل جائے گا۔ حائل کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر ہے۔ [2] راوی کو یاد نہ رہا کہ رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا تھا۔

کا ذکر سنتا تو مجھ سے زیادہ ان سے سخت نفرت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حالانکہ میں ایک شریف آدمی تھا اور نصرانی تھا، میں اپنی قوم میں دورہ کرکے (سرداری کی وجہ سے) چوتھائی حصہ لیتا تھا، اس لیے میں اپنے ضمیر کے لحاظ سے ایک دین پر تھا اور اپنی قوم کا بادشاہ تھا، کیونکہ قوم کی طرف سے میرے ساتھ ایسا ہی سلوک تھا، جب میں نے رسول اللہ صلعم کے بارے میں سنا، تو مجھے سخت نفرت پیدا ہوئی، میرے پاس ایک عربی غلام تھا جو اونٹ چرایا کرتا تھا، میں نے اس سے کہا، تیرا برا ہو، میرے اونٹوں میں جو اچھے موٹے تازے اور آسانی سے چلنے والے ہیں انھیں شمار کرکے بتا، پھر انھیں میرے قریب ہی رکھا کر، جب تو محمد (صلعم) کے کسی لشکر کی آمد کے متعلق سُنے کہ اس نے ان بلاد کو روندنا شروع کر دیا ہے تو مجھے فوراً اطلاع دے دینا۔

غلام نے اس حکم کی تعمیل کی، پھر ایک دن صبح کے وقت وہ میرے پاس آیا اور کہا: جب محمد (صلعم) کے گھوڑے اور ان کا لشکر تم پر چھا جائے تو اس وقت جو تم کرنے والے ہو وہ اب کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس لیے کہ میں نے کچھ جھنڈے دیکھے ہیں، میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد (صلعم) کی افواج ہیں۔

یہ سن کر میں نے اس سے کہا، تو میرے پاس اچھے اچھے اونٹ لے آؤ، وہ اونٹ میرے پاس پہنچا گیا، میں نے اپنے اہل و عیال اور بچوں کو سوار کیا اور کہا: میں اپنے دین والوں، یعنی نصاریٰ کے پاس شام جا رہا ہوں۔"

پھر میں چل کر جوشیہ اور ایک روایت کی رُو سے، بقول ابن ہشام "حوشیہ" پہنچا اور یہاں حاتم کی ایک بیٹی کو اس قبیلے ہی میں پیچھے چھوڑ دیا اور میں شام میں پہنچ کر وہیں مقیم ہو گیا۔

بہن کی گرفتاری

رسول اللہ صلعم کے سوار میرا تعاقب کر رہے تھے تو ان کے ہاتھ حاتم کی یہ بیٹی پڑ گئی، اسے گرفتار کیا اور طئی کے قیدیوں میں شامل کرکے رسول اللہ صلعم کے پاس لے گئے، آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میں بھاگ کر شام پہنچ گیا ہوں، ادھر دختر حاتم کو مسجد کے دروازے کے قریب اسی خطیرہ (چھپر) میں رکھا گیا، جہاں اور قیدیوں کو رکھا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف سے گزر ہوا تو دختر حاتم آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

اور وہ بھاری بھر کم عورت تھی۔ اس نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا، یا رسول اللہ! والد مر چکا ہے اور چھڑانے والا غائب ہو گیا۔ پس آپ مجھ پر احسان فرمائیں، اللہ تعالٰے آپ پر احسان کرے گا۔"

رسول اللہؐ نے دریافت فرمایا: "اور تمھارا چھڑانے والا کون ہے؟" جواب دیا: عدی ابن حاتم" آپ نے فرمایا: "وہی جو خدا اور رسولؐ سے بھاگنے والا ہے؟" دختر حاتم نے بیان کیا، پھر رسول اللہ صلعم نے مجھے یوں ہی چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ کا گزر میرے پاس سے ہوا، میں نے پھر وہی گزارش کی، اور آپ نے بھی وہی جواب دیا، جو ایک روز پہلے دے چکے تھے۔ دختر حاتم بیان کرتی ہیں کہ تیسرے دن پھر آپ میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی، تو آپ کے پیچھے ایک آدمی تھا، جس نے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑی ہو جا۔ اور رسول اللہ صلعم سے گفتگو کر۔

حسن سلوک

میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! والد مر چکا ہے اور چھڑانے والا غائب ہو گیا ہے۔ پس آپ مجھ پر احسان فرمائیں، آپ پر اللہ احسان کرے گا:

رسول اللہ صلعم کا حسن سلوک

رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔ "میں نے (احسان) کیا (یعنی تجھے رہا کر دیا)، مگر نکل کر جانے کے لیے جلدی نہ کر۔ جب تجھے تیری قوم کا کوئی ایسا آدمی مل جائے جو قابل اعتبار ہو، اور وہ تجھے تیرے وطن پہنچا دے تو چلی جانا اور پہنچ کر مجھے اطلاع کر دینا۔" پھر میں نے ان صاحب کے متعلق پوچھا، جس نے میری طرف اشارہ کرکے کہا تھا کہ میں آپ سے بات کروں، تو بتایا گیا کہ وہ علیؓ ابن ابی طالب تھے۔ میں رُکی رہی، یہاں تک کہ قبیلہ بلی یا قبیلہ قضاعہ کی ایک جماعت آگئی، اور میرا ارادہ یہ تھا کہ میں شام میں اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤں، چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میری قوم کا ایک گروہ آگیا ہے اور اس میں ایسا آدمی ہے جو قابل اعتبار بھی ہے، وہ مجھے پہنچا بھی دے گا۔"

دختر حاتم کہتی ہیں کہ اب رسول اللہ صلعم نے مجھے کپڑے پہنوائے، سواری کا انتظام فرما دیا، اور مجھے خرچ بھی دے دیا۔ اور میں اس گروہ کے ساتھ روانہ ہو کر شام پہنچ گئی۔

عدی کو مشورہ

عدی نے بیان کیا، خدا کی قسم! میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، کہ میں نے دیکھا، ایک شریف سی عورت میری طرف چلنے کے مقصد سے بڑھ رہی ہے۔ میں کہہ اٹھا کہ یہ تو میری بہن ہے۔ دیکھا تو وہی تھیں۔ پھر جب وہ میرے پاس آکر کھڑی ہو گئیں تو ملامت کرتے ہوئے بولیں، قطع رحمی کرنے والے ظالم! تو اپنے بال بچوں

کو سوار کر کے لے آیا اور اپنے باپ کی قابل حفاظت چیز کو چھوڑ دیا!" عدی کہتے ہیں کہ میں اس کے جواب میں کہا: میری بہن! تو بھلائی کی بات منہ سے نکال، خدا کی قسم! میرے پاس کوئی عذر نہیں، میں نے واقعی وہی کیا جو کچھ تو نے کہا ہے۔"

اس کے بعد بہن اتریں اور میرے پاس ہی قیام کیا۔ میں نے ان سے پوچھا (اور وہ ایک محتاط عورت تھیں) کہ تم نے ان صاحب (رسول اللہ صلعم) کے بارے میں کیا رائے قائم کی ہے؟ انھوں نے کہا، خدا کی قسم! میری رائے یہ ہے کہ تم ابھی جا کر ان سے ملو، اگر وہ نبی ہیں تو جو ان کی طرف جانے میں سبقت و پیش قدمی کرے گا، اسے فضیلت حاصل ہوگی۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمھیں ان کی بابرکت عزت کے ساتھ کبھی ذلت نہ اٹھانی پڑے گی اور تم، تم ہی رہو گے۔" عدی کہتے ہیں کہ اس پر میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ رائے قطعی صحیح رائے ہے۔"

بارگاہ رسالت میں حاضری

عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نکلا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوگیا۔ آپ مسجد میں تھے۔ میں آپ کے پاس پہنچا۔ اور سلام کیا۔ آپ نے پوچھا: کون ہے؟" میں نے عرض کیا: عدی بن حاتم!" رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔ خدا کی قسم! وہ مجھے اپنے گھر لیے جا رہے تھے، کہ ایک بوڑھی ضعیف عورت آپ سے ملی۔ اور اس نے روک لیا۔ آپ بڑی دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی ضرورتوں کے بارے میں آپ سے باتیں کرتی رہی، عدی کہتے ہیں: یہ دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کہ خدا کی قسم! یہ بادشاہ نہیں۔" بہرحال (اس بوڑھی عورت سے فارغ ہو کر) آپ مجھے اپنے گھر لے گئے، جب گھر کے اندر پہنچے تو آپ نے چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں پتیاں بھری ہوئی تھیں، لے کر میری طرف پھینک دیا اور فرمایا، اس پر بیٹھو۔" میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ہی اس پر بیٹھیے۔ لیکن رسول اللہ صلعم نے باصرار فرمایا: نہیں، تم بیٹھو گے، بہرحال میں اس پر بیٹھ گیا اور خود رسول اللہ صلعم زمین پر بیٹھ گئے۔ تو میں نے دل میں سوچا کہ خدا کی قسم! یہ کام کسی بادشاہ کا نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے فرمایا، عدی بن حاتم! یہ تو بتاؤ، کیا تم رکوسی نہیں[1]؟

عدی کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا، کیوں نہیں" پھر آپ نے فرمایا، کیا تم اپنی قوم میں چوتھ نہیں لیتے تھے۔؟" میں نے جواب دیا: جی ہاں!" آپ نے فرمایا: یہ تو تمھارے دین میں تمھارے لیے جائز نہ تھا۔" میں نے عرض کیا، خدا کی قسم! بات بالکل ٹھیک ہے۔" عدی کہتے ہیں کہ اب میں

---

[1] رکوسی اسے کہتے تھے جس کا مذہب مسیحیوں اور صابیوں کے بین بین ہو۔

بالکل سمجھ گیا، یہ نبی مُرسل ہیں، آپ ایسی باتیں بھی جانتے ہیں، جو عام طور پر معلوم نہیں۔
پھر آپ نے فرمایا۔

لَعَلَّكَ يَا عَدِيُّ ! إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُولٍ فِي هٰذَا الدِّيْنِ مَا تَرٰى مِنْ حَاجَتِهِمْ ، فَوَاللهِ لَيُوْشِكَنَّ الْمَالُ أَنْ يَفِيْضَ فِيْهِمْ . حَتّٰى لَا يُوْجَدُ مَنْ يَأْخُذُهُ . وَلَعَلَّكَ إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُوْلٍ فِيْهِ ، مَا تَرٰى مِنْ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَقِلَّةِ عَدَدِهِمْ . فَوَاللهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْمَرْأَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ عَلٰى بَعِيْرِهَا (حَتّٰى) تَزُوْرَ هٰذَا الْبَيْتَ ، لَا تَخَافُ وَلَعَلَّكَ إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُوْلٍ فِيْهِ ، إِنَّكَ تَرٰى أَنَّ الْمُلْكَ وَالسُّلْطَانَ فِي غَيْرِهِمْ ، وَايْمُ اللهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْقُصُوْرِ الْبِيْضِ مِنْ أَرْضِ بَابِلَ قَدْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ .

عدی! شاید تمھیں اس دین میں داخل ہونے سے صرف یہ چیز روک رہی ہے کہ تم دیکھتے ہو مسلمان دولت مند نہیں، خدا کی قسم! (مجھے یقین ہے کہ) وہ وقت دور نہیں جب دولت (کی اتنی فراوانی ہوگی کہ) ان میں بہی بہی پھرے گی، یہاں تک کہ اسے لینے والا (ڈھونڈے) نہیں ملے گا۔ شاید تمھیں اس دین میں داخل ہونے سے صرف یہ چیز روک رہی ہے کہ تم دشمنوں کی اکثریت اور مسلمانوں کی عددی اقلیت دیکھتے ہو۔ خدا کی قسم (مجھے یقین ہے کہ) وہ وقت دور نہیں، جب تم سن لوگے کہ ایک عورت اونٹ پر بیٹھ کر قادسیہ سے نکلی ہے اور بلا خوف و خطر بیت اللہ پہنچی ہے اور اس کی زیارت کی ہے اور شاید تمھیں اس دین میں داخل ہونے سے صرف یہ چیز روک رہی ہے کہ تم دیکھتے ہو، حکومت و سلطنت مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں، خدا کی قسم (مجھے اپنی جگہ یقین ہے کہ) وہ وقت دور نہیں جب تم سن لوگے کہ مسلمانوں نے ملک بابل کے سفید قصر فتح کر لیے ہیں

پیش گوئیاں پوری ہوگئیں

عدی کہا کرتے تھے، دو پیشین گوئیاں تو پوری ہو گئیں، اور تیسری باقی ہے۔ میں نے ملک بابل کے سفید قصر فتح ہوتے دیکھ لیے۔ اور میں نے اس عورت کو بھی دیکھ لیا، جو اپنے اونٹ پر بیٹھ کر قادسیہ سے بلا خوف و خطر نکلی اور بیت اللہ پہنچ کر اس کی زیارت کی۔ خدا کی قسم! یہ تیسری پیشین گوئی بھی ثابت ہو کر رہے گی کہ دولت (فراوانی کے ساتھ) بہی بہی پھرے گی اور لینے والا (ڈھونڈے) نہ ملے گا۔

فروہ بن مُسیک ابن اسحٰق نے کہا: اور فروۃ ابن مسیک مرادی بھی کندہ کے بادشاہوں کو چھوڑ کر اور ان سے دوری اختیار کر کے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اسلام سے کچھ عرصہ پہلے ایک جنگ مُراد اور ہمدان کے درمیان ہوئی تھی، اس کے ایک معرکے میں جسے "یوم الردم" کہا جاتا تھا، ہمدان نے مراد کو بہت بری شکست دی اور زبردست خوں ریزی کی، اس جنگ میں ہمدان کا سپہ سالار اَجدع بن مالک تھا۔ ابن ہشام نے کہا، مالک بن حریم ہمدانی قائد و سالار تھا۔

فروہ کے اشعار ابن اسحٰق نے کہا: فروہ ابن مُسیک نے اس جنگ کے سلسلے میں یہ شعر کہے:

مَرَرْنَ عَلَى لُفَاتَ وَهُنَّ خُوصٌ ... يُنَازِعْنَ الْأَعِنَّةَ يَنْتَحِينَا

مقام لفات[1] پر ہماری اونٹنیاں گزریں تو ان کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں۔

اور جو آگے بڑھنے کے لیے مُہاروں سے جھگڑ رہی تھیں۔

فَإِنْ نَغْلِبْ فَغَلَّابُونَ قِدْمًا ... وَإِنْ نُغْلَبْ فَغَيْرُ مُغَلَّبِينَا

پھر اگر ہم غالب آتے ہیں تو ہم تو ہمیشہ سے غالب آنے والے لوگ

ہیں اور اگر ہمیں کوئی مغلوب و مفتوح کرتا ہے تو ہم مغلوب و مفتوح ہونے والے نہیں

(اس مرتبہ جو شکست ہوئی وہ اتفاقی شکست تھی)

وَمَا إِنْ طِبُّنَا جُبْنٌ وَلٰكِنْ ... مَنَايَانَا وَطُعْمَةُ آخَرِينَا

ہماری فطرت میں جبن اور بزدلی نہیں۔ لیکن ہماری کچھ موتیں ہونا تھیں اور

کچھ دوسروں کو بھی (فتح کا) لقمہ ملنا تھا۔

كَذَاكَ الدَّهْرُ دَوْلَتُهُ سِجَالٌ ... تَكُرُّ صُرُوفُهُ حِينًا فَحِينَا

زمانے کا رنگ ایسا ہی ہے کہ کبھی موافق رہتا ہے اور کبھی مخالف ہو جاتا ہے

اس کی گردشیں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں۔

فَبَيْنَا مَا نُسَرُّ بِهِ وَنَرْضَى ... وَلَوْ لُبِسَتْ غَضَارَتُهُ سِنِينَا

اس لیے ایک وقت ایسا بھی تھا کہ ہمیں وہ چیزیں حاصل تھیں، جن سے ہم

مسرور اور راضی تھے۔ اگرچہ اس زمانے کی نعمت سالہا سال رہی۔

---

[1] بنی مراد کا ایک مقام ہے۔

إِذَا انْقَلَبَتْ بِهِ كَرَّاتُ دَهْرٍ فَأَلْفَيْتَ الْأُولَى غُبِطُوا طَحِينًا

جب زمانے کی گردشوں نے اسے پلٹ دیا، اس لیے اب تو ان لوگوں کو
جن پر رشک کیا جاتا تھا، پسا ہوا پائے گا۔

فَمَنْ يُغْبَطْ بِرَيْبِ الدَّهْرِ مِنْهُمْ يَجِدْ رَيْبَ الزَّمَانِ لَهُ خَئُونَا

پس زمانے کے حوادث کے بارے میں جن پر رشک کیا جاتا تھا، وہ آج
اپنے لیے زمانے کے حوادث کو درشت مزاج پاتے ہیں۔

فَلَوْ خَلَدَ الْمُلُوكُ إِذَنْ خَلَدْنَا وَلَوْ بَقِيَ الْكِرَامُ إِذَنْ بَقِينَا

اگر تمام بادشاہ ہمیشہ رہتے تو تم بھی ہمیشہ رہ سکتے تھے۔ اور اگر تمام
صاحب شرف و مجد لوگ زندہ رہتے تو ہم بھی زندہ رہتے۔

فَأَفْنَى ذَلِكُمْ سَرَوَاتِ قَوْمِي كَمَا أَفْنَى الْقُرُونَ الْأَوَّلِينَا

پس اس زمانے نے میری قوم کے منتخب لوگوں کو فنا کر دیا، جیسا کہ اس
نے امم سابقہ کو فنا کر دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اس کا پہلا شعر اور یہ شعر "فان نغلب" ابن اسحق کی روایت نہیں۔

فروہ کا اسلام

ابن اسحق نے کہا: اور جب فروہ بن مسیک ملوک کندہ کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے یہ شعر کہے:۔

لَمَّا رَأَيْتُ مُلُوكَ كِنْدَةَ أَعْرَضَتْ كَالرِّجْلِ خَانَ الرِّجْلَ عِرْقُ نِسَائِهَا

قَرَّبْتُ رَاحِلَتِي أَؤُمُّ مُحَمَّدًا أَرْجُو فَوَاضِلَهَا وَحُسْنَ ثَرَائِهَا

میں نے جب دیکھا کہ ملوک کندہ کی رگوں نے اسی طرح اعراض کر لیا ہے
جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کی خیانت کرتا ہے، تو میں نے اپنی اونٹنی
کو محمد (صلعم) کے پاس جانے کے قصد سے چلا دیا، میں ان کے احسانات اور
بہترین عطیات کی امید کرتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا: ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر یوں سنایا ہے:۔ أَرْجُو فَوَاضِلَهُ وَحُسْنَ ثَنَائِهَا۔ اس طرح معنی یہ ہوں گے کہ میں ان کے احسانات اور احسانات کے قابل مدح ہونے کی امید کرتا ہوں۔

ابن اسحق نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب فروہ رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ

نے پوچھا: یوم ردم میں تمھاری قوم نے تمھیں جو مصیبتیں پہنچائی ہیں، کیا وہ تمھارے لیے ناخوشگوار بن سکیں"؟

فروہ نے جواب دیا: کون ایسا ہے کہ اس کی قوم کو وہ مصیبتیں پہنچیں جو میری قوم کو یوم ردم میں پہنچی ہیں اور وہ ناخوشگوار نہ سمجھی گئی ہوں۔؟"

آپ نے فرمایا: لیکن اسلام تمھاری قوم کے لیے بھلائی کے سوا کچھ نہ بڑھائے گا"۔

رسول اللہ صلعم نے فروہ کو، مُراد، زُبید اور مَذحِج ان تمام پر عامل بنا دیا اور خالد بن سعید بن العاص کو ان کے ساتھ صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ خالد بن سعید برابر بلادِ مراد میں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلعم کی وفات واقع ہوگئی۔

باب ۱۶۷

مختلف وفود

(۲)

بنو زبید عمرو بن معدیکرب بنو زبید کے کچھ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔

جب رسول اللہ صلعم کا معاملہ ان لوگوں تک پہنچا، تو عمرو بن معدیکرب نے قیس بن مکشوح مرادی سے کہا تھا۔ "قیس! تم اپنی قوم کے سردار ہو اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ قریش میں سے ایک آدمی حجاز میں نمودار ہوا ہے، جسے محمدؐ کہا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، اس لیے تم ہمیں ان کے پاس لے چلو تاکہ ہم ان کے علم کی جانچ کریں۔ اگر وہ نبی ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو وہ تم پر چھپے نہیں رہیں گے، اور جب ہم ان سے ملیں گے تو ہم ان کی پیروی کریں گے اور اگر اس کے برعکس ہے تو ہمیں علم ہو جائے گا۔ لیکن قیس نے عمرو بن معدیکرب کی یہ بات نہ مانی اور اس رائے کو حماقت بتایا۔ اس لیے عمرو خود ہی سوار ہو کر نکلا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

ابن معدیکرب کے اشعار قیس بن مکشوح کو یہ خبر پہنچی تو اس نے عمرو کو دھمکی دی، سخت خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس نے میری مخالفت کی اور میری رائے ترک کر دی، اس سلسلے میں عمرو بن معدیکرب نے یہ شعر کہے۔

أَمَرْتُكَ يَوْمَ ذِيْ صَنْعَا ءَ أَمْرًا بَادِيًا رَشَدُهْ

أَمَرْتُكَ بِاتِّقَاءِ اللّٰـ ـهِ وَالْمَعْرُوْفِ تَتَّعِدُهْ

میں نے تجھے ذو صنعاء کے موقع پر ایک امر کے لیے کہا تھا، جس کی راستی بالکل واضح تھی۔ میں نے تجھ سے خدا کے خوف اور اس معروف (بھلائی) کے لیے کہا تھا، جسے تو مانتا تھا۔

تَمَنَّانِيْ عَلٰى فَرَسٍ عَلَيْهِ جَالِسًا أَسَدُهْ

اب میری آرزو اس گھوڑے پر بیٹھنے کی ہے، جس پر میں شیر کی طرح

بیٹھا ہوں۔

عَلَیَّ مُضَاعَفَۃٌ کَالنِّھْیِ اَخْلَصَ مَاءَہٗ جَدَدُہٗ

میرے اوپر ایک ایسی زرہ ہو جو اس تالاب کی طرح چمکیلی ہو، جس کے پانی کو اس کی پتھریلی زمین نے صاف شفاف کیا ہو۔

تَرُدُّ الرُّمْحَ مُنْثَنِیَ السِّنَانِ عَوَاثِرًا قِصَدُہٗ

ایسی زرہ ہو جو نیزے کو اس طرح واپس کرے کہ اس کی سنان (نوک) ٹیڑھی ہو جائے اور اس کے ٹکڑے اڑ اڑ کر الگ جا کر گریں۔

فَلَوْ لَاقَیْتَنِیْ لَلَقِیْتَ لَیْثًا فَوْقَہٗ لِبَدُہٗ

پس اگر تو مجھ سے مقابلہ کرے تو ایک ایسے شیر سے ملے گا جس کی گردن اور سر پر بڑے بڑے بال ہوں گے۔

تُلَاقِیْ شِبْثًا شَثْنَ الْبَرَاثِنِ نَاشِزًا کَتَدُہٗ

تو ایسے شیر سے ملے گا، جس کے سینگ میں اگر کوئی چیز آ جائے، تو بچ نہیں سکتی۔ جس کے پنجے بھرپور، جس کے دونوں کندھوں کے بیچ کا کوہڑ بہت اونچا ہوگا۔

یُسَامِی الْقِرْنَ اِنْ قِرْنٌ تَیَمَّمَہٗ فَیَعْتَضِدُہٗ

وہ ایسا شیر ہوگا، جو اپنے مقابل سے بلند ہوگا۔ اگر کوئی مقابل اس کا قصد کرے گا تو وہ اسے بازو میں دبائے گا۔

فَیَاْخُذُہٗ فَیَرْفَعُہٗ فَیَخْفِضُہٗ فَیَقْتَصِدُہٗ

پھر اسے پکڑ کر اوپر اچھالے گا۔ پھر اسے نیچے گرائے گا اور قتل کر دے گا۔

فَیَدْمَغُہٗ فَیَحْطِمُہٗ فَیَخْضِمُہٗ فَیَزْدَرِدُہٗ

پھر اس کا دماغ نکالے گا۔ پھر اسے توڑے گا۔ پھر اسے کھائے گا۔ اور نگل جائے گا۔

ظَلُوْمُ الشِّرْکِ فِیْمَا اَحْرَزَتْ اَنْیَابُہٗ وَیَدُہٗ

اور وہ شیر ایسا ہوگا کہ جس شکار کو اس کے دانتوں اور اس کے پنجوں

نے کھایا ہوگا، اس میں اگر کوئی شریک ہوگا تو اس پر سخت ظلم کرنے والا ہوگا۔

وفد کندہ

ابن اسحٰق نے کہا: اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کندہ کا جو وفد آیا، اس میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ مجھ سے زہری بن شہاب نے بیان کیا کہ اشعث کندہ کے اسّی سواروں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئے اور مسجد میں داخل ہو گئے، سب نے اپنی لٹوں میں کنگھا کر رکھا تھا، آنکھوں میں سُرمہ لگا رکھا تھا، جسموں پر حیرہ کے جُبّے تھے، جن کے دونوں جانب ریشم لگا رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا مسلمان نہیں ہوئے؟" جواب دیا، کیوں نہیں؟" آپ نے فرمایا: فَمَا بَالُ هٰذَا الْحَرِيْرِ فِيْ أَعْنَاقِكُمْ؟ یہ تمھاری گردنوں میں ریشم کیا ہے؟" زہری نے بیان کیا: پھر انھوں نے جبّوں سے ریشم پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیا۔

آکل المرار سے انتساب

پھر اشعث بن قیس نے آپ سے کہا: یارسولؐ اللہ! ہم آکل المرار کی اولاد ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے بیٹے (یعنی نسل سے) ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: یہ نسب تو عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث سے ملاؤ۔ عباس اور ربیعہ دونوں تاجر تھے اور جب عرب کے بعض علاقوں میں جاتے تھے اور ان سے پوچھا جاتا کہ آپ کس قبیلے اور خاندان سے ہیں تو دونوں کہتے تھے کہ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں۔ ان کا مقصد اس نسبت سے اعزاز حاصل کرنا ہوتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ کندہ کے لوگ بادشاہ[1] تھے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے ان سے فرمایا: ہم آکل المرار کی نہیں بلکہ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم لوگ اپنا نسب ماں کی طرف سے نہیں مانتے اور نہ ہم اپنے باپ کی نسبت سے انکار کرتے ہیں۔ اشعث بن قیس نے کہا، اے کندہ کے گروہ! کیا تم فارغ ہو گئے ہو؟ اگر میں نے کسی بھی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا، تو خدا کی قسم! اسے اسّی ضربیں ماروں گا۔"

اشعث کی نسبت

ابن ہشام نے کہا، اشعث بن قیس عورتوں کی جانب سے آکل المرار کی نسل سے تھے۔ اور آکل المرار کا نسب یہ ہے، حارث بن عمرو بن حُجر (بن عمرو ابن معاویہ ابن حارث ابن معاویہ بن ثور بن مُرتِع بن معاویہ) بن کندی یا کندہ اسے آکل المرار اس لیے کہا جاتا تھا کہ عمرو بن ہبولہ غسانی نے ان پر چھاپہ مارا، اور حارث کہیں گیا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ کندہ کی شاہی نسل سے نسب ملا کر اعزاز حاصل کرتے تھے۔

ہوا تھا۔ عمرو بن ہبولہ نے مال غنیمت بھی حاصل کیا اور عورتیں بچے بھی پکڑ لیے۔ اسیروں میں ام اُناس بنت عوف بن محلم شیبانی بھی تھی۔ جو حارث بن عمرو کی بیوی تھی، عمرو روانہ ہوا تو ام اناس نے اس سے کہا تھا: گویا میں لٹکے ہوئے ہونٹوں والے کالے آدمی کے ساتھ ہوں۔ اس کے ہونٹ اس اونٹ کے ہونٹوں کی طرح ہیں جس نے مرار کھایا ہو۔ جس نے تیری گردن پکڑ لی ہو۔ اس کی مراد حارث بن عمرو سے تھی (جو اس کا شوہر تھا) اس وجہ سے حارث کا نام آکل المرار ہو گیا۔ اور مُرار ایک درخت ہے (جو بہت تلخ ہوتا ہے) اس کے بعد حارث بن عمرو نے بنو بکر بن وائل کے ساتھ مل کر عمرو بن ہبولہ کا تعاقب کیا۔ اسے پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ اور اپنی بیوی (ام اُناس) کو چھڑا لایا۔ اور جو کچھ وہ لے گیا تھا وہ بھی واپس لے آیا۔ حارث بن حلزہ یشکری نے عمرو بن منذر سے کہا، یعنی عمرو بن ہند لخمی سے:

فَاَقَدْنَاكَ رَبَّ غَسَّانَ بِالْمُنْـ ـذِرِ كَرْهًا اِذْ لَا تُكَالُ الدِّمَاءُ

اے رب غسان! ہم نے منذر کے ساتھ تجھے بھی جبراً جلا دیا۔ کیوں کہ خونوں کو ناپا نہیں جاتا۔

واقعہ یہ ہے کہ حارث اعرج غسانی کے باپ کو منذر نے قتل کر دیا تھا اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے سے ہے اور یہ حدیث اس سے زیادہ طویل ہے، جتنی میں نے بیان کی ہے۔ کیونکہ اسے پوری طرح بیان کرنے سے سلسلۂ کلام کا ٹوٹ جانا مانع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آکل المرار کا نام حُجر بن عمرو بن معاویہ تھا اور یہ حدیث اس سے متعلق ہے۔ آکل المرار اس لیے نام رکھا گیا کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اس جنگ میں مرار کا درخت کھا لیا تھا۔

صُرَد ازدی

ابن اسحٰق نے کہا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرد بن عبداللہ ازدی بھی حاضر ہو کر اسلام لائے اور اسلام میں پختہ ہو گئے، یہ ازد کے وفد میں آئے تھے، ان کی قوم میں جو لوگ ایمان لے آئے تھے، رسول اللہ صلعم نے ان پر صرد کو امیر مقرر فرمایا اور ان کی قوم نے ان سے کہا کہ وہ مسلمانوں کی جمعیت لے کر یمن کے ان اہل شرک سے جہاد کریں جو ان کے متصل رہتے ہیں۔

اہل جُرَش سے جنگ

اس لیے صُرَد بن عبداللہ، رسول اللہ صلعم کے حکم سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ جرش (یمن کا ایک ضلع) میں ڈیرے ڈالے، اس وقت یہ شہر چاروں طرف سے بند تھا۔ اور اس میں یمن کے کچھ قبائل رہتے تھے۔ ادھر قبیلہ خثعم نے مسلمانوں

کی چڑھائی کے متعلق سُنا تو یہ بھی قبائل شہر کے پاس آکر پناہ گزین ہو گئے، پھر مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ تقریباً ایک مہینے تک جاری رکھا، مگر اہل شرک شہر میں صُرد سے محفوظ ہی رہے آخر صرد بن عبداللہ کو انھیں چھوڑ کر واپس ہونا پڑا۔ واپسی میں صرد اہل شرک کے ایک پہاڑ پر پہنچے، جسے شکر کہا جاتا تھا۔ تو اہل جُرش نے خیال کیا کہ وہ ناکام ہو کر واپس گئے ہیں، اس لیے وہ تعاقب میں نکلا۔ جب وہ قریب آگئے تو صرد نے پلٹ کر حملہ کر کے انھیں بُری طرح قتل کیا۔

جُرش کے دو نمائندے

ادھر اہل جرش نے اپنے دو نمائندے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیج رکھے تھے تاکہ وہ حالات کی دیکھ بھال کریں، یہ دونوں آدمی رسول اللہ صلعم کے پاس عصر کے بعد موجود تھے، آپ نے فرمایا:

"بِاَیِّ بَلَادِ اللّٰہِ شَکَرُ"؟ شکر اللہ کی کون سی آبادی ہے؟ تو یہ دونوں جُرشی کھڑے ہو کر بولے: یارسولؐ اللہ! ہمارے بلاد میں ایک پہاڑ ہے، جسے کُشر کہا جاتا ہے۔ اور اہل جرش اسے کشر ہی کہتے ہیں" رسولؐ اللہ نے فرمایا: یہ "کشر" نہیں "شکر" ہے۔ پھر ان دونوں نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! اس کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت اس کے پاس اللہ کے قربانی کے جانور ذبح کیے جا رہے ہیں: اس کے بعد یہ دونوں جرشی جاکر ابوبکرؓ یا عثمانؓ کے پاس بیٹھ گئے۔

دُعا کی درخواست

ابوبکرؓ نے ان سے کہا، تمھارا برا ہو۔ رسول اللہ صلعم تمھیں تمھاری قوم کی خبر مرگ سنا رہے ہیں، جاکر عرض کرو کہ آپ دعا کریں، اللہ تعالیٰ قوم پر سے عذاب کو دُور کرے"۔ چنانچہ ان دونوں نے رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کی درخواست کی۔ تو آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ عَنْھُمْ اے خدا! ان سے عذاب دور فرما دے"۔ پھر یہ دونوں جُرشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکل کر اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو دیکھا کہ ان کی قوم کو صُرد بن عبداللہ نے قتل کیا تھا۔ تو وہی دن تھا جس دن رسول اللہ صلعم نے ان کے بارے میں خبر دی تھی اور وہی ساعت تھی، جس ساعت کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا۔

اہل جُرش کا اسلام

اب جُرش کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام لے آیا۔ پھر آپ نے ان کے لیے بستی کے قریب ایک حفاظت گاہ بنوادی، اس میں گھوڑوں، سواروں کے اونٹوں اور ہل والے بیلوں کے لیے الگ الگ جگہیں بنی تھیں، اس حفاظت گاہ میں کوئی دوسرا جانور چراتا تو وہ پکڑ لیے جاتے، اس جنگ کے

متعلق ایک ازدی شاعر نے یہ شعر کہے۔ زمانہ جاہلیت میں خثعم نے ازد کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ اور شہر حرام میں بھی حملے کرتے رہتے تھے۔

يَا غَزْوَةً مَا غَزَوْنَا غَيْرَ خَائِبَةٍ ۔۔۔ فِيهَا الْبِغَالُ وَفِيهَا الْخَيْلُ وَالْحُمُرُ

حَتَّى أَتَيْنَا حُمَيْرًا فِي مَصَانِعِهَا ۔۔۔ وَجَمْعُ خَثْعَمَ قَدْ شَاعَتْ لَهَا النُّذُرُ

إِذَا وَضَعْتُ غَلِيلًا كُنْتُ أَحْمِلُهُ ۔۔۔ فَمَا أُبَالِي أَدَانُوا بَعْدُ أَمْ كَفَرُوا

واہ رے، غزوہ جو ہم نے ناکامی اور محرومی کے ساتھ نہیں لڑا، اور جس میں گھوڑے، خچر اور گدھے سبھی موجود تھے۔ ہم نے جرش کے گڑھوں (مشرکوں) پر ان کے مضبوط قلعوں میں پہنچ کر چڑھائی کی۔ جب قبیلہ خثعم کی نذریں چاروں طرف مشہور تھیں، جب میں اپنی پیاس پر پیاس بجھا رہا تھا پھر اس کی پروا کر رہا تھا کہ انھوں نے جزا ڈال دیا ہے۔ یا کفر اختیار کیے ہوئے ہیں۔

لوگ حمیر کے قاصد

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک سے شاہان حمیر کی تحریر بھی پہنچی اور ان کی طرف سے اسلام کی اطلاع دینے کے لیے جو نمائندے آئے تھے یہ تھے: حارث بن عبد کلال، نُعیم بن عبد کلال، نعمان امیر ذورعین و معافر و ہمدان اور زُرعہ ذویزن نے اپنے قبیلے کے اسلام لانے کی اطلاع کے لیے اور اس بات کی اطلاع کے لیے کہ میں نے شرک اور اہل شرک کو چھوڑ دیا ہے، مالک بن مرہ رہاوی کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

رسول اللہ صلعم کا مکتوب گرامی

رسول اللہ صلعم نے (ان کے جواب میں) یہ مکتوب تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد النبیؐ کی جانب سے حارث بن عبد کُلال، نعیم بن عبد کلال اور نعمان امیر ذورعین، معافر اور ہمدان کے نام۔ میں تمھارے لیے اس خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد تمھارا وہ مکتوب جو ملک روم سے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ ہمیں وصول ہوا۔ یہ مکتوب ہمیں مدینہ میں ملا۔ تم نے جو پیغام لکھ کر بھیجا ہے وہ اس مکتوب سے معلوم ہوا۔ نیز وہ جو پہلے گزر چکا ہے اور تمھارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر بھی ملی، اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ہدایت پر لگائے اگر تم اصلاح کرو گے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردار رہو گے، نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے، اموال غنیمت سے اللہ کا حق خمس اور رسول اللہ کا واجبی حصہ دیتے رہو گے اور

زمینوں کی پیداوار کا وہ صدقہ ادا کرتے رہو گے جو مومنین پر فرض کیا گیا ہے۔ یعنی جن زمینوں کو چشمے اور بارش کے پانی نے سیراب کیا ہو، ان کی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) اور جن زمینوں کو (کنویں وغیرہ سے) ڈول (وغیرہ) سے (اپنی محنت سے) پانی دیا گیا ہو۔ ان کی پیداوار کا بیسواں حصہ اور اونٹوں کی زکوٰۃ کی یہ تفصیل ہے، چالیس اونٹوں پر ایک ایک بنت لبون[1] اور تیس اونٹوں سے ایک ابن لبون[2]۔ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس اونٹوں میں دو بکریاں (صدقے میں دینا واجب ہے۔) (اور گایوں کے صدقے یا زکوٰۃ کی تفصیل یہ ہے کہ) ہر چالیس گایوں پر ایک ایک گائے اور ہر تیس گایوں میں ایک تبیع[3] یا جذع یا جذعہ[4] (صدقے میں دینا واجب ہے) اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک بکری (کے اصول کی بنا پر زکوٰۃ نکالی جائے گی) اللہ تعالیٰ نے یہ فرض مسلمانوں پر عائد کر دیا ہے جو اس سے زیادہ دے گا اس کے لیے اور بہتر ہوگا اور جس شخص نے یہ فرائض ادا کیے اور اپنے اسلام کی شہادت دے دی۔ اور مشرکین کے خلاف مومنین کی مدد کی، تو وہ مومنین میں شمار ہوگا، اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مومنوں کے ہیں اور اس پر واجبات وہی ہوں گے، جو مومنوں پر ہیں اور اس کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کا ذمہ ہے۔ اور جو یہودی، یا جو نصرانی اسلام اختیار کرے گا اس کا شمار مومنوں میں ہوگا۔ اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مومنین کے ہوں گے، اور ان پر وہی واجبات ہوں گے جو مومنوں پر ہوں گے، اور جو اپنی یہودیت، یا اپنی نصرانیت پر قائم رہے گا۔ اسے یہودیت یا نصرانیت سے ہٹایا نہ جائے گا۔ لیکن اس پر جزیہ (ٹیکس) واجب ہوگا۔ ہر حالت میں خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام اس پر ایک پورا دینار واجب ہوگا۔ اگر دینار نہ ہو تو اس کی قیمت کے یمنی یا دوسرے کپڑے دینا واجب ہوگا۔ پس جو شخص رسول اللہ صلعم کو یہ جزیہ ادا کرے گا، اس کے لیے خدا اور رسولؐ کا ذمہ ہوگا اور جو شخص نہ دے گا۔ وہ اللہ اور رسولؐ کا دشمن سمجھا جائے گا۔

اَمَّا بَعْدُ، اللہ کے رسولؐ محمد النبیؐ نے زرعۃ ذویزن کو یہ لکھا ہے کہ تم لوگوں کے پاس جب ہمارے یہ قاصد، معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر اور مالک بن

---

[1] بنت لبون۔ وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو، کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے۔

[2] ابن لبون ایسے ہی نر کو کہتے ہیں۔

[3] تبیع گائے کا بچہ، جو مذہب امام مالکؒ کے مطابق عمر کے دو سال پورے کر چکا ہو۔

[4] جذع یا جذعۃ نر یا مادہ جس پر چار سال پورے ہو چکے ہوں اور پانچواں سال شروع ہو گیا ہو۔

بن مرہ اور ان کے ساتھی پہنچیں تو میں تمھیں ان سے بھلائی کے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور یہ لکھا کہ تمھارے اضلاع کا جو صدقہ اور جزیہ تمھارے پاس ہو، اسے جمع کر کے میرے ان قاصدوں تک پہنچا دینا۔ اور یہ کہ ان قاصدوں کے امیر معاذ بن جبل ہیں، یہ نہ لوٹیں مگر خوش ہو کر، اما بعد۔ محمد (صلعم) اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی ہستی قابل عبادت نہیں، نیز اس بات کی گواہی کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مالک بن مرہ رہاوی نے مجھے بتایا ہے کہ تم اسلام لے آئے ہو۔ اور حمیر کے پہلے مسلمان ہوا اور یہ کہ تم نے مشرکین کو قتل کیا ہے۔ تو تمھیں خیر و فلاح کی خوشخبری ہو اور میں تمھیں حمیر میں خیر و فلاح کا حکم دیتا ہوں۔ اور تم لوگ خیانت نہ کرنا اور تعاون کے ساتھ رہنا اور ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہ چھوڑ دینا، پس رسول اللہ تم سب کے، خواہ کوئی دولت مند ہو یا حاجت مند، محافظ و دلی ہیں، اور یہ کہ صدقہ محمدؐ اور محمدؐ کے اہل خانہ کے لیے حلال نہیں، صدقہ تو وہ زکوٰۃ (صفائی) ہے جو مُسلم حاجت مندوں اور مُسلم مسافروں کو دی جاتی ہے اور یہ کہ مالک نے خبر پہنچائی، راز محفوظ رکھا اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ خیر و فلاح کا حکم دیتا ہوں۔ اور دیکھو میں تمھارے پاس اپنے رفقاء میں سے صالح دیندار اور صاحب علم لوگوں کو بھیج رہا ہوں۔ اور ان کے ساتھ بھی خیر و فلاح کا حکم دیتا ہوں۔ یہی ان کے لیے مناسب ہے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

مُعاذ بن جبلؓ کو وصیّت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہؓ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو بھیجا تو وصیت فرمائی اور ان سے عہد لیا، پھر فرمایا، آسانی پیدا کرنا۔ دشواری پیدا نہ کرنا، خوش رکھنے والی باتیں کرنا، نفرت دلانے والی باتیں نہ کرنا، تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے پاس جا رہے ہو۔ وہ تم سے پوچھیں گے جنت کی کنجی کیا ہے؟ تو تم کہنا: اس بات کی شہادت دینا کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی ہستی قابل عبادت نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک و سہیم ہے"

یہ ہدایت لیے حضرت معاذؓ روانہ ہو کر یمن پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات فرمائی تھیں، ان پر قائم رہے، یہاں ایک عورت حضرت معاذ کے پاس آئی اور اس نے پوچھا، اے رسولؐ اللہ کے ساتھی، عورت کے شوہر کا حق عورت پر کیا ہے؟"

حضرت معاذؓ نے فرمایا، تیرا برا ہو، عورت اس بات پر قادر ہی نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا کر سکے۔ جہاں تک قدرت ہو، اس کا حق ادا کرنے کے لیے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو۔

اور بس "۔

اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (صحیح) ساتھی ہوتے تو تم جانتے ہوتے کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے؟" کہا، تیرا برا ہو، اگر تو وہ ٹوٹ کر جائے اور اپنے شوہر کو اس حالت میں پائے کہ اس کے دونوں نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہو اور تو اسے یہاں تک چوس لے کر بہنا بند ہو جائے تب بھی تو اس کا پورا حق ادا نہیں کرے گی "۔

فردہ بن عمرو کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا، فردہ بن عمرو نافرہ جذامی ثم نفاثی نے اپنے اسلام لانے کی اطلاع کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجا۔ اور آپ کے لیے ایک سفید خچر بھی ہدیے میں ارسال کیا۔ فردہ روم کی طرف سے ان عربوں پر عامل مقرر تھے، جو ان کے قریب رہتے تھے۔ اور ان کا علاقہ ملک شام میں معان اور اس کے آس پاس کا حصہ تھا۔

رومیوں کا جبر

پھر جب رومیوں کو فردہ کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی تو انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس موقع پر فردہ نے یہ اشعار کہے:۔

طَرَقَتْ سُلَيْمٰى مَوْهِنًا اَصْحَابِيْ ... وَالرُّوْمُ بَيْنَ الْبَابِ وَالْقِرْوَانِ

جس وقت رومی (میرے قید خانے کے) دروازے اور اپنے ان برتنوں کے درمیان گھوم رہے تھے جو جانوروں اور کتوں کے پانی پینے کے لیے مخصوص ہوتے ہیں، اس وقت سلیمیٰ شب کے ابتدائی حصے میں چل کر (اپنی پریشانی کا اظہار کرنے کے لیے) میرے دوستوں اور ساتھیوں کے یہاں پہنچی۔

صَدَّ الْخَيَالُ وَسَاءَهُ مَا قَدْ رَاٰى ... وَهَمَمْتُ اَنْ اُغْفِيَ وَقَدْ اَبْكَانِيْ

محبوبہ کی اس خیالی تصویر نے، جسے اس منظر نے پریشان کر رکھا تھا، جو اس نے (میرے قید ہونے کے وقت) دیکھا تھا، اس وقت مجھے نیند سے روک دیا۔ جب میں چاہتا تھا کہ نیند کی ایک جھپک لے لوں اور اس حالت نے مجھے رلا دیا۔

لَا تَكْحِلَنَّ الْعَيْنَ بَعْدِيْ اِثْمِدًا ... سَلْمٰى وَلَا تَدِيْنَنَّ لِلْاِنْسَانِ

اے سلمیٰ! میرے بعد اپنی آنکھوں میں سرمہ نہ لگانا۔ اور انسان کی جزا میں نہ رہنا۔

وَلَقَدْ عَلِمَتْ اَبَا كُبَيْشَةَ اَنَّنِي وَسْطَ الْاَعِزَّةِ لَا يُحَصُّ لِسَانِي

اے ابو کبشہ! تجھے معلوم ہے کہ سخت گیر لوگوں کے درمیان بھی میری زبان کاٹی نہیں جا سکتی۔

فَلَئِنْ هَلَكْتُ لَتَفْقِدُنَّ اَخَاكُمْ وَلَئِنْ بَقِيتُ لَتَعْرِفُنَّ مَكَانِي

اگر میں ہلاک ہو گیا تو تم اپنے بھائی کو ڈھونڈتے پھرو گے اور اگر میں زندہ رہ گیا تو تمھیں میرا مقام ضرور بالضرور معلوم ہو جائے گا۔

وَلَقَدْ جَمَعْتُ اَجَلَّ مَا جَمَعَ الْفَتٰى مِنْ جَوْدَةٍ وَشَجَاعَةٍ وَبَيَانِ

ایک نوجوان آدمی اپنے اندر کھرا پن، شجاعت و دلیری اور فصاحت و بلاغت کے جو جوہر رکھتا ہے۔ اس سے کہیں عظیم یہ جوہر میرے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

فردہ کی شہادت

فلسطین میں عفرا نام ایک چشمہ تھا۔ رومیوں نے وہاں فردہ کو سولی پر چڑھانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت بھی فردہ نے شعر کہے تھے۔

زہری بن شہاب نے کہا: جب رومی فردہ کو قتل کرنے کے لیے لائے تو اس نے کہا:

بَلِّغْ سَرَاةَ الْمُسْلِمِينَ بِاَنَّنِي سَلْمٌ لِرَبِّي اَعْظُمِي وَمَقَامِي

یارو! مسلمانوں کے سردار (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ خبر ضرور پہنچا دینا کہ میں کیا۔ میری ہڈیاں اور میرا وجود تک اپنے پروردگار کے حوالے ہے۔

پھر ان کی گردن تلوار سے اڑا دی گئی۔ اور ان کا جسد چشمے کے کنارے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

بنو حارث کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ[1] میں خالدؓ بن ولید کو بنو الحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا۔ اور ہدایت فرمائی کہ بنو الحارث کے ساتھ قتال سے پیشتر تین دن تک اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کر لیں تو تم بھی مان لینا اور اگر وہ تمھاری دعوت پر لبیک نہ کہیں تو ان سے جنگ کرنا۔ خالد روانہ ہو کر وہاں پہنچ گئے۔ اور اپنے سواروں کو ہر طرف دوڑا دیا۔ جو اسلام کی دعوت

---

[1] ربیع الآخر ۱۰ھ ۱۲۳۱ء سے اور جمادی الاولیٰ ۵ اگست ۱۲۳۱ء سے شروع ہوا۔

دینے لگے، وہ کہتے تھے: لوگو! اسلام لے آؤ، مامون ہو جاؤ گے۔" لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور جس طرف انھیں دعوت دی گئی تھی اس میں وہ داخل ہو گئے۔ پھر خالدؓ بن ولیدؓ ان میں مقیم ہوئے انھیں اسلام، کتاب اللہ کی تعلیم دیتے رہے اور رسولؐ اللہ کا یہی حکم تھا۔ کہ وہ اسلام لے آئیں۔ اور جنگ نہ کریں تو انھیں تعلیم دی جائے۔

خالدؓ کا مکتوب

پھر خالدؓ بن ولید نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں یہ خط بھیجا۔

"خالدؓ بن ولید کی جانب سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، میں آپ کے سامنے اس خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی ہستی قابل پرستش نہیں، اما بعد! اے رسولؐ اللہ، اللہ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔ آپ نے مجھے بنو الحارث کی طرف بھیجا تھا۔ اور ہدایت فرمائی تھی کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو تین روز تک ان سے جنگ نہ کروں اور انھیں اسلام کی طرف دعوت دیتا رہوں۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان میں قیام کروں، ان کا اسلام قبول کر لوں اور اسلام کی تعلیمات، کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ اللہ سکھاؤں، اگر وہ اسلام نہ لائیں تو میں ان سے جنگ کروں۔ میں یہاں آیا، تین دن تک اسلام کی دعوت دی، جیسا کہ اللہ کے رسولؐ نے مجھے حکم دیا تھا اور ان میں سوار بھیجے جو یہ آواز لگاتے تھے: کہ بنو الحارث! اسلام لے آؤ، مامون ہو جاؤ گے، پس وہ اسلام لے آئے اور جنگ و مقابلہ نہیں کیا۔ اور اب میں ان کے درمیان مقیم ہوں۔ وہی حکم دیتا ہوں۔ جس کا حکم انھیں اللہ دیتا ہے اور انھیں ان چیزوں سے روکتا اور منع کرتا ہوں، جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا اور منع کیا ہے اور میں انھیں اسلام اور سنتِ نبیؐ کی تعلیم تا دم تحریر دے رہا ہوں۔ والسلام علیک یا رسولؐ اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

رسول اللہ صلعم کا جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ کو لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رسولؐ اللہ محمد النبیؐ کی جانب سے خالدؓ بن ولید کے نام، سلامٌ علیک، میں تمھارے سامنے اس خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی ہستی قابل عبادت نہیں۔

اما بعد، تمھارا مکتوب قاصد کے ہاتھ میرے پاس پہنچا، تم مجھے خبر دیتے ہو کہ بنو الحارث بن کعب نے قبل اس کے کہ تم ان سے جنگ کرو۔ اسلام قبول کر لیا ہے اور تم نے انھیں جو اسلام کی دعوت دی تھی، اس پر انھوں نے لبیک کہی ہے۔ اور اس بات کا اقرار کر لیا ہے، کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی ہستی قابل عبادت نہیں۔ اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے

رسولؐ ہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی ہدایت کا راستہ دکھایا ہے۔ پس انھیں خوشخبری پہنچاؤ اور ڈراؤ (گناہوں کے نتائج سے) اب تم واپس آجاؤ۔ اور تمھارے ساتھ بنوالحارث بن کعب کا وفد بھی آنا چاہیے"۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضرت خالدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان کے ساتھ بنوالحارث بن کعب کا وفد بھی آیا، جو قیس بن حُصین ذوالغصّۃ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن مُحجّل، عبداللہ بن قراد زیادی، شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن ضبابی پر مشتمل تھا۔

بنوحارث کے وفد سے بات چیت

بنوالحارث کے وفد کے لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے، اور آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا:۔

"مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَاَنَّهُمْ رِجَالُ الْهِنْدِ" یہ کون لوگ ہیں، جو ہندوستان کے آدمیوں کی طرح معلوم ہو رہے ہیں؛ رسولؐ اللہ سے کہا گیا: یارسولؐ اللہ! یہ لوگ بنوالحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ لوگ رسولؐ اللہ کے سامنے آکر رُکے تو آپ کو سلام کیا اور کہا، نَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔" ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں؛ آپ نے فرمایا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو، جنھیں جب للکارا جاتا تو پیش قدمی کر کے جرأت سے مقابلہ کرتے" اہل وفد خاموش رہے اور کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ اس جملے کا اعادہ فرمایا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ آپ نے یہ جملہ لوٹایا، اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہ دیا، چوتھی بار یہ فرمایا، تو یزید بن عبدالمدان بولے: ہاں! رسولؐ اللہ! ہم وہ ہیں جنھیں اگر للکارا جاتا تو پیش قدمی کر کے جرأت سے مقابلہ کرتے" یزید نے یہ جملہ چار مرتبہ کہا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر خالدؓ مجھے یہ نہ لکھتے کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے قتال نہیں کیا تو میں تمھارے سروں کو تمھارے قدموں کے نیچے بچھا دیتا۔ یزید بن عبدالمدان نے کہا: خدا کی قسم! نہ ہم نے تمھاری حمد و ثنا کی اور نہ خالدؓ کی؛ آپؐ نے پوچھا، پھر کس کی حمد و ثنا کی؟ انھوں نے جواب دیا: ہم نے اس اللہ عزّ وجلّ کی حمد و ثنا کی ہے جس نے ہمیں آپؐ کے ذریعے سے ہدایت کی۔ یارسول اللہ!" آپؐ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے:

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جاہلیت کے دور میں جو لوگ تم سے جنگ کرتے تھے ان پر تم غلبہ کیوں حاصل کر لیتے تھے؟ انھوں نے جواب میں کہا: ہم تو کسی پر غلبہ حاصل نہیں کرتے تھے۔" آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، جو لوگ تم سے جنگ و قتال کرتے تھے، ان پر تم غلبہ حاصل کر لیتے تھے" اب انھوں نے کہا: جو ہم سے جنگ کرتے تھے ہم ان پر غلبہ حاصل کر لیتے تھے یا رسول اللہ! ہم لوگ متحد ہو جاتے تھے۔ اور ہم میں تفرقہ بالکل نہ ہوتا تھا۔ اور ہم کسی پر ظلم کرنے میں پہل نہیں کرتے تھے" آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے" اور رسول اللہ صلعم نے بنو الحارث بن کعب پر قیس بن حُصین کو امیر مقرر فرما دیا۔ اس کے بعد یہ وفد شوال میں یا ابتدائے ذی قعدہ میں اپنی قوم کی طرف واپس ہو گیا۔ چار ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ رسولؐ اکرم صلعم کی وفات ہو گئی، رحم و بارک ورضی وانعم۔

عمرو بن حزم

اس وفد کے واپس جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو بنو الحارث بن کعب کی طرف بھیج دیا تھا کہ وہاں جا کر ان میں دین کا فہم پیدا کریں اور انھیں سُنتِ رسولؐ اور اسلامیات کی تعلیم دیں۔ نیز صدقات وصول کرنے کا انتظام کریں۔ رسول اللہ صلعم نے عمرو بن حزم کے لیے مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی:

رسول اللہ صلعم کی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے وضاحت ہے، "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" (اے ایمان والو: اپنے عہدوں کو پورا کرو) محمد النبیؐ رسولؐ اللہ سے عمرو بن حزم کا اس وقت کا عہد جب اسے یمن بھیجا گیا۔ رسولؐ اللہ نے تمام معاملات میں انھیں خدا سے ڈرتے رہنے کی ہدایت فرمائی۔ "فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ": اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے، اور ان لوگوں کے ساتھ جو احسان کرنے والے ہیں" اور آپ نے ہدایت فرمائی کہ حق وصول کرے رہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ کہ لوگوں کو خیر و فلاح کی خوشخبری پہنچائیں بھلائی کرنے کا انھیں حکم دیں۔ لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان میں قرآن کا فہم اور تفقہ پیدا کریں، بتائیں کہ قرآن کو بجز اس شخص کے جو پاک و صاف ہو، کوئی نہ چھوئے اور لوگوں کے جو حقوق و واجبات ہیں ان سے سب کو باخبر کر دیں۔ اور حق کے معاملے میں لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آئیں؛ ظلم و ناانصافی کے معاملے میں ان پر سختی کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو ناپسند کیا ہے اور اس سے نہی فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ" (ظلم کرنے والوں

پر خدا کی لعنت ہے"، اور لوگوں کو جنت اور جنت کے اعمال کی بشارت دیں اور دوزخ اور دوزخ کے اعمال سے ڈرائیں، اپنے آپ سے مانوس کریں تاکہ ان میں دین کا فہم پیدا کیا جا سکے، اور حج کے شعائر، سنن اور واجبات و فرائض بتائیں، حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ اور لوگوں کو منع کریں کہ ان میں کوئی شخص صرف ایک چھوٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھے، کپڑا ایسا ہونا ضروری ہے، جس کے دونوں کنارے دونوں کاندھوں پر آجائیں۔ اور لوگوں کو منع کریں۔ کہ ایسا کپڑا کمر میں باندھ رکھا ہو، پھر اس طرح بیٹھیں کہ بے پردگی ہو۔ اس سے منع کریں۔ کہ کوئی اپنے بالوں کی مینڈھی گدی پر باندھے اور جب لوگوں میں جوش و ہیجان ہو تو قبیلوں اور گروہوں کے نام لے کر نہ بلائیں، صرف اللہ عزّوجلّ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا نام لیں۔ پس جو لوگ اللہ کی طرف دعوت نہ دیں اور قبائل اور گروہوں کی طرف دعوت دیں تو انھیں تلواروں سے کاٹ دینا چاہیے۔ تاآنکہ ان کی دعوت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ہو جائے اور لوگوں کو وضو میں چہروں کو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو اور ٹخنوں تک پاؤں کو پورے پورے دھونے کی ہدایت کریں اور سروں کا مسح کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور نماز وقت پر پڑھی جائے، رکوع و سجود کو مکمل طور پر کرنے اور خشوع و خضوع کا حکم دیا۔ اور یہ کہ صبح کی نماز اندھیرے میں، ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھیں اور نماز عصر اس وقت پڑھیں، جب سورج زمین کی طرف جا رہا ہو۔ اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھیں، جب رات شروع ہو، اسے اتنی تاخیر سے نہ پڑھا جائے کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہو جائیں اور نماز عشاء اول شب میں پڑھیں اور نماز جمعہ جب اذان ہو اور جمعہ کے لیے جاتے وقت غسل کیا جائے، حکم دیا کہ اموال غنیمت میں سے اللہ کا خمس لے لیا کریں۔ اور زمینوں کی پیداوار کا وہ صدقہ وصول کریں جو مومنین پر فرض کیا گیا ہے، یعنی جن زمینوں کو چشمے اور بارش نے سیراب کیا ہو۔ ان کی پیداوار کا عُشر (دسواں حصہ)، اور جن زمینوں کو اپنی محنت سے سینچا گیا ہو، ان کی پیداوار کا نصف عُشر (بیسواں حصہ) لے لیا کریں۔ اور (اونٹوں کی زکوٰۃ اس اصول پر وصول کی جائے کہ) ہر دس اونٹوں میں دو بکریاں اور ہر بیس اونٹوں پر چار بکریاں اور (گایوں کی زکوٰۃ اس اصول پر وصول کی جائے کہ) ہر چالیس گایوں میں ایک گائے اور ہر تیس۳۰ گایوں میں ایک تبیع، جذع یا جذعہ اور ہر چالیس بکریوں میں جو چرنے والی ہوں، نہ کہ گھر پر کھڑی ہو کر کھانے والی ہوں۔ ایک بکری (وصول کی جائے)، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کیا ہے، جو اس سے زیادہ دے گا، اس کے لیے اور بہتر ہوگا اور جو یہودی یا نصرانی اپنی طرف سے مخلصانہ اسلام لے آئے اور دین اسلام کو اپنا دین بنا لے

وہ مومنوں میں شمار ہوگا۔ اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مومنوں کے حقوق ہیں اور اس پر وہی واجبات ہوں گے جو مومنوں پر ہوں گے اور جو اپنی یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہے گا۔ اسے اس یہودیت یا نصرانیت سے پھیرا نہ جائے گا۔ لیکن ہر حالت میں خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اس سے ایک پورا دینار لیا جائے گا یا اس کے عوض کپڑے لیے جائیں گے۔ پس جو یہودی یا نصرانی اس کی ادائی کرتا رہے گا۔ اس کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کا ذمہ ہوگا۔ اور جو اس کی ادائی سے انکار کرے گا۔ اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کا اور تمام مومنین کا دشمن سمجھا جائے گا"۔ صلوات اللہ علیٰ محمدؐ، والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؀

باب ۱۶۸

مختلف وفود

(۳)

رفاعہ بن زید خزاعی

خیبر سے قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہ بن زید خزاعی ثم ضبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ کے لیے ایک غلام بھی ہدیے میں لائے تھے اور اسلام لے آئے تھے، ان کا اسلام بہت اچھا اور پختہ ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک تحریر ان کی قوم کے لیے لکھ دی تھی۔ اس تحریر میں یہ درج تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ محمد رسولؐ اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے تحریر ہے کہ میں نے انھیں ان کی عام قوم کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو ان کی قوم میں داخل ہوں، بھیجا ہے، رفاعہ ان سب کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف دعوت دیں گے۔ جو اس دعوت کو قبول کرے گا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں شمار ہو گا۔ اور جو اس سے پیٹھ پھیرے گا۔ اس کے لیے دو ماہ کی مُہلت ہے۔"

پھر جب رفاعہ بن زید اپنی قوم میں پہنچے تو قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہی اور اسلام لے آئے۔ پھر ان کی قوم کے لوگ حرّہ رجلا چل کر آئے اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

وفد ہمدان

ابن ہشام نے کہا: رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ہمدان کا وفد بھی حاضر ہوا۔ جیسا کہ قابل اعتماد لوگوں نے مجھ سے عمرو بن عبداللہ بن اُذینہ عبدی کے واسطے سے ابو اسحٰق سبیعی کی روایت بیان کی، انھوں نے کہا: ہمدان کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں مالک بن نمط، ابو ثور، یعنی ذوالمشعار، مالک بن اَیفع، ضمام بن مالک سلمانی اور عمیرہ بن مالک، خارفی شامل تھے۔ پس یہ لوگ تبوک سے آکر آپ سے ملے تھے اور انھوں نے سلی ہوئی یمنی چادریں پہن رکھی تھیں اور عدنی عمامے باندھ رکھے تھے اور المیس (لکڑی کے بنے ہوئے کجاووں) میں مَہری[1] اور ارحبی[2] اونٹوں پر سوار ہو کر آئے تھے، مالک بن نمط اور ان کے ساتھ ایک

---

[1] مہرہ یمن کا ایک قبیلہ تھا جس کے اونٹ بہت خالص نسل کے مانے جاتے تھے، حضرموت کے ایک علاقے کا نام مہرہ ہے اغلب ہے یہ اسی قبیلے کا وطن ہو۔ [2] ارحب ہمدان کا ایک قبیلہ تھا اس کے اونٹ بہت عمدہ مانے جاتے تھے۔

اور شخص مل کر یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

هَمْدَانُ خَيْرُ سُوقَةٍ وَ اَقْيَالُ　　لَيْسَ فِي الْعَالَمِيْنَ اَمْثَالُ
مَحِلُّهَا الْهَضْبُ وَمِنْهَا الْاَبْطَالُ　　لَهَا اَطَابَاتٌ بِهَا وَ اٰكَالُ

ہمدان کے لوگ بہترین نواب اور بادشاہ ہیں کہ دنیا میں ان کی مثال نہیں،
ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں بڑے بڑے بہادر لوگ ہیں۔ جن کے لیے اس
مقام بلند کی وجہ سے بڑے محصول اور نذرانے ہیں۔

دوسرا شخص یہ شعر پڑھتا تھا:۔

اِلَيْكَ جَاوَزْنَ سَوَادَ الرِّيْفِ　　فِيْ هَبَوَاتِ الصَّيْفِ وَالْخَرِيْفِ
مُخَطَّمَاتٍ بِحِبَالِ اللِّيْفِ

دیکھو، پکڑو، وہ اونٹنیاں، جن کے چھال کی بٹی ہوئی رسیوں کی مہاریں
پڑی ہیں، موسم گرما اور موسم سرما کے اڑتے ہوئے غبار میں شاداب علاقوں کی
بستیوں سے گذر گئی ہیں۔

پھر مالک بن نمط رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا:۔

"یا رسول اللہ! ہمدان کے منتخب لوگ شہروں اور دیہات سے آپ کی خدمت میں تیز رو اور نوعمر اونٹنیوں پر بیٹھ کر حاضر ہوئے ہیں کہ وہ اسلام کی رسیوں سے بندھ جائیں، انھیں اللہ کے معاملے میں لومتہ لائم نہ پکڑے، یہ لوگ قبیلہ خارف، قبیلہ یام اور قبیلہ شاکر کے بلاد سے آئے ہیں، جو اونٹوں اور گھوڑوں والے ہیں، انھوں نے رسول اللہ کی دعوت پر لبیک کہی ہے۔ معبودان باطل اور انصاب کو ترک کر دیا ہے۔ ان کا عہد نہ ٹوٹنے پائے گا، جب تک لعلع پہاڑ برقرار ہے اور جب تک مقام صَلَع کے ہرن دوڑ دھوپ کرتے رہیں (یعنی ہمیشہ کے لیے)

رسول اللہ صلعم کی تحریر

پھر رسول اللہ صلعم نے انھیں ایک تحریر دی، جس میں لکھا تھا:۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے تحریر ہے، قبیلہ خارف کے شہر کے لیے اور مرتفع زمین اور ریگستانی زمین والوں کے لیے، جن کے ساتھ ان کے وفد کے لوگ یعنی ذو المشعار، مالک بن نمط اور وہ جو ان کی قوم کے مسلمان ہو گئے ہیں، بھی شامل ہیں۔ (یہ تحریر اس بات کی ہے) کہ یہ لوگ جب تک نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں، ان کی بلند و پست زمینیں ان کے لیے ہیں، ان کے پھل یہ لوگ کھائیں اور گھاس جانوروں کو کھلائیں، ان کے

لیے یہ اللہ کا عہد ہے اور اس کے رسولؐ کی ذمہ داری ہے۔ اور ان کی دیکھ بھال کرنے والے مہاجر اور انصار ہیں۔

اس سلسلے میں مالک بن نمط نے یہ شعر کہے:۔

ذَكَرْتُ رَسُولَ اللهِ فِي فَحْمَةِ الدُّجَى ۔۔۔ وَنَحْنُ بِأَعْلَى رَحْرَحَانَ وَصَلْدَدِ

وَهُنَّ بِنَا خُوصٌ طَلَائِحُ تَغْتَلِي ۔۔۔ بِرُكْبَانِهَا فِي لَاحِبٍ مُتَمَدِّدِ

میں نے تاریکیوں کی سیاہی میں رسول اللہ صلعم کو اس وقت یاد کیا، جب ہم رحرحان اور صلدد کے مقامات پر تھے اور ہمیں وہ اونٹنیاں ایک واضح اور طویل راستے پر لیے جا رہی تھیں، جو چلتے چلتے عیب دار ہو گئی تھیں اور جن کی آنکھیں اندر دھنس گئی تھیں۔

عَلَى كُلِّ فَتْلَاءِ الذِّرَاعَيْنِ جَسْرَةٍ ۔۔۔ تَمُرُّ بِنَا مَرَّ الْهِجَفِّ الْخَفَيْدَدِ

ہم لوگ ایسی اونٹنیوں پر بیٹھے تھے، جو چوڑے چوڑے قدموں والی، بڑی تیز رفتار تھیں اور ہمیں اسی طرح لے کر بھاگ رہی تھیں، جس طرح بڑے بڑے شترمرغ بھاگتے ہیں۔

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَى مِنًى ۔۔۔ صَوَادِرَ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَضْبِ قَرْدَدِ

بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ فِينَا مُصَدَّقٌ ۔۔۔ رَسُولٌ أَتَى مِنْ عِنْدِ ذِي الْعَرْشِ مُهْتَدِي

میں ان اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو منیٰ کی طرف جھومتی ہوئی جاتی، پھر اپنے سواروں کو لے کر بلند و مرتفع زمینوں سے واپس آتی ہیں، کہ ہم لوگوں میں رسول اللہ (صلعم) کی تصدیق کی جائے گی۔ وہ یقیناً عرش والے کی طرف سے آئے ہیں اور ٹھیک راستے پر ہیں۔

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ۔۔۔ أَشَدَّ عَلَى أَعْدَائِهِ مِنْ مُحَمَّدِ

وَأَعْطَى إِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَهُ ۔۔۔ وَأَمْضَى بِحَدِّ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد (صلعم) سے زیادہ دشمنانِ خدا پر سخت حملہ کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور اگر کوئی عطا و بخشش کا طالب آجائے تو ان سے زیادہ بخشش کرنے والے کوئی نہیں اور نہ ہندی و مشرقی تلواروں کی دھار ان سے زیادہ چلنے والی۔

مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو کذّاب تھے، یمامہ میں مسیلمہ بن حبیب، بنو حنیفہ کا ایک شخص اور صنعاء میں اسود بن کعب عنسی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یزید بن عبداللہ بن قُسَیط نے عطاء بن یسار یا ان کے بھائی سلیمان بن یسار کے واسطے سے ابو سعید خدری کی روایت بیان کی۔ کہ جب رسول اللہ صلعم منبر پر خطبہ دے رہے تھے، میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا:

لوگو! میں نے شب قدر میں ایک خواب دیکھا تھا۔ مگر وہ مجھے بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے دیکھا تھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ میں نے انھیں ناپسند کیا۔ میں نے ان پر پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں اس کی تعبیر ان دو حد درجہ جھوٹے آدمیوں کو سمجھتا ہوں۔ ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔

دجّالین کے متعلق پیش گوئی

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے غیر متہم لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کی۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوئے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تیس دجال نہ پیدا ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک، نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

اُمَراء اور عُمّال صدقات

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اپنے (مقررہ کردہ) اُمراء (حاکموں)، اور وصول صدقات کے عمال (کلکٹروں)، کو ان تمام شہروں میں بھیجا، جو اسلام کے زیر نگیں آگئے تھے، چنانچہ مہاجر بن ابو اُمیّہ بن مغیرہ کو صنعاء روانہ کیا، وہ وہیں تھے، جب اسود عنسی نے مخالفت کا عَلَم بلند کیا، زیاد بن لبید اخو بنو بیاضہ انصاری کو حضر موت کا امیر بنا کر بھیجا اور صدقات کی وصولی بھی ان کے ذمے لگا دی۔ عدی بن حاتم کو طَیّ کا امیر مقرر کیا اور صدقات کا محکمہ بھی ان کے سپرد کیا اور بنو سعد پر بھی امیر مقرر کیا اور مالک بن نُوَیرہ، بقول ابن ہشام یربوعی کو بنو حنظلہ کے صدقات وصول کرنے کے لیے عامل مقرر کیا، بنو سعد کے صدقات وصول کرنے کا کام انھیں میں سے دو آدمیوں پر تقسیم کیا۔ چنانچہ زبرقان بن بدر کو بنو سعد کے ایک حصے کا عامل مقرر کیا اور قیس بن عاصم کو دوسرے حصے کا۔ اور بحرین کے صدقات کے لیے علاء بن حضرمی کو عامل مقرر فرمایا۔ علیؓ بن ابی طالب کو اہل نجران کا امیر بنا کر بھیجا تاکہ صدقات اور اموال جزیہ جمع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔

مسیلمہ کذاب کا خط اور اس کا جواب

مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خط لکھا تھا:

اللہ کے رسول مسیلمہ کی جانب سے اللہ کے رسول محمدؐ کے نام:

"سلام علیک، اما بعد، بلا کسی شک و شبہ کے میں اس معاملے (نبوت) میں تمھارے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔ اس لیے نصف زمین ہمارے لیے ہونا چاہیے اور نصف زمین قریش کے لیے۔ لیکن قریش ایسی قوم ہے جو حد سے تجاوز کر جاتی ہے"۔

مسیلمہ کا یہ خط اس کے دو قاصد لے کر آپؐ کی خدمت میں آئے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے خاندان اشجع کے ایک شیخ نے سلمہ بن نعیم بن مسعود اشجعی کے واسطے سے ان کے باپ نعیم کی روایت بیان کی، انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خط ملا تو میں نے آنحضرتؐ کو ان قاصدوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے: "تم دونوں کیا کہتے ہو؟" ان دونوں قاصدوں نے کہا: "جو وہ کہتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں" آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! اگر یہ چیز نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردنیں تلوار سے اڑا دیتا۔ پھر مسیلمہ کو لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!
من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب! السلام علی من اتبع الھدی، اما بعد، فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین:	اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے زبردست جھوٹ بولنے والے مسیلمہ کے نام، ہدایت کا جو اتباع کرے اس پر سلام۔ اما بعد، زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس زمین کا وارث بناتا ہے، اور خدا سے ڈرنے والوں ہی کا انجام ٹھیک ہے۔

یہ واقعہ سنہ ھ کا ہے۔

باب ۱۶۹

حجۃُ الوداع

حج کے لیے تیاری

ابن اسحٰق نے کہا، جب ذی قعدہ کا مہینا آیا تو آپ نے حج کا سامان تیار کرنا شروع کیا اور لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ حج کی تیاری کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمدؒ کے واسطے سے حضرت عائشہ زوج النبی صلعم کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ ہر ذی قعدہ ۱۰ھ[1] کو حج کے لیے روانہ ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا: اور رسول اللہ صلعم نے مدینہ پر ابودُجانہ ساعدی کو اور ایک روایت میں سباع بن عُرفطہ غفاری کو عامل مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کا معاملہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن ابن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد کے واسطے سے حضرت عائشہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گئے تھے، اسی طرح اور بھی اشراف قربانی کے جانور ساتھ لے گئے تھے۔ جب مقامِ سرف میں پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کے جانور نہیں لائے، وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور اسی دن میں ایام سے ہو گئی۔ آپ میرے پاس اندر آئے تو میں رو رہی تھی، پوچھا: عائشہ کیا ہوا، شاید تم ایام سے ہو گئیں، میں نے عرض کیا: جی ہاں، واللہ، کاش اس سال اس سفر میں آپ کے ساتھ میں نہ آتی۔“ آپ نے فرمایا:

”یہ بات ہرگز نہ کہو، تم تمام وہ مناسک ادا کر سکتی ہو، جو حاجی ادا کرتے ہیں، مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔“

حضرت عائشہ آگے فرماتی ہیں: ”بہر حال رسول اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے اور جن لوگوں کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے، انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیے۔ پھر جب قربانی کرنے کا دن آیا یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ تو میرے لیے گائے کا بہت سا گوشت لایا گیا اور میرے گھر میں ڈال دیا گیا۔ میں نے

[1] ۲۲ فروری ۶۳۲ء۔

کہا، یہ کیا ہے؛ لوگوں نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے رمی جمارہ (کنکریاں پھینکنا) کی رات آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر جو عمرہ مجھ سے چھوٹ گیا تھا۔ اس کی جگہ میرے بھائی نے مجھے تنعیم سے عمرہ کرایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے نافع مولیٰ عبداللہؓ بن عمرؓ نے عبداللہؓ بن عمرؓ کے واسطے سے حفصہؓ سے عمرؓ کی روایت کی کہ جب رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو حکم دیا، وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں تو ازواج مطہرات نے کہا، یارسولؐ اللہ، پھر ہمارے ساتھ آپ کو احرام کھولنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ فرمایا:

"میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے تلبیدؒ کی ہے، اس لیے میں اس وقت تک احرام نہ کھولوں گا، جب تک قربانی نہ کر لوں۔"

یمن سے حضرت علیؓ کی واپسی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابونجیح نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو نجران بھیجا تھا، پھر وہ (واپس ہو کر) یہ مقام مکہ آپ سے اس حالت میں ملے کہ احرام باندھے ہوئے تھے وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھا کہ احرام کھول دیا ہے اور عام لباس پہن لیا ہے۔ پوچھا: "اے رسولؐ اللہ کی صاحبزادی! آپ کو کیا ہوا؟ فاطمہؓ نے فرمایا ہم عورتوں کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا ہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔ اس کے بعد علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے سفر کا پورا حال بتا چکے تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا:"

"جا کر بیت اللہ کا طواف کرو اور اسی طرح احرام کھول دو، جس طرح تمہارے ساتھیوں نے کھول دیا ہے۔"

علیؓ نے کہا: "یارسولؐ اللہ! میں نے ویسا ہی احرام باندھا ہے، جیسا آپ نے باندھا ہے" آپ نے بھی یہی فرمایا:

"واپس جاؤ اور اسی طرح احرام کھول دو جس طرح تمہارے ساتھی کھول چکے ہیں۔"

علیؓ نے کہا: "جس وقت میں نے احرام باندھا تھا، اس وقت نیت کرتے ہوئے کہا تھا، اے اللہ، میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبیؐ اور تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

ؒ گوند کی قسم کی کوئی چیز بالوں پر لگا لینا جس سے وہ جم جائیں اور بکھر نہ سکیں۔

باندھا ہے۔" رسول اللہ صلعم نے دریافت فرمایا، "کیا تمہارے ساتھ کوئی قربانی کا جانور ہے؟" جواب دیا نہیں" پھر رسول اللہ صلعم نے انہیں اپنے جانوروں میں شریک کر لیا اور علیؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ساتھ اپنا احرام باندھے رہے، یہاں تک کہ دونوں حج سے فارغ ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے دونوں کی طرف سے جانور قربان کیے۔

حضرت علی کے خلاف شکایت کا سبب

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یحیٰی بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ کی روایت بیان کی جب علی رضی اللہ عنہ یمن سے اس قصد کے ساتھ واپس ہوئے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملیں تو انہوں نے آپ کے پاس پہنچنے میں عجلت سے کام لیا اور جو لشکر ساتھ تھا، اس پر انہیں لوگوں میں سے ایک کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اس شخص نے ہر فرد کو یمن کے بجز کا ایک ایک حلہ پہنا دیا۔ پھر جب علی (واپس ہو کر) اپنے لشکر کے قریب آئے اور لوگوں سے ملنے کے لیے نکلے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ان سب نے حلے پہن رکھے ہیں۔ فرمایا:۔

"تمہارا برا ہو، یہ کیا ہے؟" قائم مقام نے جواب دیا: "کہ یہ حلہ (لباس) میں نے پہنایا ہے تاکہ جب یہ لوگ دوسرے لوگوں کے پاس پہنچیں تو نظروں میں جچیں"، علی نے کہا، "تیرا برا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجانے سے پہلے یہ لباس اتار دو۔ راوی نے کہا کہ آخر حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے یہ لباس اتروالیا اور ان کپڑوں کو واپس لے کر مال غنیمت میں رکھ لیا۔ راوی نے بیان کیا، لشکریوں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور اس کی شکایت رسول اللہ صلعم سے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم نے سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ اور ان کی پھوپھی زینب بنت کعب نے جو ابو سعید خدری کے حرم میں تھیں، دو علی الترتیب واسطوں سے ابو سعید خدری کی روایت بیان کی کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی تو رسول اللہ صلعم نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی: میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

"اے لوگو! علی کی شکایت مت کرو کیونکہ خدا کی قسم وہ اللہ کی ذات کے سلسلے میں یا اللہ کے راستے میں اس چیز سے کہیں زیادہ محتاط ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔"

خطبہ حجۃ الوداع

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی ادائی شروع کر دی اور آپ نے لوگوں کو مناسک حج بتائے سنن حج کی تعلیم دی، خطاب کیا اور اپنے خطبے میں جو کچھ بیان کرنا تھا، وہ بیان فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا:

"لوگو! میری بات سنو، دیکھو، میں جانتا نہیں کہ شاید اس سال کے بعد اس جگہ میں تم سے کبھی نہ ملوں۔ لوگو! سُن لو، تمہارے خون (یعنی تمہاری جانیں) تمہارے اموال ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک (یعنی موت تک) اسی طرح قابل احترام ہیں۔ جس طرح تمہارے لیے یہ دن اور یہ مہینہ قابل احترام ہے اور دیکھو تم (مرنے کے بعد) عنقریب اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا اور میں (ہر عمل کے متعلق تمام احکام تمہیں) پہنچا چکا ہوں، پس جس کے پاس (کسی کی) امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ اس امانت کو مانگنے پر اسی شخص کے حوالے کر دے، جس نے امانتدار سمجھ کر رکھی تھی۔

سود اور خون

دیکھو، ہر قسم کا سود (جو کسی کا کسی پر نکلتا ہو) ساقط کر دیا گیا، البتہ تمہارے راس المال (یعنی اصل) تمہارے لیے ہیں، (ان میں) نہ تم زیادتی کرو گے (اگر تم نے کسی کو رقم دی ہو) اور نہ تمہارے ساتھ زیادتی کی جائے گی۔ (اگر تم نے کسی سے رقم لی ہو) اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اب کوئی سود (ربا) نہیں اور عباس بن عبدالمطلب کا کل سود ساقط کر دیا گیا۔ جاہلیت میں (اسلام لانے سے پہلے)، جو بھی خون تھا، وہ بھی ختم کر دیا گیا۔ جاہلیت میں (اسلام لانے سے پہلے) جو بھی خون تھا، وہ بھی ختم کر دیا گیا (اب اس کا انتقام نہ لیا جائے گا) اور سب سے پہلے خون جو میں ختم کرتا ہوں، وہ ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے اور ابن ربیعہ نے بنو لیث میں دودھ پیا تھا، ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا، پس یہ خون جاہلیت کے خونوں میں سے پہلا خون ہے، جس سے میں معافی کی ابتداء کر رہا ہوں۔

مہینوں کی صحیح گنتی

لوگو! اس کے بعد یہ سنو، شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اب تمہاری اس سرزمین میں کبھی اس کی پرستش کی جائے گی، لیکن اگر اس کی اطاعت کی جائے گی تو وہ تمہارے ان اعمال سے جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو، راضی ہو جائے گا۔ اس لیے تم لوگ دین کے معاملے میں شیطان سے بچتے اور ڈرتے رہو، لوگو! نسئی (یعنی حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کرنا) کفر میں اضافہ کرتا ہے۔ اس سے وہ لوگ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں جو کافر ہیں اور جو ایک سال اسے حرام رکھتے ہیں، دوسرے سال حلال کر لیتے ہیں تاکہ یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں۔ اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دے لیتے ہیں اور یہ بھی سنو کہ زمانہ ہر پھر کر اسی جگہ آ گیا، جہاں اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ

نے زمین اور آسمان پیدا کیے تھے اور یہ کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جن میں چار مہینے حرمت کے ہیں، تین مسلسل مہینے اور مضر کے نزدیک جو ماہِ رجب ہے یعنی جمادی الاخریٰ اور شعبان کے بیچ کا مہینہ[1]

عورتوں کے حقوق لوگو! اور سنو! تمہاری عورتوں پر تمہارا ایک حق ہے اور تم پر ان عورتوں کا ایک حق ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارا فرش کسی بھی ایسے شخص کے لیے نہ لگائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور وہ کھلا ہوا فحش اختیار نہ کریں۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو تمہارے لیے اجازت ہے کہ تم انہیں بستروں میں چھوڑ دو اور اس طرح مارو، جو ضرب شدید نہ ہو۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو وہ اپنے کھانے اور کپڑے کے سلسلے میں حسنِ سلوک کے ساتھ مستحق ہیں اور عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنے کی نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں وہ اپنی ذات کے لیے کسی چیز کی مالک نہیں ہوتیں اور تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر پکڑا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ کے کلمات کے ساتھ حلال کیا ہے، اس لیے لوگو، میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، میں نے تو (ہر حکم) پہنچا دیا اور تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ کھلی ہوئی چیز ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔

اسلامی برادری لوگو! میری بات سن کر غور کرو، خوب سمجھ لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، لہٰذا کسی بھی آدمی کے لیے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں، بجز اس کے کہ وہ بطیب خاطر کوئی چیز خود دے دے، پس تم لوگ اپنے آپ پر کسی بھی حالت میں ظلم نہ کرنا۔ لوگو! بتاؤ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟"

لوگوں نے (جواب میں) کہا، اللھم نعم، یقیناً یقیناً۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

دوسرا خطبہ بن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کی روایت بیان کی۔ جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عرفات میں لوگوں تک پہنچانے کے لیے آواز نگار بنا تھا، ربیعہ بن اُمیہ بن خلف تھا، عباد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیعہ بن اُمیہ سے کہ رہے تھے کہ (بآوازِ بلند) کہو: لوگو! رسول اللہ صلعم دریافت کرتے ہیں کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ پھر ربیعہ بن اُمیہ لوگوں سے پکار کر یہی الفاظ کہنے لگے۔ لوگوں نے

---

[1] یعنی وہ رجب نہیں جو ربیعہ کے نزدیک معتبر تھا وہ رمضان کو رجب کہتا تھا۔

جواب دیا، یہ شہر حرام ہے۔ بعد میں آپ نے ربیعہ سے کہا، ان لوگوں سے کہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں اور تمہارے اموال کو ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک اسی طرح قابلِ احترام قرار دیا ہے، جس طرح تمہارے لیے یہ مہینہ قابلِ احترام قرار دیا ہے۔" پھر آپ نے فرمایا، کہو، لوگو! رسول اللہ صلعم دریافت کرتے ہیں، یہ کونسا مقام ہے؟" ربیعہ نے ان الفاظ کو پکار کر کہا اور لوگوں نے جواب دیا، یہ بلد حرام قابلِ احترام شہر ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان سے کہو" اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں اور اموال کو ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک اسی طرح قابل احترام قرار دیا ہے جس طرح تمہارے لیے تمہارا یہ شہر قابل احترام قرار دیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو لوگو! رسول اللہ صلعم دریافت فرماتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ ربیعہ نے یہ الفاظ پکار کر کہے اور لوگوں نے جواب دیا کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا، ان سے کہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں اور تمہارے اموال کو ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک اسی طرح قابل احترام قرار دیا ہے جس طرح تمہارے لیے تمہارا یہ دن قابلِ احترام قرار دیا ہے۔

ابن خارجہ کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے لیث بن ابو سلیم نے شہر بن حوشب اشعری کے واسطے سے عمرو بن خارجہ کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھے عتاب بن اسید نے ایک ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس وقت عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے ناقے (اونٹنی) کے پاس کھڑا ہو گیا، ناقے کے منہ کا جھاگ میرے سر پہ گر رہا تھا، اس وقت آپ کو میں نے یہ تقریر کرتے ہوئے سنا، لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اور کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں اور بچے کا انتساب باپ کی طرف ہو گا اور زانی کے لیے رجم ہے اور جس شخص نے اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی نسبت کسی اور کی طرف کی یا جس شخص نے اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا بنایا، اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نہ کوئی چیز احسان کے ساتھ قبول کرے گا اور نہ اس کی مثل کوئی چیز قبول کرے گا۔

رسول اللہ صلعم کی بعض تعلیمات

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ جس پہاڑ پر موجود تھے۔ اس کے متعلق فرمایا: یہ وقوف کی جگہ ہے اور سارا عرفہ وقوف کی جگہ ہے اور جس وقت مزدلفہ کے پہاڑ قزح پہ صبح کو کھڑے ہوئے تھے تو فرمایا: یہ وقوف کی جگہ ہے اور تمام مزدلفہ

وقوف کی جگہ ہے۔" پھر جب آپ نے منیٰ میں جانوروں کو ذبح کیا تو فرمایا: "یہ جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ (منحر) ہے، اور تمام منیٰ منحر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں جو چیزیں فرض کی تھیں یعنی مَوقِف (عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ) اور رمی جمار (عقبات ثلثہ پر کنکریاں پھینک کر مارنا) اور طواف بیت اللہ اور جو چیزیں حلال اور حرام کی گئی تھیں، ان کی تعلیم لوگوں کو دی۔ اس لیے یہ حج البلاغ[1] بھی تھا اور حجۃ الوداع[2] بھی تھا اور یہ چیز اس لیے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد حج نہیں کیا۔

لشکر اسامہ رضؓ بن زید

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حج سے) واپس تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں ذی الحجہ کے بقیہ حصے کے علاوہ محرم اور صفر تک قیام کیا۔ پھر آپ نے ملک شام کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر اسامہ رضؓ بن زیدؓ بن حارثہ جو آپ کے مولیٰ تھے، امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ ملک شام کے علاقہ بلقاء و روم کو رسالہ لے جائیں چنانچہ اسامہ بن زید نے تیاری شروع کر دی اور جہاں تک ہو سکتا تھا، مہاجرین اوّلین زیادہ سے زیادہ اسامہ بن زید کے ساتھ جانے کے لیے جمع ہو گئے۔

حکمرانوں کی طرف قاصد

ابن ہشام نے کہا اور رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ رضؓ میں سے کچھ لوگوں کو قاصد بنا کر حکمرانوں کے پاس روانہ فرمایا اور انہیں خطوط لکھ کر بھجوائے، جن میں آپ نے ان حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے قابل اعتماد اور ثقہ لوگوں نے ابوبکر ہذلی کی روایت بیان کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے، ایک دن اس عمرہ کے بعد جس سے آپ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر روک دیا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں نکل کر آئے اور فرمایا: "لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے انہیں دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس لیے میرے متعلق تم لوگ اس طرح اختلاف نہ کیا کرو جس طرح حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق ان کے حواریین نے اختلاف کیا تھا۔"

صحابہ کرام رضؓ نے سوال کیا: یا رسول اللہ! حواریین نے کس طرح اختلاف کیا تھا؟" آپ نے فرمایا: عیسیٰ (علیہ السلام) نے حواریین کو اسی چیز کی دعوت دی تھی، جس کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے۔ عیسیٰ نے ان میں سے جن لوگوں کو قریب کے مقامات پر بھیجا تو وہ اس سے خوش رہے اور ہر طرح ٹھیک رہے اور جن لوگوں کو دور افتادہ مقامات پر بھیجا، انہوں نے ادھر رخ کرنا ناپسند کیا اور تساہل سے کام لیا، تو

---

[1] وہ حج جس سے احکام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی۔

[2] حجۃ الوداع سے مقصود وہ حج جس میں امت سے آپ رخصت ہوئے۔

حضرت عیسیٰؑ نے اس کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ تساہل کرنے والوں میں سے ہر آدمی اس امت عاصی کی زبان بولنے لگا، جس کی طرف اسے بھیجا گیا۔

قاصدوں کا نام

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو قاصد بنا کر اور خطوط دے کر، جن میں بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ ان کے پاس روانہ فرمایا۔ چنانچہ دحیہؓ بن خلیفہ کلبی کو قیصر، شاہ روم کے پاس بھیجا اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ، شاہ فارس کے پاس، عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی، شاہ حبشہ کے پاس اور حاطب بن ابو بلتعہ کو مقوقس، حاکم اسکندریہ کے پاس عمرو بن العاص سہمی کو جیفر اور عیاذ (یہ دونوں جلندی کے بیٹے اور ازدی تھے) رؤسا عمان کے پاس، اور سلیط بن عمرو، بنو عامر بن لؤی کا ایک فرد۔ کو ثمامہ بن اُثال اور ہوذہ بن علی۔ یہ دونوں بنو حنیفہ تھے۔ رؤسا یمامہ کے پاس، علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی العبدی والی بحرین کے پاس، شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن ابو شمر غسانی، شاہ سرحدات شام کے پاس۔

ابن ہشام نے کہا: شجاع بن وہب کو جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف بھیجا تھا۔ اور مہاجر بن ابو امیہ مخزومی کو حارث بن عبد کلال حمیری، شاہ یمن کی طرف۔

ابن ہشام نے کہا اسیط، ثمامہ، ہوذہ اور منذر کی نسبت میں نے بیان کی ہے۔

ابن حبیب کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن حبیب مصری نے بیان کیا کہ انہوں نے (ابن حبیب نے) وہ تحریر پائی تھی، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں کا ذکر تھا، نیز ان ملکوں اور عرب و عجم کے فرمانرواؤں کا ذکر تھا، جن کی طرف قاصد بھیجے گئے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے انہیں روانہ کرتے وقت جو ہدایتیں دی تھیں، وہ بھی مذکور تھیں، میں نے یہ تحریر محمد بن شہاب زہری کو بھیج دی تو انہوں نے اسے پہچان لیا اس میں لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں آئے اور ان سے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر پیدا کیا ہے اس لیے تم لوگ میری جانب سے (میرا پیغام پہنچانے کا حق) ادا کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور میرے بارے میں اختلاف نہ کرنا جیسا کہ حواریین نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ان کا اختلاف کیا تھا تو آپ نے جواب دیا" عیسیٰ ابن مریم نے حواریین کو اسی چیز کی دعوت دی تھی، جس کی دعوت میں نے تمہیں دی ہے۔ پھر جو لوگ حضرت عیسیٰ سے دور رہے، وہ تو خوش رہے اور ٹھیک رہے لیکن جو لوگ حضرت عیسیٰؑ سے دور افتادہ ملکوں میں گئے، انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ اس کی شکایت حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے کی تو ان کا حال یہ ہو گیا کہ ان کا ایک ایک آدمی اس قوم کی زبان بولنے لگا،

جس کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔

حضرت عیسیٰ کے قاصد

ابن اسحٰق نے کہا اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حوارین میں سے اور ان حوارین کے بعد ہونے والے ان کے متبعین میں سے جنہیں مختلف مقامات میں بھیجا تھا، وہ یہ ہیں، بُطرُس الحواری اور ان کے ساتھ بُولُس بھی تھا اور بُولُس متبعین میں سے تھا حوارین میں سے نہ تھا اسے روم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اَندَرائُس و منتا کو اس ملک کی طرف بھیجا گیا، جس کے باشندے انسانوں کو کھا لیتے تھے۔ توماس کو ملک بابل کے مشرقی حصے کی طرف بھیجا گیا تھا اور فیلبس کو قرطاجنّہ یعنی افریقہ کی طرف بھیجا گیا اور یُحَنَّس کو افسوس کی طرف بھیجا گیا تھا جو اصحاب کہف کا قریہ تھا۔ اور یعقوبس کو یروشلم بھیجا گیا اور یہ ایلیا ہے، جو بیت المقدس کا شہر ہے اور ابن ثلماء کو عرب۔ یعنی ارض حجاز کی طرف اور سیمن کو ارض بربر کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہوذا کو جو حوارین میں سے نہ تھا، یودس کی جگہ مقرر کیا۔

باب ۱۷

غزوات و سرایا

(۱)

تعداد غزوات

ہم سے ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے زیاد ابن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحاق مطلبی سے روایت کیا، تمام وہ غزوات (جنگیں) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس کیے ستائیس ہیں۔ غزوہ ودان۔ اسے غزوہ الابواء بھی کہتے ہیں پھر غزوہ بواط۔ جو رضوی کے کنارے ہوا۔ پھر عشیرہ، جو ینبع کے نشیبی علاقے میں ہوا۔ پھر غزوہ بدر الاولیٰ جو کرز ابن جابر کی تلاش میں ہوا۔ پھر غزوہ بدر الکبریٰ، جس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے سرداران قریش کو واصل جہنم کیا۔ پھر غزوہ بنی سلیم۔ اس میں کدر تک پہنچ گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق، جو ابوسفیان بن حرب کی تلاش میں ہوا۔ پھر غزوہ غطفان۔ یہی غزوہ ذی امر ہے۔ پھر غزوہ بحران، جو حجاز میں ایک کان ہے۔ پھر غزوہ احد، پھر غزوہ حمراء الاسد۔ پھر غزوہ بنی النضیر، پھر غزوہ ذات الرقاع جو نخل سے ہوا۔ پھر غزوہ بدر الآخرہ۔ پھر غزوہ دومۃ الجندل۔ پھر غزوہ خندق۔ پھر غزوہ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحیان۔ جو ہذیل سے ہوا۔ پھر غزوہ ذی قرد، پھر غزوہ بنی المصطلق۔ جو خزاعہ سے ہوا۔ پھر غزوہ حدیبیہ۔ اس میں قتال کا ارادہ نہ تھا۔ اس لیے آپ کو مشرکین نے روک لیا۔ پھر غزوہ خیبر، پھر عمرۃ القضا، پھر غزوہ الفتح پھر غزوہ حنین، پھر غزوہ طائف، پھر غزوہ تبوک۔

ان میں سے نو غزوات میں آپ نے قتل و قتال کیا، جو یہ ہیں۔ بدر۔ احد، خندق۔ قریظہ۔ المصطلق۔ خیبر۔ الفتح۔ حنین اور طائف۔

سرایا

آپ کے بعوث اور سرایا کی کل تعداد اڑتیس ہے۔ اس میں کچھ بعث (وہ جماعت جو آپ نے کسی کے پاس بھیجی، مگر جنگ مقصود نہ تھی) ہیں اور کچھ سریہ ہیں (وہ غزوہ جس میں آپ نے بذات خود شرکت نہیں فرمائی، جن کے اسماء یہ ہیں، غزوہ عبیدہ ابن حارث۔ جو ثنیۃ ذو المروہ کے نیچے ہوا۔ پھر غزوہ حمزہ بن عبدالمطلب جو سمندر کے ساحل پر عیص کے کنارے ہوا اور بعض لوگ غزوہ حمزہ کو غزوہ عبیدہ سے پہلے بتاتے ہیں۔ اور غزوہ سعد بن ابی وقاص جو خرار پر ہوا۔ اور غزوہ عبداللہ بن جحش

جو نخلہ پر ہوا- اور غزوہ زید بن حارثہ جو قردۃ پر ہوا۔ اور غزوہ محمد بن مسلمہ جو کعب بن اشرف سے ہوا۔ اور غزوہ مرثد بن ابی مرثد غنوی، جو رجیع پر ہوا اور غزوہ منذر بن عمرو، جو بئر معونہ پر ہوا اور غزوہ ابی عبیدہ بن جراح، جو ذو القصہ پر عراق کے راستے میں ہوا اور غزوہ عمر بن خطاب جو بنو عامر کی زمین پر ہوا، غزوہ علی بن ابی طالب جو یمن میں ہوا اور غزوہ غالب بن عبداللہ کلبی- یعنی کلب لیث اور جو کدید پر ہوا، اور یہاں بنو الملوح کو قتل کیا۔

غزوۂ غالب بن عبداللہ

اس کی حدیث یہ ہے کہ یعقوب ابن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے مجھ سے مسلم بن عبداللہ بن خبیب جہنی اور منذر کے واسطے سے جندب بن مکیث جہنی کی روایت بیان کی- جندب نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کلبی، کلب بن عوف بن لیث کو ایک سریہ (جماعت) میں بھیجا- میں بھی اس میں موجود تھا آپ نے انہیں حکم دیا کہ جا کر بنو الملوح پر چھاپا ماریں- بنو الملوح اس وقت مقام کدید میں تھے- ہم لوگ نکل کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم قدید پر پہنچے تو حارث بن مالک سے ملے اور وہ ابن البرصا لیثی ہے ہم لوگوں نے اسے پکڑ لیا- مگر ابن البرصا لیثی نے کہا، میں اسلام کے ارادے سے آیا ہوں- میں تو صرف رسول اللہ صلعم سے ملنے کے لیے نکلا ہوں- ہم لوگوں نے اس سے کہا، اگر تم مسلمان ہو گئے ہو تو تمہیں ایک رات کے لیے قید کر لینا ہرگز نقصان نہ پہنچائے گا- اور اگر تمہارا معاملہ اس کے برعکس ہے تو ہمیں اس بات کی تصدیق ہو جائے گی- پھر ہم نے اسے رسیوں سے باندھ دیا- اس پر اپنے ساتھیوں میں ایک آدمی کو متعین کر کے پیچھے چھوڑا اور اس سے کہا، اگر یہ (ابن البرصا) تم سے مقابلہ کرے تو اس کا سر کاٹ دینا۔

ابن مکیث کی مصیبت

جندب نے کہا، پھر ہم لوگ چل کر غروب آفتاب کے وقت کدید پہنچے اور وہاں وادی کے کنارے ٹھہرے، ہمارے ساتھیوں نے مجھے اپنا طلیعہ (جو فوج کے آگے تحقیقات کے لیے بھیج دیا جاتا ہے) بنا کر آگے بھیجا- میں نکل کر ایک پہاڑی پر آیا، جس کے نیچے چشمے پر کچھ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے- میں اس پہاڑی پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچ گیا- پھر اوپر سے میں نے ان لوگوں کو جھانک کر دیکھا تو خدا کی قسم میں پہاڑی پر اوندھا پڑا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی اپنے خیمے سے نکلا اور اپنی بیوی سے کہا، میں پہاڑی پر ایک آدمی دیکھ رہا ہوں، جسے میں نے پہلے روز نہیں دیکھا تھا- اس لیے اپنی گٹھریوں کو دیکھو کوئی چیز غائب تو نہیں کوئی کتے کھینچ کر نہ لے گئے ہوں- اس کی بیوی نے دیکھ بھال کر کے کہا، نہیں، کوئی چیز غائب نہیں- اس شخص

نے کہا، اچھا جا، میری کمان اور دو تیر لا کر مجھے دے - اس کی بیوی نے یہ چیزیں لا کر اسے دے دیں - پھر اس نے پہلا تیر پھینکا تو خدا کی قسم، اس نے خطا نہ کی اور ٹھیک میرے پہلو میں لگا - میں نے اسے نکالا اور رکھ دیا اور وہیں اپنی جگہ جما رہا - پھر اس نے دوسرا تیر مارا، اس کا دوسرا تیر میرے کاندھے پر لگا - اسے بھی میں نے نکال کر رکھ دیا - اور وہیں (حسب سابق) اپنی جگہ جما رہا - پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا، اگر یہ شخص کسی جماعت کا طلیعہ ہوتا تو حرکت ضرور کرتا - میرے دونوں تیر اس کے پیوست ہو گئے ہیں، صبح ہو تو جا کر دونوں تیر تلاش کر کے لے آنا، کہیں کتے انہیں چبا نہ ڈالیں - اس کے بعد یہ شخص پھر اپنے خیمے میں داخل ہو گیا -

مسلمان صاف نکل آئے

جندب نے کہا، ہم لوگ انہیں مہلت دیتے رہے - یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر سو گئے اور جب صبح کا وقت قریب ہوا تو ہم نے گھوڑے ان پر ڈال دیے - پھر تو انہیں قتل بھی کیا اور ان کے اونٹ بھی ہنکا لائے، ادھر اس قوم کا وہ آدمی نکلا، جو امداد کے لیے آواز دینے والا تھا - ادھر ایک کثیر جماعت مقابلے پر آ گئی - جس کا مقابلہ کرنا ہمارے لیے دشوار تھا، اس لیے ہم اونٹ لے کر چل پڑے اور ابن البرصا اور اپنے ساتھی کے پاس سے گزرے، جو اس پر متعین - انہیں اپنے ساتھ لے لیا - جندب نے کہا، ادھر یہ قوم ہم لوگوں کے تعاقب میں نکلی، یہاں تک کہ ہم سے بالکل قریب آ گئی - ہمارے اور ان کے درمیان صرف وادی قدید حائل رہ گئی - دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وادی میں سیلاب آ گیا، حالانکہ وہاں نہ کوئی بادل تھا - نہ بارش اور سیلاب بھی اس غضب کا تھا کہ نہ اس پر کوئی قابو پا سکتا تھا اور نہ اسے عبور کر سکتا تھا - اس لیے یہ لوگ وہیں کھڑے کھڑے ہماری طرف دیکھتے رہے اور ہم تھے کہ اونٹوں کو لیے جا رہے تھے - کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ عبور کر کے آتا اور ہم سے مزاحمت کرتا - بہر حال ہم نے بڑی تیزی سے اونٹ چلائے اور ان سے صاف بچ کر آ گئے اور وہ ہمیں پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے -

مسلمانوں کا شعار

جندب نے آخر میں بیان کیا، آخر کار ہم وہ اونٹ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے -

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے اسی قبیلے کے ایک آدمی کی روایت بیان کی کہ اس غزوے کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام شعار "اَمِت اَمِت" (مار و مار د) تھا - اس موقع پر ایک مسلمان اونٹوں کو ہانکتا ہوا یہ شعر پڑھ رہا تھا:

أَبَى أَبُو الْقَاسِمِ أَنْ تَعْذُبِي ... بِي خَضِلٍ نَبَاتُهُ مُغْلَوْلِبِ
صُفْرٌ أَعَالِيهِ كَلَوْنِ الْمُذْهَبِ

بقولِ ابن ہشام ایک روایت میں کلون الذہب ہے (لون الذہب کے معنی ہیں سونے کا رنگ)۔

ابوقاسم نے یہ چیز نہ مانی کہ ان کے رات میں لائے جانے والے اونٹ ایسی چراگاہ میں غائب ہو کر رہ جائیں اور ان کے پاس نہ آسکیں، جس میں نہایت تر و تازہ و شاداب گھاس پوری فراوانی سے اُگی ہوئی ہے اور اس گھاس کی بالائی شاخیں سنہری ہو رہی ہیں۔

ان غازیوں کا واقعہ ختم ہو گیا۔ اور اب میں پھر سرایا اور بعوث کی تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

باقی غزوات

ابن اسحٰق نے کہا: اور غزوہ علی ابن ابی طالب، جو اہل فدک میں سے بنو عبد اللہ بن سعد سے کیا گیا اور غزوۂ ابوالعوجاء سلمی جو بنو سلیم کے ملک میں ہوا۔ اس میں ابوالعوجاء اور ان کے تمام ساتھی مارے گئے اور غزوۂ عکاشہ بن محصین جو غمرہ پر ہوا۔ اور غزوہ ابوسلمہ ابن عبدالاسد جو بنو اسد کے ایک چشمہ قطن نامی پر ہوا۔ یہ چشمہ نجد کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں مسعود بن عروہ شہید ہوئے اور غزوہ محمد بن مَسلَمَہ۔ اخو بن حارثہ۔ جو ہوازن کے قرطاء پر ہوا اور غزوہ بشیر بن سعد جو فدک میں بنو مُرّہ سے ہوا اور غزوہ بشیر بن سعد جو خیبر کے کنارے ہوا اور غزوۂ زید بن حارثہ جو بنو سُلیم کے ملک میں مقام جموم پر ہوا اور غزوۂ زید بن حارثہ جو ارض خشین کے مقام جذام پر ہوا۔

ابن ہشام نے خود اور شافعی سے عمرو بن حبیب کے واسطے سے ابن اسحٰق سے "ارض حشمی کے مقام پر" روایت کیا۔

غزوۂ زید بن حارثہ

مجھ سے غیر متہم لوگوں نے بعض ایسے جُذامیوں کی روایت بیان کی جو اس واقعے سے آگاہ تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ رفاعہ بن زید جذامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اپنی قوم میں لے گئے، جس میں انہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تھی اور انہوں نے اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام اختیار کر لیا تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وحیہ بن خلیفہ کلبی، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کے پاس بھیجا تھا اور جن کے ساتھ سامانِ تجارت بھی

تھا، قیصر روم کے پاس سے واپس آرہے تھے۔ راستے میں دحیہ اور ان کے ساتھی جذامیوں کی ایک وادی میں پہنچے۔ جسے شنار کہا جاتا تھا۔ وہاں ان پر ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے چھاپا مارا۔ یہ دونوں ضلعی تھے۔ یعنی ضلیع کے آدمی تھے، جو جذام کی ایک شاخ ہے اور دحیہ کے پاس جو کچھ تھا، وہ سب چھین لیا۔ یہ خبر ضبیب کے کچھ لوگوں کو معلوم ہوئی، جو رفاعہ بن زید (کے خاندان کا ایک قبیلہ) ہے اور ان لوگوں میں شامل ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام لا چکے تھے۔ یہ خبر سنتے ہی یہ لوگ جن میں بنو ضبیب کے ایک فرد نعمان بن الوجبال بھی شامل تھے، ہنید اور اس کے بیٹے کے مقابلے کے لیے نکلے اور آخر ان سے قتال کیا۔ اس موقع پر قرہ بن اشقر ضفاوی ثم ضلعی نے اپنی خاندانی نسبت بیان کرتے ہوئے (اور مبارزہ کرتے ہوئے) کہا، انا ابن لبنیٰ (میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں) اور نعمان ابن ابی جعال کو ایک تیر مارا، جو نعمان کے گھٹنے پہ لگا، ساتھ ہی قرہ نے کہا: "خذھا وانا ابن لبنیٰ" (یعنی میری طرف سے یہ تیر کھا، میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں) اس کی ماں کو لبنیٰ کہا جاتا تھا۔ اور اس سے قبل حسان ابن ملّة ضبیبی دحیہ بن خلیفہ کے ساتھ رہ چکے تھے۔ اور انہیں دحیہ نے قرآن کی تعلیم دے رکھی تھی۔

ابن ہشام نے کہا، ایک روایت کے رو سے ان کے نام قرہ بن اشقر ضفاری اور حبان بن ملہ بتائے گئے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے غیر متہم راوی نے بنو جذام کے ایک آدمی کی روایت بیان کی (اس قتال کا نتیجہ یہ ہوا کہ) مسلمانوں نے (یعنی رفاعہ کے خاندان ضبیب کے لوگوں نے) ہنید اور اس کے بیٹے کے قبضے سے وہ سب کچھ نکلوا لیا، جو وہ لے گئے تھے اور دحیہ کو دے دیا۔ اب دحیہ روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ آپ کو سنایا اور درخواست کی کہ ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کا انتظام کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنید کے جتھے کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ کیا اور یہی وجہ ہوئی کہ زید بن حارثہ کو جذام سے لڑنے کے لیے بھیجا گیا۔

آپ نے زید کے ساتھ ایک لشکر روانہ کیا، جس وقت رفاعہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر جذامیوں میں گئے تھے، اس وقت جذام کے ایک قبیلے غطفان، بنو وائل اور بنو سلامان اور بنو سعد بن ہذیم کے کچھ لوگوں نے حرہ رجلاء کا رخ کیا اور وہاں پہنچ گئے۔ اس وقت رفاعہ بن زید کراع ربہ میں تھے اور انہیں معلوم نہ تھا کہ حرہ رجلاء میں غطفان وغیرہ موجود ہیں، رفاعہ کے ساتھ بنو ضبیب کے کچھ لوگ بھی تھے، باقی بنو ضُبیب وادی مدان میں تھے، جو حرہ کے ایک جانب تھی

اور مشرق کی سمت بہ رہی تھی۔ زید بن حارثہ کا لشکر اولاج کی جانب سے آیا اور حَرّہ سے ماقص پر حملہ کیا، جو مال اسباب اور قیدی ہاتھ آئے، انہیں جمع کیا، ہنید، اس کے بیٹے اور بنوالاحنف کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا۔

ابن ہشام کا قول ہے کہ یہ بنوالاحنف کے آدمی تھے۔

تصفیہ ہو گیا

ابنِ اسحٰق نے کہا: (جُذامی کی روایت میں آگے یہ بھی ہے کہ) بنوالخصیب کے ایک آدمی کو بھی قتل کیا، پھر جب یہ خبر بنوضبیب کو معلوم ہوئی اور اس وقت (زید ابن حارثہ کا)، لشکر مَدان کے جنگل میں تھا۔ تو ان کی ایک جماعت گھوڑوں پر سوار ہوئی۔ اس میں حسّان بن ملّۃ سوید بن زید کے عجاجہ نامی گھوڑے پر اور انیف بن ملۃ رغال نامی گھوڑے پر اور ابو زید بن عمرو شمر نامی گھوڑے پر سوار ہوا، یہ سب سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب لشکر کے قریب پہنچے تو ابو زید اور حسان نے اُنیف سے کہا: "تم رک جاؤ اور انہیں جانے دو اور تم واپس چلے جاؤ کیونکہ ہمیں تمہاری زبان سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ انیف رک گیا اور ان دونوں کو جانے دیا، ابھی یہ انیف سے زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ کہ اس کا گھوڑا اگلے پاؤں سے زمین کھودنے اور اچھلنے لگا، انیف نے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہا، میں ان دونوں آدمیوں کے لیے اس سے زیادہ حریص ہوں۔ جتنا کہ تو دونوں گھوڑوں کے لیے حریص ہے، یہ کہ کر انیف نے اپنے گھوڑے کی لگام ڈھیلی کر دی اور ابو زید اور حسان کے پاس پہنچ کر انہیں پکڑ لیا۔ ان دونوں نے انیف سے کہا: خیر جو تم نے کیا وہ کیا۔ مگر اپنی زبان روکے رکھنا اور آج تم ہمارے لیے شامت نہ بن جانا۔ بہر حال انہوں نے باہم طے کیا کہ حسان بن ملّۃ کے سوا ان لوگوں سے اور کوئی بات نہ کرے گا۔ اُن کے درمیان جاہلیت کے زمانے کا ایک کلمہ مقرر تھا۔ جب ان میں سے کوئی شخص کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تو کہتا "بوری" یا "ثوری"، بہر نوع جب یہ تینوں لشکر کے سامنے نمودار ہوئے تو لشکر کے لوگ ان پر جھپٹ پڑے، حسّان نے ان لوگوں سے کہا، ہم تو مسلمان ہیں، ان تینوں سے لشکر کا جو پہلا شخص ملا وہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ انہیں پیچھے سے آگے آگے چلانے لگا۔ انیف سے کہا "بوری" اس پر حسان نے کہا "ٹھہرو" پھر جب یہ تینوں زید بن حارثہ کے پاس آکر رُکے تو حسان نے کہا "ہم تو مسلمان ہیں، زید نے ان سے کہا، اچھا" ام الکتاب یعنی فاتحہ پڑھو" حسان نے فاتحہ پڑھی، پھر زید بن حارثہ نے کہا "لشکر میں منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس حد کو کہ جہاں تک یہ لوگ ٹھہرے ہوتے ہیں اور جس سے یہ آئے ہیں ہم پر احرام کر دیا ہے، البتہ اس سے وہ شخص مستثنیٰ ہے جو اس عہد کو توڑے۔

حالات میں پیچیدگی

ابن اسحٰق نے کہا، ان تینوں نے یہاں آکر جو دیکھا تو قیدیوں میں حسّان بن ملّہ کی بہن بھی موجود تھی اور وہ ابو وبرا ابن عدی بن اُمیّہ بن ضبیب کی بیوی تھی، بہن نے حسّان کی کمر دونوں طرف سے پکڑلی تو زید بن حارثہ نے کہا کہ بہن کو تم لے جاؤ (جب یہ اسے لے کر چلے تو) ام الفزر رضلعیہ نے کہا، کیا اپنی لڑکیوں کو لیے جارہے ہو۔ اور اپنی ماؤں کو چھوڑے جارہے ہو؟ اس پر بنو الخضیب کے ایک آدمی نے کہا: یہ لوگ بنو ضبیب ہیں اور ان کی زبانوں کا جادو اس زمانے میں (ہر جگہ) چلتا ہے۔ یہ جملہ کسی لشکری نے سن لیا اور اس کی اطلاع زید بن حارثہ کو کردی، اب زید بن حارثہ نے حسّان بن ملّہ کی بہن کے لیے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ بھائی کی کمر سے چھڑا لیے جائیں، چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی: پھر زید نے اس سے کہا کہ "جاکر اپنی ساتھی قیدی عورتوں کے پاس بیٹھ اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کر" اب یہ تینوں واپس ہو گئے۔ اور زید نے لشکر کو ان تینوں کی وادی میں اترنے سے روک دیا، یہ واپس ہو کر شام تک اہل خانہ کے ساتھ رہے اور سوید بن زید کی اونٹنیوں کے دودھ کا انتظار کیا، پھر جب شام کے وقت کا دودھ پی کر فارغ ہوئے تو سوار ہو کر رفاعہ بن زید کی طرف چلے۔ جو لوگ رفاعہ بن زید کے پاس گئے تھے وہ یہ تھے: ابو زید بن عمرو، ابو شماس بن عمرو سوید بن زید، البعجۃ بن زید، بجہ زرع بن زید، ثعلبہ بن زید، مخربد بن عدی۔ انیف بن ملّہ اور حسان ابن ملّہ یہ سب لوگ چل کر صبح صبح رفاعہ بن زید کے پاس کُراع ربہ میں پہنچے جو حرّۃ کی پشت پر واقع تھا، اور حرہ لیل کے ایک کنویں پر ٹھہرے۔

حسّان بن ملّہ نے رفاعہ سے کہا، "تم یہاں بیٹھے بکریاں دوہ رہے ہو اور بنو جذام کی عورتیں قید ہی میں ہیں، انہیں تمہارے اس خط نے دھوکے میں رکھا جو تم لائے تھے۔

رفاعہ رسول اللہ صلعم کی بارگاہ میں

رفاعہ نے اپنا ایک اونٹ طلب کیا اور اس پر کجاوہ کسنے لگے اس وقت رفاعہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

هل انت حيّ او تنادى حيّا   آیا تو زندہ ہے یا کسی زندے کو آواز دے رہا ہے؟

پھر رفاعہ اپنی اس جمعیت کے ساتھ صبح ہی بنو خطیب کے مقتول کے بھائی اُمیہ بن صفارہ کے یہاں پہنچے، اس وقت حرہ رجلاء کی پشت پر صبح کی پو پھٹ رہی تھی، تین دن کی مسافت طے کر کے مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد تک پہنچے، تو کسی آدمی نے دیکھتے ہی ان سے کہا، اپنے اونٹوں کو مت بٹھاؤ، ورنہ ان کے اگلے پاؤں کاٹ دیے جائیں گے۔ اس لیے ان لوگوں نے اونٹوں کو یوں ہی کھڑا رہنے دیا اور اتر پڑے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں

دیکھا تو دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، لوگوں کے پیچھے سے آؤ" پھر جب رفاعہ بن زید نے گفتگو شروع کرنے کے لیے کہا تو ایک شخص بولا"؛ یارسول اللہ! یہ لوگ تو جادوگر ہیں" یہ جملہ دو مرتبہ کہا، رفاعہ بن زید نے کہا،" اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے ہمیں بجز بھلائی کے آج کے دن کچھ نہیں دیا۔ پھر رفاعہ نے آپ کا مکتوب گرامی واپس دیا جو آپ نے ان کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ اور کہا یارسول اللہ یہ مکتوب لیجئے کہ اس کی تحریر پرانی ہو گئی، مگر اس کی خلاف ورزی حال ہی میں ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے لڑکے اسے پڑھ کر لوگوں کو سنا دے اور اس کا اعلان کر دے"۔ پھر جب رفاعہ نے یہ خط پڑھ کر سنایا تو آپ نے حالات دریافت فرمائے، پھر ان لوگوں نے سب کو سارا قصہ بتایا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں مقتولین کے ساتھ کیا سلوک کروں"؟ (یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا) اس پر رفاعہ نے کہا یارسول اللہ! آپ بہتر جانتے ہیں، ہم آپ کے لیے یہ حلال کو حرام کر سکتے ہیں، نہ حرام کو حلال۔

ابوزید بن عمرو نے کہا، یارسول اللہ! جو زندہ ہیں انہیں رہا کر دیجئے اور جو قتل کر دیے گئے تو وہ میرے اس قدم کے نیچے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا" ابوزید نے سچ کہا ہے۔

حضور صلعم کا فیصلہ

علیؓ! تم ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر جاؤ۔ علیؓ نے عرض کیا:" یارسول اللہ! زید میری اطاعت ہرگز نہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا، تو میری یہ تلوار لے لو اور آپ نے تلوار علیؓ کو دے دی، اس کے بعد علیؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ میری کوئی اونٹنی نہیں، جس پر سوار ہو کر جاؤں۔ لوگوں نے ثعلبہ ابن عمرو کے اونٹ پر انہیں بٹھا دیا، جس کا نام مکحال تھا۔ علیؓ اور دیگر لوگ نکلے ہی تھے کہ زید بن حارثہ کا ایک قاصد آ گیا، جو ابو وبر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار تھا۔ جسے شمر کہا جاتا تھا۔ اسے اونٹنی سے اتار لیا، قاصد نے کہا، اے علیؓ میرے لیے کیا حکم ہے! علیؓ نے کہا" یہ اپنا مال پہچانیں گے اور لے جائیں گے" اس کے بعد یہ سب روانہ ہو کر فیفاء الفحلتین میں جا کر لشکر سے ملے اور جو کچھ ان کے قبضے میں تھا، لے لیا، یہاں تک کہ عورت کے کجاوے کا نمدہ تک کھینچ کر نکال لیا۔

ابوجہال کے اشعار

پھر جب یہ لوگ اس معاملے سے فارغ ہو گئے تو ابوجہال نے یہ اشعار کہے:

وَعَاذِلَةٍ وَلَمْ تَعْذُلْ بِطِبٍّ ... وَلَوْلَا نَحْنُ حُشَّ بِهَا السَّعِيرُ

تُدَافِعُ فِي الْأُسَارَىٰ بِابْنَتَيْهَا ... وَلَا يُرْجَىٰ لَهَا عِتْقٌ يَسِيرُ

بہت سی ملامت گر عورتیں ہیں کہ انہوں نے کوئی نرمی سے ملامت نہیں کی، حالانکہ اگر ہم نہ ہوتے تو ان پر جنگ کی آگ بھڑکا دی جاتی اور یہ قیدیوں میں ہوتے ہوئے اپنی دو لڑکیوں کو سلے کہ مزاحمت کرتی ہوتیں۔ پھر بھی آسانی سے ان کی رہائی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔

وَلَوْ وُكِلَتْ إِلَى عُوَيْسٍ وَأَوْسٍ لَحَادَ بِهَا عَنِ الْعِتْقِ الْأُمُورُ

اور اگر عوص اور اوس کے اوپر چھوڑ دی جاتیں تو معاملات کی نوعیت انہیں آزادی اور رہائی کی طرف نہیں لا سکتی تھی۔

وَلَوْ شَهِدَتْ رَكَائِبُنَا بِمِصْرٍ تُحَاذِرُ أَنْ يُعَلَّ بِهَا الْمَسِيرُ

اور اگر یہ ملامت گر عورتیں ہماری سواریوں کو شہر کے اندر دیکھ لیتیں تو اس بات سے خائف ہو جاتیں کہ انہیں دوبارہ سیر و سفر کرایا جائے۔

وَرَدْنَا مَاءَ يَثْرِبَ عَنْ حِفَاظٍ لِرَبْعٍ إِنَّهُ قَرَبٌ ضَرِيرُ

بِكُلِّ مُجَرَّبٍ كَاللَّيْثِ يَدْنَهِدُ عَلَى أَقْتَادِ نَاجِيَةٍ صَبُورُ

اگر ہم غیظ و غضب کے ساتھ یثرب کے چشمے پر اونٹوں کو پانی پلانے جاتے تو ہماری یہ روش ان تجربہ کار لوگوں کے لیے سخت نقصان رساں ثابت ہوتی جو بھیڑیوں کی طرح بھیانک اور جو اونٹنیوں کے کجاؤں پر نہایت مستقل مزاجی سے بیٹھے ہوتے۔

فِدًى لِأَبِي سُلَيْمَى كُلُّ جَيْشٍ بِيَثْرِبَ إِذْ تَنَاطَحَتِ النُّحُورُ

غَدَاةَ تَرَى الْمُجَرَّبَ مُسْتَكِينًا خِلَافَ الْقَوْمِ هَامَتُهُ تَدُورُ

جس وقت یثرب میں اس موقع پر سینوں سے سینے متصادم ہوتے جب یہ تجربہ کار لوگ اس قوم کے مقابلے میں نہایت ذلیل و خوار ہوتے اور ان کے سر گردش کرتے ہوئے نظر آتے، اس وقت ابو سلیمی پر ہر لشکر قربان ہو جاتا۔

ابن ہشام نے کہا اور لفظ "ولا یرجی لها عتق لیسیر، عن العتق الاموذ" ابن اسحٰق سے مروی نہیں۔

غزوات کا تذکرہ ختم ہوا۔ اب ہم پھر سرایا اور غزوات کی طرف عود کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور زید ابن حارثہ کا وہ غزوہ جو عراق کے راستے میں واقع نخلستان کے کنارے مقام طرف میں ہوا۔

غزوۂ بنی فزارہ

زید ابن حارثہ کا وہ غزوہ جو وادی القریٰ میں ہوا اس جگہ زید بن حارثہ نے بنو فزارہ سے جنگ کی اس میں زید بن حارثہ کے بہت سے رفقاء مارے گئے۔ اور خود زید زخمی ہو کر مقتولین کے درمیان نیم جاں ہو رہے تھے۔ اور اس غزوے میں ورد ابن عمرو بن مدرش بھی مارے گئے جو بنو سعد بن ہذیل کے ایک فرد تھے اور انہیں بنو بدر کے کسی آدمی نے مارا تھا، بقول ابن ہشام بنو سعد ابن ہذیم ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: جب زید بن حارثہ واپس آئے تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ بنو فزارہ سے جنگ ضرور لڑیں گے، چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے اور وہ ذرا چاق ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنو فزارہ کی طرف لشکر دے کر روانہ کیا پھر انہوں نے وادی قریٰ ہی میں جا کر بنو فزارہ کا قتل عام کیا اور ان میں آفت مچا دی، ادھر قیس بن مُسَحَّر یعمری نے مَسْعَدَۃ ابن حَکَمَۃ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا، اور دوسری طرف ام قِرفہ، فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر، جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی اور بہت زیادہ بوڑھی عورت تھی، نیز اس کی بیٹی اور عبداللہ بن مسعدۃ کو گرفتار کر لیا گیا، زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو حکم دیا کہ وہ ام قرفہ کو قتل کر دیں، چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی، پھر تمام مسلمان اُمّ قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن مسعدہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ گئے۔

ام قرفہ اور اس کی بیٹی

اور ام قرفہ کی بیٹی سَلَمَۃ بن عمرو بن الاکوع کے لیے ہو گئی۔ جنہوں نے اسے پکڑا تھا۔ بنت ام قرفہ اپنی قوم کے ایک معزز گھرانے کی عورت تھی۔ عرب کہا کرتے تھے "اگر تم ام قرفہ سے زیادہ باعزت ہوتے تو بھی اس سے فوقیت نہ لے جا سکتے تھے"۔ پس سَلَمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنت ام قرفہ کے لیے درخواست کی اور آپ نے یہ درخواست قبول فرمالی۔ سَلَمہ نے اسے اپنے ماموں حزن بن وہب کو ہبہ کر دیا۔ اسی بنت ام قرفہ کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حَزن پیدا ہوئے۔

ابن مُسَحَّر کے اشعار

پھر قیس بن مُسَحَّر نے مسعدہ کے قتل پر یہ شعر کہے:

سَعَيْتُ بِوِرْدٍ مِثْلَ سَعْيِ ابْنِ أُمِّهِ ... وَإِنِّي بِوِرْدٍ فِي الْحَيَاةِ لَثَائِرُ

كَرَرْتُ عَلَيْهِ الْمُهْرَ لَمَّا رَأَيْتُهُ ... عَلَى بَطَلٍ مِنْ آلِ بَدْرٍ مُغَاوِرِ

فَرَكِبْتُ فِيهِ تَعْضُبِيًّا كَأَنَّهُ شِهَابٌ بِمَعْرَاةٍ يُذَكِّي لِنَاظِرِ

میں نے بھی ورد کے بدلے میں ویسی ہی سعی وکوشش کی جیسی اس کی (مسعدہ کی) ماں کے بیٹے نے (یعنی خود مسعدہ نے) کی تھی، اور میں ورد کے خون کا انتقام زندگی ہی میں لینے والا تھا۔

جب میں نے اسے (مسعدہ کو) دیکھا تو اس کے اوپر اپنا تو خیز گھوڑا بار بار دوڑا دیا، وہ آل بدر کا ایک ایسا بہادر شخص تھا جو جنگ کی آگ بھڑکانے والا تھا، پھر میں نے اس کے (مسعدہ کے) کے اندر اس کے ننگے حصوں پہ وہ تعضبی نیزہ سوار کر دیا، جو اس شہاب ثاقب کی طرح تھا۔

جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے، (تعضب ایک شخص تھا جو بہترین نیزے بناتا تھا، اسی کی طرف منسوب نیزے تعضبی نیزے کہلاتے ہیں)۔

باب ۱۷

غزوات و سرایا

(۲)

غزوہ عبداللہ بن رواحہ خیبر میں عبداللہ بن رواحہ کا دو مرتبہ غزوہ، جن میں سے ایک غزوے میں ابن رواحہ نے یسیر ابن رزام کو قتل کیا۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ ایک روایت میں "ابن رازم" ہے۔

اور یسیر ابن رزام کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے خیبر میں غطفان کو جمع کر رہا تھا۔ آپ نے اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ابن رواحہ کو اس کی طرف روانہ کیا۔ اس جماعت میں عبداللہ بن انیس ۔حلیف بنو سلمہ۔ بھی تھے، یہ جماعت جب یُسیر کے پاس پہنچی تو اس سے گفتگو کی، اس سے کہا، اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگا تو وہ تجھے عامل بنا کر تیرا اکرام کریں گے، یہ لوگ اس سے برابر یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ یُسیر یہودیوں کی ایک جماعت لے کر ان مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا، عبداللہ بن اُنیس نے اسے اپنے اونٹ پہ بٹھا لیا۔ یہاں تک کہ جب یُسیر خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر قرقرہ پہنچا تو اسے رسول اللہ صلعم کے پاس جاتے پشیمانی ہوئی جس وقت یُسیر نے تلوار اٹھانے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن انیس سمجھ گئے، انہوں نے اس پہ حملہ کر دیا اور تلوار کا وار کر کے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ یُسیر نے لاٹھی سے عبداللہ ابن انیس پہ حملہ کیا۔ جو شوخط درخت کی تھی۔ اس سے عبداللہ ابن انیس کے سر پہ چوٹ آئی تھی، اسی طرح ہر صحابی نے اپنے اپنے ساتھی یہودی کو قتل کر دیا، البتہ ایک آدمی ضرور پیدل بھاگ کر بچ نکلا، پھر جب عبداللہ بن انیس رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تو سر کے زخم کی وجہ سے ہلکا سا خون تھوکا مگر اس زخم میں مواد نہ پڑا اور نہ اس سے کوئی تکلیف ہوئی۔

غزوہ ابن عتیک اور غزوہ عبداللہ بن عتیک خیبر میں ہوا، اس میں عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع بن ابوالحقیق کو مارا۔

غزوہ عبداللہ بن انیس غزوہ عبداللہ ابن اُنیس جو خالد بن سفیان بن نبیح سے ہوا، رسول اللہ صلعم

نے عبداللہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن نبیح کی طرف روانہ کیا: خالد بن سفیان اس وقت نخلہ یا عرنہ میں تھا، یہاں یہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا تھا، عبداللہ بن انیس نے یہاں پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن انیس نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا، معلوم ہوا ہے کہ ابن سفیان بن نبیح ہذلی لوگوں کو جمع کر رہا ہے تاکہ وہ ہم سے لڑے، وہ اس وقت نخلہ یا عرنہ میں ہے، تم اس کے پاس پہنچو اور اسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ حال بتائیے تاکہ میں اسے پہچان سکوں، آپ نے فرمایا: "تم اسے جب دیکھو گے تو وہ تمہیں شیطان یاد دلائے گا۔ تمہارے اور اس کے مابین ایک نشانی یہ ہو گی کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس پر کپکپی طاری ہو رہی ہو گی" پھر میں تلوار سے آراستہ ہو کر نکلا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گیا، وہ اس وقت ہودج نشین عورتوں کے اندر تھا اور ان کے لیے کسی جگہ کی تلاش کر رہا تھا، عصر کا وقت تھا، جب میں نے اسے دیکھا تو اس پر وہ کپکپی طاری تھی: جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور ساتھ ہی اس بات سے ڈر بھی رہا تھا کہ کسی وجہ سے میری نماز ہی نہ جاتی رہے اس لیے میں نے اس کی طرف چلتے ہوئے اشارے سے نماز عصر ادا کر لی، پھر جب میں پاس پہنچ گیا تو اس نے پوچھا "کون ہے؟" میں نے جواب دیا "میں عرب کا ایک آدمی ہوں، سنا ہے کہ تم لوگوں کو اس شخص (رسول اللہ صلعم) کے لیے جمع کر رہے ہو۔ اسی مقصد سے میں بھی آیا ہوں۔ اس نے کہا، بہت اچھا میں بھی اسی میں لگا ہوا ہوں۔" پھر میں اس کے ساتھ ساتھ چل دیا۔ یہاں تک کہ جب مجھے ذرا موقع ملا تو تلوار سے حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اور ہودج نشین عورتوں کو اس پر اوندھا ہوا چھوڑ کر میں نکل آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ کامیاب ہو کر آیا ہے۔" میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا: "سچ کہا۔"

عصا کا تحفہ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خانہ مبارک میں لے گئے اور ایک عصا عنایت فرمایا ساتھ ہی فرمایا! "یہ عصا اپنے پاس رکھو۔" عصا لے کر لوگوں میں نکلا تو انہوں نے پوچھا "یہ عصا کیسا ہے؟" میں نے جواب دیا کہ یہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا ہے کہ اسے میں اپنے پاس رکھوں، لوگوں نے کہا، کیا یہ مناسب نہیں کہ تم واپس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ یہ عصا کیوں عنایت فرمایا ہے؟ میں واپس گیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ

آپ نے یہ عصا مجھے کیوں عنایت فرمایا ہے؟ فرمایا: یہ قیامت کے دن کے لیے میرے اور تمہارے درمیان ایک نشانی رہے گی، اور اس وقت عصا کی ٹیک لینے والے کم لوگ ہوں گے۔ محمد بن جعفر نے آگے بیان کیا کہ عبداللہ بن انیس نے یہ عصا مرتے دم تک پاس رکھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا ان کے کفن میں رکھا جائے، چنانچہ وہ ان کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔

ابن اُنیس کے اشعار

ابن ہشام نے کہا: اور اس کے بارے میں عبداللہ بن انیس نے یہ شعر کہے:

تَرَكْتُ ابْنَ ثَوْرٍ كَالْحُوَارِ وَحَوْلَهُ — نَوَائِحُ تَفْرِي كُلَّ جَيْبٍ مُقَدَّدِ

میں نے بیل کے بچے کو (ابن نبیح کو) جو اونٹنی کے بچے کی طرح تھا، پچھاڑ کر اس حالت میں چھوڑا کہ اس کے چاروں طرف نوحہ کرنے والی عورتیں (درد کر) دامن و گریبان چاک چاک کر رہی تھیں۔

تَنَاوَلْتُهُ وَالظُّعْنُ خَلْفِي وَخَلْفَهُ — بِأَبْيَضَ مِنْ مَاءِ الْحَدِيدِ مُهَنَّدِ

ہودج نشین عورتوں میرے اور اس کے پیچھے تھیں اور میں نے اسے ایسی ہندی تلوار سے ہڑپ کر لیا جو لوہے کے پانی سے آبدار اور چمکیلی ہو رہی تھی۔

عَجُومٍ لِهَامِ الدَّارِعِينَ كَأَنَّهُ — شِهَابُ غَضًى مِنْ مُلْهَبٍ مُتَوَقِّدِ

جو زرہ پوشوں کے سروں کو چبا لینے والی تھی اور جو گویا درخت غضا کی لکڑی کا وہ شعلہ تھی جو بہت زیادہ بھڑک رہا ہو۔

أَقُولُ لَهُ وَالسَّيْفُ يَعْجُمُ رَأْسَهُ — أَنَا ابْنُ أُنَيْسٍ فَارِسًا غَيْرَ قُعْدُدِ

جس وقت میری تلوار اس کے سر کو کاٹ رہی تھی، میں اس سے کہ رہا تھا کہ میں ابن انیس شہسوار ہوں، جو لئیم نہیں۔

أَنَا ابْنُ الَّذِي لَمْ يُنْزِلِ الدَّهْرُ قِدْرَهُ — رَحِيبُ فِنَاءِ الدَّارِ غَيْرُ مُزَنَّدِ

میں اس ہستی کا بیٹا ہوں۔ جس کے گھر کے وسیع اور سخی مہمان خانے نے اس کی ہانڈی کو کسی زمانے میں بھی اتار کر نہیں رکھا۔

وَقُلْتُ لَهُ خُذْهَا بِضَرْبَةِ مَاجِدٍ — حَنِيفٍ عَلَى دِينِ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

اور میں نے اس سے کہا، یہ لے ایک ایسے شریف آدمی کی مار جو محمد النبی

کے دین پر سیدھا سیدھا قائم ہے۔

وَکُنْتُ اِذَا ھَمَّ النَّبِیُّ بِکَافِرٍ سَبَقْتُ اِلَیْہِ بِاللِّسَانِ وَبِالْیَدِ

اور میں وہ ہوں کہ جب نبی کریم صلعم کسی کافر (کے قتل) کا ارادہ فرماتے ہیں تو میں ہاتھ اور زبان دونوں سے اس پر ٹوٹ پڑتا ہوں۔ ان غزوات کا قصہ ختم ہوا اور ہم پھر بعوث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

دوسرے غزوات

ابن اسحٰق نے کہا، ایک غزوہ وہ تھا جو زید ابن حارثہ، جعفر ابن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ نے ملک شام میں بر مقام مُوتہ کیا تھا اور اس میں سب شہید ہوئے۔ ایک تھا جو کعب بن عمیر غفاری نے ملک شام میں مقام ذات اطلاح پر کیا تھا اور اس میں کعب ابن عمیر اور ان کے تمام رفقاء نے شہادت پائی۔ ایک غزوہ وہ تھا، جو عینیہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر نے بنو تمیم کی شاخ بنو العنبر سے کیا:

غزوہ عینیہ ابن حصن

اور واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ بن حصن کو بنو العنبر کی طرف بھیجا، اور انہوں نے جاکر بنو العنبر پہ چھاپا مارا اور ان کے بہت سے آدمی مارے بہت سے گرفتار کیے۔

پھر مجھ سے عاصم ابن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! اسمٰعیل کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنا مجھ پر واجب ہے۔" آپ نے فرمایا بنو العنبر کے قیدی ابھی آئیں گے تو میں ان میں سے ایک تمہیں دے دوں گا، اسے آزاد کر دینا۔"

بنو العنبر کے آدمیوں کی گرفتاری

ابن اسحٰق نے کہا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے قیدی آئے تو بنو تمیم کا ایک وفد بھی سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں یہ لوگ شامل تھے ربیعہ ابن رفیع، سبرہ بن عمرو، قعقاع بن معبد اور وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، اقرع بن حابس اور فراس بن حابس۔ ان لوگوں نے قیدیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفت وشنید کی تو آپ نے کچھ قیدی آزاد کر دیے اور کچھ فدیہ لے کر چھوڑ دیے اور اس موقع پر بنو العنبر کے جو لوگ قتل ہوئے، ان میں عبداللہ اور اس کے دو بھائی تھے۔ (یہ تینوں وہب کے بیٹے تھے۔ شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔ اس جنگ میں بنو العنبر کی جو عورتیں گرفتار ہو کر آئی تھیں، ان میں اسماء بنت مالک، کاس بنت اری،

بجرۃ بنت ہند، جمیعۃ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر تھیں۔

سلمیٰ بنتِ عتاب کے اشعار اس جنگ کے موقع پر سلمیٰ بنت عتاب نے یہ شعر کہے:

لَعَمْرِی لَقَدْ لَاقَتْ عَدِیُّ ابْنُ جُنْدَبٍ ؛ مِنَ الشَّرِّ مَهْوَاةً شَدِیْدًا كَئُوْدُهَا

تَكَنَّفَهَا الْاَعْدَاءُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَغُیِّبَ عَنْهَا عِزُّهَا وَجُدُوْدُهَا

جان کی قسم! بنو عدی ابن جندب اپنے شر کی وجہ سے اس نشیبی جگہ کے لائق ہوئے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور جس کی زمین سخت پتھریلی ہے، انہیں دشمنوں نے ہر جانب سے گھیر لیا۔ اور ان سے ان کی عزت اور نصیب غائب کر دیا گیا۔

فرزدق کے اشعار ابن ہشام نے کہا، اور اس سلسلے میں فرزدق نے یہ شعر کہے:

وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَامَ ابْنُ حَابِسٍ بِخُطَّةِ سَوَّارٍ اِلَی الْمَجْدِ حَازِمِ

لَهٗ اَطْلَقَ الْاَسْرٰی الَّتِیْ فِیْ حِبَالِهٖ مُغَلَّلَةً اَعْنَاقُهَا فِی الشَّكَائِمِ

كَفٰی اُمَّهَاتِ الْخَالِفِیْنَ عَلَیْهِمُ غِلَاءَ الْمُفَادِیْ اَوْ سِهَامَ الْمُقَاسِمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابن حابس اس شخص کی خصلت و فطرت لے کر کھڑا ہوا جو مجد کے زینے پر چڑھنے والا اور نہایت پختہ کار ہو۔ اسی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا جن کی گردنیں آپ کی رسی میں کسی ہوئی تھیں اور جن کے لگامیں لگی ہوئی تھیں۔ ابن حابس جان چرا کر پیچھے بیٹھ جانے والوں کی ماؤں کا ضامن ہو گیا۔ جن کے (گرفتار ہو جانے کے باعث) گراں بہا فدیے (تاوان) دینا پڑتے یا جو مال غنیمت میں بٹ کر کسی کے حصے میں آئیں۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے سے لیے گئے ہیں، عدی ابن جندب بنو العنبر سے ہیں اور عنبر کا سلسلہ نسب یہ ہے، عنبر بن عمرو بن تمیم۔

غزوہ غالب بن عبداللہ ابن اسحٰق نے کہا اور غزوہ غالب ابن عبد اللہ کلبی لیث، جو بنو مرہ کے علاقے میں ہوا۔ اس غزوے میں مرداس ابن نہیک مارا گیا۔

جو بنو مرہ کا حلیف تھا اور قبیلہ جہنیہ کی شاخ قبیلہ حُرَقہ کا فرد تھا۔ اسے اسامہؓ بن زیدؓ اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، حُرَقہ کی روایت مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور اس کا جو قصہ اسامہؓ ابن زیدؓ سے مروی ہے: یہ ہے کہ میں اور ایک انصاری مرد اس کو اپنی زد میں لائے، جب ہم دونوں نے اس پر اپنے ہتھیار اٹھائے تو اس نے کہا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ؛ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں

لیکن ہم لوگوں نے (اس کی بات کا یقین نہ کر کے) اپنے ہتھیار روکے نہیں اور اسے قتل کر دیا پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہم نے پورا قصہ بتایا۔ آپ نے اسامہ! لاالٰہ الا اللہ سے اعراض پر تمہیں کون بری الذمہ قرار دے گا؟ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے یہ کلمہ محض قتل سے پناہ لینے کے لیے کہا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا: "لاالٰہ الا اللہ سے اعراض پر تمہیں کون بری الذمہ قرار دے گا۔

اسامہؓ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ برابر یہی جملہ دہراتے رہے، یہاں تک کہ اب مجھے خواہش ہوئی کاش حالت اسلام میں جو وقت گزرا ہے وہ نہ ہوتا اور میں نے اسی وقت اسلام قبول کیا ہوتا۔ اور یہ کہ میں اسے قتل نہ کرتا" پھر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے موقع عنایت فرمائیے۔ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی ایسے شخص کو قتل نہ کروں گا۔ جو لاالٰہ الا اللہ کہتا ہوگا۔" آپ نے فرمایا، میرے بعد بھی یہی کہو گے، اسامہ" میں نے عرض کیا آپ کے بعد بھی۔

غزوہ عمرو ابن العاص

اور غزوہ عمرو ابن العاص جو بنو عذرہ کی زمین کے مقام ذات السلاسل میں ہوا۔ اس کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو اس مقصد سے روانہ کیا کہ یہ عربوں کو شام کی جنگ کے لیے جمع کریں اور ان میں نفیر عام کا انتظام کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عاص ابن وائل کی ماں (عمرو کی دادی)، قبیلہ بلی سے تھی، اسی بنا پر رسول اللہ صلعم نے انہیں بھیجا تھا کہ اس مقصد کے لیے انہیں سے مدد لیں، عمرو ابن العاص پھر روانہ ہو کر علاقہ جذام کے چشمے پر پہنچے، جسے سَلسَل کہا جاتا تھا۔ اور اسی بنا پر غزوے کا نام غزوہ ذات السلاسل رکھا گیا۔ یہاں پہنچ کر انہیں اندیشہ لاحق ہوا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ کمک روانہ فرمائیں، چنانچہ

رسول اللہ صلعم نے ابوعبیدہ ابن جراح کو مہاجرین اولین کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے روانہ کرتے وقت رسول اللہ صلعم نے ابوعبیدہؓ کو نصیحت فرمائی کہ لَا تَخْتَلِفَا (یعنی تم اور عمرو آپس میں اختلاف نہ کرنا) ابوعبیدہؓ روانہ ہوئے اور عمرو ابن العاص کے پاس پہنچ گئے، عمرو نے ابوعبیدہؓ سے کہا۔ تم تو ہماری کمک بن کر ہی آئے ہو" ابوعبیدہ نے کہا" نہیں، میں اپنے کام پر ہوں اور تم اپنے کام پر ہو"

ابوعبیدہ نرم مزاج آدمی تھے عمرو نے ان سے کہا، نہیں، بلکہ تم میری کمک ہو" اس پر ابوعبیدہ نے کہا، عمرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ باہم اختلاف نہ کرنا، اس لیے اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں نے تمہاری اطاعت قبول" عمرو نے کہا، دیکھو میں تمہارے اوپر امیر ہوں اور تم میری کمک کی حیثیت میں ہو۔ ابوعبیدہؓ نے جواب دیا، ٹھیک ہے، تم مجھ سے مدد لو" پھر عمرو نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع طائی کی روایت

اس غزوے کی روایت یہ ہے کہ رافع بن ابی رافع (طائی اور یہی رافع بن عمیرہ ہیں)۔ بلبات خود بیان کرتے تھے۔ میں نصرانی تھا اور میرا نام سرجس تھا۔ اس ریگستان کے متعلق میری واقفیت تمام لوگوں سے زیادہ تھی۔ راستوں کو سب سے زیادہ جاننے والا میں تھا۔ میں بہ دور جاہلیت اس ریگستان کے آس پاس شتر مرغوں کے انڈوں کے اندر پانی بھر کر ریت میں دفن کر دیتا تھا۔ پھر لوگوں کے اونٹوں پر ڈاکے مارتا تھا، جب میں ان اونٹوں کو ریگستان میں داخل کر لیتا تھا تو ان پر قابو پا لیتا تھا، پھر کوئی بھی شخص اس ریگستان میں مجھے ڈھونڈ نہیں سکتا تھا۔ میں اس پانی کے پاس سے گزرتا جو میں شتر مرغوں کے انڈوں میں بھر کر چھپا دیتا تھا اسے نکال کر پی لیتا تھا۔ جب میں مسلمان ہو گیا تو اس غزوے کے لیے نکلا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو ذات السلاسل کی طرف بھیجا تھا۔ اس موقع پر میں نے کہا، خدا کی قسم، میں ایک ساتھی کا انتخاب ضرور کروں گا، چنانچہ میں نے ابوبکر کو اپنا ساتھی بنایا، میں کجاوے میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے جسم پر فدک کی بنی ہوئی ایک عبا تھی، ہم سواری سے اترتے تو ابوبکرؓ اسی عباء کو (زمین پر) بچھا دیتے اور سوار ہوتے تو اسے زیب تن کر لیتے۔ پھر اس عباء کو کانٹے کے ذریعے سے اٹکا لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ جب اہل نجد مرتد ہوئے تو وہ کہتے تھے کہ کیا ہم اس عباء والے کے ہاتھ پر بیعت کریں:

ابوبکرؓ کی نصیحت

رافع ابن ابی رافع بیان کرتے ہیں، جب ہم لوگ واپسی میں مدینہ کے قریب آئے تو میں نے کہا، اے ابوبکرؓ! میں نے تمہیں اپنا ساتھی بنایا

ہے اس سے میرا مقصد بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے گا، اس لیے مجھے کوئی نصیحت کرو اور کچھ تعلیم دو۔ ابوبکرؓ نے فرمایا:

"اگر تم یہ سوال نہ بھی کرتے تو بھی میں یہ کام ضرور انجام دیتا۔"

پھر فرمایا:

"میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اللہ کو ایک جانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور یہ کہ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو، غسل جنابت کیا کرو۔ کسی بھی مسلمان پر زبردستی امیر نہ بنو۔"

اس پر میں نے کہا، اے ابوبکرؓ! جہاں تک میرا تعلق ہے۔ خدا کی قسم میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کروں گا، اور نماز بھی کبھی نہ چھوڑوں گا۔ ان شاء اللہ اور اگر میرے پاس مال ہوا (اور میں صاحب نصاب ہُوا) تو زکوٰۃ بھی ادا کرتا رہوں گا، ان شاء اللہ اور اسی طرح رمضان کے روزے بھی ہمیشہ رکھتا رہوں گا۔ ان شاء اللہ، اور اگر مجھے استطاعت ہوئی تو حج بھی کروں گا، ان شاء اللہ، جنابت کا غسل بھی کرتا رہوں گا ان شاء اللہ، رہ گیا امارۃ کا معاملہ تو اے ابوبکرؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک کسی کو بھی عزت اس کے بغیر نہیں ملتی تو مجھے اس سے کیوں روکتے ہو فرمایا:

"دیکھو تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا تو میں تمہارے لیے مشقت برداشت کروں گا اور تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ بھیجا، آپ نے اس کے لیے بڑی محنت اٹھائی، یہاں تک کہ اس میں لوگ طوعاً و کرہاً داخل ہو گئے اور جب اس میں داخل ہو گئے تو وہ خدا کی پناہ میں ہو گئے، اس کے دائرہ حفاظت میں پہنچ گئے اور اللہ کے ذمے ہو گئے اس لیے تمہیں اس چیز سے بچنا چاہیے کہ اللہ کے ذمے اور عہد کو توڑو کیونکہ اس کے نتیجے میں اللہ تم پر سے اپنا عہد اٹھائے گا، دیکھو اگر تم میں سے کسی کا کوئی پڑوسی ہو اور اس پڑوسی کی ذمہ داری تڑوا دی جائے تو اس کا منہ پھول جائے گا اور جسم میں غصے کی ایک حرارت پیدا ہو جائے گی، اگر اس کے پڑوسی کی ایک بکری یا ایک اونٹ بھی مارا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کو تو اپنے پڑوسی کے لیے سب سے سخت غصہ آئے گا، راوی کہتے ہیں، اس گفتگو کے ساتھ ہم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

ابوبکرؓ کا قبول خلافت

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکرؓ کو لوگوں پر امیر بنایا گیا۔ تو میں ان کے پاس گیا اور عرض کیا:

ابوبکرؓ! کیا آپ نے مجھے اس بات سے منع نہیں کیا تھا کہ میں مسلمانوں پر زبردستی امیر بننے کی کوشش کروں؟" جواب دیا: "کیوں نہیں اور میں اب بھی تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔"

پھر میں نے ان سے دریافت کیا، پھر آپ کو اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا کہ آپ لوگوں کے امیر بن گئے؟" فرمایا: میں نے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ دیکھا اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں افتراق و انتشار کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا؟" (اس لیے میں نے امارت قبول کر لی)

عوف اشجعی کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے یزید بن ابو حبیب نے خبر دی کہ ان سے عوف بن مالک اشجعی کی روایت بیان کی گئی (وہ کہتے ہیں) میں اس غزوے میں شریک تھا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو ذات السلاسل روانہ کیا تھا۔ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ ایک قوم کے پاس سے گزرے، جنہوں نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ مگر اس کے جوڑ الگ الگ نہیں کر سکتے تھے، میں اس فن میں ماہر تھا۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم لوگ اپنے ذبح کیے ہوئے اونٹ کا دسواں حصہ مجھے دو گے، اگر میں تم میں تقسیم کر دوں، وہ مان گئے۔ پھر میں نے دو چھریاں لیں اور اونٹ کو اپنی جگہ لا کر ذبح کیا اور اس کا ایک ٹکڑا میں نے لیا۔ اور اسے اپنے رفقاء کے پاس لایا، اسے ہم سب نے پکا کر کھایا، اس موقع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ نے مجھ سے پوچھا، "عوف" یہ گوشت تمہیں کہاں سے مل گیا؟ میں نے انہیں سارا قصہ سنایا تو ان دونوں نے کہا: "خدا کی قسم! تم نے ہمیں یہ گوشت کھلا کر اچھا کام نہیں کیا۔" پھر یہ دونوں کھڑے ہو کر اپنے پیٹ میں گئے ہوئے گوشت کو قے کر کے نکالنے لگے۔ جب لوگ اس سفر سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے والا شخص میں تھا، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ نے پوچھا کیا عوف بن مالک ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر قربان، فرمایا: وہی جس نے اونٹ ذبح کیا تھا؟ اس سے زیادہ کوئی بات رسول اللہ صلعم نے مجھ سے نہ کہی۔

باب ۱۷۲

غزوات و سرایا

(۳)

غزوۂ ابی حدرد

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد کے واسطے سے عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت بیان کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اضم کی طرف روانہ کیا، اس جماعت میں ابو قتادہ حارث بن الربعی اور محلّم بن جثامہ بن قیس بھی شامل تھے۔ ہم سب روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ جب بطن اضم میں تھے تو ہمارے پاس سے عامر بن الاضبط اشجعی کا گزر ہوا، جو ایک اونٹ پر بیٹھا تھا۔ ساتھ کچھ مال و متاع بھی اور دودھ کا ایک برتن بھی تھا، وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے ہم لوگوں کو اسلامی طریقے پر (نہ کہ جاہلیت کے طریقے پر) سلام کیا تو ہم نے اس سے اپنے ہاتھ روک لیے، مگر محلّم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان کوئی چشمک تھی اور ابن الاضبط کا اونٹ اور اس کا جو تھوڑا سا مال و متاع تھا وہ بھی لے لیا، پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ کو اس واقعے سے مطلع کیا تو ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الٰی اٰخر الآیۃ۔	اے ایمان والو، جب تم اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلو تو خوب دیکھ بھال لیا کرو اور اس شخص کو جو تمہاری طرف سلامتی کی پیشکش کرے (یعنی السلام علیکم کہ کر سلامتی کی دعا دے) مت کہو کہ تو مومن نہیں۔ دنیوی زندگی کا سامان لینے کی غرض سے ۔۔۔۔۔ آخر آیت تک۔

٭ ٭ ٭

ابن ہشام نے کہا، ابو عمرو بن العلاء کی قرأت یوں ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

اسی حدیث کی وجہ سے (یعنی سَلَم کی جگہ سلام کا لفظ ہے)۔

ابن حابس اور ابن حصن کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا، میں نے زیاد بن ضمیرہ بن سعد سلمی کو سنا، وہ عروہ بن زبیر سے روایت بیان کر رہے تھے کہ عروہ نے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کی اور یہ دونوں جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ ان کے دادا نے بیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں ہم سب کو ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد ایک درخت کے سایے کی طرف چلے اور اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ کے سامنے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کھڑے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان عامر بن الاضبط اشجعی کے بارے میں جھگڑا تھا، عیینہ، عامر کے خون کی دیت طلب کر رہے تھے۔ کیونکہ عُیینہ اس وقت غطفان کے رئیس اور سردار تھے اور اقرع بن حابس مُحلّم بن جثامہ کی طرف سے مدافعت کر رہے تھے، (کہ ان سے دیت کا مطالبہ نہ کیا جائے) کیونکہ یہ خندف میں سے تھے۔ بہرحال یہ خصومت (ان دونوں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر) پیش کی اور ہم لوگ سن رہے تھے چنانچہ عیینہ بن حصن کو ہم لوگوں نے یہ کہتے سنا:

"خدا کی قسم، یارسول اللہ! میں اسے (محلم بن جثامہ کو) اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میں اس کی عورتوں کو اسی طرح جلنے کا مزہ نہ چکھا دوں گا، جس طرح اس نے میری عورتوں کو اس کا مزہ چکھایا ہے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ ایسا نہیں ہو گا: بلکہ دیت میں پچاس اونٹ یہیں اسی سفر میں لوگے اور پچاس اونٹ اس وقت لوگے جب ہم واپس ہو کر مدینہ پہنچیں گے۔"

اقرع ابن حابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرتے رہے، اس وقت بنو لیث کا ایک آدمی، جسے مکیثر کہا جاتا تھا اور جو کوتاہ قامت تھا، کھڑا ہوا۔ بقول ابن ہشام مُکتیل اور کہا: "یارسول اللہ! خدا کی قسم، اس مقتول کے ابتدائی اسلام کی مثال بالکل ان بکریوں کی طرح ہے جو پانی پینے آئی ہوں۔ ان میں سے پہلی بکری کے تیر مار دیا گیا ہو اور دوسری بکریاں بدک کر بھاگ گئی ہوں۔ اس لیے اس کے بارے میں فیصلہ تو ابھی اور آج ہی صادر فرما دیجئے اور

اس کی دیت کل کے لیے اٹھا رکھے۔" راوی کا کہنا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اٹھا کر فرمایا:

"نہیں، بلکہ دیت ہیں پچاس اونٹ یہیں اسی سفر میں لو گے اور پچاس اونٹ اس وقت لو گے جب ہم واپس ہو کر مدینہ پہنچیں گے۔"

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کو قتل عمد نہیں، بلکہ قتل خطا قرار دیا تھا، جس میں دیت واجب ہوتی ہے۔)

رسول اللہ صلعم کا فیصلہ

پھر لوگوں نے دیت قبول کر لی اور کہا، تمہارا یہ ساتھی (محلّم) کہاں ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے استغفار فرمائیں، پھر ایک آدمی کھڑا ہوا جو گندم گوں، ہلکا پھلکا اور دراز قامت تھا۔ وہ ایک تہ بند باندھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا اور یہ لباس کو پہن کر اس نے قتل کی تیاری کی تھی۔ بہر حال یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے جواب دیا: میں محلّم بن جثامہ ہوں۔" راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یہ الفاظ فرمائے:

اللّٰھم لا تغفر لمحلم ابن جثامہ — اے خدا! محلم ابن جثامہ کو معاف نہ کرنا۔

تین مرتبہ یہ بددعا دی۔ راوی کہتے ہیں کہ محلّم وہاں سے اٹھے تو اپنے آنسو چادر کے کنارے سے پونچھتے جاتے تھے۔ راوی آگے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہ رہے تھے، امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلّم کے لیے مغفرت وعفو کی دعا فرمائیں گے اور جو چیز رسول اللہ صلعم سے ظہور پذیر ہوئی، وہ یہ ہے۔

محلّم کی موت

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے غیر متہم راوی نے حسن بصری کی روایت بیان کی کہ جس وقت محلّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے اس وقت رسول اللہ صلعم نے پہلے محلّم سے یہ کہا کہ تم نے اس کے لیے (عامر کے لیے) اللہ کے نام پر حفاظت کا عہد کیا۔ اسے قتل کر دیا! اس کے بعد وہ بددعا فرمائی جو اوپر مذکور ہوئی۔ حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ پھر اسے صرف سات ہی روز گزرے تھے کہ محلّم کی موت واقع ہو گئی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں حسن کی جان ہے، زمین نے اسے اندر سے نکال کر پھینک دیا۔ لوگوں نے اسے پھر دفن کر دیا اور زمین نے پھر نکال کر اوپر پھینک دیا۔ لوگوں نے پھر دفن کیا اور زمین

نے پھر نکال کر باہر پھینک دیا، حتیٰ کہ جب لوگ عاجز آگئے تو انہوں نے دو پہاڑیوں کے درمیان لے جاکر اسے لٹا دیا اور پتھروں سے ڈھانک کر چلے آئے۔ یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو فرمایا: خدا کی قسم، زمین تو اس سے بھی زیادہ خراب آدمیوں کو اپنے اندر لے لیتی ہے۔ لیکن اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سامانِ عبرت بہم پہنچانا چاہا ہے کہ تمہارے خون آپس میں کتنے قابلِ احترام ہیں۔"

عامر ابن الاضبط کی دیت

ابن اسحٰق نے کہا اور ہمیں سالم ابوالنضر نے خبر دی انہیں عیینہ بن حصن اور قیس کے بارے میں بتایا گیا کہ اقرع ابن حابس نے قیس سے انہیں تخلیہ میں لے جا کر کہا: اے گروہ قیس! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اس مقتول کے سلسلے میں نہیں مانی جسے لوگ صالح سمجھ رہے ہیں، تو کیا تم اس بات سے مامون ہو کہ تم پہ رسول اللہ لعنت نہ بھیجیں گے اور ان کی لعنت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل نہ کرے گا، قسم ہے اس خدائے تعالیٰ کی، جس کے قبضۂ قدرت میں اقرع کی جان ہے، تم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دو، پھر وہ جو چاہیں کریں، ورنہ یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو تمیم کے پچاس آدمیوں سے خدا کی قسم کے ساتھ گواہی لے لیں گے اور اس طرح تمہارا یہ ساتھی (محلم) کافر ہو کر مرے گا۔ جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اور اس صورت میں اس کا خون بھی ضائع جائے گا، جس کی دیت بھی واجب نہ ہوگی۔"

اقرع کی یہ تقریر سُن کر ان لوگوں نے دیت قبول کر لی۔

ابن ہشام نے کہا، اس تمام حدیث میں محلم کا لفظ ہے اور یہ ابن اسحٰق کی روایت کے رو سے نہیں اور محلم کا سلسلہ نسب یہ ہے، محلم ابن جثامہ بن قیس لیثی۔

اور ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ (اس کا نام) ملجم تھا، جیسا کہ زیاد نے مجھ سے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی ہے۔

غزوۂ ابی حدرد غابہ میں

ابن اسحٰق نے کہا اور ابن ابی حدرد اسلمی کا وہ غزوہ جو غابہ میں ہوا۔ اس سلسلے میں مجھ سے غیر متہم راوی نے ابن حدرد کی روایت بیان کی، میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم مہر میں مقرر کیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ سے نکاح کے لیے مدد حاصل کروں۔ آپ نے دریافت فرمایا "تم نے کتنا مہر مقرر کیا۔" میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دو سو درہم۔" آپ نے فرمایا، سبحان اللہ: اگر تم کسی وادی سے درہم لے لیتے تو اس سے بھی زیادہ پا جاتے خدا کی قسم، میرے پاس تمہاری مدد کے لیے کچھ نہیں۔" ابن حدرد نے کہا کہ پھر میں کچھ دن تک ٹھہرا رہا اس اثناء میں بنو جُشم بن معاویہ کا ایک آدمی آیا، جسے رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ کہا جاتا تھا وہ بنو جشم کے ایک بڑے قبیلے کا فرد تھا، وہ اور اس کے ساتھی آکر اپنی قوم میں مقام غابہ پر اُترے۔ ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے بنو قیس کے لوگوں کو جمع کریں، قبیلہ جُشم رفاعہ بن قیس بن رفاعہ بڑے نام و شرف والا تھا، ابن ابی حدرد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ دو اور مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا: اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کے حالات معلوم کر کے آؤ۔ ساتھ ہی آپ نے ایک معمر اور لاغر اونٹنی ہم لوگوں کو دی یہ اونٹنی ضعف کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کھڑی بھی نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک لوگ اسے ہاتھوں سے پیچھے سے نہ دھکیلتے، مگر اب یہ اونٹنی اٹھ کھڑی ہوئی، حالانکہ وہ اٹھنے کے قابل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: اسی اونٹنی پہ بیٹھ کر جاؤ اور باری باری بیٹھنا۔"

مسلمانوں کی فتح

ابن ابی حدرد نے کہا: پھر ہم لوگ روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ تیر بھی تھے اور تلواریں بھی۔ جب ہم لوگ سورج غروب ہونے کے وقت ان لوگوں کے قریب پہنچے تو میں (ابن حدرد) ان کے لشکر کے ایک کونے میں چھپ گیا اور میرے دونوں ساتھی میرے کہنے پہ دوسرے گوشوں میں چھپ گئے۔ میں نے کہ دیا تھا کہ جب تم مجھے تکبیر کہتے ہوئے اور لشکر کے ایک گوشے میں سے حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تکبیر کہ کر میرے ساتھ ہی ہلہ بول دینا۔

خدا کی قسم، ہم اسی حالت میں دشمن کی غفلت کا انتظار کر رہے تھے، نیز دیکھ رہے تھے کہ دشمن ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ رات شروع ہوگئی اور عشاء کی پہلی تاریکی چھاگئی۔ اس وقت ہوا یہ کہ ان لوگوں کا ایک شخص اونٹ چرانے کے لیے نکل گیا تھا۔ اس کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو انہیں اندیشہ ہوا۔ ساتھی رفاعہ بن قیس اٹھا۔ اس نے تلوار گلے میں ڈال لی اور کہا، خدا کی قسم! میں اپنے اس شخص کی تلاش میں نکلتا ہوں، غالباً اسے کوئی مصیبت پیش آگئی ہے۔ ساتھیوں نے اس سے کہا، خدا کی قسم! تم مت جاؤ، ہم تمہاری طرف سے کافی ہیں۔ رفاعہ نے کہا، خدا کی قسم، کوئی نہیں جائے گا! بس تنہا میں جاؤں گا! اس پہ لوگوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن رفاعہ نے اب بھی یہی جواب دیا کہ تم میں سے کوئی بھی میرے پیچھے نہ آئے۔

چنانچہ رفاعہ نکلا اور میرے پاس سے گزرا۔ جب یہ میری زد میں آگیا تو میں نے ایک تیر پھینک

مارا اور وہ سیدھا اس کے قلب میں لگا۔ پھر تو خدا کی قسم، وہ بات بھی نہ کہہ سکا اور میں اچھل کر اس پر ٹوٹا اور سر کاٹ دیا۔ پھر میں نے لشکر کے ایک گوشے پر شدید حملہ کر دیا، ساتھ ہی نعرہ تکبیر لگا دیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے بھی نعرہ تکبیر لگا کر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے آدمی ایک لشکر میں تھے وہ آوازیں لگاتے ہوئے بھاگ گئے۔ جتنی عورتیں اور بچے نیز جو ہلکا سامان تھا۔ ساتھ لے کر فرار ہو گئے، ہم تینوں آدمی بڑے بڑے اونٹ اور بہت سی بکریاں ہنکا کر لے آئے، یہ مال غنیمت لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رفاعہ کا کٹا ہوا سر بھی ساتھ لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اونٹوں میں سے مجھے مہر کے لیے تیرہ اونٹ دے کر میری اعانت فرمائی (یہ اونٹ مہر میں دے کر) میں بیوی کو گھر لایا۔

رسول اللہ صلعم کے ارشادات

مجھ سے غیر متہم راوی نے عطاء ابن ابو رباح سے روایت کیا، ایک بصری کو میں نے دیکھا جس نے عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے عمامہ باندھنے کے متعلق سوال کیا، جس کا سرا پیچھے کی طرف لٹکا ہوا ہو۔ عطاء بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے جواب دیا۔ میں تمہیں انشاء اللہ اس کے بارے میں پوری واقفیت بہم پہنچاؤں گا۔"

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دس صحابہ میں سے جو مسجد میں موجود رہتے تھے۔ دسواں آدمی تھا۔ ان میں یہ افراد تھے، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف، عبداللہ بن مسعود، معاذؓ بن جبل، حذیفہؓ بن الیمان، ابو سعیدؓ خدری اور میں خود۔ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک نوجوان انصاری آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور بیٹھ گئے، پھر آپ سے پوچھا "یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے سب سے افضل مومن کونسا شخص ہے؟" فرمایا احسنہم خلقا (وہ مومن ہے جو ان میں سب سے زیادہ خوش خلق ہو) نوجوان انصاری نے پھر پوچھا:

فای المومنین اکیس ! — مومنوں میں سب سے زیادہ زیرک کون ہے۔

فرمایا:

اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِلْمَوْتِ — جو ان میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرتے
واحسنہم استعدادا لہ — والا اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے
قبل ان ینزل بہ۔ — سب سے تیاری کرنے والا ہو۔

اس پر نوجوان انصاری خاموش ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

پانچ خصلتیں؟ اے گروہ مہاجرین!...... پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ تم پہ نازل ہوں تو میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ ان خصلتوں کو تم لوگ اختیار کر لو:

۱۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم میں فواحش (زنا کاری وغیرہ) کا ظہور اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ لوگ کھلم کھلا اور علانیہ ان کا ارتکاب کرنے لگے ہوں اور اس قوم میں طاعون اور ان بیماریوں کا ظہور نہ ہوا ہو۔ جو ان کے باپ دادا میں موجود نہ تھیں۔

۲۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے ناپ اور تول میں کمی شروع کی ہو اور اس قوم کو قحط سالی اور گرانی، سخت محنت و مشقت اور حکمرانوں کے ظلم و جور نے گرفت میں نہ لے لیا ہو۔

۳۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اپنے اموال میں سے زکوٰۃ دینا (اور داد و دہش کرنا) بند کیا ہو اور انہیں آسمان سے ہونے والی بارش سے محروم نہ کر دیا گیا ہو، پس اگر بہائم نہ ہوں تو بارش بالکل روک دی جائے۔

۴۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اللہ کے عہد کو اور اس کے رسول کے عہد کو توڑا ہو اور ان پر اغیار کو دشمن بنا کر مسلط نہ کر دیا گیا ہو اور وہ ان کے مقبوضہ و مملوکہ اموال کا ایک حصہ چھین نہ لیں۔

۵۔ جب کبھی کسی قوم کے پیشواؤں اور رہنماؤں نے کتاب اللہ کے مطابق حکومت نہیں کی اور خدا کے نازل کیے ہوئے احکام کے خلاف زبردستی...... اپنے احکام نافذ کرنا شروع کیے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر باہمی جنگ و جدال اور دشواریاں نہ پیدا کر دی ہوں۔

غزوہ ابن عوف پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو حکم دیا کہ وہ سریے (غزوے) کے لیے تیاری کریں اور سریے کا انہیں و امیر مقرر فرمایا۔ عبدالرحمٰن بن عوف (تیاری کے لیے) کالے سوتی کپڑے کا عمامہ باندھنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے نزدیک بلایا، عمامہ کھول دیا۔ پھر دست مبارک سے یہ عمامہ ان کے سر پر باندھنا شروع کر دیا۔ آپ نے عمامہ کے چار یا پانچ پیچ عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے سے باندھے اور فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف! اس طرح عمامہ باندھا کرو، یہ طریقہ زیادہ اچھا اور عام ہے۔ پھر بلال کو حکم دیا کہ مجھے جھنڈا لاکر دو، بلال جھنڈا لے آئے، رسول اللہ صلعم نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور اپنے آپ پر درود پڑھا

پھر فرمایا:

"یہ جھنڈا لو، سب مل کر اللہ کے راستے میں جہاد کرو اور ہر اس شخص سے جنگ کرو جو اللہ سے کفر کرتا ہو، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مُثلہ نہ کرنا، بچوں کو نہ قتل کرنا، پس یہ اللہ کا عہد ہے اور تمہارے اندر اس کے نبی کی سیرت موجود ہے۔"

عبدالرحمٰن بن عوف نے جھنڈا لے لیا۔

ابن ہشام نے کہا، وہ دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہو گئے۔

غزوۂ ابی عبیدہ ابن جراح

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبادہ بن الولید بن عبادہ بن صامت نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا عبادہ بن صامت کی روایت بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (لڑنے والی جماعت) سیف البحر کی طرف بھیجا اور ان پر ابو عبیدہ ابن جراح کو امیر مقرر فرمایا۔ اس جماعت کو کچھ کھجوریں بھی عنایت فرمائیں۔ یہی کھاتے رہے، یہاں تک کہ ختم ہو گئیں اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک آدمی کو ہر روز ایک ایک کھجور دی جانے لگی۔ ایک دن کھجوریں تقسیم کی گئیں تو ایک شخص کے حصے میں ایک بھی کھجور نہ آئی۔ پھر جب ہم لوگوں کو بھوک کی تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سمندر سے ایک جانور نکالا۔ ہم نے اس کا گوشت اور اس کی چربی خوب کھائی۔ اس پر ہم بیس روز تک رہے۔ اب ہم لوگ خوب موٹے تازے ہو گئے تھے، ادھر ہمارے امیر نے اس جانور کی ایک پسلی لے کر راستے پر رکھ دی، پھر.... ہمارے ساتھ کا سب سے زیادہ جسیم اونٹ منگوایا اور اس پر سب سے زیادہ جسیم آدمی سوار کرایا۔ وہ پسلی کے نیچے سے نکل گیا اور اس کا سر اس میں نہ لگا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ کو یہ واقعہ سنایا اور دریافت کیا کہ ہم لوگوں نے جو اس کا گوشت کھایا تو اس بارے میں رائے مبارک کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ ایک رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھانے کے لیے پیدا کر دیا۔

جیش عمرو بن امیہ

ابن ہشام نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جیوش و بعوث و سرایا میں سے جنہیں ابن اسحٰق نے بیان نہیں کیا، عمرو بن اُمیہ ضمری کا بعث (جیش، لشکر) ہے جو رسول اللہ صلعم نے جیسا کہ مجھ سے ثقہ اہل علم نے بیان کیا۔ خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے بعد مکہ بھیجا تھا۔ اور آپ نے عمرو کو حکم دیا تھا کہ وہ ابوسفیان بن حرب کو قتل کر دیں اور عمرو کے ساتھ جبار بن صخر انصاری کو بھی بھیجا تھا۔ چنانچہ

یہ دونوں لشکر سے نکل کر مکہ پہنچے۔ انہوں نے مقام یاجج کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اپنے اونٹ باندھ دیے اور مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے، اس موقع پر جبار نے عمرو سے کہا: کاش ہم دونوں بیت اللہ کا طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتے! عمرو نے کہا کہ لوگ رات ہونے پر اپنی اپنی چوپالوں میں بیٹھیں گے اس وقت طواف اور نماز ادا کریں گے۔ جبار نے کہا "انشاء اللہ ضرور ضرور"، چنانچہ عمرو کہتے ہیں، رات ہونے پر ہم دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی، اس کے بعد ہم دونوں ابوسفیان کے ارادے سے نکلے، خدا کی قسم ہم مکہ میں چلے جا رہے تھے کہ مکہ والوں میں ایک شخص کی نظر میری طرف اٹھی اور اس نے مجھے پہچان لیا اور کہا خدا کی قسم، یہ شخص مکہ میں کسی فاسد ارادے ہی سے آیا ہے، میں نے اپنے رفیق سے کہا: "النجاء" (بچنے کی کوشش کرو) چنانچہ ہم نے بھاگنا شروع کر دیا اور بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور اہل مکہ ہماری تلاش میں نکل پڑے، لیکن جب ہم پہاڑ پر چڑھ گئے تو وہ مایوس ہو کر واپس ہو گئے اور ہم پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ اسی میں رات گزاری، ہم نے بڑے بڑے پتھر لے کر اپنے اوپر ڈھانک لیے تھے: صبح ہوئی تو قریش کا ایک آدمی گھوڑا لیے چلا آ رہا تھا اور اس گھوڑے پر کٹی ہوئی فصل لاد کر لا رہا تھا۔ یہ قریشی بالکل ہمارے سر پر آ گیا اور ہم لوگ غار میں موجود تھے۔ میں نے کہا، اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ چیخ کر لوگوں کو بلائے گا، پھر ہم دونوں پکڑ کر قتل کر دیے جائیں گے۔

قریشی کا قتل

عمرو بن امیہ نے بیان کیا، میرے پاس ایک خنجر تھا جو میں نے ابوسفیان کے لیے رکھا تھا۔ میں یہ خنجر نکالتا اور اس قریشی کے سینے پر بھونکتا اور وہ ایک چیخ مارتا جو اہل مکہ تک پہنچتی تھی، اور میں پھر لوٹ کر اپنی جگہ گھس جاتا تھا۔ آخر جب اس میں ایک رمق جان باقی رہ گئی تو لوگ دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے مارا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے عمرو بن امیہ نے مارا ہے۔ یہی کہا تھا کہ اس پر موت غالب آ گئی اور اسی جگہ مر گیا اور ہمارا ٹھکانہ نہ بتا سکا۔ لوگ اسے اٹھا کر لے گئے۔ اب میں نے اپنے رفیق سے کہا "شام ہو گئی ہم لوگ اپنے بچنے کی فکر کریں۔" آخر کار رات ہونے پر ہم دونوں مکہ سے نکل کر مدینہ کے ارادے سے چل پڑے۔ راستے میں ہمارا گزر ان پہرہ داروں کے پاس ہوا جو خبیب بن عدی کی لاش کی نگرانی کر رہے تھے، ان میں سے ایک شخص کہنے لگا، خدا کی قسم میں آج کی رات بالکل عمرو بن امیہ کی رفتار محسوس کر رہا ہوں، اگر وہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں یقین سے کہہ سکتا تھا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ عمرو بن امیہ نے آگے بیان کیا کہ جب یہ شخص ایک لکڑی کے برابر آیا تو اس نے اسے زور سے

کاٹا اور کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اب دونوں بڑی تیزی سے دوڑے اور دوسرے پہرے دار اس کے پیچھے پیچھے دوڑے، یہاں تک کہ وہ سیل یا جج کے کنارے آ گئے۔ یہ لکڑی اسی کنارے پر پھینک دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں سے غائب کر دیا اور وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔ عمرو بن امیہ کہتے ہیں کہ اب میں نے اپنے رفیق سے کہا "النجاء النجاء (بچنے کی فکر کرو، بچنے کی کوشش کرو) تم اپنے اونٹ کے پاس پہنچو اور اس پر سوار ہو جاؤ" ادھر میں ان لوگوں کی توجہ تمہاری طرف سے ہٹاتا ہوں۔ یہ انصاری پیدل چلنے یا بھاگنے پر قادر نہ تھے۔

بنو بکر کے ایک آدمی کا قتل!

عمرو بن امیہ نے مزید بیان کیا اور میں چل دیا، یہاں تک کہ (مکہ کے قریب ایک پہاڑ) ضجنان[1] پر جا کر نکلا۔ پھر میں نے ایک اور پہاڑ میں پناہ لی اور اس کے ایک (غار) میں گھس گیا۔ میں اس غار میں تھا کہ بنو الدیل کا بوڑھا آدمی جو یک چشم تھا، داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کچھ بکریاں بھی تھیں اس نے مجھ سے پوچھا تم کون آدمی ہو؟ میں نے کہا "میں بنو بکر کا ایک آدمی ہوں۔ اور تم کون ہو؟" اس نے کہا، میں بھی بنو بکر کا آدمی ہوں۔ اس پر میں نے کہا "خوش آمدید، آؤ بیٹھ جاؤ" پھر اس نے بلند آواز سے یہ راگ الاپنا شروع کیا:

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَادُمْتُ حَيًّا ۔۔۔ وَلَا دَانٍ لِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

اور میں جب تک بھی زندہ رہوں گا مسلمان نہ بنوں گا اور میں مسلمانوں کا دین کبھی اختیار نہ کروں گا۔

میں نے دل میں کہا "تجھے ابھی معلوم ہو جائے گا" میں نے اسے خوب مہلت دی، یہاں تک کہ جب وہ سو گیا تو...... میں نے اپنی کمان اٹھائی اور اس کا ایک کنارہ اس کی تندرست آنکھ میں بھونک دیا، پھر یہ کمان اس کی آنکھ میں گھستی ہی چلی گئی، یہاں تک کہ اس کی ہڈی تک پہنچ گئی، پھر میں نے بھاگنے اور بچ نکلنے کی کوشش کی اور روانہ ہو کر عرج[2] پہنچ گیا، یہاں سے رکوبہ[3] میں چلتا رہا، یہاں تک کہ جب میں نقیع[4] میں جا کر اترا تو دیکھتا کیا ہوں کہ قریش کے دو مشرک موجود ہیں، جنہیں جاسوس بنا کر مدینہ بھیجا تھا تاکہ وہ معلومات حاصل کر کے آئیں۔ میں نے کہا، تم دونوں قیدی ہو گئے۔

انہوں نے قیدی بننے سے انکار کیا تو میں نے ان میں سے ایک کے تیر مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس

---

[1] راہ مکہ کی ایک منزل [2] حرمین کے درمیان ایک گھاٹی۔

[3] علاقہ مزینہ کا ایک مقام مدینہ منورہ سے دو منزل پر ہے۔

پر دوسرا قیدی ہونے کے لیے تیار ہو گیا، میں نے اسے رسیوں سے باندھ لیا اور قیدی کی حیثیت سے مدینہ لے آیا۔

غزوۂ زید بن حارثہ

ابن ہشام نے کہا، سریہ زید بن حارثہ جو مدین کی طرف گیا تھا، اس سریے کا ذکر عبداللہ بن حسن بن حسن نے اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم سے روایت کرتے ہوئے کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو مدین کی طرف بھیجا اور ساتھ ضمیرہ کو بھی بھیجا جو علی ابن ابی طالب کے مولی بھی تھے اور بھائی بھی۔ فاطمہؓ بنت حسین ابن علی بیان کرتی ہیں کہ زید بن حارثہ نے ساحلی علاقے کے بہت سے قیدی گرفتار کئے اور ان میں مختلف طبقوں کے لوگ تھے۔ پھر انہیں بیچا گیا اور اس وجہ سے ان میں جدائی ہوئی جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ لوگ رو رہے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: "انہیں کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ان کے اندر باہمی جدائی ہو گئی ہے۔ فرمایا "انہیں اکٹھے فروخت کرو۔"

ابن ہشام نے کہا، اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ ماؤں اور بچوں میں جدائی نہ کراؤ۔

باب ۱۷۳

غزوات وسرایا

(۴)

غزوہ سالم ابن عمیر ابن اسحٰق نے کہا غزوہ سالم بن عمیر ابوعفک کے قتل کے لیے ہوا ابوعفک بنو عمرو ابن عوف کا ایک آدمی تھا اور بنو عمیر و بن عوف ، بنو عبید کی شاخ ہے۔ ابوعفک کا نفاق اس وقت ابھرا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن سوید بن صامت کو قتل کیا۔

ابوعفک کا نفاق چنانچہ اس موقع پر ابوعفک نے یہ شعر کہے:

لَقَدْ عِشْتُ دَهْرًا دَمَا اِنْ اَرٰی مِنَ النَّاسِ دَارًا وَلَا مَجْمَعًا

اَبَرَّ عُهُوْدًا وَاَوْفٰی لِمَنْ يُعَاقِدُ فِيْهِمْ اِذَا مَا دَعَا

مِنْ اَوْلَادِ قَيْلَةَ فِيْ جَمْعِهِمْ يَهُدُّ الْجِبَالَ وَلَمْ يَخْضَعَا

میری اتنی زندگی ہوئی مگر میں نے اولاد قیلۃ میں ایک آدمی ایسا نہ دیکھا جو مہمان نوازی کے گھر اور رجنگی مجعول کے لحاظ سے عام لوگوں سے زیادہ اپنی قسمیں پوری کرنے والا ہوتا اور جب وہ دعوت دیتا تو ان سے زیادہ کسی ایسے شخص کا عہد پورا کرنے والا ہوتا، جو وہ لوگوں سے کرتا، جو پہاڑوں سے ٹکرا کر ان کے سامنے نہ جھکتا۔ (اولاد قیلہ سے مراد انصار مدینہ ہیں، کیونکہ قیلہ ایک عورت تھی جس کی طرف اوس اور خزرج منسوب ہیں)۔

فَصَدَّعَهُمْ رَاكِبٌ جَاءَهُمْ حَلَالٌ حَرَامٌ لِشَتّٰى مَعًا

اس لیے انہیں کو ایک باہر کے آدمی نے آکر تتر بتر کر دیا، جو مختلف چیزوں کو بیک وقت حلال و حرام دونوں بتاتا ہے۔

فَلَوْ اَنَّ بِالْعِزِّ صَدَّقْتُمُ   اَوِ الْمُلْكِ تَابَعْتُمْ تُبَّعَا

پس کاش یہ چیز ہوتی کہ تم عزت و قوت کو مانتے یا تبّع (شاہ یمن) کی حکومت و سطوت کا اتباع کرتے۔

ابو عفک کا قتل

یہ شعر سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری طرف سے اس کے لیے کون آدمی ہے؟" یہ سُن کر سالم بن عمیر اخو بنو عمرو بن عوف بکائی نکلے اور اس کو قتل کر دیا، چنانچہ امامۃ مزیریہ نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے:

تُكَذِّبُ دِيْنَ اللّٰهِ وَالْمَرْءَ اَحْمَدَا   لَعَمْرُ الَّذِيْ اَمْنَاكَ اِنْ بِئْسَ مَا يُمْنِيْ

حَبَاكَ حَنِيْفٌ اٰخِرَ اللَّيْلِ طَعْنَةً   اَبَا عَفَكٍ خُذْهَا عَلٰى كِبَرِ السِّنِّ

قسم ہے اس شخص کی جان کی، جس نے تیرا خون بہادیا۔ جو چیز تیرے خون بہانے (اور تیرے جان لینے) کا سبب ہوئی، وہ بہت بُری ہے۔ تو اللہ کے دین کی اور احمد مصطفیٰ جیسی ہستی کی تکذیب کرتا تھا۔ ایک مخلص مسلمان نے آخری رات میں ایک نیزے کی مار کا تحفہ یہ کہتے ہوئے پیش کیا، ابو عفک! سن رسیدگی کا یہ تحفہ لے۔

غزوہ عُمیر بن عدی

غزوہ عُمیر بن عدی خطمی عصما، بنت مروان کے قتل کے لیے ہوا۔ عصماء بنو اُمیہ بن زید کی ایک عورت تھی۔ جب ابو عفک کو قتل کیا گیا تو اس نے منافقت شروع کر دی۔ عبد اللہ ابن حارث بن فصیل نے اپنے باپ کی روایت بیان کی کہ عصماء بنو خطمہ کے ایک شخص کی بیوی تھی، جسے یزید بن زید کہا جاتا تھا، اس نے یہ شعر کہے جن میں وہ اسلام اور اہل اسلام پر نکتہ چینی کرتی ہے:

بِاسْتِ بَنِيْ مَالِكٍ وَالنَّبِيْتِ   وَعَوْفٍ وَبِاسْتِ بَنِي الْخَزْرَجِ

اَطَعْتُمْ اَتَاوِيَّ مِنْ غَيْرِكُمْ   فَلَا مِنْ مُرَادٍ وَلَا مَذْحِجِ

بنو مالک، بنو نبیت، بنو عوف اور بنو خزرج کی اصل و بنیاد اور ان کے مورث اعلیٰ کی قسم! تم نے ایک باہر سے آئے ہوئے اجنبی شخص کی اطاعت کر لی جو تم میں سے نہیں، وہ نہ قبیلہ مراد سے ہے، نہ قبیلہ مذحج سے۔

تُرَجُّوْنَهٗ بَعْدَ قَتْلِ الرُّءُوْسِ   كَمَا يُرْتَجٰى مَرَقُ الْمُنْضَجِ

تم لوگ اپنے بڑے بڑے سرداروں کے قتل ہو جانے کے باوجود

اس شخص کو اپنے آپ سے اسی طرح امید دلا رہے ہو جس طرح پکے ہوئے شوربے سے امید لگائی جاتی ہے۔

اَلَا اَنِفٌ یَبْتَغِیْ غِرَّۃً ؛ فَیَقْطَعُ مِنْ اَمَلِ الْمُرْتَجِیْ

کیا کوئی ناک والا ہے، جو اس نالائق جماعت کے خلاف اٹھے اور امید کرنے والے کی امیدیں قطع کر دے؟

حسان بن ثابت کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: کہ ان اشعار کا جواب حسان بن ثابت نے یوں دیا:

بَنُوْ وَائِلٍ وَبَنُوْ وَاقِفٍ ۔۔۔ وَخَطْمَۃُ دُوْنَ بَنِیْ الْخَزْرَجِ

مَتٰی مَادَعَتْ سَفَہًا وَیْحَہَا ۔۔۔ بَعَوْلَتِہَا وَالْمَنَایَا تَجِیْ

فَہَزَّتْ فَتًی مَاجِدًا عِرْقُہٗ ۔۔۔ کَرِیْمَ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

فَضَرَّجَہَا مِنْ نَجِیْعِ الدِّمَا ۔۔۔ ءِ بَعْدَ الْھُدُوْءِ فَلَمْ یَحْرَجِ

بنو خزرج کو چھوڑ کر بنو وائل، بنو واقف اور بنو خطمہ نے جب بھی اپنی بیوقوفی سے شور و شر کرتے ہوئے اس وقت اپنی آفت بلائی جب موتیں ان پر منڈلا رہی تھیں تو انہیں ایک ایسے شخص نے جس کی رگِ حمیت شریف اور جس کی اصل و فرع سب باعزت تھی۔ ہلا کر رکھ دیا پھر رات کے وقت ان کے سرخ خون سے انہیں کو رنگین بنا دیا اور اس کے باوجود وہ گنہگار نہیں ہوا۔

عصما کا قتل

عصماء کے خیالات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ نے فرمایا کیا کوئی میرے لیے مروان کی بیٹی کو گرفت میں لینے والا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عمیر بن عدی خطمی نے سُنا، جو آپ کے پاس ہی موجود تھے تو شام ہوتے ہی اسی شب میں عصماء کے گھر جا کر اسے قتل کر دیا۔ صبح ہی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا، عمیر! تم نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی۔ عمیر نے کہا "یارسول اللہ! کیا اس عصماء کے قتل کے سلسلہ میں مجھ پر کچھ واجب ہو گا فرمایا:

لَا یَنْتَطِحُ فِیْہَا عَنْزَانِ ! اس کے لیے دو بکرے آپس میں نہیں لڑیں گے۔

(یعنی اس کا معاملہ کوئی دشوار نہیں، اس کے سلسلہ میں نہ خون کا بدلا مانگا جائے گا اور نہ کوئی مخالفت ہو گی)۔

بنو حطمۃ کا حال

عمیر اپنی قوم بنو خطمہ میں واپس آ گئے۔ کہ عصماء بنت مروان کے پانچ بیٹے تھے اور عصماء کی شان کے سلسلے میں بنو خطمہ میں بڑی لہر آئی ہوئی تھی۔ پھر جب عمیر بن عدی رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور ان سے ملے تو انہوں نے کہا، بنو خطمہ میں نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے، اب تم سب مل کر میرے لیے تدبیر کرو، اور انتظار نہ کرو پس یہ پہلا دن تھا کہ بنو خطمہ کے گھر میں اسلام نے باعزت جگہ حاصل کی، اور اس سے پہلے ان کا جو شخص اسلام لاتا تھا وہ اپنے اسلام کو ان سے چھپاتا تھا، اور بنو خطمہ میں جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ عمیر بن عدی (جنہیں قاری بھی کہا جاتا تھا) اور عبداللہ بن اوس اور خزیمۃ بن ثابت تھے اور جس دن عصماء بنت مروان کو قتل کیا گیا، بنو خطمہ کے بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے، کیونکہ انہوں نے اسلام کو باعزت اور طاقتور دیکھا۔

ثمامہ کا اسلام

مجھے ابوسعید مقبری سے ابوہریرہ کی یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے سوار نکلے تو انہوں نے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ لیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون آدمی ہے۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کسے پکڑا ہے؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہیں، انہیں اچھی طرح پکڑے رکھو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ میں واپس ہو گئے اور اہل خانہ سے فرمایا، جو کھانا تمہارے پاس ہو وہ جمع کرو اور اُسے ثمامہ کے پاس بھیج دو اور حکم دیا کہ دودھ دینے والی اونٹنی ہر روز صبح و شام ان کے پاس پہنچائی جائے اور اس کا دودھ نکال کر انہیں دیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی موقع نہیں چھوڑتے تھے کہ آپ ان کے پاس آ کر یہ نہ کہتے ہوں کہ "ثمامہ اسلام لے آؤ"، اس کے جواب میں ثمامہ کہتے بس اسے چھوڑیئے۔ محمد صلعم! اگر مجھے قتل کرو گے تو خون کا بدلا دینا پڑے گا اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو چاہتے مانگو، بہرحال جب تک اللہ کو منظور تھا، یہ اسی حالت پر رہے، آخر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ثمامہ کو چھوڑ دو "جب انہیں چھوڑا گیا تو یہ نکل کر بقیع آئے، یہاں خوب پاک صاف ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کیا اور اسلام پر آپ سے بیعت کر لی، جب شام ہوئی تو ان کے لیے وہی کھانا لوگ لائے جو اس سے پہلے لا کر دیتے تھے۔ مگر ثمامہ نے اب اس میں

سے بہت تھوڑا لیا)، اسی طرح اونٹنی کا دودھ بھی بہت تھوڑا پیا۔ مسلمانوں نے اس بات پر تعجب کیا۔
رسول اللہ صلعم کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا:

"تم لوگ کس بات پر تعجب کر رہے ہو۔ جس نے پہلے دنوں میں کافر کی آنت میں کھایا تھا اور بعد کے دنوں میں مسلم کی آنت میں کھایا! کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت میں"

ثمامہ کا عمرہ

ابن ہشام نے کہا، مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ثمامہ عمرہ کرنے کے قصد سے نکلے اور جب وہ بطن مکہ میں پہنچے تو انہوں نے تلبیہ کہنا شروع کیا (یعنی لبیک اللہم لبیک) کیونکہ مکہ میں داخل ہونے والا پہلا شخص تلبیہ کہا کرتا تھا۔ مگر قریش نے انہیں پکڑ لیا اور کہا تم نے ہمارے خلاف دین اختیار کیا ہے" پھر جب انہیں اس مقصد سے قریش نے آگے بڑھایا کہ ان کی گردن تلوار سے ماردی جائے تو ایک قریشی نے کہا: "انہیں چھوڑ دو، تم اپنا غلہ لانے کے لیے سب کے سب یمامہ جانے کے لیے مجبور رہو، لہٰذا اسے چھوڑ دو" اس پر حنفی نے یہ شعر کہا:

وَمِنَّا الَّذِي لَبَّى بِمَكَّةَ مُعْلِنًا   بِرَغْمِ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

ہم میں سے وہ شخص ہے، جس نے حرمت والے مہینوں میں یہ مقام مکہ میں ابوسفیان کے علی الرغم تلبیہ کہا۔

مجھ سے بیان کیا گیا کہ ثمامہ اسلام لائے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ پہلے آپ کا چہرہ مبارک میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند تھا اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور دین اور ملک کے معاملے میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

اس کے بعد وہ عمرہ کے لیے نکلے، جب مکہ پہنچے تو لوگوں نے ان سے پوچھا:

"کیا تم صابی (یعنی مسلمان) ہو گئے ہو؟

ثمامہ نے کہا "نہیں میں نے بہترین دین کی پیروی کر لی ہے یعنی محمد صلعم کے دین کی اور خدا کی قسم، اب تمہیں یمامہ سے ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں ملے گا، جب تک اس کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیں گے"

اس کے بعد ثمامہ یمامہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر یمامہ سے مکہ آنے والی ہر چیز روک دی۔ اس کے نتیجے میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ تو صلہ رحمی

کا حکم دیتے ہیں، حالانکہ خود ہمارے ساتھ قطع رحمی کی ہے (یعنی رشتہ دار ہونے کے باوجود دشمنی کی ہے) ہمارے باپ دادا کو تلوار سے قتل کیا اور ان کی اولاد کو بھوک سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ یمامہ سے اہل مکہ کے لیے سامان اور غلہ وغیرہ لے جانے کی پابندی اٹھادو۔

سریہ علقمہ بن مجزز ۞ ۞ ۞

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو بھیجا۔ جب یوم ذی قرد میں وقاص بن مجزز مدلجی کو قتل کیا گیا تو علقمہ بن مجزز نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ آپ انہیں اس قوم کے پیچھے بھیج دیں تاکہ یہ جاکر ان سے اپنے بھائی کے خون کا بدلا لے سکیں۔

عبدالعزیز بن محمد نے علی الترتیب محمد بن عمرو بن علقمہ اور عمر بن الحکم بن ثوبان کے واسطے سے ابوسعید خدری کی روایت بیان کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو بھیجا اور میں بھی اس لشکر میں موجود تھا۔ جب ہم لوگ جنگ کے آخری مرحلے پر پہنچ گئے یا ہم راستے میں کسی جگہ تھے تو رسول اللہ صلعم نے لشکر کے ایک اور گروہ کے لیے بھی اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ سہمی کو عامل مقرر فرمادیا اور یہ رسول اللہ صلعم کے صحابہ کرامؓ میں شامل تھے اور ان میں مزاح بھی تھا، جب ہم لوگ راستے میں کسی جگہ تھے تو انہوں نے آگ جلائی، پھر لوگوں سے کہا، کیا تم پر میری سمع و اطاعت واجب نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا، کیوں نہیں؟ پوچھا کہ میں جس چیز کا بھی حکم دوں، اس پر ضرور عمل کروگے؟ لوگوں نے جواب دیا، بے شک! اب ابن حذافہ نے کہا، میں نے اپنے حق اور اپنی اطاعت کی بنا پر عزم کر لیا ہے، لہٰذا تم اس آگ میں کود جاؤ۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں۔ یہ سن کر بعض لوگ اپنے کپڑے سنبھال کر تیار ہونے لگے اور یہ گمان ہوا کہ وہ آگ میں کودنا ہی چاہتے ہیں۔ ابن حذافہ نے ان سے کہا "بیٹھو! میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔" واپسی کے بعد اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص معصیت کا حکم دے، اس کی اطاعت نہ کرو۔

محمد ابن طلحہ نے بیان کیا کہ علقمہ بن مجزز مع اپنے تمام رفقاء کے واپس آگئے اور کوئی جنگ پیش نہ آئی۔

سریہ کرز بن جابر

مجھ سے بعض اہل علم نے اپنے اوپر کے راوی اور محمد بن طلحہ کے واسطے سے عثمان بن عبدالرحمٰن کی روایت بیان کی کہ محارب اور بنو ثعلبہ

کے غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام حاصل کیا تھا، جسے یسار کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلعم نے اسے ان دودھ دینے والی اونٹنیوں پر لگادیا، جو جمّار کے ایک کنارے چرا کرتی تھیں، (اسی وقت یہ واقعہ ہوا کہ) بجلیہ کی شاخ قیس کبّۃ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ یہ لوگ وباء کا شکار ہو کر طحال کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تو ان سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم لوگ ان اونٹنیوں کے پاس چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پی لو تو بہت اچھا ہوگا۔

بجلیین کا قتل ہو

پھر جب یہ (دودھ وغیرہ پی پی کر) صحت مند ہو گئے اور ان کے پیٹ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے یسار پر زیادتی کی، اسے ذبح کر ڈالا۔ آنکھوں میں کانٹے بھونک دیے اور اونٹنیوں کو ہنکا کر لے گئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے تعاقب میں کرز ابن جابر کو بھیجا جنہوں نے انہیں پکڑ لیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس لے آئے آپ غزوہ ذی قَرد سے واپس آئے تھے، چنانچہ (اس کی سزا میں) آپ نے ان بجلیین کے ہاتھوں اور پاؤں کو کٹوا دیا اور ان کی آنکھیں نکلوا دیں۔

غزوہ علیؓ بن ابی طالب

غزوہ علی ابن ابی طالب جو یمن میں ہوا۔ یہ غزوہ دو مرتبہ ہوا۔ ابن ہشام نے ابو عمرو مدنی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابی طالب کو یمن کی طرف بھیجا۔ ان کے بعد خالدؓ بن ولید کو ایک اور فوج دے کر بھیجا اور ان سے کہا کہ اگر تم دونوں کی آپس میں ملاقات ہو جائے تو علی ابن ابی طالب امیر رہیں گے۔

ابن اسحٰق نے علی ابن ابی طالب کے غزوے کے ساتھ خالدؓ ابن ولید کے بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے مگر اسے لشکر بھیجنے کے واقعات میں شمار نہیں کیا۔ لہٰذا ابن اسحٰق کے شمار کے مطابق کل تعداد انتالیس ۳۹ ہوگی۔

لشکر اسامہؓ

ابن اسحٰق نے کہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجا، اور انہیں امیر مقرر کیا کہ ملک فلسطین کے بلقاء اور داروم کی سرحدات پر رسالے لے جائیں۔ لوگوں نے اس کی تیاری کی اور اسامہؓ کے ساتھ مہاجرین اولین زیادہ سے زیادہ شریک ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ آخری لشکر ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔

باب ۱۷۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

آغازِ مرض

ابن اسحٰق نے کہا، اسی دوران میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مرض کا آغاز ہوگیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے تقاضے سے اواخرِ صفر یا اوائل ربیع الاول میں آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ پہلی چیز، جس سے اس مرض کا آغاز ہوا، جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا، یہ تھی کہ آپ نصف شب میں بقیع الغرقد کی طرف نکل کر تشریف لے گئے۔ وہاں اہلِ قبور کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور اہلِ خانہ میں واپس آ گئے۔ اس روز صبح کو جو اٹھے تو سر میں درد کی ابتداء ہو چکی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے علی الترتیب عبید بن جبیر مولیٰ حکم بن ابی العاص اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کے واسطے سے ابو مویہبہؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیان کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شب میں بلوایا اور فرمایا: "ابو مویہبہ! مجھے (اللہ کی طرف سے) اس بات کا حکم ملا ہے کہ میں بقیع کے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کروں، اس لیے تم میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ چلا گیا۔

بقیع میں دعاءِ مغفرت

جب آپ ان کے درمیان ... کھڑے ہوئے تو فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ لِيَهْنِئْ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ بِمَا أَصْبَحَ النَّاسُ فِيهِ، أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ آخِرُهَا أَوَّلَهَا الْآخِرَةُ شَرٌّ	اے اہلِ قبور! تم پر سلامتی ہو، جس حالت میں لوگ ہیں اس کے مقابلے میں تمہیں وہ حالت مبارک ہو جس میں تم ہو، فتنے اسی طرح سامنے آ گئے ہیں جس طرح تاریک رات کے ٹکڑے کہ ہر دوسرا ٹکڑا پہلے ٹکڑے

لے مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان جو شہر کے مشرقی جانب آبادی سے بالکل متصل ہے۔

مِنَ الْاُوْلٰی ۔ | کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے اور جو دوسرا ٹکڑا ہے وہ پہلے ٹکڑے سے زیادہ پر فتن ہے ۔

٭ ٭ ٭

پھر آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے :

اِنِّیْ قَدْ اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنَ الدُّنْیَا وَالْخُلْدَ فِیْهَا ۔ ثُمَّ الْجَنَّةَ فَخُیِّرْتُ بَیْنَ ذٰلِكَ وَبَیْنَ لِقَاءِ رَبِّیْ وَالْجَنَّةِ ۔

ایک طرف دنیا بھر کے خزانوں کی کنجیاں اور ان میں ہمیشہ کے لیے رہنا بھی دیا گیا (اور دوسری طرف) جنت دی گئی ہے اور اس کے بعد مجھے دنیا کے خزانوں کے اور لقائے رب نیز جنت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے (کہ میں ان دونوں میں سے جو چیز چاہوں اختیار کر لوں) ۔

٭ ٭ ٭

اس پر میں نے عرض کیا :

"آپ پر میرے ماں باپ قربان، آپ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور ان میں ہمیشہ کے لیے رہنا بھی لے لیجئے اور اس کے بعد جنت بھی لے لیجئے ۔"

آپ نے فرمایا :

"نہیں ابو مویہبہ ! میں خدا کی قسم، اپنے رب کی ملاقات (لقائے رب) اور جنت اختیار کر چکا ہوں ۔"

پھر آپ نے اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے اس کے بعد آپ کے سر میں وہ درد شروع ہوا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف بلا لیا ۔

حضرت عائشہ کے گھر میں علالت !!

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے یعقوب ابن عُتبہ نے علی الترتیب محمد بن مسلم زہری اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے واسطے سے حضرت عائشہؓ (زوج النبی صلعم) کی روایت بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس تشریف لائے تو مجھے دیکھا کہ میرے سر میں درد ہے اور میں "وار اساہ، وار اساہ (ہائے سر ہائے سر) کر رہی ہوں ۔ آپ نے فرمایا: عائشہ ! خدا کی قسم "انا وار اساہ" (میرے سر میں بھی درد ہے) پھر آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا نقصان ہوتا، اگر تم مجھ سے پہلے مر جاتیں، تمہیں کفن پہناتا اور نماز پڑھتا، تمہیں دفن کرتا؟" اس پر میں نے کہا، ایسا ہوتا

تو آپ لوٹ آتے اور میرے گھر میں اپنی کسی بیوی کو لا کر رکھتے"۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ آپ کے سر کا درد بڑھ گیا اور اس وقت آپ باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو آپ میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ آپ نے تمام ازواج مطہرات کو بلایا اور ان سے اجازت چاہی کہ وہ میرے گھر میں علالت کا وقت گزاریں اور ازواج مطہرات نے اجازت دے دی۔

ازواج مطہرات کے اسماء

ابن ہشام نے کہا: آپ کی ازواج مطہرات نو تھیں۔ حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ، حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ بن حرب، حضرت ام سلمہؓ بنت ابوامیہ ابن المغیرہ، حضرت سودہؓ بنت زمعہ ابن قیس، حضرت زینبؓ بنت جحش ابن رئاب، حضرت میمونہؓ بنت حارث ابن حزن، حضرت جویریہؓ بنت الحارث ابن ابوضرار اور حضرت صفیہؓ بنت حیی ابن اخطب جیسا کہ مجھ سے ایک سے زائد اہل علم نے روایت کی ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ

جن خواتین سے آپ کا رشتہ ازواج قائم ہوا، ان کی تعداد تیرہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد، یہ آپ کی پہلی بیوی ہیں، جن سے آپ کا رشتہ ازواج قائم ہوا۔ آپ سے ان کا نکاح ان کے باپ خویلد بن اسد نے اور ایک روایت کی رو سے ان کے بھائی عمرو ابن خویلد نے کرایا تھا اور آپ نے ان کے مہر میں بیس کم عمر اونٹنیاں دیں، اور حضرت ابراہیمؓ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت خدیجہؓ ابو ہالہ بن مالک کی زوجیت میں تھیں، ابو ہالہ بنو اسید بن عمرو بن تمیم کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور بنو عبدالدار کے حلیف تھے۔ ابو ہالہ کا لڑکا ہند بن ابو ہالہ اور ان کی لڑکی زینب بنت ابو ہالہ یہ دونوں حضرت خدیجہؓ کے بطن ہی سے تھے اور ابو ہالہ سے بھی پہلے حضرت خدیجہؓ عتیق بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی زوجیت میں تھیں اور ان سے حضرت خدیجہ کا ایک لڑکا عبداللہ تھا اور ایک لڑکی تھی۔

ابن ہشام نے کہا، اس لڑکی سے صیفی بن ابو رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

حضرت عائشہ

حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ صدیق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نکاح کیا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر سات سال تھی۔ اور مدینہ میں آپ نے ان کی رخصتی کرائی اور اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو یا دس سال تھی اور رسول اللہ صلعم

نے حضرت عائشہ کے سوا کسی اور کنواری سے شادی نہ کی۔ یہ نکاح عائشہ کے والد ابو بکر صدیق رض نے کرایا تھا اور آپ نے چار سو درہم مہر میں دیے تھے۔

حضرت سودہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لُوَیّ سے نکاح کیا ان کا نکاح سَلیط بن عمرو نے کرایا تھا اور ایک روایت کے رو سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل نے کرایا تھا۔ ان کے مہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم دیے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، ابن اسحٰق اس روایت کی مخالفت کرتے تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ سُلیط اور ابو حاطب دونوں اس وقت حبشہ میں تھے اور موقع پر موجود نہ تھے۔ حضرت سودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش ابن رئاب اُسدیہ سے نکاح کیا۔ ان کا نکاح ان کے بھائی ابو احمد بن جحش نے کرایا تھا۔ اور رسول اللہ صلعم نے ان کے مہر میں چار سو درہم دیے تھے حضرت زینب آپ کی زوجیت میں آنے سے پیشتر زید بن حارثہ مولی رسول اللہ صلعم کی زوجیت میں تھیں اور اسی سلسلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔ الآیۃ

(الاحزاب)

پھر جب زید نے ان سے (زینب سے) ضرورت پوری کر لی تو ہم نے تم سے ان کا نکاح کرا دیا۔

حضرت ام سلمہ رض رسول اللہ صلعم نے ابو سلمہ بنت ابو اُمیہ بن المغیرہ مخزومیہ سے رشتہ ازدواج قائم کیا، ان کا نام ہند تھا اور ان کا نکاح ان کے بیٹے سلمہ ابن ابو سلمہ نے کرایا تھا اور ان کے مہر میں آپ نے ایک فرش جس میں نیبوں کا بھراؤ تھا، ایک پیالہ، ایک لگن اور ایک چکی دی تھی۔ اور حضرت ام سلمہ رض آپ سے پہلے ابو سلمہ رض بن عبد الاسد کی زوجیت میں رہ چکی تھیں، جن کا نام عبد اللہ تھا۔ ان سے حضرت ام سلمہ کے بطن سے سلمہ و عمر اور زینب و رُقیہ پیدا ہوئیں۔

حضرت حفصہؓ اور آپ نے حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب سے نکاح کیا، ان کا نکاح ان کے والد عمرؓ بن الخطاب نے کرایا اور ان کے مہر میں آپ نے چار سو درہم دیے۔ آپ سے پہلے یہ خُنیس بن حذافہ سہمی کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔

حضرت اُم حبیبہؓ آپ نے ام حبیبہؓ سے نکاح کیا، ان کا نام رَملہؓ بنت ابوسفیان بن حرب تھا، اور ان کا نکاح خالد بن سعید بن العاص نے کرایا تھا۔ جب یہ دونوں ملک حبشہ میں تھے اور ان کے مہر میں نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو درہم دیے تھے، اور نجاشی ہی نے رسول اللہ کی طرف سے انہیں پیام نکاح دیا تھا اور حضرت ام حبیبہ آپ سے پہلے عبداللہ بن جحش اسدی کی زوجیت میں تھیں۔

حضرت جُوَیرِیہؓ اور آپ نے حضرت جُوَیرِیہ بنت حارث بن ابوضرار خزاعیہ سے نکاح کیا، حضرت جُوَیرِیہ خزاعہ کے خاندان کی تھیں اور بنو المصطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ یہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصے میں آئی تھیں۔ ثابت نے ان سے بدل کتابت پر آزاد کر دینے کا معاملہ کیا۔ اس سلسلے میں حضرت جویریہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان سے بدل کتابت کی ادائی کے لیے مدد طلب کی، آپ نے ان سے فرمایا، "کیا تم اس سے بھی بہتر چیز پسند کرو گی؟" حضرت جویریہؓ نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، "میں تمہاری طرف سے بدل کتابت ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں۔" حضرت جویریہؓ اس پر رضامند ہو گئیں اور آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔

ابن ہشام نے کہا، یہی روایت مجھ سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے علی الترتیب بواسطہ محمد ابن اسحٰق محمد بن جعفر بن زبیر و عروہ، حضرت عائشہؓ سے نقل کی۔

ابن ہشام نے کہا، اور ایک روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم غزوہ المصطلق سے واپس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ جُوَیرِیہ بنت حارث بھی تھیں۔ چونکہ آپ لشکر کے انتظام میں مصروف تھے، اس لیے آپ نے حضرت جُوَیرِیہؓ کو ایک انصاری کے پاس بطور امانت رکھ دیا اور ہدایت کی کہ ان کی اچھی طرح نگرانی کی جائے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں حضرت جویریہؓ کے باپ حارث بن ابوضرار اپنی بیٹی کا فدیہ (معاوضہ) لے کر آئے، مگر جب عقیق میں پہنچے تو انہوں نے ان اونٹوں پر نگاہ ڈالی جو فدیے کے لیے لائے تھے۔ ان میں سے دو اونٹوں کے لیے ان کے

اندر لالچ پیدا ہوا، اس لیے ان دونوں اونٹوں کو عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے تو کہا: "اے محمدؐ! تم میری لڑکی لے آئے ہو، یہ اس کا فدیہ ہے" اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور وہ دو اونٹ کہاں ہیں، جنہیں تم نے عقیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں غائب کر دیا ہے؟ اس پر حارث نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَطْلَعَ عَلٰى ذَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔	یعنی میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ پہ اللہ کی رحمت نازل ہو، خدا کی قسم اس پر سوا خدا کے اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ کہہ کر حارث اسلام لے آئے اور ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے اور ان کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اب حارث نے آدمی بھیج کر وہ اونٹ منگوائے اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کر دیے اور حضرت جویریہؓ حارث کو واپس کر دی گئیں، لیکن وہ اسلام لے آئیں۔ اب رسول اللہ صلعم نے ان کے باپ کو پیام نکاح دیا اور انہوں نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ان کے مہر میں آپ نے چار سو درہم دیے اور حضرت جویریہ آپ سے پہلے اپنے عمزاد بھائی عبداللہ کی زوجیت میں تھیں۔

ابن ہشام نے کہا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے انہیں خریدا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا، مہر میں چار سو درہم دیے۔

حضرت صفیہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح کیا۔ انہیں آپ نے خیبر سے گرفتار کیا تھا اور اپنے لیے انتخاب فرما لیا تھا۔ ان کے نکاح میں آپ نے دعوت ولیمہ کی جس میں گوشت وغیرہ نہ تھا۔ بلکہ صرف کھجوریں اور ستو تھے اور آپ سے پہلے یہ کنانہ بن الربیع بن ابوالحقیق کی زوجیت میں تھیں۔

حضرت میمونہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رُوَیبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی ان کا نکاح حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے کرایا تھا اور حضرت عباس ہی نے آپ کی طرف سے انہیں مہر میں چار سو درہم دیے تھے اور حضرت میمونہؓ آپ سے پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابوقیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی زوجیت میں تھیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ

حضرت میمونہؓ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور یہ اس طرح کہ رسول اللہ صلعم کا پیام نکاح ان کے پاس پہنچا تو اس وقت یہ اپنے اونٹ پر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے، وہ سب اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ۔	اور وہ مومن خاتون، جنہوں نے اپنے آپ کو نبیؐ کے لیے ہبہ کر دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ جن خاتون نے اپنے آپ کو نبی کریم صلعم کے لیے ہبہ کیا تھا، وہ زینب بنت جحش ہیں اور ایک روایت کے رو سے اُم شریک ہیں یعنی غزیہ بنت جابر بن وہب جو بنو منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لُوئی کے قبیلے سے ہیں۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ وہ بنو سامہ بن لوی کے قبیلے کی ایک خاتون ہیں، جن کا معاملہ رسول اللہ صلعم نے ملتوی کر دیا تھا۔

حضرت زینب بنت خزیمہؓ

اور آپ نے زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے نکاح کیا۔ اور ان کا نام اُم المساکین تھا، کیونکہ مساکین کے لیے ان کے دل میں بڑی مہربانی اور رقت تھی۔ ان کا نکاح قبیصہ بن عمرو ہلالی نے کرایا تھا۔ اور رسول اللہ صلعم نے انہیں مہر میں چار سو درہم عنایت فرمائے تھے۔ اور حضرت زینب بنت خزیمہ آپ سے پہلے طبیدہ ابن حارث بن مطلب بن عبد مناف کی زوجیت میں تھیں اور طبیدہ بن حارث سے پہلے جہم بن عمرو بن حارث کی زوجیت میں رہیں۔ جو ان کے عمزاد بھائی تھے۔

ازواج مطہرات کی تعداد اور حسن معاشرت

پس ازواج مطہرات جن کے ساتھ آپ نے خلوت فرمائی گیارہ ہیں ان میں سے دو بیویوں یعنی حضرت خدیجہؓ بنت خویلد اور حضرت زینب بنت خزیمہ کی وفات آپ سے پہلے ہو گئی تھی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو اس وقت نو بیویاں زندہ تھیں، جن کا ذکر اس سے پہلی حدیث میں آچکا ہے اور دو بیویاں وہ جن کے ساتھ آپ نے خلوت نہیں فرمائی، ایک اسماء بنت نعمان کندیہ، ان سے آپ کا نکاح ہوا اور جب آپ نے ان کے اندر برص کی سفیدی دیکھی تو انہیں کچھ متاع دے کر ان کے گھر واپس کر دیا۔ دوسری عمرہ بنت یزید کلابیہ جو جدید الاسلام تھیں (اور کفر کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا)۔ یہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں تو آپ سے پناہ

مانگی۔ اس پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بچنا چاہتی ہے اور اللہ کی پناہ مانگتی ہے، اس لیے آپ نے انہیں ان کے گھر والوں میں واپس کر دیا۔

قریشی ازواج مطہرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں قریشی عورتیں چھ تھیں، خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابو قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب اور حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن عبداللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی اور ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی اور ام سلمہؓ بنت ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی اور سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

عرب اور غیر عرب ازواج مطہرات

اور عربی اور غیر عربی ازواج کل سات ہیں، زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور میمونہؓ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان اور زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ اور جویریہ بنت حارث بن ابوضرار خزاعیہ ثم مصطلقیہ اور اسماء بنت نعمان کندیہ اور عمرہ بنت یزید کلابیہ۔

حضرت عائشہ کے گھر میں قیام

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے علی الترتیب بوسائط محمد بن مسلم زہری اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ حضرت عائشہ (زوج النبی صلعم) کی روایت بیان کی (ازواج مطہرات سے اجازت لینے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقربا میں سے دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لیتے ہوئے) جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور ایک اور آدمی تھے، سر پہ پٹی باندھے اور لڑکھڑاتے ہوئے چل کر آئے اور میرے گھر میں داخل ہو گئے۔

عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباس کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، تم جانتے ہو، دوسرے آدمی کون تھے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ حضرت عبداللہ بن

عباس نے بتایا؟ وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔

مرض کی شدت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض نے شدت اختیار کر لی اور درد خاصا بڑھ گیا، اس حالت میں آپ نے فرمایا؟ مختلف کنوؤں سے سات مشکیزے پانی لے کر مجھ پر بہاؤ، تاکہ میں نکل کر لوگوں سے مل سکوں اور ان سے عہد لے سکوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ہم لوگوں نے آپ کو حفصہؓ بنت عمرؓ کے نہانے والے برتن میں بٹھا دیا۔ پھر پانی بہایا، یہاں تک کہ فرمانے لگے، کافی ہے، کافی ہے۔

رسول اللہ صلعم کے چند کلمات

ابن اسحٰق نے کہا، زہری کا بیان ہے کہ مجھ سے ایوب بن بشیر نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پہ پٹی باندھے ہوئے نکلے اور منبر پہ بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد پہلے آپ نے اصحابِ اُحد کے لیے دعا کی، یہ دعا خاصی لمبی تھی۔

پھر فرمایا:

ان عبدا من عباد اللہ خیرہ اللہ بین الدنیا و بین ما عندہ فاختار ما عند اللہ۔ الحدیث	(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) اللہ تعالیٰ نے دنیا اور ما عند اللہ (جو کچھ اللہ کے پاس ہے) کے درمیان اختیار دیا (کہ چاہو تو دنیا لے لو اور چاہو تو ما عند اللہ قبول کر لو) اور اس بندے نے ما عند اللہ اختیار کر لیا ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ ابوبکرؓ اس جملے کا مطلب سمجھ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات ہے۔ چنانچہ وہ رو پڑے اور بولے: نہیں، نہیں، بلکہ ہم لوگ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آپ پر قربان کرنے کے لیے تیار رہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا:

علی اسلک یا ابا بکر!	ابوبکرؓ سہولت سے کام لو!

پھر فرمایا:

اُنْظُرُوْا ھٰذِہِ الْاَبْوَابَ اللَّافِظَةَ فِی الْمَسْجِدِ، فَسُدُّوْھَا اِلَّا بَيْتَ اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ	یہ دروازے جو مسجد میں کھل رہے ہیں، ان سب کو دیکھ کر بند کر دو مگر ابوبکرؓ کے گھر کا دروازہ بند نہ کرو، کیونکہ میں کسی بھی ایسے آدمی کو نہیں جانتا

اَحَدًا كَانَ اَفْضَلَ فِي الصُّحْبَةِ عِنْدِي يَدًا مِنْهُ۔

جو دست و بازو بن کر صحبت نشین ہونے کے اعتبار سے ان سے (ابوبکرؓ سے) افضل ہو۔

ابن ہشام نے کہا ایک روایت میں "الا باب ابی بکر" ہے (یعنی مگر ابوبکر کا دروازہ بند نہ کرو۔)

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بعض آل ابوسعید بن معلی کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا:

فَاِنِّيْ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ الْعِبَادِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ صُحْبَةٌ وَاِخَاءُ اِيْمَانٍ حَتّٰى يَجْمَعَ اللّٰهُ بَيْنَنَا عِنْدَهٗ۔

میں اگر بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا (مگر اللہ ہی میرا خلیل ہے اب جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ) میری صحبت کا شرف اور ایمانی برادری ہے، یہاں تک اللہ ہمیں اپنے پاس جمع فرمائے۔

باب ۱۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

(۲)

لشکر اسامہؓ کے لیے حکم

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر اور دیگر علماء کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درد و مرض میں مبتلا تھے تو آپ نے محسوس کیا کہ لشکر اسامہؓ بن زید کے سلسلے میں لوگوں نے تساہل و تاخیر کی ہے۔ اس لیے آپ سر پر پٹی باندھ کر (پھر) نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ اس وقت صورتِ حال یہ بھی تھی کہ لوگ اسامہ کی امارت و قیادت کے بارے میں معترض تھے۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضور صلعم نے بڑے بڑے مہاجرین اور انصار پر ایک نوعمر غلام کو امیر بنا دیا۔

(منبر پر بیٹھنے کے بعد) آپ نے اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد و ثنا کی، پھر فرمایا:

ایها الناس! انفذوا بعث اسامة فلعمری لئن قلتم فی امارة لقد قلتم فی امارة ابیه من قبله وانه لخلیق للامارة وان کان ابوه لخلیقا لها۔

لوگو! اسامہ کا لشکر جلد بھیج دو۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اسامہؓ کی امارت پر اعتراض کیا ہے تو تم اس سے پہلے ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو (جو بالآخر غلط ثابت ہوا) خوب سمجھ لو، اسامہ امارت کے قطعی اہل ہیں اور ان کے باپ بھی اس کے اہل ثابت ہو چکے ہیں۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

راوی نے بیان کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں نے بڑی عجلت سے سامان تیار کرنا شروع کر دیا۔ ادھر رسول اللہ صلعم کا درد بڑھتا جا رہا تھا، بہر حال اسامہ نکلے اور ان کا لشکر بھی نکلا اور یہ سب چل کر مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مقام جرف میں ٹھہر گئے دوسرے لوگ بھی آ کر ان سے مل گئے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت زیادہ نازک ہو رہی تھی۔ پس اسامہ اور لوگ رک گئے کہ دیکھیں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ رسول اللہ صلعم کے

بارے میں کیا ہونے والا ہے۔

انصار کے لیے وصیت

ابن اسحٰق نے کہا، زہری نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب احد پہ درود بھیجا اور ان کے لیے استغفار کی اور جو انہیں بیان کرنا تھا، بیان فرمایا، آپ نے اپنی اسی تقریر میں یہ بھی فرمایا:

یا معشر المہاجرین! استوصوا بالانصار خیرا، فان الناس یزیدون وان الانصار علی ھیئتھا لا تزید وانھم کانوا عیبتی التی اویت الیھا فاحسنوا الی محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم۔

اے گروہ مہاجرین! انصار سے خیر و فلاح کی نصیحت حاصل کرتے رہنا، عام طور پر لوگ (معاملات میں مبالغہ اور) زیادتی کرتے ہیں، لیکن انصار جتنی بات ہوتی ہے، وہی بیان کرتے ہیں، اس میں زیادتی نہیں کرتے۔ یہ میرے وہ رازداں ہیں جن پر میں بھروسا کرتا ہوں، اس لیے ان کے اچھے کام کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے برائی کرنے والے کی خطا کو درگزر کرو۔

٭ ٭ ٭

عبداللہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر گھر میں داخل ہو گئے اور آپ کا درد اور بڑھ گیا، یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔

دوا کا معاملہ

عبداللہ نے بیان کیا کہ پھر آپ کی ازواج مطہرات میں کچھ ازواج یعنی ام سلمہؓ میمونہؓ آگئیں اور ساتھ ہی کچھ اور مسلمان عورتیں بھی آگئیں، جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں۔ آپ کے پاس آپ کے چچا عباسؓ بھی موجود تھے، سب کی رائے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ کے ذریعے سے دوا اندر پہنچائی جائے۔ عباس نے کہا، میں دوا ڈالوں گا۔ راوی کہتے ہیں، آپ کے منہ میں دوا ڈالی گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا تو آپ نے دریافت فرمایا: "یہ میرے ساتھ کس نے کیا ہے؟" لوگوں نے بتایا، یارسول اللہ! آپ کے چچا نے" آپ نے فرمایا کہ یہ دوا وہ عورتیں لائی تھیں، جو اس ملک سے آئی تھیں (ملک حبشہ کی طرف اشارہ کیا) آپ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ عباسؓ نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کو ذات الجنب (نمونیا) نہ ہو گیا ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"یہ وہ بیماری ہے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہ کرے گا، میرے چچا کو چھوڑ کر گھر

میں کوئی بھی ایسا نہ رہے، جسے یہ دوا نہ پلائی جائے۔"

حضرت میمونہ روزے سے تھیں، انہیں بھی یہ دوا پلائی گئی (روزہ نفلی تھا اور وہ پھر روزہ پورا کر سکتی تھیں۔)

اسامہؓ کے لیے دُعا

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور مجھ سے سعید بن عُبید بن سَبّاق نے محمد بن اسامہ کے واسطے سے ان کے والد اسامہؓ بن زیدؓ کی روایت بیان کی جب رسول اللہ صلعم کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی تو میں اور میرے ساتھ تمام لوگ مدینہ واپس آگئے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر خاموشی طاری تھی، اس لیے بات نہیں کر رہے تھے، مجھے دیکھ کر آپ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے پھر مجھ پر رکھ دیتے، میں سمجھ گیا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

ابن شہاب زہری نے کہا، مجھ سے عبید بن عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عائشہ کی روایت بیان کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو اکثر اوقات یہ کہتے ہوئے سنتی تھی، "اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرتا، جب تک اسے اختیار نہیں دے دیتا۔ حضرت عائشہ نے یہ بھی فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کا عالم طاری ہوا تو آخری کلمہ، جو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا وہ یہ تھا:

بل الرفیق الاعلیٰ من الجنۃ "یعنی، بلکہ جنت کے رفیق اعلیٰ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر میں نے کہا، خدا کی قسم! آپ ہم لوگوں کو اختیار نہیں کر رہے (یعنی دنیا میں رہنا آپ نے انتخاب نہیں کیا بلکہ جنت اور ما عند اللہ کو پسند فرما لیا) اور میں نے سمجھ لیا یہ وہی ہوا جو ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرتا، جب تک اسے اختیار کا حق نہ دے دے۔"

ابوبکر نماز پڑھائیں

زہری نے کہا، مجھ سے حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کا معاملہ نازک ہو گیا تو آپ نے فرمایا،

مروا ابابکر فلیصل بالناس تم لوگ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ (امامت کر کے) نماز پڑھا دیں،

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! ابوبکر جب قرآن پڑھتے ہیں تو ان پر رقت

طاری ہو جاتی ہے، ان کی آواز کمزور پڑ جاتی ہے اور انہیں رونا بہت آتا ہے۔

آپ نے پھر یہی فرمایا، تم لوگ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں ۔" حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے پھر اپنا پہلا معروضہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

إنّكن صواحب يوسف فمروہ فليصل بالناس۔	تم یوسف کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو ان سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، خدا کی قسم میں یہ صرف اس لیے کہ رہی تھی کہ میں چاہتی تھی، یہ معاملہ ابوبکرؓ سے ہٹا لیا جائے، کیونکہ میں جانتی تھی، لوگ یہ بات کبھی پسند نہ کریں گے کہ آپ کا قائم مقام کوئی دوسرا آدمی ہو اور یہ کہ لوگ ابوبکرؓ سے بدشگونی کریں گے، اس لیے میری خواہش تھی کہ یہ معاملہ ابوبکرؓ سے ٹل جائے۔

ابن شہاب نے کہا، مجھ سے عبدالملک بن ابی بکرؓ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے اپنے باپ کے واسطے سے عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کی روایت بیان کی عبداللہ بن زمعہ نے کہا میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ جب آپ کی علالت شدید ہو گئی۔ تو بلالؓ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ آپ نے فرمایا، جو شخص ہو اس سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے۔ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں پھر میں نکلا تو لوگوں میں عمرؓ نظر آئے اور ابوبکرؓ غائب تھے۔ میں نے کہا: عمرؓ کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھا دو، عمرؓ کھڑے ہو گئے اور جب انہوں نے تکبیر کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سُن لی اور عمرؓ کی آواز بلند تھی۔ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَيْنَ أَبُوْ بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللهُ ذٰلِكَ والمسلمون۔ يابى الله ذلك والمسلمون۔	ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اسے نہیں مانتے۔ اللہ اور مسلمان اسے نہیں مانتے۔

عبداللہ بن زمعہ آگے بیان کرتے ہیں کہ پھر ابوبکرؓ کو بلایا گیا، چنانچہ ابوبکرؓ آگئے اور انہوں نے نماز پڑھائی۔ عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا: "اے ابن زمعہ! تمہارا بُرا ہو تم نے میرے ساتھ کیا کیا۔ خدا کی قسم جس وقت تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کے لیے کہا تو اس وقت میں اس کے سوا اور کچھ نہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہی حکم دیا تھا، اگر یہ چیز نہ ہوتی تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔"

ابن زمعہ نے کہا، خدا کی قسم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم نہیں دیا تھا لیکن

جب میں نے ابو بکرؓ کو نہ دیکھا تو حاضرین میں تمہیں کو میں نے اس کا زیادہ مستحق دیکھا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔

یوم وفات!

زہری نے کہا، مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ جب دو شنبہ کا دن ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اعلیٰ علیین میں پہنچائی آپ نکلے۔ اس وقت لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پردہ اٹھایا اور دروازہ کھولا۔ پھر نکل کر حضرت عائشہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور قریب تھا کہ آپ کی وجہ سے ان کی نماز میں انتشار پیدا ہو جائے اور یہ لوگ (نماز ہی میں) ہٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پر جمے رہو" راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مسلمانوں کی ہیئت دیکھ کر مسرور ہوئے اور مسکرا دیے۔ عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سے زیادہ اچھی حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے اور لوگ بھی یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے نجات مل گئی، چنانچہ ابو بکرؓ بھی اپنے اہل خانہ کی طرف چلے گئے جو مقام سُنح میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں عمرؓ کی تکبیر کی آواز سُنی تو فرمایا، ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اسے نہیں مانتے پس اگر عمرؓ کا وہ قول نہ ہوتا جو انہوں نے آنحضور کی وفات کے وقت کہا تھا تو مسلمان اس بات میں شک نہ کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ لیکن عمرؓ نے آپ کی وفات کے وقت کہا، اگر میں خلیفہ بناؤں تو اس ہستی نے خلیفہ بنایا ہے۔ جو مجھ سے بہتر ہے اور اگر میں لوگوں کو یونہی چھوڑ دوں تو اس ہستی نے یوں ہی چھوڑ دیا جو مجھ سے بہتر ہے"

اس سے لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، عمرؓ کے دل میں ابو بکرؓ کے لیے کوئی عداوت نہ تھی۔

مسجد میں تشریف فرمائی

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ابو بکرؓ بن عبداللہ بن ابو ملیکہ نے بیان کیا، جب دو شنبہ کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے، اس وقت ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، جب رسول اللہ صلعم باہر نکلے تو لوگوں نے ہٹنا اور کھلنا شروع کیا، ابو بکرؓ نے سمجھے کہ لوگوں نے یہ جو کچھ کیا ہے وہ محض رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا ہے، اس لیے انہوں نے نماز پڑھانے کی جگہ سے پیچھے ہٹنا شروع کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی پشت پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا: عَلی بالنّاس، نماز پڑھاتے رہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے پہلو کی طرف بیٹھ گئے، پس آپ نے ابوبکرؓ کے دائیں ہاتھ کے پاس بیٹھ کر نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی آواز بلند کرتے ہوئے تکلم فرمایا، یہاں تک کہ آپ کی آواز مسجد کے دروازے سے باہر جا رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے:

أَيُّهَا النَّاسُ، سُعِّرَتِ النَّارُ وَأَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا تَمَسَّكُونَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ إِنِّي لَمْ أُحِلَّ إِلَّا مَا أَحَلَّ الْقُرْآنُ وَمَا أُحَرِّمْ إِلَّا حَرَّمَ الْقُرْآنُ۔

لوگو! آگ بھڑکا دی گئی ہے، اور تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند فتنوں نے رخ کر لیا ہے خدا کی قسم، تم میرے ذمے کوئی چیز نہیں رکھ سکتے۔ میں نے کوئی چیز حلال نہیں کی، بجز اس کے جو قرآن نے حلال کی اور میں نے کوئی چیز حرام نہیں کی، بجز اس کے جو قرآن نے حرام کی۔

راوی نے بیان کیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تقریر سے فارغ ہوئے تو آپ سے ابوبکرؓ نے کہا: ”اے نبی اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ اب آپ پہ اللہ کا فضل و کرم ہے۔ جیسا کہ ہم لوگ چاہتے تھے اور آج کا دن بنت خارجہ کا ہے، تو کیا میں اس کے پاس چلا جاؤں: فرمایا، ہاں، یہ کہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہو گئے اور ابوبکرؓ اپنے اہل خانہ کی طرف نکل گئے جو مقام سُنخ میں تھے۔

عباسؓ اور علیؓ

زہری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت بیان کی، اس روز علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلے تو لوگوں نے ان سے دریافت کیا:

”اے ابوحسنؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟“

جواب دیا: ”بحمد اللہ ٹھیک ہیں“۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پہ حضرت عباسؓ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

”علی! خدا کی قسم تین روز بعد تم غلام ہو جاؤ گے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پہ موت کے آثار دیکھ لیے ہیں جیسا کہ

میں بنو عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار پہچان جاتا ہوں، اس لیے تم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، اگر یہ معاملہ (یعنی امارت و خلافت کا معاملہ) ہم لوگوں کے حق میں ہے تو ہمیں یہ بات معلوم ہو جائے گی، اور اگر ہمارے سوا دوسرے لوگوں کے حق میں ہو گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں ہمیں حکم دیں گے اور ہمارے متعلق لوگوں کو وصیت فرمائیں گے۔ عبداللہ بن عباس نے آگے بیان کیا کہ علیؓ نے عباسؓ سے کہا، "خدا کی قسم۔ میں یہ نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم، اگر اس سے (امارت و خلافت سے) ہمیں منع کر دیا گیا تو پھر آپ کے بعد کوئی بھی ہمیں امارت نہ دے گا۔"

پھر اسی دن جب چاشت کا وقت خاصا ہو گیا تو آپ کی وفات ہو گئی۔"

وفات سے کچھ پہلے

مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے واپس ہو کر میرے پاس تشریف لائے اور میری گود میں لیٹ گئے اس کے بعد آل ابی بکر کے ایک آدمی میرے پاس اندر آئے، ان کے ہاتھ میں ایک ہری مسواک تھی۔ آپ نے اس کی طرف اس طرح دیکھا کہ میں سمجھ گئی، آپ اسے لینا چاہتے ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ مسواک میں آپ کو دوں، فرمایا: ہاں، میں نے مسواک لے لی۔ اسے خوب چبا کر نرم کر دیا اور آپ کو دے دی، پھر آپ نے اس سے اسی طرح مسواک کی جس طرح کہ میں ہمیشہ آپ کو کرتے دیکھتی تھی۔ پھر آپ نے اسے رکھ دیا، اور اب میں نے محسوس کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں بھاری ہوتے جا رہے ہیں، میں آپ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی تو دیکھتی کیا ہوں کہ آپ کی آنکھیں چڑھ گئی ہیں اور آپ فرما رہے ہیں:

بل الرفیق الاعلیٰ من الجنۃ   بلکہ جنت کے رفیق اعلیٰ۔

اس پر میں نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے اس چیز کو منتخب کر لیا، دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہو چکی تھی۔

مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی ہیں نے حضرت عائشہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور میرے گھر میں تھے۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں کے ساتھ سینہ کوٹنا اور ہاتھ چہرے پہ مارنا شروع کر دیا۔

عمر کی حالت

زہری نے کہا، اور مجھ سے سعید بن المسیب نے ابو ہریرہؓ کی روایت بیان کی کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا بہت سے منافقین کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے، حالانکہ خدا کی قسم آپ مرے نہیں، البتہ وہ اپنے رب کی طرف گئے ہیں، جیسا کہ موسیٰ بن عمران گئے تھے، موسیٰ بن عمران چالیس رات تک اپنی قوم سے غائب رہے اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ مر گئے ہیں، حالانکہ وہ بعد میں اپنی قوم میں واپس آگئے تھے، خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح لوٹ کر آجائیں گے، جس طرح موسیٰ لوٹ کر آگئے تھے، پھر آپ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع ہو گئی ہے۔"

ابو بکرؓ کا موقف

ابو ہریرہ نے بیان کیا، اور ابو بکر کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو وہ آئے اور مسجد کے دروازے پر رک گئے، اس وقت عمرؓ لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ مگر ابو بکرؓ کسی چیز کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر چلے گئے، آپ کا جسم اطہر گھر کے ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا اور اوپر یمنی چادر اوڑھی ہوئی تھی، ابو بکرؓ آگے بڑھے آپ کا چہرہ کھولا بڑھ کر بوسہ دیا اور کہا:

"آپ پر میرے ماں باپ قربان جو موت، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر کی تھی وہ تو آگئی، اس کے بعد آپ موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں گے۔"

اس کے بعد ابو بکرؓ نے آنحضورؐ کے چہرے پر چادر الٹ دی اور نکل کر باہر آئے۔ عمرؓ برابر تقریر کر رہے تھے، ابو بکرؓ نے کہا، عمرؓ! سہولت سے کام لو، خاموش ہو جاؤ۔ مگر عمرؓ نہ ملنے اور تقریر کرتے ہی رہے، ابو بکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش ہی نہیں ہوتے تو وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے، جب لوگوں نے ابو بکرؓ کی تقریر کی آواز سنی تو سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا، ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا

ابو بکرؓ کا خطبہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔

لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت و پرستش کرتے تھے تو سن لیں، محمد تو مر چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بے شک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ	اور محمد نہیں مگر پیغمبر، ان سے پہلے بھی رسول گزر
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ، اَفَاِنْ مَّاتَ	چکے ہیں، تو کیا اگر محمدؐ وفات پائیں گے یا قتل کر
اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ	دیئے جائیں گے۔ تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور
وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ	جو بھی الٹے پاؤں پھر جائے گا، وہ اللہ کا ذرہ
يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ	برابر کبھی نقصان نہ پہنچائے گا اور اللہ تعالے
الشّٰكِرِيْنَ۔	شکر گزاروں کو عنقریب جزا وخیر دے گا۔“

ابوہریرہؓ کہتے ہیں، خدا کی قسم! لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔ جب اس موقع پر ابوبکرؓ نے اسے تلاوت کیا تب لوگوں کو معلوم ہوا اور ابوبکرؓ سے اس آیت کو یاد کر لیا۔ پھر تو یہ آیت ہر خاص و عام کے زبان زد تھی، ابوہریرہ آگے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا:

خدا کی قسم! یہ وہ آیت ہے کہ میں نے ابوبکرؓ ہی کو تلاوت کرتے سنا، پھر مجھ پر اتنی دہشت طاری ہوئی کہ میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے اور اب میں سمجھ گیا کہ واقعی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے۔“

باب ۱۷۶

سقیفہ بنی ساعدہ

اختلاف و انتشار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوتے ہی ایک طرف انصار کا گروہ جو سعد بن عبادہ سے متعلق تھا، سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہوا۔ دوسری طرف علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام اور طلحہؓ بن عبید اللہ فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہوئے تیسری طرف باقی مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس مجتمع ہو گئے اور ان کے ساتھ بنو عبد الاشہل کو لے کر اسید بن حضیر بھی شامل ہو گئے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے کہا انصار کا یہ گروہ سعد بن عبادہ کی سرکردگی میں سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہو گیا ہے۔ "پس اگر آپ کوئی ضرورت سمجھتے ہیں تو اس سے پہلے کہ معاملہ آگے بڑھ جائے، مل کر بات کریں اور ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں پڑے ہیں ان کے معاملے سے فراغت نہیں ہوئی۔ آپ کے اہل خانہ نے دروازہ بند کر لیا ہے۔" (کیونکہ لوگ زیارت کے لیے ہجوم کر کے آ رہے تھے اور غسل و تکفین کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا) عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا، ہمیں ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو، دیکھیں وہ کیا چاہتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن عوف کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا، سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے مجھ سے علی الترتیب ابن شہاب زہری، اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کے واسطے سے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی، کہ مجھے عبد الرحمٰن بن عوف نے خبر دیتے ہوئے بتایا، اور ان کے مکان واقع منیٰ میں ان کا انتظار کر رہا تھا اور وہ عمرؓ کے پاس گئے ہوئے تھے جب عمرؓ اپنا آخری حج کر رہے تھے۔ پھر عبد الرحمٰن بن عوف عمرؓ کے پاس سے واپس آئے اور مجھے منیٰ کے مکان میں انتظار کرتا ہوا پایا، اور میں انہیں قرآن پڑھایا کرتا تھا، مجھ سے عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا، کاش تم اس آدمی کو دیکھتے جو امیر المومنین کے پاس آیا اور اس نے کہا، "کیا تمہیں اس فلاں شخص کے لیے کچھ اختیار ہے جو کہتا ہے کہ "خدا کی قسم" اگر عمر بن الخطاب مر جائے تو میں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔ خدا کی قسم، ابوبکرؓ کی بیعت تو محض وقتی تھی جو پوری ہو گئی۔" عبد الرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ اس پر عمرؓ غضبناک ہو گئے اور کہا، انشاء اللہ

میں آج شام ہی کو لوگوں کے سامنے انہیں متنبہ کروں گا کہ یہ لوگ اس بات کا ارادہ کر رہے ہیں حکومت پر غاصبانہ قبضہ کر لیں۔ اس پر میں نے (عبدالرحمٰن نے) کہا، اے امیرالمومنین ایسا نہ کیجئے، یہ حج کا زمانہ ہے، ہر طرح کے لوگ یہاں موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ یہی لوگ آپ سے زیادہ قریب ہوں گے، جب آپ لوگوں میں کھڑے ہوں گے، اور مجھے یہ اندیشہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کھڑے ہو کر کوئی بات کہیں گے تو یہی لوگ اسے لے اڑیں گے اور ہر طرف پھیلائیں گے۔ اور آپ کی جو اصل بات ہو گی اسے صحیح طور پر محفوظ نہ رکھ سکیں گے۔ بے محل ان باتوں کو اڑاتے پھریں گے، اس لیے آپ ابھی ٹھہریں اور مدینہ پہنچیں، کیونکہ مدینہ دارالسنۃ (جہاں رسول اللہ کے طریقے رائج ہیں) ہے، وہاں اشراف اور اہل فہم چن کر اکٹھے ہو گئے ہیں، اس لیے مدینہ میں آپ جو کچھ کہیں گے پوری قدرت سے کر سکیں گے، "عبدالرحمٰن بن عوف آگے بیان کرتے ہیں کہ پھر عمرؓ نے کہا "ٹھیک ہے، خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر پہلے ہی موقع پر میں کھڑے ہو کر اپنی بات کروں گا۔

عمرؓ کا ایک خطبہ

ابن عباس نے بیان کیا پھر ذی الحجہ کے آخر میں ہم لوگ مدینہ واپس ہوئے جمعہ کا دن ہوا، تو سورج ڈھلتے ہی میں نے اپنی روانگی میں عجلت کی اور وہاں جا کر سعید بن زید بن عمر بن نفیل کو منبر کے ستون کے پاس بیٹھا ہوا پایا، میں بھی ان سے لگ کر بیٹھ گیا میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے مس کر رہا تھا، تھوڑی ہی دیر میں عمرؓ بن خطاب باہر نکلے، میں نے انہیں آتا ہوا دیکھا تو سعید بن زید سے کہا، آج عمرؓ منبر پر بیٹھ کر وہ باتیں کہیں گے۔ جو انہوں نے اپنے خلافت کے زمانے میں اب تک نہیں کہی تھیں۔ سعید بن زید نے میری بات کو عجیب سا سمجھا اور کہا، یہ نہیں ہو گا، کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں جو اس سے پہلے انہوں نے نہ کہی ہو۔ بہر حال عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے، اور جب اذان دینے والے خاموش ہو گئے تو کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

اما بعد، میں آج تمہارے سامنے ایسی باتیں کہنے والا ہوں کہ میرے لیے مقدر کیا گیا ہے، میں یہ باتیں تم سے کہوں اور میں نہیں جانتا مگر شاید یہ باتیں میری آخری باتیں ہوں۔ اس لیے جو شخص انہیں سمجھے اور محفوظ رکھ سکے، اسے چاہیے کہ وہ انہیں وہاں تک لے جائے جہاں تک اس کی سواری اسے لے جا سکے، اور جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ ان باتوں کو محفوظ نہ رکھ سکے گا تو اسے جائز نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے، (اور غلط بیانی کر کے غلط فہمی پھیلائے) اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی، پس جو قرآن آپ پر اللہ

تعالیٰ نے نازل کیا، اس میں آیۂ رجم بھی ہے، ہم سب نے وہ آیت پڑھی ہے۔ اسے سکھایا ہے اور محفوظ رکھا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی سزا دی ہے، آپ کے بعد ہم لوگوں نے بھی رجم کی سزا اس کے سزاوار لوگوں کو دی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر ایک طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہنے والا یہ نہ کہنے لگے " ہم تو کتاب اللہ میں خدا کی قسم، آیۂ رجم، نہیں پاتے، اور اسی طرح وہ ایک ایسے فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، کتاب اللہ میں رجم کی سزا ان مردوں اور عورتوں کے لیے ثابت ہے جو شادی شدہ ہونے کی حالت میں زنا کا ارتکاب کریں اور اس پر شہادت قائم ہو گئی ہو، یا حمل کا استقرار ہو گیا، یا زانی یا زانیہ نے خود زنا کا اعتراف کر لیا ہو۔

پھر کتاب اللہ میں ہم جو کچھ پڑھتے ہیں، اس میں ہم یہ بھی پڑھتے تھے کہ:

لا ترغبوا عن اٰباءکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن اٰباءکم۔

یعنی تم لوگ اپنے باپ دادا سے پھر و نہیں، کیونکہ تمہارا اپنے باپ دادا سے پھرنا تمہارے لیے کفر کی بات ہے۔"

مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لا تطرونی کما اطری عیسی ابن مریم و قولو عبد اللہ و رسولہ۔

یعنی تم لوگ مبالغہ آمیز تعریف کے پل مت باندھو جیساکہ عیسیٰ ابن مریم کی مبالغہ آمیز تعریف کی گئی اور صرف یہ کہو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

⁂ ⁂ ⁂

پھر یہ چیز ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے، فلاں شخص نے کہا ہے: خدا کی قسم، اگر عمر بن خطاب مرجاتے تو میں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔" کسی کو اس کا یہ کہنا دھوکے میں نہ رکھے کہ ابوبکرؓ کی بیعہ محض دفع وقتی کے لیے تھی، بے شک وہ ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے ہمیں بچایا، اور تم میں کوئی بھی ابوبکر جیسا نہیں، جس کی طرف گردنیں جھک جائیں، پس جس شخص نے بغیر مسلمانوں کے مشورے کے کسی بھی شخص سے بیعت کی، اس کی اس بیعت کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ اس بیعت کا اعتبار ہوگا کہ جماعت سے قطع نظر کر کے دو آدمیوں نے آپس میں بیعت کر لی ہو، پھر جماعت کی طرف سے ان دونوں کو قتل کا مستحق سمجھا گیا ہو۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع یہ ہم سب کو معلوم ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور

اپنے اشراف کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور ہم سے علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام اور ان لوگوں نے جو ان دونوں کے ساتھ تھے، تخلف کیا (اور پیچھے ہٹ گئے) اور مہاجرین ابو بکرؓ کے پاس جمع ہو گئے اور اس وقت میں نے ابو بکرؓ سے کہا۔ ہمیں ہمارے ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو، آخر کار ہم لوگ ان کا قصد کر کے جا رہے تھے کہ ہمیں انصار میں سے ان کے دو صالح آدمی ملے، پھر ان دونوں نے ہمیں بتایا کہ انصار کس معاملے پر متفق ہو گئے ہیں، اور ان دونوں نے کہا، اے گروہ مہاجرین! کدھر کا ارادہ ہے، ہم نے انہیں بتایا کہ انصاری بھائیوں سے ملنے کے ارادے سے نکلے ہیں، انہوں نے کہا، نہیں نہیں، اے گروہ مہاجرین! تم انصار کے پاس نہ جاؤ۔ اپنے معاملات (امارت و خلافت کے معاملے) کا خود فیصلہ کر لو، مگر میں نے کہا، خدا کی قسم، ہم ان سے ضرور ملیں گے۔

خطیب انصار کی تقریر

بہرحال ہم لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر ان سے ملے۔ وہاں دیکھا کہ ان کے درمیان ایک شخص چادر میں لپٹا ہوا بیٹھا ہے۔"

میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا "یہ سعدؓ بن عبادہ ہیں۔" میں نے پوچھا: انہیں کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا، وہ بیمار ہیں، پھر جب ہم لوگ بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے کھڑے ہو کر توحید و رسالت کی شہادت دی اور اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثنا کی پھر کہنا شروع کیا:

"امابعد، ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے گروہ مہاجرین، تم ہمیں میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم کی ایک جماعت چل کر ہمارے پاس آئی، لیکن دیکھتے کیا ہیں، اب ان کا ارادہ یہ ہے کہ ہماری اصل سے کٹ کر الگ ہو جائیں اور ہم سے امارت غصب کر لیں۔

ابو بکرؓ کے ارشادات

پھر جب ان کا خطیب خاموش ہو گیا تو میں نے چاہا کہ جواب دوں اور اپنے دل میں ایک ایسی تقریر تیار کر لی جو مجھے خود پسند آ رہی تھی میں نے ارادہ کیا کہ یہ تقریر ابو بکرؓ کے سامنے پیش کروں اور ابو بکرؓ کے معاملے میں اپنی تیزی کو کم کر کے ان کی مدارات کیا کرتا تھا، ابو بکرؓ نے کہا، عمرؓ ذرا سہولت سے کام لو، اور یہ میں نے پسند نہ کیا کہ ان سے اپنی ناراضی اظہار کروں، بہر حال ابو بکرؓ مجھ سے زیادہ صاحب علم اور باوقار آدمی تھے۔ انہوں نے تقریر شروع کی اور خدا کی قسم کوئی ایسا کلمہ نہ چھوڑا، جو میں نے اپنے دل میں خوب سنوار کر تیار کیا ہو اور جو مجھے پسند آیا ہو جسے انہوں نے اسی کے جیسا، یا اس سے بھی زیادہ افضل کلمہ فی البدیہہ نہ کہا ہو، ان کی تقریر ختم ہوئی اور وہ خاموش ہو گئے۔ ابو بکرؓ نے کہا، تم نے اپنے اندر جس خیر و فلاح

کا ذکر کیا ہے واقعی تم اس کے اہل ہو، مگر عرب کسی طرح بجز قریش کے اس خاندان کے کسی بھی فرد کو امارت و خلافت کے لائق نہیں مان سکتے، قریش اپنے نسب اور اپنے شہر (مکہ) کے لحاظ سے عربوں میں سب سے زیادہ اشرف و اعلیٰ ہیں اور میں تم لوگوں کے مفاد میں ان دو آدمیوں میں سے کسی بھی ایک کے لیے راضی ہوں، پس ان میں سے جس سے بھی چاہو بیعت کر لو اور ابوبکرؓ نے میرا (عمرؓ کا) ہاتھ اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور ابوعبیدہ بن جراح ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکرؓ کی کہی ہوئی کوئی بات مجھے ناگوار نہیں ہوئی۔ بجز اس بات کے (کہ انہوں نے میرا نام اپنے ہوتے ہوئے امارت کے لیے پیش کیا) خدا کی قسم، یہ چیز کہ میں آگے بڑھوں اور میری گردن تلوار سے مار دی جائے، جو مجھے گناہ سے قریب نہ کرے، مجھے اس چیز سے زیادہ پسند تھی کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں، اس کا امیر میں بنوں۔"

ابوبکرؓ سے بیعت

عمرؓ نے بیان کیا، ایک کہنے والے انصاری نے کہا۔ میں انصار کا وہ تسکین بخش سہارا ہوں، جس کی رائے پر انہیں تشفی اور جس کی موجودگی سے انہیں راحت ہوتی ہے، اور میں اس کا وہ پھل دار درخت ہوں، جسے یہ لوگ ٹیک دیتے ہیں، اے قریش ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم میں سے ہونا چاہیئے۔" عمرؓ فرماتے ہیں، پھر تو وہ تو تو، میں میں اور شور و غل ہوا اور وہ آوازیں بلند ہوئیں کہ مجھے جھگڑے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ میں نے کہا:

ابوبکر! اپنا ہاتھ بڑھاؤ، ابوبکر نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو (سب سے پہلے) میں نے ان سے بیعت کی، پھر مہاجرین نے بیعت کی، پھر انصار نے بیعت کی اور ہم سب سعدؓ بن عبادہ پر اچھل پڑے اور انہیں روند ڈالا، ان میں سے کسی نے کہا، تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، اس پر میں نے کہا: سعد بن عبادہ کو اللہ قتل کرے۔"

دو انصاری

زہری نے کہا، مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ انصار کے جو دو آدمی ابوبکرؓ اور عمرؓ کو سقیفہ جاتے وقت ملے تھے، ان میں ایک عویم بن ساعدہ تھے۔ اور دوسرے معن بن عدی۔ اخو بنو العجلان۔ جہاں تک عویم بن ساعدہ کا تعلق ہے، یہ وہ ہیں کہ روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ وہ لوگ کون ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے:

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۔	ان میں وہ لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ پاک و صاف رہیں

الآیۃ۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

* * *

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان میں پہلا آدمی عویم بن ساعدہ ہے۔"

اور جہاں تک معن بن عدی کا معاملہ ہے تو روایت کے مطابق جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ لوگ آپ کے لیے رو رو کر رہے تھے۔ خدا کی قسم آپ سے پہلے ہی ہم لوگ مرجاتے، ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کے بعد ہم فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں۔" اس وقت معن بن عدی نے فرمایا، "لیکن خدا کی قسم، میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آپ سے پہلے میں مرجاتا، جب تک کہ آپ کے مرنے کے بعد بھی ان کی تصدیق نہ کر دیتا۔ جیسا کہ میں نے آپ کی تصدیق آپ کی زندگی میں کی تھی۔" (اس سے ان کا مرتبہ ظاہر ہے) پھر معن بن عدی، ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کے وقت یمامہ میں شہید ہوئے۔

بیعت عام

اور مجھ سے زہری نے انس بن مالک کی روایت بیان کی کہ جب سقیفہ میں ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی اور اس کا دوسرا دن ہوا، تو ابوبکرؓ منبر پر بیٹھ گئے اور عمرؓ کھڑے ہو گئے۔ پھر ابوبکرؓ سے پہلے عمرؓ نے تقریر کی، پہلے اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا:

لوگو! میں نے کل (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر) تمہارے سامنے ایک تقریر کی تھی۔ جو کتاب اللہ سے ماخوذ نہ تھی، جسے میں نے پڑھا ہے اور جو ایسی چیز بھی نہ تھی جس کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کیا ہو، بلکہ بات یہ تھی کہ میں نے خیال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی ہمارے امور کا انتظام کرنا ہے۔ یعنی آپ ہم سب میں آخری (مرنے والے) شخص ہوں گے، اور درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر اپنی وہ کتاب باقی رکھی ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی ہے۔ پس اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت اسی طرف کرے گا جس طرف اس نے اپنے نبی کریم کو ہدایت کی تھی۔ اور (اب) اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر خلافت کو ایسے شخص پر لا ڈالا ہے، جو تم میں سب سے بہتر اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جس وقت یہ دونوں (رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ غار میں تھے تو اس وقت کے ثانی اثنین (دو آدمیوں میں دوسرے نمبر کا آدمی) تھے۔ اس لیے تم سب کھڑے ہو کر ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔ چنانچہ بیعت سقیفہ کے بعد (اس موقع پر) لوگوں نے ابوبکرؓ سے عام بیعت کی۔

ابوبکر کا خطبہ (عمرؓ کے بعد) ابوبکرؓ نے تقریر کی، (پہلے) اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا:

اما بعد، لوگو! میں بے شک تمہارا والی (امیر و خلیفہ) بنا دیا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو تم لوگ میری اعانت کرنا، اور اگر برا کام کروں تو مجھے سیدھا کر دینا، سچائی (ہر شخص کے لیے ایک) امانت ہے، اور جھوٹ خیانت (کا دوسرا نام) ہے۔ تم میں جو کمزور و ضعیف ہیں وہ میرے نزدیک اس وقت تک قوی اور طاقتور ہیں، جب تک میں ان کا حق انہیں راحت کے ساتھ نہ دلوا دوں گا۔ انشاء اللہ اور تم میں جو قوی و طاقتور ہیں وہ میرے نزدیک اس وقت تک کمزور رہیں گے جب تک میں ان سے حق واپس نہ لے لوں گا، انشاء اللہ، جس قوم نے بھی اللہ کے راستے میں جہاد چھوڑا اللہ نے اس پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی، اور جب بھی کسی قوم میں بدکاری پھیلی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں مصیبت و بلاء کو عام کر دیا، تم...... اس وقت تک میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے لگوں تو میری کوئی اطاعت تم پر واجب نہیں، اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر اپنا رحم فرمائے"۔

ابن اسحٰق نے کہا: اور مجھ سے حسین بن عبداللہ نے عکرمہ کے واسطے سے عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی خدا کی قسم! میں عمرؓ کے ساتھ ان کی خلافت کے زمانے میں چلا جا رہا تھا جب وہ اپنی کسی ضرورت کے لیے جا رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں تازیانہ تھا اور ان کے ساتھ میرے سوا کوئی نہ تھا، وہ اپنے آپ سے باتیں کرتے جاتے اور تازیانہ اپنے قدم کے اوپر کے حصے پر مارتے جاتے تھے، اسی اثناء میں میری طرف ملتفت ہوئے اور کہا، ابن عباس! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت میں نے جو تقریر کی تھی اس پر مجھے کس چیز نے ابھارا تھا؟" میں نے عرض کیا، میں نہیں جانتا، امیر المومنین آپ ہی جانتے ہیں، عمرؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم، اس پر جس چیز نے مجھے ابھارا تھا وہ محض یہ بات

تھی کہ میں یہ آیت پڑھا کرتا تھا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا — یعنی اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال پسند قوم بنایا

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ — تاکہ تم (اور اقوام و ملل کے) لوگوں پر گواہ بن

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا — سکو اور رسول تمہارے اوپر گواہ بن سکیں)

پس خدا کی قسم، میں یہی خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں زندہ رہیں گے، یہاں تک کہ وہ اپنی امت کے آخری اعمال کے سلسلے میں امت پر گواہی دے سکیں، بس یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے اس تقریر پر آمادہ کیا جو میں نے اس موقع پر کی تھی۔

باب ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

غسل دینے والے لوگ

ابن اسحٰق نے کہا، پھر جب ابو بکرؓ سے بیعت لے لی گئی (اور لوگ اس مسئلے سے فارغ ہو گئے) تو سہ شنبہ کو رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے: پس مجھ سے ہمارے علماء میں سے عبداللہ بن ابی بکرؓ، حسین بن عبداللہ وغیرہم نے بیان کیا کہ علیؓ ابن ابی طالب، عباسؓ بن عبدالمطلب۔ فضل بن عباس، قثمؓ بن عباس، اسامہؓ بن زید اور شقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ ہیں جو آپ کو غسل دینے کے لیے مقرر ہوئے اور اوس بن خولی۔ بنو عوف بن خورج کے ایک فرد نے علیؓ ابن ابی طالب سے کہا، اے علیؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں ہمارا بھی حصہ ہے، یہ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بدر میں سے تھے۔ علیؓ نے ان سے کہا: اچھا اندر آؤ۔ اوس اندر داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں حاضر رہے۔ پھر علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے سہارا دیا، اور عباسؓ، فضلؓ، اور قثمؓ آپ کو علیؓ کے ساتھ پلٹتے رہے اور اسامہؓ بن زیدؓ اور آپ کے مولی شقران دونوں وہ آدمی تھے، جو آپ پر پانی ڈال رہے تھے، اور علیؓ آپ کو سینے سے لگا کر غسل دے رہے تھے اور آنحضور صلعم کے اوپر آپ کی قمیص تھی، جس سے علیؓ آپ کے پیچھے سے آپ کے بدن کو اس طرح مل رہے تھے کہ علیؓ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لگ نہیں رہا تھا۔ غسل دیتے وقت علیؓ کہتے جاتے تھے کہ "آپ پر میرے ماں باپ قربان زندگی میں بھی آپ کتنے اچھے معلوم ہوتے تھے اور مرنے کے بعد بھی آپ کتنے اچھے معلوم ہو رہے ہیں اور میت میں جو چیز عموماً دیکھی جاتی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی نہ تھی۔

غسل کس طرح دیا گیا؟

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کے واسطے سے حضرت عائشہ کی روایت بیان کی حضرت عائشہؓ نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا لوگوں نے ارادہ کیا تو اس میں ان کا اختلاف پیدا ہوا۔ لوگوں نے کہا، خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ (غسل دیتے وقت) رسول اللہ صلعم

کے کپڑے اتار دیے جائیں جیسا کہ عام طور پر ہم لوگ میت کے کپڑے اتار دیتے ہیں، یا یہ کہ آپ کو مع کپڑوں کے غسل دیا جائے؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب یہ اختلاف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی، یہاں تک کہ ان میں کوئی بھی ایسا آدمی نہ تھا۔ جس کی ٹھوڑی (نیند کے غلبے کے باعث اس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو۔" حضرت عائشہ آگے فرماتی ہیں کہ پھر یہ لوگ بیدار ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح غسل دیا کہ آپ کی قمیص بدن پر رہی، قمیص کے اوپر ہی سے پانی ڈالتے رہے اور اس طرح آپ کا بدن ملتے رہے کہ قمیص بیچ میں حائل رہی۔"

تکفین

ابن اسحٰق نے کہا، پھر جب آپ کے غسل سے فراغت ہوئی تو آپ کو تین کپڑوں یعنی دو کپڑے صحاری (جو مقام صحار کے بنے ہوئے تھے) اور ایک حبری چادر کا کفن بنایا گیا اور ان میں آپ کو کفنا دیا گیا۔ جیسا کہ مجھ سے جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا علی بن حسین اور زہری نے بھی علی بن حسین کی روایت بیان کی ہے۔

آپ کی قبر

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبداللہ نے عکرمہ کے واسطے سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی، ابن عباس نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودنے کا ارادہ کیا گیا اور ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طرز پر قبر کھود رہے تھے۔ اور دوسری طرف ابو طلحہ زید بن سہل تھے جو اہل مدینہ کے طرز پر قبر کھود رہے تھے اور یہ لحدی قبر تھی (اس وقت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلایا، ایک سے کہا، تم ابو عبیدہ بن جراح کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا تم ابو طلحہؓ کے پاس جاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کا انتخاب کر دو جو صاحب ابو طلحہؓ کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ابو طلحہ نے لحدی قبر کھود رکھی تھی۔

نماز جنازہ اور تدفین

پھر جب سہ شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ کو آپ کے گھر میں ایک سریر (تخت کے قسم کی چیز) پر رکھا گیا۔ اس وقت مسلمان آپ کے دفن کرنے کے مسئلے میں مختلف الرائے ہو رہے تھے۔ ایک نے کہا، ہم آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کریں گے اور دوسرے نے کہا نہیں، بلکہ ہم آپ کو آپ کے صحابہ کے ساتھ دفن کریں گے۔" ابو بکرؓ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ:

ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض — جس نبی کی بھی روح قبض ہوئی ہے اسے اسی جگہ

دفن کیا گیا ہے، جس جگہ اس کی روح قبض کی گئی تھی)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بستر پر وفات پائی تھی، اسے اٹھایا گیا اور وہیں قبر کھودی گئی، بعد ازیں مردوں کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت کے بعد تیسری جماعت اسی طرح تمام مردوں نے اندر آآ کر نماز جنازہ پڑھی، جب مرد نماز سے فارغ ہوئے تو عورتیں داخل ہوئیں اور انہوں نے اسی طرح نماز جنازہ ادا کی اور جب یہ فارغ ہوئیں، تو بچے داخل کیے گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں امامت کسی نے نہیں کی پھر آپ کو چہار شنبہ (بدھ) کی نصف شب کے وقت دفن کر دیا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عمارہ اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی کہ چہار شنبہ کی نصف شب میں (آپ کو دفن کیا گیا۔)

قبر میں اتارنے والے لوگ

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے وہ علی ابن ابی طالب، فضلؓ بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ اور شقران مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اس موقع پر بھی اوس ابن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا، اے علیؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارا بھی حصہ ہے۔" علیؓ نے کہا تو تم بھی قبر میں اتر آؤ۔" چنانچہ اوس بھی قبر میں اتر گئے، جب آپ کے مولیٰ شقران نے آپ کو قبر میں رکھا اور قبر بنانا شروع کی تو آپ کی وہ چادر (قطیفہ) بھی لے کر قبر میں رکھ دی، جسے آپ پہنتے اور فرش کے طور پر استعمال کرتے تھے، اس وقت شقران نے کہا، خدا کی قسم، آپ کے بعد اب اسے کوئی بھی نہ پہنے گا۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے پھر وہ چادر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری شخص

اور مغیرہ بن شعبہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ یعنی مغیرہ

احدث الناس عهدًا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لوگوں میں سب سے زیادہ حضور اکرم کے آخری حالات جاننے والے ہیں)۔

یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی انگوٹھی لے کر آپ کی قبر میں ڈال دی اور کہا کہ مجھ سے میری انگوٹھی گر گئی ہے حالانکہ میں نے یہ انگوٹھی عمداً پھینکی تھی تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مس کر لوں اور پھر احدث

الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاؤں (لوگوں میں سب سے زیادہ حضور اکرم کے آخری حالات کا جاننے والا سمجھا جاؤں)۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ابو اسحاق بن یسار نے مقسم ابو القاسم مولی عبداللہ بن حارث بن نوفل کے واسطے سے اپنے مولی عبداللہ بن حارث کی روایت بیان کی، انہوں نے کہا، میں نے عمرؓ یا حضرت عثمان کے زمانے میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ عمرہ کیا علی ابن ابی طالب۔ اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے یہاں ٹھہرے، اور جب عمرہ کر کے فارغ ہوئے تو واپس آئے، پھر غسل کا پانی ڈالا گیا اور غسل کر لیا، غسل سے فارغ ہوئے تو ان کے پاس اہل عراق کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے پوچھا، اے ابو حسن! ہم لوگ آپ سے ایک معاملے کے متعلق سوال کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمیں اس کے بارے میں باخبر فرمائیں۔ علیؓ نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ احدث الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (لوگوں میں سب سے زیادہ حضور اکرمؐ کے آخری حالات جاننے والے ہیں۔) لوگوں نے کہا، جی ہاں ایسی مسئلہ ہم لوگ آپ سے دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔

علیؓ نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتا ہے، پھر فرمایا، احدث الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قثم بن عباس ہیں (لوگوں میں سب سے زیادہ حضور اکرمؐ کے آخری حالات جاننے والے ہیں)

آخری ارشادات

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے صالح بن کیسان نے زہری کے واسطے سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت بیان کی کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کرتے ہوئے کہا، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد اور مرض شدید ہوا تو اس وقت آپ کے اوپر سیاہ خمیصہ (وہ اونی کپڑا یا چادر جس پر نشانات بنے ہوئے تھے) پڑی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس چادر کو اپنے چہرے پر رکھ لیتے تھے اور کبھی ہٹا دیتے تھے: اور فرماتے جاتے تھے۔

قاتل اللہ قوما اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد	اللہ تعالیٰ اس قوم کو نابید کرے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔)

آپ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں آپ کی اُمت بھی ایسا نہ کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا، اور مجھ سے صالح ابن کیسان نے زہری کے واسطے سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت بیان کی کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کرتے ہوئے کہا، وہ عہد جو آپ نے

سب سے آخر وقت میں کیا یہ تھا کہ آپ نے فرمایا:

لا یترک بجزیرۃ العرب دینان — یعنی جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہنے پائیں۔

فتنہ ارتداد اور اس کا استیصال

ابن اسحٰق نے کہا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو یہ مسلمانوں کے لیے ایک عظیم مصیبت تھی۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا، حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب لوگ مرتد ہونا شروع ہو گئے، یہودیت، نصرانیت ابھرنے لگی، نفاق ظاہر ہونے لگے اور مسلمانوں کا حال ان بکریوں کے مانند ہو گیا جو جاڑے کی رات میں تتر بتر ہو گئی ہوں۔ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی کے باعث ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو ابو بکرؓ پر جمع کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ابو عبیدہ وغیرہ اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اہل مکہ کی اکثریت نے اسلام سے پھر جانے کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ عتاب بن اُسید خائف ہو کر چھپ گئے (عتاب بن اُسید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ کے والی تھے اور ان کی حکومت مکہ پر قائم تھی) بہر حال سہیل بن عمرو کھڑے ہوئے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا، اور کہا، اس چیز نے اسلام کی قوت کو کم نہیں، زیادہ ہی کیا ہے چنانچہ ہم جسے بھی دیکھیں گے اس کی گردن تلوار سے اُڑا دیں گے۔ پھر لوگ اسلام کی طرف رجوع کرنے لگے اور جو انھوں نے ارادہ کیا تھا، اس سے باز آ گئے اور عتاب ابن اُسید ظاہر ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے یہ جو فرمایا تھا کہ انہ عسی ان یقوم مقاما لا تذمہ یعنی وہ وقت قریب ہے یہ ایک ایسے "مقام" پر کھڑے ہوں گے کہ تم ان کی مذمت نہ کر سکو گے، اس سے در اصل آپ کی مراد اسی مقام سے تھی۔

باب ۱۴۸

حسّان بن ثابت کے ماتمی اشعار

پہلا مرثیہ

حسّانؓ بن ثابت نے یہ اشعار کہے جن میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آہ و بکا کرتے ہیں جیسا کہ ہم سے ابن ہشام نے ابو زید انصاری کی روایت بیان کی ہے:

بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلرَّسُولِ وَمَعْهَدُ — مُنِيرٌ وَقَدْ تَعْفُو الرُّسُومُ وَتَهْمَدُ

وَلَا تَمْتَحِي الْآيَاتُ مِنْ دَارِ حُرْمَةٍ — بِهَا مِنْبَرُ الْهَادِي الَّذِي كَانَ يَصْعَدُ

وَوَاضِحُ آثَارٍ وَبَاقِي مَعَالِمٍ — وَرَبْعٌ لَهُ فِيهِ مُصَلًّى وَمَسْجِدُ

بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ يَنْزِلُ وَسْطَهَا — مِنَ اللهِ نُورٌ يُسْتَضَاءُ وَيُوقَدُ

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل و مقام کے ہمیشہ روشن رہنے والے آثار ہیں، جب دوسرے لوگوں کے نام و نشان پرانے ہو کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اس قابل احترام مقام کی نشانیاں کبھی نہیں مٹ سکتیں، جس میں ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ منبر موجود ہے جس پر آپ چڑھ کر تقریر فرماتے تھے، جس میں آپ کے کھلے ہوئے اثرات اور ہمیشہ باقی رہنے والی یادگاریں ہیں اور آپ کا وہ مقدس گھر ہے، جس میں آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور آپ کی سجدہ گاہ ہے، اور جس میں آپ کے وہ مکانات موجود ہیں، جن کے بیچ میں اللہ کا نور نازل ہوتا تھا، جسے بھڑکا کر خوب روشنی حاصل کی جاتی تھی۔

مَعَارِفُ لَمْ تُطْمَسْ عَلَى الْعَهْدِ آيُهَا — أَتَاهَا الْبِلَى فَالْآيُ مِنْهَا تَجَدَّدُ

یہاں وہ علوم و معارف رہ چکے ہیں جن کی آیات کبھی نہ مٹائی جا سکیں، ان میں کہنگی آتی تو یہ آیات نو بنو ہو کر آنے لگتیں۔

عَرَفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُولِ وَعَهْدَهُ — وَقَبْرًا بِهَا وَارَاهُ فِي التُّرْبِ مُلْحِدُ

میں نے اس مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں اور آثار پائے ہیں اور اب اس میں وہ قبر دیکھی ہے، جس کی مٹی میں قبر میں اتارنے والوں نے

آپ کو چھپا دیا ہے۔

ظَلِلْتُ بِهَا أَبْكِي الرَّسُولَ فَأَسْعَدَتْ عُيُونٌ وَمِثْلَاهَا مِنَ الْجَفْنِ تُسْعِدُ

اب میں اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو رہا ہوں اور آنکھوں نے میری اعانت کی ہے، اور ان آنکھوں سے بھی دو مثل پلکیں میرا ساتھ دے رہی ہیں۔

يُذَكِّرْنَ آلَاءَ الرَّسُولِ وَمَا أَرَى لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِي فَنَفْسِي تَبَلَّدُ

مُفَجَّعَةً قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ أَحْمَدٍ فَظَلَّتْ لِآلَاءِ الرَّسُولِ تُعَدِّدُ

وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيرَهُ وَلَكِنْ لِنَفْسِي بَعْدُ مَا قَدْ تَوَجَّدُ

أَطَالَتْ وُقُوفًا تَذْرِفُ الْعَيْنُ جُهْدَهَا عَلَى طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِي فِيهِ أَحْمَدُ

عورتیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتوں اور برکتوں کی یاد دلا رہی ہیں، اور میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں میری ذات تو آپ کی نعمتوں اور برکتوں کو شمار کرنے سے قاصر ہے اور میں تو بالکل ششدر و حیران ہو رہا ہوں، سخت دردمند ہو رہا ہوں اور مجھے تو احمد مجتبیٰ کے کھو جانے نے بالکل نڈھال کر دیا ہے (اسی حیرانی اور نڈھال پن میں) میں ان نعمتوں اور برکتوں کو شمار کر رہا ہوں، ورنہ میری ذات کسی ایک معاملے کی نعمتوں کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتی، مگر آہ آپ کے بعد مجھے تو سخت حزن و ملال لاحق ہو گیا ہے۔ میرا دل طویل مدت سے کھڑا میری آنکھوں سے پوری طاقت کے ساتھ، اس قبر کے نشان پر جس میں احمد مصطفیٰ دفن کر دیے گئے ہیں، آنسو بہا رہا ہے۔

فَبُورِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكَتْ بِلَادٌ ثَوَى فِيهَا الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ

اے قبر رسول! تجھے برکت حاصل ہو گئی ہے اور اس بلاد کو برکت حاصل ہو گئی ہے جس میں ہادی مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھکانا لیا ہے۔

وَبُورِكَ لَحْدٌ مِنْكَ ضُمِّنَ طَيِّبًا عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِنْ صَفِيحٍ مُنَضَّدُ

اور اے قبر رسول! تیری لحد بابرکت ہو گئی ہے جس نے ایک پاک و طیب ہستی کو اپنے اندر لے لیا ہے اور جسے اوپر چوڑے چوڑے پتھروں کو تہ بہ تہ رکھ کر بنا دیا گیا ہے۔

تَهِيلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ أَيْدٍ وَأَعْيُنٌ عَلَيْهِ وَقَدْ غَارَتْ بِذَلِكَ أَسْعُدُ

اور جس پر لوگوں کے ہاتھ مٹی ڈال رہے تھے اور آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں،
جب اس طور سے نیک بختیاں اندر دفن ہو رہی تھیں۔

لَقَدْ غَيَّبُوا حِلْمًا وَعِلْمًا وَرَحْمَةً عَشِيَّةَ عَلَّوْهُ الثَّرَى لَا يُوَسَّدُ

لوگوں نے علم و بردباری کو، علم و معرفت کو، اور رحمت و برکت کو اس رات میں غائب کر دیا جب لوگ آپ کے اوپر وہ مٹی کا ڈھیر چڑھا رہے تھے جس میں کوئی فرش تک نہ بچھایا گیا تھا۔

وَرَاحُوا بِحُزْنٍ لَيْسَ فِيهِمْ نَبِيُّهُمْ وَقَدْ وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُورٌ وَأَعْضُدُ

اور یہ غم زدہ لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ اب ان میں ان کے نبی نہیں، اور اب ان کی کمریں اور بازو بالکل کمزور ہو گئے ہیں۔

يُبَكُّونَ مَنْ تَبْكِي السَّمٰوٰتُ يَوْمَهُ وَمَنْ قَدْ بَكَتْهُ الْأَرْضُ فَالنَّاسُ أَكْمَدُ

یہ لوگ اس ہستی پر رو رہے تھے جس پر اس کی وفات کے دن آسمان رو رہے تھے اور زمین رو رہی تھی، اور لوگ اس سے بھی زیادہ غم زدہ تھے۔

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةُ هَالِكٍ رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدُ

اور کیا کسی بھی مرنے والے کی مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے برابر ہو سکتا ہے، جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

تَقَطَّعَ فِيهِ مَنْزِلُ الْوَحْيِ عَنْهُمُ وَقَدْ كَانَ ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيُنْجِدُ

یہ وہ دن تھا جس میں لوگوں سے وہ شخص منقطع ہو گیا، جس پر وحی کا نزول ہوتا اور اس کا نور پست و بالا مقامات کو منور کرتا تھا۔

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَنْ يَقْتَدِي بِهِ وَيُنْقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَيُرْشِدُ

اس کے نور کی جو اقتدا کرتا اسے خدا کے راستے پر لگا دیتا تھا اور ذلت و خواری اور رسوائیوں کی ہولناکیوں سے نکال کر عزت و شرف کے راستے پر چلا دیتا تھا۔

إِمَامٌ لَهُمْ يَهْدِيهِمُ الْحَقَّ جَاهِدًا مُعَلِّمُ صِدْقٍ إِنْ يُطِيعُوهُ يُسْعَدُوا

وہ ان کا ایک ایسا مقتدی و رہنما تھا جو انھیں حق کے راستے کی نشاندہی

پوری کوشش سے کر دیتا تھا، سچائی کا سبق دینے والا تھا، اگر لوگ اس کی اطاعت کرتے تو نیک وسعید بنا دیے جاتے تھے۔

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلَّاتِ یَقْبَلُ عُذْرَهُمْ   وَاِنْ یُحْسِنُوْا فَاللّٰہُ بِالْخَیْرِ اَجْوَدُ

وہ لوگوں کی لغزشوں کو معاف کر دینے والے اور ان کے عذر قبول کرنے والے تھے اور اگر لوگ کوئی اچھے کام کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کرنے میں بے حد سخی ہوتا تھا۔

وَاِنْ نَابَ اَمْرٌ لَمْ یَقُوْمُوْا بِحَمْلِهٖ   فَمِنْ عِنْدِهٖ تَیْسِیْرُ مَا یَتَشَدَّدُ

اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجاتا جس کے لوگ متحمل نہ ہوسکتے تھے تو آپ کی طرف سے ہر ایسے معاملے میں جو دشوار ہوتا آسانی اور سہولت پیدا کر دی جاتی تھی۔

فَبَیْنَا هُمْ فِیْ نِعْمَةِ اللّٰہِ بَیْنَهُمْ   دَلِیْلٌ بِهٖ نَهْجُ الطَّرِیْقَةِ یُقْصَدُ

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ اَنْ یَجُوْرُوْا عَنِ الْهُدٰی   حَرِیْصٌ عَلٰی اَنْ یَسْتَقِیْمُوْا وَیَهْتَدُوْا

عَطُوْفٌ عَلَیْهِمْ لَا یُثَنِّیْ جَنَاحَهٗ   اِلٰی کَنَفٍ یَحْنُوْ عَلَیْهِمْ وَیَمْهَدُ

فَبَیْنَا هُمْ فِیْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اِذْ غَدَا   اِلٰی نُوْرِهِمْ سَهْمٌ مِنَ الْمَوْتِ مُقْصَدُ

پھر اسی اثناء میں جب ان کے درمیان اللہ کی یہ نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں موجود تھی، جو ایک ایسے رہبر تھے جن کے ذریعے سے صاف اور واضح راستہ نظر آجاتا تھا اور اس پر لوگ چل پڑتے تھے، جن پر یہ چیز بڑی شاق تھی کہ لوگ ہدایت کے راستے سے بہک جائیں، جو اس بات کے بڑے حریص تھے کہ لوگ ٹھیک ہو کر صحیح راستے پر لگ جائیں۔ لوگوں پر اتنے مہربان تھے کہ ان سے کسی طرح بے رخی نہیں برتتے تھے، ان پر اتنے شفیق تھے کہ ان کے لیے راستہ ہموار کرتے رہتے تھے، غرض اسی اثناء میں جب وہ اس نور مجسم سے متمتع ہو رہے تھے اچانک موت کا ایک تیر ان کے اس نور پر آکر لگ گیا۔

فَاَصْبَحَ مَحْمُوْدًا اِلَی اللّٰہِ رَاجِعًا   یُبَکِّیْهِ حَقُّ الْمُرْسَلَاتِ وَیُحْمَدُ

اور یہ نور لوگوں کی مدح وثنا لیتا ہوا اللہ کی طرف لوٹ گیا، اس وقت برحق

فرشتے ان پر رو رہے تھے اور ان کی مدح و ثنا میں مصروف تھے۔

وَاَمْسَتْ بِلَادُ الْحُرْمِ وَحْشًا بِقَاعُهَا لِغَيْبَةِ مَا كَانَتْ مِنَ الْوَحْيِ تُعْهَدُ

قِفَارًا سِوَى مَعْمُوْرَةِ اللَّحْدِ ضَافَهَا فَقِيْدٌ يُبَكِّيْهِ بَلَاطٌ وَغَرْقَدُ

اور مکہ اور مکہ کے قرب و جوار کے تمام مقامات سنسان ہو گئے، اس وحی

کے غائب ہو جانے سے، جس کے یہ بلاد عادی ہو گئے تھے، یہ سب ویران

ہو گئے بجز اس آباد لحد کے جس میں ہم سے گم ہونے والا شخص جا کر ٹھہرا ہے جس پر

شجر و حجر رو رہے ہیں۔

وَمَسْجِدُهٗ فَالْمُوْحِشَاتُ لِفَقْدِهٖ خَلَاءٌ لَهٗ فِيْهِ مَقَامٌ وَمَقْعَدُ

اور آپ کے نہ ہونے سے سخت متوحش ہیں اور آپ کی مسجد آج خالی ہے

جس میں آپ کی نشست و برخاست ہوتی تھی۔

وَبِالْحُمَيْرَةِ الْكُبْرٰى لَهٗ ثُمَّ اَوْحَشَتْ دِيَارٌ وَعَرَصَاتٌ وَرَبْعٌ وَمَوْلِدُ

اور حمیرہ کبریٰ میں آپ کے لیے وہاں کے تمام مقامات سنسان ہو گئے، تمام

میدان اور آپ کی جائے پیدائش سب متوحش ہو رہے ہیں۔

وَمَالَكَ لَا تَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِيْ عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

پس اے آنکھ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر نہیں روتی

جس کا ایک حصہ بھی لوگوں کے لیے پورا ہوتا تھا، اس نعمت کے مالک پر جواب

مستور و مخفی ہو گیا ہے۔

فَبَكِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً وَلَا اَعْرِفَنْكَ الدَّهْرَ دَمْعُكَ يَجْمُدُ

پس اے آنکھ، تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت والے رسولؐ پر خوب

رو اور بڑے بڑے آنسو بہا اور میں کبھی نہ دیکھوں کہ تیرے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔

وَجُوْدِيْ عَلَيْهِ بِالدُّمُوْعِ وَاَعْوِلِيْ لِفَقْدِ الَّذِيْ لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوْجَدُ

پس تو ان پر آنسوؤں کی اچھی طرح سخاوت کر اور اس ہستی کے فقدان پر

چیخیں مار مار کر رو جس کی مثال زمانہ بھر میں نہیں پائی جا سکتی۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلُهٗ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

اور گزری ہوئی امتوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شخصیت گم نہیں کی

اور نہ قیامت تک ان کا مثل گم کیا جا سکتا ہے۔

أَعَفَّ وَأَوْفَى ذِمَّةً بَعْدَ ذِمَّةٍ وَأَقْرَبَ مِنْهُ نَائِلًا لَا يُنَكَّدُ

وہ سب سے زیادہ عفیف تھے، وہ ایک کے بعد ایک ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے تھے اور وہ سب سے زیادہ ایسی بخشش کرنے والے تھے جس کا احسان نہیں جتایا جاتا تھا۔

وَأَبْذَلَ مِنْهُ لِلطَّرِيفِ وَتَالِدٍ إِذَا ضَنَّ مِعْطَاءٌ بِمَا كَانَ يُتْلَدُ

اور اس وقت جب بڑے سے بڑا اعطاء و بخشش کرنے والا شخص بھی اپنی موروثی قدیم دولت کو بچا کر رکھتا اور بخل کرتا تھا تو آپ اپنی کمائی ہوئی نئی دولت کو اور پرانی موروثی دولت کو خرچ کرنے میں سب سے آگے تھے۔

وَأَكْرَمَ صِيتًا فِي الْبُيُوتِ إِذَا انْتَمَى وَأَكْرَمَ جَدًّا أَبْطَحِيًّا يُسَوَّدُ

اور جب انتساب کیا جاتا تو گھروں میں شرافت کے لحاظ سے آپ کی ہی سب سے زیادہ شہرت تھی، اور آپ اپنے ان آباؤ اجداد کے اعتبار سے سب سے بڑھ چڑھ کر تھے، جو بطحاء مکہ کے رہنے والے اور مانے ہوئے سردار تھے۔

وَأَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَأَثْبَتَ فِي الْعُلَا دَعَائِمَ عِزٍّ شَاهِقَاتٍ تُشَيَّدُ

وَأَثْبَتَ فَرْعًا فِي الْفُرُوعِ وَمَنْبِتًا وَعُودًا غَدَاةَ الْمُزْنِ فَالْعُودُ أَغْيَدُ

اور بلندیوں کے سب سے زیادہ محافظ اور بلندی پر قائم ہونے والے عزت اور وقار کے وہ مرتفع ستون جنہیں نہایت مستحکم طور پر بنایا گیا ہو، ان پر سب سے زیادہ مستقل مزاجی سے جمے رہنے والے تھے اور تمام شاخوں میں شاخ اور جڑ دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط اور اس لکڑی کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ مضبوط تھے، جسے بادلوں نے اپنے پانی سے غذا پہنچائی ہو پھر وہ لکڑی سب سے زیادہ نرم اور لچکیلی ہوگئی ہو۔

رَبَاهُ وَلِيدًا فَاسْتَتَمَّ تَمَامَهُ عَلَى أَكْرَمِ الْخَيْرَاتِ رَبٌّ مُمَجَّدُ

اور بزرگ و برتر پروردگار عالم نے آپ کے بچپن ہی میں آپ کی بہترین ساخت و پرداخت کی تھی، اس لیے تمام اعلیٰ و اشرف خیر و فلاح کی صلاحیتوں

میں آپ کامل و مکمل ہو گئے تھے۔

تَنَاهَتْ وَصَاةُ الْمُسْلِمِينَ بِكَفِّهِ فَلَا الْعِلْمُ مَحْبُوسٌ وَلَا الرَّأْيُ يُفْنَدُ

آپ کے دستِ مبارک سے مسلمانوں کی لکڑی نہایت مضبوط ہو گئی تھی،

پس نہ آپ کا علم محدود تھا اور نہ آپ کی رائے میں کوئی نقص نکالا جا سکتا تھا۔

اَقُوْلُ وَلَا يُلْقِي لِقَوْلِي عَائِبٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا عَازِبُ الْعَقْلِ مُبْعَدُ

میں یہ دعویٰ کر رہا ہوں اور لوگوں میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں مل سکتا، جو میرے اس دعوے کو غلط ثابت کر سکے، بجز اس شخص کے جو عقل و دانش ہی سے بعید ہو۔

وَلَيْسَ هَوَايَ نَازِعًا عَنْ ثَنَائِهِ لَعَلِّي بِهِ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ اَخْلُدُ

اور آپ کی یہ جو مدح و ثنا میں کر رہا ہوں، اس میں میرا نفس کسی طرح معارض نہیں، مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس مدح و ثنا کی وجہ سے جنت الخلد میں ہمیشہ ہمیشہ رہوں گا۔

مَعَ الْمُصْطَفٰى اَرْجُوْ بِذَاكَ جِوَارَهُ وَفِي نَيْلِ ذَاكَ الْيَوْمَ اَسْعٰى وَاَجْهَدُ

میں اپنی اسی مدح و ثنا کی وجہ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں ان کے ساتھ رہنے کی توقع کرتا ہوں، اور یہی موقع حاصل کرنے کے لیے میں ساری سعی و کوشش اور جد وجہد کرتا ہوں۔

دوسرا مرثیہ حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں جن میں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آہ و بکا کرتے ہیں:

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَاَنَّمَا كُحِلَتْ مَآقِيهَا بِكُحْلِ الْاَرْمَدِ

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ اَصْبَحَ ثَاوِيًا يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى لَا تَبْعَدِ

تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اسے نیند ہی نہیں آتی، گویا اس آنکھ کے کناروں میں تنکوں کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔ اس ہادی و مہدی پر آہ و بکا کرنے کی وجہ سے جو اپنے ٹھکانے لگ گیا ہے، اے وہ ہستی! جس نے اس زمین کو چل کر بار بار روندا ہے! مجھ سے دُور نہ ہو۔

وَجْهِي يَقِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ

میرا چہرہ آپ کو مٹی سے بچائے، افسوس! کاش میں آپ سے پہلے ہی (اہل مدینہ کے) مقبرہ بقیع الغرقد میں دفن کر دیا جاتا۔

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ ۔۔۔ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ النَّبِيِّ الْمُهْتَدِي

اس نبی مہتدی (ہدایت یافتہ) پر میرے ماں باپ قربان جس کی وفات دوشنبہ کو میرے سامنے ہی ہو گئی۔

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّدًا ۔۔۔ مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدِ

اس لیے اب میں آپ کی وفات کے بعد حیران و ششدر ہوں اور ادھر ادھر دیکھتا پھرتا ہوں، اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔

أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ ۔۔۔ يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ

کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا؟ اے کاش صبح صبح مجھے کالے ناگوں کا زہر پلا دیا جاتا۔

أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللهِ فِينَا عَاجِلاً ۔۔۔ فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ مِنْ غَدِ

یا آج کی شام یا کل کی شام میں جلدی سے اللہ کا امر ہمارے لیے نازل ہو جائے۔

فَتَقُومُ سَاعَتُنَا فَنَلْقَى طَيِّبًا ۔۔۔ مَحْضًا ضَرَائِبُهُ كَرِيمَ الْمَحْتِدِ

پھر ہمارا وقت آجائے، پھر ہم اس پاک و طیب ہستی سے جا کر مل جائیں جس کی فطرت خالص اور جس کی اصل شریف ہے۔

يَا بِكْرَ آمِنَةَ الْمُبَارَكَ بِكْرُهَا ۔۔۔ وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْأَسْعُدِ

نُورًا أَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا ۔۔۔ مَنْ يُهْدَ لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِي

اے ان آمنہ کے لال، جن کا یہ لال مبارک ثابت ہوا اور آمنہ کے وہ لال جسے ہزار نیک بختیوں کے ساتھ ایک عفیفہ ماں نے جنا تھا جو ایسا نور تھا جس نے سارے عالم کو منور کر دیا اور جو بھی اس مبارک نور سے ہدایت کے راستے پر لگایا جا سکتا تھا وہ سیدھے راستے پر لگ گیا۔

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَنَبِيَّنَا ۔۔۔ فِي جَنَّةٍ تَثْنِي عُيُونَ الْحُسَّدِ

اے پروردگار! تو ہم سب کو ہمارے نبی کے ساتھ اس جنت میں ایک

جگہ جمع کر دے جس سے حاسدوں کی آنکھوں کو بٹھا دیا جائے

فِی جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاکْتُبْهَا لَنَا   یَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

اس جنت الفردوس میں جمع کر دے، پھر یہ جنت الفردوس ہم لوگوں کے لیے لکھ دیے۔ اے جلال وجبروت اور حقیقی بلندی اور سرداری کے مالک۔

وَاللهِ اَسْمَعُ مَا بَقِیْتُ بِهَالِكٍ   اِلَّا بَکَیْتُ عَلَى النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

خدا کی قسم! زندگی میں جب کبھی کسی مرنے والے کا حال سنوں گا تو مجھے اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رونا آتا رہے گا۔

یَا وَیْحَ اَنْصَارِ النَّبِیِّ وَرَهْطِهِ   بَعْدَ الْمُغَیَّبِ فِی سَوَاءِ الْمَلْحَدِ

ضَاقَتْ بِالْاَنْصَارِ الْبِلَادُ فَاَصْبَحُوْا   سُوْدًا وُجُوْهُهُمْ کَلَوْنِ الْاِثْمِدِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحدی قبر کے اندر دفن ہونے کے بعد انصار نبی اور گروہ نبی کا کتنا برا حال ہو گیا ہے۔ انصار مدینہ کے لیے تمام بلاد تنگ ہو گئے، اس لیے اب ان کے چہرے سرمے کے رنگ کی طرح سیاہ پڑ گئے۔

وَلَقَدْ وَلَدْنَاهُ وَفِیْنَا قَبْرُهُ   وَفُضُوْلُ نِعْمَتِهِ بِنَا لَمْ نَجْحَدِ

اور آپ کو ہمیں لوگوں نے جنا تھا (کیونکہ آپ کے ماموں آپ کے آباء کی طرف سے مدینہ کے مشہور قبیلہ بنو النجار سے تھے) اور ہمیں لوگوں میں آپ کی قبر بھی بنی اور آپ کی بڑی بڑی افضل نعمتوں کا جو ہمارے لیے ہوئیں، ہم انکار نہیں کر سکتے۔

وَاللهُ اَکْرَمَنَا بِهِ وَهَدٰی بِهِ   اَنْصَارَهُ فِیْ کُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے ذریعے سے شرف عطا فرمایا اور آپ کے ذریعے سے ہر موقع پر انصار مدینہ کی ہدایت فرمائی۔

صَلَّى الْاِلٰهُ وَمَنْ یَّحُفُّ بِعَرْشِهِ   وَالطَّیِّبُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ اَحْمَدِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ہستی پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے اور وہ ملائکہ جو عرش الٰہی کو گھیرے رہتے ہیں اور پاک وطیب لوگ آپ کے لیے دعائے رحمت فرمائیں۔

تیسرا مرثیہ ابن اسحاق نے کہا: حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں جن میں وہ آنحضور صلعم

نَبِّ الْمَسَاكِيْنَ اِنَّ الْخَيْرَ فَارَقَهُمْ — مَعَ النَّبِيِّ تَوَلّٰى عَنْهُمُ سَحَرًا

مساکین کو خبر دے دو کہ خیر و فلاح ان سے ان نبی کریم کے ساتھ رخصت ہوگئی ہے جنھوں نے صبح کے وقت ان سے اپنا منہ پھیر لیا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ عِنْدَهُ رَحْلِيْ وَرَاحِلَتِيْ — وَرِزْقُ اَهْلِيْ اِذَا لَمْ يُوْنِسُوا الْمَطَرَا

اَمْ مَنْ نُعَاتِبُ لَا نَخْشٰى جَنَادِعَهُ — اِذَا اللِّسَانُ عَتَا فِي الْقَوْلِ اَوْ عَثَرَا

اب وہ کون ہے جس کے لیے میرے سامانِ سفر اور سواری کا انتظام کیا جائے گا اور جس کے پاس میرے اہل خانہ کو اس وقت رزق ملتا تھا، جب لوگ بارش کو محسوس بھی نہیں کرتے تھے (اور قحط سالی ہوتی تھی)، یا اب وہ کون ہے جس سے اگر ہم روٹھ جائیں تو اس کے فتنہ و شر کا اس وقت ہمیں کوئی اندیشہ نہ ہو، جب ہماری زبان سے کچھ غلط کلمات نکل جائیں یا اس سے کوئی لغزش ہو جائے۔

كَانَ الضِّيَاءَ وَكَانَ النُّوْرَ نَتْبَعُهُ — بَعْدَ الْاِلٰهِ وَكَانَ السَّمْعَ وَالْبَصَرَا

وہ روشنی تھا وہ نور تھا کہ خدا کے بعد ہم اس کا اتباع کرتے تھے، وہ ہمارا کان اور ہماری آنکھ تھا۔

فَلَيْتَنَا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمُلْحِدِهٖ — وَغَيَّبُوْهُ وَاَلْقَوْا فَوْقَهُ الْمَدَرَا

لَمْ يُتْرِكِ اللّٰهُ مِنَّا بَعْدَهُ اَحَدًا — وَلَمْ يُعِشْ بَعْدَهُ اُنْثٰى وَلَا ذَكَرًا

پس کاش! جس روز لوگوں نے آپ کو قبر میں اتارنے والے کے ذریعے سے زمین میں چھپا دیا اور آپ کو غائب کر دیا پھر آپ کے اوپر مٹی ڈال دی، اسی روز اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو بھی آپ کے بعد نہ چھوڑتا اور ہر مرد اور عورت کو زندہ نہ رکھتا۔

ذَلَّتْ رِقَابُ بَنِي النَّجَّارِ كُلِّهِمُ — وَكَانَ اَمْرًا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ قَدْ قُدِرَا

تمام بنو النجار کی گردنیں اس دن جھک گئیں اور یہ اللہ کا ایک ایسا حکم تھا جو مقدر کیا جا چکا تھا۔

وَاقْتُسِمَ الْفَيْءُ دُوْنَ النَّاسِ كُلِّهِمُ — وَبَدَّدُوْهُ جِهَارًا بَيْنَهُمْ هَدَرَا

اور اس دن مال غنیمت تمام لوگوں کے بغیر تقسیم کیا گیا اور ان لوگوں نے اپنے درمیان علی الاعلان اسے لغو قرار دے کر تتر بتر کر دیا۔

چوتھا مرثیہ حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے ہیں، جن میں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آہ و بکا،

تے ہیں۔

الیتُ مَا فِی جَمیعِ النَّاسِ مُجتَہِداً ۔۔۔ مِنِّی اِلَیۃِ بَرٍّ غَیرَ اِفنَادِ
تَاللّٰہِ مَا حَمَلَت اُنثیٰ وَلَا وَضَعَت ۔۔۔ مِثلَ الرَّسُولِ نَبِیِّ الاُمَّۃِ الہَادِی

جو چیزیں بھی تمام لوگوں میں ہوتی ہیں، میں نے اپنی طرف سے ان سب کی ایسی قسم کھائی ہے جسے بغیر کوتاہی کے پورا کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے نبی ہادی کے مانند آج تک کسی بھی ماں نے نہ کوئی بچہ حمل میں رکھا ہے اور نہ جنا ہے۔

وَلَا بَرَا اللّٰہُ خَلقاً مِن بَرِیَّتِہٖ ۔۔۔ اَوفیٰ بِذِمَّۃِ جَارٍ اَو بِمِیعَادِ
مِنَ الَّذِی کَانَ فِینَا یُستَضَاءُ بِہٖ ۔۔۔ مُبَارَکَ الاَمرِ ذَا عَدلٍ وَاِرشَادِ

اور اللہ تعالیٰ نے آج تک اپنی ساری مخلوقات میں کوئی بھی ایسا انسان پیدا نہیں کیا، جو پڑوسی کی ذمہ داری اور اپنا عہد اس ہستی سے زیادہ پورا کرنے والا ہو جو ہمارے اندر تھی، جس کے ذریعے سے روشنی حاصل کی جاتی تھی، جس کا ہر معاملہ بابرکت تھا اور جو عدل و انصاف اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھی۔

اَمسیٰ نِسَاءُکَ عَطَّلنَ البُیُوتَ فَمَا ۔۔۔ یَضرِبنَ فَوقَ قَفَا سِترٍ بِاَوتَادِ

آپ کی ازواج مطہرات نے اپنے گھروں کو معطل کر دیا ہے اور اب وہ اپنے پردوں کے پیچھے میخیں نہیں لگاتیں۔

مِثلَ الرَّوَاہِبِ یَلبَسنَ المَبَاذِلَ قَد ۔۔۔ اَیقَنَّ بِالبُؤسِ بَعدَ النِّعمَۃِ البَادِی

یہ ازواج مطہرات اب راہبوں کی طرح معمولی اور متبذل کپڑے پہنتی ہیں۔ انھوں نے نعمت کے بعد کھلی ہوئی مصیبت پر عقیدہ قائم کر لیا ہے۔

یَا اَفضَلَ النَّاسِ اِنِّی کُنتُ فِی نَہَرٍ ۔۔۔ اَصبَحتُ مِنہُ کَمِثلِ المُفرَدِ الصَّادِی

اے وہ ہستی، جو تمام انسانوں میں افضل ہے، میں پہلے ایک دریا میں تھا اور اب اس دریا سے اس شخص کی طرح دور ہو گیا ہوں جو یکہ و تنہا اور پیاسا ہو۔

ابن ہشام نے کہا: پہلے شعر کا آخری مصرعہ ابن اسحٰق سے مروی نہیں۔

تمّ الکتاب

حررہ ابو عبید العلیم ربانی